انوارِ محبوبین

مشتمل بر احوال و آثار

المعروف
حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

لختِ جگر
حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

مولفہ

پیر عبدالعلیم قریشی طیبی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

طیبی پبلی کیشنز

155- حبیب اللہ روڈ، خضر پارک، گڑھی شاہو، لاہور۔

Marfat.com

انوارِ محبوبین

مشتمل بر احوال و آثار

المعروف
حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

لختِ جگر
حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

مولفہ

پیر عبدالعلیم قریشی طیبیؔ

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

طیّبی پبلی کیشنز

155-حبیب اللہ روڈ، خضر پارک، گڑھی شاہو، لاہور۔

Marfat.com

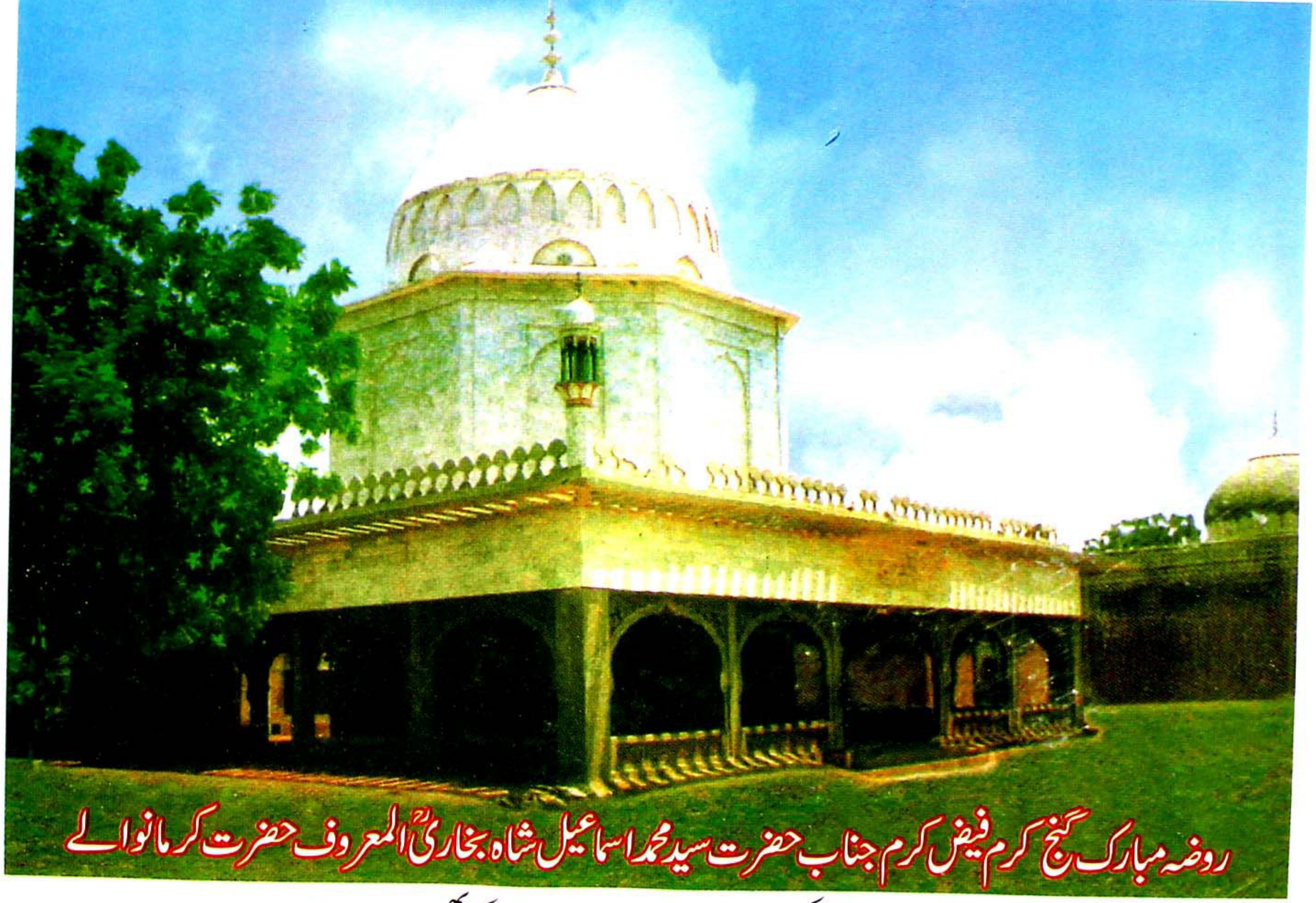

روضہ مبارک گنج کرم فیض کرم جناب حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاریؒ المعروف حضرت کرمانوالے

آپ کے ساتھ آپکے دو صاحبزادگان اور پوتے کے بھی مزارات ہیں
انتہائی دائیں طرف آپکی بیٹی بے بے جی پاک اور زوجہ مطہرہ کا مزار نظر آرہا ہے

Marfat.com

انوارِ محبوبین

مشتمل بر احوال و آثار

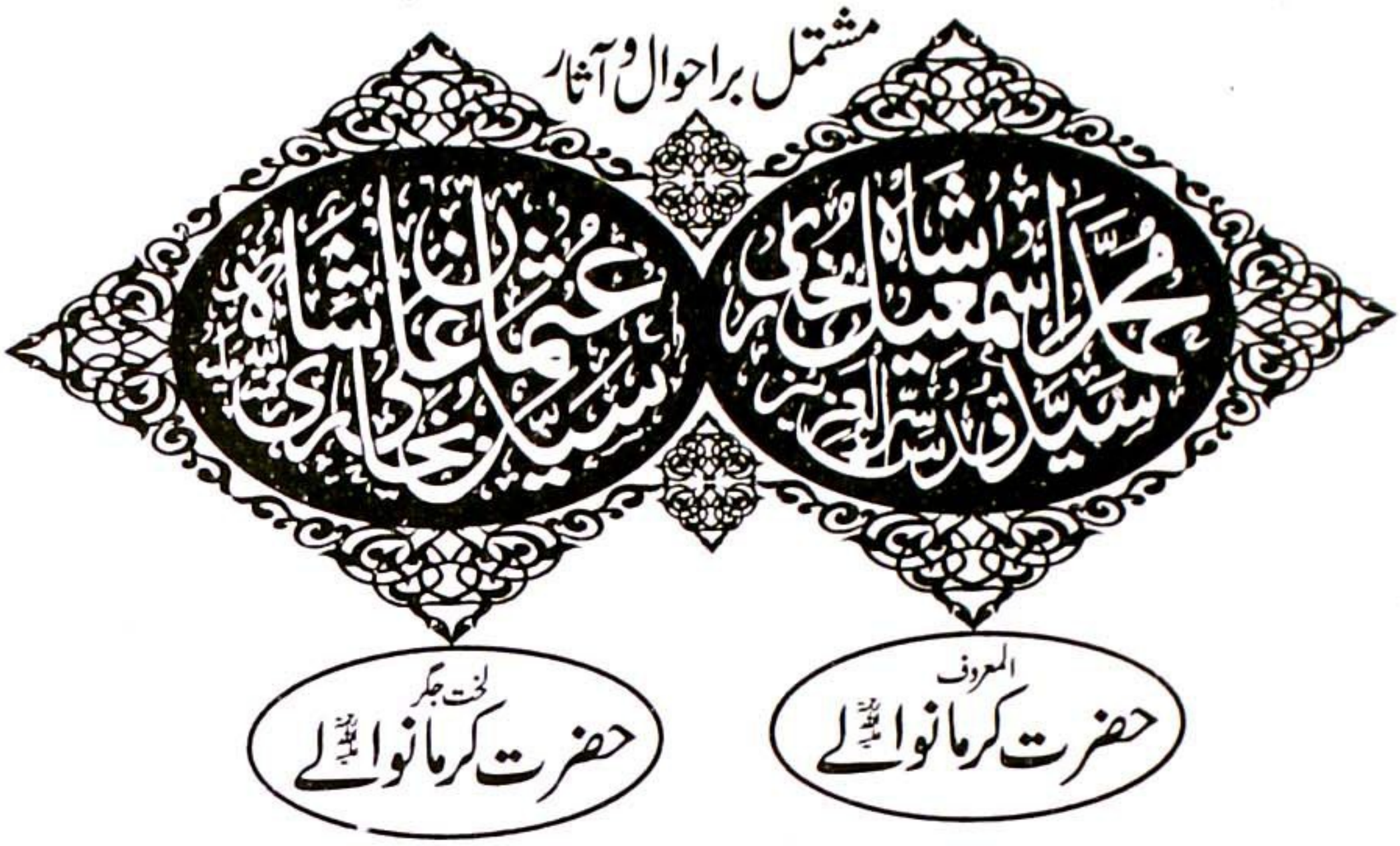

مولفہ

پیر عبدالعلیم قریشی طیبیؔ

مجاز خلیفہ آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

طیّبی پبلی کیشنز

155- حبیب اللہ روڈ، خضر پارک، گڑھی شاہو، لاہور۔

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

84695

کتاب	انوار محبوبین
مؤلفہ	عبدالعلیم قریشی طیبی
	خلیفہ مجاز، آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف
طابع وناشر	عبدالعلیم قریشی طیبی
باراول	16 رمضان المبارک 1426ھ
	بمطابق 21 اکتوبر 2005ء
تعداد	گیارہ صد
قیمت	300/- روپے

ملنے کا پتہ

1- آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف۔اوکاڑہ

2- المدینہ گارمنٹس۔طیبی گارمنٹس محافظ پلازہ
28 نیو انارکلی لاہور 7124789

3- کرمانوالہ بک شاپ گنج بخش روڈ۔لاہور

طیبی پبلی کیشنز۔155 حبیب اللہ روڈ، خضر پارک۔گڑھی شاہو، لاہور۔

0300-4195779_6375040

Marfat.com

اِنتساب

زُبدۃُ العَارفین قُطب الاقطاب

میر طیب شاہ بخاری

سیّد قُدس سرّہُ العزیز

سجادہ نشین آستانہ عالیہ

حضرت کرمانوالے شریف (اوکاڑہ)

جنکی چشمِ بصیرت کا ضیائے نُور

ہر طرف جَلوہ فگن ہَے

Marfat.com

عکسِ تحریر خلیفۂ مجاز حضرت قبلہ شاہ صاحب کرمانوالے مدظلہ العالی
(بنام حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری)

اللہ حافظ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر جس نے
ہماری ہدایت کیواسطے ایک ایسے شیخ
کامل کو مبعوث فرمایا جو سراسر رحمت الٰہی
کے دریا ہین - لیکن افسوس صد افسوس ہمارے
عقل و علم پر کہ ہم اونکی اتباع سے قاصر ہین
یا الٰہی بندہ کو اپنے محبوب کی سچی محبت سے مالامال فرما

تون ارحم الراحمین و اکرم الاکرمین ہے میرے
حضرت کا بندہ سراسر شرمندہ و پریشان ہو رہا ہے
ذکر الٰہی سے بالکل غافل اور بدخیالی کے قید مین
مبتلاء للہ جلشانہ رحم فرماوین - بجز حضور وسیلہ کاملہ
نجات اخروی اور کوئی نہین ہے غلام ہی کیطرف
خطا ہو رہی ہے - ایک لڑکا غلام کے ہان رات دیر وار کو
پیدا ہوا اوسکا نام کیا رکھا جاوے - مطلع فرماوین
عثمان شاہ فوت ہو گیا تھا - اوسکے بعد محمد علی ہے -

اسٹیشن پھیروشہر - ضلع فیروزپور
معرفت خوشی محمد - عاجز از کرمانوالہ

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

اے خدائے جمال و زیبائی
خُوب ہے تیری عالم آرائی
تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو
محوِ حیرت ہے تابِ گویائی
سب میں موجود اور سب سے جدا
کون سمجھے یہ رازِ تنہائی!
پارہ پارہ قبائے استدلال
ریزہ ریزہ ہے دامِ جویائی
کیا نظر آئے ما سوا کا جہاں
دیکھ کر تیری شانِ یکتائی
یاس میں غم میں اور مشکل میں
تیری رحمت ہی سب کے کام آئی
اعظم اِس نام سے ہے گلشن میں
زندگی ، تازگی و رعنائی

اعظم چشتی

Marfat.com

نعت شریف

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں
بگیرو شاہ شہ مدینہ گرد و بصد تضرع پیام برخواں
نبہ و پچیدن ادب طرازئی سر ارادت نماک آں کو
صلوٰۃ دائم بروح پاک جناب خیر الانام بر خواں
بشنو زمن صورت مثال نما زبگزار اندر آں جا
بلحن خوش سورۃ محمد تمام اندر قیام برخواں
بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبریل گہے جبیں سا
صلوٰۃ متی علیٰ نبی گہے بہ باب السلام برخواں
بلحن داوٗد ہم خواشو بہ نالہ درد آشیا بتو
بہ بزم پیغمبر ایں غزل را زعبد عاجز نظام برخواں

محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مندرجہ بالا نعت شریف کے خواص صفحہ نمبر ۶۰۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

منقبت حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ساڈا کرمانوالہ پیر ساڈا کرمانوالہ پیر

چن جیئے مکھڑے دے وچ نور دی تنویر

ویکھو حضرت کرمانوالہ مدنی ماہی دا متوالہ

اک واری جے کرم کماوے بدل دیوے تقدیر

اس دا آکھیا آکھیا رب دا اس دے اکھیاں وچ رب لبھدا

مٹ جاوے دکھ درد وی سب دا آون جو دل گیر

جوکہ دیوے اوہ ہو جاوے رومی ایہو گل فرماوے

کامل پیر دی ایہو نشانی راہ وچوں موڑے تیر

شاہ ولایت قطب زمانہ ویکھو ساڈا پیر یگانہ

حضرت میاں شیر محمد دی کامل تصویر

دلدیاں گلاں جانے آپے جو بولن تے رحمت جاپے

ویکھو میرے پیر ہوراندے بولن دی تاثیر

پیر دی دید نوں اکھیاں ترسن بن ساون دیاں بدلیاں برسن

بیلی ویکھن پیر خانے دل اکھیاں دے وچ نیر

اہل اللہ دے در آیئے پڑھ بسم اللہ ذکر سنایئے

نجم سخن ور ایتھوں ملدی کلے دی تنویر

نجم

Marfat.com

منقبت حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عجب میں نے شان دیکھے کرمانوالے پیر دے
بیڑے کیتی پار جاندے ہر دل دلگیر دے
دل نوں روشن کیتی جاندے شعلے بدر منیر دے
چہرے دی کی صفت دساں والضحیٰ دی شان اے
ممتحن دی تعریف کی راز یہ رحمان اے
طالب مولا جو مولا کول مولا منگ دے
اسنوں صبغت اللہ دے رنگ وچ رنگ دا
فَـایْـنَـمَـا و صبـغـت الـلـہ دے رنگ وچ رنگ دے
عجب میں نے شان دیکھے کرمانوالے پیر دے
حاجیا کر حج بھاویں حج والا دیکھ توں
دویں گلاں بخشدے نے دیکھ اپنے لیکھ توں
لوہے نو چا سونا کردے اثر جو اکثیر دے
عجب میں نے شان دیکھے کرمانوالے پیر دے

حاجی نظام دین
خلیفہ مجاز آلومہار شریف

Marfat.com

نعت شریف

یہ نعت سارنگ صاحب اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنایا کرتے تھے

اس نگری نو کوہ طور آکھو جتھے سجناں دا پھیرا اے
وہ دل بھی عرش معلےٰ ہے جس دل وچ یار دا ڈیرا اے
تسی سانوں مکھ دکھلانا نہیں اسی دید بنا ایتھوں جانا نہیں
اساں مڑ مڑ جگ تے آنا نہیں
ساڈا جوگیاں والا پھیرا اے
جیڑے دل عشق نے چور کیتے
تیرے نیناں نے مخمور کیتے
انہیں دل تو دور کیتے بھول گیا میرا تیرا اے
نا علم وچ پھسا سانوں
کوئی یار دی گل سنا سانوں
اوتھے علم دا سکہ نہیں چلدا جتھے
عشق ہوراں دا پھیرا اے
میری آس امید دی دنیا وچ
تیری یاد دا دیوا بلدا روے
اے محبوبا دیا محبوبا اے سارا ای چانن تیرا اے
چل اعظم اوتھے جا وسئے
جتھے یار دا آنا جانا اے
اس نگری وچ کی رہنا جتھے سجناں بعد اندھیرا اے

اعظم چشتی

Marfat.com

نعت شریف

جناب سارنگ صاحب منڈی تاندلیا والے بیان کرتے ہیں کہ بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ نعت شریف اکثر پڑھا کرتے تھے۔

وائے مدینہ جائیں میرا حال آکھی جا کے
اس در آستان دے انکھیا دے نال لا کے
آنکھی یا شاہ مدینہ بردا تیر ا کمینہ ڈبدا میرا سفینہ
دکھلاؤ پار لا کے
وائے مدینہ جائیں میرا حال آکھیں جا کے
اک یہ بھی عرض کرنا دین نہ لوگ مینا
مینوں دور نہ کرنا قدموں دے وچ بلا کے
آنکھیں یا حبیب باری ہوئی عمر ضائع ساری
عملاں دی جے پھیج ہوئی مر ویسا شرم کھا کے
وائے مدینہ جائیں قدماں دے وچ کھلو کے کہیں بار بار رو کے

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
01	مقدمہ	21
	پہلا باب	
02	سیرۃ رسول عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	33
03	حالات وواقعات ۔ ولادت باسعادت	34
04	سراپاء اقدس	49
05	چہرۂ اقدس کے انوار	50
	دوسرا باب	
06	فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واولیائے نقشبند	57
07	مناقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	61
08	ارشاداتِ عالیہ	75
09	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	84
10	ارشاداتِ عالیہ	86
11	حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	88
12	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	90
13	ارشادات عالیہ	97
14	حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	99
15	ارشاداتِ عالیہ	107
16	حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	112
17	ارشاداتِ عالیہ	121
18	حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	125
19	حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	127

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
20	ارشاداتِ عالیہ	128
21	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	130
22	ارشاداتِ عالیہ	133
23	حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	142
24	حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	143
25	حضرت علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	144
26	ارشاداتِ عالیہ	144
27	حضرت خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	149
28	حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	152
29	ارشاداتِ عالیہ	158
30	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	162
31	ارشاداتِ عالیہ	176
32	مراقبہ، مشاہدہ، محاسبہ	178
33	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	191
34	ارشاداتِ عالیہ	192
35	حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	196
36	حضرت خواجہ عبیداللہ شاہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	199
37	ارشاداتِ عالیہ	205
38	حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	212
39	ارشاداتِ عالیہ	213
40	حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	215
41	حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	216
42	ارشاداتِ عالیہ	217
43	بلاد ہند میں نسبت نقشبندیہ کا ظہور	218

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
44	خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہندوستان میں ورود مسعود	218
45	ارشاداتِ عالیہ	229
46	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	234
47	فتنہ الحاد و ارتداد کی سرکوبی	238
48	عہد جہانگیری	244
49	اتباع سنت کی تاکید	246
50	ارشاداتِ عالیہ	247
51	حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب بعروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	258
52	ارشاداتِ عالیہ	262
53	حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	266
54	حضرت خواجہ شیخ عبدالاحد المشہور شاہ گل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	267
55	حضرت خواجہ محمد حنیف پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	270
56	حضرت خواجہ محمد ذکی مطہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	271
57	حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	272
58	حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	274
59	ارشاداتِ عالیہ	282
60	حضرت خواجہ قاضی احمد دمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	285
61	مسئلہ اعانت	287
62	حضرت خواجہ سید شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	291
63	رشد و ہدایت	299
64	حضرت خواجہ سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	301
65	ارشاداتِ عالیہ	304
66	حضرت صاحبزادہ سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	307
67	حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	308

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
68	اولاد و خلفاء	313
69	مجدد دوراں، قطب زماں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	314
70	آباؤ اجداد	314
71	ولادت باسعادت	315
72	بیعت وخلافت	317
73	رشد وہدایت	318
74	صورت وسیرت مبارک	319
75	معمولات	320
76	مکاشفات وکرامات	323
77	اہل حاجت کی امداد	325
78	اصلاح عقائد	327
79	خدمت انسانیت	330
80	وصال	331
81	خلفائے کرام	332
82	ارشادات عالیہ	334
	تیسرا باب	
83	حالات زندگی زبدۃ العارفین، قطب الاقطاب سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری	339
84	حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	
85	ولادت باسعادت	340
86	حصول علوم دینیہ	341
87	منازل سلوک	342
88	ہجرت	344
89	حلیہ مبارک	346
90	لباس	347

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
91	خورد ونوش	348
92	اخلاق کریمانہ	349
93	کرمانوالہ شریف کی وجہ تسمیہ	355
	چوتھا باب	
94	معمولات وعبادات حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	360
95	دعا	363
96	آداب طعام	369
97	دیگر معمولات	370
98	جمعۃ المبارک کی خصوصی اہمیت	373
99	حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خطبہ جمعۃ المبارک	377
100	نماز تراویح	381
	پانچواں باب عقائد حضرت کرمانوالے (عقائد اہل سنت وجماعت)	
101	عقائد اہل سنت وجماعت	384
102	انعقاد محافل میلاد	386
103	حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاظر ناظر جاننا	386
104	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب	388
105	حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایصال ثواب	403
106	حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیارات مزارات	405
107	حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور توحید باری تعالیٰ	410
	چھٹا باب	
108	طریقہ تلقین وارشاد	415
109	اتباع شریعت کا جذبہ	423
110	نسبت وطریقت	438

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
111	نسبت اتحادی	439
	ساتواں باب	
112	اقوال زریں حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	442
113	کثرت درود شریف	450
114	قرآن پاک کی تفسیر اور احادیث مبارکہ	456
	آٹھواں باب	
115	علوشان حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	461
	نواں باب کرامات / کرامات بعد از وصال	
116	کرامات۔ قتل کے ملزموں کا بری ہونا	493
117	گمشدہ اشیاء کی بازیابی	525
118	ملازمت کا ملنا، ملازمت میں ترقی، بحالی ملازمت	527
119	علمائے کرام پر خصوصی لطف وکرم	529
120	عقیدت مندوں / متوسلین کی مشکل کشائی	531
121	موت کے منہ سے نجات	548
122	شر اعداء سے حفاظت کا انوکھا ہتھیار (عصائے موسےٰ)	549
123	مشکل مسئلے کا حل	550
124	قدیمی مسجد نور اور کنوئیں کی آبادکاری	551
125	میٹھے پانی کا کنواں جاری ہونا	552
126	عازم حج کے لئے زادراہ	552
127	ریاست فرید کوٹ کے حکمرانوں پر نظر کرم	554
128	ٹیوب ویل درست ہوگیا	555
129	دریا کا رخ بدل گیا	556
130	مسیحائی کرامات	557

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
131	اولاد نرینہ کا عطا ہونا	571
132	کرامات بعد از وصال	574
133	نسخہ جات	581
	دسواں باب	
134	اولاد پاک ..... حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	585
135	وصال	586
	گیارہواں باب	
136	ابتدائی حالات زندگی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	589
137	ہجرت سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	590
138	حلیہ مبارک سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	590
139	خورد ونوش سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	591
140	لباس مبارک سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	591
141	معمولات وعبادات سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	591
142	اخلاق کریمانہ سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	593
143	عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	598
144	پابندی شریعت سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	599
	بارہواں باب	
145	علو شان باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	602
146	مجذوب کا آپ کی طرف بھیجنا	609
	تیرہواں باب مکاشفات، کرامات باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	
147	مکاشفات	614
148	قتل کی سزا سے بچ جانا	622

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
149	شرفاء کے ساتھ دیگر افراد کا بھی بری ہو جانا	624
150	مارشل لاء میں مقدمہ سے بَری ہو جانا	625
151	بن مانگے بھینس کا عطا ہونا	625
152	تیرہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل مل گئی	627
153	بیماری سے شفا	627
154	مسوں کا ٹھیک ہو جانا	628
155	بیمار بچے کا عالم دین بن جانا	632
156	اولاد نرینہ کا عطا ہونا	633
157	سات حج کروا دیئے	635
158	مدرسے کے لیے جگہ کامل جانا	635
159	سرکاری ملازمت کا ملنا	636
160	بغیر ٹیسٹ/انٹرویو کے ملازمت کا ملنا	636
160	اعلیٰ تعلیم کے لیے رقم کا بندوبست ہونا	637
161	ملازمت میں ترقی ہونا	637
162	دفتر سے تبادلہ پر فارغ ہونے کے بعد بھی تبادلہ منسوخ ہونا	638
163	تبادلہ منسوخ ہونا	638
164	قرض سے نجات	639
165	ملکیت زمین سے زیادہ بڑا پانی کا موگا منظور ہونا	639
166	ملازمت پر بحالی	640
167	ٹریکٹر کا ملنا اور دیگر عنایات کریمانہ	641
168	ریل گاڑی کا واپس آنا	641
169	مدرسہ کا تعمیر ہونا	642

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
170	زمین کا ہموار ہونا	643
171	منسوخ شدہ زمین کا بحال ہونا	643
172	مسجد کا تعمیر ہونا	644
173	بغیر سفارش کے تبادلہ	644
174	مقدمہ میں کامیابی	645
175	بچی کی شادی کے لیے رقم کا انتظام ہونا	645
176	ضبط شدہ زمین کی بغیر وکیل عدالت سے بحالی	647
177	کرامات بعد از وصال	653
178	بنک میں غلط قرض دینے سے بچالیا	654
179	بیماریوں سے شفا	655
180	امداد غیبی	656
181	پٹرول پمپ کا لگ جانا	657
182	چودھواں باب	
	قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حج پر روانگی	659
183	بارہ سال سے رکی ہوئی منزل بحال ہوگئی	659
184	بحری جہاز پر رکے عازمین حج کو حج کی اجازت	660
185	مدینہ منورہ کی حاضری	663
186	مدینہ منورہ میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معمولات	664
187	مدینہ منورہ میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جود وسخا	666
188	پندرھواں باب	
	اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے والہانہ محبت	
189	اور خصوصی رابطہ	668

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	سولھواں باب	
190	اقوال زریں سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	675
191	عطائے خلافت	676
192	شادی مبارک	678
193	وصال	678
194	اپنے وصال کے بارے میں اشارۃً ارشادات	679
	سترہواں باب	
195	دعوتی و تبلیغ سرگرمیاں	681
196	حضرت کرمانوالہ اسلامک یونیورسٹی کا قیام	683
197	اغراض و مقاصد	684
198	شجرہ نقشبندیہ عالیہ مجددیہ طیبہ	686
199	شجرہ نسب حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	687

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الْوَرٰی وَ عَلٰی صَحْبِہٖ وَ مَصَابِیْحِ الْھُدٰی فِیْ غَوَّاشِ الدُّجٰی وَ عَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ مَادَامَتِ الْاَرْضُ وَ السَّمٰوٰتُ الْعُلٰی

انوار محبوبین جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے ان دو محبوبوں کا ذکر جمیل ہے کہ جنکے بارے میں حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور حاش للہ کہ بر آرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چا بگسلد ایں سلسلہ را

اگر کوئی کوتاہ فہم ان کو ناقص جانے یا ان پر زبانِ طعن دراز کرے تو اس کی مرضی، میں تو خدا کی پناہ کہ ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں جہان کے تمام شیر اسی سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں۔ لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ کو درہم برہم نہیں کر سکتی۔

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری حضرت کرمانوالہ رضی اللہ عنہ اور انکے صاحبزادہ ذی وقار سید عثمان علی شاہ بخاری صاولیائے کرام کے جھرمٹ میں شیر نہیں بلکہ ببر شیروں کا مقام رکھتے ہیں

Marfat.com

وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب خاص ہیں۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی پوری حیات مبارکہ جو کہ اسی سال سے زیادہ عرصہ پر محیط تھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت میں دن رات محنت شاقہ کر کے گذاری۔ اور جیسا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا طرّہ امتیاز ہے مکمل اتباع سنت اور اپنے پیر کامل سے اخلاص اور محبت۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تمام عمر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سر مو بھی انحراف نہ کیا بلکہ نہ صرف خود اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پابند رہے بلکہ اتباع سنت کی یہ پابندی اپنے مریدین / متبعین میں اپنی ایک نظر کیمیا اثر سے اجاگر کر دی چنانچہ آج بھی ہر طرف آپ کے متبعین باریش وسنت مطہرہ کے مظہر اور پابند صوم وصلوٰۃ نظر آتے ہیں۔

حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سر حلقہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہیں "دنیا میں اگر کسی کو دوست بناتا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کو دوست بناتا۔" حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلعت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ ضبط احوال، خاموشی اور دردمندی اسی نسبت کے لوازم ہیں۔ یہ اسی خلعت کا ثمرہ ہے کہ حضرات نقشبندیہ کی سیر سلوک تمام انبیاء علیہم السلام کی سیر کے تحت انفسی ہے اور سیر آفاقی اس کے ضمن میں طے کرادی جاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہ کو اس اعتبار سے ایک نرالی شان نصیب ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باطن میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے بہرہ یاب ہیں اور بااعتبار نسب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ بالفاظ دیگر آپ ظاہری و باطنی طور پر حضرات شیخین کریمین کی عظمت وشان کے وارث ہیں۔ آپ نے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج، دین قیم کے احیاء اور بدعات فاسدہ کے ازالہ کو عمر بھر شعار بنائے رکھا اور اس سلسلہ میں قطعاً کسی قسم کی مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ فتنہ الحاد اور نظام باطل سے متصادم ہوئے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر اپنے عظیم اور پاکیزہ طرز عمل کو برابر جاری رکھا۔ آپ کے جمیع خلفاء اور صاحبزادگان نے اس مشعل نور کو فروزاں رکھا اور اس کی روشنی میں حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف افراد امت کی رہبری کی۔ یہ ذکر یہاں بے محل نہ ہوگا کہ آپ کے صاحبزادے حضرت

84695

Marfat.com

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کی تعداد نو لاکھ کے قریب ہے جن میں کم وبیش سات ہزار خلفاء ہیں۔ سندھ میں صاحبزادہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تربیت یافتہ ایک بزرگ خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جن سے حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیض یاب ہوئے۔ قاضی صاحب موصوف کو قیام مدینہ منورہ کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے یہ ارشاد ہوا تھا کہ ہمارا ایک عزیز تمہارے پاس پہنچے گا، ولایت کی یہ نسبت تم اس کے حوالہ کر دینا۔ یہ باطنی نسبت جو آخر کار حضرت شاہ حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف ''حضرت بھورے والے'' کا مقدر بنی۔ شاہ صاحب موصوف اور آپ کے اخلاف واعقاب کے دم قدم سے مکان شریف ضلع گورداسپور میں بے شمار ہندو اور سکھ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت میاں امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جن سے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسب فیض کیا۔ پاک وہند کے وسیع وعریض علاقوں میں حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان جاری وساری ہوا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اور ارشادات مبارکہ میں یہ تاثیر تھی کہ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والے شخص کی کایا پلٹ جاتی تھی، وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ باطن کی بدولت سابقہ گناہوں سے تائب ہو جاتا اور اس کے دیدہ ودل میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ان کے اور انکے صاحبزادہ ذی شان کے احوال وآثار پیش نظر کتاب کی زینت ہیں۔

مقتدمین حضرت والا کے احوال وآثار پر طائرانہ نظر ڈالنے سے ایک حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے، وہ یہ کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو سلسلہ فروغ گیر ہوا ان کے خلفاء میں اکابر اولیاء نسبت مجددیہ کے حامل ووارث ہوئے۔ جنھوں نے فیوض وبرکات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو چار دانگ عالم میں پھیلایا۔ مگر حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باطنی نسبت کوئی دو اڑھائی سو سال تک مستور رہی۔ بالفاظ دیگر حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نگاہ کرم اس نسبت کی حفاظت وتربیت پر مرکوز رہی، پھر مدت مدید کے بعد اس نسبت کا تمام وکمال ظہور مکان شریف کے سادات کرام اور ان کی اولاد واحفاد کی مقدس ارواح پر ہوا۔ بعد ازاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے خلفائے عظام اور

Marfat.com

بالخصوص حضرت شاہ محمد اسمٰعیل صاحب حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس نسبت جلیلہ کے وارث و مظہر بنے۔ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت اور اجازت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کرموالہ ضلع فیروز پور انڈیا میں اپنے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا اور قیام پاکستان کے وقت ہجرت کی سنت پر عمل کرتے ہوئے موجودہ مقام حضرت کرمانوالہ شریف میں قیام پذیر ہو کر یہاں سے اپنے فیوض و برکات کا چشمہ جاری فرما دیا۔

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی جامع کمالات تھی۔ علوم معقول و منقول کے فارغ التحصیل جبیں طاعت الٰہی سے روشن روئے مبارک پر دود مان مصطفوی کا جمال و وقار، نگاہ میں اتباع سنت کی ضیاء، فطرت میں پاکیزگی کا جوہر، نفس میں بلا کا اخفاء و استتار، روح انوار مجددیہ سے لبریز جس پر نسبت چشتیہ کا سوز و گداز مستزاد تھا۔ ستم رسیدگان دہر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو نصرت ربانی ان کی دستگیر ہوتی۔ طالبان حق باریاب ہوتے تو انہیں بھی استعداد سے بڑھ کر نوازا جاتا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو وہ شان و تمکنت عطا فرمائی تھی جو خاصان بارگاہ کا طرہ امتیاز ہے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اقلیم ولایت کا ایک تاجدار خلق خدا میں رونق افروز ہے۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے لخت جگر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج اور ترقی اور اپنے مریدین/متبعین کی روحانی تربیت کا جو اہتمام کیا ایسے ہی اعلیٰ صفت بزرگان دین کے بارے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات شریف میں یہ رباعی نقل کرتے ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند — کہ برنداز رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

نقشبندیہ بزرگ ایسے عجیب قافلہ سالار ہیں — کہ چپکے چپکے اپنے غلاموں کو حرم شریف پہنچا دیتے ہیں

چنانچہ آپکی نظر کرم سے مریدین/متبعین کی ایک بہت بڑی تعداد نہ صرف روحانی طور پر بلکہ دنیاوی طور پر بھی بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپکے صاحبزادہ ذی شان سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلہ فیوض و برکات کو جاری رکھا اور آپکے مریدین/متبعین کی روحانی ترویج و ترقی کے علاوہ انکی دامے، سخنے، قدمے غرض ہر طرح سے امداد و اعانت جاری رکھی

Marfat.com

دراصل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین/ متبعین کی خدمت کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ہوا تھا اور اسی مقصد کا ایفا کرتے ہوئے آپ نے اپنی تمام زندگی بسر کر دی اور تا وصال مبارک یہ سلسلہ جاری رکھا۔

موجودہ زمانے میں اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان دنوں بزرگان سلف کے مانند کوئی ہستی نہیں ہے اسی سبب سے وہ اولیاء اللہ کی صحبت کے فیض سے محروم رہ جاتے ہیں اور زندگی غفلت میں گزار دیتے ہیں۔ بدگمانی محض نادانی کی وجہ سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ اس گروہ کو حاصل ہوا ہے وہ کمال متابعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوا ہے متابعت سنت سنیہ اور ولایت وقرب کی راہ ایسی نہیں جو کہ صرف سابقہ زمانے کے لئے ہی مخصوص تھی بلکہ وہ ہمیشہ باقی ہے اور قابلیت و اہلیت انسانی بھی موجود ہے جو سمجھ دار ہے وہ پا لیتا ہے پس تمام طالبوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے زمانے میں ایسے شخص کی جستجو کریں۔ اس گئے گزرے زمانے میں بھی اولیاء اللہ موجود ہیں وہ بے شک شب قدر کی طرح پوشیدہ ہیں چنانچہ حدیث شریف میں اس امر کی طرف اشارہ ہے:

"مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِه.
فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"

ترجمہ: جس نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہل کی موت مرا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (سورۃ یوسف پارہ ۱۳)

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان لوگوں سے کہہ دو میرا راستہ یہ ہے کہ میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں یہ راستہ میں نے اور میرے متبعین نے پوری پہچان کے بعد اختیار کیا ہے۔

Marfat.com

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ

ترجمہ: شیخ (پیر کامل) اپنی قوم میں اسی طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے۔

مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ، لَا دِیْنَ لَہٗ

ترجمہ: جس کا کوئی شیخ (پیر کامل) نہ ہو وہ بے دین ہے۔

پس راہ خدا میں سالک کے لئے ایسے ہادی کی بے حد ضرورت ہے جو خدائے بزرگ و برتر کی طرف لے جانے والے راستہ کی رہبری کر سکے اور اس پیر کے سلسلہ کی اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہوں اور اس کا ظاہر اور باطن حضرت حبیب رب العلمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے اتباع کامل سے آراستہ ہو چنانچہ کشف و کرامات کی چنداں پرواہ نہ کی جائے اور نہ ان کو کمال کی شرط خیال کیا جائے پس جو شخص صحت کامل یعنی نسبت محمدیہ کا طلب گار ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سنت نبوی کی پیروی کو تمام ریاضتوں اور مجاہدوں سے افضل سمجھے اور جو انوار و برکات اس سے حاصل ہوں ان کو تمام فیوضات سے ارفع و اعلیٰ خیال کرے اور جس بزرگ کی خدمت میں رہ کر یہ احوال حاصل ہوں اس کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب جان کر اس کی خدمت کرنا اپنے لیے فرض عین سمجھے اور اس کا مرید بن کر شریعت کے فوائد حاصل کرے تاکہ قیامت کے دن حسرت اور ندامت کی آگ میں جلنے سے محفوظ رہے۔ یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ یہ دنیا ایسے بزرگوں سے کسی لمحہ خالی نہیں رہ سکتی، ان کی برکت سے آسمانوں سے پانی برستا ہے اور ان کی بدولت زمین کو تر و تازگی اور رعنائی حاصل ہوتی ہے۔ عالم انسانیت ان کے دم قدم سے آباد ہے۔ پہاڑ ان کی برکت سے قائم اور دریا ان کے فیض سے جاری ہیں۔ کائنات ارضی و سماوی کا نظام ان کے دم قدم سے قائم ہے۔

جب اس بندہ ناچیز کو سیدی مرشدی فخر السادات۔ فخر المشائخ پیر طریقت قطب ولائت

Marfat.com

سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہ العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف نے انوار محبوبین کی تیاری کا حکم فرمایا تو بندہ نے اپنی غفلت بے علمی اور بے بضاعتی کے باوجود اس بار گراں کو سرانجام دینے کو اپنے لئے سعادت دارین تصور کیا اور دن رات اس کی تیاری میں کمر بستہ ہوگیا۔ چنانچہ آپ کی نظر عنائت اور پیر بھائیوں کے تعاون سے آپ کے سامنے انوار محبوبین کتاب کی شکل میں پیش کرنے کے قابل ہوگیا۔

اولیائے امت بزرگان دین کے حالات زندگی سے واقفیت کیوں ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَانُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَاءَ كَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ" وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ " (پارہ12، ع10)

ترجمہ : اے محبوب: ہم گذشتہ انبیاء کے قصے آپ سے اس غرض سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے قلب کو ثابت قدمی حاصل ہو اور اس کے ذریعے سے آپ تک سچائی اور نصیحت پہنچے اور مومنوں کے لیے ذکر (نصیحت)۔

اسی طرح نیکوں کی باتیں اور مرشدوں کی حکایات اور ان کے احوال مریدوں کے دل کی تربیت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سے طالب رنج و مصیبت میں ثابت قدم رہ کر مردان خدا کی سی خصلتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے:

" اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ "

ترجمہ: ہر انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

نیز

وَ مَنْ اَحَبَّ قَوْماً حَشَرَهُ اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِهِمْ

Marfat.com

ترجمہ : جوشخص کسی قوم سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کوان کے زمرے میں اٹھائے گا۔

نیز

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْم ۔ فَهُوَ مِنْهُمْ "

ترجمہ: جوکسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ ان میں سے ہی ہوگا۔

مشائخ کے احوال اوران کے اسماء کا ذکر ہی رحمت الٰہی کے نزول اور نجات وبخشش کا باعث بنتا ہے۔

اس بارے میں یہ بزرگان دین خود کیا فرماتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"حِكَايَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْد" مِّنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْقُلُوْب يُعِيْنُهَا لِفُتُوحِ اللّٰهِ "

ترجمہ: ''مشائخ کی حکایتیں لشکرِ الٰہی ہیں جس سے دلوں کوفتوح الٰہی حاصل ہوتی ہیں۔''

حضرت حاتم اصم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب تک کچھ حصہ قرآن پاک کا اور کچھ حصہ اپنے پیروں کی حکایات کا نہ پڑھ لوتب تک ایمان سلامت ہی نہیں رہ سکتا۔

ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ جب اکابر دین اور مشائخ عظام وفات پا جائیں تو پھر ہم کیا کریں تا کہ سلامت رہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ان کا کلام پڑھو،ان کی باتیں سنو،ان کے علوم ومعارف پرغور کرو، پھر سلامت رہو گے۔

شیخ عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے بعد دوسرے درجے پر اہل اللہ کے اقوال واحوال ہیں اور سب حکایات میں سے عمدہ حکایات صوفیاء کی ہیں۔ان کی باتیں پڑھنے اور سننے سے ان کے ساتھ نسبت پیدا ہوتی ہے اور یہی نسبت نجات کا موجب ہوگی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

" تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ "

ترجمہ: نیک لوگوں کا ذکر خیر ہوتو رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ عظام کا ارشاد ہے کہ تو اس بات کی کوشش کر کہ اپنی جگہ دوستان حق کے دل میں بنائے اور اگر یہ بات میسر نہ آ سکے تو دوستان خدا کی دوستی کو اپنے دل میں جگہ دے۔ جب تیرا دل ان کی دوستی کا مقام ہوگا تو تیرا خانہ دل حرص وہوا سے پاک ہو جائے گا۔ ان کی محبت کے سوا اور کسی چیز کی تیرے دل میں سمانے کی گنجائش ہی نہ رہے گی۔

حضرت شیخ ابوبکر جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے محبت رکھو جو حق تعالیٰ سے محبت رکھتا ہو اگر یہ نہیں ہوسکتا تو ان کے علوم ومعارف کا مطالعہ ضرور رکھو تا کہ ان کی برکت سے تم رفتہ رفتہ حق تعالیٰ جل شانہ تک پہنچ جاؤ۔

حب درویشاں کلید جنت است

حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخری وقت میں یہ نصیحت کی کہ اول تو پیروں کی باتیں سنو اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم نام ضرور یاد رکھو تا کہ اس کی برکت سے بہرہ ور ہوسکو۔ نیز فرمایا کہ مرید کی سب سے اچھی نسبت تو یہ ہے کہ اس نے پیر کو دیکھا ہو اور کمال محبت سے ان کی صحبت میں رہ چکا ہو۔ ان کی صحبت کی برکت سے ایسی باتیں حاصل ہوں گی جو اور کسی طرح نصیب نہ ہوں گی۔

حضرت شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ افسوس کسی شخص نے اولیاء اللہ کی قدر نہ پہچانی۔ اس زمانہ میں جس شخص کو اہل اللہ کے احوال وافعال کا مشاہدہ اور اقوال کا علم حاصل نہیں ہوتا وہ ان کے حق میں ایسی ویسی باتیں کرتا ہے اور ان کا منکر ہو جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ان کے اقوال وافعال کا انکار ایسا ہی ہے جیسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں کا انکار ہے۔

اسی طرح نیکوں کی باتیں اور مرشدوں کی حکایات اور ان کے احوال مریدوں کے دل کی تربیت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس سے وہ رنج ومصیبت میں ثابت قدم رہ کر مردان خدا کے خصائص اپنے اندر پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنے احوال اور انکے احوال کا موازنہ کریں۔ اگر موافق ہوں تو شکر بجالائیں اور اگر مخالف ہوں تو استغفار کریں اور مجاہدے میں کوشش

Marfat.com

کریں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کوتاہ اندیشوں کا بزرگوں کی کرامات اوران کے احوال سے انکار کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ خود ان اسرار سے آشنا نہیں ہوتے اور احوال کا نشان تک ان میں نہیں پایا جاتا۔ یہ نفی اس واسطے کرتے ہیں کہ عوام کے روبرو رسوا نہ ہوں۔ پاک لوگوں کے کام کا اندازہ اپنی حالت سے نہ کرو۔ خواہ دیکھنے میں کیسا ہی آسان ہو۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ لوگ مشائخ کی نسبت عجیب عجیب اعتقاد رکھتے ہیں۔ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ وہ گدا اور محتاج ہیں۔ ان کم فہم لوگوں کو یہ علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی ولی کو خلقت کا محتاج ہی نہیں رکھتا۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے محتاج ہوں حالانکہ یہ دنیا اپنی تمام نعمتوں کے ساتھ ان کے قدموں میں ڈال دی جاتی ہے۔

اس سارے سلسلہ دین و دنیا کے مقصود کائنات محبوب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے چند اقتباسات کے ساتھ اس کتاب کا آغاز کیا گیا ہے اس کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سرحلقہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہے۔ کتاب میں شجرہ شریفہ عالیہ نقشبندیہ میں شامل تمام بزرگان دین کا مختصراً تعارف خیر و برکت کے حصول کے لئے شامل کیا گیا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ
یُحِبُّکَ وَ حُبَّ حَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمْ۔
اٰمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن"

اے مولا کریم! ہمیں اپنی اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اہل بیت اطہار

Marfat.com

صحابہ کرام اور اپنے پیارے بندوں کی محبت عطا فرما۔ اسی محبت میں تا دم آخر سرشار رکھ اور کل بروز قیامت جب ہم اٹھیں تو یہی حقیقی محبت کا جذبہ ہمارے دلوں میں موجزن ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو شرف قبولیت عنائت ہوا اور یہ میرے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو۔

" وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَ نُوْرِ عَرْشِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ وَ ارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ "

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

پیر عبدالعلیم قریشی طیبی
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف

Marfat.com

باب اوّل

سیرۃ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

مشتمل بر احوال و آثار

Marfat.com

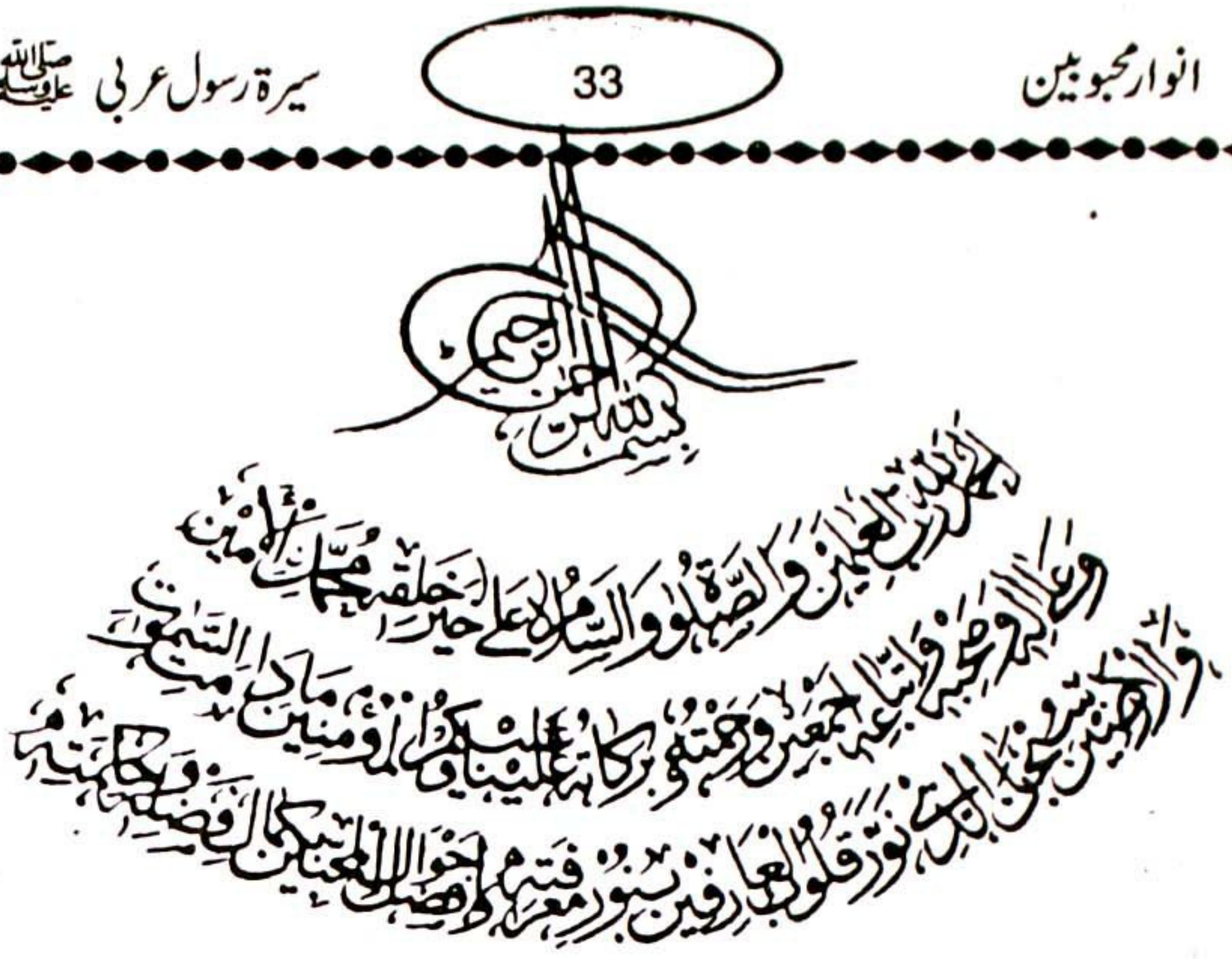

تمہید

اس کتاب کے اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل بطور تمہید حضور اکرم نور مجسم ﷺ اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حالات تبرکاً و تیمناً شامل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ قارئین کرام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جس پاک ہستی کا ذکر خیر اس جگہ مطلوب ہے اس کا تعلق سر چشمہ فیضان سرمدی کے ساتھ کن ذرائع سے ہوا اور وہ کس راہ سے معرفت الٰہی کی بلندیوں تک پہنچے۔ اہل نظر حضرات جانتے ہیں کہ طریقت کے تمام سلسلے حضور نبی کریم ﷺ پر منتہی ہوتے ہیں۔ فیوض و برکات کا اصل منبع رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبین کا منصب عطا فرما کر تا قیام قیامت کل بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ تمام عالم انبیائے سابقہ علیہم السلام کی تعلیمات سے روگرداں ہو کر ضلالت و معصیت میں غرق ہو چکا تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر بت پرستی اور شرک اختیار کیا جا چکا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ لوگ اخلاقی اقدار سے منہ پھیر کر ہولناک تباہیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ توحید کی بجائے تثلیث اور بت پرستی رواج پا چکی تھی۔ اس پر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور دنیا کی ہدایت کے لیے اپنے آخری رسول ﷺ کو بھیج کر پھر اپنی مخلوق پر رحمتوں کے دروازے کھول دیئے۔

Marfat.com

حالات و واقعات ولادت باسعادت

شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھے زچگی والی حالت طاری ہوئی تو مجھے ستارے یوں نظر آنے لگے گویا وہ بالکل میرے قریب آ گئے ہیں حتی کہ میں سوچنے لگی کہ کہیں یہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔ جب میں نے ان کو جنم دیا تو ان سے ایک ایسا نور برآمد ہوا جس کی وجہ سے ہمارے مکان تمام اور اطراف واکناف روشن ہو گئے حتی کہ جدھر دیکھتی نور ہی نور نظر آتا، اور اس نور کی روشنی میں مجھے شام کے محلات تک نظر آ گئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے ان کو جنم دیا تو وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے آسمان کی طرف دیکھنے لگے پھر سجدہ کیا۔ وقت ولادت آپ ﷺ ناف بریدہ تھے اور اپنا انگوٹھا چوس رہے تھے پستان سے دودھ کا فوارہ پھوٹ رہا تھا۔

مخدوم ابن ہانی اپنے باپ ہانی سے نقل کرتے ہیں جن کی عمر ایک سو پچاس برس کی تھی۔ فرماتے ہیں جس رات نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی ایوان کسری لرز اٹھا اور اسکے چودہ کنگرے گر گئے۔ بحیرہ سادہ خشک ہو گیا اور آتش کدہ فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزار سال سے روشن تھی اور ایک لمحے کے لیے بھی اس کو بجھنے نہیں دیا گیا تھا۔

سب سے پہلے جس نے حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلایا وہ ابولہب کی باندی ثویبہ تھی جس شب حضور اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی ثویبہ نے ابولہب کو بشارت پہنچائی کہ تمہارے بھائی حضرت عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے ابولہب نے اس مژدہ پر اس کو آزاد کر کے حکم دیا کہ جاؤ آپ سسس کو دودھ پلاؤ حق تعالیٰ نے اس خوشی ومسرت پر جو ابولہب نے حضور ﷺ کی ولادت پر ظاہر کی اس کے عذاب میں کمی کر دی اور شنبہ کے دن اس پر سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اس حدیث میں میلاد شریف پڑھوانے والوں کے لیے حجت ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کی رات خوشی ومسرت کا اظہار کریں اور خوب مال وزر خرچ کریں۔ مطلب یہ کہ باوجود یہ کہ ابولہب کافر تھا اور اس کی مذمت

Marfat.com

قرآن کریم میں نازل ہو چکی ہے جب اس نے حضور ﷺ کی میلاد کی خوشی کی اور اس نے اپنی باندی کو دودھ پلانے کی خاطر آزاد کر دیا تو حضور ﷺ کی طرف سے حق تعالیٰ نے اسے بھی اس کا بدلہ عنایت فرمایا۔

منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سات دن سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند دن ثویبہ کا دودھ پیا اس کے بعد حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی۔ چونکہ ان کا اپنا نام ونسبت ہی حلم ووقار اور سعادت کے ساتھ متصف تھا اور وہ سعد بن بکر سے ہیں جن کی شیریں زبانی اعتدال آب وہوا اور فصاحت و بلاغت مشہور ومعروف ہے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں عربوں میں سب سے زیادہ فصیح ہوں اس لیے کہ میں قریشی ہوں اور میں نے قبیلہ بنی سعد بن بکر کا دودھ پیا ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ ابن اسحاق بن راہویہ، ابو یعلی طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم سعدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ بنی سعد بن بکر کے ساتھ دودھ پلانے کے لیے کسی بچے کے لیے مکہ مکرمہ آئی۔ یہ زمانہ شدید قحط سالی کا تھا آسمان سے زمین پر پانی کا قطرہ تک نہ برسا تھا ہماری ایک مادہ گدھی تھی جو لاغری وکمزوری کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتی تھی۔ ایک اونٹنی تھی جو دودھ کا ایک بوند نہ دیتی تھی۔ میرے ساتھ میرا بچہ اور میرے شوہر تھے ہماری تنگی کا یہ عالم تھا کہ رات چین سے گذرتی تھی اور نہ دن آرام سے۔ جب ہمارے قبیلہ کی عورتیں مکہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کے لیے تمام بچوں کو لے لیا۔ حضور ﷺ کے متعلق جب وہ یہ سنتی تھیں کہ یتیم ہیں تو ان کے یہاں جاتی ہی نہ تھیں۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لے لیا ہو صرف میں ہی باقی تھی اور حضور ﷺ کے سوا کسی کو نہ پاتی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا خدا کی قسم بغیر بچہ لیے مکہ مکرمہ سے لوٹنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ میں جاتی ہوں اور اسی یتیم بچہ کو لے لیتی ہوں۔ میں اسی کو دودھ پلاؤں گی۔ اس کے بعد میں گئی میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں لپٹیں مار رہی ہیں آپ ﷺ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا ہے اور آپ ﷺ خراٹے لیتے ہوئے اپنے گدے پر محو خواب ہیں چونکہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ﷺ نیند میں خراٹے لیتے تھے اور کبر سنی میں بھی خراٹوں کی آواز سنائی دیتی تھی حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کو

Marfat.com

نیند سے بیدار کر دوں مگر میں آپ ﷺ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی پھر میں نے آہستہ سے قریب ہوکر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھا تو آپ ﷺ نے تبسم فرما کر اپنی چشم مبارک کھول دی اور میری طرف نظر کرم اٹھائی تو آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پرواز کر گیا۔ میں نے آپ ﷺ کی دونوں چشمان مبارک کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا تا کہ دودھ پلاؤں میں نے داہنا پستان آپ ﷺ کے دہن مبارک میں دیا آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا پھر میں نے چاہا کہ اپنا بایاں پستان دہن مبارک میں دوں تو آپ ﷺ نے نہ لیا اور نہ پیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لہ ٰ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابتدائی حالت میں ہی عدالت وانصاف ملحوظ رکھنے کا الہام فرما دیا تھا اور آپ ﷺ جانتے تھے کہ ایک ہی پستان کا دودھ آپ ﷺ کا ہے کیونکہ حلیمہ سعدیہ کا اپنا ایک لڑکا بھی ہے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ کا یہ حال رہا کہ ایک پستان کو حضور ﷺ اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے پھر میں آپ ﷺ کو لے کر اپنی جگہ آئی اور اپنے شوہر کو دکھایا وہ بھی آپ ﷺ کے حسن و جمال مبارک پر عاشق ہوگئے اور سجدہ شکر ادا کیا۔ وہ اپنی اونٹنی کے پاس گئے دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے حالانکہ اس سے پہلے اس کے تھن میں دودھ کا ایک قطرہ نہ تھا۔ انہوں نے اسے دوہا جسے انہوں نے بھی پیا اور میں نے بھی پیا اور ہم خوب سیر ہوگئے اور خیر و برکت کے ساتھ اس رات چین کی نیند سوئے چونکہ اس سے پہلے بھوک و پریشانی میں نیند نہیں آتی تھی میرے شوہر نے کہا اے حلیمہ بشارت ہو کہ تم نے اس ذات مبارک کو لے لیا تم نہیں دیکھتیں کہ ہمیں کتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہے یہ سب اسی ذات مبارک کے طفیل ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اور زیادہ خیر و برکت رہے گی حلیمہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد چند راتیں ہم مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے۔

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد لوگوں نے ایک دوسرے کو رخصت کیا اور مجھے بھی سیدہ آمنہ نے رخصت کیا میں اپنے دراز گوش (یعنی مادہ گدھی) پر حضور ﷺ کو اپنی گود میں لے کر سوار ہوئی میرا دراز گوش خوب چست و چالاک ہوگیا اور اپنی گردن اوپر تان کر چلنے لگا۔ جب ہم کعبہ کے سامنے پہنچے تو تین سجدے کیے اور اپنے سر کو آسمان کی جانب اٹھایا اور

Marfat.com

چلایا۔ پھر قبیلہ کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگا۔ لوگ اس کی تیز رفتاری پر تعجب کرنے لگے عورتوں نے مجھ سے کہا اے بنت ذویب! کیا یہ وہی جانور ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھیں جو تمہارا بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا اور سیدھا ہل تک نہ سکتا تھا؟ میں نے جواب دیا خدا کی قسم یہ وہی جانور ہے اور یہ ہی دراز گوش ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس فرزند کی برکت سے اسے قوی و طاقتور کر دیا ہے اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم اس کی بڑی شان ہے حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دراز گوش کو جواب دیتے سنا کہ ہاں! خدا کی قسم میری بڑی شان ہے میں مردہ تھا مجھے زندگی عطا فرمائی میں لاغر و کمزور تھا مجھے قوت و توانائی بخشی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم پر تعجب ہے اور تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتیں کہ میری پشت پر کون سوار ہے میری پشت پر سید المرسلین خیر الاولین والاخرین اور حبیب رب العلمین ہے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ راستہ میں دائیں بائیں میں سنتی کہ اے حلیمہ تم تو نگر ہو گئیں اور بنی سعد کی عورتو تم بزرگ ترین ہو گئیں اور بکریوں کے جس ریوڑ پر میں گزرتی بکریاں سامنے آ کر کہتیں کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا دودھ پینے والا کون ہے؟ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان و زمین کے رب کے رسول اور تمام بنی آدم سے افضل ہیں ہم جس منزل پر قیام کرتے حق تعالیٰ اس منزل کو سرسبز و شاداب فرما دیتا حالانکہ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا اور جب بنی ساع کی بستی میں پہنچ گئے تو کوئی خطہ اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا میری بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر تر و تازہ اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں تو ہم ان کا دودھ دوہتے اور ہم سب خوب سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو پلاتے ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو ان چراگاہوں سے کیوں نہیں چراتے جن چراگاہوں میں بنی ابی ذویب کی بکریاں چرتی ہیں حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں یہ خیر و برکت کہاں سے آئی ہے یہ برکت و نشاط غیبی کسی اور چارہ سے تھی اس کے بعد ہماری قوم کے چرواہوں نے ہمارے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چرانی شروع کر دیں یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے ان کے اموال اور ان کی بکریوں میں بھی برکت کا نزول فرمایا یہ میں ہی جانتی ہوں کہ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود گرامی کی برکت سے ہے حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بات کرنے کی آئی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنتی "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً" اور رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل مبارک کو یہ فرماتے سنتی "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَدْ وَسَانَا مِتُّ

Marfat.com

الْعُيُوْن وَالرَّحْمَانُ لَا تَاخُذه سِنَة "وَّلَا نَوْم" "اور حضور ﷺ کو پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے اور اشارہ کرتے ہوئے دیکھتی اور جس طرف چاند کو اشارہ فرماتے چاند اسی جانب جھک جاتا اور فرشتے آپ ﷺ کے پنگھوڑے کو ہلاتے ،حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی بھی اپنے کپڑوں میں بول و براز نہیں کیا آپ ﷺ کے بول و براز کا ایک وقت مقرر تھا جب بھی میں ارادہ کرتی کہ آپ ﷺ کے دہن مبارک کو دودھ وغیرہ سے پاک وصاف کروں تو غیب سے مجھ پر سبقت ہوتی اور آپ ﷺ کا دہن مبارک پاک وصاف ہو جاتا اور جب کبھی حضور ﷺ کا ستر کھولتی تو آپ ﷺ حرکت کرتے اور فریاد کرتے یہاں تک کہ میں ستر ڈھانپ دیتی اور اگر ڈھانپنے میں میری طرف سے کوتاہی ہوتی تو غیب سے ڈھانپ دیا جاتا۔

سینہ مبارک کے چاک کرنے اور قلب اطہر کو غسل دینے کا واقعہ بھی دایہ حلیمہ سعدیہ کے یہاں پیش آیا یہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے حلیمہ سعدیہ سے فرمایا اے مادر! مجھے اپنے بھائیوں کے ساتھ جب بکریاں چرانے جاتے ہیں کیوں نہیں بھیجتیں تا کہ میں سیر کروں اور تمہاری بکریوں کو چراؤں چنانچہ حلیمہ سعدیہ نے حضور ﷺ کے بالوں میں کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا کپڑے بدلے اور بد نظری سے بچنے کے لیے آپ ﷺ کی گردن میں ایک تختی باندھی حضور ﷺ نے اسے توڑ کر پھینک دیا اور فرمایا میرا رب میرا محافظ ہے۔اس کے بعد حضور ﷺ اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور بکریاں چرانے میں مشغول ہو گئے جب آدھا دن گزر گیا تو ضمرہ حلیمہ کا لڑکا ابا جان ،اماں جان پکارتا بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا محمد (ﷺ) ہمارے ساتھ کھڑے تھے اچانک ایک شخص نمودار ہوا اور ان کے قریب آ کر انہیں ہمارے درمیان سے پہاڑ پر لے گیا اور لٹکا کر ان کا شکم مبارک چاک کیا آگے ہم نہیں جانتے کہ ان کا کیا حال ہوا اس پر حلیمہ اور ان کے شوہر دوڑتے ہوئے گئے جب آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ ﷺ پہاڑ پر بیٹھے ہوئے آسمان کی جانب دیکھ رہے ہیں جب آپ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو تبسم فرمایا۔

جب رسول اکرم ﷺ 12 -سال کے ہوئے تو حضرت ابو طالب نے شام کی طرف سفر کا ارادہ کیا رسول اکرم ﷺ پر ان کی مفارقت دشوار گزری۔حضور

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا عم من! مجھے یہاں کس کے اعتماد پر چھوڑ رہے ہو؟ میرے والدین اور شفقت کرنے والے تو چل بسے۔ آپ مجھے کس کے سپرد کریں گے؟ یہ سن کر جناب ابو طالب پر رقت طاری ہوئی تو انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جانے کی قسم کھالی۔ وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے گئے اور ہمیشہ آپ ﷺ کے نقیب حال رہے۔ آپ شام کے ایک قصبہ بصریٰ پہنچے۔ وہاں بحیرہ نامی ایک راہب تھا جو علم وفضل میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا اس کے پاس سے عموماً قافلے گزرا کرتے لیکن وہ کسی کی طرف التفات نہ کرتا مگر اس سال جب اہل قافلہ بصری قصبہ کے نزدیک پہنچا تو بحیرہ نے دیکھا کہ اس قافلہ میں ایک ایسی ہستی ہے جس پر بادل سایہ فگن ہے اور جدھر جدھر وہ جاتی ہے وہ بھی ساتھ ساتھ جاتا ہے اور جب وہ ہستی کسی درخت کے نیچے ٹھہرتی ہے تو وہ بادل بھی اس پر ٹھر جاتا ہے۔ اور اس درخت کی شاخیں بھی اس کی طرف جھک جاتی ہیں تا کہ آپ ﷺ کے سر پر سایہ کریں۔ جب بحیرہ نے یہ منظر دیکھا تو اس نے اہل قافلہ کو کھانے کی دعوت دی۔ اس دعوت میں قافلہ کے ہر خورد وکلاں نے شرکت کی مگر حضور ﷺ تشریف نہ لائے۔ حارث بن عبد المطلب نے کہا کہ یہ تو احسان ومروت سے عاری ہے کہ ہم تو دعوت کھائیں اور حضور ﷺ وہیں بیٹھے رہیں جب بحیرہ نے حضور ﷺ کا نام سنا تو حضور ﷺ کی تعظیم کے لیے بے تاب ہو گیا اور حارث کو بلانے کے لیے بھیجا اور خود دیکھتا رہا جب آپ ﷺ درخت کے سایہ سے باہر آئے تو سفید بادل بھی آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ نزدیک پہنچے تو بحیرہ آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے اٹھ بیٹھا اور آپ ﷺ کو گہری نظر سے دیکھنے لگا۔ اس نے ان تمام علامات و نشانات کا مشاہدہ کیا جو وہ کتب سابقہ میں پڑھ چکا تھا۔ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور ادھر ادھر چلے گئے تو بحیرہ آپ ﷺ کے نزدیک آ کر کہنے لگا: اے لڑکے تجھے لات وعزیٰ کی قسم جو پوچھوں سچ بتائے گا۔ قسم کھانے کے سلسلے میں اس نے قریش کی تقلید کی تھی لیکن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دیکھو لات وعزیٰ سے بڑھ کر کوئی چیز قابل قہر وغضب نہیں۔ پھر بحیرہ نے کہا: اچھا تجھے خدا کی قسم جو کچھ پوچھوں گا سچ بتاؤ گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو چاہتے ہو پوچھو۔ بحیرہ نے اپنے خواب بیداری اور تمام احوال وواقعات کے متعلق پوچھا۔ رسول اکرم ﷺ نے شافی وکافی جواب دیا۔ بحیرہ نے جو کچھ بھی آپ ﷺ کی صفات وعلامات سابقہ کتابوں میں پڑھی تھیں ان کی تصدیق ہو گئی۔ پھر اس نے چاہا کہ مہر نبوت

Marfat.com

کا مشاہدہ کرے لیکن رسول اکرم ﷺ اپنے شانہ مبارک سے کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔ جناب ابو طالب کے کہنے پر کپڑا اٹھایا تو مہر نبوت کی وہی صفات جو اس نے آسمانی کتابوں میں پڑھی تھیں، مشاہدہ کیں اور اسے بوسہ دیا۔ پھر زار و قطار روتے ہوئے جناب ابو طالب سے پوچھا: اس بچے کی آپ سے کیا نسبت ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرہ کہنے لگا یہ تیرا بیٹا نہیں یہ امر ضروری ہے کہ اس کے والدین زندہ نہ ہوں۔ ابو طالب کہنے لگے: یہ میرا بھتیجا ہے۔ تو بحیرہ بولا: یہ درست ہے، پھر بحیرہ نے کہا: ان کی آنکھوں کی سرخی کبھی دور ہوئی ہے یا نہیں؟ ابو طالب نے جواب دیا: نہیں، بحیرہ نے کہا: یہ بھی سچ ہے۔ بعد ازاں جناب ابو طالب سے کہا کہ یہ اس امت کا پیغمبر ہوگا اسے جلد از جلد واپس لے جاؤ اور یہودیوں سے اس لڑکے کی حفاظت کرنا کیونکہ جو مجھے پتہ ہے انہیں پتہ چل جائے تو ان کو مار ڈالنے کا قصد کر لیں گے۔ ہم سے اس لڑکے کے متعلق اچھی طرح عہد و پیمان لیا گیا ہے۔ جناب ابو طالب نے پوچھا: تم سے یہ عہد و پیمان کس نے لیا تھا؟ بحیرہ ہنس کر کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے۔ یہ عہد و پیمان انجیل میں موجود ہے اس طرح ابو طالب اس سفر سے مکہ واپس آئے۔

جب حضور اکرم ﷺ نور مجسم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو مکہ کرمہ کی ایک امیر عورت حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے تجارت کی غرض سے ملک شام تشریف لے گئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یک غلام میسرہ نامی آپ ﷺ کی خدمت کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپکی ضروریات کا خیال رکھتا تھا پس آپ ﷺ ایک نصرانی راہب نسطور نامی کے گرجے کے نزدیک ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اس درخت کا گھنا سایہ آپ ﷺ کی جانب جھک گیا یعنی سایہ فگن ہو گیا اور آپ ﷺ کو پناہ دی یہ دیکھ کر راہب نے آپ ﷺ کو پہچان لیا اور کہا اس درخت کے نیچے کبھی کسی نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں اترا اور نبی بھی وہ جو اولوالعزم اور عالیشان ہو پھر اس نے خفیہ علامات نبویہ کو جاننے کے لیے میسرہ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں میں سرخ ڈوری ہے میسرہ نے جب اسے ہاں میں جواب دیا تو علامت نبوت ثابت ہو گئی جس کا اسے گمان تھا اور جس کی وہ تلاش میں تھا۔ اس نے میسرہ سے کہا کہ ان سے جدا نہ ہونا اور ان کی دلجمعی اور نیک نیتی سے خدمت کرنا کیونکہ آپ ﷺ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شرف نبوت عطا کیا ہے اور اپنا برگزیدہ بندہ بنایا ہے پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ واپس

Marfat.com

تشریف لائے حضرت بی بی خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ عورتوں کے درمیان اپنے بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں اور دو فرشتے آپ ﷺ کے سر اقدس پر دھوپ سے سایہ فگن تھے۔ میسرہ نے بی بی خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ اس نے تمام دوران سفر آپ ﷺ کی ایسی ہی کیفیت دیکھی ہے اور آپ ﷺ کے بارے میں راہب کے قول اور وصیت سے بھی بی بی صاحبہ کو آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سفر تجارت میں بہت منافع دیا۔

فیسہ بنت امیہ کہتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ شام سے مراجعت فرما ہوئے تو حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ سے سفر کے حالات و واقعات سن کر دل میں آپ ﷺ کے ساتھ عقد وتزویج کا پختہ ارادہ کرلیا اور اس ارادہ کی تکمیل کو سعادت دارین سمجھا کیونکہ آپ بڑی دانا اور زیرک تھیں جبکہ دوسرے بڑے لوگ ان کے ساتھ مناکحت کے بہت ہی آرزومند تھے اور ہر ممکن کوشش سے دریغ نہیں کررہے تھے انہوں نے دعوت نکاح بھی دی اور مال و دولت بھی خرچ کیا کیونکہ آپ اعلیٰ حسب ونسب کی مالک تھیں اور مالداری و دولت مندی میں سب پر فائق مگر آپ نے کسی کی طرف مطلق توجہ نہ فرمائی اور سید عالم ﷺ کے لیے خود سلسلہ جنبانی کرتے ہوئے فیسہ کو آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا فیسہ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا آپ ﷺ شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس مال و دولت تو ہے نہیں شادی کیسے کروں۔ اس نے عرض کیا اگر جناب کو ایسا رشتہ ملے جو صاحب جمال وکمال بھی ہو اور صاحب ثروت ومال بھی اور شرف وکفایت میں بے مثال تو کیا آپ ﷺ رضامند نہ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کونسا رشتہ ہے اس نے عرض کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے ساتھ عقد کی صورت کیسے بن سکتی ہے فیسہ نے کہا میں ذمہ لیتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں شادی کرلوں گا ابوالحسن بن فارس کہتے ہیں حضرت ابوطالب نے نکاح پڑھایا اور یہ خطبہ پڑھا اس اللہ کے لیے ہیں سب تعریفیں جس نے ہمیں اولاد ابراہیم خلیل اللہ ہونے کا شرف بخشا اور گلستان اسماعیل علیہ السلام کے نونہال بنایا سعد بن عدنان کے اصل سے۔

اور جب آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس کی ہوئی تو قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کی کیونکہ وہ وادی مکہ میں بارشوں اور سیلاب سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اور حجر اسود کو

Marfat.com

نصب کرنے کے بارے میں باہم جھگڑا پیدا ہو گیا کیونکہ ہر ایک شخص اس کو اٹھا کر نصب کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا اس بارے میں بہت بحث وتکرار ہوئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے ایک دوسرے سے لڑائی کے لیے حلف اٹھا لیے اور عصبیت اور جہالت زور پکڑ گئی پھر وہ انصاف کے طالب ہوئے کہ کسی صاحب الرائے بردبار اور پروقار شخصیت سے اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے پس فیصلہ یہ ہوا کہ جو شخص حرم شریف میں باب شیبہ سے پہلے داخل ہو اس سے اس امر کا فیصلہ کراؤ چنانچہ نبی کریم ﷺ سب سے پہلے باب شیبہ سے داخل ہوئے جس پر تمام قریش نے کہا کہ وہ صادق وامین ہیں ہم سب کو ان کا فیصلہ منظور ہے اور ہم اس سردار پر راضی ہیں پس انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی کہ تمام قبائل قریش اس بات پر راضی ہیں کہ آپ ﷺ اس بارے میں ہمارا فیصلہ کریں اور ہمارے حاکم بنیں۔ آپ ﷺ نے حجر اسود کو ایک چادر میں رکھا اور سرداران قبائل قریش کو حکم دیا کہ تمام مل کر حجر اسود کو اس کے نصب کرنے کی جگہ تک پہنچائیں پس ان تمام نے حجر اسود کو اس کی نصب کیے جانے والی جگہ تک اٹھایا اور حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنے دست مبارک سے اس کی موجودہ جگہ پر رکھ دیا اور دیوار میں نصب کر دیا اور یوں اس احسن طریقہ سے اس قضیہ کا حل فرمایا کہ تمام قبائل خوش وراضی ہو گئے اور آپ کی فراست ودانشمندی کے قائل ہو گئے۔

اعلان نبوت سے کچھ عرصہ قبل آپ ﷺ کے دل اقدس میں خلوت اور گوشہ نشینی کی محبت پیدا کر دی گئی تو آپ ﷺ غار حراء میں تشریف لے جاتے زاد راہ ہمراہ ہوتا اور چند دن وہاں عبادت میں مصروف رہتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور دوبارہ زاد راہ لے کر غار حراء کو انوار عبادت سے منور فرماتے اور آپ ﷺ غار حراء میں مصروف عبادت ہی تھے جب پیغام حق آپ ﷺ کو پہنچا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اقراء یعنی پڑھو۔ سرور انبیاء علیہ التحیتہ والثناء نے فرمایا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سینہ سے لگایا اور اچھی طرح دبایا، پھر کہا پڑھیے، آفتاب نبوت ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں، دوبارہ بغلگیر ہو کر خوب دبایا، پھر چھوڑ کر کہا پڑھیے، آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں، تیسری مرتبہ جبرائیل امین نے دبایا اور چھوڑ دیا اور عرض کی۔

Marfat.com

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَ
کْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ
الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۱)

ترجمہ: پڑھیے اپنے رب کے نام اقدس سے جس نے سب مخلوق کو شرف وجود سے مشرف فرمایا انسان (جیسی اشرف المخلوقات کو) منجمد خون کے لوتھڑے (جیسی حقیر شے) سے پیدا فرمایا۔ پڑھیں آپ ﷺ ۔آپ ﷺ کا رب بڑا ہی مکرم ہے جس نے قلم کو ذریعہ تعلیم بنایا انسان کو وہ کچھ بتلایا جو قبل ازیں نہیں جانتا تھا۔

آفتاب رسالت ﷺ ہدایت کے ان انوار کے ساتھ دولت کدہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے تو وحی اور عظیم ذمہ داری کا بوجھ سر پر آ جانے کی وجہ سے جسم اقدس پر لرزہ طاری تھا اور گردن مبارک اور کندھوں کا درمیانی گوشت تھرتھرا رہا تھا اور سردی محسوس ہو رہی تھی جب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے تو فرمایا مجھے چادر اوڑھاؤ آپ نے چادر زیب تن کرائی گھر پہنچ کر آرام وسکون آ گیا اور حالت اضطراب ختم ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے؟ مجھے تو خوف کا احساس ہونے لگا ہے۔

انہوں نے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ جیسی شخصیت کو اللہ تعالیٰ بے یار و مددگار چھوڑ دے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچا سکے بلکہ آپ کو مبارک باد ہو اور خوشخبری۔ اللہ تعالیٰ ہرگز آپ ﷺ کو شرمندہ اور نظر خلائق میں حقیر نہیں ہونے دے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی فرماتے ہیں ہر بات میں سچائی اور صداقت سے کام لیتے ہیں لوگوں کا بوجھ برداشت فرماتے ہیں مہمانوں کی میزبانی فرماتے ہیں اور مصائب و مشکلات میں گھرے ہوئے لوگوں کی نصرت واعانت فرماتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا اس برادرزادہ سے حقیقت سنو اور اپنی رائے سے آگاہ کرو چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے آنحضرت ﷺ نے سارا واقعہ بیان فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا اے

Marfat.com

کاش میں اس وقت جوان وتوانا ہوتا، اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب کہ آپ ﷺ کو قوم قریش مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کرے گی اور آپ ﷺ کو بادل ناخواستہ مدینہ منورہ میں تبلیغ رسالت کا سلسلہ شروع کرنا پڑے گا آپ ﷺ نے کہا کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں جو شخص بھی ان تعلیمات اور احکام کو لے کر آیا ہے قوم نے اس کے ساتھ عداوت ودشمنی کی ہے اگر آپکے وہ ایام میرے مقدر میں ہوئے تو میں ضرور بالضرور آپ ﷺ کی نصرت اور خدمت گزاری کی ہر ممکن کوشش کروں گا پھر جلد ہی ان کا وصال ہو گیا اور آنحضرت ﷺ پر وحی کی آمد بھی وقتی طور پر منقطع ہو گئی اور یہ انقطاع حبیب اکرم ﷺ کے لیے انتہائی حزن وملال کا موجب بنا۔

پھر آپ بیداری کی حالت میں روح وجسم سمیت رات کے وقت مسجد اقصیٰ اور اس کے پاک صحنوں کی طرف لے جائے گئے۔ وہاں سے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا پہلے آسمان پر آپ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی جو وقار اور عظمت میں گھرے ہوئے تھے دوسرے آسمان پر نیک اور پاکباز مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰ علیہ السلام سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی جمالی صورت میں دیکھا چوتھے آسمان پر آپ ﷺ سے حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے اونچے مقام پر اٹھالیا پانچویں آسمان پر حضرت ہارون کو دیکھا جو بنی اسرائیل میں محبوب تھے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور فرعون سے نجات دی۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو حضور قلبی سے اللہ کی طرف متوجہ تھے اور اللہ نے آپ کو نار نمرود سے محفوظ ومامون کیا تھا پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھائے گئے، یہاں تک کہ آپ نے ان قلموں کی آواز سنی جن سے احکام الٰہی لکھے جا رہے تھے وہاں سے آپ اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے قریب ونزدیک کیا (یہاں تک کہ) ”فَدَنٰی فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی“ (سورۃ نجم، پارہ ۲۷) (آپ کمان کے دونوں سروں بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو گئے) اور آپ کے لیے جلالی انوار کے پردے اٹھا دیے گئے اور آپ نے سر کی آنکھوں سے بارگاہ ربوبیت اور اس کے انوار وتجلیات کو دیکھا اور آپ کے لیے ذاتی جلوہ گاہوں میں بزرگی کے فرش بچھائے گئے اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کر دی

Marfat.com

گئیں پھر فضل الٰہی کا بادل برسا اور پچاس کی بجائے پانچ نمازیں فرض کر دی گئیں اور پانچ نماز ادا کرنے سے پچاس نمازوں کا ثواب لازم کر دیا گیا جیسا کہ اللہ نے ازل میں چاہا اور اس کے مطابق حکم کیا پھر آپ اسی رات واپس تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر عقل مند اور ذی شعور لوگوں نے آپ کے معراج کی تصدیق کی لیکن قریش نے آپ کو جھٹلایا اور جسے شیطان لعین نے گمراہ کیا اور بہکایا وہ مرتد ہو گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس رات مجھے معراج سے مشرف کیا گیا صبح کے وقت مکہ مبارکہ میں میں نے اسراء اور معراج کا اعلان کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ قریش مجھے جھٹلائیں گے فرماتے ہیں کہ میں لوگوں سے الگ تھلگ غمگین بیٹھا تھا تو ابو جہل وہاں سے گزرا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر بیٹھ گیا اور استہزاء اور مذاق کے انداز میں پوچھا، کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ تو اس نے دریافت کیا، وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے آج کی رات سیر کرائی گئی اس نے پوچھا، کہاں تک؟ آپ نے فرمایا بیت المقدس تک، اس نے کہا کہ رات کے قلیل حصے میں اتنا دور ودراز کا سفر طے کر کے صبح کو آپ ہمارے درمیان موجود بھی ہوئے آپ نے فرمایا، ہاں، ابو جہل نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ ظاہر نہ کیا کہ میں اس دعویٰ میں آپ کی تصدیق نہیں کر سکتا ہوں، مبادا کہ جب میں لوگوں کو آپ کی طرف بلاؤں تو آپ دعویٰ اسراء سے منحرف ہو جائیں۔ اس لیے اس نے یہ انداز اختیار کیا کہ اگر میں آپ کی قوم کو آپ کے پاس بلاؤں تو جو مجھے بیان کر رہے ہیں، انہیں بھی یہی بیان کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں! وہ پکارا، اے بنی کعب ابن لوی کی جماعت ادھر آیئے، حتیٰ کہ تمام مجالس کے لوگ دوڑے ہوئے اس کی طرف آ گئے اور آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو جہل کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو جہل نے کہا اب آپ اپنی قوم کے سامنے بھی بیت المقدس تک سیر کرنے کا واقعہ بیان کیجئے۔ سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ آج کی رات مجھے سیر کرائی گئی، انہوں نے پوچھا کہاں تک؟ آپ نے فرمایا بیت المقدس تک۔ انہوں نے دریافت کیا (صرف ایک رات میں اتنا دور دراز سفر طے کر کے صبح کے وقت ہمارے درمیان میں موجود بھی ہو گئے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ ان قریش میں سے بعض تو تالیاں بجانے لگے اور بعض تعجب کے طور پر اپنے ہاتھوں کو سروں پر رکھے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے کہا

Marfat.com

کہ آپ مسجد اقصیٰ کی علامات ہمارے سامنے بیان کر سکتے ہیں؟ ان کے سوال کا سبب یہ تھا کہ اُن میں سے بعض ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس تک کا سفر کیا ہوا تھا اور مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا۔ اس بناء پر وہ آپ کے دعوے کی صداقت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو مسجد اقصیٰ کی تفصیلات بیان کرنا شروع کیں۔ بعض امور میں اشتباہ پیدا ہونے لگا تو مسجد اقصیٰ کو اٹھا کر میرے سامنے اس طرح کر دیا گیا، گویا کہ وہ دارِ عقیل کے قریب ہے تو میں نے اس کی جملہ تفصیلات کو بیان کیا جب کہ میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا تو ساری قوم پکار اٹھی کہ تفصیلات کا بیان انہوں نے صحیح صحیح کیا ہے۔

پھر آپ نے ایام حج میں اپنے آپ کو قبائل کے سامنے پیش کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، پس انصار میں سے چھ مرد آپ پر ایمان لائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کے لیے خاص کیا۔ اگلے سال حج کے دوران بارہ مردوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، پھر وہ واپس چلے گئے اس طرح مدینہ منورہ میں اسلام ظاہر ہو گیا اور مدینہ شریف اسلام کی جائے پناہ بن گیا۔ تیسرے سال قبائل اوس وخزرج کے تہتر یا پچھتر مرد اور دو عورتیں آپ کے پاس آئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بڑے بڑے بارہ سردار نقیبوں کو ان کا امیر بنا دیا۔

پس مسلمانوں نے مکہ سے ان کی طرف (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت اس ثواب کی امید میں کی جو ان کے لیے لازم تھا جو کفر کو ترک کریں اور اس سے دور ہو جائیں۔ قریش کو گمان ہوا کہ کہیں حضور نبی کریم ﷺ فوراً اپنے اصحاب سے مدینہ منورہ میں نہ مل جائیں پس انہوں نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے آپکے گھر کا محاصرہ کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر وفریب سے آگاہ فرمایا دور ہجرت کی اجازت دی۔ آپ ﷺ گھر سے نکلے اور سورۃ یٰسین کی آیات تلاوت فرما کر مٹی کی ایک مٹھی بھر کر ان کی طرف پھینک دی۔ کفار اپنی آنکھیں ملتے رہ گئے اور آپ غار ثور کا قصہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار ثور اور سفر ہجرت میں آپ کے ہمرکاب ہونے کا شرف حاصل کیا۔ دونوں غار ثور میں تین راتیں رہے کبوتر اور مکڑیاں آپ کی حفاظت پر معمور تھے (یعنی مکڑیوں نے غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا اور کبوتروں نے انڈے دے دیے تھے جس سے لگتا تھا کہ اس غار میں کوئی داخل نہیں ہوا) پھر پیر کے روز رات کو دونوں غار ثور سے نکلے آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے، سراقہ آپ کے آگے آ گیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے

Marfat.com

عاجزی کی اور اس کے لیے بددعا کی جس پر سراقہ اور اس کے لمبے تیز رفتار گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں اور اس نے آپ سے پناہ مانگی پس آپ نے اسے امان دی۔

آپ مقام قدید میں ام معبد خزاعہ پر گزرے اور اس سے گوشت یا دودھ خریدنا چاہا مگر اس کے خیمہ میں ایسی کوئی چیز نہ تھی آپ نے اس کے گھر میں ایک بہت ہی نحیف ولاغر بکری دیکھی آپ نے ام معبد سے اسے دوہنے کی اجازت مانگی اس نے آپ ﷺ کو اجازت تو دے دی لیکن بولی کہ اگر اس کے نیچے دودھ ہوتا تو ہم خود اس کو دودھ لیتے آپ ﷺ نے اللہ کا نام لے کر اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور آپ ﷺ نے دودھ دوہا اور قوم میں سے ہر ایک کو پلا کر سیراب کر دیا آپ نے پھر دوہا اور ام معبد کے گھر کے تمام برتن دودھ سے بھر دیئے جسے اس کے گھر اپنی ایک ظاہر شناخت کے طور پر چھوڑ دیا اس کا خاوند ابو معبد گھر آیا اس نے دودھ دیکھا تو بہت متعجب ہوا اور ام معبد سے دودھ کے بارے میں پوچھا کیونکہ گھر میں تو کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں تھی جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے سکے ام معبد نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک مبارک شخص اس طرح کی شکل وشباہت والا آیا تھا ابو معبد بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں اور کئی قسمیں کھائیں کہ اگر میں ان کو دیکھ پاؤں تو ان پر ایمان لاؤں ان کی پیروی کروں اور انہی کے پاس رہوں۔ غرض حضور اکرم ﷺ بارھویں ربیع الاول بروز پیر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔

آپ ﷺ کی مدینہ شریف آمد پر انصار نے آپ کا استقبال کیا آپ پہلے قباء تشریف لائے اور وہاں پر مسجد قبا کی تقویٰ پر بنیاد رکھی۔

حضرت محمد نور مجسم ﷺ انسانوں میں سب سے اکمل اور اعلیٰ صفات کے مالک اور صورت اور سیرت میں سب سے احسن میانہ قد سفید رنگ سرخی مائل بڑی بڑی نورانی آنکھیں سرگیں اور لمبی پلکیں وکش بھویں لمبی اور باریک دانت کشادہ خوبصورت اور حسین کشادہ چہرہ پیشانی بھی کشادہ اور شکل ہلالی تھی۔ رخسار ہموار ناک لمبی اور خوبصورت درمیان میں ابھری ہوئی شانوں کے درمیان وسعت نظری کشادہ ہتھیلیاں ہڈیوں کے جوڑ موٹے ایڑیوں پر کم گوشت ڈاڑھی مبارک گھنی سر مبارک بڑا اور سر کے بال کانوں کی لو تک دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت جو نور سے گھری ہوئی باعث عظمت تھی آپ کا پسینہ موتی کی مانند اور آپ کی خوشبو مشک سے

Marfat.com

بہتر۔ چلتے ہوئے آپ جھک کر چلتے تھے جیسے اونچائی سے گھاٹی کی طرف آتے معلوم ہوتے حضور اکرم ﷺ جس کسی سے ایک دفعہ مصافحہ کر لیتے وہ سارا دن آپ کے دست مبارک کی خوشبو اپنے ہاتھوں میں محسوس کرتا آپ جب کسی بچے کے سر پر اپنا دست شفقت رکھ دیتے تو اس بچے کا آپ کے سر کو چھونا پہچانا جاتا اور دور سے معلوم ہو جاتا تھا کہ آپ نے اس بچے کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا ہے آپ کا چہرہ مبارک اس طرح روشن اور چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند ہو۔ آپ کی تعریف میں ہر دیکھنے والا رطب اللسان رہتا کہ اس نے آپ کے مثل نہ پہلے دیکھا تھا اور نہ ہی بعد میں اور نہ کوئی انسان آپ کی مثل دیکھے گا۔

آنحضرت ﷺ بڑے حیا دار اور وضع دار تھے اپنا جوتا خود مرمت کر لیتے اپنے کپڑے میں پیوند لگا لیتے اپنی بکری خود دوھ لیتے اپنے اہل وعیال سے اچھی طرح پیش آتے فقراء اور مساکین سے محبت رکھتے آپ ان کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے ان کے جنازوں کے پیچھے چلتے اور نادار ضعیف فقراء کو حقیر نہ جانتے تھے آپ عذر قبول فرما لیتے تھے اور کسی سے بھی اس طریقہ سے نہ پیش آتے جو اسے ناگوار ہو آپ غلاموں اور فقراء کے ساتھ چلنے میں عار نہ محسوس کرتے تھے اور بادشاہوں سے نہیں ڈرتے تھے آپ اللہ کے لیے غصے ہوتے تھے اور اللہ ہی کی خوشنودی سے خوش ہوتے تھے۔ آپ اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری پشت روحانی فرشتوں کے لیے خالی رکھو آپ اپنی سواری کے لیے اونٹ گھوڑے خچر اور دراز گوش استعمال کرتے تھے جو کہ بعض بادشاہوں نے آپ کو ہدیہ کئے ہوئے تھے بھوک کی شدت کے وقت آپ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں اور پہاڑوں نے آپ کے لیے سونا بننے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن آپ نے یہ سب رد کر دیا۔ آنحضرت یاوہ گوئی نہ کرتے تھے۔ کسی سے ملتے وقت سلام میں پہل کرتے نماز کو دراز (نہ کہ بہت ہی زیادہ) اور خطبہ جمعہ کو چھوٹا فرماتے۔ شرفاء اور فضلاء کی پوری اکرام وتکریم کرتے اور سچی اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ بات کے علاوہ کلام نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

سراپا اقدس

بعداز ولادت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی (پہلی زیارت) کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب میں حاضر ہوئی تو آپ سوئے ہوئے تھے۔آپ ﷺ کا حسن و جمال دیکھ کر میں مبہوت ہوگئی لیکن حسن پر کشش کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے قریب آئی۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں مبارک کھولیں تو میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مقدس آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کی روشنی آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔(الانوار المحمدیہ:۱۹)

حضرت ام سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔آپ ﷺ بوقت سکوت حد درجہ متین اور سراپا وقار دکھائی دیتے جب گفتگو فرماتے تو رخ انور پر شگفتگی پھیل جاتی۔آپ ﷺ دور سے ذی وجاہت اور بارعب دکھائی دیتے جبکہ نزدیک سے کمال درجہ حسین اور نرم خو۔(المستدرک للحاکم، ۳:۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے رنگ مبارک میں ایسی چمک اور آب وتاب تھی کہ اس میں چاندی کی طرح سفیدی اور سونے کی طرح سنہری جھلک اور چہرہ مبارک چمکدار موتیوں کی طرح شفاف تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے کف مبارک ریشم سے زیادہ ملائم تھے جبکہ حضور اکرم ﷺ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔

(الوفاء۲:۴۰۴،۳۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا اور یوں لگتا تھا کہ گویا آپ چاندی سے بنائے گئے ہیں۔(الوفاء ، ۲:۴۰۴)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حبیب خدا ﷺ کا رنگ

Marfat.com

مبارک سفید تھا جس پر سرخی جھلکتی تھی جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو یعنی بظاہر سرخی مائل تھا مگر اس سے انوار پھوٹتے نظر آتے تھے۔ (الوفاء ۲:۴۰۵)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوشی کے وقت حضور ﷺ کے چہرہ انور سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگتی تھیں اور چہرہ اقدس یوں لگتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کی حالت سرور وانبساط کو اس سے پہچان جاتے تھے۔ (الوفاء ۲:۴۰۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قامت تھے لیکن صحابہ کرام کے جھرمٹ میں آپ سب سے ممتاز نظر آتے۔ آپ ﷺ کے گیسو مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرے گھنگھریالے تھے۔ جسم اطہر میں فربہ پن نہ تھا چہرہ انور بالکل گول نہ تھا بلکہ اس میں کسی قدر گولائی تھی۔ رنگ چمکدار سفید سرخی مائل تھا۔ چشمان مقدس نہایت حسین تھیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں جسیم تھیں۔ دونوں شانوں کی درمیانی جگہ پر گوشت تھا۔ آپ ﷺ کے بدن اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ سینہ اقدس سے ناف مبارک تک بالوں کی پتلی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں پر گوشت تھا آپ جب چلتے تو قدموں کو قوت کے ساتھ اٹھاتے ایسے لگتا کہ بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔ حضور ﷺ کا قلب اطہر سب سے زیادہ سخی تھا کلام مبارک سب سے زیادہ سچا تھا طبیعت مقدسہ سب سے زیادہ نرم تھی اور نسب شریف سب سے اعلیٰ تھا۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو آپ کی شخصی وجاہت اور غیر معمولی حسن کے باعث مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو آپ ﷺ کی صحبت میں رہتا آپ ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے لگتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی تعریف ونعت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے نہ پہلے کوئی شخص حضور ﷺ جیسا کامل، حسین، خوشنما اور دلنواز دیکھا تھا نہ آپ ﷺ کے بعد آج تک دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی: ۶۵۷)

حضور ﷺ عظیم المرتبت اور بارعب تھے۔ چہرہ اقدس چودھویں کے چاند

Marfat.com

کی طرح چمکتا تھا۔ قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن زیادہ طویل والے سے نسبتاً پست تھا۔ سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے خم کھائے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں مانگ نکال لیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو سے تجاوز نہ کرتے، رنگ چمکدار، پیشانی کشادہ ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک ملے ہوئے نہیں تھے دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالت جلال میں ابھر جاتی، بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور بغور دیکھنے سے حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی، ورنہ فی نفسہ زیادہ بلند نہیں تھی۔ ڈاڑھی مبارک گنجان تھی۔ آنکھ مبارک کی پتلی خوب سیاہ تھی، رخسار مبارک ہموار اور ہلکے تھے۔ سامنے کے دانتوں میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ تھا۔ گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی جیسے تصویر میں موتی کو تراشا گیا ہو اور رنگ اور صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی اعضاء پر گوشت اور معتدل تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ اقدس فراخ اور کشادہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں، جو بدن کا حصہ کپڑوں سے باہر رہتا روشن تھا۔ سینہ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے اور ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدموں پر گوشت تھا۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ کے تلوے گہرے تھے اور قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے۔ آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے۔ چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک نیچی اور جھکی رہتی۔ گوشہ چشم سے دیکھنا عموماً آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی۔ یعنی غایت حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ چلتے وقت اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے کر دیتے۔ سلام کرنے میں خود ابتداء فرماتے آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے اور دندان مبارک ایسے ظاہر ہوتے جیسے بارش کے سفید چمکدار قطرے ہوں۔

(شمائل ترمذی: ۶۵۸)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے قد زیبا کے اعجاز حسن کی نسبت فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نہ ہی زیادہ دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک میانہ تھا۔ جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس وقت سب سے طویل القامت نظر آتے۔

چہرۂ اقدس کے انوار سے گمشدہ سوئی کا ملنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کے اعجاز کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ایک اندھیری رات میں مجھ سے سوئی زمین پر گر گئی۔ میں تلاش کر ہی رہی تھی کہ اچانک رسالت مآب ﷺ تشریف لائے اور آپ کے چہرہ مبارک سے نور کی جو شعاعیں نکلنا شروع ہوئیں تو اس کی چمک کی وجہ سے مجھے گمشدہ سوئی مل گئی۔

(ابن عساکر، ۱:۳۲۴)

یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ یا اتفاقیہ معاملہ نہ تھا بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں ہمیشہ رات کی تاریکی میں آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کے نور کی روشنی میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودی عالم تھے وہ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں نے مدینہ طیبہ میں ایک ایسی ہستی کی آمد کے بارے میں سنا جس نے نبی آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو میں اسے دیکھنے کی غرض سے گیا۔ وہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے آپ فرماتے ہیں:۔

جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ اقدس دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ پُرنور چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا۔ (مشکوۃ المصابیح، باب فضل الصدقہ: ۱۶۸)

گویا آپ ﷺ کے چہرہ زیبا کا حسن و جمال زبان حال سے شہادت دے رہا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

ابو طالب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سراپائے اقدس کی رنگت زیبا بیان کرتے ہوئے

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ آپ کو میں وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے محمد ﷺ سے دیکھی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں مجھے ضرور بتائیں۔اس پر حضرت ابو طالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا۔

''جب سے حضور ﷺ میرے پاس آئے ہیں مجھے آپ ﷺ سے اتنی محبت ہوگئی ہے کہ میں رات اور دن میں ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا حتی کہ رات کو بھی میں آپ ﷺ کو اپنے پاس سلاتا ہوں۔آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ کپڑے پہن کر سوتے تھے کہ کپڑے اتار کر سونا آپ ﷺ کو پسند نہ تھا۔

ایک رات میں نے کہا کہ کپڑے اتار دیں اور پھر سوئیں میں نے محسوس کیا کہ یہ بات آپ ﷺ کو پسند نہیں لیکن چونکہ میری بات کو آپ ﷺ ٹالنا بھی نہ چاہتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے چچا میں کپڑے اتارتا ہوں مگر اپنے چہرے کو دوسری طرف کر لیجئے تا کہ میرے ننگے جسم کو آپ نہ دیکھ پائیں کیونکہ میرے جسم کو (اس حال میں) دیکھنا کسی کے لیے جائز نہیں۔حضرت ابو طالب کہتے ہیں کہ مجھے اس پر تعجب ہوا مگر میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تا کہ یہ کپڑے اتار لیں۔جب آپ ﷺ کپڑے اتار کر بستر پر لیٹے میں بھی بستر پر لیٹ گیا مگر میں نے دیکھا کہ ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا (جس کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔) دوسری بات میں نے یہ دیکھی کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر نہایت ہی نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈوبا ہوا ہو۔میں نے آپ کے ننگے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش کی مگر میں نہ دیکھ سکا۔

بہت سے صحابہ اور صحابیات کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک کو شیشیوں میں محفوظ کر لیتے اور اسے بطور عطر استعمال کرتے۔

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ کبھی کبھی ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ایک دن میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر سے کہیں گئی ہوئی تھیں، بعد میں آپ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔

انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو محبوب خدا ﷺ استراحت فرما ہیں۔

Marfat.com

وہ جلدی سے گھر لوٹیں تو دیکھا کہ واقعتاً آپ ﷺ قیلولہ فرما رہے ہیں اور آپ کے جسم اطہر سے پسینے کے قطرے بستر پر گر رہے ہیں۔ میری والدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو جمع کرنا شروع کر دیا تو آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور فرمایا ''یہ کیا کر رہی ہو؟'' عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! چونکہ آپ ﷺ کا مبارک پسینہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبو دار ہوتا ہے اس لیے میں جمع کر رہی ہوں تا کہ ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں۔

آپ کی تشریف آوری کے تھوڑے ہی عرصہ بعد تمام کائنات از سر نو نورِ توحید سے جگمگا اٹھی۔ پہلے خطہ عرب اور پھر بیرون عرب تمام عالم انسانیت کو خدائے واحد کی طرف بلایا اور اس آفتاب ہدایت نے بہ نفس نفیس اور پھر اس سے روشنی حاصل کرنیوالی بے شمار قدسی صفات ہستیوں نے روئے زمین کو نورِ وحدت سے تابندہ کر دیا۔

وصلی اللہ علی نور کزد شد نورہا پیدا

داعی اسلام ﷺ نے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے احکام خداوندی کی پیروی، تعلیمات قرآنی و اخلاق ربانی کا عملی نمونہ بن کر پیش کیا اور جب اپنے قول و عمل سے ارشادات الٰہی کی توضیح و تشریح فرمائی تو لوگوں میں اسکے سمجھنے اس کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونے اور انہیں حاصل کرنیکے طریقے معلوم کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنا ہر قول و فعل نشست و برخاست، خورد و نوش اور تمام حرکات و سکنات حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اختیار کرنا اپنا مقصد حیات بنالیا۔ ایمان اور اسلام ان کے دل و دماغ اور رگ و پے میں سرایت کرتا چلا گیا یہ آپ کی صحبت اور محبت کی تاثیر تھی کہ جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوا پھر نہ قریش کی چیرہ دستیاں اسے متزلزل کر سکیں اور نہ دردناک اذیتیں اس کے پائے ثبات کو ڈگمگا سکیں۔ اسلام کے ان پروانوں نے مصائب جھیلنا اور جان دینا گوارا کر لیا مگر حضور ﷺ سے روگردانی نہ کی۔ صحابہ کرم رضی اللہ عنہ کی ایمان کی پختگی کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ صراط مستقیم

Marfat.com

پر قائم رہنا ان کے لیے آسان اور سہل بن جاتا تھا۔ وقت عبادت ہوتو عبادت کے لیے کمر بستہ و تیار معاملات دنیا میں راست بازی، اور دیانت داری ان کا شعار اور وقت جہاد ہوتو سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور جاں نثار و جاں سپار، ایمان کی یہ پختگی حوصلہ کی بلندی اور دین اسلام سے شیفتگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان صحبت کا نتیجہ تھا۔ ایک ہی صحبت میں آپ کی محبت کا نقش ہر صاحب ایمان کے قلب پر ایسا گہرا ثبت ہو جاتا تھا جسے مٹانا ممکن نہ ہوتا۔ صحابہ کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر احکام خداوندی کی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے اور آپ کی صحبت سے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی دولت سے بھی مالا مال ہوتے تھے۔

حکمت وانوار الٰہیہ اور اسرار دین کے درس کی جانب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ سب سے زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب نبوت کے تقاضوں کا بیان اس آیت قرآنی میں فرمایا ہے:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (پارہ ۴، آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ : وہ (رسول) ان (مومنین) کو قرآنی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک کثیر جماعت کو تربیت دے کر ایسا راسخ العقیدہ اور سرگرم عمل بنا دیا تھا کہ آپ کے بعد اسلام کی اشاعت تبلیغ دین واحکام الٰہیہ اور تزکیہ نفوس کا کام انہی کے سپرد کر دیا۔

Marfat.com

دوسرا باب

فضائل صحابہ کرام

و

اولیائے نقشبند

مشتمل بر احوال و آثار

فضائل صحابہ کرام

(رَضِیَ اللّٰہ عَنْھُمْ وَ رَضُوْ عَنْہُ)

[**ترجمہ**: اللہ ان (صحابہ) سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے (القرآن)]

سیرت رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر جید علما اور فاضل مصنفین نے مستند کتابیں لکھ کر علم دوست حضرات کے لیے بڑا مفید اور قیمتی ذخیرہ جمع کر دیا ہے اس چشمہ نور سے سیراب ہونے کے لیے اور قلب و روح کو منور کرنے کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ بہت مدد و معاون ہو سکتا ہے۔ ہر نور کی ضیاء کا منبع فیضان نبوت ہے۔ آفتاب رسالت سے نور و ہدایت کی بے شمار کرنیں پھوٹیں جن کی آب و تاب سے یہ جہان تیرہ و تار جگمگا اٹھا۔ حضور رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے

ترجمہ: میرے اصحاب روشن ستاروں کی مانند ہیں۔ گمراہی کی اندھیری رات میں تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

فیضان نبوت سے سیراب ہونے والی یہ ہستیاں اگر فرشتوں کے گروہ میں قابل احترام ہیں تو ان کے مناقب و فضائل کا ذکر حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہے۔

☆1۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَاخْتَارَ مِنْ اَصْحَابِی اَرْبَعَۃً فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِی وَھُمْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ

Marfat.com

عَلِیٌّ (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ)

(حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو بعد پیغمبروں کے تمام عالم میں پسند فرمایا اور تمام اصحاب میں سے چار کو منتخب کر لیا اور ان کو میرا بہترین دوست بنایا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہے)

☆2۔ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَرْبَعَۃ" اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَا قَھُمْ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُوْمِن" وَّ لَا یَبْغَضُھُمْ اِلَّا فَاجِر" وَّ ھُمْ حَلَائِفُ نُبُوَّتِیْ وَ عَضُدُ دِیْنِیْ وَ عِصْمَۃُ اُمَّتِیْ وَ مَعْدِنُ حِکْمَتِیْ لَا تُقَاطِعُوْا ھُمْ وَ لَا تُحَاسِدُوْا مِنْھُمْ.....

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی بابت لوح محفوظ میں میثاق لیا کہ ان کو دوست نہ رکھے گا کوئی شخص سوائے مومن کے اور ان سے بغض نہ رکھے گا کوئی شخص سوائے فاجر کے وہ میری نبوت کے حلیف ہیں اور میرے دین متین کے بازو اور میری امت کی عصمت ہیں اور میرے علم کے معدن۔ ان سے قطع تعلق نہ کرو نہ ان پر حسد کرو۔)

ان احادیث مبارکہ میں خلفائے راشدین اربعہ کے فضائل بتدریج بیان فرمائے گئے ہیں .....

☆۔وَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبُوْ بَکْرٍ وَّ زِیْرِیْ وَالْقَائِمُ فِیْ اُمَّتِیْ وَ عُمَرُ حَبِیْبِیْ وَ عُثْمَانُ مِنِّیْ وَ عَلِیٌّ اَخِیْ وَ صَاحِبُ لَوَآئِیْ

Marfat.com

(آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرا وزیر اور میرے بعد میرا قائم مقام ہے اور عمر رضی اللہ عنہ میرا حبیب ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور علی رضی اللہ عنہ میرا بھائی اور صاحب لواء ہے) (رضی اللہ عنہم) (ترمذی)

☆۔وَقَالَ اَیْضاً عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّ ھٰٓؤُلَاءِ الْاَرْبَعَۃِ اِلَّا فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ"

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان چار اشخاص یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی محبت سوائے قلب مومن کے کسی اور جگہ جمع نہیں ہوسکتی)۔

☆۔وَقَالَ اَیْضاً عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ اَبُوْبَکْرٍ بَصَرِیْ وَعُمَرُ یَنْطِقُ بِلِسَانِیْ وَعُثْمَانُ رُوْحِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَعَلِیٌّ "مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ--

(آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میری آنکھوں کی بینائی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ میری زبان سے گفتگو کرتے ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ میری روح ہے اور علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

☆۔وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَا مَدِیْنَۃُ الصِّدْقِ وَاَبُوْبَکْرٍ سَقْفُھَا وَاَنَا مَدِیْنَۃ الصَّلَابَۃِ وَعُمَرُ عِمَادُھَا وَاَنَا مَدِیْنَۃُ لُحَیآءِ وَعُثْمَانُ جِدَارُھَا وَاَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا--

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں صدق کا شہر ہوں ابوبکر اس کی چھت ہیں میں صلابت کا شہر ہوں اور عمر اس کا ستون ہیں۔ میں حیا کا شہر ہوں اور عثمان اس کی دیوار ہیں۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں (رضی اللہ عنہم) (ترمذی)

☆۔حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

" لَا تَسُبُّوْآ اَصْحَابِیْ فَاِنَّھُمْ اٰمَنُوْآ مِنْ خَوْفِ اللّٰہِ وَ اٰمَنَ النَّاسُ مِنْ خَوْفِ السُّیُوْف "

(برا نہ کہو میرے اصحاب رضی اللہ عنہ کو کیونکر وہ ایمان لائے صرف خدا کے خوف سے اور دوسرے لوگ تلوار کے خوف سے ایمان لائے)۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ جب خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تو آپ نے منبر پر بیٹھ کر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ حمد و نعت کے بعد آپ نے فرمایا:

☆۔ ''سب لوگ سمجھ لو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بہتر ابو بکر رضی اللہ عنہ ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہے۔ جو شخص ان کو برا کہے اور ان کے حق میں بہتان لگائے اس پر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

☆9۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے باپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون شخص بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے کہا کہ ان کے بعد کون ہے، فرمایا عمر رضی اللہ عنہ میں نے پوچھا ان کے بعد، فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ میں نے کہا ان کے بعد اے امیر المومنین آپ ہی افضل ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا، میں بھی خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔''

Marfat.com

امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ولادت : سن فیل سے 2-1/4 سال بعد بمقام : مکۃ المکرّمہ

وصال : 13 سنہ ہجری مزار اقدس : مدینہ المنورہ

تاجدار مدینہ سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء میں سے آپ خلیفہ اول ہیں۔ آپ کو جنابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم ظاہری و باطنی سے فیضان عظیم حاصل ہوا۔ آپ کا نسب نامہ حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چھ واسطوں کے بعد مرہ بن کعب سے ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش سن فیل سے دو برس اور چند روز کم چار ماہ کے بعد ہوئی۔ آپ کا رنگ گورا بدن لاغر تھا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت پر فائز ہوئے تو اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر اڑتیس برس تھی۔ آپ کی اولاد میں تین فرزند محمد رضی اللہ عنہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور تین صاحبزادیاں ام کلثوم رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اسلام لاتے ہی آپ نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ چنانچہ حضرات عشرہ مبشرہ میں سے عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن عفان، زبیر بن العوام اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ ہی کی دعوت سے مشرف با اسلام ہوئے۔ صحابہ کرام میں آپ کے لیے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کے والد اور آپ کی تمام اولاد اور آپ کا پوتا ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن سب صحابی ہیں۔ ﴿رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین﴾۔

سن 6 سنہ نبوت میں آپ ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف نکلے۔ برک الغماد تک جو مکہ سے یمن کی جانب پانچ دن کی راہ پر ہے پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ (ربیع

Marfat.com

بن رفیع) ملا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا ،،یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ جیسا فیاض، اپنوں سے نیک سلوک کرنے والا، غریب پرور، مہمان نواز، غم خوار اور مددگار رمکہ سے نکل جائے یا نکالا جائے۔ میں آپ کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں۔ آپ واپس چلیے اور اپنے شہر میں اپنے پروردگار کی عبادت کیجئے'' چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے اور ابن الدغنہ آپ کے ساتھ آیا۔ اُس نے شام کے وقت سرداران قریش سے ملاقات کی اور اُن سے کہنے لگا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا شخص نکلنے نہ پائے اور نہ ہی نکالا جائے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو فیاض، اپنوں سے حسن سلوک کرنے والا، غریب پرور، مہمان نواز اور لوگوں کا مددگار ہے۔ یہ سن کر قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ کو رد تو نہ کیا لیکن یہ شرط عائد کر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز میں چپکے چپکے جو چاہے پڑھے مگر ہمیں ایذا نہ دے اور اونچی آواز سے قرآن نہ پڑھے کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں پر بھی قرآن کا اثر نہ پڑ جائے۔ ابن الدغنہ نے اس بات کا آپ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو آپ نے کچھ عرصہ اپنے گھر کے اندر ہی عبادت اور نماز میں مشغول رہنا شروع کر دیا اور گھر کے سوا کسی جگہ قرآن نہ پڑھتے۔ بعدازاں آپ نے اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی۔ جس میں آپ نماز پڑھتے اور بلند آواز سے قرآن پڑھتے۔ مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ کے آس پاس جمع ہو جاتے اور تعجب سے آپ کی طرف دیکھتے۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے لہذا قرآن پاک پڑھتے تو بے اختیار رونے لگ جاتے۔ آپ کی قراءت اور گریہ زاری سے قریش خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا کر کہا کہ ہم نے ابوبکر کو اس شرط کے ساتھ پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں چپکے چپکے عبادت کرے مگر اس نے اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی ہے جس میں وہ اونچی آواز کے ساتھ نماز و قرآن پڑھتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عورتوں اور بچوں پر اُس کا اثر پڑ جائے گا۔ تم اس کو روک دو۔ ہاں اگر وہ اپنے گھر کے اندر چپکے چپکے عبادت کرنا چاہیے تو کرتا رہے اور اگر بلند آواز سے ہی قرآن پڑھنے پر اصرار کرے تو تم اس کی حفاظت کی ذمہ داری واپس لے لو کیونکہ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم تمہارے عہدِ حفاظت کو توڑ دیں۔ یہ سن کر ابن الدغنہ

Marfat.com

آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو میری پناہ کی شرط معلوم ہے۔ آپ اس کی پابندی کریں، ورنہ میری ذمہ داری واپس کر دیں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عرب یہ سنیں کہ ایک شخص کی حفاظت کا عہد جو میں نے کیا تھا وہ توڑ ڈالا گیا۔ آپ نے فرمایا: میں تمہاری پناہ تم کو واپس کرتا ہوں اور خدا کی پناہ پر راضی ہوں۔ (صحیح بخاری، باب ہجرۃ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے خلیفہ برحق اور مبشر بالجنۃ اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ آپ کے فضائل میں کئی آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں۔

(1) **ترجمہ**: اگر تم اس کو مدد نہ دو گے۔ پس تحقیق اللہ نے اس کو مدد دی ہے جس وقت اس کو نکال دیا تھا کافروں نے۔ دوسرا دو میں، جس وقت وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے رفیق سے کہتا تھا۔ غم مت کھا۔ تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ﴿سورۃ التوبہ﴾

اس آیت میں بالاتفاق ''صاحب'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ یہ وہ منقبت ہے کہ جس میں کوئی دوسرا صحابی آپ کا شریک نہیں ہے۔

(2) **ترجمہ**: ''اور قسم نہ کھاویں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس سے کہ دیویں رشتہ داروں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔'' ﴿سورۃ النور﴾

یہ آیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور موضح القرآن میں ہے کہ جب بہتان طرازی کرنے والے جھوٹے پڑے اور انہیں اسی کوڑے مارے گئے تو اُن میں ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھانجے مسطح نامی بھی تھے۔ یہ ان کی مالی امداد کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اب اُس کو کچھ نہیں دوں گا تو اللہ نے اُن کی سفارش کر دی کیونکہ وہ مہاجرین اور اہل بدر میں سے تھے۔ اس آیت میں بڑائی والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کہا گیا لہذا اب جو اُن کی بڑائی کو تسلیم نہ کرے تو اُس نے قرآن حکیم کو جھٹلایا۔ تب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جو کچھ اُن کو دیتا تھا ہرگز بند نہیں کروں گا۔

Marfat.com

(3)**ترجمہ**: اور جولایا سچی بات اور سچ مانا جس نے اُس کو وہی لوگ ہیں پرہیز گار۔

﴿سورۃ زمر، رکوع 4﴾

اس آیت میں سفرِ معراج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے مطابق سچی بات لانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور تصدیق کرنے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔

(4)**ترجمہ**: اور بچایا جاوے گا اس سے وہ بڑا پرہیز گار جو دیتا ہے اپنا مال پاک ہونے کو اور نہیں کسی کا اس پر احسان کہ بدلہ دیا جائے مگر واسطے چاہنے رضامندی اپنے پروردگار بلند کی۔ اور بے شک وہ آگے راضی ہوگا۔ ﴿سورۃ لیل﴾

یہ آیات بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اتقیٰ ہیں اور جو اتقیٰ ہو وہی اللہ کے نزدیک اکرم ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے" اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ " اور جو اکرم ہو وہی افضل ہوتا ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام امت سے افضل ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں آیاتِ قرآنیہ کے علاوہ بکثرت احادیث بھی آئی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا؛

" اَنت عتیق اللّٰہ من النار " ترجمہ: تو اللہ کا آتش دوزخ سے آزاد کیا ہوا ہے۔

اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "عتیق" ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی ارشادِ مبارکہ ہے کہ اے ابوبکر! تم میری امت میں سے سب سے پہلے بہشت میں داخل ہو گے۔

آپ رضی اللہ عنہ سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں اور تمام غزوات میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ہجرت کے وقت آپ غار میں ثانی اور بدر کے دن عریش میں ثانی اور موت کے بعد قبر میں بھی ثانی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا

Marfat.com

وَصَبَبْتُہ' فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بِکْرٍ "

ترجمہ: کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں نہیں ڈالی کہ جس کو میں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سینے میں نہ ڈال دیا ہو۔ (بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں یہ خطبہ پڑھا:

" اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِتَّخَذَ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلاً وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذَ اَخَلِیْلاً دُوْنَ رَبِّیْ لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً لٰکِنْ ھُوَ شَرِیْکٌ" فِیْ دِیْنِیْ وَ صَاحِبِیَ الَّذِیْ اَوْجَبْتُ لَہ' صُحْبَتِیْ فِی الْغَارِ وَ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ "

ترجمہ: خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثناء کے بعد معلوم ہو کہ اس نے تمہارے صاحب کو اپنا دوست بنایا ہے۔ (اس میں اشارہ اپنی ذات اقدس کی طرف ہے) اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل (دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دین میں میرے شریک ہیں۔ (یعنی میرے ناصر اور معین ہیں اور میرے دین اور یقین کو ظاہر کرنے والے ہیں) وہ میرے دوست ہیں اور میں نے غار میں اپنی رفاقت کے لیے انہیں کو منتخب کیا۔ وہ میری امت میں میرے جانشین ہیں۔ (بخاری، مسلم و ترمذی)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ کہا ہے۔ حضرت حسان نے عرض کیا کہ ہاں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سناؤ، میں سنتا ہوں۔ پس حضرت حسان نے یہ دو شعر پیش کیے۔

وَ ثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا
وَ کَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الْبَرِیَّۃِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ رَجُلَا

Marfat.com

ترجمہ : وہ غار شریف میں دو میں دوسرے تھے اس حال میں کہ دشمن پہاڑ پر چڑھ کر ان کے گرد پھرا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق میں سے کسی کو آپ کے برابر نہیں فرمایا۔

یہ شعر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا "حسان! تم نے سچ کہا، وہ حقیقت میں بھی ایسے ہی ہیں"

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ کہ؛

"اگر کوئی اور شخص اس مقام خاص میں میرا شریک ہوتا تو وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔"

اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیائے امت میں اکمل و افضل و اعلم ہیں اور پیغمبروں کے بعد گروہ صدیقین میں اکمل اور صدیق اکبر ہیں۔ اکابر ارباب دانش قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"وَ اللّٰہِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرُبَتْ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِیّٖنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ (رضی اللہ عنہ)"

ترجمہ : قسم خدا کی پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کسی اور بہتر شخص پر آفتاب طلوع اور غروب نہیں ہوا۔

نیز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

"میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو تم سب سے بہتر جانتا ہوں یہ کچھ ان کے نماز روزہ کے سبب نہیں ہے بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو ان کے سینہ میں ہے۔ (یعنی ایمان، یقین اور محبت)"

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ..... "عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا؛ ..... مردوں میں سے کون؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ ..... اُس کا باپ (رضی اللہ عنہ)

اور یہ بھی حدیثِ پاک میں ہے کہ:

"لَوْاُتُّزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ مَعَ اِیْمَانِ الثَّقَلَیْنِ لَرَجَّحَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ"

ترجمہ : اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا تمام جن وانس کے ایمان کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلڑا بھاری ہوگا۔ (یعنی باستثنائے ایمان انبیاء علیہم السلام) (1)

نیز حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''مسجد میں بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کا دریچہ باقی مت رکھو'' (2)

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

''میری امت میں سب سے مہربان میری امت پر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ اور جس کسی پر میں نے اسلام کو پیش کیا وہ فکر میں سرگرداں ہوگیا، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے'' اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اپنے گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ تو آپ نے بلاتکلف عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو'' (3)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ؛

''میں نے ایک روز جبریل امین سے دریافت کیا کہ کیا میری امت سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا؟ کہا ہاں! سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، سب سے لیا جائے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا کہ بے حساب جنت میں جاؤ۔ وہ جواب دیں گے کہ میں اپنے دوستوں کو ہمراہ لیے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا۔ رب العزت جل شانہ کا ارشاد ہوگا کہ اپنے دوستوں کو بھی جنت میں لے جاؤ کہ میں نے تیری ولادت کے روز یہ عہد کرلیا تھا اور اسی دن بہشت کو حکم دے دیا تھا کہ اے بہشت جو کوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دوست ہوگا، وہ تجھ میں ضرور داخل ہوگا۔''

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے؛

"مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ کَمَالِ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً" (1)

ترجمہ : مجھ کو کسی کے مال نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کی طرح نفع نہیں دیا ہے اور اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

"مَالِاَحَدٍ عِنْدَ نَایَدٌ" اِلَّا کَافَیْنَامَا خَلَا اَبِیْ بَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَ نَا یَدًا یُکَافِیْہِ اللّٰہُ" (2)

ترجمہ : کسی شخص کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے معاوضہ ادا نہ کر دیا ہو۔ سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کا معاوضہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا

منقول ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور مہاجرین وانصار میں سب سربرآوردہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی رضا ورغبت سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر لوگ مجھ کو مجبور کرنے کی غرض سے گرفتار کر لیتے اور بصورت انکار گردن مارنے تک تیار ہو جاتے تو میں اس کو بخوشی پسند کر لیتا مگر یہ بات مجھے ہرگز منظور نہ ہوتی کہ میں ایسی قوم میں امیر بنایا جاؤں جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا؛

''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کے کاموں میں آگے رکھا، اپنی موجودگی میں نمازوں میں امام بنایا اور تمہاری اقتداء کی۔ ہم بھی آپ کو دین و دنیا کے کاموں میں آگے رکھیں گے پس آپ اپنا ہاتھ دیجئے تا کہ میں بیعت کروں۔''

آپ کی عظمت شان کمال یقین اور پختگی ایمان کی وجہ سے صحابہ کرام میں کسی قسم کا

Marfat.com

اختلاف پیدا نہ ہوا۔ آپ نے دین کے مخالفین کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلامی لشکر ممالک شام و عراق وغیرہ کی تسخیر میں مصروف رہے جس قدر صدقہ، خیرات اور جزیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بیت المال میں وصول ہوتا تھا۔ آپ کے عہد میں بھی برابر وصول ہوتا رہا اور کسی کو زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی سے انکار کی جرات نہ ہوئی۔ مسلیمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسود عنسی خدائی کا مدعی تھا۔ دونوں نے بہت بڑے فتنے برپا کیے تھے یہاں تک کہ ستر اسی ہزار کے قریب دنیوی حرص کے بندے ان کے دام تزویر میں پھنس گئے تھے مگر آپ کی تیغ باطل شکن نے یہ فتنے فرد کر دیے اور قیامت تک امت مسلمہ کے لیے یہ مثال قائم کر دی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبین کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

زہری نے روایت کی ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو آپ منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا۔

"وَ اللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصاً عَلٰی الْاِمَارَۃِ یَوْماً وَ لَیْلَۃً قَطُّ وَ لَا کُنْتُ فِیْھَا رَاغِباً وَ لَا سَأَلْتُھَا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ سِرّاً وَ عَلَانِیَۃً وَ مَالِیْ فِی الْاِمَارَۃِ مِنْ رَّاحَۃٍ "

ترجمہ: قسم ہے خدا کی، میں نے کبھی امارت کے لیے حرص نہیں کی اور دن میں یا رات میں اس کا خیال بھی نہیں گزرا اور نہ کبھی پوشیدہ یا ظاہر اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست کی کیونکہ اس امارت میں مجھے کوئی راحت نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات شریف سے پانچ روز قبل جمعرات کے دن نمازِ ظہر کے بعد صحابہ میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ نے ایک بندے کو دنیا اور ماعنداللہ (جو کچھ اللہ کے پاس ہے) میں اختیار عطا فرمایا۔ اُس بندے نے ماعنداللہ کو اختیار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ ہمیں ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ اس بات میں افسوس کی کون سی بات ہے۔ مگر ابوبکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ بندے سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ جان، مال صرف کرنے والوں میں ابوبکر ہیں۔

Marfat.com

امام فخر الدین رازی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ'' صحابہ کرام کو سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اظہار مسرت کیا۔ مگر حضرت ابوبکر رو پڑے۔ ان سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی پر دلالت کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرض منصبی رسالت پورا ہو چکا تھا اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کمال علم معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس آیت سے اس مخفی راز پر آپ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صحابی واقف نہ ہوا۔ (تفسیر کبیر)

جمادی الاول 8ھ ہجری میں جنگ موتہ میں مشرکین روم و عرب نے حضرت زید بن حارثہ کو شہید کر دیا تھا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں رومیوں سے جہاد کرنے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے ایک لشکر تیار کیا جس میں معززین مہاجرین و انصار حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، ابوعبیدہ بن جراح، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ اور حضرت اسامہ بن زید کو اس لشکر کا سردار مقرر کیا اور اپنے دست مبارک سے حضرت اسامہ کے لیے جھنڈا تیار فرمایا۔ پنجشنبہ کے دن 8 ربیع الاول کو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر خلیفہ نماز مقرر فرمایا۔ چنانچہ وفات شریف تک وہی نماز پڑھاتے رہے۔ یہ لشکر مدینہ منور سے تین میل کے فاصلہ پر مقام جرف میں جمع ہونے اور کوچ کرنے کو ہی تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا۔ اس لیے لشکر واپس مدینہ منورہ میں آ گیا۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ عرب کے بعض قبائل دین اسلام سے پھر گئے ہیں اور بعض نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر بعض صحابہ کرام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایسی حالت میں ایک لشکر جرار کا دور دراز مہم پر بھیجنا خلاف مصلحت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے خلاف نہیں کر سکتا۔ لہذا آپ نے حضرت اسامہ کی اجازت سے حضرت عمر کو مشورہ کے لیے اپنے پاس رکھ لیا۔ چنانچہ وہ لشکر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ملک شام کو روانہ ہوا اور فاتح بن کر واپس لوٹا۔

آپ نے لشکر اسامہ کی روانگی کے ساتھ ہی مرتدین سے جہاد کا حکم دیا۔ یہ مرتدین عرب کے مختلف مقامات میں تھے۔ آپ نے سرایا بھیج کر ان سب کو زیر کیا اور ان کے ارتداد کا

Marfat.com

انسداد کیا۔ اسی طرح منکرین زکوٰۃ کے ساتھ بھی جہاد کی تیاری کی گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ آپ لوگوں سے کیسے قتال کریں گے؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے؛

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ کہیں، لا الٰہ الا اللہ۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا اُس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچالی مگر بحق اسلام (دیت، قصاص وغیرہ) اور اس کا حساب خدا پر ہے۔

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں ضرور جہاد کروں گا ان لوگوں سے جنہوں نے نماز و زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ ایک درہم بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا کرتے تھے مجھے نہ دیں تو میں اس پر ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا "خدا کی قسم! اس حجت میں مَیں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو قتال کے لیے شرح صدر عطا فرمایا ہے۔ پس میں نے پہچان لیا کہ قتال ہی حق ہے

بعض روایات میں ہے کہ دیگر صحابہ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی حضرت صدیق اکبر کو جہاد سے منع کیا اور کہا کہ عہدِ خلافت کا آغاز ہے اور مخالفین کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ نظامِ اسلام میں کوئی خلل واقع ہو جائے۔ آپ نے فرمایا؛ اگر تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں تو میں تنہا جہاد کروں گا۔ آخر کار تمام صحابہ کرام نے آپ سے اتفاق کیا اور کامیابی کے ساتھ جہاد کیا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے ہی اپنا تمام مال جو کہ تقریباً 40 ہزار درہم تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے۔ چنانچہ وہ مال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے حکم سے مسلمانوں پر صرف ہوتا رہا۔ آپ نے سات مرد و زن کو جو غلامی کے سبب کفار کے ہاتھ سے سخت تکالیف اٹھا رہے تھے، بھاری داموں پر خرید کر آزاد کر دیا۔ ہجرت مدینہ تک تیرہ سال میں جو کچھ آپ رضی اللہ عنہ نے تجارت سے کمایا وہ بھی اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ جب ہجرت کا وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ ہزار درہم تھے۔ جو کہ ہجرت، مسجد کی زمین کی خرید اور دیگر کار خیر میں صرف ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں

Marfat.com

حکم دیا کہ راہ خدا میں صدقہ دو۔ اتفاقاً اس وقت میرے پاس بہت سا مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ آج میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جاؤں گا۔ لہذا میں اپنا آدھا مال لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آدھا گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنا مال جو اُن کے پاس تھا، لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں'' (یعنی خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے کافی ہیں) یہ سن کر میں نے کہا کہ میں کبھی بھی ابوبکر پر سبقت نہیں لے جا سکتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے حلوہ کھانا چاہا۔ آپ نے فرمایا: ہمارے پاس وہ چیز نہیں ہے کہ جس سے حلوہ خرید لیں۔ آپ کی زوجہ نے فرمایا کہ میں چند روز اپنے کھانے میں سے اس قدر بچا لوں گی کہ جس سے حلوہ خریدا جا سکے۔ آپ نے فرمایا، بچا لیا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس طرح بہت سے دنوں میں تھوڑی سی بچت ہوئی۔ جب انہوں نے آپ کو بچت کی اطلاع دی تا کہ اُس سے حلوہ خریدا جا سکے۔ تو آپ نے اس بچت کو لے کر بیت المال میں داخل کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری ضرورت سے زائد ہے۔ اور اپنے وظیفے میں سے اتنا کم کر دیا جتنا کہ بیوی نے روزانہ خرچ میں کمی کی تھی۔ اور زائد مقدار کو بیت المال میں بھیج دیا۔ بخدا یہ آپ رضی اللہ عنہ کا غایت درجہ کا تقویٰ ہے جس سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت صدیق اکبر کا مکان مقام سُنح میں آپ کی زوجہ حبیبہ بنت خارجہ خزرجیہ کے پاس تھا۔ آپ نے بیعتِ خلافت کے بعد چھ مہینے وہاں قیام رکھا۔ آپ وہاں سے مدینہ میں پیدل آتے اور کبھی گھوڑے پر سوار ہوتے اور تہ بند اور پھٹی پرانی چادر اوڑھتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، آپ تاجر تھے۔ ہر روز خرید و فروخت کے لیے بازار جاتے۔ آپ کے پاس بکریوں کا گلہ تھا۔ جسے بعض اوقات آپ خود چراتے اور بعض اوقات کوئی اور چراتا۔ آپ اپنے قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ جب آپ کو خلافت ملی تو قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا ''اب ابوبکر رضی اللہ عنہ ہماری بکریوں کا دودھ نہیں دوہیں گے'' آپ نے یہ سنا تو فرمایا: مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں

Marfat.com

اب بھی تمہاری بکریوں کا دودھ ضرور دوہا کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ خلافت سے میری خلق سابق میں کچھ تغیر پیدا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اُن کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔

تقریباً چھ ماہ بعد آپ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی اور فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میں کپڑے کی تجارت کیا کرتا تھا جس سے میرے اہل وعیال کا گزارہ ہوتا تھا۔ اب امور مسلمین میرے متعلق ہو گئے ہیں۔ لہذا میں تجارت کے ساتھ امور خلافت سرانجام نہیں دے سکتا۔ ان کے لیے فراغت اور توجہ درکار ہے۔ اس لیے ابوبکر کے اہل وعیال اور تابعین بیت المال میں سے وظیفہ لیں گے؟ اس کے بعد آپ نے تجارت چھوڑ دی اور بیت المال سے وظیفہ لینے لگے جو آپ اور آپ کے اہل وعیال اور حج وعمرہ کے لیے کفایت کرتا۔ صحابہ کرام نے آپ کے لیے چھ ہزار درہم سالانہ معین کیے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتباع سنت میں وہ مقام حاصل ہوا کہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ کے کمال اتباع سنت کے شوق کا اندازہ اس گفتگو سے کیا جا سکتا ہے جو آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان ہوئی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ تم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا؟

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا :۔ تین سفید کپڑوں میں ، جن میں نہ قمیض تھی نہ عمامہ تھا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس دن وفات پائی؟

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا :۔ دوشنبہ کے دن۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ آج کون سا دن ہے؟

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا :۔ دوشنبہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ مجھے توقع ہے کہ میری موت اس وقت اور رات کے درمیان ہوگی۔ یعنی عین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت ہو گی۔ مجھے ان دونوں کپڑوں میں کفنا دینا۔

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا :۔ یہ کپڑا تو پرانا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ :۔ زندہ ، مردے کی نسبت نئے کپڑے کا زیادہ حقدار ہے۔

Marfat.com

جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو صحابہ کرام عیادت کے لیے تشریف لائے اور عرض کرنے لگے کہ ہم کسی طبیب کو بلاتے ہیں جو آپ کو دیکھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طبیب نے تو مجھے دیکھ لیا ہے۔ انہوں نے پوچھا، پھر اُس نے کیا کہا ہے؟ فرمایا کہ اس نے یوں کہا ہے؛

''میں کرنے والا ہوں جو چاہتا ہوں''

آپ نے دوشنبہ مغرب وعشاء کے درمیان ۲۲ جمادی الاخر 13 ہجری میں 63 سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں؛

'' جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ ہم آپ کو شہداء میں دفن کریں گے۔ اور بقیع میں لے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی دفن کروں گی۔ ہم اسی اختلاف میں تھے کہ نیند کا مجھ پر غلبہ ہوا۔ میں نے سنا کہ کوئی شخص کہہ رہا تھا

''دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو''

میں بیدار ہوگئی تو معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے اس آواز کو سن لیا یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سن لیا'' (کتابِ صفوۃ، تاریخ الخلفاء از امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ؛

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ ان کے تابوت کو حجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لے جائیں اور عرض کریں، السلام علیک یا رسول اللہ، اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ ابو بکر ہے آپ کے آستانہ پر آیا ہے اگر یہ بات دربارِ رسالت میں مقبول ہوگئی تو دروازہ کھل جائے گا پھر مجھے وہیں رکھنا اور اگر دروازہ نہ کھلا تو بقیع میں لے جانا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ ابھی یہ بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ دروازہ کھل گیا اور ہمارے کانوں میں یہ آواز آئی کہ؛

''حبیب (رضی اللہ عنہ) کو حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس لے آؤ''

تاریخ کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت

Marfat.com

قریب آیا تو آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب سے ہم مسلمانوں کے امور کے متکفل ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کا درہم و دینار نہیں لیا۔ ہاں ان کا نیم کوفتہ کھانا کھایا ہے اور موٹے کپڑے پہنے ہیں۔ اب ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سے سوائے اس غلام، اس اونٹ اور اس چادر کے کچھ نہیں ہے۔ جب میں مر جاؤں تو ان تمام کو حضرت عمر کے پاس بھیج دینا۔ جب آپ نے وفات پائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت پر عمل کیا اور دوران خلافت بیت المال سے وصول شدہ وظیفہ کی رقم آپ کے اثاثہ جات کو بیچ کر بیت المال میں جمع کروادی۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ دیکھا تو آپ کے آنسو نکل آئے، حتیٰ کہ زمین پر ٹپک پڑے اور آپ بار بار فرماتے تھے:

"خدا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم کرے۔ انہوں نے بے شک اپنے جانشینوں کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔"

ارشادات عالیہ

آخر میں تبرکاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشادات کا مختصر بیان ضروری ہے۔ تفصیل کے لیے آپ کی سیرت پاک پر علیحدہ کتب موجود ہیں جن کے مطالعہ سے قلب و روح کو تسکین حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

☆۔ چار چیزوں کی تکمیل کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔

1)۔ نماز کی تکمیل ..... سجدہ سہو سے

2)۔ روزہ کی تکمیل ..... صدقہ فطر سے

3)۔ حج کی تکمیل ..... فدیہ سے

Marfat.com

4)۔ ایمان کی تکمیل ..... جہاد فی سبیل اللہ سے

آپ نے فرمایا، تین چیزوں سے تین چیزیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔

1)۔ آرزو کرنے سے مالداری

2)۔ خضاب لگانے سے جوانی

3)۔ دوا استعمال کر لینے سے تندرستی

آپ نے فرمایا:

جو آدمی بغیر توشہ (یعنی نیک اعمال) کے قبر میں چلا گیا اس کی مثال ایسی ہے کہ دریا کا سفر بغیر کشتی کے کیا جائے۔ (ظاہر ہے کہ کشتی کے بغر پانی میں جانے والا ڈوب مرے گا)

فرمایا کہ پانچ تاریکیاں ہیں اور ان کو دور کرنے کے لیے پانچ روشن چراغ ہیں:

1)۔ دنیا کی محبت تاریکی ہے اس سے نجات کے لیے پرہیز گاری کا چراغ روشن ہونا چاہیے۔

2)۔ قبر کی تاریک گہرائی ہے اسے روشن کرنے کے لیے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا چراغ چاہیے۔

3)۔ آخرت کی زندگی تاریکی ہے اگر نیک اعمال کا چراغ نہ ہو۔

4)۔ پل صراط تاریکی ہے اگر یقین کا چراغ نہ ہو۔

5)۔ گناہ تاریکی ہے اور توبہ اس کا چراغ ہے اسی روشنی سے یہ تاریکی دور ہوگی

آپ نے فرمایا؛ عبادت کرنے والے تین قسم کے ہیں:

جو ڈر کر عبادت کرتے ہیں۔ ان کی شناخت یہ ہے کہ:

1)۔ اپنے آپ کو ذلیل وحقیر جانتے ہیں۔

2)۔ اپنی نیکیوں کو کم جانتے ہیں۔

3)۔ اپنے گناہوں کو زیادہ جانتے ہیں۔

جو جنت کی امید پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ان کی شناخت یہ ہے کہ

Marfat.com

1)۔ دنیا کے مال میں سے بہت زیادہ سخاوت کرتے ہیں۔

2)۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے زیادہ رجوع کرنے والے ہوتے ہیں۔

3)۔ اچھے کاموں میں قوم کے پیشوا ہوتے ہیں۔

جو محبت کے سبب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، ان کی شناخت یہ ہے کہ؛

1)۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی پیاری سے پیاری چیز خدا کے نام پر بلا توقف دے دیتے ہیں۔

2)۔ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لیے اپنی خواہشات کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

3)۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کے پابند ہوتے ہیں۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے خطبہ دیا۔ جس میں خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا؛

''میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر سیدھے راستے پر چلوں (اچھا کام کروں) تو میری مدد کرو اور اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرو۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اس کا حق دلوا دوں' انشاء اللہ' اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے دوسروں کا حق لے لوں' انشاء اللہ' جو قوم جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دیتی ہے وہ ذلیل کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں بے حیائی کا رواج ہو جاتا ہے اس پر عام طور پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہے۔'' (سیرت ابن ِ ہشام)

یوسف بن محمد کا بیان ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت ابوبکر نے مرض موت

Marfat.com

میں وصیت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا لکھئے؛

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ ہے جس کی وصیت ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکر نے دنیا سے جاتے اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے ایسے وقت میں کی جبکہ کافر ایمان کی آرزو کرتا ہے اور خائن امانت ادا کرتا ہے اور کافر ایمان کی آرزو کرتا ہے۔ میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا ہے۔ اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا اس کی نسبت گمان اور توقع ہے اور اگر وہ جور و ستم کرے تو میں غیب دان نہیں اور ہر شخص کے لیے سزا ہے اس گناہ کی جو اس نے کیا۔ اور ظلم کرنے والے عنقریب معلوم کریں گے کہ وہ کس کروٹ اُٹھتے ہیں۔''

آپ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ اے پرندے! خوش رہو اللہ کی قسم کاش میں تیری مانند ہوتا کہ تو درخت پر بیٹھتا ہے۔ پھل کھاتا ہے پھر اڑ جاتا ہے اور تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ خدا کی قسم کاش میں بجائے انسان ہونے کے ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ میرے پاس سے گزرتا اور مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں ٹھونس لیتا اور پھر چبا کر نگل جاتا۔ بعد ازاں مینگنیوں کی شکل میں نکال دیتا۔

جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ یوں کہتے ''اے اللہ! تو میرا حال میری نسبت بہتر جانتا ہے اور میں اپنا حال ان کی نسبت بہتر جانتا ہوں۔ خدایا تو مجھے بہتر بنا دے، اس سے جو وہ گمان کرتے ہیں اور میرے وہ گناہ بخش دے جو اِن کو معلوم نہیں اور جو وہ کہتے ہیں اس پر مجھے گرفت نہ کر۔''

جب کبھی آپ رضی اللہ عنہ کوئی مشتبہ کھانا تناول فرما لیتے اور آپ کو اس کا علم ہو جاتا تو آپ قے کر کے اپنے پیٹ سے نکال دیتے اور یوں دعا کرتے ''اے اللہ! جو کچھ رگوں نے پی لیا ہے اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا ہے تو اس پر مجھے مواخذہ نہ کرنا''

آپ نے فرمایا کہ جب کسی بندے کو دنیا کی کسی زینت پر ناز آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو دشمن رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس زینت کو چھوڑ دے۔

فرمایا؛ اے لوگو! خدا سے حیاء کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری

Marfat.com

جان ہے۔ جب میں قضائے حاجت کے لیے جنگل میں جاتا ہوں تو خدا سے شرم کے مارے اپنا منہ ڈھانپ لیتا ہوں۔

امام نسائی نے اسلم (غلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنی زبان کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اسی نے مجھے ہلاکت کے اندیشوں میں ڈال دیا ہے۔

آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن اپنے ہمسایہ سے جھگڑ رہے تھے۔ آپ ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اپنے ہمسایہ سے مت جھگڑ، کیونکہ نیکی رہ جائے گی اور لوگ چلے جائیں گے

جب آپ کی اونٹنی کی مہار گر پڑتی تو اُسے بٹھا کر خود اٹھا لیتے۔ حاضرین عرض کرتے کہ آپ نے ہمیں کیوں نہیں حکم دیا؟ آپ فرماتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔

آپ جب کسی شخص کو صبر کی تلقین کرتے تو فرماتے کہ صبر کے ساتھ کوئی مصیبت نہیں اور بے صبری سے کوئی فائدہ نہیں۔ موت اپنے مابعد سے آسان اور ماقبل سے سخت ہے۔

جب آپ نے حضرت خالد بن ولید کو مرتدین کی طرف جہاد کرنے کی غرض سے بھیجا تو فرمایا کہ موت کا حریص بن جا، تجھے حیات عطا ہوگی۔

جب آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ اہل فارس نے پرویز کی لڑکی کو اپنا حکمران بنا لیا ہے تو فرمایا کہ وہ قوم ذلیل ہوگئی جس نے اپنی حکومت کسی عورت کے ہاتھ میں دے دی۔

آپ نے فرمایا؛

1)۔ کہ تجھ پر خدا کی طرف سے جاسوس ہیں۔ (یعنی کراماً کاتبین اور دیگر فرشتے وغیرہ)

2)۔ لوگوں میں خدا کا سب سے زیادہ فرمانبردار بندہ وہ ہے جو گناہ کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔

3)۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ میرے نزدیک اپنے خویش واقرباء کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت وسلوک رکھنا زیادہ

Marfat.com

پسندیدہ ہے۔

4)۔ اس قول میں کوئی خوبی نہیں جس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو اور اس مال میں کوئی خوبی نہیں جو راہ خدا میں خرچ نہ کیا جائے اور اس شخص میں کوئی خوبی نہیں جس کی جہالت اس کے علم پر غالب ہو اور اُس شخص میں کوئی خوبی نہیں جو نیک اعمال میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتا ہو۔

5)۔ ادراک کے حاصل کرنے سے عاجز آنا ادراک ہے۔

6)۔ اللہ تعالیٰ تیرے باطن کا حال دیکھ رہا ہے جیسا کہ ظاہر کا حال دیکھ رہا ہے۔

7)۔ اللہ رحم کرے اس مرد پر جس نے اپنی جان سے اپنے بھائی کی مدد کی۔

8)۔ جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو جائے تو اس کا تدارک کر اور اگر کوئی بدی تجھے آ گھیرے تو اُس سے بچ جا۔

9)۔ ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستر حلال کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

10)۔ آیت (''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ''یعنی ظاہر ہو گیا فساد جنگل اور سمندر میں) کی تاویل میں آپ کا قول ہے کہ جنگل سے مراد زبان اور سمندر سے مراد قلب ہے۔ جب زبان خراب ہو جاتی ہے تو انسان روتے ہیں جب دل خراب ہو جاتا ہے تو اس پر فرشتے روتے ہیں۔

11)۔ شہوت کے سبب سے بادشاہ غلام بن جاتے ہیں اور صبر سے غلام بادشاہ بن جاتے ہیں۔ حضرت یوسف و زلیخا کے قصے پر غور کرو۔

12)۔ جس شخص نے گناہوں کو ترک کیا۔ اس کا دل نرم ہو گیا اور جس نے حرام کو ترک کیا اس کا فکر و اندیشہ صاف ہو گیا۔

13)۔ سب سے کامل عقل اللہ کی خوشنودی کا حصول اور اس کے غضب سے بچنا ہے۔

14)۔ عاقل کے لیے کوئی مسافرت نہیں اور جاہل کے لیے کوئی وطن نہیں۔

15)۔ تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی، اُس کو نقصان دیں گی۔ (ا) نافرمانی (ب) عہد شکنی (ج) مکر و فریب

Marfat.com

16)۔ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔
(ا)۔توبہ کرنے سے خوش ہونے والا (ب)۔گنہگار کے لیے مغفرت طلب کرنے والا
(ج)۔مصیبت زدہ کے لیے دعا کرنے والا (د)۔احسان کرنے والے کی مدد کرنے والا

17)۔ ابلیس تیرے آگے کھڑا ہے اور نفس تیرے دائیں طرف اور خواہش نفسانی بائیں طرف اور دنیا تیرے پیچھے اور اعضا تیرے گرد اور اللہ جل جلالہ تیرے اوپر ہے۔ابلیس تو تجھے ترک دین کی طرف بلا رہا ہے۔ اور نفس معصیت کی طرف ، خواہش نفسانی شہوتوں کی طرف ، دنیا آخرت کو چھوڑ کر اسے اختیار کرنے کی طرف ، اور اعضاء گناہوں کی طرف اور اللہ جل شانہٗ جنت و مغفرت کی طرف بلا رہا ہے۔پس جس نے ابلیس کی سنی اُس کا دین جاتا رہا۔جس نے نفس کی سنی ،اس کی روح جاتی رہی۔جس نے ہوائے نفس کی سنی اس کی عقل جاتی رہی۔جس نے دنیا کی سنی اس سے آخرت جاتی رہے۔جس نے اعضا کی سنی اس سے بہشت جاتا رہا۔جس نے اللہ تعالیٰ کی سنی اس سے تمام برائی جاتی رہی اور اس نے تمام نیکی کو حاصل کرلیا۔

18)۔ بخیل کا مال سات حالتوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہوتا۔وہ مر جائے گا اور اس کا وارث ایسا شخص ہوگا جو اس کے مال کو فضول خرچی سے اڑا دے گا اور طاعت خدا کے سوا کسی اور کام میں خرچ کرے گا۔یا کوئی شہوت نفسانی اس میں پیدا ہو جائے گی جس سے وہ اپنے مال کو ضائع کردے گا۔یا اُسے گھر یا عمارت کے بنانے کا خیال آجائے گا اور اس کا مال صرف ہو جائے گا۔یا اس مال کو حوادث دنیا میں سے کوئی حادثہ پیش آئے گا جیسا کہ جل جانا یا غرق ہو جانا یا چوری ہو جانا یا اِس طرح کا کوئی اور حادثہ پیش آ جانا۔یا اُس کو کوئی مرض دائمی عارض ہو جائے گا جس کے سبب سے وہ اپنے مال کو دواؤں میں خرچ کردے گا۔یا وہ اپنے مال کو کسی جگہ دفن کر کے بھول جائے گا۔اور نہ پائے گا۔

19)۔ آٹھ چیزیں، آٹھ چیزوں کی زینت ہیں۔ پرہیز گاری زینت ہے فقر کی، شکر زینت ہے دولتمندی کی، صبر زینت ہے بلا کی۔تواضع زینت ہے شرف و بزرگی کی، حلم زینت ہے عالم کی ،فروتنی و عاجزی زینت ہے طالب علم کی، احسان نہ جتانا زینت ہے احسان کی اور خشوع زینت ہے نماز کی۔

Marfat.com

20)۔ امام مالک نے موطا میں بروایت یحییٰ بن سعید نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں تو آپ نے یزید بن ابی سفیان کو فرمایا؛ میں تم کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ 1۔ کسی لڑکے کو قتل نہ کرنا۔ 2۔ کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ 3۔ کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔ 4۔ کسی پھل والے درخت کو نہ کاٹنا۔ 5۔ کسی بکری یا گائے بیل کے پاؤں نہ کاٹنا مگر بغرض خوراک ذبح کر لینا۔ 6۔ کسی بستی کو نہ جلانا۔ 7۔ کسی بستی کو ویران نہ کرنا۔ 8۔ ہراساں نہ ہونا۔ 9۔ بزدلی نہ کرنا۔ 10۔ مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

''میں مدینہ طیبہ میں بوڑھوں محتاجوں اور مسکینوں کی امداد کے خیال سے جاتا تھا تو ان کی سب حاجات کا انتظام موجود پاتا تھا۔ مجھ کو یہ معلوم کرنے کی خواہش ہوئی کہ وہ کون ہے جو ان لوگوں کے تمام کام پہلے ہی کر جاتا ہے۔ تلاش و جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اللہ رب العالمین جل شانہٗ ہمیں خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے آفتابِ رسالت سے جو نور حاصل کیا اس سے تمام عالم منور ہو گیا، اس کی ضیاء سے ہزاروں شمعیں روشن ہوئیں اور ان کی روشنی اقصائے عالم میں پھیل گئی۔ آپ کے فیضان صحبت سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے ممتاز صحابی کا سینہ پاک اس نسبت لطیف کا حامل ہوا۔ سالہا سال تک ہر طرف علم و عرفان کی بارش ہوتی رہی۔ رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر اٹھتی رہیں اور تشنگان معرفت الٰہی کو سیراب کرتی رہیں۔ شام، عراق، فارس اور ماوراالنہر، بلخ، بخارا، تاشقند، سمرقند اور وسطِ ایشیاء کے علاقوں میں یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ عبدالخالق

Marfat.com

عجد وانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوتی ہوئی آٹھویں صدی ہجری میں یہ نسبت عالیہ امام الطریقت و الشریعت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچ گئی ۔ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ جس شخص پر نگاہ پڑتی اس کی لوح دل پر نقش ''اللہ'' ثبت ہو جاتا اور ہر بُن مُو سے ذکر حق جاری ہو جاتا۔ یہیں سے اس نسبت لطیف کو نسبت نقشبندیہ کا عرف عام مل گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

پیدائش: 404ء 187ء قبل عام الفیل بمقام : اصفہان (ایران)

وصال : 10 رجب 23 ہجری مزار اقدس : مدائن ﴿عراق﴾

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہوتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کا تعلق ایک مجوسی خاندان سے تھا۔ آپ نے مجوسی مذہب سے بیزار ہو کر پہلے تو یہودی مذہب اختیار کیا اور بعد میں عیسائیت قبول کر لی۔ ایک عیسائی راہب نے مرتے وقت آپ کو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہوں گے اور ساتھ ہی اُس نے چند نشانیاں بھی بتا دیں۔ چنانچہ آپ مدینہ منورہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ راستہ میں ایک شخص نے آپ کو غلام بنا لیا اور مدینہ شریف کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ہجرت کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے تمام نشانیاں درست پائیں لہذا حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے یہودی آقا کو قیمت ادا کر کے آپ کو آزاد کرا لیا اور اس کے بعد آپ اصحاب صفہ میں شامل ہو کر ہمیشہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بڑا رتبہ حاصل کیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق اور غزوات مابعد میں شامل ہوئے۔ غزوۂ احزاب میں جب خندق کھودنے لگے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق مسلمانوں میں تقسیم فرما دی۔ حضرت سلمان کے بارے میں مہاجرین و انصار میں اختلاف پیدا ہوا، ہر ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔ اس وقت رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سلمان منا اھل البیت'' (سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے)۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سابقین چار ہیں۔ 1۔ سابق ِ عرب مَیں ہوں۔2۔صہیب سابق ِ روم ہیں۔3۔سلمان سابق ِ فرس ہیں۔4۔بلال سابق ِ حبشہ ہیں۔

آپ ان تین صحابیوں میں سے ہیں جن کا بہشت مشتاق ہے۔آپ ان چار صحابہ میں سے ہیں جن کو خدا دوست رکھتا ہے اور اپنے حبیب پاک کو ان کی دوستی کا ارشاد فرماتا ہے۔آپ ان چار بزرگوں میں سے ہیں جن کی نسبت حضرت معاذ بن جبل نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ اُن کے پاس علم تلاش کرنا۔

آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدائن کا گورنر بنا دیا تھا اور پانچ ہزار درہم سالانہ آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ جب آپ کو وظیفہ ملتا تو آپ اسے راہ خدا میں خرچ کر دیتے اور بوریا بانی سے اپنا گذارہ کرتے۔آپ کا کوئی گھر نہ تھا۔دیواروں اور درختوں کے سایہ میں رہا کرتے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کی سکونت کے لیے گھر بنا دیتا ہوں۔فرمایا؛ مجھے گھر کی ضرورت نہیں۔اس نے اصرار کیا اور کہا کہ جس قسم کا گھر آپ کی طبیعت کے موافق ہے وہ مجھے معلوم ہے۔ فرمایا کہ بیان کرو؛ اس نے عرض کیا کہ میں آپ کے لیے ایسا گھر بنا دیتا ہوں کہ جب آپ اس میں کھڑے ہوں تو سر مبارک اس کی چھت سے لگے اور جب پاؤں پھیلائیں تو پاؤں کی انگلیاں دیوار سے جا لگیں، فرمایا، درست ہے؛ چنانچہ اس نے ایسا ہی گھر تیار کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاری دار کملی تھی۔جس کا کچھ حصہ آپ رضی اللہ عنہ اوڑھ لیتے اور کچھ نیچے بچھا لیتے۔گورنری کی حالت میں بھی یہی کملی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتی۔بعض ناواقف لوگ آپ کی ظاہری حالت دیکھ کر آپ سے بطور مزدور اپنا اسباب اٹھواتے۔جب راستے میں ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ امیر شہر ہیں تو عذر کرتے کہ ہم خود اٹھا لیتے ہیں مگر آپ فرماتے کہ حسبِ وعدہ منزل تک پہنچا کر ہی آؤں گا۔

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی زوجہ سے کہا، کچھ کستوری جو تمہارے پاس ہے، اسے پانی میں گھول کر میرے سر کے گرد چھڑک دو، کیونکہ اب ایک قوم آنے والی ہے جو نہ انسان ہیں نہ جن۔آپ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ میں آپ کا ارشاد بجا لائی اور گھر

Marfat.com

سے باہر نکلی تو آواز آئی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ''جب میں اندر گئی تو کیا دیکھا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی ہے اور آپ اس طرح لیٹے ہوئے ہیں، جیسا کہ سو رہے ہوں۔ آپ کی عمر وصال مبارک کے وقت اڑھائی سو سال تھی۔

ارشاداتِ عالیہ

1)۔ مومن کا حال دنیا میں مثل اس بیمار کے ہے جس کے ساتھ اس کا طبیب ہو جو اس کی بیماری اور دوا کو جانتا ہے۔ جب مریض کسی مضر چیز کو چاہتا ہے تو وہ اسے منع کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اسی طرح مومن بہت سی چیزوں کو چاہتا ہے۔ پس اللہ عزوجل اس کو ان سے روک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

2)۔ تعجب ہے طالب دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناخوش۔

3)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ تمہارا روزینہ مثل توشہ سوار کے ہونا چاہیے۔

4)۔ آپ رضی اللہ عنہ جب اپنی خادمہ کو کسی کام سے بھیجتے تو آٹا خود ہی گوندھ لیتے اور فرماتے کہ ہم اس سے دو کام نہیں لیتے۔

5)۔ آپ فوریا بانی (یا زنبیل بانی) کرتے اور فرماتے کہ میں ایک درہم کے برگ خرما

Marfat.com

خریدتا ہوں اوراس سے بوریایازنبیل تیارکر کے تین درہموں پر بیچ دیتا ہوں۔ان میں سے ایک درہم خیرات کردیتا ہوں، ایک درہم برگ خرما خریدنے کے لیے پس انداز کر لیتا ہوں اور ایک درہم اپنے عیال پرخرچ کردیتا ہوں۔

6)۔ گورنری کی حالت میں ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور آپ بوریابانی کررہے تھے۔انہوں نے پوچھا کہ آپ یہ کام کیوں کررہے ہیں جبکہ آپ گورنر ہیں اور آپ کا وظیفہ بھی مقرر ہے۔؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں۔

7)۔ سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت سلمان نے حضرت عبداللہ بن سلام سے کہا۔ پیارے بھائی ہم میں سے جو پہلے وفات پائے، وہ دوسرے کوخواب میں دکھائی دے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا، کیاایساہوسکتا ہے؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں؛

''مومن بندے کی روح آزادہوتی ہے، زمین میں جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے اور کافر کی روح قید خانے میں ہوتی ہے۔''

پس حضرت سلمان نے پہلے وصال فرمایااور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت قیلولہ کررہاتھا، کیادیکھتاہوں کہ حضرت سلمان تشریف لائے ہیں۔انہوں نے کہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میں نے جواب میں کہا، وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، اے ابوعبداللہ! تو نے اپنا مقام کیسا پایا؟ حضرت سلمان نے کہا کہ خوب ہے۔پھرتین بارفرمایا۔تُو توکل اختیارکر کیونکہ توکل اچھا ہے۔

8)۔ بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہواور نہ سب سے پیچھے نکل، کیونکہ وہ معرکہ شیطان ہے۔اوروہاں اس کا جھنڈا گڑھا ہوتا ہے۔

9)۔ آپ نے حضرت ابوالدرداء سے کہا کہ تیرے نفس کا تجھ پرحق ہے اور تیرے رب کا تجھ پرحق ہےاور تیرے مہمان کا تجھ پرحق ہےاور تیرے اہل کا تجھ پرحق ہے۔پس ہرایک حق دارکو اس کا حق عطا کر۔پھروہ دونوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور حضور سے اس بات کا ذکر کیا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''سلمان نے سچ کہا ہے۔''(جامع ترمذی)

Marfat.com

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم

ولادت : 36ھ ہجری بمقام : مدینہ منورہ

وصال : 108ھ ہجری مزار اقدس : مدینہ منورہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں یزدجرد شاہ فارس کی تین لڑکیاں مال غنیمت میں آئیں۔ ان کی قیمت ٹھہرائی گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تینوں کو خرید لیا۔ ان میں سے ایک اپنے صاحبزادے امام حسین رضی اللہ عنہ کو دے دی جس سے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ دوسری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی جس سے حضرت سالم پیدا ہوئے اور تیسری حضرت محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو دے دی جس سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پس حضرات زین العابدین، سالم اور قاسم ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت قاسم اپنے والد ماجد کے قتل ہونے کے بعد اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں بطور یتیم پرورش پاتے رہے۔ آپ کا انتساب علم باطن میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے۔

حضرت قاسم تابعین اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ امام، عالم، فقیہہ، پرہیز گار اور حافظ الحدیث تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری کا قول ہے کہ ہم نے مدینہ منورہ میں کسی کو ایسا نہیں پایا کہ اسے قاسم پر فضیلت دیں۔ ایوب سختیانی کا بیان ہے کہ میں نے کسی کو قاسم سے افضل نہیں دیکھا۔ بقول امام بخاری آپ افضل اہل زمانہ تھے۔ ابوالزناد کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو قاسم سے بڑھ کر سنت کا عالم نہیں پایا اور نہ کسی فقیہہ کو آپ سے بڑھ کر عالم دیکھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ایک بدوی نے مسجد میں ان سے سوال کیا کہ آپ بڑے عالم ہیں یا سالم بن عبداللہ؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار فرمائی۔ اس نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے صرف سبحان اللہ کہہ دیا۔ پھر جب اس نے تیسری مرتبہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ، سالم سے دریافت کرلو حقیقت یہ ہے کہ آپ خود یہ نہیں کہنا چاہتے تھے کہ میں بڑا عالم ہوں اور نہ ہی یہ کہنا چاہتے تھے کہ سالم بڑا عالم ہے، اس طرح یہ جھوٹ ہو جاتا کیونکہ آپ کا درجہ میدان علم میں سالم سے زیادہ تھا۔

Marfat.com

آپ ہر روز صبح کے وقت مسجدِ نبوی تشریف لاتے اور کبھی ناغہ نہ کرتے۔ دو رکعت نماز پڑھتے اور پھر یہ روضہ رُسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور منبر کے درمیان اپنی مسندِ علم پر براجمان ہو جاتے، ہر جانب سے آنے والے طلبہ کا یہاں ہجوم رہتا اور وہ اس صاف وشفاف میٹھے چشمے سے اپنی پیاس بجھاتے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد آپ اور آپ کے خالہ زاد بھائی عبداللہ بن عمر مدینہ کے قابل اعتماد امام مشہور ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔

جن مسائل کا آپ کو علم ہوتا آپ جواب دیتے اور جن کا علم نہ ہوتا، ان کے متعلق برملا فرماتے کہ مجھے اس مسئلے کا کوئی علم نہیں۔ اس پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم جو مسائل تم پوچھ رہے ہو وہ سب کے سب ہم نہیں جانتے اگر جانتے ہوتے تو وہ آپ لوگوں سے چھپا کر نہ رکھتے اور نہ ہی دینی مسائل کو چھپانا ہمارے لیے جائز ہے۔ میرے نزدیک جاہل کہلانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ نہ جانتے ہوئے بھی لوگوں کو غلط مسائل بتا دیے جائیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے کہ اگر امرِ خلافت میرے
اختیار میں ہوتا تو میں خلافت حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیتا۔

جب وقتِ وفات قریب آیا تو کفن کے متعلق وصیت کی کہ میں جن کپڑوں میں نماز پڑھتا ہوں، اسی میں کفنایا جاؤں، اس میں قمیض، ازار اور چادر وغیرہ کفن کے تمام کپڑے تھے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ کیا آپ اور دو نئے کپڑے پسند نہیں کرتے تو فرمایا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے۔ اور یہ کہ مُردوں کے مقابلے میں زندوں کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ نیز فرمایا کہ میری قبر پر میری تعریف نہ کرنا۔ اس وصیت کے بعد آپ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ سفرِ حج ''قدید'' کے مقام پر وصال فرمایا اور ''مشلل'' کے مقام پر دفن کیے گئے۔ قدید اور مشلل کے درمیان تقریباً تین میل کا فاصلہ ہے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال باختلافِ روایت 106ھ، 107ھ یا 108ھ میں ہوا۔ محمد بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی، جب کہ وہ ستر یا بہتر برس کے تھے، اور اُن کی نگاہ جا چکی تھی۔ ابن سعد نے بھی طبقات میں 108ھ لکھا ہے۔ جبکہ بقول ابن معین وابن المدینی 24 جمادی الاولیٰ 106ھ ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

پیدائش : 70ء ھ 499ء بمقام : مدینہ منورہ

وصال : 15 رجب المرجب 138 ہجری مزار اقدس : مدینہ منورہ

آپ کا نام نامی جعفر صادق اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم اپنے نانا جان جناب حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ سے حاصل کی جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسبت اپنے والد ماجد اور جد امجد جناب امام زین العابدین سے حاصل کی۔ چنانچہ مکتوبات شریف میں امام ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

'' آپ کی یہ اوالعزم شان تھی کہ آپ نے نسبتِ عالیہ نقشبندیہ اور نسبتِ عالیہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں کو احسن طریقے سے سنبھالا ہوا تھا اور جو کسی نسبت کی خواہش کرتا آپ اس کو اسی نسبت میں بیعت فرماتے۔ آپ کی شان کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی اوالعزم ہستیاں آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ سادات اہل بیت میں سے تھے۔ آپ کی امامت وسیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ زہد وتقویٰ میں کامل تھے آپ پہلے مدینہ منورہ میں لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے رہے بعد میں عراق تشریف لے گئے اور وہاں مدت تک قیام فرمایا۔''

آپ کا درجہ صحابہ کرام کے بعد ہی آتا ہے لیکن اہل بیت میں شامل ہونے کی وجہ سے نہ صرف باب طریقت ہی میں آپ سے ارشادات منقول ہیں بلکہ بہت سی روایتیں بھی مروی ہیں اور انہیں کثیر ارشادات میں سے بعض چیزیں بطور سعادت ہم یہاں بیان کر رہے ہیں۔ جو لوگ آپ کے طریقہ پر عمل پیرا ہیں وہ بارہ اماموں کے مسلک پر گامزن ہیں کیوں کہ آپ کا مسلک

Marfat.com

بارہ اماموں کے طریقت کا قائم مقام ہے اور اگر تنہا آپ ہی کے حالات و مناقب بیان کر دیئے جائیں تو بارہ اماموں کے مناقب کا ذکر تصور کیا جائے گا۔ آپ نہ صرف مجموعہ کمالات و پیشوائے طریقت کے شیخ ہیں بلکہ ارباب ذوق اور عاشقان طریقت اور زہدان عالی مقام کے مقتدا بھی ہیں۔ نیز آپ نے اپنی بہت سی تصانیف میں راز ہائے طریقت کو بڑے اچھے پیرائے میں واضح فرمایا ہے اور حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے بھی کثیر مناقب روایت کیے ہیں۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کم فہم لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت نعوذ باللہ اہل بیت سے دشمنی رکھتے ہیں جب کہ صحیح معنوں میں اہل سنت ہی اہل بیت سے محبت رکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے عقائد ہی میں یہ شے داخل ہے کہ رسول خدا پر ایمان لانے کے بعد ان کی اولاد سے محبت کرنا لازم ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اہل بیت ہی کی محبت کی وجہ سے حضرت امام شافعی کو رافضی کا خطاب دے کر قید کر دیا گیا، جس کے متعلق امام صاحب خود اپنے ہی ایک شعر میں اشارہ فرماتے ہیں کہ اگر اہل بیت سے محبت کا نام رفض ہے تو پھر پورے عالم کو میرے رافضی ہونے پر گواہ رہنا چاہیے۔

ہر اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ جس طرح وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراتب سے آگاہی حاصل کرتا ہے اسی طرح خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام اور اہل بیت کے مراتب کو بھی افضل خیال کرے۔

سُنّی کی تعریف: صحیح معنوں میں اُسی کو سنی کہا جاتا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ رکھنے والوں میں سے کسی کی فضیلت کا بھی منکر نہ ہو۔ ایک روایت ہے کہ کسی نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلقین میں سب سے زیادہ افضل کون ہے؟ فرمایا کہ بیٹیوں میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، بوڑھوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور جوانوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ اور ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Marfat.com

ایک شب خلیفہ منصور نے اپنے مصاحبوں کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق کو میرے روبرو پیش کرو تا کہ میں ان کو قتل کر دوں۔ ایک وزیر نے عرض کیا کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر جو شخص عزلت نشین ہو گیا ہو اس کو قتل کرنا قرینِ مصلحت نہیں، لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر ضروری ہے۔ چنانچہ مجبوراً جب وزیر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو لینے چلا گیا تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کر دی کہ جس وقت میں اپنے سر سے تاج اتاروں تو تم فی الفور امام جعفر صادق کو قتل کر دینا لیکن جب آپ تشریف لائے تو آپ کی عظمت و جلال نے خلیفہ کو اس درجہ متاثر کیا کہ وہ بے قرار ہو کر آپ کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا اور نہ صرف آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی مؤدبانہ آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت و ضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تا کہ میری عبادت و ریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ منصور نے وعدہ کر کے عزت اور احترام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا لیکن آپ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کر مکمل تین شب و روز بے ہوش رہا۔ بعض روایات میں ہے کہ تین نمازوں کے قضا ہونے کی حد تک غشی طاری رہی۔ بہر حال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر اور غلام حیران رہ گئے اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جس وقت امام جعفر صادق میرے پاس تشریف لائے تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اگر تو نے ذرا سی گستاخی بھی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا، چنانچہ اس کی دہشت مجھ پر طاری ہو گئی اور میں نے معافی طلب کر لی۔

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضر خدمت ہو کر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ چونکہ اہل بیت میں سے ہیں اس لیے مجھ کو کوئی نصیحت فرمائیں لیکن آپ خاموش رہے اور جب دوبارہ داؤد طائی نے کہا کہ اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی ہے اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لیے ضروری ہے تو یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مجھے یہی تو خوف لگا ہوا ہے کہ قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر

Marfat.com

لیں کہ تو نے خود میرا اتباع کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ اعمال صالح نسب سے پہلے دیکھے جائیں گے۔ یہ سن کر داؤد طائی کو بہت عبرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ جب اہل بیت پر خوف کے غلبہ کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں اور کس چیز پر فخر کر سکتا ہوں۔

جب آپ رضی اللہ عنہ تارک الدنیا ہو گئے تو حضرت ابو سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضر خدمت ہو کر فرمایا کہ مخلوق آپ کے تارک الدنیا ہونے سے آپ کے فیوض عالیہ سے محروم ہو گئی ہے تو آپ نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر پڑھے ؎

ذَهَبَ الْوَفَا ذِهَابَ انْسِ الذَّاهِبِ
وَالنَّاسُ بَيْنَ تَخَائِلَ وَ مَآرِب

﴿ کسی جانے والے انسان کی طرح وفا بھی چلی گئی اور لوگ اپنے خیالات میں غرق رہ گئے ﴾

يَهُشُّوْنَ بَيْنَهُمُ الْمَوَدَّةَ وَالْوَفَا
وَقُلُوْبُهُمْ مَحْشُوْدَةٌ بِعَقَارِب

﴿ گو بظاہر ایک دوسرے کے ساتھ اظہارِ محبت و وفا کرتے ہیں لیکن ان کے قلوب بچھوؤں سے لبریز ہیں۔ ﴾

ایک دفعہ آپ کو بیش بہا لباس میں دیکھ کر کسی نے اعتراض کیا کہ اتنا قیمتی لباس اہل بیت کے لیے مناسب نہیں تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جب اپنی آستین پر پھیرا تو اس کو آپ کا لباس ٹاٹ سے بھی زیادہ کھردرا محسوس ہوا۔ اس وقت آپ نے فرمایا "هَذَا لِلْخَلْقِ وَ هَذَا لِلْحَقِّ" یعنی مخلوق کی نگاہوں میں تو یہ عمدہ لباس ہے لیکن حق کے لیے یہی کھردرا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ دانش مند کی کیا تعریف ہے؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ جو بھلائی اور برائی میں امتیاز کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ امتیاز تو جانور بھی کر لیتے ہیں، کیونکہ جو ان کی خدمت کرتا ہے ان کو ایذا نہیں پہنچاتے اور جو تکلیف دیتا ہے اس کو کاٹ کھاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ پھر آپ کے نزدیک دانشمندی کی کیا علامت ہے؟ جواب دیا کہ جو دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی کو اختیار کرے اور دو برائیوں میں سے مصلحتاً کم برائی پر عمل کرے۔

Marfat.com

کسی نے آپ سے عرض کیا کہ ظاہری و باطنی فضل و کمال کے باوجود آپ میں تکبر پایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں متکبر تو نہیں ہوں۔ البتہ جب میں نے کبر کو ترک کر دیا تو میرے رب کی کبریائی نے مجھے گھیر لیا۔ اس لیے میں اپنے کبر پر نازاں نہیں ہوں، بلکہ میں تو رب کی کبریائی پر فخر کرتا ہوں۔

کسی شخص کی دینار کی تھیلی گم ہوگئی تو اس نے آپ پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ میری تھیلی آپ ہی نے چرائی ہے۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا کہ اس میں کتنی رقم تھی؟ اس نے کہا دو ہزار دینار، چنانچہ گھر لے جا کر آپ نے اس کو دو ہزار دینار دے دیئے بعد میں جب اس کی کھوئی ہوئی تھیلی کسی دوسری جگہ سے مل گئی تو اس نے پورا واقعہ بیان کر کے معافی چاہتے ہوئے آپ سے رقم واپس لینے کی درخواست کی، لیکن آپ نے فرمایا ہم کسی کو دے کر واپس نہیں لیتے پھر جب لوگوں سے اس کو آپ کا اسم گرامی معلوم ہوا تو اس نے بے حد ندامت کا اظہار کیا۔

ایک مرتبہ آپ تنہا اللہ جل شانہ' کا ورد کرتے ہوئے کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک اور شخص بھی اللہ جل شانہ کا ورد کرتا ہوا آپ کے ساتھ ہو گیا۔ اس وقت آپ کی زبان سے نکلا کہ اے اللہ! اس وقت میرے پاس کوئی بہتر لباس نہیں ہے۔ چنانچہ یہ کہتے ہی غیب سے ایک بہت قیمتی لباس نمودار ہوا اور آپ نے زیب تن کر لیا لیکن اس شخص نے جو آپ کے ساتھ لگا ہوا تھا عرض کیا کہ میں بھی تو اللہ جل شانہ کا ورد کرنے میں آپ کا شریک ہوں لہذا آپ اپنا پرانا لباس مجھے عنایت فرما دیں۔ آپ نے لباس اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔

کسی نے آپ سے عرض کر دیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار کروا دیجئے آپ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت موسیٰ سے فرمایا گیا تھا کہ ''لن ترانی'' (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا) اس نے عرض کیا یہ تو مجھے بھی علم ہے لیکن یہ تو امتِ محمدی ہے جس میں ایک تو یہ کہتا ہے کہ رَأَی قَلْبِیْ میرے قلب نے اپنے پروردگار کو دیکھا، اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ ''لَمْ اَعْبُدْ رَبًّا لَمْ اَرَاہ'' یعنی میں ایسے رب کی عبادت نہیں کرتا جو مجھ کو نظر نہیں آتا۔ یہ سن کر آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریائے دجلہ میں ڈال دو۔ چنانچہ جب اس کو پانی میں ڈال دیا

Marfat.com

گیا اور پانی نے اس کو اوپر پھینکا تو اس نے حضرت سے بہت فریاد کی لیکن آپ نے پانی کو حکم دیا کہ اس کو خوب اچھی طرح اوپر نیچے غوطے دے اور جب کئی مرتبہ پانی نے غوطے دیئے اور وہ لب مرگ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ سے اعانت کا طالب ہوا۔ اس وقت حضرت نے اس کو پانی سے نکلوایا اور اس کے حواس درست ہونے کے بعد دریافت فرمایا کہ اب تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا؟ اس نے عرض کیا کہ جب تک میں دوسروں سے اعانت کا طلب گار رہا اس وقت تک تو میرے سامنے ایک حجاب سا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اعانت کا طالب ہوا تو میرے قلب میں ایک سوراخ نمودار ہوا اور پہلی سی بے قراری ختم ہو گئی۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا قول ہے ''کون ہے جو حاجت مند کے پکارنے پر اس کا جواب دے'' آپ نے فرمایا کہ جب تک تو نے صادق کو آواز نہ دی اس وقت تک تو جھوٹا تھا اور اب اپنے قلبی سوراخ کی حفاظت کرنا۔

کرامات

لیث بن سعد کا بیان ہے کہ میں نے ۱۱۳ھ میں حج کیا۔ جب میں نے مسجد حرام میں عصر کی نماز پڑھی تو میں کوہ ابوقبیس پر چڑھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا یوں دعا مانگ رہا ہے۔ یَارَبِ، یَارَبِ۔ پھر خاموش ہو گیا اور بعد ازاں بولا۔ یَاحَیُّ، یَاحَیُّ، یَاحَیُّ۔ پھر کچھ دیر کے بعد بولا۔ الٰہی میں انگور چاہتا ہوں۔ خدایا مجھے انگور کھلا دے۔ میری دونوں چادریں پھٹ گئی ہیں۔ مجھے نئی پہنا دے۔ راوی کا قول ہے کہ اس کا کلام تمام نہ ہونے پایا تھا کہ میں نے ایک انگوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا دیکھا حالانکہ اس وقت روئے زمین پر انگور نہ تھے۔ اور دو چادریں دیکھیں کہ جن کی مثل میں نے دنیا میں نہیں دیکھی۔ اس شخص نے چاہا کہ انگور کھالے میں نے کہا، میں تیرا شریک ہوں۔ اس نے پوچھا، کیونکر؟ میں نے جواب دیا کہ جب تم دعا کر رہے تھے تو میں بھی آمین کہہ رہا تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا۔ آگے آیئے! کھایئے۔

Marfat.com

میں آگے بڑھا اور وہ انگور کھائے کہ ایسے کبھی نہ کھائے تھے۔ ہم نے پیٹ بھر کر کھائے مگر ٹوکرا اسی طرح بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کو ذخیرہ مت کرو اور نہ چھپاؤ بعد ازاں اس شخص نے ایک چادر خود لے لی اور دوسری مجھے دے دی۔ میں نے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ۔اس پر اس نے ایک چادر بطور تہ بند باندھ لی اور دوسری بدن پر اوڑھ لی۔ پھر وہ دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لیے پہاڑ سے اترا۔ صفا و مروہ کے درمیان ایک شخص نے اس سے سوال کیا۔ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میں ننگا ہوں۔ مجھے اوڑھا دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اوڑھایا ہے۔ پس اس نے وہ دونوں چادریں اُس سائل کو دے دیں۔ یہ دیکھ کر میں نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے ؟ انہوں نے فرمایا ''جعفر صادق'' اس کے بعد میں نے اُن کو ڈھونڈا کہ ان سے کچھ سنوں مگر وہ نہ ملے۔

ایک روز حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ مکہ میں پھر رہے تھے۔ اچانک آپ کا گزر ایک عورت پر ہوا جس کے آگے ایک گائے مردہ پڑی ہوئی تھی اور وہ اپنے بچوں کے ساتھ رو رہی تھی ۔حضرت امام نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا اور میرے بچوں کا گزارہ اسی گائے کے دودھ سے ہوتا تھا۔ اب اِس کے مرنے پر پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ کر دے؟ اس نے جواب دیا، ایک تو مجھ پر یہ مصیبت آن پڑی ہے اور دوسرا آپ مجھ سے ہنسی کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا کہ میں ہنسی نہیں کرتا۔ بعد ازاں آپ نے دعا فرمائی اور گائے کو ایک ٹھوکر ماری تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ عام لوگوں میں جا ملے۔ اُس عورت کو معلوم نہ ہوا کہ کون تھے؟

آپ کو جب کسی چیز کی حاجت ہوتی تو یوں دعا کرتے۔ پروردگار! مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے، آپ کی دعا تمام نہ ہوتی کہ وہ چیز آپ کے پہلو میں موجود ہوتی۔

وصال:

آپ نے مدینہ منورہ میں 15 رجب المرجب 138ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں قبہ اہل بیت میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

ارشادات عالیہ

چار چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے شریف آدمی کو عار نہیں ہوتی۔

1)۔ اپنے والدین کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانا۔

2)۔ اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔

3)۔ اپنے چوپایہ کی خبر لینا، خواہ اس کے سو غلام ہوں۔

4)۔ اپنے استاد کی خدمت کرنا۔

نیکی سوائے تین خصلتوں کے تمام و کامل نہیں ہوتی۔ اُسے جلدی کرنا، اُسے چھوٹا سمجھنا اور اُسے چھپانا۔

جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے تو اُسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اُس سے چھین لیتی ہے۔

جب تجھے اپنے بھائی سے ایسی چیز پہنچے جو تو ناپسند کرتا ہے تو اس کے لیے ایک عذر سے ستر عذر تلاش کر۔ اگر تجھے اس کے لیے کوئی عذر نہ ملے تو یوں کہہ کہ شاید اس کے لیے کوئی عذر ہو گا جو مجھے معلوم نہیں۔

جب تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اُسے اچھے سے اچھے معنی پر حمل کرو یہاں تک کہ اگر تمہیں کوئی محمل نیک نہ ملے تو اپنے تئیں ملامت کرو۔

تم ایسے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ جو بھوکا تھا پھر سیر ہو گیا۔

جب تو گناہ کرے تو معافی مانگ کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے۔

جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اُسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

جو شخص اپنے مالوں میں سے کسی مال پر ناز کرے اور اس مال کا بقاء چاہیے تو اُسے یوں کہنا چاہیے۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اُسے تکلیف دے۔

Marfat.com

علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

یا اللہ! تو مجھے اس شخص کے ساتھ غم خواری عطا فرما جس پر تو نے اپنا رزق تنگ کر دیا ہے اور جس حالت میں مَیں ہوں وہ تیرے فضل سے ہے۔

جس نے اللہ کو پہچانا، اُس نے ماسوا سے منہ پھیر لیا۔

عبادت توبہ کے سوا درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا۔ چنانچہ فرمایا: اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ۔

مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو چار چیزوں میں مبتلا ہو کر بھی چار چیزوں سے کیسے غافل رہتا ہے؟ تعجب ہے اس پر جو غم میں مبتلا ہو، وہ یہ کیوں نہیں کہتا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرماتا ہے۔ "فَاسْتَجَبْنَالَہٗ وَ نَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ" اور تعجب ہے اس پر جو کسی آفت سے ڈرتا ہو وہ یہ کیوں نہیں کہتا۔ "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضْلٍ۔ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْءٌ" اور تعجب ہے اس پر جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہو، وہ یہ کیوں نہیں کہتا "وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "فَوَقٰہُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَامَکَرُوْا" اور تعجب ہے اس پر جو جنت میں رغبت رکھتا ہے۔ وہ یہ کیوں نہیں کہتا "مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "فَعَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِکَ"

فرمایا:۔ پانچ لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرو، اول جھوٹے سے کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے، دوم بے وقوف سے کیونکہ جس قدر وہ تمہاری منفعت چاہے گا اسی قدر نقصان پہنچے گا۔ سوم کنجوس سے کیونکہ اس کی صحبت سے بہترین وقت رائیگاں ہو جاتا ہے۔ چہارم بزدل سے کیونکہ یہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ پنجم فاسق سے کیونکہ ایک نوالے کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش : بمقام بسطام

وصال : 14 شعبان 161 ہجری مزار اقدس : بسطام ﴿ایران﴾

آپ کے دادا آتش پرست تھے جبکہ آپ کے والد بزرگوار کا شمار بسطام کے عظیم بزرگوں میں ہوتا تھا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے اور آپ کی کرامات کا ظہور شکم مادر میں ہی ہونے لگا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جس وقت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے شکم میں تھا تو اگر کوئی مشتبہ ''غذا'' میرے شکم میں چلی جاتی تو اس قدر بے چینی ہوتی کہ مجھے انگلی ڈال کر قے کر کے نکالنا پڑتی۔ جب آپ مکتب میں داخل ہوئے اور آپ نے سورۃ لقمان کی یہ آیت پڑھی: '' اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ '' یعنی ''میرا شکر کر اور اپنے والدین کا بھی'' آپ نے اپنا سبق وہیں موقوف کیا اور اپنی والدہ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے کہ مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا، لہذا آپ مجھے خدا سے طلب کر لیں تا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا رہوں یا پھر خدا کے سپرد کر دیں تا کہ اس کے شکر میں مشغول رہ سکوں آپ کی والدہ نے فرمایا کہ میں اپنے حق سے دستبردار ہو کر تجھے اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی طرف صحراؤں و میدانوں میں نکل گئے اور ریاضت شاقہ اور ذکر و فکر میں مشغول ہو گئے، آپ نے ایک سو ستر بزرگوں سے فیض حاصل کیا، جن میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بایزید فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے وہ اٹھا کر لے آؤ، آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ طاق کدھر ہے، حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اتنا عرصہ رہنے کے بعد بھی تم نے طاق نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ طاق تو کجا، میں نے

Marfat.com

تو آپ کے روبرو کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔اس وقت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اب تم مکمل ہو چکے ہو لہذا البسطام چلے جاؤ۔

ایک مرتبہ آپ کسی بزرگ سے نیاز حاصل کرنے کے لیے پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ انہوں نے کعبہ کی جانب تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر آپ ملاقات کیے بغیر واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اگر وہ بزرگ طریقت کے درجوں کو جانتا تو شریعت کے منافی کام نہ کرتا۔آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ مسجد جاتے وقت راستے میں بھی نہ تھوکتے، سفر حج میں چند قدموں کے بعد آپ نماز ادا کرتے ہوئے فرماتے کہ بیت اللہ دنیاوی بادشاہوں کا دربار نہیں جہاں انسان ایک دم پہنچ جائے ۔اس طرح آپ پورے بارہ سال میں مکہ معظّمہ پہنچے لیکن حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف نہیں لے گئے اور فرمایا کہ یہ کوئی معقول بات نہیں کہ حج کے طفیل میں مدینہ منورہ جاؤں، اس کی زیارت کے لیے انشاء اللہ پھر کسی دوسرے موقع پر حاضر ہوں گا۔ چنانچہ دوسرے سال مدینہ منورہ روانہ ہوئے

مدینہ منورہ کے سفر میں آپ نے اپنے اونٹ پر بے حد بوجھ لاد لیا اور جب لوگوں نے کہا کہ جانور پر اس قدر بوجھ لادنا شان بزرگی کے خلاف ہے تو فرمایا کہ پہلے آپ لوگ غور سے دیکھ لیں کہ بوجھ اونٹ کے اوپر ہے یا نہیں، چنانچہ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دراصل سامان اونٹ کی کمر سے اوپر تھا یہ دیکھ کر سب حیرت زدہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنا حال پوشیدہ رکھتا ہوں تو دوسروں کو خبر نہیں ہوتی اور یہ ظاہر کر دیتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں ان حالات میں بھلا میں تمہارے ہمراہ کیسے رہ سکتا ہوں اور جب زیارت مدینہ سے فارغ ہوئے اور والدہ کی خدمت کا تصور آیا تو بسطام کے لیے روانہ ہو گئے اور جب اہل شہر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو کافی فاصلہ پر آپ کے استقبال کے لیے پہنچ گئے لیکن اس وقت آپ کو یہ پریشانی ہو گئی کہ اگر لوگوں سے ملاقات کرتا رہوں تو یاد الٰہی میں غفلت ہو گی۔ لہذا آپ نے ان لوگوں کو متنفر کرنے کے لیے یہ ترکیب کی کہ رمضان شریف کے باوجود کھانا، کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی تمام عقیدت مند واپس ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے تو اجازت شرعی پر عمل کیا لیکن لوگ مجھے برا سمجھ کر منحرف ہو گئے۔

جب سفر سے واپسی میں مکان کے دروازے پر پہنچے اور دروازے سے کان لگا کر سنا تو

Marfat.com

والدہ وضو کرتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں کہ یا اللہ میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اس کو خوش رکھ کر اچھا بدلہ دینا۔ یہ سن کر پہلے تو آپ روتے رہے پھر دروازے پر دستک دے دی تو والدہ نے پوچھا، کون ہے؟ عرض کیا کہ آپ کا مسافر، چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول کر ملاقات کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہوگئی اور غم سے کمر جھک گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس کام کو میں نے بعد کے لیے چھوڑا تھا وہ پہلے ہی ہوگیا اور وہ میری والدہ کی خوشنودی تھی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب حاصل ہوئے سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے، ایک مرتبہ میری والدہ نے رات کو پانی مانگا لیکن اتفاق سے اس وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لایا، میری آمد و رفت کی تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند آ گئی اور میں رات بھر پانی لیے کھڑا رہا حتی کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں منجمد ہوگیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا، اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی نہ پی پائیں اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے دعائیں دیں اسی طرح ایک رات والدہ نے فرمایا کہ دروازے کا ایک پٹ کھول دو۔ لیکن میں رات بھر اس پریشانی میں کھڑا رہا کہ نہ معلوم داہنا پٹ کھولوں یا بایاں، کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہوگا، چنانچہ انہیں خدمتوں کی برکت سے یہ مراتب مجھ کو حاصل ہوئے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بارہ سال تک نفس کو ریاضت کی بھٹی میں ڈال کر مجاہدے کی آگ سے تپایا اور ملامت کے ہتھوڑے سے کوٹتا رہا، جس کے بعد میرا نفس آئینہ بن گیا۔ پھر پانچ سال مختلف قسم کی عبادات سے اس پر قلعی چڑھاتا رہا۔ پھر ایک سال تک جب میں نے خود اعتمادی کی نظر سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس میں تکبر و خود پسندی کا مادہ موجود پایا۔ چنانچہ پھر پانچ سال تک سعی بسیار کے بعد اس کو مسلمان بنایا اور جب اس میں خلائق کا نظارا کیا تو سب کو مردہ دیکھا اور نمازِ جنازہ پڑھ کر ان سے اس طرح کنارہ کش ہوگیا جس طرح لوگ نمازِ جنازہ پڑھ کر

Marfat.com

قیامت تک کے لیے مردے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد مجھے خداوند تعالیٰ تک پہنچے کا مرتبہ حاصل ہو گیا۔

آپ مسجد میں داخلے سے قبل دروازے پر کھڑے ہو کر گریہ زاری کرتے رہتے تھے اور جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ میں خود کو حائضہ عورت کی طرح نجس تصور کرتے ہوئے روتا ہوں کہ کہیں داخلے سے مسجد نجس نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ سفر حج پر روانہ ہو کر چند منزل پہنچنے کے بعد پھر واپس تشریف لے آئے اور جب لوگوں نے ارادہ توڑنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ راستے میں مجھے ایک حبشی مل گیا اور اس نے مجھے اصرار کے ساتھ یہ کہا کہ خدا کو بسطام میں چھوڑ کر کیوں جاتے ہو؟ چنانچہ میں واپس آ گیا۔

جب آپ کے مراتب میں اضافہ ہونے لگا اور آپ کا کلام عوام کے ذہنوں سے بالاتر ہو گیا تو آپ کو سات مرتبہ بسطام سے نکالا گیا اور جب آپ نے نکالنے کی وجہ پوچھی تو کہا گیا کہ تم نہایت برے انسان ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جس شہر کا سب سے برا انسان بایزید ہو وہ شہر سب سے اچھا ہے۔

آپ مسجد میں چالیس برس مقیم رہے، لیکن اس درجہ محتاط تھے کہ مسجد کا اور مسجد سے باہر کا لباس جدا جدا ہوتا تھا اور اس میں سوائے مسجد کی دیوار کے آپ نے کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی اور آپ فرمایا کرتے کہ میں نے چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیوں کہ میرا رزق کہیں اور سے آتا تھا اور اس دوران اپنے قلب کی نگرانی میں مصروف رہا، اس کے بعد جب غور کیا تو ہر سمت بندگی اور خدائی نظر آئی، پھر تیس سال خدا کی جستجو میں گزارے اس کے بعد خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا اور اب تیس سال سے یہ کیفیت ہے کہ جب خدا کا نام لینا چاہتا ہوں تو پہلے تین مرتبہ اپنی زبان کو دھو لیتا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ نے جب آپ سے سوال کیا کہ خدا کی جستجو میں سب سے زیادہ دشوار مقام آپ کو کیا نظر آیا، تو فرمایا کہ خدا کی اعانت کے بغیر قلب کو اس کی طرف متوجہ کرنا بہت دشوار ہے اور جب اس کی مدد شامل حال ہوتی ہے تو پھر سعی کے بغیر بھی قلب اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور مجھے اس وقت ایک خاص کشش سی محسوس ہونے لگتی ہے پھر رفتہ رفتہ اللہ نے وہ مراتب عطا

Marfat.com

کیے جنکا تصور محال ہے اور جس وقت آپ کے اوپر خوف طاری ہوتا تو پیشاب میں سے خون آنے لگتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ ارادت مندوں کے ہمراہ ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آ گیا۔ چنانچہ آپ نے اور مریدین نے راستہ چھوڑ دیا اور وہ کتا نکل گیا۔ اسی وقت کسی مرید نے پوچھا کہ جب خدا نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو پھر آپ نے کتے کے لیے راستہ کیوں چھوڑ دیا۔ اس سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتے کو ہم پر برتری حاصل ہے اور یہ بات خلاف عقل ہے اور خلاف شرع بھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کتے نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ ازل میں مجھ کو کتا اور آپ کو سلطان العارفین کیوں بنایا گیا اور اس میں میرا کیا قصور تھا اور آپ کی کیا فضیلت تھی چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے، کتے پر فضیلت عطا کر دی اس لیے میں نے راستہ چھوڑ دیا۔ پھر ایک اور مرتبہ راہ میں کتا ملا تو آپ نے دامن سمیٹ لیا جس پر کتے نے عرض کیا کہ آپ نے دامن کیوں بچایا، اس لیے کہ اگر میں بھیگا ہوا نہیں ہوں تو مجھ سے ناپاکی کا خطرہ نہیں اور اگر بھیگا ہوا ہوتا تو آپ اپنے کپڑے پاک کر سکتے تھے۔ لیکن یہ تکبر جس کا آپ نے مظاہرہ فرمایا یہ تو سات سمندروں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ اس لیے کہ تیرا ظاہر نجس ہے اور میرا باطن۔ لہذا ہم دونوں کو ایک ساتھ رہنا چاہیے تا کہ کچھ پاکیزگی میرے باطن کو بھی حاصل ہو جائے لیکن کتے نے کہا کہ ہم دونوں کا ایک ساتھ رہنا ممکن نہیں کیوں کہ میں مردود ہوں اور آپ مقبول بارگاہ۔ دوسرے یہ کہ میں دوسرے دن کے لیے ایک ہڈی بھی جمع نہیں کرتا اور آپ سال بھر کا غلہ جمع کر لیتے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ صد حیف کہ میں کتے کے ہمراہ رہنے کے قابل بھی نہیں تو پھر خدا کا قرب کیسے حاصل ہو سکتا ہے اور پاک ہے وہ اللہ جو بدترین مخلوق کی باتوں سے بہترین مخلوق کو درس عبرت دیتا ہے۔

حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ہزار مریدین کے ہمراہ آپ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے مریدین میں ایک مرید بہت ہی صاحب فضل و کمال تھا اور اس کی کیفیت تھی کہ ہوا میں اڑتا اور پانی پر چلتا تھا۔ چنانچہ جس وقت یہ جماعت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

Marfat.com

در دولت پر پہنچی تو حضرت احمد نے مریدین کو یہ حکم دیا کہ جس میں حضرت بایزید کے دیدار کی طاقت ہو بس وہی میرے ہمراہ آئے اور باقی سب لوگ ٹھہر جائیں۔ لیکن سب ہی نے آپ کے اشتیاق دید کا اظہار کیا اور جب حضرت بایزید کے گھر پہنچے تو جوتے اتارنے کی جگہ پر اپنے عصار کھ دیئے اور جب سب آپ کے سامنے پہنچے تو آپ نے سوال کیا کہ تمہارا وہ مرید کہاں ہے جو سب میں افضل ترین ہے اور وہ باہر کیوں کھڑا رہ گیا ہے؟ اس کو بھی اندر بلالو، چنانچہ جب اس کو بھی اندر بلا لیا گیا تو آپ نے حضرت احمد سے پوچھا کہ آپ کب تک دنیا کی سیر و سیاحت میں مشغول رہیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ پانی کے ایک جگہ ٹھہر جانے سے بدبو پیدا ہو کر رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر دریا کیوں نہیں بن جاتے کہ جس میں نہ کبھی بدبو پیدا ہو اور نہ کبھی رنگ تبدیل ہو۔ اس کے بعد پھر معرفت کے متعلق کچھ دوسری گفتگو ہوتی رہی۔ جس پر حضرت احمد نے عرض کیا کہ آپ کی باتیں میرے فہم سے بالاتر ہیں، انہیں ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں تا کہ میں سمجھ سکوں۔ چنانچہ آپ نے اس انداز سے گفتگو فرمائی کہ ان کی سمجھ میں اچھی طرح آ گئیں اور جب آپ خاموش ہو گئے تو حضرت احمد سے سوال کیا کہ میں نے آپ کے مکان کے سامنے ابلیس کو پھانسی پر لٹکتے دیکھا ہے، وہ کس لیے ہے؟ حضرت بایزید نے فرمایا کہ میں نے اس سے عہد لیا تھا کہ تو کبھی بسطام میں نہیں آئے گا لیکن پھر یہ وعدہ خلافی کرتے ہوئے ایک شخص کو فریب دینے بسطام میں آ گیا اور اسی وجہ سے میں نے سزا کے طور پر اسے پھانسی پر لٹکا دیا ہے۔

ایک شب آپ کو عبادت میں لذت محسوس نہیں ہوئی تو خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز موجود ہے؟ چنانچہ انگور کا ایک خوشہ نکلا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی کو دے دو اس کے بعد آپ کے اوپر انوار کی بارش ہونے لگی اور ذکر و شغل میں لذت محسوس ہنے لگی۔

ایک یہودی جو آپ کا پڑوسی تھا وہ کہیں سفر میں چلا گیا اور افلاس کی وجہ سے اس کی بیوی چراغ تک روشن نہیں کر سکتی تھی اور تاریکی کی وجہ سے اس کا بچہ تمام رات روتا رہتا تھا، چنانچہ آپ ہر رات اس کے گھر میں چراغ رکھ آتے اور جس وقت وہ یہودی سفر سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے تمام واقعہ سنایا جس کو سن کر اس نے کہا کہ یہ بات کس قدر افسوسناک ہے کہ اتنا عظیم بزرگ ہمارا پڑوسی ہو اور ہم گمراہی میں زندگی گزاریں۔ چنانچہ میاں بیوی آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ

Marfat.com

اسلام ہو گئے۔

ایک مرتبہ کسی آتش پرست سے مسلمان ہونے کی تبلیغ کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ اگر اسلام اس کا نام ہے جو حضرت بایزید کو حاصل ہے تو اس کی مجھ میں طاقت نہیں اور جس طرح کے تم سب لوگ مسلمان ہو تو مجھے اعتماد نہیں۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے تو اچانک ایک مرید سے فرمایا کہ خدا کا دوست آ رہا ہے، چل کر اس کا استقبال کرنا چاہیے اور جب سب لوگ باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت ابراہیم ہروی ہیں جو خچر پر سوار چلے آ رہے ہیں اور حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ مجھے آپ کے استقبال کا منجانب اللہ حکم ملا ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ اس بارگاہ میں آپکو اپنا شفیع بنالوں۔ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ اگر پہلی شفاعت تمہیں اور آخری شفاعت مجھے عطا کی جائے جب بھی حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کے مقابلہ میں اس کا مرتبہ ایک مشت خاک بھی نہیں ہے اس کے بعد دستر خوان بچھا جس پر انواع و اقسام کے لذیذ اور اعلیٰ کھانے چنے ہوئے تھے اور آپ نے حضرت ابراہیم کے ہمراہ کھانا کھایا لیکن حضرت ابراہیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے قلب میں خیال گزرا کہ حضرت بایزید جیسے شیخ دوراں کو ایسے کھانوں سے احتراز کرنا چاہیے حضرت بایزید کو آپ کی نیت کا اندازہ ہو گیا تو آپ نے کھانے کے بعد ان کو اپنے ہمراہ ایک کونے میں لے جا کر دیوار پر ہاتھ مارا تو ایک ایسا دروازہ نمودار ہوا جس کے سامنے بہت بڑا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا حضرت بایزید نے ان سے کہا کہ چلیے ہم دونوں اس میں غسل کریں لیکن انہوں نے کہا کہ خدا نے یہ مرتبہ مجھے عطا نہیں فرمایا۔ یہ جواب سن کر آپ نے ان سے کہا کہ جس جو کی روٹی تمہاری غذا ہے وہ جو ہیں جن کو جانور کھاتے ہیں اور لید کرتے ہیں لیکن تم اس کے باوجود بھی یہ تصور کرتے ہو کہ عمدہ ولذیذ کھانا کھانے والا کبھی اہل تقویٰ نہیں ہو سکتا یہ سن کر حضرت ابراہیم ہروی بہت نادم ہوئے اور معافی طلب کی۔

ایک مرتبہ لوگوں نے قحط سے عاجز آ کر آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے مراقبہ میں سے سر اٹھا کر فرمایا کہ جا کر پرنالوں کو درست کر لو، بارش آنے والی ہے۔ چنانچہ کچھ ہی دیر میں بارش شروع ہو گئی اور ایک دن رات مسلسل پانی برستا رہا۔

ایک دن امام مسجد نے فراغتِ نماز کے بعد حضرت بایزید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے پوچھا کہ

Marfat.com

آپ اتنے دنوں سے یہاں مقیم ہیں، آپ کھاتے پیتے کہاں سے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بولے کہ ٹھہرو! پہلے میں اپنی نماز دوبارہ پڑھ لوں کہ جو رزق پہنچانے والے ہی سے واقف نہ ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت و خدمت تو بہت ہے لیکن اگر تو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو بارگاہ میں وہ شے شفاعت کے لیے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو۔ آپ نے سوال کیا وہ کون سی شے ہے؟ فرمایا گیا، عجز و انکساری اور ذلت و غم حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحبِ کعبہ کی دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا کیوں کہ یادِ الٰہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا کہ کس کی تلاش ہے؟ جواب ملا کہ ''بایزید'' فرمایا کہ میں تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ذوالنون کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ خاصان خدا کی طرح خدا سے پیوستہ ہو گئے تھے۔

آپ عشاء کی چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے ہوئے فرماتے کہ یہ نماز قابلِ قبول نہیں، یہ کہہ کر پھر چار رکعت نماز ادا کرتے اور پھر یہی فرماتے کہ یہ بھی قابلِ قبول نہیں حتیٰ کہ اس طرح رات ختم ہو جاتی اور صبح کو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے کہ میں نے تیری بارگاہ کے لائق نماز کی بہت سعی کی لیکن محروم رہا کیوں کہ جیسا میں خود ہوں ویسی ہی میری نماز ہے لہذا مجھے اپنے بے نماز بندوں میں شامل کر لے۔

جو لوگ آپ سے دعا کے لیے عرض کرتے تو آپ خدا سے کہتے کہ مخلوق مجھے واسطہ بنا کر تجھ سے مانگ رہی ہے اور تو ان کی طلب سے بھی بخوبی واقف ہے۔ اس طرح کہنے سے لوگوں کی مرادیں بر آ جاتیں۔ ایک مرتبہ ایک مرید نے استدعا کی کہ مجھے اپنی پوستین کا ایک ٹکڑا عنایت

Marfat.com

فرمادیں تا کہ مجھے بھی برکت حاصل ہو سکے۔آپ نے فرمایا کہ اس وقت تک میری کھال بھی سود مند نہیں جب تک مجھ جیسا عمل نہ ہو۔

آپ نے کسی دیوانے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میری جانب نظر فرما، آپ نے پوچھا کہ تو نے ایسے کون سے اعمال نیک کیے ہیں جو اس کی نظر تیری طرف اٹھے، اس نے جواب دیا کہ اس کی نظر مجھ پر پڑ جائے گی تو اعمال خود بخود اچھے ہو جائیں گے۔آپ نے فرمایا تو سچا ہے، ایک مرتبہ معرفت وحقیقت کے موضوع پر آپ کچھ فرما رہے تھے تو اپنے ہونٹ چاٹتے جاتے اور کہتے جاتے کہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی نہیں کہ میں خود ہی مے بھی ہوں اور مے خوار بھی۔

ارشاداتِ عالیہ

☆ میری انتھک کوششوں کے باوجود بھی درحق نہ کھل سکا اور جب کھلا تو مصائب کے ذریعہ کھلا، اور ہر طرح سے میں نے اس کی راہ پر چلنے کی سعی کی لیکن جب قلبی لگاؤ کے ذریعہ چلا تو منزل تک پہنچ گیا۔

☆ میں نے مکمل تیس سال اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کے مطابق طلب کیا، لیکن اس کی راہ میں گامزن ہوتے ہی سب کچھ بھول گیا اور یہ تمنا کرنے لگا کہ یا اللہ تو میرا ہو جا اور جو تیری مرضی ہو ویسا کر۔

☆ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھ تک رسائی کی کیا صورت ہے؟ جواب ملا، اپنے نفس کو تین طلاقیں دے دے۔

☆ اگر محشر میں مجھے دیدار خداوندی سے محروم کر دیا گیا تو اس قدر گریہ کروں گا کہ اہل جہنم بھی اپنی تکلیف کو بھول جائیں۔

☆ خدا نے اپنی خوشی سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اس لیے کہ میں بندہ ہونے

Marfat.com

کی حیثیت سے کس طرح اس کے دیدار کی تمنا کر سکتا ہوں۔

☆ تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ بنا رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں اس لیے کہ میں نے اس کی یاد میں خود کو بھی اس طرح فراموش کر دیا کہ اب اللہ تعالیٰ میری زبان بن چکا ہے۔ یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا زبان خداوندی سے ادا ہوتے ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ نے مجھ کو وہ مقام عطا کیا کہ کل کائنات کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں۔ فرمایا عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ صفات خداوندی کا مظہر ہو۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر بھی کر لوں جب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو پوری کائنات بخش دے جب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے۔ فرمایا کہ عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا رہے۔

☆ ایک دانہ معرفت میں جو لذت ہے وہ جنت کی نعمتوں میں کہاں اور خدا کی یاد میں فنا ہو جانا زندہ جاوید ہو جانا ہے۔

☆ زاہد و صالح کو ایسی ہوا کی طرح تصور کرو جو تمہارے اوپر چل رہی ہے۔ اور دنیا اہل دنیا کے لیے غرور ہی غرور، اور آخرت اہل آخرت کے لیے سرور ہی سرور ہے۔ اور حبِ خداوندی عارفین کے لیے نور ہی نور ہے اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگران رہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ جو خاموشی کے ساتھ مخلوق سے کنارہ کش رہے۔ فرمایا کہ خدا کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا اور خدا سے محبت کرنے والا اپنی محبت کی بناء پر خدا ہی کی طرح یکتا ہو جاتا ہے۔

☆ علم و خبر ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور جو اعزاز دنیاوی کے لیے علم حاصل کرے اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو اس لیے کہ اس کا علم خود اس کے لیے سود مند نہیں۔

☆ خداشناس خدا کو ضرور دوست رکھتا ہے کیونکہ محبت کے بغیر معرفت بے معنی ہے۔ اور عارف وہ ہے جو ملک و دولت معیوب تصور کرتا ہو لیکن اس کی عبادت کا صلہ سوائے خدا

Marfat.com

کے کسی کو معلوم نہیں۔ فرمایا کہ خدا دوست لوگوں کی نظر میں جنت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ گو اہل محبت ہجر میں مبتلا رہتے ہیں لیکن ان کی حالت ان بندوں کی طرح ہوتی ہے جو ہر حال میں مطلوب کے طالب رہتے ہیں جس طرح عاشق کو عشق کے اور طالب کو مطلوب کے سوا اور کچھ طلب کرنا مناسب نہیں۔

☆ اگر مخلوق اپنی ہستی کو پہچان لے تو خدا کی معرفت خود بخود حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے۔ اول دریا کی طرح سخاوت، دوم آفتاب کی طرح روشنی، سوم زمین کی طرح عاجزی۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو ہمہ وقت اذیت پہنچاتا رہے۔

☆ انسانی خواہشات چھوڑ دینا درحقیقت واصل الی اللہ ہو جانا ہے اور جو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے مخلوق اس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے یہ محسوس کر لیا کہ امت محمدی میں ایسے خدا رسیدہ بھی ہیں جو تحت الثریٰ سے لے کر اعلیٰ علیین تک چھائے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں شمولیت کی دعا کی لیکن اس قول سے مجھے اپنی برتری مقصود نہیں ہے۔ فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے پوری دنیا کی نعمتیں بھی پیش کر دی جائیں تو بھی مسرور نہ ہونا اور اگر اذیتیں پہنچیں تو مایوس نہ ہونا کیونکہ جس نے لفظ کن سے تمام عالم بنا دیا، اس کے قبضہ قدرت سے کوئی شے خارج نہیں ہے۔ فرمایا کہ جو شخص خود کو بہتر اور عبادت کو مقبول تصور کرتا ہے اور اپنے نفس کو بدترین نفوس میں شمار نہیں کرتا اس کا شمار کسی بھی جماعت میں نہیں ہوتا۔

☆ عشاق کے لیے شوق ایسی راج دہانی ہے جس میں تخت فراق بچھا ہوا ہے، شمشیر ہجر رکھی ہوئی ہے اور وصل ہجر کے آغوش میں ہے اور شمشیر ہجر سے ہر وقت ہزاروں سر کاٹے جا رہے ہیں لیکن سات ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی شاخ وصال کو کوئی بھی ہاتھ نہیں لگا سکا۔

☆ بھوک ایک ایسا ابر ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جو از روئے تکبر اشاروں کنایوں میں گفتگو کرتا ہے وہ خدا سے دور ہے اور جو مخلوق کی اذیت رسانی کو برداشت کرتا ہے اور مخلوق سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے وہ خدا سے بہت نزدیک ہے۔

Marfat.com

☆ خدا کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے اور جو شخص خدا کو خدا کے ذریعہ شناخت کرتا ہے وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے لیکن جو اپنے نفس کے ذریعہ خدا کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ فانی ہے۔ فرمایا کہ قلب عارف اس شمع کی طرح ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتی رہتی ہے اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا اس کو تاریکی کا خطرہ نہیں رہتا۔ فرمایا کہ دو خصلتیں مخلوق کی تباہی کا باعث بنتی ہیں، اول کسی بھی مخلوق کا احترام نہ کرنا، دوم خالق کے احسان کو ٹھکرا دینا

☆ میں اس طرح راضی برضا ہوں کہ اگر کسی کو اعلیٰ علیین میں اور مجھ کو اسفل السافلین میں ڈال دیا جائے تو بھی اپنی موجودہ حالت پر خوش رہوں گا۔

پھر لوگوں نے سوال کیا کہ انسان کو مرتبہ کمال کس وقت حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے تو اس وقت قرب الٰہی بھی حاصل ہوتا ہے کسی نے پوچھا کہ خدا تک رسائی کس طرح ممکن ہے؟ فرمایا کہ نہ تو دنیا کی جانب نظر اٹھاؤ اور نہ اس کی باتیں سنو اور اہل دنیا سے خود بھی بات کرنا چھوڑ دو۔

کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی استدعا کی تو فرمایا کہ آسمان کی جانب دیکھو اور یہ بتاؤ کہ اس کا خالق کون ہے؟ اس نے کہا کہ خدا نے تخلیق فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بس اس سے ڈرتے رہو کیوں کہ وہ تمہارے ہر حال سے باخبر ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ کیسے بندوں کی صحبت میں رہنا چاہیے؟ فرمایا کہ جو تمہاری عیادت کرے۔ جو تمہاری خطا معاف کرتا رہے اور حق بات تم سے کبھی نہ چھپائے۔ سوال ہوا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا کہ جو دنیا میں رہ کر بھی تم سے دور بھاگتا ہے اور خواب میں نہ تو خدا کے سوا کسی کو دیکھے اور نہ کسی پر اپنا راز ظاہر کرے۔ پوچھا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی وضاحت فرما دیجئے؟ فرمایا کہ دنیا کو چھوڑ دو تا کہ ان دونوں چیزوں کا قصہ ہی باقی نہ رہے۔

لوگوں نے پوچھا کہ نماز کی صحیح تعریف کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کے ذریعہ خدا سے ملاقات ہو سکے، لیکن اس سے ملاقات بہت دشوار ہے۔ سوال کیا گیا کہ آپ بھوکے رہنے کی تعریف کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر فرعون فاقہ کشی کرتا تو ''میں تمہارا رب ہوں'' کہہ کر خدائی کا دعویدار کبھی نہ بنتا۔ فرمایا کہ مغرور اس کو کہتے ہیں جو دوسروں کو کمتر تصور کرے اور مغرور کو کبھی

Marfat.com

معرفت حاصل نہیں ہوسکتی ۔ پھر کسی نے عرض کیا کہ آپ کا پانی کے اوپر چلنا بڑی کرامت ہے۔فرمایا کہ اس میں کوئی کرامت نہیں کیونکہ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی پانی پر ہی بہتے رہتے ہیں ۔لوگوں نے کہا کہ آپ ہوا میں پرواز کر کے مکہ معظّمہ میں صرف ایک شب میں پہنچ جاتے ہیں ۔فرمایا کہ یہ کوئی کرامت نہیں کیونکہ معمولی پرندے بھی ہوا میں پرواز کرتے ہیں اور جادوگرلوگ توایک شب میں تمام دنیا کی سیر کر لیتے ہیں ۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ معرفت کس طرح حاصل کی؟ جواب دیا گیا کہ بھوکے پیٹ اور ننگے بدن سے ۔فرمایا کہ میں نے تیس سال مجاہدے میں گذارے ۔اس عرصہ میں کسی چیز کو اپنے اوپر ایسا سخت نہیں پایا،جیسا کہ علم اوراس پر عمل ۔اگر علماء کا اختلاف نہ ہوتا تو میں ایک اجتہاد پر رہتا۔علماء کا اختلاف سوائے تجرید توحید کے رحمت ہے ۔

اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو، یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہوتو اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی ،حفظ حدود اور آدابِ شریعت میں کیسا ہے ۔

میں نے ایک رات اپنی محراب میں پاؤں پھیلایا، ہاتف نے مجھے آواز دی کہ جو شخص بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے اُسے چاہیے کہ حسن ادب سے بیٹھے ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتیں دیں تا کہ ان کے سبب سے اللہ کی طرف رجوع کریں ۔مگر وہ ان کے سبب سے اس سے غافل ہو گئے ۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ سنت وفرض کیا ہے؟ فرمایا کہ سنت تمام دنیا کا ترک کرنا اور فریضہ اللہ کے ساتھ صحبت ہے ۔وجہ یہ کہ سنت تمام ترک دنیا پر دلالت کرتی ہے اور کتاب تمام صحبت مولیٰ پر دلالت کرتی ہے ۔کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام اس کی ایک صفت ہے اور نعمتیں ازلی ہیں ۔ پس واجب ہے کہ ان کا شکر ازلی ہو ۔میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح پاؤں؟ ارشاد ہوا کہ اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف آ ۔

Marfat.com

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال : 10 محرم الحرام 225 ہجری مزار اقدس : خرقان، ایران

آپ طریقت و حقیقت کے سرچشمہ، فیوض و معرفت کا منبع و مخزن تھے اور آپ کی عظمت و بزرگی مسلمہ تھی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دستور یہ تھا کہ سال میں ایک مرتبہ مزارات شہداء کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے اور جب خرقان پہنچتے تو فضا میں منہ اوپر اٹھا کر اس طرح سانس کھینچتے جیسے کوئی خوشبو سونگھنے کے لیے کھینچتا ہے۔ ایک مرتبہ مریدین نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں۔ ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سرزمین خرقان سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام علی ہوگا اور کاشتکاری کے ذریعہ اپنے اہل و عیال کی رزق حلال سے پرورش کرے گا اور مجھ سے مرتبہ میں تین گنا ہوگا کیونکہ اس میں تین خصوصیات مجھ سے زیادہ ہوں گی (1)۔ اس پر بارِ عیال ہوگا۔ (2)۔ وہ کھیتی باڑی کرے گا۔ (3)۔ وہ درخت لگایا کرے گا۔

بیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ خرقان سے بعد نمازِ عشاء حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر پہنچ کر یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! جو مرتبہ تو نے بایزید کو عطا کیا وہی مجھ کو بھی عطا فرما دے۔ اس دعا کے بعد خرقان سے واپس آتے اور عشاء کے وضو سے ہی نمازِ فجر باجماعت ادا کرتے اور آپ کے ادب کا یہ عالم تھا کہ بسطام سے اس نیت کے ساتھ الٹے پاؤں واپس ہوتے کہ کہیں حضرت بایزید کے مزار کی بے ادبی نہ ہو جائے۔ پھر بارہ سال اپنے معمول پر قائم رہنے کے بعد حضرت بایزید کی قبر سے یہ آواز سنی کہ اے ابوالحسن! جو تم نے حق سے مانگا تھا، تمہیں مل چکا ہے، اب تم خرقان میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی رہنمائی کرو۔ اب تیرا بھی دور آ گیا۔ آپ نے جواب

Marfat.com

دیا کہ میں تو قطعی اُمی ہونے کی وجہ سے علوم شرعیہ سے ناواقف ہوں اس لیے میری ہمت افزائی فرمایئے۔ ندا آئی کہ مجھے کچھ مرتبہ حاصل ہوا ہے وہ صرف تمہاری ہی بدولت حاصل ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ تو مجھ سے انتالیس سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو ندا آئی کہ یہ قول تو تمہارا درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس وقت بھی میں سرزمین خرقان سے گزرتا تھا۔ سواس سرزمین سے آسمان تک ایک نور ہی نور نظر آتا تھا۔ میں اپنی ایک ضرورت کے تحت بیس سال تک دعا کرتا رہا لیکن قبول نہ ہوئی اور مجھ کو یہ حکم دیا گیا کہ تو اس نور کو ہماری بارگاہ میں شفیع بنا کر پیش کرے تو تیری دعا قبول کر لی جائے گی۔ چنانچہ اس حکم پر عمل ہونے سے دعا قبول ہوگئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقان واپس ہوئے تو صرف 24 یوم میں قرآن پاک مکمل کرلیا۔ لیکن بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت بایزید کے مزار سے ندا آئی کہ سورۃ فاتحہ شروع ، اور جب آپ نے شروع کی تو خرقان پہنچنے تک پورا قرآن مجید ختم کرلیا۔

یک مرتبہ آپ اپنے باغ کی کھدائی کر رہے تھے تو وہاں سے چاندی برآمد ہوئی تو آپ نے اس جگہ کو بند کر کے دوسری جگہ سے کھدائی شروع کی تو وہاں سے سونا برآمد ہوا پھر تیسری جگہ سے مروارید اور چوتھی جگہ سے جواہرات برآمد ہوئے لیکن آپ نے کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا کہ ابوالحسن ان چیزوں پر فریفتہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو لیا گردین و دنیا دونوں بھی مہیا ہو جائیں جب بھی وہ تجھ سے انحراف نہیں کر سکتا۔ ہل چلاتے وقت جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ بیلوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرتے اور جب نماز پڑھ کر کھیت پر پہنچتے تو زمین تیار ملتی۔

ایک مرتبہ کوئی جماعت کسی مخدوش راستے پر سفر کرنا چاہتی تھی۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جس کی وجہ سے ہم راستے کے مصائب سے محفوظ رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے تو مجھے یاد کر لینا۔ لیکن لوگوں نے آپ کے اس قول پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنا سفر شروع کر دیا، راستے میں ان کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا تو ایک شخص جس کے پاس مال و اسباب بہت زیادہ تھا جب ڈاکو اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے صدق دلی سے آپ کا نام لیا جس کے نتیجہ میں مال و اسباب سمیت لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ڈاکوؤں کو بہت تعجب ہوا۔ مگر جن لوگوں نے آپ کو یاد نہیں کیا تھا وہ سب لوٹ لیے گئے۔ پھر ڈاکوؤں کی واپسی کے بعد وہ سب کی نظروں کے سامنے آ گیا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کہاں غائب ہو گیا تھا تو اس نے کہا کہ میں نے سچے دل سے شیخ کو یاد کیا تھا اور اللہ نے اپنی

Marfat.com

قدرت سے مجھے سب کی نظروں سے پوشیدہ فرمادیا۔اس واقعہ کے بعد جب وہ جماعت خرقان واپس آئی تو حضرت ابوالحسن نے عرض کیا کہ ہم صدق دل سے خدا کو یاد کرتے رہے اس کے باوجود بھی ہمارا مال لوٹ لیا گیا۔لیکن جس شخص نے آپ کو یاد کیا وہ بچ گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم صرف زبانی طور پر خدا کو یاد کرتے تھے اور ابوالحسن خلوص قلب سے خدا کو یاد کرتا ہے لہذا تمہیں چاہیے کہ تم ابوالحسن کو یاد کرلیا کرو کیونکہ ابوالحسن تمہارے لیے خدا کو یاد کرتا ہے۔اور خدا کو صرف زبانی یاد کرنا بے سود ہے۔

کسی مرید نے آپ سے کوہ لبنان پر جا کر قطب العالم سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو اجازت دے دی اور جب وہ کوہ لبنان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے۔تمام لوگ کسی کے منتظر ہیں۔اس شخص نے جب ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہیں کس کا انتظار ہے تو انہوں نے بتایا کہ قطب العالم پانچوں وقت نماز پڑھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ہمیں ان کا انتظار ہے۔یہ سن کر اس شخص کو بے حد مسرت ہوئی کہ بہت جلدی قطب العالم سے ملاقات ہو جائے گی۔چنانچہ کچھ ہی دیر کے بعد لوگوں نے صف قائم کر لی اور نمازِ جنازہ شروع ہوگئی لیکن جب اس شخص نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ کے امام، اس کے مرشد ابوالحسن ہیں۔یہ دیکھ کر وہ مارے خوف کے بے ہوش ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد دیکھا تو لوگ جنازے کو دفن کر چکے تھے اور آپ کا کہیں پتہ نہیں تھا۔پھر اس مرید نے اطمینان قلبی کے لیے پوچھا کہ امام صاحب کا نام کیا تھا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ قطب العالم حضرت ابوالحسن خرقانی تھے اور اب نماز کے وقت پھر یہاں تشریف لائیں گے۔چنانچہ وہ مرید انتظار میں رہا اور جب آپ نماز پڑھا چکے تو اس نے بڑھ کر سلام کرنے کے بعد دامن تھام لیا لیکن شدتِ خوف کی وجہ سے اس کی زبان سے ایک جملہ بھی نہیں نکلا پھر آپ نے اس کو ہمراہ لے جاتے ہوئے فرمایا کہ تو نے یہاں جو کچھ دیکھا ہے اس کو کبھی زبان پر نہ لانا کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ مجھ کو مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہوئے مخلوق کو میرے مراتب سے آگاہ نہ فرمائے سوائے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جو مرنے کے بعد بھی حیات ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے عراق جا کر درس حدیث میں شرکت کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی درس حدیث دینے والا موجود نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں تو کوئی مشہور محدث نہیں ہے۔آپ نے فرمایا ایک تو میں ہی موجود ہوں کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے امی ہونے کے باوجود اپنے فضل وکرم سے مجھے تمام علوم پر آگاہی عطا فرمائی ہے اور حدیث تو میں نے خود حضور نبی کریم ﷺ سے پڑھی ہے لیکن آپ کے اس قول کا اس شخص کو یقین نہیں آیا۔ چنانچہ رات کو خواب میں اُس کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ فرمارہے ہیں جواں مرد سچی بات کرتے ہیں۔ اس خواب کے بعد صبح سے اس نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر حدیث کا درس لینا شروع کر دیا اور آپ درس دیتے ہوئے بعض اوقات یہ بھی فرما جاتے کہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی نہیں ہے۔ اس شخص نے جب پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا ہے تو فرمایا کہ جب تم حدیث پڑھتے ہو تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے مشاہدے میں مشغول رہتا ہوں اور جو صحیح حدیث ہوتی ہے اس کو پڑھتے وقت حضور ﷺ کی پیشانی پر مسرت کی جھلک ہوتی ہے لیکن جو حدیثِ پاک صحیح نہیں ہوتی اس پر آپ ﷺ کی پیشانی مبارک شکن آلودہ ہو جاتی ہے۔ جس سے مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ صحیح حدیث کون سی ہے۔

حضرت عبداللہ انصاری فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک جرم میں گرفتار کر کے بلخ کی جانب لے چلے اور میں راستہ بھر یہ سوچتا رہا کہ میرے پاؤں سے کیا گناہ سرزد ہو گیا کہ جس کی پاداش میں زنجیر سے جکڑا گیا ہے اور جب میں بلخ پہنچا تو دیکھا کہ عوام چھتوں پر چڑھے ہوئے مجھے پتھروں سے مارنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ اس وقت مجھے الہام ہوا کہ تو نے فلاں دن حضرت ابوالحسن کا مصلیٰ بچھاتے ہوئے اس پر پاؤں رکھ دیا تھا اور یہ اس کی سزا ہے چنانچہ میں نے اسی وقت توبہ کی کہ جس کے نتیجہ میں لوگ ہاتھوں میں پتھر لیے کھڑے رہے اور کسی میں مجھے مارنے کی جرات نہ ہوئی اور زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر گریں اور حاکم نے میری رہائی کا حکم دے دیا۔

حضرت شیخ ابوسعید اپنے مریدین کے ہمراہ آپ کے یہاں مہمان ہوئے تو اس وقت گھر میں چند روٹیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ لیکن آپ نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ ان روٹیوں پر ایک چادر ڈھانپ دو اور بقدر ضرورت مہمانوں کے سامنے نکال نکال کر رکھتی جاؤ۔ چنانچہ اس عمل سے تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ لیکن جب آزمانے کے لیے چادر اٹھا کر دیکھا تو اس میں ایک روٹی بھی نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کیا اگر چادر نہ اٹھاتا تو قیامت تک روٹیاں نکلتی رہتیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر جب حضرت ابوسعید نے سماع کی فرمائش کی تو اس کے باوجود

Marfat.com

کہ آپ نے کبھی سماع نہیں سنا تھا از روئے مہمان نوازی اجازت دے دی اور قوال چٹکیاں بجا کر شعر پڑھ رہے تھے تو حضرت ابوسعید سے کہا کہ اب کھڑے ہونے کا وقت آ گیا اور تین مرتبہ اپنی آستین جھٹک کر اتنی زور سے زمین پر پاؤں مارے کہ خانقاہ کی دیواریں تک ہل گئیں اور حضرت ابوسعید نے گھبرا کر عرض کیا کہ بس کیجئے کیونکہ مکان گر جانے کا خطرہ ہو گیا ہے اور زمین و آسمان آپ کے ساتھ وجد کر رہے ہیں۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ سماع صرف اس کے لیے جائز ہے جس کو آسمان سے عرش تک اور زمین سے تحتِ الثریٰ تک کشادگی نظر آتی ہو اور اس سے تمام حجابات ختم کر دیئے گئے ہوں۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی جماعت یہ سوال کرے کہ تم لوگ اس طرح رقص کیوں کرتے ہو تو جواب دینا کہ گذشتہ بزرگوں کی اتباع میں جن کے ابوالحسن جیسے مراتب تھے۔

ایک دن آپ نے حضرت ابوسعید سے فرمایا کہ آج میں نے تمہیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا ہے کیونکہ عرصہ دراز سے میں یہ دعا کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ایسا فرزند عطا فرما دے جو میرا ہمراز بن سکے اور اب میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تم جیسا شخص عطا کر دیا۔ حضرت ابوسعید نے کبھی آپ کے سامنے لب کشائی نہیں کی اور جب لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ شیخ کے بالمواجہ بات نہ کرنا ہی داخل ثواب ہے کیونکہ سمندر کے مقابلے میں ندیوں کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ پھر بتایا کہ خرقان آنے کے وقت میں ایک پتھر کی طرح تھا لیکن آپ کی توجہ نے مجھے گوہر آبدار بنا دیا۔

حضرت ابوسعید ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے جس میں حضرت ابوالحسن کے صاحبزادے بھی موجود تھے اس وقت ابوسعید نے فرمایا کہ خودی سے نجات پا جانے والے ایسے ہوتے ہیں جیسے بچہ شکم مادر سے پاک و صاف نکلتا ہے اور وہ لوگ ایسے ہو گئے جس طرح عام ارواح سے عالم خاکی میں گناہوں سے پاک آتے ہیں۔ پھر آپ نے صاحبزادے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ان لوگوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان میں ان صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی موجود ہیں۔

ابوالقاسم قشیری کا یہ مقولہ تھا کہ خرقان آنے کے وقت مجھ پر حضرت ابوالحسن کا خوف اس درجہ طاری تھا کہ بات کرنے کی سکت بھی نہیں تھی جس کی وجہ سے مجھے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ شاید مجھے ولایت کے مقام سے معزول کر دیا گیا ہے۔ جب شیخ بوعلی سینا آپ کی شہرت سے متاثر

Marfat.com

ہوکر بغرض ملاقات خرقان میں آپ کے گھر پہنچے اور آپ کی بیوی سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں تو بیوی نے جواب دیا کہ تم ایک زندیق وکاذب کو شیخ کہتے ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ شیخ کہاں ہیں۔ البتہ میرے شوہر تو جنگل میں لکڑیاں لانے گئے ہیں یہ سن کر شیخ بوعلی سینا کو خیال ہوا کہ جب آپ کی بیوی ہی اس قسم کی گستاخی کرتی ہے تو نہ معلوم آپ کا کیا مرتبہ ہے؟ گو میں نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ بہت ادنیٰ درجہ کے انسان ہیں۔ پھر جب آپ کی جستجو میں جنگل کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ آپ ایک شیر کی کمر پر لکڑیاں لادے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر بوعلی سینا کو بہت حیرت ہوئی لہذا قدم بوس ہوکر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا بلند مقام عطا فرمایا ہے اور آپ کی بیوی آپ کے متعلق بہت بری باتیں کرتی ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اُس کا بوجھ برداشت نہ کرسکتا تو پھر یہ شیر میرا بوجھ کیسے اٹھاتا؟ پھر آپ بوعلی سینا کو اپنے گھر لے گئے اور کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد فرمایا کہ اب مجھے اجازت دے دو کیونکہ میں دیوار تعمیر کرنے کے لیے مٹی بگھو چکا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ دیوار پر جا بیٹھے اس وقت آپ کے ہاتھ سے بسولی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور جب بوعلی سینا اٹھا کر دینے کے لیے آگے بڑھے تو وہ خود بخود زمین سے اٹھ کر آپ کے ہاتھ میں پہنچ گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر بوعلی سینا آپ کے معتقدین میں شامل ہوگئے۔

ایک مرتبہ وزیر بغداد کے پیٹ میں اچانک ایسا شدید درد اٹھا کہ اطباء نے بھی جواب دے دیا اس وقت لوگوں نے آپ کا جوتا لے جا کر وزیر کے پیٹ پر پھیر دیا اور وہ فوراً صحت یاب ہوگیا۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اپنا خرقہ مجھے پہنچا دیجئے تاکہ میں بھی آپ ہی جیسا بن جاؤں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کوئی عورت مردانہ لباس پہن کر مرد بن سکتی ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر تم میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے کیسے بن سکتے ہو؟ اس جواب سے وہ بہت نادم ہوا۔ کسی نے آپ سے دعوت الی اللہ دینے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا جب تم مخلوق کو دعوت دینے کا قصد کرو تو خود کو دعوت نہ دینا۔ اس شخص نے کہا کہ کیا کوئی خود کو بھی دعوت دیتا ہے؟ فرمایا کہ یقیناً اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب تمہیں کوئی دوسرا شخص دعوت دے تو اس کو ناپسند کرو۔ اس طرح تم خود کو بھی دعوت دینے والے بن جاؤ گے لیکن دعوت الی اللہ دینے والے نہیں بن سکتے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی نے ایاز سے یہ وعدہ کیا کہ میں تجھے اپنا لباس پہنا کر اپنی جگہ بٹھا دوں گا اور تیرا لباس پہن کر خود غلام کی جگہ لے لوں گا۔ چنانچہ جس وقت سلطان محمود حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی نیت سے خرقان پہنچا تو قاصد سے یہ کہا کہ حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ کہہ دینا کہ میں صرف آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ لہذا آپ زحمت فرما کر میرے خیمہ تک تشریف لے آئیں اور اگر وہ آنے سے انکار کر دیں تو یہ آیت تلاوت کر دینا۔ ''اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ''(پارہ 5 سورہ نساء آیت 95) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ اپنی قوم کے حاکم کی بھی اطاعت کرتے رہو۔ چنانچہ قاصد نے آپ کو جب پیغام پہنچایا تو آپ نے معذرت طلب کی جس پر قاصد نے مذکورہ بالا آیت تلاوت کی۔ آپ نے جواب دیا کہ محمود سے کہہ دینا کہ میں تو اطیعوا اللہ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعوا الرسول میں بھی ندامت محسوس کرتا ہوں، ایسی حالت میں اولی الامر منکم کا تو ذکر ہی کیا کرنا۔ یہ قول جس وقت قاصد نے محمود غزنوی کو سنایا تو اس نے کہا کہ میں انہیں معمولی قسم کا صوفی تصور کرتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ تو بہت ہی کامل بزرگ ہیں۔ لہذا ہم خود ہی ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوں گے اور اس وقت محمود نے ایاز کا لباس پہنا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر ایاز کو اپنا لباس پہنایا اور خود بطور غلام کے ان دس کنیزوں میں شامل ہو کر ملاقات کرنے کے لیے پہنچ گیا۔ گو آپ نے اس کے سلام کا جواب تو دے دیا لیکن تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوئے اور محمود جو غلام کے لباس میں ملبوس تھا اس کی جانب قطعی توجہ نہیں دی (جب محمود نے دل میں خیال کیا کہ کہ یہ دام فریب تو ایسا نہیں ہے جس میں آپ جیسے شاہباز پھنس سکیں) آپ نے محمود کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ پہلے ان نامحرموں کو باہر نکال دو پھر مجھ سے گفتگو کرنا۔ چنانچہ محمود کے اشارے پر تمام کنیزیں باہر واپس چلی گئیں اور محمود نے آپ سے فرمائش کی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کوئی واقعہ بیان فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت بایزید کا قول یہ تھا کہ جس نے میری زیارت کر لی اس کو بدبختی سے نجات حاصل ہو گئی۔ اس پر محمود نے پوچھا کہ کیا ان کا مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ تھا۔ اس لیے کہ حضور کو ابوجہل و ابولہب جیسے منکرین نے بھی دیکھا پھر بھی ان کی بدبختی دور نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا؛ اے محمود! ادب کو ملحوظ رکھ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ

Marfat.com

کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا۔ جس کی دلیل یہ آیت مبارک ہے۔ ''یعنی اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ ان کو دیکھتے ہیں جو آپ کی جانب نظر کرتے ہیں، حالانکہ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے۔'' یہ سن کر محمود بہت محظوظ ہوا اور آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا کہ نواہی سے اجتناب کرتے رہو۔ باجماعت نماز ادا کرتے رہو۔ سخاوت وشفقت کو اپنا شعار بنالو اور جب محمود نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں خدا سے ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرمادے۔ پھر جب محمود نے عرض کیا کہ میرے لیے مخصوص دعا فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ اے محمود! تیری عاقبت محمود ہو اور جب محمود نے اشرفیوں کا ایک توڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے جو کی خشک ٹکیہ اس کے سامنے رکھ کر جواب دیا کہ اس کو کھاؤ۔ چنانچہ محمود نے جب توڑ کر منہ میں رکھا اور دیر تک چبانے کے باوجود بھی حلق سے نہ اترا تو آپ نے فرمایا کہ شاید نوالہ تمہارے حلق میں اٹکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں تو فرمایا کہ تمہاری یہ خواہش ہے کہ اشرفیوں کا یہ توڑا اسی طرح میرے حلق میں بھی اٹک جائے۔ لہذا اس کو واپس لے لو کیونکہ میں دنیاوی مال کو طلاق دے چکا ہوں اور محمود کے بے حد اصرار کے باوجود بھی آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔ پھر محمود نے خواہش کی کہ مجھ کو بطور تبرک کے کوئی چیز عطا فرمادیں۔ اس پر آپ نے اس کو اپنا پیراہن دے دیا۔ پھر محمود نے رخصت ہوتے وقت عرض کیا کہ حضرت آپ کی خانقاہ تو بہت خوبصورت ہے فرمایا کہ خدا نے تمہیں اتنی وسیع سلطنت بخش دی ہے پھر بھی تمہارے اندر طمع باقی ہے اور اس جھونپڑی کا بھی خواہش مند ہے۔ یہ سن کر اس کو بے حد ندامت ہوئی اور جب وہ رخصت ہونے لگا تو آپ تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ تو اس نے پوچھا کہ میری آمد کے وقت تو آپ نے تعظیم نہیں کی پھر اب کیوں کھڑے ہوگئے۔ فرمایا کہ اس وقت تمہارے اندر شاہی تکبر موجود تھا اور میرا امتحان لینے آئے تھے لیکن اب عجز ودرویشی کی حالت میں واپس جارہے ہو اور خورشید فقر تمہاری پیشانی پر رخشندہ ہے۔ اس کے بعد محمود رخصت ہوگیا۔ سومنات پر حملہ کرنے کے وقت جب محمود غزنوی کو غنیم کی بے پناہ قوت کی وجہ سے شکست کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آپ کا عطا کردہ پیراہن ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی اے خدا! اس پیراہن والے کے صدقہ میں مجھے فتح عطا فرما اور جو مال غنیمت اس جنگ میں حاصل ہوگا وہ سب فقراء کو تقسیم کردوں گا۔ چنانچہ اللہ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور جب وہ غنیم کے مقابلہ میں صف آراء ہوا تو غنیم

Marfat.com

اپنے باہمی اختلافات کی بناء پر خود ہی آپس میں لڑنے لگا۔ جس کی وجہ سے محمود کو مکمل فتح حاصل ہوگئی۔ رات کو محمود نے خواب میں حضرت ابوالحسن کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ اے محمود! تو نے اس قدر معمولی شے کے لیے میرے خرقہ کے صدقہ میں دعا کی اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کرلیں اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہوجائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔

ایک مرتبہ مریدین سمیت آپ کو سات یوم تک کھانا میسر نہ آسکا تو ساتویں دن ایک آدمی آٹے کی بوری اور ایک بکری لے کر آیا اور آپ کے دروازے پر آواز دی کہ میں یہ چیزیں صوفیاء کے لیے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ مجھ میں تو صوفی ہونے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے لہذا تم میں سے جو صوفی ہو وہ جا کر لے لے۔ لیکن کسی نے اپنے صوفی ہوے کا دعویٰ نہیں کیا اور سب فاقہ سے بیٹھے رہے۔ آپ کے ایک اور بھائی بھی تھے اگر آپ رات کو عبادت میں مشغول ہوتے تو دوسرے بھائی پوری رات ماں کی خدمت گزاری کرتے رہتے ایک دن جب دوسرے بھائی کا نمبر ماں کی خدمت کرنے کا تھا تو اس نے آپ سے کہا کہ اگر آپ آج میرے بجائے والدہ کی خدمت میں رہ جائیں تو میں رات بھر عبادت کرلوں۔ چنانچہ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور خود ماں کی خدمت میں رہے لیکن اسی شب عبادت کی ابتداء کرتے ہی آپ کے بھائی نے یہ غیبی ندا سنی کہ ہم نے تمہارے بھائی کی مغفرت کرنے کے ساتھ تمہیں بھی ان کے طفیل میں بخش دیا۔ یہ سن کر انہیں حیرت ہوئی اور خدا سے عرض کیا کہ یا اللہ! میں تو تیری عبادت کررہا ہوں اور وہ ماں کی خدمت گزاری میں ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میری مغفرت کے بجائے اس کی مغفرت کر کے مجھے اس کا طفیلی بنایا گیا ہے۔ ندائی آئی کہ ہمیں تیری عبادت کی حاجت نہیں بلکہ محتاج ماں کی خدمت کرنے والے کی اطاعت ہماری لیے باعثِ خوشنودی ہے۔

چالیس سال تک کبھی آپ نے ایک لمحہ کے لیے بھی آرام نہیں کیا اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔ چالیس سال کے بعد ایک دن مریدین سے فرمایا کہ تکیہ دے دو میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ مریدین کو اس سے بہت حیرت ہوئی اور پوچھا کہ آج آپ آرام کے خواہاں کیوں ہوئے؟ فرمایا کہ آج میں نے خدا کی بے نیازی واستغنا کا مشاہدہ کرلیا ہے۔ البتہ تیس سال تک اللہ تعالیٰ کے خوف کے سوا میرے قلب میں کوئی خیال پیدا ہی نہیں ہوا۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

☆ ایک دن آپ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ کون سی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اے شیخ! آپ ہی فرمایئے، فرمایا کہ وہ دل کہ جس میں خدا کی یاد ہو۔

☆ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا کہ گدڑی اور جائے نماز سے صوفی نہیں ہوتا اور رسوم و عادات سے صوفی نہیں ہوتا۔ صوفی وہ ہوتا ہے کہ نیست ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ صوفی اس دن ہوتا ہے کہ اس کو آفتاب کی حاجت نہ ہو اور رات میں اُس کو چاند اور ستارے کی حاجت نہ ہو اور ایسا نیست ہوتا ہے کہ ہستی کی حاجت نہ ہو۔

☆ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ صدق کیا چیز ہے؟ فرمایا، صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

☆ آپ سے پوچھا گیا کہ اخلاص کیا ہے؟ فرمایا، جو کچھ تو خدا کے واسطے کرتا ہے، اخلاص ہے اور جو کچھ بندوں کے واسطے کرتا ہے، ریا ہے۔

☆ آپ سے دریافت کیا گیا کہ فنا، بقا میں کلام کرنے کا حق کس کا ہے؟ فرمایا کہ اس شخص کا کہ ایک تار سے آسمان سے لٹکتا ہو۔ ایسی ہوا چلے کہ درختوں اور عمارتوں کو گرا دے اور تمام پہاڑوں کو اکھیڑ دے اور تمام دریاؤں کو الٹ دے مگر اس کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔

☆ تم ہرگز اس شخص کے ساتھ صحبت نہ رکھو کہ تم کہو، خدا اور وہ کہے کچھ اور۔

☆ اندوہ طلب کر یہاں تک کہ تیری آنکھ سے آنسو نکل پڑیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ رونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو آپ کے فعل کی پیروی کرے نہ کہ وہ شخص جو کاغذ کو سیاہ کرے۔

☆ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں اور آپ نے فرمایا کہ یہ بھی طلب ہے۔

Marfat.com

☆ آج چالیس سال ہوئے ہیں کہ میں ایک حالت میں ہوں اور حق میرے دل کو دیکھتا ہے اور اپنے سوا کسی اور کو نہیں پاتا۔ مجھ میں غیر خدا کے لیے کوئی شے باقی نہیں رہی اور نہ میرے سینہ میں غیر کے لیے قرار رہا ہے۔

☆ عالم و عابد جہان میں بہت ہیں، تجھے ایسا ہونا چاہیے کہ تو صبح و شام اس طرح کرے جیسا کہ خدا پسند کرتا ہے اور رات سے صبح اس طرح کرے، جیسا خدا پسند کرتا ہے

☆ چالیس سال سے میرا نفس ٹھنڈے پانی یا چھاچھ کا ایک گھونٹ طلب کرتا ہے مگر اب تک میں نے اس کو نہیں دیا۔

☆ دلوں میں سب سے روشن دل وہ ہے کہ جس میں مخلوق نہ ہو اور کاموں میں سب سے اچھا وہ ہے کہ جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو اور نعمتوں میں سب سے حلال وہ ہے جو تیری کوشش سے ہو اور رفیقوں میں سب سے اچھا وہ ہے جس کی زندگانی حق کے ساتھ ہو

☆ مجھے تین چیزوں کا علم نہ ہو سکا۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے درجات، نفس کا مکر اور معرفت۔

☆ میں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز سنی۔ میرے بندے! اگر تو غم کے ساتھ میرے سامنے آئے گا تو تجھے خوش کروں گا اور اگر حاجت و فقر کے ساتھ آئے گا تو میں تجھے تونگر کر دوں گا جب تو اپنے آپ سے بالکل دست بردار ہو جائے گا پانی اور ہوا کو تیرا مطیع کر دوں گا۔

☆ میں نے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں۔

☆ تمام مسلمان نماز پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں لیکن مرد وہ ہے کہ ساٹھ سال اس پر گزر جائیں مگر فرشتہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسی چیز نہ لکھے کہ جس کے سبب سے اُسے حق تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے اور وہ حق کو ایک لمحہ فراموش نہ کرے۔

☆ تین مقام پر فرشتے اولیاء سے زیادہ ہیبت کھاتے ہیں۔ ایک موت کا فرشتہ ان کی جان نکالنے کے وقت۔ دوسرے کراماً کاتبین اُن کے اعمال لکھنے کے وقت اور تیسرے منکر نکیر اُن سے سوال کے وقت۔

☆ ایک روز خدا تعالیٰ نے مجھے آواز دی کہ جو بندہ تیری مسجد میں آئے گا اس کا گوشت و پوست دوزخ کی آگ پر حرام ہو گا اور جو بندہ تیری زندگی میں اور تیرے

Marfat.com

مرنے کے بعد تیری مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے گا، قیامت کے دن عابدوں کے گروہ میں اٹھے گا۔

☆ خدا تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ جب رات کے وقت روئے زمین پر اندھیرے گھر میں سوتے ہیں اور لحاف منہ پر ہوتا ہے تو آسمان کے ستاروں اور چاند کی سیر کو دیکھتے ہیں اور لوگوں کی اطاعت اور گناہوں کو دیکھتے ہیں جو فرشتے آسمان پر لے جاتے ہیں اور لوگوں کے رزقوں کو دیکھتے ہیں جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور اُن فرشتوں کو دیکھتے ہیں جو آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور پھر آسمان پر چلے جاتے ہیں اور آفتاب کو دیکھتے ہیں جو کہ زمین میں گزرتا ہے۔

☆ میں نے صرف چار ہزار باتیں خدا سے سنی تھیں اور اگر کہیں دس ہزار قول سن لیتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا اور کیا چیزیں ظہور میں آتیں۔

☆ خدا نے مجھے اتنی طاقت عطا کر دی تھی کہ جس وقت میں نے قصد کیا کہ ٹاٹ دیبائے رومی میں تبدیل ہو جائے تو فوراً ہو گیا اور خدا کا شکر ہے وہ طاقت آج بھی میرے اندر موجود ہے۔

☆ میں اَن پڑھ ہوں لیکن خدا نے اپنے کرم سے مجھ کو تمام علوم سے بہرہ ور کیا ہے اور میں ان کا شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنی حقیقت میں مجھے گم کر دیا ہے۔ یعنی ظاہری جسم صرف خیال ہے کیونکہ میرا ذاتی وجود ختم ہو چکا ہے۔

☆ خدا نے مجھے وہ درد عطا کیا ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی نکل پڑے تو طوفان نوح سے بھی زیادہ طوفان آ جائے۔

☆ مرنے کے بعد بھی میں اپنے معتقدین کی نزع کے وقت مدد کروں گا اور جس وقت فرشتہ اجل ان کی روح قبض کرنا چاہے گا تو میں اپنی قبر سے ہاتھ نکال کر ان کے لب و دندان پر لطفِ الٰہی کا چھینٹا دوں گا تا کہ وہ شدتِ تکلیف میں خدا سے غافل نہ ہو سکیں

Marfat.com

☆ میں عشاء کے بعد اس وقت تک آرام نہیں کرتا جب تک دن بھر کا حساب خدا کو نہیں دے لیتا۔

☆ اگر قیامت میں اللہ میرے طفیل سے پوری مخلوق کی مغفرت فرمادے جب بھی میں اپنی علوہمتی کی بناء پر جو مجھے بارگاہِ خداوندی میں حاصل ہے، منہ موڑ کر نہ دیکھوں گا۔

☆ اے لوگو! تمہارا اس بندے کے متعلق کیا خیال ہے؟ جس کو آبادی و ویرانہ کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے بندے کو وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ قیامت میں اس کے دم سے ایسا نور پھیلے گا کہ آبادی اور ویرانے سب منور ہو جائیں گے اور خدا اس کے صدقہ میں تمام مخلوق کی مغفرت فرمادے گا۔ حالانکہ وہ شخص دنیا میں کبھی دعا نہیں کرتا اور قیامت میں بھی کسی کی شفاعت نہیں کرے گا۔

☆ گوشہ تنہائی میں کبھی اللہ تعالیٰ مجھے ایسی قوت عطا کر دیتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک اشارے میں آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور چاہوں تو چشم زدن میں تحتِ الثریٰ کی سیاحت کر آؤں۔

☆ میرا ہر فعل ایک کرامت ہے حتیٰ کہ جب میں ہاتھ پھیلاتا ہوں تو ہوا میرے ہاتھ میں سونے کا ذرہ محسوس ہوتی ہے جب کہ میں نے کبھی اظہارِ کرامت کے لیے ہوا میں ہاتھ نہیں پھیلایا کیونکہ جو ظہور کرامت کی خواہش کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کرامت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

☆ جب تک تمہارے قلوب مردہ ہیں سکون نہیں مل سکتا، فرمایا کہ کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر درویش پتھر سے سوال کرے تو پتھر اس کو جواب دے۔

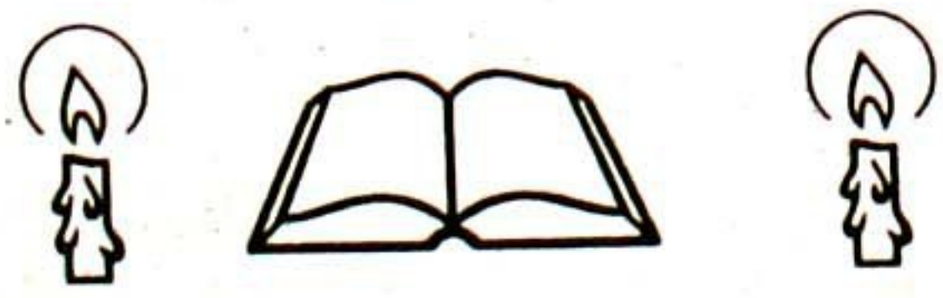

Marfat.com

حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش بمقام : فارمد نزد طوس (ایران)

وصال : 4ـــ ربیع الاول 477 ہجری مزار اقدس : طوس (ایران)

آپ کا اسم گرامی فضیل بن محمد ہے۔ طوس کے مضافات کے ایک گاؤں ''فارمدیہ'' کے رہنے والے تھے۔ آپ کی نسبت طریقت حضرت شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی اور شیخ ابوالقاسم گورگانی طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی نسبت تھی۔ جوانی میں آپ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے جمال کے عاشق ہوگئے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان کے پاس گیا تو محفل سماع تھی میں چھپ کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جب خاص کیفیت طاری ہوئی اور وجد آیا تو کپڑے پھاڑ لیے جب وجد کی کیفیت

Marfat.com

سے باہر آئے تو مرید آپ کے لباس کے ٹکڑے تبرک کے طور پر لینے لگے ۔ شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے لباس کی آستین اور ایک دھجی اپنے ہاتھ میں پکڑی اور آواز دی ''اے ابوعلی طوسی کہاں ہو؟'' آپ کے دو تین مرتبہ آواز دینے پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے یہ دونوں چیزیں آستین و تبریز مجھے عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ تم ہمارے نزدیک اس آستین و تبریز کی مانند ہو۔ فوراً میرے قلب میں روشنی ظاہر ہوئی اور روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا اور کیفتیں طاری ہونے لگیں۔ اس کے بعد آپ تحصیل علم میں تین سال مصروف رہے۔ ایک دن آپ نے قلم دوات میں ڈالی تو قلم سفید باہر نکلی۔ آپ نے اپنے استاد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قلم نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تم بھی اسے چھوڑ دو اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ ایک دن آپ کے استاد حضرت ابوالقاسم نہار رہے تھے کہ آپ نے کنویں سے چند ڈول نکال کر حمام میں ڈالے غسل سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو دریافت کیا کہ پانی کے ڈول حمام میں کس نے ڈالے۔ آپ نے جب اقرار کیا تو حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ستر سال میں جو حاصل کیا تو نے پانی کے ایک ڈول سے وہ سب کچھ لے لیا۔ ایک عرصہ تک آپ ان کے پاس ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے مگر دل کی خواہش روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بے حد و حساب فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ بالاخر آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾

آپ کا سن وفات 477 ہجری ہے۔ آپ کا مزار مبارک طوس ایران میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 440 یا 441 ہجری — بمقام : ہمدان
1048 یا 1049ء

وصال : 535 یا 536 ہجری — مزار اقدس : مَرو ﴿از بکستان﴾
1142 یا 1143ء

آپ کا نام یوسف اور کنیت ابو یعقوب ہے۔ آپ کا تعلق ہمدان سے تھا۔ آپ کی نسبت شیخ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔ آپ نے شیخ ابو اسحٰق شیخ عبداللہ جونی اور شیخ احسن سمنانی رحمہم اللہ علیہم سے فیض صحبت اٹھایا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ہمدان سے بغداد تشریف لائے۔ حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کی مجلس میں بھی حاضر ہو کر فیض حاصل کیا۔ آپ اولیاء اہل کمال میں سے تھے۔ آپ نے اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند اور بخارا کے پیران عظام سے استفادہ کیا اور مخلوق خدا کو اپنا فیض پہنچایا۔ کافی عرصہ ''مرو'' میں رہے اس کے بعد ہرات میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ دوبارہ ''مرو'' کا ارادہ کیا لیکن راستہ میں وفات پائی۔ آپ کا سن پیدائش 440 یا 441 ہجری جبکہ سن وفات 535 یا 536 ہجری ہے۔ آپ کا مزار مبارک مرو میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

☆ سماع ایک سفیر ہے حق تعالیٰ کی طرف اور ایک ایلچی ہے حق تعالیٰ کی طرف سے۔ وہ ارواح کی خوراک، اجسام کی غذا، قلوب کی زندگی اور اسرار کی بقا ہے۔ وہ پردہ کے پھاڑنے والا اور بھید کے ظاہر کرنے والا ہے اور برق درخشاں اور آفتاب تاباں ہے۔ وہ دنیا میں ہر فکر، ہر لحظہ، ہر تدبر و تفکر، ہر ہوا کے جھونکے، ہر درخت کی حرکت اور ہر ناطق کے نطق سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تو اہل حقیقت کو سماع میں سرگشتہ اور حیران، مقید و اسیر اور صاحبِ خشوع و مست دیکھتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنی زیبائی کے نور سے ملائکہ مقربین میں سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے اور ان کو اپنی بارگاہ میں عرش و کرسی کے درمیان کھڑا کیا۔ ان کا لباس ''سبز صوف'' ہے اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہیں۔ وہ اپنی پیدائش کے وقت سے حالت وجد میں سرگشتہ و حیران اور فروتن و مست کھڑے ہیں اور شیفتگی کی شدت کے سبب رکن عرش سے کرسی تک دوڑتے ہیں۔ پس وہ اہل آسمان کے صوفیہ اور نسبتوں کے لحاظ سے ہمارے بھائی ہیں۔ حق تعالیٰ اُن کا انیس و ملیک ہے، پس ان پر سلام و تحیہ و اکرام ہو۔

☆ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو۔ اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے۔

☆ آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم سلامت رہ سکیں؟ آپ نے فرمایا کہ ان کی باتیں دہراتے رہو۔

Marfat.com

☆ جولوگ صحیح معنوں میں خدا پرست ہیں وہ کنویں کی چرخی کی آواز پر بھی اللہ کی یاد میں مست ہو جاتے ہیں۔

☆ ایک روز ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اس وقت میں شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تھا وہ دستر خوان پر درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ کچھ دیر کے لیے شیخ پر ہیبت طاری ہوئی پھر انہوں نے فرمایا کہ اس وقت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور لقمہ میرے منہ میں رکھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ وہ خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت تربیت پاتے ہیں۔

☆ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ' سے فرمایا تھا کہ لوگوں کو وعظ اور نصیحت کیا کریں۔انہوں نے کہا کہ میں مرد عجمی ہوں۔فصحاء بغداد کے سامنے کیسے گفتگو کروں۔ آپ نے فرمایا کہ جب آپ نے علوم فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب، نحو ولغت اور تفسیر قرآن کا علم خوب حاصل کرلیا ہے، پھر کیوں کر منبر پر آنے اور وعظ و پند کی صلاحیت نہیں ہے۔آپ بلا تامل ہدایت وارشاد شروع کیجئے کیونکہ میں آپ میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گی کہ ''جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دے گا'' (سورۃ ابراہیم، رکوع۔14)

☆ آپ سے دریافت کیا گیا کہ جب ایسا زمانہ آ جائے کہ اللہ والے تلاش کرنے کے باوجود نہ ملیں تو اس وقت کیا کرنا چاہیے۔آپ نے فرمایا کہ ان حالات میں اگر ہماری سیرت کے آٹھ صفحات ہی پڑھ لے گا تو وہ یہ خلاء محسوس نہیں کرے گا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 435 ہجری 1044ء بمقام : روم

وصال : 575 ہجری 1179ء مزاراقدس : غجدوان ،ازبکستان

آپ طبقہ خواجگان کے سردفتر اور سلسلہ نقشبندیہ کے سردار ہیں۔طریقت میں آپ کی روش محبت ہے۔آپ تمام فرقوں میں مقبول ہیں۔آپ ہمیشہ راہ صدق وصفا اور متابعت شرع و سنت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مخالفت بدعت وہوا میں کوشاں رہے اور اپنی روش پاک کو آپ نے اغیار کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے۔

نسب وولادت:

آپ کے والد کا اسم گرامی عبا الجمیل ہے جو عبدالجمیل امام کر کے مشہور تھے۔وہ اپنے وقت کے مقتدا اور عالم ظاہر وباطن تھے۔اور امام مالک کی اولاد سے تھے۔روم میں رہا کرتے تھے۔آپ کی والدہ روم کے شاہی خاندان سے تھیں۔کہتے ہیں کہ عبدالجمیل حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو بشارت دی تھی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔اُس کا نام عبدالخالق رکھنا۔حوادث روزگار کے سبب سے عبدالجمیل مع متعلقین روم سے ماوراء النہر کی طرف نکلے۔اور ولایت بخارا میں پہنچ کر موضع غجدوان میں جو بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے،سکونت پذیر ہوئے۔خواجہ عبدالخالق وہیں پیدا ہوئے اور نشوونما پائی اور بخارا میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔

Marfat.com

سلوک وطریقت:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہ کا بیان ہے کہ خواجہ عبدالخالق اپنے استاد صدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے۔

" اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً وَ اِنَّه' لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ "

ترجمہ: " تم اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو۔

تحقیق وہ حد سے زیادہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

تو آپ نے استاد سے پوچھا کہ اس پوشیدگی کی حقیقت اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کے وقت اعضاء سے حرکت کرے تو غیر شخص اُس ذکر سے واقف ہو جاتا ہے اور اگر دل سے ذکر کرے۔ تو بحکم حدیث "شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الظن)۔" اور اس طرح شیطان ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔ استاد نے فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے اگر خدا نے چاہا تو اہل اللہ میں سے کوئی تمہیں مل جائے گا اور بتادے گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ اولیاء اللہ کی تلاش میں رہے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوئی۔ بعد دریافت حال حضرت خضر نے فرمایا کہ میں خضر ہوں میں نے تم کو فرزندی میں قبول کیا۔ میں تمہیں ایک سبق بتاتا ہوں۔ اسے ہمیشہ دہراتے رہنا۔ تم پر اسرار کھل جائیں گے۔ پھر وقوف عددی کی تعلیم دی اور فرمایا کہ حوض میں اترو اور غوطہ لگاؤ اور دل سے لا الہ' الا اللہ محمد رسول اللہ کہو۔ حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا اور اس ورد میں مشغول رہے یہاں تک کہ بہت سے اسرار کھل گئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی بخارا میں تشریف لائے۔ جب تک ان کا قیام بخارا میں رہا۔ آپ ان کی صحبت میں حاضر ہو کر فیض اٹھاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام آپ کے پیر سبق ہیں اور خواجہ یوسف ہمدانی پیر صحبت و پیر خرقہ۔ اگرچہ خواجہ یوسف اور ان کے مشائخ ذکر بالجہر کیا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ خواجہ عبدالخالق کو ذکر خفی کی تلقین حضرت خضر علیہ السلام سے تھی اس لیے خواجہ یوسف نے اس میں ردوبدل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جس طرح تم کو تلقین ہوئی ہے، کیے جاؤ۔ خواجہ عبدالخالق نے اپنی بعض تحریرات میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ یوسف کے سپرد کیا تو اس

Marfat.com

وقت میری عمر بائیس سال کی تھی۔ایک مدت کے بعد خواجہ یوسف خراسان میں آ گئے تو حضرت خواجہ عبدالخالق اُن کے پاس ریاضات ومجاہدات میں مشغول ہو گئے۔آپ اپنے حالات پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔پھر بھی ملک شام میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔اور وہاں خانقاہ و آستانہ بن گیا تھا۔

حکایت درویش:

ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں کہہ رہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ و بہشت کے درمیان اختیار دے تو میں دوزخ کو اختیار کروں گا۔کیونکہ میں تمام عمر اپنے نفس کی مراد پر نہیں چلا اور اُس صورت میں بہشت میرے نفس کی مراد ہو گی۔حضرت خواجہ نے اس درویش کے کلام کی تردید کی اور فرمایا کہ بندے کو اختیار سے کیا کام۔جہاں مالک بھیجے، چلا جائے اور جہاں ٹھہرائے، ٹھہر جائے۔بندگی اسی کا نام ہے کہ نہ کہ جو تم کہہ رہے ہو۔اُس درویش نے پوچھا کہ سالکان طریقت پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو سالک مقام فنائے نفس کو نہ پہنچا ہو، شیطان اُس پر غصہ کے وقت قابو پاتا ہے۔لیکن جو اس مقام پر پہنچ گیا ہو اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے، شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اور یہ صفت اُس شخص میں ہوتی ہے جو کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ میں سنت رسول اللہ ﷺ کو بائیں ہاتھ میں لیے ہوئے ہو اور ان دونوں کی روشنی میں راستہ چلتا ہو۔

کرامات:

ایک دفعہ ایام عاشورا میں لوگوں کی ایک بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی اور آپ معرفت پر کلام فرما رہے تھے۔اچانک ایک جوان زاہدوں کی صورت میں خرقہ پہنے اور سجادہ کندھے پر ڈالے ہوئے حاضر ہوا اور گوشہ میں بیٹھ گیا۔حضرت خواجہ نے اس کی طرف نظر کی۔کچھ دیر کے بعد وہ اُٹھ کر کہنے لگا۔اے خواجہ! حضور رسالتمآب ﷺ نے فرمایا ہے۔''مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہے۔''اِس حدیث کا سّر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ اس حدیث کا سّر یہ ہے کہ تو زنار کو توڑ دے اور ایمان لے آ۔اس

Marfat.com

نے کہا، پناہ، بخدا کہ میرے پاس زنار ہو۔ حضرت خواجہ نے خادم کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ خادم اٹھا اور اُس جوان کے بدن پر سے خرقہ اٹھا دیا پس خرقہ کے نیچے سے زنار ظاہر ہو گیا یہ دیکھ کر جوان نے اُسی وقت زنار توڑ دیا اور ایمان لے آیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ یارو! آؤ۔ ہم بھی اس نومسلم کی طرح اپنے زنار توڑ ڈالیں۔ اور ایمان لائیں جس طرح اس نے زنار ظاہری توڑا ہے ہم اپنے زنار باطنی جس سے مراد خود پسندی ہے توڑ ڈالیں تا کہ اس کی طرح ہم بھی بخشے جائیں۔ یہ سن کر حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اور حضرت خواجہ کے قدموں پر گر کر توبہ کرنے لگے۔

حضرت خواجہ کی ولایت اس مرتبہ تک پہنچ گئی تھی کہ ایک وقت کی نماز میں آپ خانہ کعبہ جاتے اور واپس آ جاتے۔ حضرت خواجہ کی وفات 12 ربیع الاول 575 ہجری میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک غجدوان میں مرجع خلائق ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

آپ کے کلماتِ قدسیہ میں سے آپ کی اصطلاحات ہیں جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔ آٹھ کلمے ہیں۔

1۔ ہوش دردم 2)۔ نظر برقدم

3)۔ سفر دروطن 4)۔ خلوت درانجمن

5)۔ یادکرد 6)۔ بازگشت

7)۔ نگاہ داشت 8)۔ یادداشت

ان آٹھ کے علاوہ تین کلمے اور بھی ہیں جو مصطلحات نقشبندیہ میں سے ہیں۔

1)۔ وقوف زمانی

2)۔ وقوف قلبی

3)۔ وقوف عددی

ان گیارہ کلمات پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے جن کی مختصر سی تشریح درج ذیل ہے۔

Marfat.com

1)۔ ہوش دردم:

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور و آگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے۔ یعنی کسی سانس میں خدا سے غافل نہ رہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین شہنشاہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو۔ سانس کے خروج و دخول میں اور خروج و دخول کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے۔

2)۔ نظر برقدم:

اس سے مراد یہ ہے کہ نظر اپنے پاؤں کی پشت پر رکھے تا کہ بے جا نظر نہ پڑے اور دل محسوسات متفرقہ سے پراگندہ نہ ہو جائے۔ پس راہ چلتے ادھر ادھر نہ دیکھے کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے۔ یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفیعہ کے لیے ہے۔ جیسا کہ ہوش دردم تفرقہ اندرونی کے دفیعہ کے واسطے ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا قدم باطن اس کی نظر باطن سے پیچھے نہ رہے۔ رشحات میں ہے کہ شاید نظر برقدم، سرعت سیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مسافت ہستی کے قطع کرنے اور عقبات خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔

3)۔ سفر در وطن:

یعنی سیر در نفس سے مراد صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔ خواجگان نقشبندیہ نے مقام بقا میں جو سیر انفسی سے تعلق رکھتا ہے بجائے سیر آفاقی کے اسی سیر کیفی کو اختیار کیا ہے اور سفر ظاہر اتنا ہی کرتے ہیں کہ پیر کامل تک پہنچ جائیں۔ دوسری حرکت جائز نہیں رکھتے اور صحبت شیخ سے دوری نہیں چاہتے اور ملکہ آگاہی کے حصول کے لیے پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے وہ سیر آفاقی کو جو دور دراز راستہ ہے حتی الامکان پسند نہیں کرتے بلکہ سیر انفسی کے ضمن میں اسے قطع کرتے ہیں اور ملکہ آگاہی کے حصول کے بعد سفر کرتے ہیں یا اقامت۔ دوسرے سلسلوں میں سلوک کو سیر آفاقی سے شروع کرتے ہیں اور سیر انفسی پر ختم کرتے ہیں۔ سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے۔ اندراج نہایت در بدایت کے یہی معنی

Marfat.com

ہیں کہ سیر انفسی جو دوسروں کی نہایت (انتہا) ہے وہ اکابر نقشبندیہ کی بدایت (ابتداء) ہے۔

واضح رہے کہ سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے میں آنا اور اپنے دل کے گرد پھرنا ہے۔

مگر شہود نفسی میں گرفتار نہ رہنا چاہیے اور اس کو مطلوب کے ظلال میں سے ایک ظل تصور کرنا چاہیے کیونکہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ جیسا کہ ورائے آفاق ہے، ورائے نفس بھی ہے۔ پس اس کو آفاق وانفس سے باہر طلب کرنا چاہیے۔

4)۔ خلوت درانجمن

اس سے مراد یہ ہے کہ انجمن میں جو محل تفرقہ ہے از راہ باطن مطلوب کے ساتھ خلوت رکھے اور غفلت کو دل میں راہ نہ دے۔ ظاہر میں خلائق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا چاہیے۔ ابتداء میں یہ معاملہ بتکلف ہوتا ہے اور انتہا میں بے تکلف ؎

حضرت خواجہ اولیائے کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خلوت درانجمن یہ ہے کہ سالک اگر بازار میں جائے تو ذکر میں استغراق کے سبب سے کوئی اور نہ سنے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کا قول ہے کہ ذکر میں جہد واہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے۔ مشائخ نقشبندیہ بجائے چلہ کے اسی خلوت پر قناعت کرتے ہیں کیونکہ حاصل چلہ اس میں داخل ہے اور آفات سے دور ہے۔

5)۔ یادکرد:

اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہے، خواہ زبانی ہو یا قلبی۔

6)۔ بازگشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ جب ذاکر بطریق معبود کلمہ توحید کا ذکر دل سے کرے تو ہر بار کلمہ توحید کے بعد زبان دل سے کہے، خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا۔ مشائخ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے کہ کلمہ توحید کے تلفظ کے ضمن میں لامقصود ملاحظہ کرتے ہیں۔ کیونکہ جو معبود ہوتا ہے وہ مقصود ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیہ کریمہ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ سے ظاہر

Marfat.com

ہے۔

7)۔ نگہداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ قلب کو خطرات وحدیث نفس سے نگاہ میں رکھا جائے یعنی کلمہ طیبہ کے تکرار کے وقت ماسوا قلب میں خطور نہ کرے۔ خطرات کے دور کرنے کے لیے کلمہ طیبہ جس دم کے ساتھ مفید ہے۔

8)۔ یادداشت:

اس سے مراد یہ ہے کہ دوام آ گاہی بحق سبحانہ بر سبیل ذوق ؎

دارم ہم جا بباہم کس درہم خیال
در دل زتو آرزو و ؤرویدہ خیال

اگر دوام آ گاہی اس قدر غالب ہو کہ کثرت کو نیہ اس کی مزاحم نہ ہو بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اسے فناء کہتے ہیں۔ اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے فنائے فناء یا عین الیقین بھی کہتے ہیں۔

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہ نے اخیر کے چار کلموں کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ یاد کرد سے مراد ذکر میں تکلف ہے۔ یعنی جس ذکر کی شیخ سے تلقین ہوتی ہے اس کے تکرار میں بتکلف مشغول رہے۔ یہاں تک کہ مرتبہ حضور حاصل ہو جائے۔ اور بازگشت سے مراد رجوع بحق سبحانہ بدیں طور کہ جتنی بار کلمہ طیبہ کا ذکر کرے ہر بار اس کلمہ کے بعد دل میں خیال کرے کہ ''خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا'' ۔ اور نگہداشت سے مراد ہے اس رجوع کی محافظت بغیر زبان سے کہنے کے اور یادداشت سے مراد نگہداشت میں رسوخ ہے۔

i)۔ وقوف زمانی

اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ سالک کو چاہیے کہ واقف نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے۔ یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضور میں گزرتا ہے یا غفلت میں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے۔ اگر وقت طاعت میں گزرا ہے تو شکر بجالائے۔

Marfat.com

اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے۔ اسی طرح حالت بسط میں شکر اور حالت قبض میں استغفار کرے۔ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ کہتے ہیں۔ قول باری تعالیٰ ہے کہ ؛

"وَ اَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ"

ترجمہ: " اور رجوع کرو اپنے رب کی طرف اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب۔ پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔"

اور قول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ :۔

ترجمہ: "تم محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ محاسبہ کیے جاؤ"

ii)۔ وقوف قلبی:

اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ ذکر کے وقت دل حق سبحانہ واقف و آگاہ رہے اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بندہ اثنائے ذکر میں قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے اور اسے ذکر میں مشغول کرے اور ذکر اور ذکر کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے ذکر میں حبس دم اور رعایت عدد کو لازم قرار نہیں دیا۔ مگر وقوف قلبی بہر دو معنی کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آیۃ کریمہ؛

" یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا "

ترجمہ: "اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کرو" (سورۃ احزاب، ٦)

میں اسی وقوف قلبی کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ، فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی یہ ہے کہ دل کا نگران و واقف رہے۔ اور قطع نظر ذکر کے اس کی طرف توجہ رکھے تا کہ اس میں تفرقہ راہ نہ پائے اور وہ ماسوا کے نقوش سے منقش نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ دل بے کار نہیں رہتا۔ یا ماسوا سے ملا رہتا ہے یا مطلوب حقیقی سے۔ جب دل ماسوا سے ممنوع

Marfat.com

ہو گیا تو اسے مطلوب کی طرف توجہ سے چارہ نہ ہوگا۔ غرض تم دل کو دشمن سے باز رکھو۔ دوست کی طلب کی حاجت نہیں وہ خود جلوہ گر ہو جائے گا۔

iii)۔ وقوف عددی:

اس سے مراد ذکر نفی و اثبات میں عدد ذکر سے واقف رہنا ہے۔ یعنی ذاکر اس ذکر میں سانس کو عدد طاق پر چھوڑے نہ کہ جفت پر۔ کہتے ہیں کہ آداب و شرائط کی رعایت کے ساتھ ایک سانس میں 21 بار نفی و اثبات کرنا مشمر فناء ہے۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ' فرماتے ہیں کہ زیادہ کہنا شرط نہیں جو کچھ کہے، وقوف سے کہے۔ جب عدد 21 سے تجاوز کر جائے اور اثر ظاہر نہ ہو تو یہ اس عمل کی بے حاصلی کی دلیل ہے۔ اثر ذکر یہ ہے کہ زمان نفی میں وجود بشریت منفی ہو جائے اور زمان اثبات میں جذبات الٰہی کے تصرفات کے آثار میں کوئی اثر محسوس ہو۔ یہ جو کلام خواجگان میں آیا ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں شخص کو وقوف عددی کا امر فرمایا۔ اس سے مراد ذکر قلبی مع رعایت عدد ہے نہ کہ فقط رعایت عدد۔

آپ کا ایک وصیت نامہ آداب طریقت کے بارے میں ہے۔ جسے آپ نے اپنے خلیفہ و فرزند معنوی خواجہ اولیائے کبیر قدس سرہ کے لیے لکھا ہے۔ ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو سلسلہ نقشبندیہ کے متوسلین کے لیے مشعل راہ ہے۔

''پیارے فرزند! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ۔ وظائف و عبادات کی پابندی رکھو۔ اپنے حالات کی نگہبانی کرتے رہو۔ خدا تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کو نگاہ میں رکھو۔ ماں باپ اور تمام مشائخ کے حقوق کا خیال رکھو۔ تا کہ ان خصلتوں سے تم رضائے خدا سے مشرف ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کا حکم بجالاؤ تا کہ وہ تمہارا محافظ رہے۔ تم پر لازم ہے کہ قرآن شریف کا پڑھنا ترک نہ کرو۔ تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ ، زبانی ہو یا دیکھ کر، قرآن مجید کو غور و تفکر اور خوف و گریہ سے پڑھو اور تمام امور میں قرآن کی پناہ لو کیونکہ بندوں پر خدا کی حجت قرآن کریم ہے۔ علم فقہ کی طلب سے ایک قدم بھی دور نہ رہو اور حدیث کا علم سیکھو۔ جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔ تم پر لازم ہے کہ ''مذہب اہل سنت و جماعت'' کے پابند رہو اور آئمہ سلف کے مسلک کو

Marfat.com

اختیار کرو جونئی باتیں پیدا ہوئی ہیں وہ گمراہی ہیں۔عورتوں،نوجوانوں، بدعتیوں اور دولتمندوں سے صحبت مت اختیار کرو کیونکہ یہ دین کو برباد کردیتے ہیں اور دنیا سے دور روٹی پر قناعت کرو۔اگر صحبت رکھوتو فقیروں سے رکھو۔ ہمیشہ خلوت نشین رہواور حلال کھاؤ کیونکہ حلال نیکی کی کنجی ہے۔ حرام سے بچو ورنہ خدا تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے۔اس پر ثابت قدم رہنا تا کہ کل کو دوزخ کی آگ میں نہ جاؤ۔حلال پہنوتا کہ عبادت کی لذت پاؤ۔حق تعالیٰ کی جلالت سے ڈرتے رہواور بھولو مت کہ ایک روز تم کو حساب بھی دینا ہوگا۔(یعنی قیامت کے دن) رات دن نماز بہت پڑھا کرواور جماعت کو ترک نہ کرو۔امام ومؤذن نہ بنو۔قبالہ پر اپنا نام نہ لکھو۔محکمہ قضاء میں حاضر نہ ہو۔خارج از طریقت بادشاہوں کی صحبت میں مت بیٹھو۔لوگوں کی وصیتوں میں دخل نہ دواور لوگوں سے بھاگو جس طرح کہ شیر سے بھاگتے ہیں۔تم پر لازم ہے کہ گمنام رہوتا کہ نیک نام ہو جاؤ۔تم پر لازم ہے کہ سفر بہت کروتا کہ تمہارا نفس خوار ہو جائے۔خانقاہ نہ بناؤ اور نہ خانقاہ میں رہو۔کسی کی مدح سے مغرور اور کسی کی مذمت سے غمگین نہ ہو۔بندوں کی مدح و مذمت تمہارے نفس کے نزدیک برابر ہونا چاہیے۔لوگوں سے حسن سلوک سے معاملہ کرو۔تم پر لازم ہے کہ تمام حالات میں ادب سے رہو۔بُرے بھلے تمام مخلوقات پر رحم کرو۔تمہیں قہقہہ مار کر ہنسنا نہ چاہیے کیونکہ قہقہہ غفلت کے سبب سے ہوتا ہے اور دل کو مردہ کردیتا ہے۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے احوال وشواہد جو مجھے معلوم ہیں اگر تم کو ہو جائیں تو ہنسنا تھوڑا اور رونا زیادہ کردو۔اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرواور اس کی رحمت سے ناامید نہ رہو۔خوف وامید میں زندگی بسر کرو۔کیونکہ سالکوں کو کبھی خوف ہوتا ہے اور کبھی امید۔

اے فرزند! شیخ اپنے مرید کے لیے بمنزلہ باپ کے ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ مشفق کیونکہ وہ مرید کو مقام قرب میں پہنچا دیتا ہے۔اگر ہو سکے تو نکاح مت کر، ورنہ طالب دنیا بن جاؤ گے اور دنیا کی طلب میں دین کو برباد کردو گے۔اگر تمہارا نفس نکاح کا مشتاق ہو تو روزے رکھو اور آخرت کے غم میں رہو اور موت کو بہت یاد کرو۔طالب ریاست مت بنو کیونکہ جو طالب ریاست ہو اسے سالک طریقت نہ کہنا چاہیے۔تم پر لازم ہے کہ فقر میں پرہیز و دیانت اور پرہیزگاری وعلم کے ساتھ پاکیزہ رہو۔اور خدا تعالیٰ کے رستے میں ثابت قدم رہو۔جاہلوں سے بچو۔جان وتن و

Marfat.com

مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ان کے دلوں کا خیال رکھو،ان کی پیروی کرو۔ان کے سیر وسلوک پر نگاہ رکھو۔ان میں سے کسی کا انکار نہ کرو۔سوائے ان چیزوں کے جو خلاف شرع ہوں اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب نہ ہوسکو گے۔لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور کل کے لیے ذخیرہ نہ کرو۔حق تعالیٰ کے ذخیروں پر بھروسہ کرو کیونکہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔''اے فرزند آدم! میں ہر روز تیری روزی تجھے پہنچا دیتا ہوں تو اپنے آپ کو تکلیف نہ دے۔'' مقام توکل میں قدم رکھو، کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

''وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ''

ترجمہ: ''جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے،اللہ اس کے لیے کافی ہے۔'' (سورۃ الطلاق،۱۴)

پس جان لو کہ رزق قسمت میں لکھا ہوا ہے۔جواں مرد سخی بنو۔جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے تم خلق خدا پر خرچ کرو۔بخل وحسد سے دور رہو۔کیونکہ بخیل اور حاسد قیامت کے دن دوزخ میں ہوں گے۔اپنے آپ کو آراستہ مت کرو کیونکہ ظاہر کا آراستہ باطن کی خرابی ہے۔خدا تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے ناامید ہو جاؤ اور ان سے انس نہ پکڑو۔سچ بولو اور ڈرو مت مخلوقات میں کسی سے صحبت نہ رکھو کیونکہ وہ تمہارے دین کو برباد کر دیں گے اور تم خدا تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے۔تم پر لازم ہے کہ اپنے نفس کی ضروریات کا خیال کرو تا کہ وہ درست ہو جائے۔اپنے فنس کی عزت نہ کرو، غیر ضروری باتوں سے زبان کو بند رکھو اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔تم پر لازم ہے کہ کم بولو، کم کھاؤ، کم سوؤ اور جلدی اٹھو۔سماع میں زیادہ نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔سماع کا انکار نہ کرو کیونکہ اصحاب سماع بہت ہیں۔سماع روا (جائز) نہیں مگر اس شخص کے لیے جس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو۔ورنہ نماز، روزے میں مصروف ومشغول رہنا بہتر ہے۔چاہیے کہ تمہارا بول غمگین، تمہارا بدن بیمار، تمہاری آنکھ روتی، تمہارا عمل خالص، تمہاری دعا مجاہدہ کے ساتھ، تمہارا کپڑا پرانا، تمہارا رفیق درویش، تمہارا گھر مسجد، تمہارا مال کتب دین، تمہاری آرائش زہد اور تمہارا مونس باری تعالیٰ ہو۔کسی شخص سے برادری نہ کرو جب تک یہ پانچ خصلتیں اس میں نہ پاؤ۔اول فقیری۔دوم، دین کو دنیا پر ترجیح دے۔سوم، ذلت کو عزت پر ترجیح دے۔چہارم، علم ظاہر و باطن کا جاننے والا ہو۔پنجم، موت کے

Marfat.com

لیے تیار ہو۔

اے فرزند! میری نصیحتوں کو نگاہ میں رکھو۔ جس طرح میں نے اپنے شیخ قدس سرہٗ سے یاد کیں اور ان پر عمل کیا۔ اسی طرح اب تم بھی یاد کرو اور عمل کرو۔ خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا حافظ و ناصر ہوگا۔ اگر یہ خصلتیں کسی سالک میں پائی جائیں تو اس کا شیخ و پیر ہونا مسلم ہوگا۔ جو شخص ایسے شیخ کی پیروی کرے گا وہ اس کو مقصود تک پہنچا دے گا مگر یہ مرتبہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔''

ایک درویش نے آپ سے دریافت فرمایا کہ ''تسلیم'' کسے کہتے ہیں۔ فرمایا، تسلیم یہ ہے کہ روز الست جو نفس و مال فروخت کر کے بہشت خریدا ہے آج بھی تسلیم کر لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ''تسلیم نفس و مال اس طرح ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو مملوک حق تعالیٰ سمجھے اور اپنے آپ کو وکیل خرچ حق تعالیٰ جانے اور جہاں تک ہو سکے اپنے نفس اور مال سے بندگان خدا کے ساتھ بے لوث نیکی کرے اور مال دنیا کو باطن میں جگہ نہ دے اور اپنے آپ کو حکم و قضاء حق تعالیٰ تسلیم کرے۔

ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ فراغت کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا۔ فراغت دل یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پائے اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ سے فرمایا ''فاذا فرغت فانصب ''یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل فارغ ہو جائے، اس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت اور لوگوں سے معاملہ داری میں اللہ سے غافل نہیں ہوتے، ان کی تعریف اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

" رِجَال" لَا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃ" وَ لَا بَیْع" عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ "

ترجمہ: '' ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت''

(سورۃ النور، آیت ۳۷)

اگر ان لوگوں میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ، ورنہ ان لوگوں کی جان و مال سے خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا تا کہ قیامت کے دن ان کی خدمت اور محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہی تمہارا حشر ہو۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 551 ہجری بمقام : ریوگر

وصال : 616 ہجری مزاراقدس : ریوگرنزد بخارا ﴿ازبکستان﴾

آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔تمام عمر اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں رہے اور باطنی فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔حضرت خواجہ غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ مسند ارشاد پر فائض ہوئے اور ہدایت خلق میں مصروف ہوئے۔آپ علم وحلم، زہد وتقویٰ، ریاضت ومتابعت سنت میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔آپ کا وصال 616 ہجری میں ریوگرنزد بخارا میں ہوااور وہیں آپ کا مزاراقدس ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

فرمایا:)۔ جوشخص اپنی تدبیر کے دام میں دھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

فرمایا:)۔ ایک دن حاضرین سے سوال کیا کہ، کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے،تو دل کس کام میں مشغول ہوتا ہے؟ حاضرین نے کہا کہ ذکر خدا میں آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر اللہ، اللہ یا لا الہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے کی طرف توجہ مبذول کی جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔

فرمایا:)۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بوجھ کوئی اٹھائے تو یہ بہت مشکل ہے۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ تو تمام لوگ تمہارے ہی اٹھانے کے قابل ہیں۔(یعنی پورے جہان کا بوجھ اٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے۔)

Marfat.com

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : بمقام ابخیر فغنی، بخارا ﴿از بکستان﴾

وصال : 715 ہجری مزار اقدس : ابخیر فغنی، بخارا ﴿از بکستان﴾

آپ کی ولادت باسعادت موضع ابخیر فغنی متصل بخارا میں ہوئی۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عظیم خلیفہ، بہترین دوست، معتمد خاص اور خلوت وجلوت کے ساتھی تھے آپ نے گلکاری کا کام زندگی بھر اختیار کیے رکھا۔ آپ نے حلال کمائی کے لیے یہ پیشہ اختیار کیا ہوا تھا۔ آپ کو ذکر خفی کی نسبت ذکر جہر سے زیادہ لگاؤ تھا، اسی لیے آپ بعض اوقات ذکر جہر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 715 ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ابخیر فغنوی میں واقع ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

ایک مرتبہ آپ ذکر جہر میں مشغول تھے تو بخارا کے ایک عظیم عالم خواجہ حافظ الدین آپ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ نقشبند تو ذکر خفی کرتے ہیں جبکہ آپ ذکر جہر میں مشغول ہیں؟ آپ نے فرمایا؛ تا کہ سویا ہوا بیدار اور بیدار غفلت سے ہوشیار ہو جائے، راہ راست پر آ جائے اور شریعت وطریقت پر استقامت حاصل کرے اور توبہ وانابت (خدا کی طرف رجوع، انکساری و عاجزی) کی طرف رغبت کرے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کی نیت درست ہے اور آپ کے لیے یہ شغل جائز ہے لیکن ذکر جہر کی ایک حد مقرر کر دیجئے کہ جس سے حقیقت، مجاز سے اور بیگانہ آشنا سے ممتاز ہو جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ذکر جہر اس شخص کے لیے جائز ہے جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو، جس کا حلق، حرام وشبہ سے، دل ریا سے اور باطن توجہ ماسوا سے پاک ہو۔

Marfat.com

حضرت خواجہ علی رامیتنی

المعروف حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال : 28 ذیقعدۃ 721 ہجری مزار اقدس : خوارزم، بخارا (ازبکستان)

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کبائر خلفاء میں سے تھے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خلافت عطا کی اور اپنے جمیع اصحاب بھی تربیت کے لیے آپ کے سپرد کر دیئے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے کہنے پر حضرت خواجہ محمود الخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے تھے اور آپ کی تربیت بھی حضرت خضر علیہ السلام نے کی۔ اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزاں کہتے ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ آپ کا وصال 28 ذیقعدۃ 721 ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک خوارزم علاقہ بخارا میں ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

1)۔ شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی نے جو حضرت عزیزاں کے ہمعصر تھے ایک درویش کو آپ کی خدمت میں بھیج کر تین مسئلے پوچھے اور ہر ایک کا جواب پایا۔ پہلا مسئلہ یہ تھا کہ ہم اور تم آنے جانے والوں کی خدمت کرتے ہیں۔ تم کھانے میں تکلف نہیں کرتے اور ہم کرتے ہیں۔ مگر لوگ تمہاری آرزو اور ہماری شکایت کرتے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ حضرت

Marfat.com

عزیزاں نے جواب دیا کہ احسان جتا کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور احسان مند ہو کر خدمت کرنے والے کم ہیں۔کوشش کرو کہ تم دوسری قسم سے بنو تا کہ کوئی تمہاری شکایت نہ کرے۔ دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہاری تربیت خواجہ خضر علیہ السلام سے ہے یہ کس طرح ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ حق سبحانہ کے بندے اس ذات کے عاشق ہیں جس کے حضرت خضر عاشق ہیں۔تیسرا مسئلہ یہ تھا کہ ہم سنتے ہیں کہ تم ذکر جہر کرتے ہو یہ کس طرح ہے؟ فرمایا کہ ہم بھی سنتے ہیں کہ تم ذکر خفی کرتے ہو پس تمہارا ذکر بھی جہر ہوا۔

2)۔ مولانا سیف الدین نے جو اس زمانے کے اکبر علماء میں سے تھے، حضرت عزیزاں سے سوال کیا کہ تم ذکر علانیہ کس نیت سے کرتے ہو؟ فرمایا کہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اخیر دم میں ذکر بلند کرنا اور تلقین کرنا جائز ہے۔بحکم حدیث:

ترجمہ: ''تم اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی شہادت کی تلقین کرو''

درویشوں کا ہر دم، دم اخیر ہے۔

3)۔ شیخ بدرالدین نے جو شیخ حسن بلغاری کے اصحاب کبار سے تھے، حضرت عزیزاں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ جو ارشاد فرماتا ہے:

" يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا "

ترجمہ: ''اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کرو'' (سورۃ احزاب، ٦)

ذکر کثیر سے ذکر زبان مراد ہے یا ذکر دل۔حضرت نے فرمایا کہ مبتدی کے لیے ذکر زبان اور منتہی کے لیے ذکر دل۔مبتدی ہمیشہ تکلف و تعمل سے کام لیتا ہے۔چونکہ منتہی کے ذکر کا اثر دل تک پہنچتا ہے۔اس کے تمام اعضا اور رگیں اور جوڑ ذکر کرنے لگتے ہیں۔اس وقت سالک ذکر کثیر سے متصف ہوتا ہے اور اُس حالت میں اُس کا ایک دن کا کام دوسروں کے سال بھر کے کام کے برابر ہوتا ہے۔

4)۔ فرمایا کہ یہ بات کہ حق سبحانہ ہر شب و روز میں بندہ مومن کے دل پر تین سو ساٹھ نظر رحمت کرتا ہے اس طرح ہے کہ دل تمام اعضا کی طرف تین سو ساٹھ دریچے رکھتا ہے۔اور وہ دل کے متصل تین سو ساٹھ رگیں زندہ و غیر زندہ ہیں۔جب دل ذکر سے متاثر ہوتا ہے اور اس

Marfat.com

مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ حق سبحانہ کا منظورِ نظر ہو جائے تو اس نظر کے آثار دل سے تمام اعضا کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ پس ہر ایک عضو اپنے اپنے حال کے مناسب طاعت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور ہر عضو کی طاعت کے نور سے ایک فیض جس سے مراد نظر رحمت ہے، دل کو پہنچتا ہے۔

5)۔ کسی نے حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ ایمان کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، توڑنا اور جوڑنا یعنی خلق سے رشتہ توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔ آپ نے فرمایا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی صحبت رکھو اور اگر یہ میسر نہ ہو تو ایسے کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔

6)۔ فرمایا :۔ آیۃ ''تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ '' (تحریم) میں اشارت بھی ہے اور بشارت بھی۔ اشارت ہے توبہ کرنے کی اور بشارت ہے اس کے قبول ہونے کی۔ کیونکہ اگر قبول نہ کرتا تو توبہ کا امر نہ کرتا۔ امر دلیل ہے قبول کی دید قصور کے ساتھ۔

7)۔ عمل کرنا چاہیے اور ناکردہ خیال کرنا چاہیے۔ اور اپنے تئیں قصوروار سمجھنا چاہیے اور (بصورت نقصان) عمل کو از سرِ نو کرنا چاہیے۔

8)۔ دو وقت اپنے تئیں خوب نگاہ رکھنا چاہیے۔ بات کرنے کے وقت اور کوئی چیز کھانے کے وقت۔

9)۔ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام، خواجہ عبدالخالق کے پاس آئے۔ خواجہ نے جَو کی دو روٹیاں گھر سے لا کر پیش کیں۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام نے نہ کھائیں۔ خواجہ نے عرض کیا کہ تناول فرمایئے۔ لقمہ حلال ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ درست ہے لیکن خمیر کرنے والا بے وضو تھا۔ ہمارے واسطے اس کا کھانا روا نہیں۔

10)۔ جو شخص مسند ارشاد پر بیٹھے اور لوگوں کو راہ خدا بتائے۔ اُسے پرندے پالنے والے کی طرح ہونا چاہیے۔ جو ہر ایک پرندہ کے پوٹے سے واقف ہوتا ہے اور ہر ایک کو اس کے مناسب خوراک دیتا ہے۔ اسی طرح مرشد کو بھی چاہیے کہ اپنے مریدوں میں سے ہر ایک کی تربیت اس کی استعداد و قابلیت کے مطابق کرے۔

11)۔ اگر تمام روئے زمین میں خواجہ عبدالخالق کے فرزندوں میں سے ایک بھی

Marfat.com

ہوتا تو منصور کبھی سولی پر نہ چڑھتا۔ یعنی اگر خواجہ کے فرزندان معنوی میں سے ایک بھی زندہ ہوتا۔ وہ حسین منصور کی تربیت کر کے اُس مقام سے اوپر لے جاتا۔

12)۔ سالکان طریقت کو ریاضت و مجاہدہ بہت کرنا چاہیے تا کہ وہ کسی مرتبہ و مقام پر پہنچ جائیں۔ لیکن ایک راستہ ان سب سے نزدیک ہے کہ جس سے مقصود کو بہت جلد پہنچ سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ سالک خلق و خدمت کے ذریعے کسی صاحب دل کے دل میں جگہ پائے۔ چونکہ اس گروہ کا دل نظر حق کا مورد ہے۔ اس لیے سالک کو اُس نظر سے حصہ مل جائے گا۔

13)۔ ایسی زبان سے دعا کرو کہ جس سے گناہ نہ کیا ہوتا کہ وہ دعا درجہ قبولیت پائے۔ یعنی دوستان خدا کے آگے تو ضع اور التجا کرو کہ وہ تمہارے واسطے دعا کریں۔

14)۔ ایک روز کسی نے حضرت عزیزاں کے سامنے یہ مصرع پڑھا ؎

عَاشُقَاں دَرُدَمے ذو عِید کُنَنُدُ

یعنی عاشق ایک دم میں دو کیا تین عید کرتے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ اس کی تشریح فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ بندے کی ایک یاد خدا تعالیٰ کی دو یاد کے درمیان ہے۔ پہلے وہ بندے کو توفیق دیتا ہے کہ اُس کی یاد کرے پھر جب بندہ اسے یاد کرتا ہے تو اُسے شرف قبولیت سے مشرف فرماتا ہے۔ پس توفیق اور یاد اور قبولیت تین عیدیں ہوئیں۔

15)۔ ایک روز شیخ فخر الدین نوری نے جو اس وقت کے اکابر میں سے تھے، نے حضرت عزیزاں سے سوال کیا کہ روز ازل میں جب "اَلَسْتُ بِرَبِّکُم" کے ساتھ سوال ہوا تو ایک گروہ نے لفظ "بَلٰی" کے ساتھ جواب دیا مگر روز ابد میں جب حق سبحانہ "لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ" کہے گا تو کوئی جواب نہ دے گا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ روز ازل تکالیف شرعیہ کی وضع کا دن تھا اور شرع میں گفت ہوتی ہے مگر روز ابد تکالیف شرعیہ کے اٹھا دینا اور ابتدائے عالم حقیقت کا دن ہے اور حقیقت میں گفت نہیں ہوتی۔ اس لیے اس روز حق سبحانہ خود اپنے سوال کا جواب یوں دے گا۔ "لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار"

ارشادات مذکورہ بالا کے علاوہ حضرت عزیزاں کی تصنیف سے ایک رسالہ بھی ہے۔ اُس رسالہ میں آپ نے فرمایا ہے کہ سالک راہ کو دس شرطیں نگاہ میں رکھنی چاہییں۔

Marfat.com

i۔طہارت ii۔خاموشی

iii۔خلوت iv۔روزہ

v۔ذکر vi۔نگہداشت خاطر

vii۔رضا بحکم خدا viii۔صحبت صالحین

ix۔شب بیداری x۔نگہداشت لقمہ

تفصیل کے لیے اس رسالہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

حضرت عزیزاں کے اشعار میں یہ رباعی مشہور ہے ؎

بَاہَرُ کِہ نَشِسْتی وَ نَشُد جَمَعُ دَلِتْ
جس شخص کے پاس تو بیٹھا اور تیری دل جمعی نہ ہوئی

وَزُ تَونَرَمِیْدُ زَحْمَتِ آبَ وُ گِلَتْ
اور تیری آب وگل کی کدورت تجھ سے دور نہ ہوئی

اَزُ صُحْبَتِ وے اگر تَبرّانکَنُی
اگر تو اس کی صحبت سے بیزار نہ ہو گا

ہَرگزُ نَکُنَدْ رُوحِ عَزِیْزَانْ بَحْلَتْ
تو عزیزاں کی روح تجھے کبھی معاف نہ کرے گی

(رشحات)

Marfat.com

حضرت خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال : 10 جمادی الثانی 751 ہجری مزار اقدس : سماس ﴿از بکستان﴾

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت عزیزاں خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔ آپ کا مولد قریہ سماسی ہے جو بقول صاحب رشحات دیہات رامیتن میں سے ہے۔ اور رامیتن سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتباہ میں فرماتے ہیں کہ سماسی مضافات طوس یعنی مشہد سے ہے۔ خواجہ محمد بابا کو اس کی طرف نسبت کر کے ''سماسی'' کہتے ہیں۔

جب حضرت عزیزاں کے وصال کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے اپنے اصحاب میں سے خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی خلافت و نیابت کے لیے منتخب کیا۔ اور تمام اصحاب کو ان کی متابعت و ملازمت کا حکم دیا۔

آپ کی محویت و استغراق کا یہ عالم تھا کہ موضع سماس میں آپ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ جہاں آپ کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور وہاں کے انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے، مگر اس کام میں بہت دیر لگ جاتی کیونکہ جب آپ انگور کی ایک شاخ کو کاٹتے تو غلبہ حال و استغراق کی وجہ سے آری آپ کے دستِ مبارک سے گر پڑتی اور آپ بے خود ہو جاتے۔ یہ بے خودی و غیبت دیر تک رہتی۔ جب ہوش میں آتے تو پھر شاخ انگور کو کاٹنے لگتے۔ پھر وہی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی۔

Marfat.com

کرامات:

آپ نے خواجہ بہاءالدین نقشبند کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ جس کی کیفیت اس طرح ہے کہ حضرت شاہ نقشبند کی ولادت سے قبل آپ بارگاہ کوشک ہندواں سے گزرتے اور فرماتے

ترجمہ: ''اس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ جلدی ایسا ہو گا کہ کوشک ہندواں قصر عارفاں بن جائے گا۔''

ایک روز آپ اپنے خلیفہ سید امیر کلال کے مکان سے قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر فرمایا اب وہ خوشبو اور زیادہ ہوگئی ہے اور بے شک وہ مرد پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کو تین روز گزر چکے تھے۔ آپ کے جدامجد آپ کو لے کر خواجہ محمد بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے۔ ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ یہ لڑکا عنقریب ہمارے وقت کا مُقتدا ہو گا۔ بعد ازاں سید امیر کلال کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاءالدین کے حق میں شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا۔ اگر تم اس میں کوتاہی کرو گے تو میں تمہیں معاف نہ کروں گا۔ امیر موصوف نے کھڑے ہو کر اور ادب سے ہاتھ سینے پر رکھ کر عرض کیا کہ اگر کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں۔

2)۔ حضرت خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ جب میری عمر اٹھارہ سال یا کچھ کم و بیش ہوئی تو میرے جدامجد کو میرے نکاح کی فکر ہوئی۔ انہوں نے مجھے خواجہ محمد بابا قدس سرہ کے بلانے کے لیے قصر عارفاں میں بھیجا تا کہ ان کے قدم کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔ جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ، پہلی کرامت جو دیکھنے میں آئی یہ تھی کہ اس رات آپ کی صحبت کی برکت سے مجھ میں بڑا تضرع و نیاز پیدا ہوا۔ رات کے اخیر حصہ میں اٹھ کر میں نے وضو کیا اور آپ کی مسجد مبارک میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدے میں رکھ کر دعا و تضرع بہت کی۔ اس اثناء میں میری زبان سے نکلا ''خدایا! مجھے بلا کا بوجھ اٹھانے اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی قوت عطا فرما'' صبح کو جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے

Marfat.com

از روئے فراست وبصیرت میری رات کی سرگزشت سے آگاہ ہوکر فرمایا۔اے فرزند! دعا میں یوں کہنا چاہیے۔ ''خدایا! اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل وکرم سے اُسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے'' پھر فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل کی رضا تو اس میں ہے کہ بندہ بلا میں مبتلا نہ ہو۔اگر وہ بنا بر حکمت اپنے کسی دوست پر بلا بھیجتا ہے تو اپنی عنایت سے اس دوست کو اس بلا کے برداشت کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی حکمت اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔اپنے اختیار سے بلا طلب کرنا دشوار ہے۔گستاخی نہ کرنی چاہیے۔بعدازاں کھانا لایا گیا۔جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دسترخوان پر سے ایک روٹی مجھے دی۔میں لینا نہ چاہتا تھا۔آپ نے فرمایا، لے لو۔کام آئے گی۔ میں نے وہ روٹی لے لی اور آپ کے ہمراہ قصر عارفاں کی طرف روانہ ہوا۔اثنائے راہ میں میرے باطن میں جب کوئی خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت چاہیے۔ان حالات کے مشاہدے سے حضرت کی نسبت میرا یقین واعتقاد زیادہ ہوتا جاتا تھا۔راستے میں ایک جگہ پہنچے جہاں حضرت کا ایک محبّ ومخلص تھا وہ بڑی بشاشت اور عاجزی سے پیش آیا جب آپ اس کے مکان میں اترے تو آپ نے اس کے اضطراب و بے قراری کو دیکھ کر فرمایا کہ سچ بتاؤ۔اس اضطراب کا سبب کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ گھر میں دودھ کا پنیر تو حاضر ہے مگر روٹی موجود نہیں۔ حضرت خواجہ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا ''وہ روٹی لاؤ تم نے دیکھا کہ آخر کام آ گئی''۔

بعض رسائل میں آپ کا سنہ وصال 10 جمادی الثانی 755 ہجری بھی لکھا ہے۔مزار مبارک موضع سماسی میں ہے۔(رشحات، انیس الطالبین)

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال قدس سرہٗ العزیز

ولادت :676ھ بمطابق 1278ء بمقام :سوخار نزد بخارا

وصال : 8۔جمادالاول722ھ مزاراقدس :سوخاراز بکستان

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحیح النسب سیّد ہیں۔طریقت میں آپ کا انتساب حضرت بابا سماسی قدس سرہ سے ہے۔آپ کا مولد قریہ سوخار ہے جو سماسی سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے۔فارسی زبان میں کلال کوزہ گر کو کہتے ہیں۔

بیعت:

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتدائے جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے۔ایک روز رامیتن میں آپ کشتی لڑنے میں مشغول تھے کہ خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ کا گزرا کھاڑے پر ہوا۔ خواجہ ممدوح نظارہ کے لیے ایک دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے اور حضرت امیر کے حالات میں محو ہو گئے۔حضرت بابا کے خدام میں سے ایک نے پوچھا کہ اے مخدوم! آپ ان لوگوں میں جو بدعت میں مشغول ہیں کس واسطے حیران ہیں۔فرمایا کہ اس میدان میں ایک مرد ہے اور اس صیدگاہ میں ایسا شکار ہے کہ کاملین زمانہ اُس کی صحبت سے فیض یاب ہوں گے کیونکہ اس کی پرواز نہایت بلند ہے ہم اسی مرد کے منتظر ہیں کہ کاش وہ ہمارے جال میں آ پھنسے۔اسی اثناء میں اچانک حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی اور ان کے دل کا پرندہ خواجہ

Marfat.com

کی محبت کے جال میں آ پھنسا۔ خواجہ موصوف نے اُسے اپنی قوت جاذبہ سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس طرح وہ بے اختیار خواجہ کے پیچھے پیچھے ان کے دولت خانہ پر پہنچے۔ اسی روز حضرت خواجہ نے ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین کی اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر کو کسی نے کبھی کشتی کے دنگل اور بازار میں نہیں دیکھا۔ اِس واقعہ کے بعد آپ بطریق خواجگان ریاضت میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ حضرت بابا کی تربیت کے سایہ میں درجہ تکمیل وارشاد پر پہنچے۔ نقل ہے کہ متواتر آٹھ سال تک آپ ہمیشہ دوشنبہ اور جمعہ کے روز نماز شام سوخار میں پڑھتے اور نماز عشاء سماس میں حضرت بابا کے ساتھ ادا کرتے اور نمازِ فجر سوخار میں ادا کرتے۔ کسی کو بھی ان کے اِس حال پر اطلاع نہ ہوئی۔

تقویٰ:

ایک روز اتفاقاً رامیتن کے ایک باغ میں حضرت امیر نے اپنے کپڑے دھوئے۔ جب ان کو خشک کرنا چاہا تو فرمایا کہ کانٹوں کی باڑوں پر نہ پھیلاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ باڑ کو نقصان پہنچے۔ اور نہ درختوں کی شاخوں پر پھیلاؤ، مبادا کہ شاخیں ٹیڑھی ہو جائیں اور زمین پر بھی نہ پھیلاؤ تا کہ مویشیوں کی گھاس خراب نہ ہو۔ یہ سن کر لوگ عاجز آ گئے اور پوچھنے لگے کہ اے امیر! آپ کپڑے کس طرح خشک کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے کپڑوں کو اپنی پیٹھ پر پھیلا لیا کرتا ہوں اور پیٹھ سورج کی طرف کر کے خشک کر لیا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا۔ اگر باڑ کو نقصان پہنچے یا کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہو جائے یا مویشیوں کی گھاس خراب ہو جائے تو باغ کے مالک کے آگے کیا عذر پیش کرو گے؟ یہ عمل تم خلاف شریعت کرتے ہو۔ دوسرے کی ملک میں تصرف جائز نہیں۔ گناہ کو خواہ صغیرہ ہو، سہل نہ سمجھو۔ آدمی گناہ کو سہل سمجھنے کے سبب سے دوزخ میں جاتا ہے۔ اسی حال میں حضرت امیر کی زبان مبارک سے نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ترجمہ: ''اصرار کے ساتھ کوئی صغیرہ نہیں (بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے) اور استغفار کے ساتھ کوئی کبیرہ نہیں رہتا۔''

بعد ازاں فرمایا کہ راہ خدا کسی پر نہیں کھلتی جب تک کہ وہ تقویٰ کو اپنا شعار نہ بنائے۔ یہ

Marfat.com

بیعت کے بعد کا حال ہے۔

زہد:

جب امیر تیمور نے سمرقند میں قیام کیا تو ایک قاصد کو حضرت امیر کلال کی خدمت میں بھیجا کہ آپ یہاں قدم رنجہ فرمائیں اور اس ولایت کو اپنے قدم مبارک سے مشرف کریں۔ کیونکہ ہمارا آنا دشوار ہے۔

"اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا"

ترجمہ: "تحقیق بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ تو اسی کو خراب کر دیتے ہیں۔ (سورہ نمل، ع ۳)

وہ قاصد حضرت امیر کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے عذر کیا اور فرمایا کہ ہم اسی جگہ دعا گوئی میں مشغول ہیں اور اپنے صاحبزادے امیر عمر نام کو عذر خواہی کے لئے بھیجا اور اس سے فرمادیا کہ امیر تیمور تم کو انعام یا جاگیر دے گا تم ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر قبول کرو تو ہمارے پاس نہ لانا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے معاملے قبول نہیں فرمائے۔ اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرو گے۔ علاوہ ازیں درویش ہر وقت مومنوں کے لیے دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں تو ان کی دعا حجاب میں ہو جاتی ہے۔

جب امیر عمر امیر تیمور کے پاس پہنچے تو عذر خواہی کی اور چند روز کے بعد اجازت طلب کی۔ امیر تیمور نے کہا کہ میں نے تمام بخارا تمہیں عطا کیا۔ سید ممدوح نے قبول نہ کیا۔ تیمور نے کہا سارا نہیں تو کچھ حصہ قبول کرو۔ آپ نے انکار کیا کہ اجازت نہیں۔ تیمور نے کہا کہ میں حضرت امیر کے مناسب حال کیا بھیجوں کہ ہمارا تقرب ہو جائے۔ سید امیر عمر نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ درویشوں کے دل میں تمہارا تقرب ہو جائے تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ حق تعالیٰ اور خاصان حق کے قرب کا ذریعہ یہی چیزیں ہیں۔

Marfat.com

کرامات:

1)۔ حضرت امیر کلال کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو اس قدر درد ہوتا کہ میں بے ہوش ہو جاتی اور بعد میں مجھے قے کر کے وہ مشتبہ کھانا نکالنا پڑتا۔ جب یہ کیفیت کئی بار گزری تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بات اس بچے کے قدم کی برکت سے ہے جو میرے پیٹ میں ہے۔

2)۔ بیعت سے قبل حضرت امیر کلال کشتی لڑ رہے تھے۔ حاضرین کی ایک سیاہ باطن جماعت غیبت کرنے لگی کہ ایسے بزرگ زادہ اور سید زادہ کو اس کام میں جو بدعت ہے، مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اسی وقت اُس جماعت پر خواب نے غلبہ کیا۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ قیامت برپا ہے اور وہ کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر چند کوشش کرتے ہیں مگر نکل نہیں سکتے۔ ناگاہ حضرت امیر کلال ان کے پاس پہنچتے ہیں اور ان کو اس کیچڑ سے نکال لاتے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو حضرت امیر نے ان کے کان پکڑ کر کہا کہ یارو! ہم اسی روز کے لیے زور آزمائی کرتے ہیں۔ تم درویشوں کے حق میں بداعتقاد نہ بنو۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو سب نے توبہ کی اور مردان خدا بن گئے۔ جس بزرگ کا یہ حال کشتی لڑنے کے وقت ہو مابعد کو اُسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

3)۔ ایک روز حضرت امیر اپنے اصحاب کے ساتھ خواجہ ابو حفص کبیر بخاری نور اللہ مرقدہ کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اور مناسک حج بالتفصیل بیان فرما رہے تھے۔ ایک بداعتقاد شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر نے کعبہ کو کب دیکھا ہے کہ بیان کر رہے ہیں۔ یہ مسائل تو وہ بیان کرے جس نے کعبہ کو دیکھا ہو۔ کچھ دیر کے بعد حضرت امیر باہر نکلے اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اے ناداں! دیکھ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ اُس نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ کعبہ حضرت امیر کے سر پر طواف کر رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے نادان! جس کے پاس ایک درہم نہ ہو وہ اس خیال میں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہیں تاوقتیکہ تیرے دل کی آنکھ نہ کھلے تجھے کچھ نظر نہ آئے گا۔

(4)۔ ایک روز حضرت امیر کے اصحاب کی ایک جماعت حضرت جگردوں اتا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کی زیارت کو گئی۔ جب انہوں نے کچھ فاصلہ طے کیا۔ تو دیکھتے ہیں کہ ایک شیران کے راستے میں کھڑا ہے وہ حیران ہوئے، اتنے میں حضرت امیر تشریف لائے اور شیر کی گردن پکڑ کر

Marfat.com

راستہ سے ایک طرف کر دیا۔ جب وہ گزر گئے تو شیر نے بطور تعظیم سر جھکایا اور چل دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اصحاب نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کیا حالت تھی۔ فرمایا کہ جو ظاہر و باطن میں حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ سب چیزیں اس سے ڈرتی ہیں۔

(5)۔ ایک روز حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان کے دربار میں جلا دی میں مشغول تھے۔ ایک مجرم پیش ہوا۔ سلطان نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ خواجہ ممدوح اُسے قصاص گاہ میں لے گئے اُس کی آنکھیں باندھ لیں۔ تلوار کھینچی۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا۔ اور تلوار اُس کی گردن پر ماری مگر تلوار نے اثر نہ کیا۔ دوسری بار اسی طرح کیا مگر تلوار نے اثر نہ کیا تیسری بار ایسا ہی کیا گیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت خواجہ نے دیکھا کہ تلوار کھینچتے وقت مجرم ہونٹ ہلا تا تھا اور منہ میں کچھ کہتا تھا۔ حضرت خواجہ نے پوچھا۔ خدا کی عزت کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود بحق نہیں تو سچ بتا کہ کیا کہتا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے شیخ کو یاد کرتا تھا۔ حضرت خواجہ نے پوچھا کہ تیرا شیخ کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے شیخ سید امیر کلال ہیں۔ پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ علاقہ بخارا میں قریہ سوخار میں ہیں۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے تلوار پھینک دی اور فوراً روانہ ہوئے فرماتے تھے کہ وہ بزرگ جو مرید کو تلوار کے نیچے سے بچا لے اگر کوئی اس کی خدمت بجا لائے تعجب نہیں کہ حق تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ سے بچا لے۔

(6)۔ ایک روز حضرت امیر جامعہ مسجد بخارا سے نماز جمعہ ادا کر کے اپنے گھر کو روانہ ہوئے۔ راستے میں فتح آباد و کلا آباد کے درمیان امیر تیمور مع فوج خیمہ زن تھا۔ حضرت نے اپنے یاروں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ امیر تیمور کا خیمہ ہے۔ امیر تیمور یہ سن کر خیمہ سے نکلا اور حضرت کی خدمت میں عرض کی اے مخدوم! میں آج آپ کی زبان سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔ جس سے میرے دل کو کچھ تسکین ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ فقیر جب تک حضرت عزیزاں کی روحانیت سے اشارہ نہ پائے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جب حضرت امیر گھر پہنچے تو نماز عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کر کے حضرت عزیزاں کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے

Marfat.com

ایک محرم شیخ منصور کو جو قراماں میں رہتا تھا طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ فوراً امیر تیمور کے پاس جاؤ اور اسے پیغام دو کہ مشائخ بخارا کی ارواح طیبہ نے مملکت خوارزم تمہیں عطا کر دی ہے۔ تم بلا توقف سوار ہو کر وہاں پہنچ جاؤ۔ امیر تیمور نے ایسا ہی کیا اور خوارزم سے کامیاب و شاداب واپس آیا۔

(7)۔ ایک روز حضرت امیر اپنے اصحاب کے ساتھ بخارا کی جامع مسجد کو جا رہے تھے ایک کسان اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ اس کے غلام نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ آقا نے جواب دیا کہ یہ مفت خورے ہیں۔ حضرت امیر نے نور کرامت سے معلوم کر لیا اور اسی وقت فرمایا کہ یارو! درویشوں کے حق میں بے اعتقادی نہ کرو اور ان کو چشم حقارت سے نہ دیکھو تا کہ دنیا سے ذلیل و خوار ہو کر نہ جاؤ۔ جب مسجد سے واپس آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص (آقا) درد گردہ کے سبب سے قریب الموت ہے۔ جب نزدیک پہنچے۔ تو اس نے کہا کہ مجھے حضرت امیر کے پاس لے چلو جب نزدیک لائے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اس شخص نے تیز تیر کھایا ہے اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس لے جاؤ اس کا کام تمام ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ گھر پہنچتے ہی مر گیا۔

وفات:

مرض اخیر میں حضرت امیر نے اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی متابعت کا حکم دیا۔ اس پر اصحاب نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے ذکر جہر میں آپ کی متابعت نہیں کی۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ اس میں ان کا کچھ اختیار نہیں جو عمل ان پر پیش کیا گیا ہے وہ البتہ حکمتِ الٰہی ہے۔ سفینۃ الاولیاء میں حضرت امیر قدس سرہ کا سنہ وفات روز پنجشنبہ 8 جمادی الاولیٰ 772 ہجری مذکور ہے۔ مزار مبارک سوخار میں ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت امیر کے ایک سو چودہ خلفاء تھے۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

حضرت امیر اپنے معارف میں اپنے دوستوں سے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عبادت میں تمہاری پیٹھ کبڑی ہو جائے اور ریاضت میں تمہارا جسم کمان کے چلے کی طرح باریک ہو جائے تو خدائے خالق کے جلال و عظمت کی قسم کہ تم ہرگز مقصود تک نہ پہنچو گے جب تک کہ اپنے لقمہ اور خرقہ کو پاک نہ رکھو اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شریعت کی پیروی نہ کرو کیونکہ تمام کاموں کی اصل اسی پر ہے۔ آیۃ ''وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ'' (اور اپنے کپڑے پاک رکھ، سورۃ مدثر) سے اسی بات کی تاکید و تائید ہوتی ہے۔

جب حضرت امیر کلال پر ضعف غالب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادوں اور دوستوں کو جمع کیا اور یہ وصیتیں فرمائیں۔

1)۔ جب تک تم زندہ ہو، طلب علم سے ایک قدم دور نہ رہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اول علم ایمان، دوم علم نماز، سوم علم روزہ۔ چہارم علم زکوٰۃ، پنجم علم حج اگر استطاعت ہو ششم والدین کی خدمت کا علم۔ ہفتم صلہ رحمی اور رعایت ہمسایہ کا علم۔ ہشتم خرید و فروخت کا علم اگر ضرورت ہو۔ نہم حلال و حرام کا علم کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ بے علمی کے سبب سے تباہی کے بھنور میں گر پڑتے ہیں۔

2)۔ چاہیے کہ تم خداداں بنو اور خداخواں بھی اور ایسے کام میں مشغول رہو کہ جس سے دنیا کے خیال میں تمہارا دین نہ جاتا رہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ کوئی عبادت خدا ترسی سے بہتر نہیں ہے نیز چاہیے کہ جب تم ذکر خدا میں مشغول ہو تو کلمہ لا الٰہ سے تمام ماسوائے حق کی نفی کرو اور غیر شرع باتیں نہ کرو اور کلمہ الا اللہ سے تمام مشروعات کا اثبات کرو اور اپنے دل میں اس امر کو نگاہ میں رکھو کہ کوئی عبادت و سجدے کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو باپ بیٹے

Marfat.com

اور معونت و مدد سے بے نیاز ہے جب تم نے یہ بات جان لی تو تم ذاکرین میں سے ہو گے اور جان لو کہ کپڑے کو پانی، زبان کو خدا تعالیٰ کا ذکر اور تمہارے جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے اور تمہارے مال کو زکوٰۃ اور تمہاری راہ کو مطالبۂ حقوق کرنے والوں کی رضا مندی اور تمہارے دین کو شرک سے بچنا پاک کر دینا ہے۔ دوستو! اخلاص اختیار کرو اور اخلاص کے ساتھ رہو۔

3)۔ چاہیے کہ تم توبہ کرتے رہو، کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ توبہ یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں سے دل میں پشیمان ہو اور نیت کرو کہ آئندہ اس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے اور ہمیشہ رب العزت سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور اپنے مطالبہ حقوق کرنے والوں کو راضی کرو اور گریہ وزاری ایسی کرو کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں مشاہدہ کرو تا کہ تائب کا نام تم پر صادق آئے۔

4)۔ چاہیے کہ روزی کا غم تم اپنے دل سے نکال دو اور آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو کیونکہ تمام کاموں میں اصل یہی کام ہے۔

5)۔ فرمایا کہ ارادت کیا ہے؟ ارادت خدا کی طلب، ترک عادت، وفائے عہد، ادائے امانت، ترک خیانت، اپنی تقصیر کی دید اور اپنے عمل کی نادید کا نام ہے۔

6)۔ ہر حال میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالاؤ۔ اور ہمیشہ دل میں غیر شرع امر اور بدعت کے منکر رہو۔ اور آیۃ:

" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ "

ترجمہ: "اے ایمان والو! بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔" (سورۃ تحریم) پر غور کرو تا کہ قیامت کے دن تم درماندہ نہ ہو۔

7)۔ تمام کاموں میں اصل شریعت اور ان حدود کی حفاظت ہے جو حق تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے وہ حدیں مکان و زمان میں اور نظر اور گفت و شنید میں اور چلنے کھانے پینے اور نفقہ و صدقہ کے لینے اور نہ لینے میں ہیں۔ اس جگہ ان کی رعایت کر سکتے ہیں کیونکہ موقع اور فرصت کو غنیمت سمجھنا

Marfat.com

چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جو نجات کا سبب ہو اور کسب حلال کی طرف۔ اس کے بعد نفقہ کی طرف بطریق شرع متوجہ ہو اور میانہ روی اختیار کرو۔ اگر صدقہ کرو تو حلال کمائی سے کرو۔ رہے حدود روزہ، جو سال میں ایک بار آتا ہے، سو وہ اپنے تئیں صبح سے شام تک کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے۔ یہ نگہداشت ظاہر روزہ ہے۔ اور اپنے کان کو حرام سننے سے اور ہاتھ کو حرام پکڑنے سے اور پاؤں کو حرام چلنے سے روکنا باطنی روزہ ہے۔ حقیقت روزہ یہ ہے کہ روزہ دار اپنے دل کو تمام حالات میں بالخصوص روزے کے وقت تکبر، حسد، طمع، ریا، نفاق، کینہ اور خود پسندی سے پاک رکھے اور چاہیے کہ زکوٰۃ دے اور اُس کی حدود کی نگہداشت نہایت کوشش سے کرے کیونکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا۔ اس کی نماز اور حج اور کوئی کام قبول نہیں ہوتا نیز فرمایا ہے کہ بخیل خدا تعالیٰ سے اور بندگان خدا کے دلوں سے دور ہے اور بہشت سے دور اور دوزخ سے نزدیک ہے اور سخی خدا کی رحمت سے اور بندگانِ خدا کے دلوں سے نزدیک اور دوزخ سے دور ہے نیز تمہیں معلوم رہے کہ آدمی کے دین کو کوئی چیز اس طرح درست نہیں کرتی جیسا کہ حسن خلق اور سخاوت۔

8)۔ پھر حضرت امیر نے فرمایا کہ دوستو! تمہیں معلوم رہے کہ لوگ اس سبب سے مقصود حقیقی تک پہنچنے سے محروم رہتے ہیں کہ انہوں نے راہ وصول کو چھوڑ دیا ہے اور دنیاوی راہوں پر قانع ہو گئے ہیں۔ لیکن صوفی کو چاہیے کہ معرفت و توحید باری تعالیٰ میں اپنے اعتقاد کو درست رکھے اور گمراہی اور بدعت سے دور رہے اور اپنے اعتقاد میں مقلد نہ بنے اور ہر بات میں دلیل و برہان رکھتا ہو تا کہ بوقت حاجت حتی الامکان اُسے بیان کر دے۔ اے یارو! اس سے بری کوئی چیز نہیں کہ لوگ تم سے مذہب کی بات کہیں اور تمہیں معلوم نہ ہو کہ یہ دلیل عقلی ہے کیونکہ دوسروں کے لیے غیبت ہے۔ تو اس گروہ کے لیے کشف ہے۔ جو کچھ معرفت سے دوسروں کا مقصود ہے، اُن کے لیے حق سے موجود ہے۔ کیونکہ دوسرے اہل استدلال ہیں اور ہمارے یار اہل وصال ہیں۔ اس گروہ کو اُس گروہ سے کیا نسبت ہے؟ دوستو! جان لو کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں کہ جس میں خدا کے دوستوں میں سے کوئی دوست موجود نہ ہو کہ جس کی برکت سے خدا تعالیٰ سب کو آفات و مصائب سے بچاتا ہے۔ خبردار! تم ایسے مردوں کے طالب رہنا تا کہ ہر دو جہان کی دولت تمہیں نصیب ہو۔

Marfat.com

9)۔ چاہیے کہ تم علماء کی خدمت میں رہو اور ان کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ وہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ ہیں۔ جاہلوں اور ان کی صحبت سے دور رہو اور دنیاداروں سے صحبت نہ رکھو کیونکہ ان کی صحبت تم کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔

10)۔ چاہیے کہ سماع یعنی رقاصوں کی مجلس میں حاضر نہ ہو اور ان کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ سماع کی کثرت اور اہل سماع کی صحبت دل کو مردہ بنا دیتی ہے۔ رخصتوں سے دور رہو اور جہاں تک ہو سکے، عزیمت پر عمل کرو کیونکہ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔

جب حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ وصیتیں کیں تو فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اور ہمارے دوستوں کے کام کا سرانجام ان وصیتوں کی نگہداشت پر ہو۔ پھر فرمایا کہ مشائخ متقدمین نے اپنے اپنے مریدین سے ارشادات فرمائے جن کو وہ بجا لائے۔ میں بھی امیدوار ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمارے یاروں کو ان وصیتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد حضرت امیر تنہائی کے گوشہ میں تشریف لے گئے اور تین دن تک آپ نے کسی صاحبزادے سے بات نہ کی۔ تین دن کے بعد آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور خدا کی بہت حمد کی۔ حاضرین مجلس نے سوال کیا کہ اے مخدوم! آپ نے اس مقام میں بہت حمد کی۔ ہمیں بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا سبب کیا ہے؟ حضرت امیر نے فرمایا کہ تین دن سے میں مراقبہ میں تھا اور تنہائی کے گوشہ میں لوگوں کی ملاقات سے متنفر تھا اور دریائے حیرت میں غوطہ زن تھا کہ ہمارا اور ہمارے یاروں کا کیا حال ہوگا۔ ہاتف غیبی نے ہمارے باطن میں یہ ندا دی کہ اے امیر کلال! ہم نے تجھ پر اور تیرے یاروں پر اور تیرے دوستوں پر اور ان لوگوں پر کہ جن پر آپ کے مطبخ کی مکھی بیٹھی ہو رحمت کی اور سب کے گناہ معاف کر دیئے۔ تم خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تم پر رحمت کرے گا اور تمہارے گناہ سے درگزر کرے گا۔ حضرت امیر اُسی دن جوار رحمت الٰہی میں چل بسے۔

Marfat.com

امام الاولیاء حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز

کے احوال وآثار

ولادت : 728 ہجری بمطابق 1327ء

وصال : 3 ربیع الاول 791 ہجری

بمقام : قصر عارفاں

مزار اقدس : قصر عارفاں، بخارا ازبکستان

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے سلسلہ میں مستند ترین تذکرات میں اس قدر مرقوم ہے کہ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مریدین کی ایک جماعت کے ساتھ بخارا کے قریب سے گزرے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا؛ اس شہر سے عجیب وغریب قسم کی لطیف خوشبو مشام جان کو معطر کر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ ولایت کا کوئی عظیم الشان فرد اس سرزمین میں ظہور کرنے والا ہے۔ ایک مدت کے بعد دوبارہ آپ کا گذر وہیں سے ہوا تو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا؛ اس لطیف خوشبو میں اضافہ ہو گیا ہے یقیناً وہ ہستی کہ جس کا ہمیں انتظار تھا اور جس کے نور عرفاں سے چار دانگ عالم منور ہو جائے گا وہ عالم امکان میں جلوہ افروز ہو چکی ہے۔ آپ اس خوشبو کے پیچھے پیچھے بخارا کے گلی کوچوں سے ہوتے ہوئے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مولد مبارک تک پہنچ گئے۔

اس وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ العزیز کو اس دنیا میں قدم رکھے

Marfat.com

ہوئے صرف تین دن گزرے تھے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے احوال وآثار اور آپ کے مقام کا صحیح تعین کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ کے ادوار اور صدیوں کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے وسط ایشیا کا علاقہ منگولوں کی بربریت اور ہولناکیوں سے شعلہ زار بنا ہوا تھا۔ کشت وخون کا بازار سرگرم تھا۔ اہل اسلام کی تہذیب وثقافت اور پاکیزہ اسلامی اقدار سب تہس نہس ہو چکی تھیں۔ انسانیت چنگیزیوں کی دست برد سے نوحہ کناں تھی۔ جس طرح فطرت الہیہ کا اصول ہے کہ ہر شر انتہا پر پہنچنے کے بعد خیر کے لیے جگہ بنا دیتا ہے اور خزاں کے بعد بہار کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس تاخت وتاراج اور بربادی وخونریزی کے بعد چمن زار ہست وبود میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وجود اقدس ابر بہاراں بن کے آیا۔ جس نے ملت بیضا کے کشت زار کو از سر نو اتباع سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات سے زعفران زار بنا دیا۔

آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔ مگر حقیقت میں آپ اویسی ہیں، کیونکہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روحانیت سے ہوئی ہے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اوائل احوال اور غلبات جذبات و بے قراری میں راتوں کو میں نواح بخارا میں پھرا کرتا تھا۔ اور ہر مزار پر جاتا تھا۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہوگئی اور ایک بڑا تخت ظاہر ہوا، تخت پر ایک بزرگ بیٹھا ہے جس کے آگے ایک سبز پردہ لٹکا ہوا ہے اور اُس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہے۔ میں نے اُس جماعت میں خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا اور جان لیا کہ یہ جماعت گذشتہ بزرگوں کی ہے۔ مگر دل میں خیال آیا کہ وہ بزرگ اس جماعت میں کون ہیں۔ اتنے میں اس جماعت میں سے ایک نے کہا کہ وہ خواجہ عبدالخالق ہیں اور یہ جماعت ان کے خلفاء ہیں۔ خلفاء کے نام گن گن کر اس نے ہر ایک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خواجہ احمد صدیق ہیں۔ یہ خواہ اولیائے کلاں، یہ خواجہ عارف ریوگری، یہ خواجہ محمود انجیر فغنوی اور یہ خواجہ علی رامیتنی ہیں۔ جب خواجہ محمد بابا سماسی تک پہنچا تو اشارہ کر کے کہا کہ ان کو تم نے حالت حیات میں دیکھا ہے۔ یہ تیرے شیخ ہیں۔ انہوں نے تجھے کلاہ دی ہے۔ کیا تو ان کو پہچانتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں انکو پہچانتا ہوں۔ کلاہ کا قصہ بہت پرانا ہے، مجھے یاد نہیں رہا۔ اُس

Marfat.com

نے کہا کہ وہ کلاہ تیرے گھر میں ہے اور تجھے یہ کرامت عطا ہوئی ہے کہ جو بلا نازل ہو وہ تیری برکت سے دور ہو جائے گی ۔ پھر اس جماعت نے کہا کہ غور سے سنو حضرت خواجہ بزرگ ارشادات فرمائیں گے جو تجھے راہ حق کے سلوک میں کام آئیں گے۔ میں نے اس جماعت سے درخواست کی کہ میں حضرت خواجہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں انہوں نے وہ پردہ آگے سے اٹھا دیا۔ میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ حضرت نے جوابدیا اور ارشادات فرمائے جو سلوک کے ابتداء و وسط وانتہا سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں ایک ارشاد جس کی آپ نے تاکید فرمائی، یہ تھا کہ ہر حال میں جادۂ شریعت و استقامت پر قدم رکھنا چاہیے۔ اور عزیمت و سنت پر عمل کرنا اور رخصت و بدعت سے دور رہنا چاہیے اور ہمیشہ احادیثِ رسول اللہ ﷺ کو اپنا پیشوا بنانا اور اخبار رسول اکرم اور آثار صحابہ کرام کی تلاش میں رہنا چاہیے۔ پھر فرمایا امیر سید کلال کی خدمت میں روانہ ہو جانا جب تو پشتہ فزاخواں پر پہنچے گا تو ایک بوڑھا ملے گا جو تجھے گرم روٹی دے گا، وہ روٹی لے لینا اور حضرت عزیزاں کی کلاہ جو تیرے پاس ہے اسے اپنے ساتھ لے جانا۔ بعدازاں اس جماعت نے مجھے ہلا دیا اور میں ہوش میں آ گیا۔ صبح کو میں فوراً زیورتوں کی طرف اپنے مکان میں گیا اور متعلقین سے کلاہ کا قصہ دریافت کیا وہ بولے کہ مدت ہوئی وہ کلاہ فلاں جگہ ہے جب میں نے حضرت عزیزاں کی کلاہ دیکھی تو میرا حال دگرگوں ہو گیا اور میں بہت رویا۔ پھر میں نے اسی وقت کمر مضبوط باندھی اور دو شخصوں کو حکم دیا، پس انہوں نے پوری قوت سے ہر طرف سے میرا کمر بند کس دیا اور میں چل پڑا۔ جب میں پشتہ فزاخوں پر پہنچا تو ایک بوڑھا مجھ سے ملا۔ جس نے مجھے ایک گرم روٹی دی۔ میں نے لے لی اور اس سے کچھ بات نہ کی۔ پھر میں اُس سے آگے بڑھا اور نسف کی حد میں پہنچا تو اُس جگہ گیا جہاں حضرت سید امیر کلال تشریف رکھتے تھے۔ میں ان کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ اور حضرت عزیزاں کی کلاہ اُن کے آگے رکھ دی۔ حضرت امیر ایک لحظہ خاموش رہے اور کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ یہ کلاہ حضرت عزیزاں کی ہے۔ میں نے کہا، ہاں۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ اس کے بارے میں اشارہ یوں ہوا ہے کہ اس کو دو پردوں کے درمیان محفوظ رکھو۔ میں نے قبول کیا اور کلاہ لے لی۔ بعدازاں حضرت امیر نے مجھے ذکر کی تلقین کی اور بطریق خفیہ نفی و اثبات میں مشغول کیا میں ایک مدت تک اس سبق میں مشغول رہا۔ میں نے جیسا

Marfat.com

کہ واقعہ میں مامور ہوا تھا عزیمت پر عمل کیا اور ذکر بالجہر نہ کیا۔ چونکہ مجھے اخبار و آثار رسول اللہ و صحابہ کرام کی تقلید کا حکم دیا گیا تھا اس لیے علماء کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور احادیث پڑھا کرتا اور آثار صحابہ معلوم کیا کرتا تھا اور ہر ایک پر عمل کیا کرتا تھا اور اس کا نتیجہ اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا تھا۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اوائل احوال میں ایک دفعہ نو ماہ تک فیض کا دروازہ مجھ پر بند رہا۔ میں کمزور اور بے چین ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ مخلوق کی خدمت و ملازمت میں مشغول ہو جاؤں۔ اس حال میں میرا گذر ایک مسجد پر ہوا جس پر یہ شعر لکھا ہوا نظر آیا

اے دوست بیا کہ ماترائیم
بیگانہ مشو کہ آشنائیم

جب میں نے یہ شعر پڑھا تو مجھ پر رقت طاری ہوئی۔ اور عنایت الٰہی سے وہ دروازہ پھر مجھ پر کھل گیا۔ فرماتے ہیں کہ مبادی احوال میں ایک رات میں مسجد زیورتوں میں ایک ستون کے پیچھے رو بقبلہ بیٹھا تھا۔ ناگاہ غیبت و فنا کا اثر ہونے لگا اور رفتہ رفتہ میں بے خود ہو گیا۔ اور اس حالت میں فنائے کلی کو پہنچ گیا۔ ارشاد ہوا کہ ہوشیار ہو جاؤ جو مطلوب و مقصود ہے، تمہیں مل گیا۔ کچھ دیر کے بعد میں ہوش میں آ گیا۔ فرماتے ہیں کہ اس قصہ کے بعد ایک روز ایک باغ میں تھا اور اشارہ اُس باغ کی طرف کیا جس میں آپ کا مزار مقدس واقع تھا۔ متعلقین کی ایک جماعت میرے ساتھ تھی۔ ناگاہ عنایت الٰہی کے جذبات کا اثر ظاہر ہونے لگا، اضطراب و بے قراری پیدا ہوئی۔ میں اٹھ کر رو بقبلہ ہو بیٹھا۔ اچانک غیبت واقع ہوئی اور وہ غیبت فنائے حقیقی تک پہنچ گئی۔ میں اس فناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری روح کو آسمانوں کے ملکوت سے آگے لے گئے اور اس مقام پر پہنچا کہ میری روح ستارہ کی شکل میں نور بے نہایت کے دریا میں محو و ناپید ہو گئی۔ اور میرے قالب میں حیات ظاہری کا کچھ نشان نہ رہا۔ میرے گھر والے اور متعلقین اُس حالت میں گریہ زاری کرتے تھے یہاں تک کہ میں آہستہ آہستہ دوبارہ وجود بشریت میں آ گیا۔ وہ غیبت و فناء کم و بیش چھ گھنٹے رہی تھی۔

Marfat.com

مشائخ سے استفاضہ:

خواجگان نقشبندیہ کے سلسلہ میں خواجہ محمود انجیر فغنوی کے وقت سے سید امیر کلال کے زمانے تک ذکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کیا کرتے تھے۔ مگر خواجہ نقشبند ذکر خفی کیا کرتے تھے۔ اور ذکر جہر سے پرہیز کرتے تھے اور جب حضرت امیر کے اصحاب حلقہ میں ذکر علانیہ کرتے تو حضرت خواجہ مجلس سے اٹھ جایا کرتے تھے۔ حضرت امیر کے اصحاب پر یہ ناگوار گزرتا مگر حضرت خواجہ حضرت امیر کی خدمت و ملازمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے اور ہمیشہ سر تسلیم ان کی ارادت و متابعت کی آستان پر رکھتے اور حضرت بھی روز بروز حضرت خواجہ کی طرف زیادہ التفات کرتے یہاں تک کہ ایک روز آپ کے اصحاب کی ایک جماعت نے خلوت میں آپ کی خدمت میں حضرت خواجہ کی شکایت کی۔ حضرت امیر نے اُس خلوت میں کچھ جواب نہ دیا۔ مگر بعد ازاں ایک دن آپ کے تمام اصحاب چھوٹے بڑے جن کی تعداد پانچ سو تھی سوخار میں مسجد و جماعت خانہ اور دیگر مکانات کی تعمیر کے لیے جمع تھے اور ہر ایک کام میں لگا ہوا تھا۔ جب مٹی کا کام تمام ہوا تو آپ نے اُس مجمع میں شکایت کرنے والوں سے فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاءالدین کے حق میں بدگمانی کرتے ہو اور غلطی سے اُس کے بعض احوال کو قصور پر محمول کرتے ہو، تم نے اُس کو نہیں پہچانا، حق تعالیٰ کی نظر خاص ہمیشہ اس کے شامل حال ہے اور بندگان حق تعالیٰ کی نظر حق سبحانہ کی نظر کے تابع ہے اُس کے حق میں مزید التفات کے بارے میں میرا کچھ اختیار نہیں۔ پھر حضرت خواجہ کو جو اینٹیں لا رہے تھے طلب کیا اور اُن سے یوں خطاب کیا:

''اے فرزند بہاءالدین! حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تمہارے حق میں وصیت کی تھی، میں اُسے بجالایا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جس طرح میں نے تمہاری تربیت کی میرے فرزند بہاءالدین کی تربیت بھی اسی طرح کرنا اور کوتاہی نہ کرنا۔ سو میں نے ویسا ہی کیا ہے اور اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے یہ پستان تمہارے واسطے خشک کیے اور تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے بیضہ سے نکل آیا مگر تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ ترک و تاجیک سے جس جگہ کوئی خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے طلب کرو اور اپنی ہمت کے بموجب طلب میں کوتاہی نہ کرو۔'' اس ارشاد کے مطابق حضرت خواجہ سات سال

Marfat.com

مولانا عارف دیک کرانی کی خدمت میں رہے اور ان کی متابعت اور تعظیم وآداب بجالاتے رہے چنانچہ وضو کے وقت نہر کے کنارے مولانا سے نیچے کی طرف وضو کرنے بیٹھتے اور چلتے وقت مولانا کے قدم پر قدم نہ رکھتے۔ بعدازاں قثم شیخ کی خدمت میں دو تین مہینے رہے۔ جب پہلے پہل شیخ کی خدمت میں پہنچتے ہیں تو شیخ اُس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ شیخ نے چھلکا آپ کی طرف پھینک دیا۔ آپ نے برسبیل تبرک کھالیا۔ اسی مجلس میں تین بار ایسا ہی وقع میں آیا۔ اسی اثناء میں شیخ کے خادم نے آ کر اطلاع دی کہ تین اونٹ اور گھوڑے گم ہو گئے ہیں۔ شیخ نے حضرت خواجہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت خواجہ مراقب ہو کر متوجہ ہو گئے۔ نماز شام کے ادا کرنے کے بعد خادم نے خبر دی کہ اونٹ اور گھوڑے خود بخود آ گئے ہیں۔ بعدازاں بارہ سال حضرت اتا کی خدمت میں رہے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ اوائل حال میں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حکیم اتا قدس سرہ جو کہ کبار مشائخ ترک سے تھے مجھ سے ایک درویش کی سفارش فرماتے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اُس درویش کی صورت میرے ذہن میں تھی۔ میں نے اپنی دادی سے جو صالحہ تھیں ،اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا! تجھے مشائخ ترک سے کچھ فیض پہنچے گا۔ میں ہمیشہ اُس درویش کی ملاقات کا طالب رہا۔ ایک روز بازار بخارا میں اُس سے میری ملاقات ہو گئی میں نے اس کو پہچان لیا، اُس کا نام خلیل اتا تھا۔ اس وقت تو اس کی صحبت میسر نہ ہوئی۔ جب میں گھر پہنچا اور شام ہو گئی تو ایک قاصد آیا کہ وہ درویش خلیل آپ کو یاد کرتے ہیں۔ میں نے کچھ تحفہ ساتھ لیا اور بڑے نیاز وشوق سے ان کی خدمت میں گیا۔ جب میں اُن سے ملاقات سے مشرف ہوا تو میں نے چاہا کہ وہ خواب ان سے بیان کروں مگر خود انہوں نے ترکی زبان میں مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ ہمارے سامنے عیاں ہے، بیان کی ضرورت نہیں ہے، یہ سن کر میرا حال دگرگوں ہو گیا۔ اور میرا میلان خاطر ان کی طرف زیادہ ہو گیا۔ ان کی صحبت میں عجیب حالات دیکھنے میں آتے تھے۔ اتفاقاً کچھ مدت کے بعد ان کو ماوراء النہر کی بادشاہی مل گئی۔ ایک دفعہ ایام سلطنت میں ایک کام کے لیے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے اپنی ملازمت و خدمت کی عزت بخشی۔ بادشاہت کے زمانے میں بھی ان سے بڑے بڑے حالات ظہور میں آتے اور میرا میلان خاطر ان کی طرف اور زیادہ ہوا۔ وہ مجھ پر بڑی شفقت کرتے تھے اور کبھی

Marfat.com

مہربانی سے اور کبھی غصہ سے مجھے آداب خدمت سکھاتے۔ جس سے مجھے بہت سے فائدہ پہنچتے۔ ان آداب کی تعلیم اس راہ کی سیر وسلوک میں مجھے بہت کارآمد ہوئی۔ میں ان کے عہد سلطنت میں چھ سال اِس طریق پر ان کی خدمت میں رہا کہ مجلس عام میں آداب سلطنت بجالاتا اور تنہائی میں ان کا محرم خاص تھا۔ اپنے خواص بارگاہ کے سامنے آپ اکثر یوں فرمایا کرتے کہ جو شخص رضائے حق تعالیٰ کے لیے میری خدمت کرے گا وہ خلق میں بزرگ ہو جائے گا۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کا مقصود کون اور کیا ہے۔ اس سے آپ کا اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ بادشاہوں کا اعزاز واکرام ان کی ظاہری عظمت کی وجہ سے نہ کرنا چاہیے بلکہ اس واسطے کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے جلال و بزرگی کا مظہر بنایا ہے۔ اس مدت کے بعد جب ان کی سلطنت کو زوال آیا تو ایک دم میں وہ خدام وحشم وملک ختم ہو گئے یہ دیکھ کر دنیا کا تمام کام میرے دل پر سرد ہو گیا اور میں بخارا میں آیا اور زیورتوں میں جو دیہات بخارا سے ہے ساکن ہو گیا۔

سیر مقامات:

فرمایا کہ منازل ومقامات کے طے کرنے میں حضرت حسین بن منصور حلاج کی صفت دو مرتبہ میرے وجود میں ظاہر ہوئی نزدیک تھا کہ وہ آواز جوان سے ظہور میں آئی تھی مجھ سے بھی ظاہر ہو جائے بخارا میں ایک سولی تھی، دونوں دفعہ میں اپنے تئیں اس سولی کے نیچے لے گیا اور کہا کہ تیری جگہ یہی سولی ہے چنانچہ عنایت الٰہی سے میں اس مقام سے عبور کر گیا۔

فرمایا کہ میں نے سلطان بایزید اور شیخ جنید اور شیخ شبلی اور ابن منصور حلاج کے مقامات کی سیر کی۔ جہاں وہ پہنچے تھے، میں بھی وہاں پہنچا۔ یہاں تک کہ صفات انبیاء کی سیر میں ایسی بارگاہ میں پہنچا کہ جس سے بڑی کوئی بارگاہ نہ تھی۔ میں نے جان لیا کہ یہ بارگاہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ سلطان العارفین جب اس بارگاہ تک پہنچے تھے تو انہوں نے چاہا کہ سیر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مماثلت کریں اس لیے ان کی پیشانی پر دستِ ردّ مارا گیا تھا۔ مگر میں نے ایسی گستاخی نہ کی بلکہ سر نیاز و تعظیم آپ کے آستانہ عزت واحترام پر رکھ دیا۔

Marfat.com

تربیت مریداں:

حضرت علاء الحق والدین قدس سرہ فرماتے تھے کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ کی نظر عنایت کی برکت سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اول میں سب سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے۔ جب نظر عنایت زیادہ ہوتی تو درجہ عدم کو پہنچ جاتے۔ جب اس سے بھی زیادہ نظر عنایت ہوتی تو مقام فناء کو پہنچ جاتے اور فانی از خود اور باقی بحق ہو جاتے۔ اس حال میں حضرت خواجہ یوں فرمایا کرتے کہ ہم تو دولت وصال کے واسطہ ہیں۔ ہم سے منقطع ہو کر مقصود حقیقی کو ملنا چاہیے اور ارباب تکمیل وایصال کا طریقہ یہ ہے کہ اس راستی کے بچوں کو طریقت کے گہوارے میں لٹاتے ہیں اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حد فصال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے دودھ چھڑاتے ہیں اور بارگاہ کا محرم بناتے ہیں۔ تاکہ حضرت عزوجل احسانہ سے بلاواسطہ فیض حاصل کر سکیں۔

زہد ومعاشرت:

حضرت خواجہ فقیر تھے اور ہمیشہ فقر کی تائید کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا ہے، محبت فقر سے پایا ہے۔ آپ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک، مسجد ہوا کرتا اور گرما میں پرانا بوریا۔ ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ اپنی مجلس میں ہمیشہ اس حدیث نبوی کو بیان فرمایا کرتے تھے۔

''**ترجمہ**: عبادت دس جزو ہیں۔ جن میں سے نو طلب حلال ہیں اور ان میں سے ایک باقی عبادات ہیں''

باوجود کمال فقر کے آپ میں ایثار اعلیٰ درجہ کا تھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں ھدیہ لاتا۔ اتباع سنت کے طور پر آپ اسی قدر یا زیادہ اس کے ساتھ احسان کرتے۔ اگر کوئی دوست یا مہمان آپ کے در دولت پر آتا جب شام ہوتی۔ کھانا جس میں کچھ تکلف ہوتا، لاتے اور اُس کے آگے رکھتے اور ایک طرف چراغ رکھ دیتے تاکہ وہ کھانا کھالے۔ اگر وہ سو جاتا اور ہوا سرد ہوتی تو خواہ گھر میں فقط ایک کپڑا ہو اس کو مہمان پر ڈال دیتے۔ آپ کا گزارہ زراعت سے تھا۔ ہر سال

Marfat.com

کچھ جو اور کچھ ماش بوتے۔ بیج، زمین اور بیلوں سے کام لینے میں بڑی احتیاط کیا کرتے۔ اکابرو علماء جو حاضر خدمت ہوتے، آپ کا طعام بطور تبرک کھایا کرتے۔ شہر میں آپ کا کوئی مکان ملکیتی نہیں تھا۔ بطور رعایت رہا کرتے۔ آپ کے ہاں کوئی خادم یا خادمہ نہ تھی۔ جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا۔ بندگی باخواجگی راست نمے آید۔ آپ فرماتے تھے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجروں میں جَو کا آٹا چھلنی سے نہ چھانا جاتا۔ (صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ) اس لیے چند روز ہمارے گھر میں جَو کا آٹا بغیر چھانے پکتا۔ تمام متعلقین وفرزندان بیمار ہو گئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس کا باعث یہ تھا کہ اہل بیت رسالت کے ساتھ بے ادبی کی گئی۔ کیونکہ اس کھانے میں صورت مساوات کی تشبیہ پیدا ہو گئی۔ بے شک متابعت میں بہت کوشش کرنی چاہیے۔ مگر حقیقت میں اپنے تئیں ہر امر میں مقصر خیال کرنا چاہیے۔ بعدازاں جو کا آٹا نہ پکایا گیا۔ تمام تندرست ہو گئے۔

حضرت خواجہ اکثر اوقات کھانا پکاتے اور دستر خوان کی خدمت خود کیا کرتے تھے اور درویشوں کو بالخصوص طعام کھانے کے وقت وقوف وحضور کی رعایت کا حکم دیتے اور تاکید کرتے۔ اگرچہ دستر خوان پر بڑا اجتماع ہوتا مگر جب ان میں کوئی غفلت سے لقمہ کھاتا تو آپ براہ شفقت و تربیت اُسے آگاہ فرماتے اور لقمہ کھانے سے روک دیتے۔ اگر کھانا غصہ اور کراہت سے پکا ہوتا تو آپ نہ کھاتے اور درویشوں میں سے بھی کسی کو کھانے نہ دیتے۔

ایک درویش آپ کی خدمت میں کھانا لایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں یہ کھانا نہیں چاہیے۔ کیونکہ غصہ کی حالت میں پکایا گیا ہے۔

اگر کوئی شخص کفگیر کو غصے یا کراہت کی حالت میں دیگ میں مارتا آپ اُس کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے۔ جو کام غضب وغفلت یا کراہت و دشواری سے کیا جائے۔ اس میں خیر و برکت نہیں۔ کیونکہ اس میں نفس وشیطان کا دخل ہو جاتا ہے۔ اُس سے اچھا نتیجہ کب پیدا ہو سکتا ہے۔ اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کے صدور کی بناء طعام حلال پر ہے۔ جو وقوف وآگاہی سے کھایا جائے۔ تمام اوقات بالخصوص نماز میں حضوری اسی سے حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

کرامات:

ایک روز حضرت خواجہ ایک درویش کو کسی طرف روانہ کر رہے تھے۔ آپ نے حسبِ عادت اُس کو بغل میں لیا اور اُس پر نظر عنایت ڈالی۔ اتفاقاً اخی محمد درآہنی جو حضرت خواجہ کے بڑے درویشوں میں تھا۔ اُس درویش کے آگے آگے جاتا تھا۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کی روح قالب سے نکل گئی۔ جب اخی محمد نے یہ حال دیکھا تو وہ جلدی حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ اُس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا۔ وہ ہلنے لگا اور اُس کی روح قالب میں آ گئی۔ بعدازاں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی روح چوتھے آسمان میں پائی اور وہاں سے واپس کر لی۔

ایک صحیح النسب سید نے جو حضرت خواجہ سے محبت وعقیدت رکھتا تھا یہ حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ ادائیگی حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ جس روز حاجی قربانیاں دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے۔ اُسی کو قربان کر دیتے ہیں۔ جو درویش اُس سفر میں آپ کے ساتھ تھے، انہوں نے یہ بات لکھ لی۔ جب بخارا میں واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جس روز کعبہ میں حضرت خواجہ کی زبان مبارک پر وہ الفاظ جاری ہوئے تھے اسی دن بخارا میں آپ کا وہ لڑکا فوت ہوا تھا۔

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ شہر بخارا میں دروازکلا باد میں ایک درویش کے مکان پر تشریف رکھتے تھے۔ اتفاقاً وہ درویش حضرت خواجہ کے لئے کلاہ نوروزی سی رہا تھا۔ ایسی کلاہ کو امراء و حکام ہی پہنا کرتے تھے۔ آپ اس وقت حالت بسط میں تھے۔ آپ کی حالت سے درویشوں میں بڑا ذوق پیدا ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ چونکہ ہم نے سلاطین کی ٹوپی سر پر رکھی ہے، چاہئے کہ سلطنت میں تصرف کریں۔ بتاؤ سلاطین میں پہلے کس پر زد کریں۔ ایک درویش پہلوان محمود نامی نے حاکم ماوراء النہر کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اسی پر زد کی۔ حاضرین مجلس نے وہ تاریخ لکھ لی۔ آپ نے اسی وقت ایک امیر بخاری کی طرف خط لکھا جو حاکم موصوف سے بھاگ کر کابل چلا آیا تھا اور وہ خط ایک کابل جانے والے کے ہاتھ دے دیا اُس

Marfat.com

خط کا مضمون یہ تھا کہ ایسا واقعہ وقوع میں آ گیا ہے تمہیں چاہئے کہ پانچ سو نیاز نذرانہ بذریعہ حامل خط درویشوں کی خدمت میں روانہ کر دو۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ حاکم ماوراء النحر قتل ہو گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اسی تاریخ قتل ہوا تھا۔ یہ سُن کر سب تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو ایسے تصرفات عطا فرمائے ہیں۔ حضرت خواجہ فرماتے تھے۔ دوستو! جس وقت ہم سے ایسا امر ظہور میں آتا ہے ہم درمیان نہیں ہوتے۔ جو کچھ درویشوں سے صادر ہوتا ہے۔ اس میں ان کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ طالبوں کی رہنمائی کے لئے ایسا ہوتا ہے۔

حکایت ہے کہ حضرت خواجہ ثدیوث میں تھے۔ ایک جماعت کچھ انار آپکی خدمت میں لائی اس جماعت میں درویش محمد زاہد بھی تھا۔ حضرت خواجہ نے انار تقسیم کر کے فرمایا کہ کھاؤ محمد زاہد نے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے اس لئے مجھے بہت تشویش ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہ کسی طرف نہیں جا سکتا۔ دو دن اور دو رات ہمارے پاس ٹھہرو۔ تیسرے روز زیورتون کی طرف اپنے مکان میں چلے جانا غلام کی خبر تم کو مل جائے گی۔ محمد زاہد نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز جب وہ اپنے مکان میں پہنچا تو بیشتر اس سے کہ حضرت خواجہ کی بشارت اپنے اہل وعیال سے بیان کرے غلام دروازے سے داخل ہوا۔ محمد زاہد اور اس کے گھر والوں نے تعجب کیا اور غلام سے کیفیت دریافت کی۔ اس نے کہا کہ جب میں بخارا سے نکلا تو میں نے نسف کی طرف جانے کا قصد کیا میں نے کچھ راستہ طے کیا تھا کہ میرے پاؤں میں ایک بیڑی لگ جاتی اور تین دن یہی حال رہا میں سمجھ گیا کہ یہ کیفیت دوسری جگہ سے ہے۔ میں لوٹ کر آپ کی خدمت میں آ گیا مجھے معاف فرمائیے۔

ایک روز حضرت خواجہ قصر عارفاں میں تھے اور شیخ غدیوت سے آئے تھے۔ وہ ایک جوان کے قصور کی عذر خواہی کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نذرانہ چاہئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک بیل لاتا ہوں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نذرانہ میں بیل قبول نہیں اڑتالیس دینار عدلی جو غدیوت میں تم نے مدت سے دیوار کے سوراخ میں چھپائے ہوئے ہیں اور دھوئیں نے وہ جگہ سیاہ کر دی ہے نذرانہ میں لانے چاہئے یہ سن کر شیخ شادی کا حال دگرگوں ہو گیا اس لئے کہ سوراخ میں چھپاتے وقت کسی کو اطلاع نہ تھی۔ وہ جلدی غدیوت میں گئے اور وہ دینار خدمت میں

Marfat.com

پیش کئے حضرت خواجہ نے ان میں سے ایک دینار شیخ شادی کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ حرام ہے۔ تجھے یہ کہاں سے ملا اس وقت شیخ شادی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان سینتالیس دیناروں سے ایک بیل خرید کر کھیتی کر اور بندگانِ خدا کی خدمت میں صرف کر۔ اس کے بعد شیخ شادی سے اس ایک دینار کا حال دریافت کیا گیا انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کا مرید بننے سے پہلے میں ایک مدت تک قمار بازی کرتا رہا وہ دینار قمار بازی سے حاصل ہوا تھا۔

خواجہ علاؤالدین عطار بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں تھے اس جماعت میں سے بعض حضرت خواجہ کے اشارے سے دسترخوان کے سامان کے لئے نکلے اور دو فریق ہو گئے ایک فریق بازار صرافاں کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے حضرت خواجہ کو بازار میں دیکھا اور دوسرا فریق چوک کی طرف گیا اور حضرت خواجہ کو چوک میں دیکھا، بعد ازاں وہ اخی محمد درآہبی سے باراز میں ملے اور اپنا قصہ اُس سے بیان کیا۔ اُس نے کہا کہ میں نے ابھی حضرت خواجہ کو فلاں جگہ دیکھا ہے کہ ایک طرف کو تشریف لے جا رہے ہیں یہ سن کر درویش حیران ہوئے کہ حضرت خواجہ سے جا کر کہاں ملیں۔ اِسی فکر میں تھے کہ ایک درویش آیا اور اُس نے کہا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے کس لیے اتنی دیر لگائی ہے۔ انہوں نے سارا قصہ اُس درویش سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جس وقت تم حجرے سے نکلے ہو صاحب حجرہ اور میں حضرت خواجہ کی خدمت میں رہے ہیں۔ آپ حجرے سے نہیں نکلے۔ اس وقت آپ نے مجھے تمہارے پیچھے بھیجا ہے۔ اصحاب حیران ہوئے اور اُسی حالت میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کیفیت دریافت کی اور اپنا قصہ بیان کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور صاحب حجرہ یہ سن کر بہت رویا۔ اُسی وقت حضرت نے فرمایا کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی شام کو حضرت عزیزاں قدس سرہ کی تیرہ جگہ دعوت ہوئی۔ آپ نے قبول فرمائی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں دعوتوں میں سے ایک میں حاضر تھا۔ میں نے دوسری جگہوں سے جو دریافت کیا تو یہی سنا کہ حضرت عزیزاں تمام جگہوں میں حاضر تھے۔

خواجہ علاء الدین عطار نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک روز موسم سرما میں حضرت خواجہ نے درویش امیر حسن سے فرمایا کہ ایندھن بہت سا جمع کر لینا چاہیے۔ جب حسب الارشاد بہت سا

Marfat.com

ایندھن جمع ہو گیا تو دوسرے دن برف گرنے لگی اور چالیس دن تک گرتی رہی ۔اسی حال میں حضرت خواجہ شیخ شادی کو ساتھ لے کر خوارزم کی طرف روانہ ہوئے ۔جب ہم ندی کے کنارے پر پہنچے تو آپ نے شیخ شادی سے فرمایا کہ پانی پر قدم رکھ کر گزر جاؤ۔شیخ نے توقف کیا۔آپ نے دوبارہ ہیبت سے شیخ کی طرف نگاہ کی ۔شیخ بے خود ہو گئے ۔جب ہوش میں آئے تو قدم پانی پر رکھ کر روانہ ہوئے ۔حضرت خواجہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے ۔جب پانی سے گزر گئے ۔تو خواجہ نے شیخ سے فرمایا کہ اپنے موزہ کو دیکھو۔اس کی کوئی جگہ بھیگی یا نہیں ۔شیخ شادی نے دیکھا کہ قدرت الٰہی موزہ کی کوئی جگہ نہ بھیگی تھی ۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت خواجہ ایک طرف جا رہے تھے ۔شیخ امیر حسین اور چند درویش ساتھ تھے ۔ایک نالہ کے پل پر پہنچے ۔آپ نے شیخ سے فرمایا کہ پانی سے گزر جا۔حسبِ ارشاد شیخ پانی میں کود پڑے اور حضرت پل پر سے گزر گئے ۔کچھ دیر کے بعد فرمایا۔امیر حسین ! پانی سے نکل آ ۔شیخ پانی سے نکل آئے اور ان کے کپڑے خشک تھے ۔خواجہ نے پوچھا کہ جس وقت تم پانی میں کودے ۔تمہارا کیا حال تھا؟ عرض کیا کہ میرا حال اچھا تھا۔میں ایک نہایت صاف مکان میں تھا۔کچھ دیر کے بعد ایک دروازہ ظاہر ہوا۔آپ کی آواز سن کر میں اُس دروازے سے نکل آیا۔

ایک درویش بیان کرتا ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ میرے غریب خانہ میں تشریف لائے ۔مجھے بڑی خوشی ہوئی ۔گھر میں آٹا نہ تھا۔میں اُس دن آٹے کی بوری لے آیا۔حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس آٹے کو خرچ کرتے رہو۔مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت خواجہ دو ماہ غریب خانہ میں رہے ۔ہر روز درویش اور دوست آپ کی زیارت کو آتے تھے ۔ اُسی آٹے میں سے پکتا رہا۔مگر وہ آٹا بدستور رہا۔جب حضرت تشریف لے گئے ۔مدتوں بعد اسی میں سے پکتا رہا۔اور بحال خود اتنا ہی رہا۔بعد ازاں میں نے خلاف ارشاد حضرت خواجہ کا یہ قصہ اپنے اہل وعیال سے ذکر کر دیا۔پھر وہ برکت نہ رہی ۔

ایک روز قصر عارفاں میں حضرت خواجہ کے حکم سے درویش مٹی کا چھکڑا کھینچ رہے تھے ۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ کا ایک مرید محمد خرکوشی زیورتوں سے آیا۔وہ حضرت کی زیارت کے لیے بے قرار ہو رہا تھا۔چنانچہ حضرت کے مکان تک دو دفعہ اڑا۔درویشوں نے جب وہ حال دیکھا تو

Marfat.com

اُس کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب اُس کے پاس پہنچے۔تو حضرت خواجہ مکان سے نکلے اور اُن سے یوں ارشاد فرمایا کہ تم اس فقیر بے سروپا سے کیا چاہتے ہو؟ اس صفت سے کچھ حاصل نہیں۔ اس حالت پر کچھ اعتماد نہ چاہیے۔ بہت سے بیگانے ایسے ہوتے ہیں جو پرندے کی طرح ہوا میں اڑتے ہیں۔حق طلبی اور ہی چیز ہے۔ درویش یہ سن کر بہت ڈرے۔ اُس حال میں حضرت خواجہ نے اُن سے کہا کہ چھکڑے میں مٹی بھر دو۔ پھر آپ نے چھکڑے کی طرف اشارہ کیا تو چھکڑا خود بخود چلتا تھا اور مٹی گرا کر واپس آ جاتا تھا۔حاضرین یہ دیکھ کر اپنے فعل سے پشیمان ہوئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ نسف میں تھے۔ جاڑے کا موسم تھا۔حضرت خواجہ کو بخارا جانے کا اتفاق ہوا۔ اُسی سفر میں خواجہ محمد پارسا جو مولانا حافظ الدین کبیر بخاری کے صاحبزادوں سے تھے، آپ کے ہمراہ تھے۔ اُس روز ابر ہو رہا تھا۔نسف کے درویشوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ٹھہر جایئے۔ مگر آپ نہ ٹھہرے۔ درویشوں کی ایک بڑی جماعت آپ کے ہمرکاب تھی۔ مینہ برسنے لگا اور ہر لحظہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔حضرت نے خواجہ محمد پارسا کی طرف اشارہ کیا کہ مینہ سے کہو، ٹھہر جائے۔خواجہ محمد نے حضرت کی موجودگی میں ایسی گستاخی نہ کی۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ یوں کہہ دے۔اے مینہ! ٹھہر جا۔پس محمد پارسا نے کہا۔اے مینہ ٹھہر جا۔اُسی وقت مینہ بند اور مطلع صاف ہو گیا اور سورج نکل آیا۔

ایک روز حضرت خواجہ کا ایک درویش نیک روز نام سوخار سے آپ کی خدمت میں آیا۔ وہ بہت دل گیر تھا۔حضرت نے سبب پوچھا تو اُس نے عرض کیا کہ سوخار میں ایک شخص حسین نام نے مجھے بہت برا بھلا کہا لیکن اُس سے مجھے رنج نہ ہوا جب اُس نے آپ کی بے ادبی کی تو مجھے نہایت رنج ہوا آپ نے فرمایا، کہ وہ جلد ہی دنیا و آخرت میں رسوا ہوگا۔ نیک روز کا بیان ہے کہ جب حضرت خواجہ نے یہ فرمایا، نماز عصر کا وقت تھا۔ میں آپ کی خدمت سے رخصت ہو کر نماز شام کے وقت سوخار میں پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ حسین اپنے خادم کے لیے زراعت میں کھانا لے جا رہا ہے جب خادم کھانا کھانے لگا تو حسین اپنے خادم کا کام کرنے لگا۔ اُسی وقت ایک بھیڑیا آیا جس نے لپک کر حسین کی ناک اور ہونٹ نوچ لیے اور اُس کی شکل نہایت بھونڈی ہو گئی۔ وہ لوگوں میں رسوا ہوا اور اُس کا قصہ مشہور ہو گیا اور حسین گرگ گرفتہ اُس کا لقب ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ کے دور مبارک میں چنگیزیوں کا ظلم واستبداد ختم ہو چکا تھا۔خون آشام تلواریں آسودہ نیام ہو چکی تھیں ۔وہ منگول جو انسانوں کے خون کے پیاسے تھے اور قتل وغارت ان کی فطرت ثانیہ تھی ۔انہی کی اولاد آج مسلمان ہو کر سریر آرائے سلطنت تھی اور حامی دین اور ناصر اسلام بن چکی تھی ۔آپ کے مبارک زمانے میں میراں شاہ بخارا کا فرماں روا تھا اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فقید المثال عقیدت مند تھا۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات میں میراں شاہ کی ارادت مندی کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے جو عقیدت و نیاز مندی کے دفتر کا شاہکار ہے۔صورت واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ خانقاہ کی دریاں اور چادریں باہر لے جا کر جھاڑ دیں ۔اتفاقاً اس وقت بازار سے میراں شاہ عمائدین سلطنت کے ساتھ گزر رہا تھا۔گرد وغبار کو دیکھ کر وہ وہیں رک گیا۔اعیان مملکت نے مشورہ دیا کہ آپ گرد وغبار سے بچنے کے لیے ایک طرف ہو جائیں اس پر میراں شاہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ کی چٹائیوں کا گرد و غبار میرے جسم پر پڑ جائے اور میری نجات کا موجب بن جائے ۔اس کے انتقال پر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''میراں شاہ مرد وایمان بہ سلامت برد'' سبحان اللہ! کیا عظیم الشان ہستی تھی کہ جس کے آستانہ پاک کی خاک پاک بھی نجات ابدی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بن گئی۔

ارشاداتِ عالیہ

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات اور اسرار ومعارف ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ آپ کے جملہ اسرار کا طرہ امتیاز احکام خداوندی کی اتباع ،حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ کی پیروی اور بدعت سے اجتناب ہے۔حضرت خواجہ کے نزدیک تمام عبادت وریاضت کا مقصود رضائے الٰہی ہے ۔آپ کے نزدیک انوار وتجلیات الیہہ محمود ہیں مقصود نہیں ، آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ارشاد گرامی آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے جس کے بارے میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک جملے کے باعث ان کا مرید ہو گیا ہوں وہ ارشاد یہ ہے:

"معرفت حق بر بہاؤ الدین حرام است اگر
ابتدائے او انتہائے بایزید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نہ باشد"

خود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس ارشاد کی توضیح حیرت انگیز انداز سے فرمائی ہے کہ:

"حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فناء کے آخری مقامات تک انوار و تجلیات میں سرگرم و سرشار رہے۔ لیکن حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سنا سب غیر ذات کلمہ لا کے ساتھ اس کی نفی کرنی چاہیے۔ گویا جو مقامات عالیہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مہتمم بالشان تھے۔ حضرت خواجہ اپنے فکری اور نظریاتی انداز سے ایک ہی جست میں انہیں طے کر گئے۔ یعنی جہاں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انتہا تھی وہاں حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدا ہے۔"

☆ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں یہ اشعار کہے ہیں۔

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خط آں سکہ نشد بہرہ مند
جز ودل بے نقش شہ نقشبند
اول او آخر ہر منتہی
ز آخر او حبیب تمنا تہی

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات اور آپ کی پاکیزہ تعلیم و تربیت نسبت نقشبندیہ میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہیں۔

Marfat.com

☆ کسی حالت میں جادہ شریعت اور استقامت سے قدم باہر نہ رکھنا چاہیے۔ عزیمت و سنت پر عمل کرنا اور رخصت اور بدعت سے دور رہنا چاہیے۔ اخبار رسول ﷺ اور آثارِ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے متلاشی رہنا چاہیے اور احادیث نبوی ﷺ کو ہمیشہ اپنا پیشوا بنانا چاہیے۔

☆ ہمارے طریقے میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں مگر اتباع سنت نبوی کی رعایت بدرجہ کمال رکھنا اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پیروی کرنا لازم ہے۔

☆ ہمارا طریقہ سب سے ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت نشینی میں شہرت ہے۔ اور شہرت میں آفت ہے۔

☆ خدا کی معرفت حاصل کرنے کے تین راستے ہیں۔

''مراقبہ، مشاہدہ، محاسبہ''

مراقبہ یہ ہے کہ '' نِسْیَانُ رُؤْیَۃِ الْمَخْلُوْقِ بِدَوَامِ النَّظْرِ اِلَی الْخَالِقِ '' ہمیشہ خالق حقیقی کی جانب نظر رکھنے اور مخلوق کی طرف سے نظریں پھیر لینے کو مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبہ کی مداومت نادر چیز ہے اور حضرات نقشبند نے اس کے حصول کا طریقہ مقرر فرمایا ہے۔ یعنی نفس کی مخالفت کرنا۔''

مشاہدہ وارداتِ غیبی کو کہتے ہیں۔ جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہیں۔

محاسبہ جو کچھ ہم پر گزرتا ہے ہم ہر گھڑی اس کا حساب کرتے ہیں۔ اگر کوئی عمل نقصان دہ ہے تو اس سے باز رہتے ہیں اور اگر کوئی عمل بہتر ہے تو اس میں کوشش کرتے ہیں اور دوام اختیار کرتے ہیں۔

☆ بات یہ نہیں ہے کہ جو شخص خدا کی جانب دوڑا، اس نے خدا کو پالیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا کو وہ پائے گا جو اس راہ میں دوڑتا رہے گا۔ یعنی ہمیشہ اس راہ میں سعی کرتا رہے گا

☆ اولیاء اللہ کو چھپی ہوئی باتوں کی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ بغیر حکم الٰہی کے ان کو ظاہر نہیں رکھتے۔

Marfat.com

☆ ہر کام میں نیت کی صحت نہایت ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر طالب کو مرشد کا کوئی کام ناپسند ہو تو چاہیے کہ بقدر طاقت صبر کرے اور انتظار کرے، ممکن ہے کہ اس کا راز اس پر ظاہر کر دیا جائے لیکن اگر طالب مبتدی ہو اور طاقت صبر نہ رکھتا ہو تو وہ شیخ سے دریافت کر لے کیونکہ بدظنی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونے سے بچ جائے گا۔ مگر متوسط الحال طالب کے لیے لب کشائی یا سوال جائز نہیں ہے۔

☆ **ذکر جہر اور رقص سے اجتناب کی تاکید:**

آپ کے ایک درویش نے بیان کیا کہ میں ایک دفعہ مقام قرشی میں درویشوں کی ایک جماعت کے ہمراہ خلوت میں رقص کر رہا تھا۔ میرے پاس ایک عمدہ رومال تھا۔ میں نے وہ رومال قوال کو دے دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسی کام کے لیے گھر سے نکلا تو سامنے حضرت خواجہ قدس سرہ کھڑے تھے۔ میں ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے ملاقات کی۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، ''اہل قرابت فقراء کی صحبت رکھنی چاہیے۔ ہمارے طریقہ میں ذکر جہر اور رقص نہیں ہے۔'' اس ارشاد کے ساتھ ہی میرا حال متغیر ہو گیا۔ حضرت نے ایک مدت تک مجھ کو اپنی صحبت میں نہ آنے دیا۔ جب تک کہ درویشوں کی ایک جماعت نے میری سفارش نہ کی۔

☆ اس راستے میں وجود کی نفی اور نیستی اور اپنے تئیں کم سمجھنا بڑا کام ہے۔ مقصدِ حقیقی کی دولت کا حاصل ہونا قبولیت پر موقوف ہے۔ میں نے اس معاملہ میں موجودات کے طبقوں میں سے ہر طبقہ کی سیر کی اور اپنے آپ کا ذروں میں سے ہر ذرے کے ساتھ مقابلہ کیا۔ میں نے سب کو حقیقت میں اپنے آپ سے بہتر دیکھا۔ یہاں تک کہ میں فضلات کے طبقہ کی بھی سیر کی اور ان میں فائدہ دیکھا مگر اپنے آپ میں کوئی فائدہ نہ پایا۔ کتے کے فضلہ تک پہنچا تو مجھے خیال ہوا کہ اس میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ایک مدت میں اپنے تئیں اس خیال پر برقرار رہا۔ آخر کار معلوم ہوا کہ اس میں بھی کوئی فائدہ ہے۔

☆ ایک دن ایک لڑکا گھر سے نکلا، قرآن شریف اس کے پاس تھا۔ اُس نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ جب آپ نے قرآن مجید کھولا تو یہ آیت نکلی۔

Marfat.com

" وَ کَلْبُھُمْ بَاسِطٌ" ذِرَاعَیْہِ بِالْوَصِیْدِ "

ترجمہ: اوران کا کتا اپنے دونوں ہاتھ چوکھٹ پر پھیلا رہا ہے۔ (سورۃ کہف)

خواجہ نے فرمایا کہ امید ہے کہ ہم وہ ہوں گے۔

☆ جن دنوں میں حضرت خواجہ شہر سرخس میں تھے۔ ملک حسین کے قاصد ہرات سے آئے اور انہوں نے بادشاہ کا فرمان دکھایا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمیں درویشوں کی صحبت کا اشتیاق ہے۔ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اگر چہ حضرت خواجہ کو ملوک سلاطین کی ملاقات کی عادت نہ تھی لیکن اس سبب سے کہ اگر ملک حسین طوس، یا سرخس کی طرف متوجہ ہوتا تو اس ولایت کے باشندوں پر دشوار ہوتا۔ حضرت خواجہ بذات خود ہرات کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بادشاہ کی مجلس میں پہنچے وہاں بڑا ہجوم تھا اور مملکت ہرات کے اعیان وارکان اور نوکر چاکروں کی ایک بڑی جماعت حاضر تھی۔ بادشاہ نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ کیا آپ کی درویشی موروثی ہے۔ خواجہ نے جواب دیا کہ نہیں، ایک جذبہ پہنچا اور میں اس سعادت سے مشرف ہو گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا آپ کے طریقہ میں ذکر جہر اور سماع وخلوت ہے۔ خواجہ نے فرمایا کہ نہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ پھر تمہارا طریقہ کیا ہے؟ خواجہ نے فرمایا کہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے خاندان کا قول ہے کہ خلوت درانجمن چاہیے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ خلوت درانجمن کیا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔

بادشاہ نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہے۔

" رِجَالٌ" لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ" وَّ لَا بَیْعٌ" عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ "

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے تجارت اور خرید وفروخت میں اللہ کی یاد سے۔

کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے سوال کیا کہ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ ولایت افضل ہے نبوت سے۔ وہ کون سی ولایت ہے جو نبوت سے افضل ہے۔ خواجہ نے فرمایا کہ اُسی نبی کی ولات افضل ہے۔ اُس کی نبوت سے۔

Marfat.com

☆ اگر چہ نماز و روزہ اور ریاضت و مجاہدہ حق سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور یہ ترک اختیار اور دید قصور کے سوا حاصل نہیں ہوتی۔

☆ ایک روز حضرت خواجہ کی زبان مبارک سے نکلا کہ اس راستہ کے سالکوں کے لیے ماسوا کے ساتھ تعلق نہایت حجاب ہے۔

فرمایا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ یہ ارشاد نماز حقیقی کے درجات کی طرف اشارہ ہے۔ بدیں طور کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت چاہیے کہ حضرت حق جل و علا کی اکبریت نمازی کے وجود میں حال ہو جائے اور اُس میں خشوع و خضوع پیدا ہو جائے۔ یہاں تک کہ استغراق کی حالت طاری ہو جائے۔ اس صفت کا کمال جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ نماز میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک سے تانبے کی دیگ کے جوش کی مانند آواز آیا کرتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

☆ بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ نماز میں حضور کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ طعام حلال سے جو وقوف آگاہی سے کھایا جائے۔ نماز سے خارج اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی وقوف کی رعایت چاہیے۔

☆ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے۔ یہ صوم حقیقی کی طرف اشارہ ہے۔ جو ماسوائے حق سے امساک کلی کا نام ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آتش دوزخ سے میری امت کا نصیب ایسا ہے جیسا کہ آتش نمرود سے ابراہیم علیہ السلام کا نصیب تھا نیز ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔ ان حدیثوں میں امت سے مراد امت متابعت ہے۔ امت تین قسم کی ہے۔ ایک امت دعوت جس میں سب شامل ہیں۔ دوسرے امت اجابت جو ایمان لائے ہیں۔ تیسرے امت متابعت جو ایمان لا کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ

Marfat.com

مجھ میں اُس وقت کوئی مقرب فرشتہ نہیں سماتا اور نہ نبی مرسل۔ اس ارشاد کے معنی ایک تو یہ ہیں کہ میرا ایک حال ایسا ہوتا ہے کہ اس حال میں کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل ملحوظ نہیں ہوتا۔ یہ حال مبتدی کا بھی بعض اوقات میں ہوا کرتا ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ میرا ایک حال ایسا ہے کہ وہ حال مقرب فرشتہ اور مرسل کے حال سے اعلیٰ واشرف ہوتا ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جو شخص ان کو احصا کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اس ارشاد میں احصا کرنے کے معنی ایک یہ ہیں کہ حق تعالیٰ کے ناموں کو شمار کرے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ان ناموں کو جانے اور ایک معنی یہ ہیں کہ ہر نام کے مقتضا کے موافق عمل کر سکے۔ مثلاء جب رزاق کہے تو روزی کا غم اس کے دل پر بالکل نہ گزرے اور جب متکبر کہے تو عظمت و کبریائی و بادشاہی کو خدا ہی کی مِلک سمجھے۔

☆ ولایت ایک نعمت ہے۔ ولی کو چاہیے کہ جانے کہ میں ولی ہوں تا کہ اس نعمت کا شکر ادا کرے۔ عنایت الٰہی ولی کے شامل حال ہوتی ہے۔ اُس کو بحال خود نہیں چھوڑا جاتا بلکہ اُس کو بشریت کی آفتوں سے بچایا جاتا ہے۔ خوارق عادات اور احوال و کرامات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں افعال و اقوال میں استقامت درکار ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن نے اپنی کتاب حقائق التفسیر میں آیت ''فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ'' کی تفسیر میں ارباب حقیقت میں سے ایک سے نقل کیا ہے کہ تو استقامت کا طالب بن اور کرامت کا طالب نہ بن کیونکہ تیرا رب تجھ سے استقامت طلب کرتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت طلب کرتا ہے۔

☆ صوفیاء کرام کے اقوال میں سے ہے کہ اگر کوئی ولی باغ میں آئے اور درختوں کے ہر پتے سے یہ آواز آئے ''یا ولی اللہ'' تو چاہیے کہ ظاہر و باطن میں اُس آواز کی طرف کچھ التفات نہ ہو۔ بلکہ بندگی و تضرع میں اُس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو۔ اس مقام کا کمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا کہ خدا کا احسان و اکرام و انعام آپ پر جس قدر زیادہ ہوتا اُسی قدر آپ کی بندگی، نیاز مندی اور مسکنت زیادہ ہوتی۔ اسی وجہ سے آپ فرماتے ''کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟''

☆ گروہ صوفیاء کی تین اقسام ہیں۔ مقلد، کامل، کامل مکمل۔ مقلد اس پر عمل کرتا ہے جو

Marfat.com

اپنے شیخ سے سن لیتا ہے۔ کامل فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ دوسروں کی تربیت سوائے کامل مکمل کے اور کوئی نہیں کرتا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔

☆ ہمارا طریقہ نوادر سے ہے اور محکم دست آویز ہے اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو پکڑنا اور آپ کے صحابہ کرام کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔ اس راہ میں ہمیں بفضل الٰہی لایا گیا ہے۔ اول سے آخر تک ہم نے یہی فضل الٰہی مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل۔ اس طریقہ میں تھوڑے سے عمل سے بہت فتوح حاصل ہوتی ہے مگر سنت کی متابعت کی رعایت بڑا کام ہے۔

☆ ہمارا طریق صحبت سے ہے۔ کیونکہ خلوت میں شہرت اور شہرت میں آفت ہے۔

☆ مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (حال، ماضی، مستقبل) سے باخبر ہوتا کہ اُس کی تربیت کر سکے۔ طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کے زمانہ کا گذشتہ زمانہ سے موازنہ کرے۔ پس اگر وہ نقصان سے کمال کی طرف کچھ تفاوت دیکھے تو بحکم ''اصبت فالزم'' (تو نے پالیا پس لازم پکڑ) اُس بزرگ کی صحبت کو اپنے اوپر فرض جانے۔

☆ طریقہ سب ادب ہی ادب ہے۔ طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ ایک ادب حق سبحانہ کی نسبت ہے اور ایک ادب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے اور ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے۔ حق تعالیٰ کی نسبت ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں بشرط کمال بندگی اُس کے احکام کو بجالائے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیر لے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے تئیں ہمہ تن آپ کی اتباع و پیروی کے مقام میں رکھے اور تمام حالات میں آپ کی واجب خدمت کو نگاہ رکھے اور آپ کو تمام موجودات اور حق سبحانہ کے درمیان واسطہ سمجھے۔ جو کوئی ہے اور جو کچھ ہے سب کا سر آپ کے آستان عزت پر ہے۔ جو ادب مشائخ کی نسبت طالبوں پر لازم و واجب ہے وہ اس جہت سے ہے کہ مشائخ سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے سبب سے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں۔ پس درویش کو چاہیے کہ غیبت و حضور میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔

☆ ذکر کی تعلیم کسی کامل مکمل سے ہونی چاہیے۔ تاکہ مؤثر ہو اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔

Marfat.com

تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے تا کہ شایانِ حمایت ہو۔

☆ وقوف عددی علم لدنی کا اول مرتبہ ہے۔

☆ لا الٰہ نفی آلہیہ طبیعت ہے اور الّا اللہ اثبات معبود بحق اور مقصود ذکر سے یہ ہے کہ ذاکر کلمات کی حقیقت کو پہنچ جائے۔ بہت دفعہ کہنا شرط نہیں۔ اور کلمہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اس کلمہ کے کہنے سے ماسوا بالکل نفی ہو جائے۔

☆ وقوف زمانی جو سالک کا کارگزار ہے، یہ ہے کہ سالک اپنے احوال سے واقف رہے۔ ہر زمانہ میں اُس کا حال کیسا ہے۔ موجب شکر ہے یا موجب عذر خواہی۔

☆ سالکین خواطر شیطانی ونفسانی کو مختلف طریقوں سے دور کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ پیشتر اس کے کہ نفس وشیطان سے کوئی خطرہ دل میں آئے اُسے دیکھ لیتے ہیں اور وہیں سے اُس کو دور کر دیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ جب کوئی خطر دل میں آتا ہے تو اُسے قرار پکڑنے سے پہلے دفع کر دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ خطرہ کو قرار پکڑنے کے بعد دفع کرتے ہیں مگر یہ چنداں مفید نہیں۔ ہاں اگر اس کے منشاء اور اس کے انتقالات کے سبب کو معلوم کر لیں تو فائدہ سے خالی نہیں۔

☆ جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اِس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی۔ حضرت خواجہ علاء الدین فرماتے تھے کہ اس کلمہ قدسیہ سے حضرت خواجہ کی مراد یہ ہے کہ عارف پر اشیاء کا ظاہر ہونا اُس کی توجہ پر موقوف ہے۔

☆ مشائخ میں سے ہر ایک کے آئینہ کی دو جہت ہیں اور ہمارے آئینہ کی چھ جہتیں ہیں۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کلمہ قدسیہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آئینہ سے مراد عارف کا قلب ہے جو روح ونفس کے درمیان واسطہ ہے اور دو جہت سے مراد جہت روح اور جہت نفس ہے۔ دوسرے طریقوں کے مشائخ جب مقام قلب پر پہنچتے ہیں تو قلب کی دونوں جہتیں منکشف ہو جاتی ہیں اور دونوں مقامات کے علوم ومعارف جو مناسب قلب ہیں فائض ہوتے ہیں۔ بخلاف حضرت خواجہ قدس سرہ کے طریق کے کہ اُس میں آئینہ قلب کے لیے چھ جہتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کا بیان یوں ہے کہ اس طریقہ عالیہ کے اکابر پر یہ بات منکشف ہو

Marfat.com

گئی ہے کہ لطائف ستہ (نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفی) جو کلیۂ افراد انسانی میں ثابت ہیں وہ تنہا قلب میں بھی متحقق ہیں۔ چھ جہت سے حضرت خواجہ کی مراد لطائف ستہ قلب ہیں۔ پس باقی مشائخ کی سیر ظاہر قلب پر ہے اور مشائخ نقشبندیہ کی سیر باطن قلب میں ہے اور وہ اس سیر سے قلب کے ابطن بطون میں پہنچ جاتے ہیں اور مقام قلب میں ان پر ان چھ لطیفوں کے علوم و معارف جو اس مقام کے مناسب ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔

☆ چالیس سال سے ہم آئینہ داری کرتے ہیں۔ ہمارے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی۔ اس سے حضرت خواجہ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اولیاء اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں، نورِ فراست سے دیکھتے ہیں جو حضرت لایزل نے ان کو عطا کیا ہے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے وہ بے شک صواب و درست ہوتا ہے۔

☆ حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ زمین اِس گروہ کی نظر میں دسترخوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں روئے ناخن کی طرح ہے۔ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ منقول ہے کہ ارشاد مذکورہ کے وقت حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ دسترخوان پر تھے۔ اُسی کی مناسب یہ فرما دیا اور حضرت خواجہ نے ہفت دائرہ ولایت کی نسبت سے فرمایا ہے۔ ورنہ عارف کے دل کی بزرگی کی شرح نہیں ہو سکتی۔

☆ حدیث میں ہے "الکاسب حبیب اللہ" یعنی کسب کرنے والا اللہ کا حبیب ہے۔ اس حدیث میں کسب رضا کی طرف اشارہ ہے، نہ کہ کسبِ دنیا کی طرف۔

☆ جو شخص اپنے تئیں مکمل طور پر خود کو حضرت حق تعالیٰ و تقدس کے سپرد کر دے اُس کا غیر حق جل علیٰ سے التجا کرنا شرک ہے۔ یہ شرک عام لوگوں کے لیے معاف ہے مگر خواص کے لیے معاف نہیں۔

☆ متوکل کو چاہیے کہ اپنے تئیں متوکل خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے۔

☆ حق تبارک و تعالیٰ نے مجھے دنیا کی خرابی دور کرنے کے لیے موجود کیا ہے اور لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت طلب کرتے ہیں۔ اگر اس وجود سے خراب کوئی اور وجود ہوتا تو فقر کے اس خزانہ کو وہاں رکھتے کیونکہ خزانہ ہمیشہ ویرانہ میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

☆ اہل اللہ بار خلق اِس لیے اٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے یا کسی ولی سے ملاقات ہو جائے۔اس لیے کہ کوئی ولی ایسا نہیں کہ حضرت حق کی نظر عنایت اُس کی طرف نہ ہو خواہ وہ ولی اس سے واقف ہو یا نہ ہو۔ پس جو شخص اُس ولی سے ملے گا اُس نظر الٰہی سے اُس کو فیض پہنچے گا۔

☆ تو شمع کی طرح بن، تو شمع کی طرح نہ بن۔ شمع کی طرح بن یعنی تو دوسروں کو روشنی پہنچائے اور شمع کی طرح نہ بن یعنی کہ تو اپنے آپ کو تاریکی میں رکھے۔ مثل مشہور ہے چراغ تلے اندھیرا۔

☆ جس شخص نے کسی روز ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا ہے۔ہم اُس کی شفاعت کریں گے۔

☆ اس راستے میں صاحب غرور و تکبر کا کام نہایت مشکل ہے۔

☆ درویش کو چاہیے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے۔ مشائخ طریقت کا قول ہے کہ جو شخص ایسے حال سے کلام کرتا ہے جو اُس میں نہیں حق تعالیٰ کبھی اُس حال کی سعادت نہ بخشے گا۔

☆ یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے وہ گیند لے جائے مگر ملتی اُسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

☆ حضرت پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعا کی برکت سے مسخ صورت اس امت سے منقطع ہے مگر مسخ باطن باقی ہے۔

اولیاء کو اسرار پر آگاہی دی جاتی ہے لیکن وہ بغیر اجازت کے اُن کو ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ جس کے پاس جو کچھ ہے۔ وہ اُسے چھپاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں وہ شور مچاتا ہے'' اسرار کا چھپانا ابرار کا کام ہے۔

☆ ہم سے جو کچھ خواطر اور اعمال و افعال خلق کے اظہار کی نسبت صادر ہوتا ہے۔اس میں ہم درمیان نہیں یا تو الہام سے ہمیں آگاہ کر دیتے ہیں یا کسی کے واسطہ سے ہم تک پہنچا دیتے ہیں

☆ درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اُس سے ظاہر نہ ہو۔

☆ درویش اہل نقد ہیں (یعنی اولیائے کرام سے کوئی بھلائی کی جائے تو اُس کا صلہ اُسی

Marfat.com

وقت دیتے ہیں) آئندہ پر نہیں چھوڑتے۔

☆ حضرت خواجہ سے سوال کیا گیا کہ کوئی علم منطق پڑھے تو کس نیت سے پڑھے؟ فرمایا کہ حق و باطل میں امتیاز کی نیت سے۔

☆ جس شخص کی قابلیت کا بیضہ مختلف صحبتوں کے سبب سے فاسد ہوگیا اُس کا معاملہ دشوار ہے سوائے اہل تدبیر (اولیاء اللہ) کی صحبت کے جو سرخ گندھک کی طرح کمیاب ہے۔ درست نہیں ہوسکتا۔

☆ خواجہ مسافر خوارزمی کا بیان ہے کہ میں حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہ کی صحبت میں بہت رہا کرتا تھا اور ان کی خدمت کیا کرتا تھا مگر سماع (راگ) کی طرف میرا بہت کم میلان تھا۔ ایک روز میں نے آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کیا کہ قوال و دخاف کو حاضر کریں۔ اور حضرت خواجہ کی مجلس میں سماع میں مشغول ہو جائیں۔ دیکھیں حضرت خواجہ کیا فرماتے ہیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور گانے بجانے والوں کو لے آئے۔ حضرت خواجہ اُس مجلس میں بیٹھے اور کسی طرح منع نہیں فرمایا۔ اخیر میں آپ نے فرمایا کہ ہم یہ کام نہیں کرتے اور انکار بھی نہیں کرتے

☆ بندہ کے اختیار کے ثابت کرنے میں بہت سعادت ہے تاکہ اگر کوئی عمل رضائے حق سبحانہ کے خلاف اُس سے سرزد ہو جائے اور وہ اپنا اختیار سمجھے تو شرم کے مارے عذر و انابت میں مشغول ہو جائے اور اگر رضائے حق تعالیٰ کے موافق اور اپنا اختیار سمجھے تو اس کی توفیق کا شکر کرے

☆ مشائخ کا قول ہے۔ ''مجاز حقیقت کا پُل ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ تمام عبادت ظاہری قولی ہوں یا فعلی مجاز ہیں جب تک سالک ان سے نہ گذرے گا، حقیقت کو نہ پہنچے گا۔

☆ اگر طالب کو اپنے شیخ مقتدا کے معاملہ کوئی مشکل پیش آئے تو چاہیے کہ حتی المقدور صبر کرے اور بے اعتقاد نہ ہو جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی حکمت اُس پر ظاہر ہو جائے اور اگر صبر کی طاقت نہیں اور مبتدی ہو تو شیخ سے دریافت کر لے، اُس کے لیے سوال جائز ہے کیونکہ اپنے شیخ سے بدگمانی اُس کے لیے تباہی ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو تو سوال نہ کرے۔

☆ ماوراء النہر کے بڑے بڑے اہل اللہ میں سے ایک نے حضرت خواجہ سے پوچھا کہ سیر و سلوک سے مقصود کیا ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مقصود معرفت تفصیلی ہے۔ اُس بزرگوار نے

Marfat.com

پھر دریافت کیا کہ معرفت تفصیلی کسے کہتے ہیں؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ معرفت تفصیلی سے مراد یہ ہے کہ حضرت مخبر صادق صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے جو کچھ بطریق اجمال قبول کیا گیا ہے اُسے بطریق تفصیل پہچانا جائے اور دلیل و برہان کے مرتبہ سے کشف وعیاں کے مرتبہ تک رسائی ہو جائے۔

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ جس وقت حق تعالیٰ کسی درویش سے کوئی حال واپس کر لے، وہ کیا کرے؟ فرمایا کہ اگر اُس حال کا کچھ بقیہ باقی ہے تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اُس سے تضرع و نیاز مطلوب ہے پس وہ حق تعالیٰ سے اُس کا سوال کرے اور اگر کچھ بھی باقی نہیں رہا تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اُس سے صبر رضا مطلوب ہے۔

☆ خدا طلبی بلا طلبی ہے۔ احادیث قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''جس نے مجھے دوست رکھا، میں نے اُسے ابتلاء میں ڈالا'' یہ بات ظاہر ہے کہ وظیفہ محبت کو لازم ہے کہ محبّ محبوب کا جویاں ہو۔ محبوب جس قدر زیادہ عزیز ہوتا ہے اُس کی طلب کی راہ میں بلا زیادہ ہوتی ہے اور احادیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے جنابِ رسالتمآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں عرض کیا، ''یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ)! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تو فقر کے لیے تیار رہ۔'' ایک اور شخص نے عرض کیا ''میں خدا کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) نے فرمایا کہ بلا کے لیے تیار رہ۔

☆ حضرت خواجہ سے سوال کیا گیا کہ کرامات کے بارے میں درویش کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کرامتوں کا کیا ذکر جو کچھ ہے کلمہ توحید کی حقیقت کے بارے مقابلہ میں نفی ہے۔ اصحاب کرامت سب کے سب محجوب ہیں اور عارف کرامت کی طرف نظر کرنے سے دور رکھے گئے ہیں۔

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ اہل اللہ کو جو لوگوں کے خطرات و احوال و اعمال کی بصیرت و شناخت ہوتی ہے وہ کہاں سے ہے فرمایا کہ اس نور کی فراست سے ہوتی ہے جو حق تعالیٰ نے اُن کو عطا کیا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ ''تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

☆ لوگوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے کرامت طلب کی آپ نے فرمایا کہ ہماری

Marfat.com

کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے ہم روئے زمین پر چل پھر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ نے فرمایا ہمارے جنازہ کے آگے یہ بیت پڑھنا ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للّٰلہ از جمال روئے تو

☆ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے مکہ معظّمہ میں دو شخصوں کو دیکھا ایک نہایت بلند ہمت دوسرا نہایت پست ہمت، پست ہمت وہ تھا جسے میں نے طواف میں دیکھا کہ خانہ کعبہ کے دروازے کے حلقہ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور ایسی شریف جگہ اور ایسے عزیز وقت میں حق سبحانہ کے سوا کچھ اور مانگ رہا ہے۔ بلند ہمت وہ جوان تھا جسے میں نے بازار منیٰ میں دیکھا کہ کم وبیش پچاس ہزار دینار کا سودا خرید وفروخت کیا اور اس عرصہ میں اس کا دل ایک لمحہ حق سبحانہ سے غافل نہ ہوا۔

☆ ایک شخص نے حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص بیمار ہے اور آپ کے دل مبارک کی توجہ کا طالب ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے خستہ دل کی حاجت اس کے بعد شکستہ دل کی توجہ۔

☆ ہم فضلی ہیں۔ ہم دوسو آدمی تھے جنہوں نے طلب کے کوچہ میں قدم رکھا مگر فضل الٰہی مجھ پر ہوا۔

☆ جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور سمجھا گیا وہ سب غیر ہے اور حجاب ہے حقیقت کلمہ لا سے ،اُس کی نفی کرنی چاہیے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخیر کلمہ قدسیہ کو نقل کر کے یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ''پس کثرت میں وحدت کا شہود بھی شایان نفی ہوا اور جو کچھ شایان نفی ہے۔ وہ اُس جناب قدس سے منتفی ہے۔ حضرت خواجہ کے اس کلام نے مجھے اس شہود سے نکالا ہے اور مشاہدہ ومعائنہ کی گرفتاریوں سے نجات بخشی ہے اور لباس کو علم سے جہل کی طرف اور معرفت سے حیرت کی طرف لے گیا ہے۔ جزاہ اللہ سبحانہ عنی خیر الجزاء۔ میں اس ایک بات سے حضرت خواجہ کا مرید ہوں اور اُن کا غلام ہوں۔

Marfat.com

حق یہ ہے کہ اولیاء میں سے کم ہی کسی نے ایسی عبارت کے ساتھ کلام کیا ہے اور تمام مشاہدات و معاینات کو اس طریق پر نفی کیا ہے۔ اس مقام پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد (''خدا کی معرفت بہاء الدین پر حرام، اگر اُس کی ابتداء بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انتہا نہ ہو'') کی حقیقت تلاش کرنی چاہیے۔ کیونکہ بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باوجود اُس بزرگی کے شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے۔ اور انہوں نے سبحانی کے کوچہ سے قدم باہر نہیں رکھا مگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک کلمہ لا سے بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام مشاہدات کی نفی کر دی اور سب کو غیر حق جل سلطانہ قرار دیا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تنزیہ حضرت خواجہ کے نزدیک تشبیہ ہے۔ اس لیے حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انتہا جو تشبیہ سے آگے نہیں بڑھی ہے، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتداء ہوگی۔ کیونکہ ہدایت تشبیہ سے ہے اور انتہا تنزیہ پر ہے۔ شاید آخر حال میں حضرت بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس نقص کی اطلاع دی گئی کہ وہ مرگ کے وقت فرماتے تھے۔

ترجمہ: ''میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر غفلت سے، اور میں نے
تیری خدمت نہیں کی مگر سستی سے''

وجہ یہ کہ انہوں نے حضور سابق کو غفلت جانا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا حضور نہ تھا بلکہ ظلال میں سے ایک ظل کا اور ظہورات میں سے ایک ظہور کا حضور تھا۔ پس ناچار وہ حضرت جل سلطانہ سے غافل ٹھہرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے۔ ظلال و ظہورات تمام مبادی و مقدمات اور معارج و معدات سے ہیں اور جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں مطابق واقع ہے۔ کیونکہ ابتداء سے ان کی توجہ احدیت صرف کی طرف ہوتی ہے اور اسم و صفت سے بجز ذات اُن کی مراد نہیں ہوتی۔ اس طریقہ عالیہ کے مبتدیوں کو یہ دولت بطریق انعکاس شیخ مقتدا سے جو اس کمال سے مشرف ہو حاصل ہوتی ہے۔ خواہ وہ مبتدی جانیں یا نہ جانیں۔ پس ناچار دوسرے طریقوں کے کامل مشائخ کی نہایت اِن بزرگوں کی بدایت میں مندرج ہوگی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ العزیز

وصال : 20رجب802ہجری مزاراقدس : نوجفائیاں،ازبکستان

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفیہ اول اور داماد تھے۔آپ کا نام نامی محمد بن محمد البخاری تھا۔آپ بچپن ہی سے فقیری کی طرف مائل تھے۔والد کی وفات کے بعدان کے ترکہ کی طرف مائل نہ ہوئے بلکہ حصول علم میں مصروف رہے۔حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی جب بالغ ہوئی تو آپ خود قصر عارفاں سے چل کرشہر میں حضرت علاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ان کے مدرسے میں تشریف لائے دیکھا کہ وہ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف ہیں اورایک پکی اینٹ تکیہ کے طور پر سر کے نیچے رکھی ہے۔آپ نے خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ میری ایک بیٹی ہے جوآج ہی بالغ ہوئی ہے۔اگرتم رشتہ قبول کروتو میں تمہاری اس سے شادی کردوں۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ یہ اس کمترین کے لیے بڑا باعث سعادت ہےلیکن میرے پاس دنیاوی اسباب میں سے کچھ نہیں جس سے میں خرچہ کے اخراجات پورے کر سکوں۔فرمایا میری بیٹی ہی تیرے لیے رزق ہے۔تجھے غیب سے رزق ملتا رہے گا۔اس کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کردیا۔نکاح کے بعد حضرت خواجہ علاؤالدین حضرت شاہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقت سیکھنے میں مشغول ہوگئے۔حضرت نے ان کی خاندانی رعونت ختم کرنے کے لیے حکم دیا کہ ایک ٹوکری میں سیب رکھ کر بیچا کرواور رزق حلال کماؤ۔خواجہ صاحب نے یہ حکم خوشی سے قبول کیا اورٹوکری سر پر

Marfat.com

رکھ کر بازار میں سیب بیچنے لگے۔کافی عرصہ یہ عمل جاری رہا حتیٰ کہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت و نیابت سے نوازا جس کے بعد آپ مخلوق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہو گئے۔آپ کا مزار مبارک نوجفائیاں میں واقع ہے۔

ارشاداتِ عالیہ

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے وہ کلمات قدسیہ جمع کئے ہیں۔جو حضرت خواجہ علاؤالدین قدس سرہ نے مجالس صحبت میں ارشاد فرمائے ہیں ان میں سے بعض تبرکاً ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

1)۔ ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کی پوری نفی اور عالم ارواح و عالم حقیقت کی طرف توجہ تام ہے اور سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار و کسب سے ان تعلقات سے جو موانع راہ ہیں گزر جائے اور ان تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرے۔جس تعلق سے گزر جائے وہ علامت ہے اس امر کی کہ وہ تعلق گزر مانع نہیں اور غالب نہیں آیا اور جس تعلق میں وہ ٹھہر جائے اور اس سے اپنی دل بستگی پائے۔تو جان لے کہ وہ تعلق اس کے راستے کا مانع ہو گیا ہے۔اس کے قطع کی تدبیر کرے ہمارے حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو ازروئے احتیاط فرمادیتے کہ یہ فلاں شخص کا ہے اور بطور عاریت پہنتے۔

2)۔ مرشد کے ساتھ تعلق اگرچہ حقیقت میں غیر ہے اور آخر میں اس کی بھی نفی کرنی چاہیے۔ مگر ابتدا میں یہ تعلق وصول کا سبب ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے ہر طرح سے مرشد کی خوشنودی طلب کرنی چاہئیے۔

3)۔ بڑے بڑے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا ارشاد ہے۔اَلتَّوفِیقُ مَعَ السَّعیِ (توفیق کوشش کے ساتھ ہے)۔اسی طرح مرشد کی روحانیت کی مدد طالب کے لئے بقدر کوشش طالب کے ہوتی ہے۔جو شیخ مقتدا کے امر سے ہو۔بغیر اس کوشش کے مرشد کی مدد کو بقا نہیں کیونکہ طالب کی طرف شیخ کی توجہ چند روز سے زیادہ باقی نہیں رہتی۔

4)۔ جب ملک الموت طالب سے پوشیدہ و فراموش ہو جائے تو یہ مرتبہ فنا ہے اور جب

Marfat.com

سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ فناء فنا ہے۔

5)۔ جباری کی صفت کے دیکھنے سے مقصود تضرع وزاری اور توجہ وانابت کی صفت کا ظہور ہے اور اس دید کی صحت کی نشانی مناجات کی طرف مائل ہونا ہے۔ نہ کہ خرافات کی طرف

" فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا "

ترجمہ: ''پس جی میں ڈالی اُس کے بدکاری اُس کی اور پرہیز گاری اُس کی''۔ (سورہ شمس)

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب رضا کا ارادہ ومیلان دیکھے تو شکر کرے اور اسی پر چلے۔ اور جب عدم رضا کا ارادہ ومیلان دیکھے تو تضرع کرے اور حق سبحانہ کی طرف رجوع کرے اور استغناء کی صفت سے ڈرے۔

6)۔ خدا تعالیٰ کی سابقہ عنایت ازلی کا خیال کرنا چاہیے اور اُس عنایتِ بے علت کی امید واری سے اور اس عنایت کی طلب سے ایک لحظہ غافل نہ ہونا چاہیے اور اپنے تئیں استغناء سے بچانا چاہئے اور حق سبحانہ کی تھوڑی چیز کو بڑا سمجھنا چاہئے اور استغنائے حقیقی کے ظہور سے ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہیے۔

7)۔ ولایت جب ثابت ہوتی ہے کہ سالک کو اوصاف حیوانی کے ساتھ نہ چھوڑیں کہ اگر کوئی قصور سرزد ہو تو باز پرس ہو۔

" اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ "

''آگاہ رہو کہ خدا کے دوستوں کے لئے کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

﴿سورۃ یونس﴾

فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو سابقہ اوصاف حیوانی کے ظہور کا خوف نہیں کیونکہ مشائخ کا ارشاد ہے ''اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ اِلٰی اَوْصَافِهٖ'' ''یعنی صاحب فناء اپنے اوصاف کی طرف نہیں لوٹایا جاتا۔

8)۔ مشائخ کبار قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کے مزارات سے زیارت کرنے والا اُسی قدر فیض لے سکتا ہے جس قدر اُس نے اُس بزرگ کی صفت کو پہچانا ہے اور اُس صفت کی طرف متوجہ اور اُس میں مستغرق ہوا ہے اگرچہ مزارات مقدسہ کی زیارت میں ظاہری قرب کا بہت اثر ہے لیکن

Marfat.com

حقیقت میں ارواح مقدسہ کی طرف توجہ کے لئے ظاہری دوری مانع نہیں ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو وارد ہے کہ صَلُّوْا عَلَیَّ حَیْثُمَا کُنْتُمْ (تم مجھ پر درود بھیجو جہاں کہیں تم ہو) یہ اس امر کا بیان اور دلیل قاطع ہے اور اُس توجہ اور اس زیارت میں اہل قبور کی صفت کو پہچاننے کے مقابلہ میں اُن اہل قبور کی مثالی صورتوں کا مشاہدہ چنداں وقعت نہیں رکھتا۔ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ فرماتے تھے کہ خالق سبحانہ کا مجاور ہونا مخلوق کی مجاورت سے احق واولیٰ ہے۔ اور آپ اکثر یہ بیت پڑھا کرتے تھے؛

توتا کے گور مرداں را پرستی
بگرو کار مرداں گرد و رستی

اکابر دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات کی زیارت سے مقصود یہ ہونا چاہئے کہ توجہ حق سبحانہ کی طرف ہو اور اس برگزیدۂ حق کی روح کو خدا کی طرف کمال توجہ پیدا کرنے کا وسیلہ بنائے۔ مخلوق کے ساتھ تواضع کی حالت میں چاہئے کہ اگرچہ ظاہر میں تواضع مخلوق کے ساتھ ہو مگر حقیقت میں خالق عزوجل کے ساتھ ہو کیونکہ مخلوق کے ساتھ تواضع اُس وقت پسندیدہ ہے کہ خالص خدائے عزوجل کے لئے ہو بدیں معنی کہ مخلوق کو خالق کی قدرو حکمت کے آثار کا مظہر سمجھے ورنہ یہ تصنع ہے نہ کہ تواضع۔

9)۔ مراقبہ کا طریق نفی واثبات کے طریق سے اعلیٰ اور اقرب بجذبہ الٰہیہ ہے۔ مراقبہ سے وزارت اور ملک وملکوت میں تصرف کے مرتبہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ خطرات سے آگاہی اور دوسرے پر بخشش کی نظر سے دیکھنا اور اُسکے باطن کو منور کرنا دوام مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے اور مراقبہ کے ملکہ سے جمعیت خاطر کا دوام اور دلوں میں قبولیت کا دوام حاصل ہوتا ہے۔ اِس حالت کو جمع وقبول کہتے ہیں۔

10)۔ خاموشی تین صفتوں سے خالی نہ ہونی چاہئے خطرات کی نگہداشت یا دل کے ذکر کا مطالعہ جو ہو گیا ہو یا ان حالات کا مشاہدہ جو دل پر گزرتے ہیں۔

11)۔ خطرات مانع نہیں ان سے بچنا دشوار ہے۔ خطرات کا روکنا بڑا کام ہے۔ بعضوں کی رائے ہے کہ خطرات کا کچھ اعتبار نہیں لیکن خطرہ کو متمکن نہ ہونے دینا چاہئے کیونکہ اس کے متمکن

Marfat.com

ہونے سے فیض کی انتڑیوں میں سدّہ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے ہمیشہ باطن کے حالات کی جستجو چاہئے اور حضور یا غیبت میں مرشد کے حکم سے سانس لے کر اپنے آپ کو خالی کرنا بظاہر اُن خطرات کی نفی کے لئے ہے جو باطن میں متمکن ہو گئے ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہر معنی ایک صورت کے لباس میں ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ہر وقت اپنے تئیں ان خطرات و موانع سے جو متمکن ہو گئے ہوں سانس لے کر خالی کرنا چاہئے۔

12)۔ اپنے آپ سے غیب اور حق سبحانہ کے ساتھ حضور بقدر عشق کے ہوتا ہے اور افراط محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ عشق جس قدر زیادہ ہوتا ہے اُسی قدر عاشق کو اپنے آپ سے غیبت اور معشوق کے ساتھ حضور زیادہ ہوتا ہے۔

13)۔ اِس زمانہ میں وجوہ معاش میں سے تجارت کی نسبت زراعت اور باغبانی حلّیت (حلال ہونے) سے اقرب ہے۔

14)۔ اہل اللہ کی صحبت میں ہمیشہ رہنا عقل معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔

15)۔ صحبت سنت موکدہ ہے۔ ہر روز یا ہر دوسرے روز اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اگر ظاہری دوری کا اتفاق ہو تو ہر مہینے یا ہر دوسرے مہینے اپنے ظاہری و باطنی حالات کو خطوں کے ذریعہ سے عرض کرنا چاہئے اور اپنے مکان میں ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہئے تا کہ غیبت کلی واقع نہ ہو۔

16)۔ مرض موت میں آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رسم و عادت کو چھوڑو اور رسمِ خلق کے خلاف کرو اور ایک دوسرے سے اتفاق رکھو۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت بشریت کی عادات و رسوم کے اُٹھا دینے کے لیے تھی۔ تم ایک دوسرے کی مدد و تائید کرو اور تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو۔ جہاں تک ہو سکے عزیمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو اہل اللہ کی صحبت سنت موکدہ ہے۔ اس سنت پر خصوصاً و عموماً ہمیشگی کرو اور صحبت کو ہرگز ترک نہ کرو۔ اگر تم امور مذکورہ پر استقامت اختیار کرو گے تو اس استقامت سے تمہیں وہ حاصل ہو گا جو میری تمام عمر کا حاصل ہے اور تمہارے حالات ترقی پر ہوں گے اور اگر تم ان وصیتوں پر عمل نہ کرو گے تو پریشان ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ العزیز

ولادت : 762ھ ہجری بمطابق 1360ء
بمقام : چرخ، نزد غزنی، افغانستان
وصال : 5 صفر 851 ہجری
بمطابق 1447ء
مزار اقدس: بلغنور ، ازبکستان

آپ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب واحباب میں سے ہیں۔ آپ غزنی کے قریب موضع چرخ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے جامع ہرات اور کچھ عرصہ مصر میں تعلیم حاصل کی۔ جب حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ارادت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے۔ آج رات استخارہ کریں گے اگر تجھے قبول کر لیا گیا تو ہم بھی قبول کر لیں گے۔ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ آیا قبول بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ علی الصبح، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تبسم فرمایا جس سے میں سمجھ گیا کہ مجھے قبول کر لیا گیا ہے اس کے بعد مجھے بیعت کیا اور طریقت کی تلقین کی۔ کچھ مدت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گزاری اور اس کے بعد آپ نے سفر کی اجازت عنایت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہم سے ملا ہے وہ بندگان خدا کو پہنچانا اور تین مرتبہ یہ فرمایا؛ ''تجھ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں'' حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد کافی عرصہ تک آپ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم یاد آیا کہ ہم سے جو ملا ہے وہ مخلوق خدا کو پہنچانا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق آپ مخلوق خدا کی رہبری کے کام میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے 851 ہجری میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار اقدس قصبہ بلغنور میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

☆ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ، شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ملک مصر میں مولانا شہاب الدین سیرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ہم سبق رہے ہیں۔ ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل رکھتے ہیں اور اس بارے میں اہتمام تمام رکھتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا، ہاں درست ہے۔ پھر آپ ایک ساعت بیخود ہو گئے آپ کا طریقہ یہ تھا کہ ساعت بساعت بیخود ہو جایا کرتے تھے۔ جب ہوش میں آئے تو آپ نے یہ بیت پڑھا۔

چوں غلام آفتابم ہم از آگتاب گویم
نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

☆ فرماتے تھے کہ شہر ہرات کے اوقاف میں سے تین جگہ کے سوا کوئی چیز نہیں کھا سکتے۔ یعنی حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کی خانقاہ، خانقاہ ملک میں اور مدرسہ غیاثیہ میں۔ ان تینوں کے سوا کوئی اور جگہ کہ جہاں وقف میں شک نہ ہو، نہیں ہے۔ اسی واسطے ماوراء النہر کے اکابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے اپنے مریدوں کو ہرات کے سفر سے منع کیا ہے کیونکہ وہاں حلال کم ہے جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عالم سفلی کی طرف رغبت قہقری (سابقہ حالت کی طرف لوٹنا) کرتا ہے۔ اور صراط مستقیم کے سلوک سے منحرف ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ ''تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا، اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا''۔

☆ ایک دفعہ میں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، آپ کو قیامت میں کس عمل سے پاؤں؟ فرمایا شریعت پر عمل کرنے سے۔

☆ درویش کے لئے سوائے لقائے مولیٰ، کوئی چیز مطلوب نہیں ہونی چاہئے تا کہ رب تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا کما حقہ، مشاہدہ کر سکے۔

Marfat.com

☆ صادق اور عاشق لوگوں کی صحبت اختیار کرو تا کہ تم بھی ویسے ہو جاؤ۔

صحبت مردانت از مرداں کند
ابر گریاں باغ راخندہ کند
با عاشقاں نشیں ہم عاشقی گزیں
با آنکہ نیست عاشق یکدم مشو قریں

☆ اس فقیر کا سترہ سالہ نوجوان پسر بقضائے الٰہی فوت ہوا۔ ماشاء اللہ صاحب حسن و جمال بے شمار ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ طبیعت پر ملال گزرا۔ جب اسکی قبر پر متوجہ ہوا تو بخاطر از روحانیت یہ شعر نظر سے گزرا۔

بادو قبلہ درہ مقصود نتواں رفت راست
یا رضائے دوست بایدیا ہوائے خویشتن

☆ اس سے جوڑ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اور کٹے۔

☆ جب خدائے پاک کی عنایت سے اس فقیر کا دل حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ' کی صحبت کی طرف کھنچا۔ میں بخارا میں آپ کی خدمت کرتا اور حضرت کے کرم عمیم سے توجہ پاتا تھا۔ یہاں تک کہ ہدایت صمدیت سے مجھ کو یقین حاصل ہوا کہ آپ مخصوص اولیاء اللہ سے ہیں۔ اور کامل و مکمل ہیں۔ اشارات غیبی اور بہت سے واقعات کے بعد میں نے کلام الٰہی سے تفاول کیا تو یہ آیت نکلی، اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدَاھُمُ اقْتَدِہْ (سورہ انعام، ۹۰) یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔ پس تو بھی ان کی ہدایتوں کی پیروی کر

☆ بندہ کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام سے اپنا خاص حصہ حاصل کرے اور اس پر عمل کرے تا کہ اس اسم الٰہی کا مظہر بن جائے۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ صاحب تصانیف بھی ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کے اخیر دو پاروں کی تفسیر لکھی ہے جس کے مطالعہ سے بڑا ذوق شوق پیدا ہوتا ہے۔ رسالہ انسیہ بھی آپ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے حالات درج کئے ہیں۔

Marfat.com

خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز

ولادت : رمضان المبارک 806 ہجری، 1404ء بمقام : باغستان نزد تاشقند از بکستان

وصال : 29 ربیع الاول 895 ہجری، 1490ء مزار اقدس : نوجفائیاں از بکستان

آپ کا نام مبارک عبید اللہ ہے۔ ناصر الدین لقب ہے کیونکہ آپ سے دین اسلام کو نصرت پہنچی۔ احرار بھی آپ کا لقب ہے۔ جو اصل میں خواجہ احرار ہے۔ چونکہ آپ کے اسم گرامی کے معنے میں چھٹائی پائی جاتی ہے اس لئے اس کے تدارک کے لئے آپ کو خواجہ احرار بالا ضافت لقب دیا گیا۔ اس لقب میں آپ کی بڑی منقبت ہے۔ کیونکہ اہل اللہ کے نزدیک حُر (واحد احرار) اُسے کہتے ہیں جو عبودیت کی حدود کو بدرجہ کمال قائم کرے اور اغیار کی غلامی سے نکل جائے۔

آپ باغستان میں، جو تاشقند کے مضافات سے ہے، ماہ رمضان ۸۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ تولد کے بعد چالیس دن تک ایام نفاس میں آپ نے اپنی ماں کا دودھ نہ پیا۔ جب اُنہوں نے نفاس سے پاک ہو کر غسل کیا تو پینا شروع کیا۔ لڑکپن ہی سے رشد و سعادت کے آثار اور قبول و عنایت الٰہیہ کے انوار آپ کی پیشانی میں نمایاں تھے۔ تین چار سال کی عمر ہی سے نسبت آگاہی حق سبحانہ تعالیٰ حاصل تھی۔ طفولیت میں مکتب میں آمد و رفت رکھتے مگر دل پر وہی نسبت غالب تھی۔ بچپن میں مزارات مشائخ پر حاضر ہوتے۔ جب سن بلوغ کو پہنچے تو تاشقند کے مزارات پر جو ایک دوسرے سے فاصلہ پر واقع ہیں پھرا کرتے اور بعض دفعہ ایک ہی رات میں تمام مزارات کا گشت کر آتے۔ آپ کے ماموں خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کو آپ کی تعلیم کا بڑا خیال تھا۔ اسی غرض

Marfat.com

سے وہ آپ کو بائیس سال کی عمر میں تاشقند سے سمرقند لے گئے۔ مگر شغل باطنی کا غلبہ علم ظاہری کی تحصیل سے مانع رہا۔ خواجہ فضل اللہ ابواللیثی جو سمرقند کے اکابر علماء سے تھے فرماتے تھے کہ ہم خواجہ عبید اللہ کے باطن کے کمال کو نہیں جانتے مگر اتنا جانتے ہیں کہ انہوں نے بحسب ظاہر علوم رسمی سے بہت کم پڑھا ہے اور ایسا دن کم ہوگا کہ وہ تفسیر قاضی بیضاوی میں ہمارے سامنے کوئی نکتہ پیش کریں اور ہم سب اس کے حل سے عاجز نہ آئے ہوں۔ بائیس برس کی عمر سے انتیس برس کی عمر تک آپ سفر ہی میں رہے۔ اس عرصہ میں آپ کو بہت سے مشائخ زمانہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ چنانچہ سمرقند میں آپ اکثر، مولانا نظام الدین خلیفہ حضرت علاء الدین عطار قدس سرہٗ کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپکی تشریف آوری سے پہلے ایک روز مولانا نے مراقبہ کے بعد نعرہ مارا جب سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا مشرق کی طرف سے ایک شخص نمودار ہوا جس کا نام خواجہ عبید اللہ ہے۔ اُس نے تمام روئے زمین کو لے لیا۔ وہ عجیب بزرگ شخص ہے۔ سمرقند کے قیام میں ایک روز آپ مولانا کے ہاں سے جو نکلے تو ایک بزرگ نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے؟ مولانا نے فرمایا، وہ خواجہ عبید اللہ ہیں۔ عنقریب دنیا کے سلاطین ان کے زیر اثر ہوں گے۔

سمرقند ہی میں آپ حضرت سید قاسم تبریزی کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ وہاں سے بخارا کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ایک ہفتہ شیخ سراج الدین کلال پرسی خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہما کی صحبت میں رہے۔ بخارا میں پہنچ کر مولانا حسام الدین شاشی کی زیارت کی جو سید امیر حمزہ بن سید امیر کلال کے خلیفہ اوّل تھے۔ اور خواجہ بزرگ کے خلیفہ خواجہ علاء الدین غجدوانی کی خدمت میں بہت دفعہ حاضر ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے خراسان کا سفر اختیار کیا اور مرو کے راستے ہرات میں آئے۔ ہرات میں آپ نے چار سال قیام کیا۔ اس عرصہ میں آپ اکثر سید قاسم تبریزی اور شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہما کی صحبت میں رہے اور کبھی کبھی شیخ زین الدین خوافی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

ہرات میں آپ نے ایک سوداگر سے حضرت خواجہ یعقوب چرخی کے فضائل سُنے۔ اس لئے وہاں سے اُن کی صحبت کی نیت سے بلخ کے راستے حصار کی طرف متوجہ ہوئے۔ بلخ میں مولانا

Marfat.com

حسام الدین پارسا خلیفۂ خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ کے مزار کی زیارت کے لئے چغانیاں پہنچے اور چغانیاں سے بلفتو میں مولانا یعقوب چرخی کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کا قصہ آپ خود یوں بیان فرماتے ہیں۔

''جب میں ولایت چغانیاں میں پہنچا تو بیمار ہو گیا اور بیس روز تپ لرزہ آتا رہا۔ اس عرصہ میں چغانیاں کے بعضے لوگوں نے مولانا یعقوب چرخی کی بہت غیبت کی۔ بیماری کے دنوں میں ایسی پریشان کن باتوں کے سننے سے مولانا کی ملاقات کے ارادے میں بڑا فتور واقع ہوا۔ آخر کار میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو اس قدر دور فاصلہ سے آیا ہے۔ یہ اچھا نہیں کہ تو ان سے ملاقات نہ کرے۔ میں روانہ ہو گیا اور ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ بڑی عنایت سے پیش آئے اور ہر طرح کی باتیں کیں لیکن دوسرے روز جو میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت غصہ ہوئے اور سختی و درشتی سے پیش آئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ان کے غصہ کا سبب غیبت کا سننا اور تیرے ارادے میں فتور کا آنا ہو گا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ لطف سے پیش آئے اور بہت توجہ عنایت فرمائی اور حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ سے اپنی ملاقات کا حال بیان فرما کر اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا کہ بیعت کر چونکہ ان کی پیشانی مبارک پر کچھ سفیدی مشابہ برص تھی جو طبیعت کی نفرت کا موجب ہوتی ہے اس لئے میری طبیعت ان کے ہاتھ پکڑنے کی طرف مائل نہ ہوئی۔ وہ میری کراہت کو سمجھ گئے اور جلدی اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ قریب تھا کہ بیخود ہو کر آپ سے لپٹ جاؤں۔ آپ نے دوسری دفعہ اپنا دست مبارک بڑھایا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس نے تیرا ہاتھ پکڑا اُس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ کا ہاتھ پکڑ لو۔ میں نے بلا توقف مولانا یعقوب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حسب طریقہ حضرات خواجگان مجھے شغل نفی و اثبات جس کو وقوف عددی کہتے ہیں سکھایا اور فرمایا کہ جو کچھ ہم کو حضرت خواجہ بزرگ سے پہنچا ہے یہی ہے۔ اگر تم بطریق جذبہ طالبوں کی تربیت کرو تو تمہیں اختیار ہے''۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ مولانا کے بعض اصحاب نے آپ سے پوچھا کہ جس طالب کو آپ نے اس وقت طریقہ کی تعلیم دی اُس کی نسبت کس طرح آپ نے فرمادیا کہ تمہیں اختیار ہے چاہو بطریق جذبہ تربیت کرو اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ طالب کو مرشد کے پاس اس طرح آنا چاہئے کہ سب چیزیں تیار ہوں صرف اجازت کی دیر ہو۔ مولانا جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ مولانا یعقوب فرماتے تھے کہ جو طالب کسی بزرگ کی صحبت میں آنا چاہے اُسے خواجہ عبید اللہ کی طرح آنا چاہئے کہ چراغ اور تیل بتّی سب تیار ہے صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے۔ خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے تھے کہ جب میں نے مولانا یعقوب سے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھ سے حضرات خواجگان کے تمام طریقے بیان فرمادیئے۔ جب طریق رابطہ کی نوبت پہنچی تو فرمایا کہ اس طریقہ کی تعلیم میں دہشت نہ کھانا اور صرف استعداد والوں کو بتانا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ مولانا یعقوب کی خدمت سے رخصت پاکر پھر ہرات میں آئے اور کم وبیش ایک سال وہاں رہے۔ بعدازاں انتیس سال کی عمر میں وطن مولوگ کی طرف مراجعت فرمائی۔ اور تاشقند میں مقیم ہوکر زراعت کا کام ایک شخص کی شراکت میں شروع کیا۔ دونوں ایک جوڑی بیل سے کھیتی کا کام کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زراعت میں بڑی برکت دی۔ آپ کے مال ومتال اور گلہ ومویشی اور اسباب واملاک اندازہ کی حد سے زائد تھے مگر یہ سب درویشوں کے لئے تھے۔

کرامات:

حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمت سے مراد دل کا ایک امر پر اس طرح جمع کرنا ہے کہ اُس کا خلاف دل میں نہ آئے۔ ایسی ہمت سے مراد مختلف نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں کہ اوائل جوانی میں جب کہ ہم مولانا سعد الدین کاشغری کے ساتھ ہرات میں تھے اور دونوں سیر کیا کرتے تھے۔ تو کبھی کُشتی لڑنے والوں کے اکھاڑہ میں جا پہنچتے اور اپنی قوتِ توجہات کا امتحان کرتے۔ دو پہلوانوں میں سے ایک کی طرف توجہ مبذول کرتے تو وہ غالب آتا پھر مغلوب کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ غالب ہو جاتا اس طرح کئی بار اتفاق ہوا۔ مقصود یہ تھا کہ معلوم

Marfat.com

ہو جائے کہ ہمت کی تاثیر کس درجہ پر پہنچی ہے۔

مولانا ناصر الدین احرار جو حضرت عبید اللہ احرار کے خادموں میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے واقعہ میں دیکھا تھا کہ آپ کی مدد سے شریعت کو تقویت پہنچے گی۔ آپ کے مبارک دل میں آیا کہ یہ بات سلاطین کی مدد کے بغیر حاصل نہ ہو گی۔ اس غرض سے آپ سمرقند کی طرف آئے۔ اُس وقت میرزا عبداللہ سمرقند کا حاکم تھا۔ میں اُس سفر میں آپ کی خدمت میں تھا۔ جب آپ سمرقند پہنچے تو میرزا عبداللہ کا ایک امیر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہاں آنے سے ہماری غرض تمہارے میرزا سے ملاقات ہے۔ اگر تمہارے ذریعہ سے یہ کام ہو جائے تو خوب ہے۔ اُس امیر نے بے ادبی سے جواب دیا کہ ہمارا میر لاپرواجوان ہے۔ اُس سے ملاقات مشکل ہے۔ درویشوں کو ایسی باتوں سے کیا مطلب آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ ہم کو سلاطین کی ملاقات کا حکم ہوا ہے۔ ہم اپنے آپ نہیں آئے اگر تمہارا امیر پروا نہیں کرتا تو دوسرا لایا جائے گا جو پروا کرے گا۔ جب وہ امیر چلا گیا تو آپ نے اُس کا نام سیاہی سے اس مکان کی دیوار پر لکھا اور اپنے لعاب سے مٹا دیا اور فرمایا کہ ہمارا کام اس بادشاہ اور اس کے امیروں سے نہیں چل سکتا اور اُسی روز تاشقند کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ امیر مر گیا اور ایک مہینے کے بعد سلطان ابوسعید اطراف ترکستان سے ظاہر ہوا اور اُس نے میرزا عبداللہ پر حملہ کر کے اُسے (۸۵۵ھ میں) قتل کر ڈالا۔

مولانا شیخ ابوسعید جو میرزا شاہ رخ کے زمانہ میں نہایت خوبصورت جوان تھے بیان کرتے ہیں کہ جوانی میں ایک بار ایک خوبصورت عورت سے اتفاقاً میری ملاقات ہو گئی۔ وہ میرے مکان میں آ گئی۔ میں نے چاہا کہ خلوت میں اُس سے بات چیت کروں اس اثنا میں ناگاہ میں نے حضرت خواجہ کی آواز سنی کہ فرماتے ہیں۔ ابوسعید! چہ کارے کنی؟۔ یہ سن کر میری حالت بدل گئی اور میرے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور میرے اعضا میں رعشہ پیدا ہو گیا میں نے اُٹھ کر فوراً اُس عورت کو اپنے مکان سے نکال دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت تشریف لائے۔ جب آپ کی نظر

Marfat.com

مجھ پر پڑی تو فرمانے لگے کہ اگر حق تعالیٰ کی توفیق تیری یاوری نہ کرتی تو شیطان تجھ کو برباد کر دیتا

خواجہ کلاں فرماتے ہیں کہ حضرت کا ایک خادم سمرقند کو جا رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمارے واسطے سمرقند سے چند ڈبے خالص شہد کے لانا۔ وہ سمرقند سے کئی مہر بند ڈبے شہد سے بھر کر روانہ ہوا۔ اتفاقاً بازار سمرقند میں کسی کام کے لئے ایک بزاز کی دکان پر ٹھہر گیا اور اُس نے شہد کے ڈبوں کو اپنے سامنے رکھ لیا۔ ناگاہ ایک خوبصورت مست عورت جو اس بزاز کی آشنا تھی وہاں آئی اور دکان کے ایک طرف بیٹھ کر بزاز سے باتیں کرنے لگی اس خادم نے دو تین بار نظر حرام سے اس عورت کو دیکھا۔ پھر وہ ڈبوں کو اُٹھا کر تاشقند لے آیا۔ جب وہ حضرت کے دولت خانہ پر پہنچا تو آپ جنگل تشریف لے گئے تھے۔ اُس نے آپ کے پیچھے جانا چاہا۔ اتنے میں حضرت تشریف لے آئے اس نے وہ ڈبے پیش کئے۔ جب حضرت کی نظر ان ڈبوں پر پڑی تو خفا ہو کر فرمایا کہ ان ڈبوں سے شراب کی بو آتی ہے۔ اے بد بخت! میں نے تجھ سے شہد لانے کو کہا تھا تو میرے واسطے شراب لے آیا۔ خادم نے عرض کیا کہ میں تو شہد لایا ہوں لیکن جب ڈبوں کو کھولا گیا تو اس میں سے حضرت خواجہ کے ارشاد کے مطابق شراب ہی برآمد ہوئی، یعنی غیر محرم عورت کی طرف نظر بد کرنے کی وجہ سے شہد شراب میں تبدیل ہو گیا۔

وفات :

آپ کی تاریخ وفات شب شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہے شام کے قریب جب آپ کا نفس شریف منقطع ہونے لگا۔ تو مکان میں بہت سی شمعیں روشن کی گئیں جن سے وہ مکان نہایت روشن ہو گیا۔ اس حال میں اچانک دیکھا گیا کہ آپ کے دو ابرو ے مبارک کے درمیان سے ایک نور چمکتی بجلی کی طرح نمودار ہوا۔ جس کی روشنی نے شمعوں کے نور کو مات کر دیا۔ حاضرین نے اس نور کا مشاہدہ کیا بعد ازاں آپ کا وصال ہو گیا۔ اور محلّہ خواجہ کفشیر دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد بزرگوار نے آپ کے مرقد مبارک پر عالیشان عمارت تعمیر کر دی اور قبر مبارک کو نہایت عمدہ بنایا۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

آپ سے پوچھا گیا کہ پیر کون ہے؟ تو فرمایا پیر وہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ کا پسندیدہ نہیں وہ اس میں نہ رہا ہو اور جو کچھ آپ کا پسندیدہ ہے وہ اس میں رہ گیا ہو بلکہ وہ اور اس کی خواہش تمام اس سے گم ہو گئی ہو اور وہ آئینہ ہو گیا ہو کہ جس میں سوائے نبی ﷺ کے اخلاق واوصاف کے کچھ نظر نہ ہو اس مقام میں وہ صفات نبوی ﷺ سے متصف ہونے کے سبب سے حق سبحانہ کے تصرف کا مظہر ہو جاتا ہے اور تصرف الٰہی سے اصحاب استعداد کے باطن میں تصرف کرتا ہے۔

☆ مرید وہ ہے کہ ارادت کی آگ کی تاثیر سے اس کی خواہش جل گئی ہو اور اس کی مرادوں میں سے کچھ نہ رہا ہو اور اپنے دل کی بصیرت سے پیر کے آئینہ میں مراد کا جمال دیکھ کر اس نے سب قبلوں سے منہ پھیر لیا ہو اور پیر کا جمال اس کا قبلہ ہو گیا ہو اور پیر کی بندگی میں آزادی سے فارغ ہو کر سوائے پیر کے آستانہ کے اپنے سر نیاز کو کہیں خم نہ کرتا ہو اور سب سے منہ پھیر کر اپنی سعادت پیر کی قبولیت میں اور اپنی شقاوت پیر کے ردّ میں سمجھتا ہو۔ بلکہ نیستی کا خط وجود کی پیشانی پر کھینچ کر وجود غیر کے شعور کے تفرقہ سے رہائی پا گیا ہو۔

☆ ارباب جمیعت کی صحبت مانگنی چاہئے کیونکہ اس کے ضمن میں تمام سعادتیں حاصل ہیں

☆ اگر تجھ سے پوچھا جائے کہ توحید کیا ہے۔ تو جواب دے کہ غیر حق سبحانہ کی آگاہی سے دل کا آزاد کرنا توحید ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ وحدت کیا ہے تو جواب دے کہ غیر حق سبحانہ کے وجود کے علم وشعور سے دل کی خلاصی وحدت ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ اتحاد کیا ہے۔ تو جواب دے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی ہستی میں استغراق اتحاد ہے اگر پوچھا جائے کہ سعادت کیا ہے تو جواب دے کہ اللہ تعالیٰ کی دید کے ساتھ خودی سے خلاصی سعادت ہے اگر پوچھا جائے کہ شقادت کیا ہے تو جواب دے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے خودی میں رہنا اور حق سے باز رہنا شقادت ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ وصل کیا ہے تو جواب دے کہ وجود حق سبحانہ کے نور کے شہود کے ساتھ اپنے آپ کا

Marfat.com

نسیان وصل ہے۔اگر پوچھا جائے کہ فصل کیا ہے تو جواب دے کہ دل کا غیر حق سبحانہ سے جدا کرنا فصل ہے۔اگر پوچھا جائے کہ سُکر کیا ہے تو جواب دے کہ ایسے حال کا دل پر ظاہر ہونا کہ دل اس چیز کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جس کا اس حال سے پہلے واجب تھا۔

فرمایا)۔ اگر تمام احوال اور مواجید ہمیں عطا کئے جائیں اور ہمیں اہل سنت و جماعت کے عقائد سے آراستہ نہ کیا جائے۔تو ہم اسے بجز خرابی کچھ نہیں سمجھتے۔اور اگر تمام خرابیاں ہم پر جمع کی جائیں اور اہل سنت و جماعت کے عقائد سے سرفراز فرمایا جائے تو ہمیں کچھ ڈر نہیں۔

☆ ہماری زبان دل کا آئینہ ہے۔اور دل روح کا آئینہ ہے۔اور روح حقیقت انسانی کا آئینہ ہے اور حقیقت انسانی حق سبحانہ وتعالیٰ کا آئینہ ہے۔حقائق غیبیہ غیب ذات سے دور دراز فاصلے طے کر کے زبان پر آتے ہیں۔اور یہاں صورت لفظی قبول کر کے مستعدانِ حقائق کے کانوں میں پہنچتے ہیں۔

☆ میں بعض اکابر کی خدمت میں رہا تو انہوں نے مجھے دو چیزیں عطا فرمائیں۔ایک یہ کہ میں جو کچھ لکھوں جدید ہوگا نہ کہ قدیم دوسرے یہ کہ میں جو کچھ کہوں مقبول ہوگا۔

☆ آیۃ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے معنی میں آپ فرماتے تھے کہ اس کے دو معنی ہیں۔ایک بحسب صورت اور وہ یوں ہے کہ اہل صدق کے ساتھ مجالست ومصاحبت کو لازم پکڑے تا کہ ان کی صحبت کے دوام کے سبب سے اس کا باطن ان کی صفات واخلاق کے انوار سے روشن ہو جائے۔دوسرے معنی بدیں طور کہ باطن کی شاہراہ سے اس گروہ کے ساتھ رابطہ کا طریق اختیار کرے جو واسطہ ہونے کا استحقاق رکھتے ہیں۔اور صحبت کے لیے ضروری نہیں کہ ہمیشہ آنکھ کے ساتھ دیکھے بلکہ ایسا کرے کہ صحبت دائمی ہو جائے اور صورت سے معنی کی طرف عبور کرے تا کہ واسطہ ہمیشہ نظر میں رہے۔جب اس بات کو دوام کے طور پر ملحوظ رکھے گا تو اس کے باطن کو اُن کے باطن کے ساتھ نسبت واتحاد پیدا ہو جائے گا اور اس واسطہ سے اُسے مقصود اصلی حاصل ہو جائے گا۔

☆ حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ ”شَيَّبَتْنِيْ سُوْرَةُ هُوْدٍ“ (یعنی سورۃ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے) اُس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں استقامت کا حکم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ'' ''ترجمہ: پس تو استقامت کر جیسا کہ تجھے حکم ہوا ہے۔'' اور استقامت نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ استقامت کے معنی ہیں قائم رہنا۔ حدو وسط میں تمام افعال واقوال اور اخلاق واحوال میں بدیں طور کہ تمام افعال میں ضرورت سے تجاوز صادر نہ ہو اور افراط وتفریط سے محفوظ رہے۔ اسی سبب سے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ضروری کام تو استقامت ہے۔ کرامات وخوارق عادات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں۔

☆ لوگوں کے اعمال واخلاق سے جمادات کا متاثر ہونا محققین کے نزدیک ایک ثابت امر ہے۔ حضرت شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ نے اس بارے میں بہت تحقیقات کی ہیں۔ یہ تاثر اس درجہ تک ہے کہ اگر ایک شخص نماز کو جو افضل عبادات ہے، ایسے جگہ میں ادا کرے جو ایک جماعت کے اعمال واخلاق ناپسندیدہ سے متاثر ہوگئی ہو تو اس نماز کا جمال اور رونق اُس نماز کے برابر نہیں جو ایسی جگہ میں ادا کی جائے جو ارباب جمیعت کی برکت سے متاثر ہو۔ یہی سبب ہے کہ حرم مکہ میں دو رکعت نماز غیر حرم میں بہت سی رکعتوں کے برابر ہے۔

☆ ایک روز آپ نے ایک شخص سے کہا کہ اگر تمہیں حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ کی صحبت میں ایک نسبت حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد تم کسی دوسرے بزرگ کی خدمت میں چلے جاؤ اور اس کی صحبت میں بھی وہی نسبت پھر حاصل ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ کیا خواجہ بہاءالدین رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دو گے۔ پھر آپ ہی نے فرمایا؛ کہ کسی دوسری جگہ سے اگر تمہیں وہی نسبت حاصل ہو۔ تمہیں چاہیے کہ اُس کو حضرت خواجہ بہاءالدین سے سمجھو اور یہ حکایت بیان کی کہ قطب الدین حیدر کے ایک مرید شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی خانقاہ میں گیا وہ نہایت بھوکا تھا۔ اس نے اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا۔ شیئاً للّٰہ قطب الدین حیدر شیخ شہاب الدین کو جو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ کھانا اُس کے پاس لے جائے۔ جب وہ درویش کھانا کھا کر فارغ ہوا تو پھر اپنے پیر کے گاؤں کی طرف منہ کر کے کہا۔ شکراً للّٰہ قطب الدین حیدر۔ کہ آپ نے ہم کو کسی جگہ نہیں چھوڑا۔ جب خادم حضرت شیخ کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا کہ تم نے اس درویش کو کیسا پایا؟ خادم نے عرض کیا کہ وہ مہمل شخص ہے۔ کھانا تو آپ کا کھاتا ہے مگر شکر قطب الدین حیدر کا کرتا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مریدی اُس سے سیکھنی چاہیے کہ ظاہری و

Marfat.com

باطنی فائدہ جس جگہ سے پائے، اُسے اپنے پیر کی برکت سے ہی سمجھے۔

☆ ایک روز سادات کی توقیر و تعظیم کے بارے میں فرما رہے تھے کہ جس بستی میں سادات رہتے ہوں۔ میں اُس میں نہیں رہنا چاہتا۔ کیونکہ ان کی بزرگی اور شرف زیادہ ہے۔ میں ان کی تعظیم کا حق بجا نہیں لا سکتا اور یہ واقعہ بیان کیا کہ؛

ایک روز امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درس کی مجلس میں کئی بار اٹھے۔ کسی کو اس کا سبب معلوم نہ ہوا۔ آخر کار حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک شاگرد نے دریافت کیا۔ حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سادات علوی کا ایک لڑکا اُن لڑکوں میں ہے جو مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے ہیں۔ وہ لڑکا جب اس درس کے قریب آتا ہے اور اس پر میری نظر پڑتی ہے تو میں اس کی تعظیم کے لیے اٹھتا ہوں۔

☆ کشف قبور یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح مثالی صورتوں میں سے کسی مناسب صورت کے ساتھ متمثل ہو جاتی ہے۔ صاحبِ کشف اُس کو بصارت کی آنکھ سے اُسی صورت میں مشاہدہ کرتا ہے۔ لیکن چونکہ شیطانوں کو مختلف صورتوں اور شکلوں کے ساتھ متمثل و متشکل ہو جانے کی قوت ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم نے اس کشف کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ اصحاب قبور کی زیارت میں اُن کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بزرگ کی قبر پر پہنچتے ہیں تو اپنے تئیں تمام کیفیتوں اور نسبوں سے خالی کر کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں کہ کیا نسبت ظاہر ہو۔ اُس نسبت سے صاحب قبر کا حال معلوم کر لیتے ہیں اور بے گانوں کی صحبت میں بھی اُن کا یہی طریقہ ہے کہ جو شخص اُن کے پاس بیٹھے وہ اپنے باطن پر نظر ڈالتے ہیں۔ جو کچھ اس شخص کے آنے کے بعد ظاہر ہو وہ جان لیتے ہیں کہ یہ اُس کی نسبت ہے۔ اور ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ اس نسبت کے مطابق لطف یا قہر سے اس سے پیش آتے ہیں۔

☆ محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ موت کے بعد اولیاء اللہ ترقی کرتے ہیں۔

☆ اس سلسلہ کے خواجگان قدس اللہ ہر ریا کار و بازی گر کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ ان کا کارخانہ بلند ہے۔

☆ ہر زمانہ میں رجال غیب صالحین میں سے اُس شخص کی صحبت میں رہتے ہیں جو عزیمت

Marfat.com

پر عمل کرتا ہے۔ یہ گروہ رخصت سے بھاگتا ہے۔ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا طریقہ عزیمت ہے۔

☆ جس وقت آپ عزیمت و احتیاط کے طریق سے کوئی کام کرتے تو فرماتے کہ اس طعام میں احتیاط کرنا ضروریات سے ہے۔ چاہیے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو۔ وہ شعور و آگاہی سے لکڑی چولھے میں رکھے اور آگ جلائے۔ جس پکانے میں غصہ یا پریشان باتیں ظہور آئیں حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہ اُس کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے کہ اس کھانے میں ظلمت ہے۔ ہمیں اس کا کھانا جائز نہیں۔

☆ چاہیے کہ مرید کی توجہ پیر کے دو ابرو کے درمیان ہو اور پیر کو تمام اوقات اور احوال میں آگاہ و حاضر سمجھے تاکہ پیر کی بزرگی اور عظمت اُس میں تصرف کرے اور جو چیز پیر کے حق میں نامناسب ہو وہ مرید کے باطن سے کوچ کر جائے اور اس امر کے کمال کے سبب سے یہ ہو جائے کہ پیر و مرید کے درمیان سے حجاب اٹھ جائے اور پیر کی تمام مرادیں اور مقاصد بلکہ اُس کے احوال و مواجید مرید کے مشاہدہ و معائنہ میں آجائیں۔

☆ ردی خطرات اور طبعی مقتضیات میں گرفتاری سے خلاصی کا طریق تین چیزوں میں سے ایک ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ اعمال خیر جو اس گروہ نے مقرر کیے ہیں اُن میں سے ہر ایک عمل اپنے اوپر لازم کرے اور ریاضت کا طریق اختیار کرے۔ دوسرے یہ کہ اپنی قوت و طاقت کو درمیان سے اٹھا دے اور جان لے کہ میں ایسا نہیں کہ خود بخود اس بلا سے خلاصی حاصل کر سکوں اور عاجزی و محتاجی کے طور پر ہمیشہ حق سبحانہ کی جناب میں تضرع اور انکساری کرے تاکہ حق سبحانہ اُس کو اس بلا سے نجات دے۔ تیسرے یہ کہ اپنے پیر کی ہمت و باطن سے مدد طلب کرے اور اُس کو اپنی توجہ کا قبلہ بنائے۔ اس تقریر کے بعد آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ ان تین طریقوں میں سے بہتر کون سا ہے۔ پھر آپ ہی فرمایا کہ پیر کی ہمت سے مدد مانگنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا بہتر ہے۔ کیونکہ طالب اس صورت میں اپنے تئیں حق سبحانہ کی طرف توجہ سے عاجز سمجھ کر پیر کو اس توجہ اور حق سبحانہ کی جناب میں وصول کا وسیلہ بناتا ہے۔ یہ امر حصول نتیجہ کے قریب تر ہے۔ جو کچھ طالب کا مقصود ہے اس تقدیر پر زیادہ جلدی متفرع ہوگا کیونکہ وہ ہمیشہ پیر کی ہمت سے مدد طلب کرنے والا ہوگا

Marfat.com

☆ عبادت سے مراد یہ ہے کہ اوامر پر عمل کریں اور نواہی سے پرہیز کریں۔ عبودیت سے مرادِ حق سبحانہ کی جانب کی طرف ہمیشہ توجہ و اقبال ہے۔

☆ شریعت، طریقت، حقیقت تین چیزیں ہیں۔ ظاہر پر احکام کا جاری کرنا شریعت ہے۔ جمعیت باطن میں تعمل و تکلف طریقت ہے اور اس جمعیت میں رسوخ حقیقت ہے۔

☆ علم دو ہیں۔ علم وراثت اور علم لدنی۔ علم وراثت وہ ہے جس سے پہلے کوئی عمل ہو۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وارث بناتا ہے۔ اُس علم کا جو اُسے معلوم نہیں"

اور علم لدنی وہ علم ہے جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو۔ بلکہ بغیر کسی سابق عمل کے حق سبحانہ محض عنایت بے علت سے اپنے پاس سے بندے کو کسی خاص علم کے ساتھ مشرف کرے۔ چنانچہ حق سبحانہ کا ارشاد ہے؛

" و علمنٰہ من لدنا علما " ﴿ سورۃ کہف، ع ۹ ﴾

ترجمہ: اور سکھایا تھا ہم نے اُس کو اپنے پاس سے علم۔

آپ نے فرمایا کہ علم کی طرح اجر بھی دو قسم کا ہے۔ اجر ممنون اور اجر غیر ممنون۔ اجر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں نہ ہو بلکہ محض موہبت ہو اور اجر غیر ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں ہو۔

☆ فنائے مطلق کے معنی یہ نہیں کہ صاحب فنا کو اپنے اوصاف و افعال کا شعور نہ ہو بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بطریق ذوق اپنے آپ سے اوصاف و افعال کے اسناد کی نفی کرے اور فاعل حقیقی جل ذکرہ کے لیے اسناد ثابت کرے۔ وہ جو صوفیہ قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم نے فرمایا ہے کہ نفی اثبات کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتی اُس کے یہی معنی ہیں۔ آپ نے مثال کے طور پر فرمایا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوئے ہوں، عاریتی ہے اور مجھے اس کے عاریتی ہونے کا علم نہیں اور اس سبب سے کہ اس کو میں اپنی ملک سمجھتا ہوں۔ اس سے تعلق رکھتا ہوں۔ ناگاہ مجھے اس کپڑے کے عاریتی

Marfat.com

ہونے کا علم ہو گیا۔ اُسی وقت میرا تعلق اس سے منقطع ہو گیا۔ حالانکہ میں بالفعل پہن رہا ہوں۔ اسی پر تمام صفات کو قیاس کرنا چاہیے کہ سب عاریتی ہیں تا کہ غیر حق سبحانہ سے دل منقطع ہو جائے اور پاک و مطہر ہو جائے۔

☆ وصل حقیقت میں یہ ہے کہ دل بطریق ذوق حق سبحانہ کے ساتھ جمع ہو جائے اور جب یہ بات دائم ہو جائے تو اسے دوام وصل بولتے ہیں۔ نہایت یہی ہے۔ وہ جو حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں۔ اس سے مراد یہی نہایت ہے۔ اور وہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہم محض قبولیت کا واسطہ ہیں۔ ہم سے منقطع ہونا چاہیے اور مقصود سے ملنا چاہے، یہی وصل ہے۔

☆ تجلی کے معنی کشف ہیں۔ اس امر کا ظہور دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک کشف عیانی جو دار جزا میں سر کی آنکھ کے ساتھ مقصود کے جمال کا مشاہدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ غلبہ محبت کے ساتھ غائب کو کثرت سے حاصل کرنے کے ذریعہ سے وہ غائب مثل محسوس کے ہو جائے کیونکہ خواص محبت میں سے ہے کہ وہ غائب کو مثل محسوس کر دیتی ہے۔ دنیا میں ارباب کمال کے قدم کی انتہاء یہی ہے۔

☆ اگر ہم شیخی کرتے تو اس زمانہ میں کسی شیخ کو مرید نہ مل سکتا۔ لیکن ہمیں اور کام کا حکم ملا ہے کہ مسلمانوں کو ظالموں کے شر سے بچائیں۔ اس واسطے ہمیں بادشاہوں سے میل جول رکھنا اور ان کے نفوس کو مسخر کرنا اور اس عمل کے ذریعہ سے مسلمانوں کی مطلب برآری ضروری ہے۔

☆ حق سبحانہ نے محض عنایت سے مجھے ایسی قوت عطا کی ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک رقعہ سے بادشاہ خطا کو جو الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے، ایسا کر دوں کہ بادشاہت چھوڑ کر ننگے پاؤں خطا سے خار و خاشاک میں دوڑتا ہوا اپنے تئیں میرے آستانہ پر پہنچے لیکن باوجود ایسی قوت کے ہم خدا کے حکم کے منتظر ہیں۔ جس وقت وہ چاہے اور حکم دے، وقوع میں آئے گا۔ اس مقام کے لیے ادب لازم ہے اور ادب یہ ہے کہ بندہ اپنے تئیں حق سبحانہ کے ارادہ کا تابع بنائے نہ کہ حق تعالیٰ کو اپنے ارادہ کا تابع بنائے۔

Marfat.com

حضرت مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 852ہجری، 1448ء بمقام : وخش نزد بخارا

وصال : یکم ربیع الاول 939ہجری، 1532ء مزار اقدس : وخش نزد بخارا

ازبکستان

حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسے تھے۔ حضرت خواجہ احرار سے بیعت سے قبل کئی سال تک خوب ریاضت و مجاہدے میں مصروف رہے اور شب بیداری کرتے رہے۔ آخر اشارہ غیبی پا کر خواجہ احرار کی طرف روانہ ہوئے تا کہ آپ سے بیعت کریں۔ خواجہ احرار آپ کی آمد کی اطلاع باطنی طور پر پا کر آپ کے استقبال کے لیے نکلے۔ خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولانا کو اپنی بیعت سے نوازا اور روحانی فیوض و برکات آپ تک منتقل فرما کر اسی وقت خرقہ خلافت عنایت فرما کر آپ کو رخصت کر دیا۔ چنانچہ مولانا کو خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دوبارہ شرف ملاقات نصیب نہ ہوا۔ حضرت مولانا نے حضرت یعقوب چرخی کے دوسرے خلفاء سے بھی کافی اکتساب فیض کیا اور زہد و ریاضت میں مصروف رہ کر اسم با مسمیٰ بن گئے۔ اس کے بعد آپ خلق خدا کی رہنمائی میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے 939ہجری میں دنیا کو خیر آباد کہا۔ آپ کا مزار پر انوار وخش میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

1)۔ جب آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا

زاہد بہ ہشت خلوت و دامن زپا کشید
چوں از بہار دامن صحراء بہشت شد

ترجمہ:۔ ''جیسے ہی دامن صحراء موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا۔ زاہد نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا۔''

2)۔ آپ کو خبر پہنچی کہ سلطان محمود مرزا حاکم بدخشاں نے اپنے بھائی سلطان احمد مرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے سمرقند کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ نے مرزا سلطان محمود کو یہ پیغام ارسال فرمایا:

'' اس عرضداشت کے ذریعے یہ فقیر حضرت مخدوم زادہ کے ملازمین کی خدمت میں ظاہر کرتا ہے کہ اکابر اولیاء اللہ نے شہر سمرقند کو محفوظ و پرامن جگہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ لہذا آپ کا فتح سمرقند کا ارادہ کرنا مناسب نہیں ہے اور جب خدائے پاک نے اس کا حکم نہیں دیا نہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں ایسی کوئی ہدایت وارد ہوئی ہے تو آپ کا اپنے بھائی پر تلوار اٹھانا کس حد تک مناسب ہے۔ یہ فقیر آپ کی خیر خواہی میں کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہے مگر قبولیت کی حد تک نہیں پہنچا لوگوں کی باتوں میں آ کر آپ کا اس ملک کے فتح کرنے کا قصد کرنا اور اس فقیر کے معروضہ کو قبول نہ کرنا ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے حالانکہ میں نے آپ کی خدمت میں آپ کی خیر خواہی کے لیے عرض کیا، لوگ

Marfat.com

جو کچھ کہتے ہیں محض اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے کہتے ہیں۔ سمرقند میں بہت سے بزرگان دین، فقراء ومساکین ہیں انہیں اور زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ کسی دل کو صدمہ پہنچے اور دردمند دل کی آہ جو کچھ کر سکتی ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ خدا کے نیک بندوں اور عام طور سے سب مسلمانوں کے دلوں کو اس سے تکلیف ہوگی اس لیے آپ اس ارادہ سے باز آجائیں اور خدا سے ڈریں۔ فقیر کی اس بات کو جو بے غرض اور محض للّٰہیت کی وجہ سے ہے مان لیں اور دونوں بھائی آپس میں اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں تا کہ خدا تعالیٰ راضی ہو۔ بھائی ایک دل اور متفق ہو کر ان کاموں کو جو ادھورے پڑے ہیں پورا کریں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جن پر وہ اپنی بہت کچھ عنایت رکھتا ہے۔ ان کی جفا اور لڑائی کے ارادے کو اپنے ساتھ جنگ کا ارادہ اور ظلم کرنا فرماتا ہے۔ چنانچہ صحاح ستہ کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بہ پیش چشم چو خاکسترم میا گستاخ
کہ ہست در تگ او آتشے و دریائے

ترجمہ:۔ ”لوگوں کی نظر میں اگرچہ میں خاک کی مانند ہوں لیکن تو ارادۂ گستاخی کو دور رکھ کہ اس راکھ کے نیچے آگ اور پانی کا ایک دریا موجود ہے۔“

سلطان محمود مرزا نے آپ کا حکم نہ مانا اور شکست سے دوچار ہوا۔

فرمایا)۔ خانوادۂ اولیائے نقشبند بڑا صاحب تصرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کے ارادہ کے مطابق کام کر دیتا ہے۔ اور یہ خانوادہ کسی اور کا مطیع نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 876 ہجری
وصال : 29 محرم 975 ہجری

بمقام : وخش نزد بخارا
مزار اقدس : استقرار، ماوراالنہر (ترکی)

آپ حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے تھے۔ آپ بیعت سے پہلے پندرہ سال ریاضت ومجاہدات میں مشغول رہے اور یہ عرصہ جنگلوں اور ویرانوں میں گزارا۔ ایک روز بھوک سے سخت مجبور تھے۔ آسمان کی طرف منہ کیا۔ فوراً حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر صبر وقناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہیں صبر وقناعت سکھلائیں گے پس وہ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی اور طریقت کی تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہو گئے اور حضرت خواجہ محمد زاہد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے اور سینکڑوں لوگوں کو راہ حق کی طرف لائے۔

آپ کا وصال 975 ہجری میں ہوا۔ مزار مبارک ''استقرار'' میں ہے جو کہ ''بستر'' شہر (ترکی) کے مضافات میں ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہٗ

ولادت : 918ہجری بمطابق 1512ء بمقام : امکنگ

وصال : 22شعبان 1008ہجری، 1600ء مزاراقدس : امکنگ، ازبکستان

آپ کا اسم مبارک خواجگی ہے جس کے لفظی معنی منسوب بہ خواجہ ہیں۔ آپ موضع امکنگ میں رہا کرتے تھے۔ جو بخارا کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اس گاؤں کی طرف منسوب کر کے آپ کو اِمکنگی بولتے ہیں۔ آپ کی تربیت ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ سے ہوئی اور ان ہی سے آپ کو خلافت ہے۔

آپ تیس برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ اگر چہ معمر ہو گئے تھے مگر آنے جانے والوں کی خدمت خود کیا کرتے تھے۔ مہمانوں کے لیے کھانا خود لاتے بلکہ بسا اوقات مہمانوں کے خادموں اور سواریوں کی بھی خود خبر گیری کیا کرتے تھے۔ آپ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے اصل طریقہ کے پابند تھے۔ اور ذکر جہر وغیرہ محدثات طریقہ سے پرہیز کرتے تھے۔ عابد و زاہد اور صاحب کرامت و خوارق تھے۔ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اپنے وقت میں طالبان طریقت کے مرجع تھے۔ تصرف باطنی کا یہ عالم تھا کہ علماء و فضلاء اور امراء و فقراء استفاضہ کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ملوک و سلاطین آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے۔

عبداللہ خان والیٔ توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ کھڑا ہے۔ جس میں جناب رسالت مآب علیہ التحیۃ والثناء تشریف رکھتے ہیں۔ ایک بزرگ بارگاہ کے دروازے پر بطور دیوان خدمت بجا لا رہے ہیں اور خلائق کے معروضات حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے جواب لا رہے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس بزرگ کے ہاتھ میں ایک تلوار مجھے ارسال فرمائی اور انہوں نے آ کر میری کمر میں لٹکا دی۔ اس کے بعد عبداللہ خاں کی آنکھ کھل گئی۔ خان موصوف نے اُس بزرگ کا حلیہ بتا کر تلاش شروع کی۔ آخر کار اس کے ایک

Marfat.com

مصاحب نے عرض کیا کہ اس حلیہ کے بزرگ مولانا خواجگی ہیں۔ بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ ہدایہ پیش کیا لیکن مولانا نے انکار کر دیا تب بادشاہ نے آیۃ کریمہ ''اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ''تلاوت کی تو آپ نے مجبوراً قبول فرمالیا۔

حضرت مولانا نے اپنی وفات سے چند روز پیشتر اپنے خلیفہ خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کو ایک خط میں یہ دو شعر تحریر فرمائے ؎

زماں تا زماں مرگ یادآیدم ندانم کنوں تاچہ پیش آیدم

جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

ترجمہ: '' مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے۔ نہیں معلوم کہ اب کیا بات پیش آئے۔ مجھے ہر دم وصل خدا رہے اور جو کچھ پیش آنا ہے، پیش آئے''

اس خط کے پہنچتے ہی حضرت کی وفات کی خبر خواجہ ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچی۔ آپ کی عمر نوے سال کی تھی۔ تاریخ وصال 1008 ہجری ہے۔ آپ کا مولد و مرقد قریہ املنگ میں ہے

ارشاداتِ عالیہ

☆۔ فقر کی حلاوت و شرینی قناعت میں ہے۔ ☆۔ سچی قسم کھانا شریعت مطہرہ میں جائز ہے۔ لہذا شرعی کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ☆۔ ایک دن ایک صاحب نے عرض کیا کہ مسجد کا راستہ اونچائی پر ہے۔ اور حضرت کو بڑھاپے کے باعث کمزوری لاحق رہتی ہے۔ اگر عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں مسجد میں ادا کر کے ایک ہی بار واپس آ جایا کریں تو زیادہ بہتر ہو کہ تین بار آنا جانا مشکل ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا؛ جیسی نمازیں ہم پڑھتے ہیں۔ اس میں بس مسجد میں آنا جانا ہی تو کام ہے۔ باقی ہماری نمازوں میں کیا رکھا ہے؟ ☆۔ جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانے میں حاصل کی تو اس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے ☆۔ ریاضت اتنی کرنی چاہیے کہ رخسار چمکے نہ کہ چہرہ کملا جائے اور چہرے کا رنگ دیکھتے ہی ریاضت و عبادت کرنے کا راز افشاء ہو جائے۔

Marfat.com

بلاد ہند میں

نسبت نقشبندیہ کا ظہور

سولہویں صدی عیسوی میں ہندوستان پر مغلوں کی حکومت تھی۔ جلال الدین اکبر اس وسیع وعریض سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اس کے دربار میں ہندو راجاؤں کا غلبہ تھا۔ حتیٰ کہ اس کے محلسرائے کی بااثر رانیاں بھی ہندو گھرانوں سے تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ اکبر نے مشرکانہ رسوم وروایات اختیار کر لیں اور بمصداق ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ'' رعایا بھی صحیح اسلامی اور مشرکانہ رسوم میں تمیز کرنے سے عاری ہوگئی۔ درباری علماء اہل ہوس تھے۔ اسلامی علوم سے بے بہرہ بادشاہ کو ٹوکنے کی کسی کو جرات نہ تھی۔ نوجوان شہزادہ سلیم (نورالدین جہانگیر) بھی اسی رنگ میں رنگا گیا اور وہ بھی اپنی ابتدائی زندگی میں مذہب اسلام سے اتنا ہی بے گانہ تھا جتنا کہ اس کا باپ شہنشاہ اکبر۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کا

ہندوستان میں ورود مسعود

کفر وشرک کی تاریکیاں جب کشور ہندوستان میں ہر طرف پھیلنے لگیں اور مغل شہنشاہوں نے اپنی تائید وحمایت سے ان کی گہرائیوں میں اضافہ کرنے کی ٹھان لی تو اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

رحمت جوش میں آئی اوران کی اصلاح کا سامان فراہم کر دیا۔اطراف سمرقند سے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز اپنے مرشد حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق روانہ ہوئے اور دارلحکومت دہلی میں پہنچ کر سکونت اختیار کر لی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت کابل میں 971 ہجری میں ہوئی۔ابتداء میں کابل سے سمرقند تشریف لائے۔علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد باطنی علوم حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیے۔بچپن ہی سے آپ کے چہرۂ مبارک سے آثار ولایت ہویدا تھے۔اکثر گوشۂ تنہائی میں بیٹھے رہا کرتے اور بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔

حضرت خواجہ ابھی کمسن تھے کہ شوق طریقت انہیں ماورالنہر میں کھینچ لایا، جو اس وقت بزرگانِ دین کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں بہت سے مشائخ وقت سے ملے اوران کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ان بابرکت صحبتوں کا حال حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ پہلے پہل خواجہ عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مولانا لطف اللہ کے خلفاء سے تھے ،کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوا،مگر طبیعت بدستور بے قرار تھی۔دوسری بار حضرت شیخ سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت احمد بسوی کے خاندان میں سے تھے، کے پاس پہنچا اور حالات گوش گذار کیے، وہ رضامند نہ ہوتے تھے، چونکہ میرا ارادہ مصمم تھا، ناچار حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ادھر متوجہ ہوئے اور میرے لیے استقامت کی دعا فرمائی۔کہتے ہیں کہ ان کی ملاقات سے بھی سکون حاصل نہ ہوا اور تیسری بار حضرت امیر عبداللہ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جہاں دھڑکتے ہوئے دل کو قدرے سکون نصیب ہوا۔

انہی ایام کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تصوف کی کوئی کتاب دیکھ رہے تھے کہ اچانک نگاہوں میں بجلی سی کوند گئی یہ از خود رفتہ ہو گئے اور اس عالم میں دیکھا کہ امام طریقت حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روبرو کھڑے شرف زیارت بخش رہے ہیں ،اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُن سے روحانی فیض لے رہے ہیں، بس پھر کیا تھا، یہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔دل میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تھی اور سر میں اُن کا سودا تھا۔قرار ہو تو کیسے، چین آئے تو کیونکر، آج ماورالنہر میں ہیں تو کل ملتان اور کبھی لاہور میں

Marfat.com

سرگرداں ہیں، حضرت خواجہ کے ایک خادم جوان ایام میں ان کی ہمراہی میں تھے آنکھوں دیکھا حال بتاتے ہیں کہ سالکوں اور مجذوبوں کی تلاش میں حضرت خواجہ باوجود کم سنی اور نازک تنی اس قدر علوہمتی سے مصروف تھے کہ ان کی جواں مردی پر حیرت ہوتی تھی۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ برسات کا موسم تھا کیچڑ کی کثرت سے لاہور کے گلی کوچوں میں گذرنا دشوار تھا۔ تھک کر چُور ہو گیا تھا مگر بوجہ پاسِ ادب حضرت خواجہ سے لب ہلانے کی جرات نہ ہوتی تھی اور حضرت خواجہ تھے کہ اس کٹھن منزل کو برق رفتاری سے طے کرتے جا رہے تھے۔

لاہور کے قیام کے چند ایک واقعات حضرت کے دوسرے رفیق بیان کرتے ہیں کہ لاہور کے باہر ایک قبرستان میں ایک عجیب مجذوب رہتے تھے۔ حضرت کو معلوم ہوا تو حاضر ہوئے مجذوب نے دیکھا تو گالیاں دینے لگے اور کبھی پتھر پھینکتے۔ وہ آگے آگے تھے اور حضرت پیچھے پیچھے، آخر حضرت نے زیر کر لیا۔ دیوانہ صورت مجذوب نے حضرت کو توجہ اور دعا سے نوازا، جس کی برکت سے حضرت خواجہ کو بے حساب فوائد حاصل ہوئے۔ حضرت ایک روز لاہور کی ایک مسجد میں فریضۂ نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لائے، قیام کے دوران میں حضرت کے سینۂ پاک سے ایک ایسی مہیب آواز نکلی کہ تمام نمازی دہل گئے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بوجہ شرمندگی اور افشائے راز امام کے سلام پھیرتے ہی مسجد سے فوراً باہر نکل گئے۔ ایک اور بزرگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے ساتھ جو لوگ نماز میں شریک ہوتے تھے ان میں سے ایک وہ بھی تھے، یہ صاحب ایک روز کیا دیکھتے ہیں کہ قیام نماز میں حضرت خواجہ کا رخ مبارک قبلہ کی طرف بھی ہے اور نمازیوں کی طرف بھی۔ گویا ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ مارے خوف کے یہ صاحب کانپ گئے جوں توں نماز پوری کی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ''نماز میں جو کچھ دیکھا ہے کسی پر ظاہر نہ کرنا''۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں یہ خواص بوجہ کمال محبت واتباع جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے تھے کہ بحالت نماز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ انور سے ایک ایسا جوش اٹھتا تھا کہ جس کی آواز دور تک پہنچتی تھی اور یہ بھی حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح سامنے دیکھتے تھے، اسی طرح پیچھے سے بھی ہر چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی دیتی تھی۔ لیکن حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فضیلت ہر وقت

Marfat.com

حاصل تھی، اور حضرت خواجہ نماز کے عالم میں آگے، پیچھے دونوں رخ دیکھتے تھے۔

بیعت:

اگرچہ تھوڑے ہی دنوں کی ریاضت وعبادت نے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مشائخیت کی مسند پر بٹھا دیا تھا اور طالبان حق کی رہنمائی کر سکتے تھے مگر سلوک وطریقت کی جو ''منزل'' ان کے سامنے تھی، اس کا تقاضا تھا کہ حضرت خواجہ مزید کاملین حق کی صحبت سے فیض حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت رہبر کامل کی تلاش میں ماوراالنہر اور بلخ وبدخشاں کی طرف بڑھے۔ شوق کی فراوانی کا یہ عالم تھا کہ جذبہ صادق فرض راہ اور منزل مقصود مشعل راہ بنی ہوئی تھی اور مسافر کو پکار رہی تھی کہ ادھر آ وَ کہاں بھٹک رہے ہو۔ یہ عالم خواب سے چونک پڑے، دیکھا کہ ماوراالنہر کے مشہور صوفی درویش حضرت خواجہ امکنگی تشریف فرما ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اے فرزند ہماری آنکھ تمہاری راہ پر لگی ہے۔ یہ خواب میں اشارہ پاتے ہی ان کی طرف بڑھے اور تین دن اُن کی صحبت میں رہے۔ منزل آشنا تھے ہی، منزل رسیدہ بھی ہو گئے۔ حضرت خواجہ امکنگی انہیں خلافت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی برکات سونپ کر بولے ''آپ ہندوستان تشریف لے جائیں کیونکہ وہاں آپ سے اس طریقہ عالیہ کو رواج ہوگا''۔

حضرت خواجہ امکنگی کی اس عنایت بے بہا کا چرچا جب ممدوح کے خدمتگاروں نے سنا تو مارے رشک کے غل مچانے لگے۔ کہ حضرت خواجہ کل آئے اور آج خلافت لے کر چلے گئے۔ حضرت قبلہ نے سنا تو بولے ''تم لوگوں کو معلوم نہیں، یہ جوان درجہ تکمیل کو پہنچا ہوا تھا۔ ہمارے پاس محض اصلاح احوال کے لیے بھیجا گیا تھا۔ یہ ضرور ہے جو طالب جیسا آئے گا ویسا جائے گا''

رشد وہدایت:

پیر ومرشد کے حکم کے مطابق حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرما کر دہلی کی طرف روانہ ہو گئے اور قلعہ فیروزی میں سکونت اختیار کی اور تادم رحلت یہیں مقیم رہے، اور طالبان حق کو ہدایت فرماتے رہے۔ عشق الٰہی میں حضرت کے جذب وسکر کی یہ کیفیت تھی کہ اکثر طالب حضرت کا چہرہ مبارک دیکھ کر مجذوب ومغلوب ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک لشکری

Marfat.com

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نگاہ پاک کا اٹھنا تھا کہ وہ جذب و بے خودی سے مغلوب ہو کر صحرا کی طرف نکل گیا۔

ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہوئے خطیب پر نظر پڑ گئی۔ فی الفور تڑپ کر نیچے گر پڑا۔ سفر میں عموماً اپنی سواری پیدل چلنے والے بوڑھوں اور کمزوروں کو پیش کر دیتے اور خود پیادہ پا چلتے۔

ایک روز درگاہ عالیہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب الاقطاب پر تشریف لے گئے۔ خدام نے حضرت کے لیے فرش بچھا دیا۔ کہیں سے ایک آزاد منش فقیر بھی آ نکلا، حضرت کی اس عزت افزائی پر چیں بجبیں ہو کر بولا ''ان میں کون سا ایسا وصف ہے جو فرش بچھائے گئے ہیں؟'' اور لگا واہی تباہی بکنے۔ خدام اس کی زبان درازی پر پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ حضرت نے اُسے بہت نرمی سے فرمایا کہ بھائی تم سچ کہتے ہو میں اس لائق نہیں ہوں۔ یہ تکلف میرے علم کے بغیر ہوا ہے۔'' بوجہ غصہ اس کی پیشانی پسینہ سے شرابور تھی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آستین مبارک سے اس کا پسینہ صاف کر رہے تھے اور اظہار تواضع بھی فرما رہے تھے حتیٰ کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ دام لے کر چلا گیا۔

رحم و کرم:

حضرت کی شفقت و رحمدلی کا یہ عالم تھا کہ جن ایام میں لاہور میں رہتے تھے۔ وہاں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا۔ جب حضرت کے روبرو طعام آتا، کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے اور فرماتے کہ یہ اخلاق اور انصاف سے بعید ہے کہ لوگ تو بھوکے رہیں اور ہم پیٹ بھر کر کھائیں اور کھانا عوام میں تقسیم فرما دیتے۔

حضرت کے پڑوس میں ایک شرارتی شخص رہتا تھا، بحالت نشہ شور و غل مچاتا، حضرت یہ سب برداشت فرماتے۔ ایک مرتبہ حضرت کے کسی درویش نے یہ حال دیکھ کر اُسے کوتوالی میں پکڑوا دیا۔ حضرت نے سنا تو درویش پر بہت بگڑے، وہ بولا ''حضرت وہ شخص بڑا نالائق اور شریر تھا'' حضرت نے سرد آہ بھر کر فرمایا ''تم خود کو نیک اور صالح جانتے ہو، دوسرے شریر و فاسق نظر آتے ہیں تمہیں، فرمایا، میں اپنے آپ کو اُس سے برا پاتا ہوں۔'' درویش اُسی وقت مذکورہ شخص کو رہا کرا لایا، کہتے ہیں کہ وہ شخص تائب ہو کر صالحین میں شامل ہو گیا۔

Marfat.com

ایک شب تہجد کی نماز کے بعد بستر کی طرف بڑھے، دیکھا کہ بلی سردی کے خوف سے لحاف میں دبکی پڑی ہے۔ حضرت نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ بے زبان کو تکلیف دیں۔ اور بقیہ رات پٹی سے لگ کر بسر کی اور سردی برداشت کرتے رہے اور بلی مزے سے حضرت کے بستر میں آرام کرتی رہی۔

امرائے وقت اکثر حضرت کی خدمت میں فتوحات بھیجتے، حضرت اس مال کو محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دیتے۔ البتہ جس مال میں ''شبہ'' ہوتا اُسے لوٹا دیتے۔

ایک دفعہ حج مبارک کا ارادہ فرمایا، رئیس خان خاناں کو جب اطلاع ملی تو زادِ راہ کے لیے ایک لاکھ کی رقم خدمت میں گزاری، حضرت بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ ہم مسلمانوں کا روپیہ اپنی ذات پر صرف کریں اور اُس سے فریضۂ حج انجام دیں۔ چنانچہ حضرت نے وہ رقم خان خاناں کو واپس کر دی۔

حضرت کی مجلس میں کبھی کسی کی غیبت اور برائی نہ کی جاتی۔ بلکہ حضرت الٹا ''معتوب'' کی تعریف کرتے۔ اور دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی فرماتے۔ کھانے میں بہت احتیاط فرماتے بلکہ کھانا پکانے والے کو تاکید تھی کہ وہ باوضو رہے اور پکانے کے دوران میں فضول باتوں سے پرہیز کرے۔ فرماتے کہ جو لقمہ بغیر اللہ کے ذکر اور احتیاط سے کھایا جاتا ہے وہ پیٹ میں دھواں پیدا کرتا ہے جس سے فیض رک جاتا ہے۔ ایک روز ایک خادم نے باطنی کدورت کی شکایت کی۔ حضرت بھانپ کر بولے ''کھانا پکانے میں بے احتیاطی کی گئی'' جب خادم نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ گھر میں جو ایندھن صرف ہوا تھا اس میں چند لکڑیاں دوسرے کی ملکیت تھیں۔

حضرت کے روبرو روکھا پھیکا جیسا بھی کھانا لایا جاتا، بے تکلف نوش فرماتے اور طعام میں کبھی کوئی خرابی نہ نکالتے۔ کئی کئی روز ایک ہی جوڑا پہنے رہتے اور زبان سے بدلنے کی خواہش نہ فرماتے۔ تنگ و تاریک مکان میں مقیم رہے۔ مگر نقل مکانی کی آرزو نہ کی۔

عبادت و ریاضت:

حضرت ہمیشہ باوضو رہتے اور نماز باجماعت ادا کرتے اور کثرت عبادت سے لگاؤ

Marfat.com

رکھتے۔عشاء کی نماز کے بعد حجرے میں تشریف لے جا کر مراقبہ فرماتے۔جب ضعف کا غلبہ ہوتا تو دوبارہ وضو کرتے اور نوافل میں مصروف ہو جاتے اور بہت کم سوتے تھے۔

ایک روز خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کی، اسی وقت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مبارک آپ کے سامنے ظاہر ہوئی اور فرمایا؛ یا شیخ، میرے پیروکاروں میں چھوٹے بڑے ہزاروں اولیاء کرام داخل ہیں تمام نے بالاتفاق امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا چھوڑا ہے۔لہذا اس کا ترک کرنا ہی مناسب ہے۔چنانچہ اس کے بعد سے آپ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا ترک کر دی۔ 1

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کم کھاتے، کم سوتے اور کم بولتے۔نماز عشاء کے بعد

1: اللہ کریم کا ارشادِ پاک ہے کہ" وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ " **ترجمہ**: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔(سورۃ الاعراف، آیت 204) اس آیت مبارکہ کا یہی مطلب ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی، جس حال میں بھی قرآن مجید پڑھا جائے تو حاضرین پر فرض ہے کہ اس کو غور سے سنیں اور بالکل خاموش رہیں۔حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرات کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قرات جائز نہیں، خواہ سری ہو یا جہری (مسلم جلد اول ۲۱۵)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تم چپ رہو۔(مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے۔(مؤطا امام محمد ۹۹)

حضرت محمد بن منیع اور امام بن الہمام نے فرمایا کہ یہ اسناد مسلم اور بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی

Marfat.com

نوافل اور دیگر وظائف کے علاوہ نماز فجر تک 21 بار سورۃ یٰسین پڑھتے، صبح ہوتی تو فرماتے کہ یا اللہ رات کو کیا ہو گیا ہے کہ اتنی جلدی گزر گئی۔

ادائیگی نماز کے وقت (دوران جماعت) حضرت کی عادت تھی کہ دائیں بائیں مخلصوں کو کھڑا کرتے تا کہ بسبب غفلت دوسرے کے خطرات حضرت کے پاک وصاف آئینہ دل

حاشیہ گذشتہ صفحہ: تلاوت اس کے لیے کافی ہے (مؤطا امام محمد ۹۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تلات کرے تو تم خاموش رہو۔ (طحاوی، ۱۰۶)

جامع ترمذی جزو اول صفحہ ۴۲ مؤطا امام محمد صفحہ ۹۵ پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے کوئی رکعت پڑھی جس میں سورۃ فاتحہ کو نہ پڑھا، پس اس نے نماز نہ پڑھی (یعنی نماز کامل نہ پڑھی) مگر جب کہ امام کے پیچھے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مذکورہ بالا حدیث مذہب احناف کی حقانیت پر دلالت کر رہی ہیں۔ اول یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کی جو تاکید احادیث میں وارد ہے امام کے پیچھے پڑھنے والے اس سے مستثنیٰ ہے۔ بلکہ مسلم شریف و ابن ماجہ وغیرہما کی ایک حدیث میں واضح ارشاد ہے کہ جب امام پڑھے تم خاموش رہو۔ دوم مذکورہ بالا حدیث شریف کو صاحب ترمذی حسن صحیح فرما رہے ہیں جو کہ احکام شرعیہ میں اعلیٰ درجہ کی قابل قبول حدیث ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے، ناتمام ہے، سوائے اُس نماز کے جو امام کے پیچھے ہو (کنزل العمال جلد ۲ صفحہ ۴۴۴)

قرآن مجید کی سورۃ اعراف کی مذکورہ آیت ''جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ بلا شبہ خاموش رہنا مقتدی پر واجب ہے اور تحقیق امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ پس وہ امام کے پیچھے نہ پڑھے۔ امام آہستہ پڑھے یا بلند، حکم ایک جیسا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دو امر واجب کیے، سننا اور خاموش رہنا، پس جب امام کے آہستہ پڑھنے سے حکم استماع فوت ہو تو خاموش رہنا واجب رہا۔ وجہ استدلال بے شک خاموشی سے مراد مامور بہ ہے اور اگر کلام سے منع مراد ہو، پڑھنے سے نہ ہو لیکن اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے سبب خاص کا نہیں، اس بناء پر کہ بے شک

Marfat.com

میں منعکس ہو کر نماز میں مخل نہ ہوں، پھر بھی کوئی نہ کوئی افتادہ دل حضرت کے آس پاس کھڑا ہو جاتا۔ ایک روز ایک درویش جو لحاف کا محتاج تھا۔ حضرت کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔ لحاف نماز میں بھی اُن کے ''دامن گیر'' تھا۔ چنانچہ بعد از نماز حضرت نے فرمایا، جس کو لحاف چاہیے، اُسے دے دیا جائے۔

حضرت کے خادم شیخ تاج الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو حضرت کے خلیفہ بھی گزرے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت نے نماز میں بہت گریہ وزاری کی اور بعد نماز اسی حالت میں حجرہ شریف کے اندر چلے گئے۔ میں بھی حضرت کے پیچھے پیچھے حاضر ہوا اور سبب ملال و گریہ وزاری دریافت کیا۔ آہ بھر کر فرمایا ''مت پوچھو اور مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو'' بوجہ قرابت و عنایات خصوصی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مصر ہو کر بولا ''کچھ تو فرمایئے'' بولے

حاشیہ گذشتہ صفحہ: مفسرین سے ایک جماعت نے بیان کیا کہ بلا شبہ آیت بالخصوص نماز کے متعلق نازل ہوئی جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قرآن پڑھا کرتے تھے اور حدادی نے اپنی تفسیر میں اسے سب سے صحیح قرار دیا۔ اس نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقتدی سے پڑھنا ساقط کر دیا بلکہ اسے پڑھنے سے منع کر دیا۔ پس مقتدی کا پڑھنا مکروہ ہے یعنی مکروہ تحریمہ اور وہی زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ ابن ملک کی شرح مجمع میں ہے۔

صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں کہ اور یہ آیت مذکورہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے دلیل ہے، اس مسئلہ میں کہ بے شک مقتدی امام کے پیچھے نہ جہری نماز میں قرات کرے اور نہ خفی میں اس لیے کہ بلا شبہ آیت اس امر کی متقاضی ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے، نماز میں خواہ اس کے علاوہ اسے سننا واجب ہے اور البتہ نماز کے علاوہ میں سننے اور نہ سننے دونوں کے جواز پر دلیل موجود ہے۔ پس نماز میں خاموش رہنے کا حکم اپنے اصل حال پر رہا۔ جہری کے لیے اور اسی طرح خفی میں۔ اس لیے کہ ہمیں علم ہے کہ وہ یعنی امام پڑھ رہا ہے اور سب احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔ (حاشیہ ختم ہوا)

Marfat.com

''حالت نماز میں میری روح طلب مقصد میں جستجو کرتی ہوئی وراء الورا تک پہنچی لیکن ناکام پلٹ کر آئی، یہی سبب ہمارے ملال کا ہے''

حضرت خواجہ اٹھتے بیٹھتے شرع شریف کو ملحوظ رکھتے اور دوسروں کو بھی شریعت پر کاربند رہنے کی ہدایت فرماتے۔ سماع و رقص اور وجد کی حضرت کی محفل میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ ایک روز مجلس شریف میں ایک درویش نے با آواز بلند ''اللہ'' کہا، حضرت فوراً بولے، ''اِن سے کہہ دو کہ ہماری مجلس میں آداب کا لحاظ رکھیں'' زبانی تنبیہہ کے ساتھ اگر مریدین میں کسی سے ترک ادب ظاہر ہوتا تو حضرت باطنی توجہ سے بھی اصلاح فرماتے۔

ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت کی خدمت میں چند مہمان آ گئے۔ حضرت نے نانبائی کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ نانبائی کی خدمت سے بہت خوش ہوئے اور دام پیش کیے۔ نانبائی حضرت کو مہربان پا کر بولا، ''مجھے دام نہیں چاہییں'' حضرت مسکرا کر بولے: ''تو پھر کیا چاہیے'' نانبائی نے کہا: ''حضرت! مجھے باقی باللہ بنا دیں''

حضرت اُسے حجرہ میں لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب نانبائی باہر نکلا تو شکل و شباہت سے ہو بہو حضرت خواجہ معلوم ہوتا تھا مگر بے پناہ روحانی تصرفات برداشت نہ کر سکا اور صرف تین دن زندہ رہا۔

حضرت کی عادت تھی کہ مکشوفات کو ہمیشہ خواب سے تعبیر فرمایا کرتے تا کہ افشائے راز نہ ہو جائے۔ ایک روز زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ بعض خوابوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ عنقریب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ایک بڑا شخص دنیا سے انتقال کر جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد بولے شہر دہلی کے باہر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے، جہاں تنہائی اور سکوت ہو اور بعد اختتام عمر دفن بھی ہو سکوں۔ محرم راز تاڑ گئے کہ حضرت خواجہ جدائی کا پیغام دے رہے ہیں۔ حالانکہ اس وقت عمر شریف صرف چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔

رحلت:

انہی ایام میں حضرت خواجہ نے خواب میں جد امجد حضرت خواجہ احرار نقشبندی

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ ''پیراہن پہنو'' احباب سے خواب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو حضرت کے ارشاد کی تعمیل کروں گا، ورنہ ''کفن'' بھی ایک طرح کا پیراہن ہے۔ ریاضت وعبادت کی کثرت سے اکثر بیمار تو رہتے ہی تھے۔ احباب نے دیکھا کہ ان دنوں حضرت کی طبع مبارک میں نمایاں تغیر پایا جاتا ہے گویا آخرت کے لیے کمر بستہ ہیں اور آج کل میں تیاری ہے۔

25 جمادی الثانی 1012 ہجری کو ہفتے کے روز صبح کا وقت تھا کہ ایک درویش کی زبان سے بے ساختہ ''یاالہٰ العالمین'' نکل گیا، حضرت فوراً ادھر متوجہ ہوئے اور آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ جب دن ڈھلنے لگا تو حضرت اپنے محبوب ورد اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گئے اور اُسی شام حق سے واصل ہو گئے۔ خادمان و جاں نثاران میں صف ماتم بچھ گئی۔ صدمہ جدائی سے سب کے ہوش گم تھے۔ انہوں نے فرطِ غم سے جنازہ مبارک قبر انور کی بجائے ایک دوسری جگہ اتار دیا مگر کیا دیکھتے ہیں کہ درحقیقت یہی وہ جگہ تھی جہاں ایک مرتبہ حضرت نے نماز دوگانہ ادا کی تھی اور اس ٹکڑے کی خاک حضرت کے دامن مبارک پر لگ گئی تھی اور فرمایا تھا کہ ''لو، اس جگہ کی خاک ہماری دامن گیر ہو گئی'' خادم اس بروقت انتباہ پر حضرت رب العزت کا شکر بجالائے اور اسی جگہ حضرت کے جسم پاک کو سپردِ خاک کر دیا۔

دہلی میں حضرت کا مزار شریف قبرستان میں چبوترے پر متصل قدم شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع ہے اور حضرت خواجہ کی اس بے پناہ عقیدت جو قبلہ ممدوح کو جنابِ رسالت مآب سے تھی کا شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق مرنے کے بعد بھی ''دیار محبوب'' کی قربت پسند کرتے ہیں۔ حضرت کے مزار شریف پر حضرت کی وصیت کے مطابق گنبد تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ کوئی پیڑ، قبر شریف پر سایہ فگن ہے۔ اس کے باوجود گرمی اور دھوپ میں زائرین کے پیروں کو فرش کی تپش محسوس نہیں ہوتی۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

☆ سورۃ اخلاص کے معنی کے بیان میں فرمایا کہ اس کو سورۃ اخلاص اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے سننے سے بندہ کا اعتقاد اپنے پروردگار کی نسبت شرک جلی و خفی کے غبار سے خالص و پاک ہو جاتا ہے اور اس کے عمل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔

☆ مراقبہ کی حقیقت کا انتظار کرنا ہے اور انتظار کی صفائی مقصود کی طلب میں ہے۔ ایسی حالت میں کہ طالب اپنی قوت و طاقت سے نکل جائے اور مقصود جل ذکرہ کے دیدار کا مشتاق اور اس کے عشق کے سمندر میں مستغرق ہو جائے۔

☆ سلوک کے دس مقامات کی تحقیق کے بعد فرماتے ہیں کہ جو شخص معصیت (گناہ) میں گرفتار ہے یا وہ دنیا سے کچھ رغبت رکھتا ہے یا سبب پر نظر رکھتا ہے یا بقدر ضرورت معاش پر اکتفا نہیں کرتا یا لوگوں سے میل جول رکھتا ہے یا اس کے اوقات اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معمور نہیں یا اللہ تعالیٰ سے غیر خدا طلب کرتا ہے یا نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کرتا یا اپنی ذات یا اپنے احوال پر نظر رکھتا ہے اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کرتا ہے یا اپنے آپ کو احکام الٰہیہ کے حوالہ نہیں کرتا وہ طریق تحقیق کے سلوک میں ناقص ہے، مخفی نہ رہے کہ بعضے منتہی درویش جو اپنی خواہشات و ضروریات سے نکل چکے ہیں، ضروری معاش پر اکتفا کرنے اور لوگوں سے میل جول نہ رکھنے اور نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنے میں کسی خاص وجہ سے ثابت نہیں رہے ہیں۔ ''ہر ایک کے لیے ایک جہت ہے۔ جس کی طرف وہ منہ کرنے والا ہے''

☆ توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیں اور بیٹھ رہیں۔ کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے بلکہ سبب مشروع مثلاً کتابت وغیرہ کو اختیار کرنا چاہیے اور نظر سبب پر ہی نہ رکھنی چاہیے کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسبب پر پہنچنے کے لیے بنایا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کر لے کہ اوپر سے پھینک دے گا تو یہ اس کی بے ادبی ہے کیونکہ دروازہ خدا کا ہی بنایا ہوا ہے اور اس بات پر دلیل ہے کہ کھلا ہے۔ کھلے ہوئے کو بند نہ کرنا چاہیے۔ بعد ازاں اس کو اختیار

Marfat.com

ہے، چاہے دروازے سے بھیجے یا اوپر سے پھینک دے۔

☆ توحید حاصل کرنی چاہیے۔ محققین، متکلمین کے نزدیک توحید یہ ہے کہ ''وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز مؤثر نہیں''۔ یعنی اپنی ساری قدرت کو خدا سے منسوب کرنا اور اپنے آپ کو قدرت سے خالی کرنا۔ اگر چہ متاخرین علماء کے مطابق توحید یہ ہے ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں''

☆ اللہ تعالیٰ سے بندہ کا نہایت قرب اور اتصال اس سے زیادہ نہیں کہ دوام آگاہی جو فنا کی طرف کھینچتی ہے اس کو حاصل ہو جائے۔ جب یہ نسبت حاصل ہوگئی تو سالک اس نسبت کے حصول سے مرتبہ ولایت سے مشرف ہوگیا اللہ تعالیٰ کی ذات سے قرب واتصال کی نسبت کا یہ حصول ولایت خاصہ کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اس طریقہ کے طالبوں کا پہلا داخلہ سرحد فنا میں ہے۔ اندراج نہایت در بدایت جس کی طرف ہمارے سلسلہ کے اکابرین نے اشارہ کیا ہے، یہی ہے۔

☆ انجذاب اور محبت الٰہی کا طریقہ مقصود تک پہنچانے والا ہے اور اس کا رخ سوائے ذات حق تعالیٰ کے کسی اور طرف نہیں ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کا رخ انوار کی طرف بھی ہے۔ ناچار بعض ان ہی انوار میں رہ جاتے ہیں۔ یہ انجذاب ومحبت تمام افراد انسانی میں ہے مگر پوشیدہ ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رویت (دیدار) آنکھ کے ساتھ موت کے بعد ہوگی کیونکہ رویت انکشاف تام کا نام ہے۔ جب تک روح کا تعلق اس بدن کے ساتھ ہے، انکشاف تام (مکمل انکشاف) نہیں ہوسکتا، کیونکہ روح خواہ کتنی ہی بے تعلق ہو جائے کم سے کم حیات کا تعلق باقی رہے گا۔

☆ سماع کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ارشاد کیا کہ صوفیہ میں سے جو لوگ راگ سننے کے قائل ہے، انہوں نے اس میں یہ حکمت دیکھی ہے کہ راگ سننے کے بعد طبیعت ساکن و برقرار رہتی ہے۔ ناچار روح معانی کا ادراک زیادہ کرتی ہے۔

☆ ہمارے طریقہ کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔ اہل سنت وجماعت کے عقائد پر ثابت

Marfat.com

قدم رہنا، دوام آگاہی اور عبادت۔ اگر کسی شخص کی ان تین چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل وفتور آجائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ ہم عزت کے بعد ذلت اور قبول کے بعد رد سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

☆ پیر کے متعدد ہونے میں کلام شروع ہوا تو زبان مبارک سے فرمایا کہ پیر تین طرح کے ہوتے ہیں ایک پیر خرقہ، دوسرے پیر تعلیم اور تیسرا پیر صحبت۔ واضح ہو کہ پیر خرقہ وہ ہے جس سے خرقہ ارادت پہنا جائے۔ پیر تعلیم، اس کے معنی ظاہر ہیں۔ پیر صحبت وہ ہے جس سے لوگ صحبت رکھیں اور اس کی صحبت سے منافع وترقیات حاصل کریں۔

اس موقعہ پر فرمایا کہ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ وکبرویہ میں ایک شخص کے لیے کئی پیروں کے ہونے کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور پیر تعلیم و پیر صحبت کو مرشد کہتے ہیں۔ آپ نے اسی مطلب کے مطابق ایک بزرگ کا نام لے کر فرمایا کہ انہوں نے اپنے رسالوں میں لکھا ہے کہ پیر خرقہ متعدد ہونا مکروہ ہے اور اسی طرح تعلیم کا تعدد مکروہ ہے لیکن پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا پیر اجازت دے دے یا اس کی صحبت فوت ہو جائے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ ہاں پیر خرقہ متعدد نہیں ہوتے لیکن پیر تعلیم مثل پیر صحبت کے کئی ہو سکتے ہیں۔

ایک موقعہ پر حاضرین میں سے ایک نے سوال کیا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ میں طریق رابطہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے طریقۂ ذکر حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پہنچا ہے، کہاں تک درست ہے؟ آپ نے فرمایا؛ کہ جو ذکر ہمارے سلسلہ میں ہے اور جسے وقوف عددی کہتے ہیں، مقرر طریقہ کے ساتھ مثلاً حبس دوام اور اس کے ساتھ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ملانا، وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہم تک پہنچا ہے اور طریق صحبت بھی آپ سے ہی پہنچا ہے کیونکہ آپ سفر وحضر میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے اور بطریق محبت فیض حاصل کرتے تھے۔ اصل اس کام میں صحبت ہے اور رابطہ اس کا ظل ہے۔ جب صحبت ظاہری مفقود ہو تو اس طریقہ والوں نے رابطہ پر اکتفا کیا جو صحبت معنوی ہے۔

☆ اہل اللہ کے بارے میں سلسلہ کلام شروع ہوا تو فرمایا کہ اہل اللہ تین فرقے ہیں۔

Marfat.com

i۔عباد ، ii۔صوفیہ ، iii۔ملامتیہ۔

☆۔ عباد:

وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظاہر عبادت پر اکتفا کیا ہے اور فرائض وسنن کے بعد نفلی عبادتوں اور خیرات پر قیام کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ چاہتے ہیں کہ خیرات میں سے کسی چیز کی فرو گذاشت نہ ہو اور صوفیہ کے اذواق ومواجید سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔عباد میں سے جو شخص صوفیہ کے اذواق ومواجید سے بہرہ ور ہو گیا وہ گروہ صوفیہ میں داخل ہو گیا اور اپنے مرتبہ سے نکل آیا

☆۔ صوفیہ:

وہ فرقہ ہے جو مواجید و اذواق سے بہرہ ور ہیں اور اپنے خوارق وکرامات کو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رکھتے۔تمام کاموں میں ان کی نظر خدا پر ہے اور مخلوق کو مظاہر حق جانتے ہیں۔اس فرقہ میں ایک طرح کی رعونت ونخوت رہ گئی ہے۔

☆۔ ملامتیہ:

وہ لوگ جو عالم لوگوں کے لباس میں رہتے ہیں اور عوام سے کچھ امتیاز نہیں رکھتے اور ظاہر میں فرائض اور سنن مؤکدہ پر اکتفا کرتے ہیں اور اخلاص کی رعایت میں کوشش کرتے ہیں اور اپنے تئیں اپنے خوارق ظاہر کر کے مشہور و ظاہر نہیں کرتے۔اس امر میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا اتباع کیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ عالم ظہور کا محل نہیں۔خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے لہذا وہ بھی اپنے تئیں مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رکھتے ہیں۔اسی واسطے اکثر لوگ انکو اپنے جیسا خیال کرتے ہیں۔یہ جماعت رعونت سے آزاد و پاک ہے۔وہ مقام عبودیت کی انتہاء تک پہنچے ہوئے ہیں۔

حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہٗ نے اس جماعت کے کئی سردار ٹھہرائے ہیں۔سب

Marfat.com

سے بڑے سردار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتاتے ہیں۔ صحابہ کرام میں سے حضرت صدیق اکبر اور سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم اور مشائخ میں سے حضرت بایزید بسطامی، ابوسعید خراز اور ابوالسعو داور اپنے آپ کو بتاتے ہیں۔ ان کے سوا اوروں سے ساکت ہیں مگر ان کی نفی نہیں کرتے۔ شیخ کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ کسی خاص وقت میں کشف میں آ گیا اُسے لکھ دیتے ہیں

☆ (ایام وفات سے پہلے) فرماتے تھے کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہیں کہ طریق توحید (وحدت وجود) کے سوا ایک اور وسیع راہ ہے اور وہ توحید کی راہ اس شاہراہ کے مقابلہ میں محض ایک تنگ کوچہ ہے۔

خلفاء واولاد:

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو صاحبزادے خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت نے دونوں کو حیات مبارکہ ہی میں تحصیل علم کے لیے خلفیہ اعظم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد فرمایا تھا۔ اور خلفاء میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ اللہ داد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت مشہور ہیں۔ ان حضرات نے خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک مسلک کو دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ حضرت خواجہ نے حیات مبارکہ میں سلوک پر بعض رُباعیات بھی کہیں تھیں۔ جن کی شرح حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمائی اور دنیا کو ایک گوشہ نشین بلند ولی اللہ کے کلام سے روشناس کیا۔

Marfat.com

حضرت امام ربانی، مجددِ الفِ ثانی

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 14 شوال 971 ہجری، 1564ء بمقام : سرہند شریف، انڈیا

وصال : 28 صفر المظفر 1034 ہجری، 1624ء مزار اقدس : سرہند شریف، انڈیا

فاروقی مشائخ کے خاندان کے مشہور بزرگ شیخ العصر حضرت مولانا عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہیں حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت اور سلسلہ چشتیہ اور قادریہ سے بھی نسبت اور اجازت حاصل تھی ایک شب خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ دنیا میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے اور جنگلی درندے لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں یکا یک اُن کے سینے سے ایک نور نکلا، جس میں سے ایک تخت نمودار ہوا اور اس پر ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ اُن کے سامنے درندے ہلاک اور ظالم ذبح کیے جا رہے تھے اور ہاتف ندا دے رہا تھا کہ حق آیا اور باطل گم ہوا۔ حضرت مولانا شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب کی تعبیر پیرومرشد حضرت شاہ کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے گھر میں ایک فرزند تولد ہوگا جس سے الحاد و کفر اور بدعت دور ہوں گے۔ حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش کے متعلق بعض اور پیشنگوئیاں بھی ملتی ہیں، روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صُلح (دو چیزوں کو ملانے ولا) کہیں گے، اکثر علماء کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

Marfat.com

طرف ہے۔

حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ نے ایک بار مراقبہ کے بعد فرمایا کہ ہم نے عالم واقعہ میں ایک نور کا مشاہدہ کیا اور وہ نور پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تجدید کرے گا۔ حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے مقالات میں ذکر فرمایا ہے کہ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہندوستان میں پیدا ہوگا جو اُمت کے سب اولیاء کرام سے افضل ہوگا۔

14 شوال 971 ہجری کی شب حضرت مولانا شیخ عبدالاحد کے گھر وہ آفتاب ولایت طلوع ہوا۔ جس کی تابانیوں سے تیرہ وتار جہاں جگمگا اُٹھا، حضرت کا نام احمد رکھا گیا۔ پیدائش ہی سے شاہ کمال کیتھلی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پر توجہ ونظر خاص رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ بچپنے میں حضرت کو عارضہ ضعف لاحق ہوا۔ حضرت کی والدہ ماجدہ اُنہیں حضرت کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لے کر آئیں۔ حضرت ممدوح دعا فرما کر بولے ''خاطر جمع رکھو'' صاحبزادہ عمر دراز پائے گا۔ بڑا عالم اور عاف کامل ہوگا اور ہم ایسے بہت سے لوگ اس سے ہدایت پائیں گے۔

تعلیم:

حضرت نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت شیخ العصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اور کمسنی ہی میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔ حضرت نے سرہند شریف کے بعض دوسرے علماء سے بھی علوم حاصل کیے۔ حضرت کی خداداد ذہانت اور محققانہ قابلیت کا یہ عالم تھا کہ لڑکپن میں ضخیم علمی کتب پر حواشی تحریر فرماتے، اس استعداد کے باوجود حضرت کا علمی ذوق ابھی تشنہ تھا۔ چنانچہ ''بحرالعلوم'' کی تلاش میں سرہند شریف سے باہر نکلے۔ لاہور، سیالکوٹ، دہلی وغیرہ مقامات کی سیر کی اور مشہور علماء سے بھی استفادہ کیا، ایک مرتبہ آگرہ تشریف لے گئے وہاں عہدِ اکبری کے مشہور علماء ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات کی اور بعض مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ ان لوگوں نے بھی حضرت کے تبحر علمی کا اعتراف کیا اور عزت سے پیش آئے، ایک روز فیضی سے ملے وہ تفسیر فیضی (بے نقطہ) لکھ رہے تھے۔ حضرت یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک مقام آیا جس کی تفسیر بے نقطہ دشوار تھی۔ فیضی نے حضرت سے رجوع کیا۔ گو حضرت کو بے نقطہ عبارت لکھنے کی مشق

Marfat.com

نہ تھی تاہم گھنٹہ بھر میں ایک صفحہ اس خوبی سے قلمبند فرمایا کہ فیضی بھی حیران رہ گئے۔

بیعت:

حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے طفولیت میں نسبتِ قادریہ سے متصف ہوئے تھے اور والد بزرگوار کی طرف سے انہیں سلسلہ شریفہ چشتیہ کی برکات میسر تھیں۔ ابتداء میں حضرت کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ ٔ انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد شوق تھا۔ بسبب ضعیفی و بیماری والدِ بزرگوار حضرت زیادہ وقت شیخ العصر کی خدمت میں گزارتے

عزم سفر حج اور ملاقات حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

1007 ہجری میں حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باارادہ حج وزیارات سفر پر روانہ ہو گئے۔ کسی کو اس ارادہ کی اطلاع نہ دی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی پہنچے تو شیخ حسن کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی وہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کے مخلص قدیمی تھے۔ ان سے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مناقب اور فضائل وکرامات کا ذکر سنا تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اس عظیم المرتبہ بزرگ کی زیارت کے شوق نے غلبہ کیا۔ آپ کو اس نسبت عزیز الوجود کا عرصہ سے اشتیاق تھا۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تا کہ حضرت سے ذکر ومراقبہ حاصل کر کے اسے راہ حرمین کا توشہ بنائیں۔ حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملاقات ہوتے ہی فرمایا: ''آپ زیارت بیت اللہ کے لیے جا رہے ہیں، اگر چند روز یہاں قیام کریں تو ممکن ہے جس چیز کی طلب میں آپ وہاں جا رہے ہیں وہ یہیں پالیں۔'' نیز یہ بھی فرمایا کہ صرف تین دن یہاں مقیم رہو اگر اس کے بعد بھی ارادہ سفر مصمم رہے تو روانہ ہو جانا۔'' چنانچہ تین دن کی مختصر مدت میں حضرت خواجہ قدس سرہ کے اخلاق ظاہری اور تصرف باطنی سے آپ نے ارادہ سفر ملتوی کر دیا اور حضرت کی صحبت اختیار کر لی۔ برسوں کا معاملہ ساعتوں میں پورا ہو گیا۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ مقصود سے واصل ہو گئے اور مراتب کمال وتکمیل اور قطبیت وفردیت پر فائز ہو گئے۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

''اس فقیر کو یہ نسبت ابتدائے تعلیم ذکر سے دو ماہ اور چند روز میں حاصل ہو گئی۔ اس نسبت کے بعد

Marfat.com

ایک اور فنا حاصل ہوئی جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ دل میں اس قدر وسعت پیدا ہوگئی کہ تمام عالم عرش سے لے کر مرکز زمین تک اس وسعت کے مقابلہ میں رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔"

سرہند میں واپسی:

اس کے بعد وطن مالوف سرہند تشریف لے گئے۔ وہاں سے تین مرتبہ اپنے شیخ حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔

پہلی دفعہ ..... حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے دولت کمال و تکمیل کے حصول اور مدارج قرب و نہایت میں ترقی کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خوشخبری دی۔

دوسری دفعہ ..... طالبان حق کی ہدایت اور ارشاد کی اجازت دی اور خلعت خلافت عطا فرما کر اپنے چیدہ اصحاب کی ایک جماعت حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ کر کے ان کی تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔

تیسری دفعہ ..... جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں آئے تو خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قلعہ فیروزی سے چل کر کابلی دروازہ پہنچے اور آپ کا استقبال فرمایا۔ نہایت اعزاز و اکرام سے آپ کو ہمراہ لے کر جائے، سکونت پر آئے۔ اپنے تمام مریدین کو آپ کے حوالے کیا اور مشیخیت و ارشاد کا معاملہ بالکلیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد فرما دیا۔ اپنے فرزندان گرامی کو جو ہنوز بچے تھے طلب فرما کر ان کے بارہ میں آپ سے توجہ کی خواہش فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مقصود ہماری پیری مریدی سے صرف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ظہور تھا۔ اس لیے ہم نے اب مشیخیت کو ترک کر دیا ہے۔" نیز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ تخم سمرقند و بخارا سے لا کر ہند میں بویا۔" آنجناب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب الارشاد حضرت قدس سرہٗ سرہند شریف میں تشریف لائے اور تربیت سالکین میں مصروف ہوئے۔ اس آفتاب علم و عرفان کی روشنی چار دانگ عالم میں سرعت سے پھیلنے لگی۔ حصول فیضان کی غرض سے ہر طرف سے کثیر تعداد میں تشنگان حق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ عوام الناس سے لے کر اکثر اعیان سلطنت تک سب آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

Marfat.com

فتنہ الحاد وارتداد کی سرکوبی:

سلطنت مغلیہ کے پایہ تخت دہلی سے دور اپنے وطن مالوف سرہند میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت سکون واطمینان کے ساتھ طالبان راہ حق کی تربیت وہدایت میں مصروف ہو گئے۔ مشرکین ہند کی ریشہ دوانیوں سے کفر والحاد کی آندھیوں نے بلاد ہند کو گھیر لیا۔ یہ زمانہ مغل شہنشاہا کبر کے طویل عہد حکومت کا آخری دور تھا۔ پہلے ہندو راجاؤں اور ہندو رعایا کو خوش کرنے کے لیے دربار سے ایسے احکام صادر کیے جو سراسر احکام اسلام کے منافی تھے اسی پر بس نہ کی بلکہ ایک نئے خود ساختہ مذہب دین الٰہی کی داغ بیل ڈال دی۔ یہ نیا مذہب ایسے اصولوں پر مبنی تھا جو دین اسلام سے بیزاری اور بغاوت پر آمادہ کرتا تھا۔ مقصد صرف غیر مسلموں کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی غیرتِ ایمانی اس کو خاموشی سے کب برداشت کر سکتی تھی آپ نے بادشاہ کے مقربین کو متنبہ فرمایا:

''بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باغی ہو گیا ہے۔ یاد رکھو، اس کی بادشاہی اور طاقت کا گھمنڈ ایک دن مٹ جائے گا۔ بہتر ہے کہ وہ ملحدانہ خیالات وافعال سے توبہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا انتظار کرے۔''

اکبر بادشاہ اپنی جاہ وحشمت کے نشے میں چُور تھا۔ اس انتباہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور اپنے کوتاہ اندیش مشیروں اور وزیروں کے مشورہ سے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک خصوصی دربار میں شرکت کی دعوت دی۔ دربار کا انتظام اس طرح کیا گیا کہ ایک طرف دنیاوی جاہ وجلال کا ساز وسامان تھا۔ پر تکلف کھانے اور پھل تھے اور اس حصے کا نام اپنے دین الٰہی کی نسبت سے دربار الٰہی رکھا۔ دوسرے حصے کا نام دربارِ رسول رکھا اور اس میں روکھے پھیکے کھانے اور درویشانہ ساز وسامان تھا، پھر اعلان ہوا کہ اپنی اپنی پسند کے حصہ میں سب لوگ جگہ حاصل کر لیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین دربارِ رسالت میں داخل ہو کر باطمینان بیٹھ گئے اور بادشاہ اور اس کے خوشامدی درباری دربارِ الٰہی میں چلے گئے۔ اچانک غیرت حق جوش میں آئی اور ایک خوفناک طوفان نے بادشاہ اور اس کے مصاحبین کو گھیرے میں لے لیا۔ آراستہ وپیراستہ خیمے

Marfat.com

آن واحد میں زمین بوس ہو گئے اور سب سامان عیش وطرب خاک میں مل گیا۔ خود بادشاہ اکبر کے سر میں ایک چوب لگی جس سے وہ مجروح ہو گیا۔ مگر جس حصہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احباب فروکش تھے وہ بالکل محفوظ رہا۔ بادشاہ اسی حادثہ کی وجہ سے کچھ دنوں بعد راہی ملک عدم ہو گیا۔ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر نے آخری ایام میں توبہ کر لی تھی اور ملحدانہ خیالات سے باز آ گیا تھا۔ ﴿واللہ اعلم بالصواب﴾

عنایاتِ خصوصی:

اکثر علمائے کرام اور بیشتر بزرگان عظام کے قول سے حضرت ''مجدد الفِ ثانی'' ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت کے مرشد خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہت پہلے سے حضرت کی ''قطبیت'' ظاہر ہو چکی تھی۔ حالانکہ حضرت ابھی خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے بھی نہیں تھے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خواب میں ایک ایسے نور شمع کا دیکھنا کہ جس کی روشنی نے تمام دنیا کو گھیر لیا ہے۔ نیز حضرت ممدوح کا حضرت کو ''شہود آفتاب'' فرمانا، ایک مرتبہ حضرت مجدد صاحب نے خود اپنے بارے میں ایک مخلص کو لکھا کہ تمام مشائخ طریقت نے مجھے باری باری فیوض اور برکاتِ خصوصی سے نوازا ہے۔

اور ایک جگہ فرماتے کہ ''اس راہ (طریقت) کا کوئی کوچہ ایسا نہیں ہے، جہاں سے یہ ناچیز اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت سے نہ گزرا ہو۔ ایک خط میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے آسمانی علم سکھلایا۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے علم لدنی سے روشناس کیا۔ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب سرورِ کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ''مجتہد کلام'' سے خطاب فرمایا۔ ارشاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ''شریعت'' ہمارے محلے میں اتری ہے جیسے کوئی قافلہ کسی سرائے میں آ کر ٹھہرتا ہے۔ فرمایا حضور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناچیز کو بشارت دی ہے کہ قیامت کے روز تمہاری شفاعت سے کئی ہزار آدمی بخشے جائیں گے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت کے ہاتھوں مخلوق کو اکبری اور جہانگیری فتنوں سے محفوظ ومامون فرمایا۔

Marfat.com

تعلیم وعادات:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طالبین کو اکثر فرماتے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں جو بزرگی عطا کی ہے اس میں ہمارے علم اور عمل کو کوئی دخل نہیں بلکہ حضرت رب العالمین نے یہ عزت ہمیں محض اپنے فضل وکرم سے عنایت کی ہے اور اس ''فضل وکرم'' کے لیے اگر ہمارے پاس کوئی بہانہ ہوسکتا ہے تو وہ اتباع جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہمیں جو عطا ہوا ہے۔ اسی اتباع کے باعث ملا ہے۔ حضرت اتباع سنت کے زبردست حامی و پابند تھے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری اور ادب کو ملحوظ رکھتے اور اگر کسی واقعہ یا معاملہ میں (بوجہ بشریت) بھول چوک ہو جاتی تو بہت پچھتاتے۔ چنانچہ ایک روز کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''میں نے سہو سے طہارت خانے میں جاتے ہوئے اول دایاں قدم رکھ دیا، جس کی وجہ سے اس روز کئی احوال (بطور سزا) مجھ پر بند ہو گئے۔ ایک روز طہارت خانے سے فوراً ہی باہر نکل آئے، کیونکہ پاؤں کے ایک انگھوٹھے پر روشنائی کا ''نقطہ'' لگا ہوا تھا۔ جسے حضرت نے دوران تحریر آیات قرآنی امتحاناً ناخن پر لگالیا تھا۔ مگر پانی سے صاف کرنا بھول گئے۔ آخراُسے دھو کر بیت الخلاء میں داخل ہوئے۔

ایک مرتبہ ایک خادم سے چند لونگیں طلب کیں، وہ چھ عدد نکال کر لائے۔ فرمایا ''رعایت'' وتر کو ملحوظ رکھو، کیونکہ یہ مستحب ہے لیکن لوگوں کو مستحب کی قدر معلوم نہیں، مستحب اللہ پاک کو پسند ہے۔

فرماتے چونکہ موجودہ زمانہ عہد مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو گیا ہے اور بہت سے مفاسد، بدعت وفسق وفجور اس دور میں پیدا ہو گئے ہیں اس لیے بغیر اتباع سنت نبویہ راستے کا ملنا دشوار ہے۔

مسائل فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ جن مسائل میں امام عالم امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صاحبین کرام کا اختلاف ہے۔ یہ احتراماً ہر دو کے عقائد کا لحاظ فرماتے، حضرت کی مجلس میں بوجہ رعب ودبدبہ اکثر خاموشی چھائی رہتی۔ طالبین کو چپ چاپ فیض سے نوازتے۔ اگر لب کشائی کرتے بھی تو اسرار ومعارف بیان فرماتے بے کار باتیں نہ کرتے اور نہ

Marfat.com

سننا پسند فرماتے۔ دن میں ایک بار کھانا عموماً خلوت میں تناول کرتے اور آداب طعام ملحوظ رکھتے۔ بایاں زانو بچھا لیتے اور دوسروں کو بھی یہی تاکید کرتے، بعد از طعام دعا فرماتے اور بطریق سنت گھڑی بھر کو قیلولہ کے لیے لیٹ جاتے۔ نمازیں پابندی سے اور مقررہ اوقات پر باجماعت ادا کرتے۔ سنتیں ونوافل کی ادائیگی واعتدال وامکان وآداب نماز کا خاص خیال رکھتے۔ فرماتے کہ لوگ بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں کی خواہش رکھتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ احتیاط ورعایت آداب نماز سے بڑھ کر کوئی ریاضت ومجاہدہ نہیں۔ تشہد میں انگلی سے اشارہ نہ فرماتے تھے۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے اور خاموشی سے قرات سنتے تھے۔ دن کا بیشتر حصہ ذکر حق اور ہدایت طالبین میں صرف کرتے، نماز عشاء کے بعد بات چیت سے پرہیز فرماتے اور عموماً بستر پر لیٹ جاتے، تاکہ تہجد کے لیے اٹھنے میں دقت نہ ہو۔ درود شریف بکثرت پڑھتے، خصوصاً جمعہ کے روز تعداد بڑھا لیتے۔ اسی طرح دوشنبہ کی رات اور شنبہ کے دن بھی بہت کثرت سے درودِ پاک پڑھتے۔ عمر کے آخری حصے میں یہ معمول ہوگیا تھا کہ جمعہ کی شب کو تمام دوستوں کو جمع کرتے اور کم از کم ہزار بار درود شریف پڑھتے۔ تلاوت قرآن پاک کے وقت حضرت کے چہرے سے ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ اسرار ورموز قرآنی وبرکات آیات فرقانی حضرت پر منکشف وناذل ہوتے ہیں، زیارت قبور کے لیے تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا واستغفار فرماتے۔ اول اول مزارات پر ہاتھ بھی رکھتے مگر آخر زمانہ میں ترک کر دیا تھا کیونکہ بعض اکابرین نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ خواص بشر کو خواص ملائکہ سے اور نبوت کو ولایت سے افضل جانتے۔ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمیع اولیائے امت سے اعلیٰ وافضل جانتے اور ان کے باہمی اختلافات وتنازعات کو نیک نیتی پر محمول فرماتے۔ طریق نقشبندیہ عالیہ کو دوسرے طریقوں سے بہتر جانتے اور فرماتے کہ یہ طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہے اور سنت کے عین مطابق ہے۔ جب کوئی بلا یا مصیبت پہنچتی تو فرماتے یہ ہمارے شامت اعمال کے سبب ہے۔ اور توبہ واستغفار بکثرت پڑھتے۔ صدقہ خیرات بھی کرتے اور اُسے ترقی کا زینہ سمجھتے۔

ظہور کرامات:

شیخ ابوالحسن نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ ہمارے زمانے میں یہ دو چیزیں بہت

Marfat.com

بڑی کرامت ہیں۔ایک یہ کہ عالم اپنے علم پر عمل کرے۔دوسری عارف بیان حقیقت کرے۔
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ تمام کرامات مثل معجزات پیغمبری کے ہیں اور دونوں کا مقصد ظہور ترویج وتقویت ''دین'' ہے۔البتہ جوں جوں قیامت کے نزدیک ہوتا جاتا ہے،اسی قدر کرامات کا ظہور گھٹتا جارہا ہے اور دین بھی کمزور ہورہا ہے۔اس لیے کرامات میں ضعف آ گیا ہے اور قرب قیامت کے وقت تو دین کی یہ صورت ہوگی کہ اندھیری رات کی طرح لوگ صبح مومن ہوں گے تو شام کو کافر ہو جائیں گے اور شب کو مومن ہوں گے تو صبح کو کافر ہو جائیں گے۔ان تمام باتوں کے باوجود خوارق وکرامات نہ ارکان ولایت سے ہیں اور نہ شرائط ولایت سے کیونکہ ولایت کی سب سے بڑی دلیل ''اتباع سنت'' جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ولی کی یہی تعریف ہے کہ وہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا طالب اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع ہو،حضرت ممدوح کا ارشاد ہے کہ ظہور کرامات بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے،جو وہ بندے کو عطا کرتا ہے اور حضرت اُس صفت سے خوب خوب متصف تھے۔
حضرت کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ جب سے ہوش سنبھالا کوئی کام خلاف سنت نہیں کیا،
حضرت کے اکثر ملاقاتی اور احباب جو دور دور سے آتے،حضرت سے کہتے کہ فلاں روز آپ کو مکہ معظّمہ میں دیکھا ہے اور فلاں دن مدینہ منورہ میں دیکھا ہے حالانکہ حضرت ان دنوں گھر پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت مخدوم زادوں اور چند مخلصین کے ساتھ پیدل سفر میں تھے۔شدت کی دھوپ تھی۔حضرت نے ازراہ ترحم آسمان کی طرف دیکھا اور زیرلب کچھ فرمایا،ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ اچانک ایک بدلی آئی اور مینہ برسا گئی۔

صوبہ دکن کے ایک ''خان'' جو صوبہ داری کے منصب پر فائز تھے۔بادشاہ نے انہیں کسی وجہ سے معزول کر دیا۔خوف تھا کہ بادشاہ کی خفگی سے کہیں وہ منصب کی محرومی کے ساتھ ساتھ قتل بھی نہ کر دیئے جائیں۔ان کے ایک ملنے والے نے صوبہ دار موصوف کا احوال لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا۔حضرت نے انہیں جواب میں لکھا ''خان عالیشان نظر آتا ہے'' لیکن خان نے تحریر دیکھی تو مایوسی سے بولا ''بادشاہ سخت ناراض ہے،بہرحال دیکھئے کیا ہوتا ہے؟'' چند روز

Marfat.com

گزرے تھے کہ سلطان نے ان کا قصور معاف کر دیا اور منصب پر دوبارہ بحال کر دیا۔

ایک روز ایک خادم سے بولے ''بھائی شیخ محمد مسعود کو (جو تاجر تھے اور بسلسلہ کاروبار قندھار کی طرف گئے ہوئے تھے) زمین پر کہیں نہیں پاتا ہوں، خادم یہ سن کر بہت فکر مند ہوا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد قافلہ آیا اور لوگوں نے حضرت کو شیخ صاحب کے انتقال کی خبر دی۔ ایک مرتبہ حضرت رمضان المبارک کے ایام میں اجمیر شریف میں مقیم تھے۔ جس مسجد میں قیام تھا وہ بہت مختصر تھی۔ نماز تراویح ادا کر رہے تھے کہ بارش آ گئی۔ جس سے نمازیوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ حضرت نے فرمایا، انشاء اللہ تعالیٰ اب رمضان شریف میں بارش نہیں ہوگی۔ مسجد کی ایک دیوار بہت بوسیدہ تھی۔ یہ بھی خطرہ تھا کہ ابھی گر پڑے گی، بولے، ہمارے سامنے یہ دیوار بھی نہیں گرے گی۔ چنانچہ جس روز حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور کافی دور چلے گئے حضرت کو اس کے گرنے کی اطلاع ملی۔

حضرت ایک مرتبہ اجمیر شریف میں بہت بیمار ہو گئے۔ فوراً صاحبزادوں کو طلب کیا، ان کی بیماری سے سب لوگ پریشان نظر آتے تھے۔ حضرت نے خطاب فرمایا کہ بھائی میں ابھی نہیں جاؤں گا۔ ایک کام کے لیے کچھ مہلت مل گئی ہے۔ حاضرین کی جان میں جان آئی۔ اس سفر سے واپس تشریف لائے تو بالکل گوشہ نشین ہو گئے۔ احباب سے خط و کتابت بھی کم کر دی۔ جس کسی کو خط تحریر فرماتے ''استعفادے چلے'' کے کلمات ضرور تحریر فرماتے۔

رحلت:

جب رحلت کا وقت قریب آیا تو حاضرین سے بولے ''ڈیڑھ ماہ کے اندر اندر بلوا لیا جاؤں گا۔'' سامعین دل تھام کر رہ گئے۔ حضرت اس روز سے دن گننے لگے۔ اکثر یہ مصرعہ پڑھتے ''آج ملاوا کنت سوں سکھی سب جگ دیتوں وار'' یعنی آج وصال یار ہے، اس خوشی سے دنیا جہاں کی نعمتیں نثار کرتا ہوں۔ فرماتے میری قبر کچی اور گمنام جگہ بنانا تاکہ کچھ دنوں کے بعد اس کا نام و نشان مٹ جائے۔

ضعف بڑھ رہا تھا مگر کیا مجال جو نماز باجماعت اور وظائف و اوراد میں فرق آیا ہو۔ البتہ جب کمزوری حد سے بڑھ گئی تو کبھی کبھار نماز تنہا پڑھ لیتے۔ ان ایام میں ملنے والوں، دوستوں

Marfat.com

اور مخدوم زادوں کو جو بھی ارشاد اور نصیحت فرماتے اس کا یہی مفہوم ہوتا کہ سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔

کہتے ہیں عین آخری وقت پر حضرت کو استنجا کی حاجت ہوئی۔ طشت حاضر کیا گیا، دیکھ کر فرمایا ''اس میں ریت نہیں ہے۔ قطرات اڑیں گے۔ واپس لے جاؤ، میں وضو نہیں توڑوں گا'' حضرت نے وقت آخر بھی بے وضو رہنا گوارا نہ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد وجود میں آنے والی یہ ہستی تجدید سنت و ''احیائے دین'' میں شب و روز مصروف رہ کر بعمر تریسٹھ سال 29 صفر المظفر 1034 ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہوگئی اور سرزمین سرہند شریف کے اس ٹکڑے میں دفن ہوئے، جس کے متعلق ایک مرتبہ حضرت ممدوح نے ایک خط میں تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں سرہند شریف میں ایک کنوئیں کو پُر کر کے میرے لیے ایک اونچا مقام بنایا ہے اور اکثر شہروں اور قصبوں پر اس کو بلندی بخشی ہے اور اس زمین میں ایک نور بطور امانت رکھا گیا اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک زمین سے ظاہر اور روشن ہے۔ آگے چل کر اسی خط میں ذکر فرماتے ہیں ''وہ نور امانت اس فقیر کے قلبی انوار کا لمعہ ہے جس کو وہاں سے اقتباس کر کے اس زمین پر روشن کیا ہوا ہے، جس طرح کہ مشعل سے چراغ روشن کر لیں''۔

عہدِ جہانگیری :

نورالدین جہانگیر نوجوانی کے عالم میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس کے اردگرد بھی متعصب ہندوؤں کا وہی حلقہ تھا بلکہ اس کی بیگم نور جہاں کے اثر کی وجہ سے دربار میں اور بھی بے دینی بڑھ گئی۔ بادشاہ کے تنگ نظر امراء نے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف بادشاہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ انہوں نے بادشاہ کو یہ یقین دلا دیا کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بے شمار مریدین کی مدد سے تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہیں۔ اسی لیے وہ عوام کو ظل سبحانی کے روبرو سجدہ کرنے سے منع کرتے ہیں چنانچہ بادشاہ نے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دربارِ شاہی میں طلب کیا اور حضرت سے آدابِ شاہی (سجدہ کرنا) بجالانے کا

Marfat.com

مطالبہ کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سختی سے انکار کیا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں، پھر میں ایک انسان کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں''

بادشاہ نے ناراض ہو کر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وسطی ہند کے قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے متوسلین کو لکھا:

''مجھے جو قید خانے میں ڈالا گیا ہے اس میں مشیت الٰہی ہے۔ تم بادشاہ کی اطاعت قبول کرو اور بغاوت سے باز رہو۔ میں بھی انشاء اللہ جلد قید سے آزاد ہو جاؤں گا۔''

دو سال تک قید و بند کی صعوبتیں صبر و استقلال سے برداشت کیں۔ زمانہ نظر بندی میں قلعہ کے اندر بہت سے غیر مسلم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور آپ کا فیضان قلعہ کے اندر اور باہر یکساں طور پر جاری رہا۔ آخر جہانگیر کا دل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے صاف ہوا تو اس نے آپ کو قید سے رہا کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو آپ نے مندرجہ ذیل شرائط پر رہا ہونے کے لیے رضامندی کا اظہار فرمایا:

☆1)۔ بادشاہ وقت کے حضور سجدہ کرنے کی رسم بند کی جائے۔

☆2)۔ مسلمانوں کو گائے کے ذبیحہ سے نہ روکا جائے اور بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرے۔

☆3)۔ جو مساجد شہید کی گئی ہیں وہ نئے سرے سے سرکاری خرچہ سے تعمیر کی جائیں۔

☆4)۔ کفار سے شرع شریف کے مطابق جزیہ لیا جائے۔

☆5)۔ قوانین شریعت محمدی کا نفاذ کیا جائے۔

☆6)۔ تمام بے گناہ قیدی رہا کیے جائیں۔

جہانگیر نے تمام شرائط قبول کر لیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قید خانے سے باہر تشریف لے آئے۔ بادشاہ جہانگیر میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ سے تبدیلی آ چکی تھی اور وہ آپ کا گرویدہ ہو چکا تھا۔ اعیان سلطنت، امیران دربار اور عوام الناس سب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرد جمع ہو گئے اور کسب فیض کے لیے بہت سے مشائخ بھی مشیخیت ترک کر کے صحبت بابرکت میں

Marfat.com

پہنچ گئے۔ایک سو کے قریب علماء وصلحاء وحفاظ ہر وقت آپ کی خدمت میں عموماً مقیم رہتے اور حضور وآگاہی سے لذت آشنا رہتے۔

اتباع سنت کی تاکید:

آپ اعمال کی ادائیگی میں پیروی سنت کا خاص خیال رکھتے تھے۔عمل میں عزیمت آپ کا شعار تھا۔ بدعت اور رخصت سے ہمیشہ اجتناب فرماتے۔اپنے عقیدت مندوں کو بھی یہی تلقین فرماتے۔ ہر کام میں استخارہ فرماتے۔قبور کو بوسہ دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ہاں کبھی کبھی اپنے والد بزرگوار اور اپنے پیر بزرگوار کی قبور کو تبرکاً ہاتھ سے چھوتے تھے۔کسی خاص دعوت میں تشریف لے جاتے لیکن عام دعوت میں جانے سے گریز کرتے۔مجالس سماع وسرور ومولود خوانی میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ذکر خفی آپ کا معمول تھا۔آپ کا ارشاد ہے:

''چنیں آہستہ کن ذکرش کہ از خود نیز اخفاء کن''

نبوت کو ولایت سے افضل قرار دیتے تھے۔غلبہ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔جمیع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمیع اولیاء رحمہم اللہ علیہم سے افضل سمجھتے تھے۔طریقہ نقشبندیہ کو سب طریقوں سے افضل تصور فرماتے تھے۔حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خلق عین خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔تسلیم ورضا بر قضا اور شفقت وتواضع بر خلق خدا کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔اہل حقوق سے نیک سلوک کرتے اور صلہ رحمی کی بے حد کوشش فرماتے۔

اولاد وخلفاء :

مکتوبات شریف، مبدا ومعاد ومعارفِ لدنیہ وغیرہم ایسی بلند پایہ تصانیت کے علاوہ حضرت کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1۔ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
2۔ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
3۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
4۔ حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
5۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
6۔ حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
7۔ حضرت شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

خلفائے کرام میں حضرت قبلہ کے صاحبزادگان عظام میں سے سب کے سب ولی کامل ہوئے ہیں اور حضرت کے جانشین ہیں، ان مقتدر ہستیوں کے علاوہ حضرت قبلہ نے خلفاء کی ایک بڑی جماعت کو بھی تالیف قلوب اور ہدایت خلق کے لیے تیار کیا جن میں سے حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، شیخ بداح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ، شیخ مزمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام نامی قابل ذکر ہیں۔

ارشاداتِ عالیہ

☆۔ اعلیٰ نصیحت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اختیار کرو۔

☆۔ اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ یعنی علمائے اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق درست کرو۔

☆۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا بچ گیا، جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا۔

☆۔ اہل وعیال کے ساتھ حد سے زیادہ محبت نہ کرو کہ ضروری کام میں فتور آئے۔

☆۔ اہل اللہ کو تجارت، خرید و فروخت اور اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔

☆۔ اہل اللہ سے کرامت مت ڈھونڈو، ان کے وجود ہی کو کرامت جانو،

☆۔ اہل کرم وہ ہے جو اپنی حاجت پر غیر کی حاجت کو مقدم رکھے۔

☆۔ اس اجتماع سے الگ رہ جو تفرقہ کا باعث ہووے۔

Marfat.com

☆۔ اس غرض کا مٹا دینا جو کفار سے وابستہ ہو، کامل ایمان ہے۔

☆۔ احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔

☆۔ آخرت کا کام آج کر دنیا کا کام کل پر چھوڑ دے۔

☆۔ اظہار عجز عبادت ہے۔

☆۔ انبیاء علیہم السلام کے قول کے مقابلہ میں حکماء کا قول رد ہے۔

☆۔ اولیاء اللہ کی نظر دوا ہے اور کلام شفا ہے اور صحبت سراپا نور۔

☆۔ نقشبندی وہ ہے جو اپنے زبان کو ذکر خدا سے تر رکھے۔

☆۔ بزرگوں کی بے ادبی مصائب و شقاوت کا پیش خیمہ ہے۔

☆۔ بزرگوں کے کلام کے معنی خلاف شریعت مراد لینا الحاد و زندقہ ہے۔

☆۔ بلا استطاعت سفر حج تضیع اوقات ہے۔

☆۔ بچوں پر پیار کا آنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نشان ہے جو اپنے مہربان بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

☆۔ بھائی کا حق اس جگہ معاف کرا لے ورنہ وہاں نیکیاں دینی پڑیں گی۔

☆۔ پنج وقتی نماز کو سستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کریں۔

☆۔ پیر وہ ہے جو مرید کے مال میں خواہش نہ پائے۔

☆۔ پیر کا دل مرید کے مال میں ہونا، مرید کی ہدایت کے مانع ہے۔

☆۔ تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔

☆۔ تمام مخلوقات میں زیادہ محتاج انسان ہے۔

☆۔ تف ہے اس طریقہ پر جس میں گالی دینا عبادت ہو۔

☆۔ جس کو نرمی عطا ہوئی، اس کو دنیا و آخرت عطا ہوئی۔

☆۔ جوانی میں زیادہ خوف درکار ہے اور بڑھاپے میں رجا۔

☆۔ جس گناہ کے بعد ندامت نہ ہو، اندیشہ ہے کہ اسلام سے باہر کر دے۔

Marfat.com

☆۔ جوضرورت گناہ پر مجبور کرے شرعاً مردود ہے۔

☆۔ جوسالک اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی بہتر جانتا ہے وہ بزرگوں کے کمالات سے محروم ہے۔

☆۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی اور دیدار حق آنکھوں سے ہوا۔

☆۔ حب دنیا سے خالی علماء بہت کم ہیں۔

☆۔ حادثات دنیا کی تلخی کڑوی دوا کی مثل ہے۔

☆۔ خدا کے دشمنوں سے الفت کرنا خدا کے ساتھ دشمنی ہے۔

☆۔ خدا کو خدا جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے اور رسول کو رسول جاننا یہ ہے کہ رسول کی پیروی کرے۔

☆۔ خدا کے کرم پر مغرور ہونا اور عفو کی امید پر گناہ کرنا شیطان کا فریب ہے۔

☆۔ خلاف شریعت ریاضتیں اور مجاہدات خسارہ ہی خسارہ ہیں۔

☆۔ دنیا ایک نجاست ہے جو سونے میں چھپائی گئی ہے۔

☆۔ دنیا میں آرام کا خواہاں بے وقوف ہے۔

☆۔ ذکر جہر سے اسقدر پرہیز چاہئے کہ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف بھی دل میں پڑھے۔

☆۔ سب سے زیادہ عذاب بے عمل عالم پر ہوگا۔

☆۔ سادات سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کے باعث محبت رکھنی چاہئے۔

☆۔ سماع ورقص پسند کرنا تو درکنار ہم ذکر جہر کی طرف توجہ بھی نہیں کیا کرتے۔

☆۔ سرود ونغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے۔

☆۔ شریعت دنیا وآخرت کی سعادتوں کی ضامن ہے۔

☆۔ شر نفس شیطان کے شر سے زیادہ ہے۔

☆۔ شعر خوانی اور قصہ گوئی بدبختوں کے نصیب کر اور اپنے لئے سرمایہ خاموشی بنا۔

☆۔ ضروری حاجتیں دنیا طلبی میں داخل نہیں ہیں۔

Marfat.com

☆۔ طریقہ نقشبندیہ کا اصول نہایت آسان ہے اور خدا تک جلد پہنچانے والا ہے۔

☆۔ طریقہ نقشبندیہ کا مدار دو اصولوں پر ہے، ایک شریعت کی پیروی استقامت کے ساتھ، دوسرا شیخ کی محبت اور اخلاص میں استقامت۔

☆۔ ظاہر دراصل باطن کا نمونہ ہے۔

☆۔ علمائے بے عمل پارس پتھر کی مثل ہیں جو اوروں کو سونا بناتا ہے اور خود پتھر کا پتھر رہتا ہے۔

☆۔ علماء کے لئے دنیا کی محبت اور اس کی رغبت ان کے خوبصورت چہرے پر بدنما داغ ہے۔

☆۔ علمائے بد وہ ہیں جو خلق کے نزدیک عزت کے خواہاں ہیں۔

☆۔ علمائے سلف پر طعن کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے۔

☆۔ علم الہام کیا جاتا ہے نیکوں کو اور بد بخت اس سے محروم رکھے جاتے ہیں۔

☆۔ عمل کی سستی پر مغفرت کی امید ہے لیکن بداعتقادی پر نہیں۔

☆۔ عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بدکاری ہے۔

☆۔ عورت اور بے ریش لڑکا ایک حکم رکھتے ہیں۔

☆۔ فقراء کی محبت اور صحبت ضروری ہے۔

☆۔ فقراء کی خاکروبی دولتمندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔

☆۔ کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔

☆۔ کوئی جاہل ولی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

☆۔ گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔

☆۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس لئے محبت ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہے۔

☆۔ نرم خو اور متواضع کیلئے جہنم حرام ہے۔

☆۔ نفس امارہ کا مقصود ہستی تن بسروں پر بلندی چاہنا ہے۔

☆۔ نفس پر شریعت کی پابندی سے زیادہ کوئی چیز دشوار نہیں ہے۔

Marfat.com

☆۔ نفس کی کمال مخالفت اتباع شریعت میں ہے۔

☆۔ ناقص پیر آخرت کی کھیتی کا ناقص تخم ہے۔

☆۔ ہمارا طریق صحبت ہے کیوں کہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

☆۔ ہمارا ایمان ہے کہ حق تعالیٰ قریب اور ساتھ ہے لیکن یہ قرب اور معیت ہماری سمجھ سے بالا ہے۔

☆۔ ہر عمل جو موافق شریعت ہے ذکر میں داخل ہے اگر چہ خرید و فروخت ہو۔

☆۔ اہل خانہ تمہاری رعیت ہیں اور تم اس کی نسبت سوال کیے جاؤ گے۔

☆۔ انسان کے تین دوست ہیں ایک قبض روح تک، دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک۔ قبض روح تک کے ساتھی مال، قبر تک کے ساتھی گھر والے اور قیامت تک کے ساتھی نیک اعمال ہیں۔

☆۔ ترک دنیا سے مراد اس میں رغبت کا ترک کرنا ہے۔ نہ کسی چیز کے آنے کی خوشی ہو اور نہ جانے کا غم۔

☆۔ جمعیت خاطر سے حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ اور متعلقین کا غم اللہ تعالیٰ کے حوالے کر۔

☆۔ جس نے دولت مند کی تواضع اس کی دولت مندی کے سبب سے کی، اس نے دو حصہ دین برباد کر ڈالا۔

☆۔ حق تعالیٰ کو حق ہی سے پا سکتے ہیں نہ کہ تفکر اور تخیل سے۔

☆۔ خلق کے ساتھ ضرورت سے زیادہ اختلاط نہ رکھ، کیونکہ زیادہ مضرتوں کا سبب ہوتا ہے

☆۔ دنیا کاشتکاری اور تخم ریزی کا مقام ہے نہ کہ کھانے اور سو رہنے کا۔

☆۔ دولت مند کی صحبت زہر قاتل اور ان کے چرب لقمے دل کو سیاہ کرنے والے ہیں۔

☆۔ دل آنکھ کے تابع ہے۔ آنکھ کی گرفتاری کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کی گرفتاری کے بعد شرمگاہ کی حفاظ[illegible] مشکل تر ہے۔

☆۔ دوسری نظر تیرے لیے وبال ہے۔ نظر اول وہ ہے جو بلا قصد ہو اور دوسری نظر وہ ہے جو

Marfat.com

قصداً ڈالی جائے۔

☆۔ دوپہر کا سونا جو بہ نیت سنت ہو، ان کروڑوں شب بیداریوں سے بہتر ہے جو اتباع سنت کی نیت سے نہ ہو۔

☆۔ زندگی کی فرصت بہت کم ہے اور ہمیشہ کا عذاب یا راحت اسی پر مرتب ہونا ہے۔

☆۔ زکوٰۃ کا ایک پیسہ نفلی طور پر سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

☆۔ سہو و نسیان نوع انسان کا لازمہ اور خطا و غلطی اس جہان کا خاصہ ہے۔

☆۔ شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو موجود نہ ہوں۔ شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ علم و عمل شریعت سے حاصل ہوتے ہیں اور اخلاص کا حاصل ہونا طریق صوفیہ پر منحصر ہے کہ جو علم و عمل کی روح ہے۔

☆۔ تمام امتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اور مملوک و غلام ہیں۔

☆۔ محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے ہرگز کافی نہیں ہے۔ تمام ضروریات دین کو سچا ماننے اور کفر و کفار کے ساتھ نفرت و بے زاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔ جو شخص تمام ضروریات دین پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے لیکن کفر و کفار کے ساتھ نفرت و بیزاری نہ رکھے وہ درحقیقت مرتد ہے اس کا حکم منافق کا سا ہے۔

☆۔ جب تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی۔ (اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی اور پھر بھی ان کی محبت کا دعویٰ؟)

☆۔ جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں اُن کو کافر کہا ہے۔ ''لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ'' (تاکہ ان سے کفاروں کے دل جلیں)

☆۔ اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔

☆۔ کفار و منافقین پر جہاد اور سختی کرنا ضروریات دین سے ہے۔ کفار اور منافقوں کی جس

Marfat.com

قدر عزت کی جائے گی اسی قدر اسلام کی ذلت ہوگی۔

''عزلت سے صحبت بہتر ہے''

☆۔ ایک دفعہ میرا ارادہ ہوا کہ کسی مقام خلوت میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کروں۔ بارگاہ رب العزت سے ارشاد ہوا کہ مناسب ولائق اور محبوب و پسندیدہ طریقہ یہی ہے جس پر آپ قائم ہیں نہ کہ طریقہ گوشہ نشینی وتنہائی۔

نسبت مہدی موعود علیہ السلام کے متعلق؛

☆۔ ''مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور تک یہ کمالات اور معاملات جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر افاضہ فرمائے ہیں کسی اور پر ظاہر نہیں ہوں گے۔''

☆۔ ''مجھ پر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے معارف وحقائق تحریر کردہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی نظر اقدس سے گزریں گے اور ان کی بارگاہ میں مقبول ہوں گے''

3۔ فرمایا: ''مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام اسی نسبت علیہ پر ہوں گے۔'' اس میں آپ نے اپنی نسبت خاصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (یعنی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ)

☆۔ ''جو لوگ داخل طریقہ ہو چکے ہیں یا قیامت تک بالواسطہ یا بلا واسطہ داخل ہوں گے وہ سب مرد اور عورتیں مثالی صورت میں میرے سامنے لائے گئے اور ہر ایک کا نام ونسب اور مولود و مسکن بتایا گیا۔ اگر میں چاہوں تو سب بیان کر سکتا ہوں''

☆۔ ''جو کچھ ہم کو عطا کیا گیا ہے وہ محض کرم حق ہے۔ اگر اس کے لیے کوئی بہانہ ہوا ہے تو وہ متابعت حضرت سید الانبیاء علیہ السلام ہے۔ جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے اتباع کے راستہ سے دیا گیا ہے۔ اگر کچھ ملنے سے رہ گیا ہوگا تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ہم سے بتقاضائے بشریت اتباع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کچھ کمی رہ گئی ہوگی''

☆۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ اپنے اصحاب کو کثرت ذکر ودوام حضور ومراقبہ کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا دار عمل ہے اور مزرعہ آخرت۔

Marfat.com

آداب شریعت کا لحاظ:

☆۔ لوگ ریاضات ومجاہدات کی خواہش رکھتے ہیں۔حالانکہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ آدابِ شریعت کی رعایت کے برابر نہیں ہے۔خصوصاً فرض وواجب وسنت نمازیں حسب اصول شریعت ادا کرنا بہت بھاری ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ" اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ "**ترجمہ**: نماز بھاری ہے مگر ڈرنے والوں پر

☆۔ بعض ناقص درویش اپنے کشف پر اعتماد کر کے شریعت بیضا کا انکار اور مخالفت کرنے لگتے ہیں۔حالانکہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام بھی عہد نبوت پناہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں ہوتے تو بجز اتباع شریعت مصطفوی کے ان کو بھی اور چارہ کار نہ ہوتا۔اس لیے ان کور باطنوں کو مخالفت کا کوئی حق نہیں ہے۔

نسبت نقشبندیہ کی افضلیت

حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس اسرارھم نے فرمایا ہے کہ:"ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بالا ہے" چونکہ ان کا طریق اتباع سنت سنیہ اور رعایت عزیمت ہے اس لیے ان کی نسبت بھی افضل ہے۔

☆۔ جب تک کسی کو علم ظاہری میں پوری پوری مہارت نہ حاصل ہو جائے اس وقت تک اسرار صوفیہ سے کما حقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔

☆۔ احوال تابع شریعت ہیں اور شریعت تابع احوال نہیں کیونکہ شریعت قطعی ہے اور وحی الٰہی سے ثابت ہو چکی ہے اور احوال ظنی امور ہیں کیونکہ ان کی بنیاد کشف والہام پر ہے"

حضرت شیخ مجدد الفِ ثانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ کی تصانیت، مکتوبات کی تین جلدیں اور چند رسائل ہیں۔جلد اول 1025 ہجری میں اور دوسری جلد 1028 ہجری میں اور تیسری جلد 1031 ہجری میں اختتام کو پہنچی۔ذیل میں ہم ان تصانیف میں سے چند مقامات بطور تبرک نقل

Marfat.com

کرتے ہیں۔

☆۔ قرب بخشنے والے اعمال فرائض ہیں یا نوافل فرائض کے مقابل نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔فرائض میں سے ایک فرض کا ایک وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے اگر چہ خالص نیت سے ادا ہوں اور خواہ کوئی نفل ہوں یا نماز وزکوٰۃ وروزہ وذکر وفکر یا کوئی اور مثل ان کے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ فرائض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے ایک سنت اور آداب میں سے ایک ادب کی رعایت یہی حکم رکھتی ہے۔(یعنی ادائے نوافل سے بدرجہا بہتر ہے)

نقل ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی۔نماز سے فارغ ہوکر آپ نے لوگوں کی طرف نگاہ کی۔اُس وقت اپنے اصحاب میں سے ایک کو نہ پایا۔فرمایا کہ فلاں صاحب جماعت میں حاضر نہیں ہوا۔حاضرین نے عرض کیا کہ وہ اکثر شب جاگتا رہتا ہے۔احتمال ہے کہ وہ اس وقت سو گیا ہوگا۔فرمایا کہ اگر وہ تمام رات سو رہتا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا تو یہ بہتر تھا۔پس ایک ادب کی رعایت کرنا اور ایک مکروہ سے خواہ مکروہ تنزیہی ہو،تحریمی کا تو کیا ذکر، پرہیز کرنا ذکر وفکر ومراقبہ وتوجہ سے بدرجہا بہتر ہے۔ہاں اگر کوئی ان امور کو رعایت آداب اور مکروہات سے اجتناب کے ساتھ جمع کرے تو وہ بڑا کامیاب ہے۔اور بغیر اس رعایت واجتناب کے کانٹے دار درخت پر ہاتھ ملنا ہے۔مثلاً جس طرح زکوٰۃ کے حساب میں ایک دانہ کا صدقہ کرنا سونے کے بڑے بڑے پہاڑ بطور نفل صدقہ دینے سے بدرجہا بہتر ہے اسی طرح اس دانہ کا صدقہ دینے میں آداب میں سے ایک ادب کی رعایت کرنا مثلاً اس رشتہ دار فقیر کو دینا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ رشتہ دار کے علاوہ کسی اور کو دیا جائے۔ پس نماز عشاء کو رات کے نصف اخیر میں ادا کرنا اور اس تاخیر کو نماز تہجد کی تاکید ووسیلہ بنانا بہت بُرا ہے۔کیونکہ حضرات حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اُس وقت نمازِ عشاء پڑھنا مکروہ ہے۔

(مکتوبات،جلد اول،مکتوب 29)

جاننا چاہیے کہ اس دنیا میں جو کہ آزمائش وامتحان کا مقام ہے۔دشمن دوست کو ملا دیا گیا ہے اور دونوں کو رحمت میں شامل کیا گیا ہے۔آیۃ کریمہ ''وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ

Marfat.com

شئی.'' (اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے) اسی بات کو ظاہر کرتی ہے، قیامت کے دن دشمن کو دوست سے جدا کر دیں گے جیسا کہ آیت کریمہ ''وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ'' (جدا ہو جاؤ آج اے گنہگارو) سے ظاہر ہے۔ اُس وقت رحمت کا قرعہ دوستوں کے نام پر پھینکیں گے۔ اور دشمنوں کو محروم مطلق اور ملعون ثابت کریں گے۔ اور آیۃ کریمہ'' فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ''اس بات پر شاہد ہے یعنی تحقیق ہم ثابت کریں گے اُس رحمت کو اس جماعت کے واسطے جو کفر و گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے کرم و رحمت کو آخرت میں نیکوں اور نیک کردار مسلمانوں کے لیے مخصوص کیا۔ ہاں مطلق اہل اسلام کے لیے خاتمہ بالخیر ہونے کی صورت میں رحمت سے حصہ ہے۔ اگرچہ دراز زمانوں کے بعد وہ عذاب دوزخ سے نجات پائیں۔ لیکن گناہوں کی تاریکیاں اور آسمان سے نازل کیے ہوئے احکام کی بے پروائی ایسا کب ہونے دیتی ہے کہ نور ایمان کو سلامت لے جائے۔ عالموں نے فرمایا ہے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ سبحانہ) ﴿جلد اول مکتوب 96﴾

رحلت:

1032 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک اکسٹھ سال کی ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پرفتوح سے بے حد لطف و کرم کا مشاہدہ کیا۔ مراجعت فرماتے ہوئے عازم سرہند ہوئے تو فرمایا کہ ہماری عمر تریسٹھ سال معلوم ہوتی ہے۔ 1033 ہجری میں نصف شعبان کی شب خلوت میں گزاری، خلوت سے باہر آئے تو ایک شخص نے کہا ''معلوم نہیں اس سال کس کا نام زندہ رہنے والوں کی فہرست سے کاٹ دیا گیا ہے؟'' آپ نے فرمایا ''تو شک کے طور پر کہہ رہا ہے اس شخص کا کیا حال ہے جو اپنا نام مرنے والوں کی فہرست میں دیکھتا ہے۔''

Marfat.com

اس کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے مخلوق خدا کی ہدایت کا کام اپنے فرزندان گرامی کے سپرد کر دیا اور خود عبادت و تلاوت و اذکار میں مصروف ہو گئے۔ صرف نماز پنجگانہ کے لیے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے۔ ماہ رمضان میں صیام و قیام کا پورا اہتمام رکھا اور صدقہ و خیرات کثرت سے کرتے رہے۔ ماہ ذی الحجہ میں بیماری شدت اختیار کر گئی۔ بارہویں محرم کو ارشاد فرمایا کہ اب چالیس پچاس دن کے اندر جہانفانی سے عالم جاودانی کو روانگی ہو گی۔ آخر کار 28 صفر المظفر 1034 ہجری کو تریسٹھ سال کی عمر میں نہایت استغراق اور غلبہ ذکر اسم ذات کی حالت میں رحلت فرمائی۔ حضرت اپنی وصیت کے مطابق اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلو میں سرہند شریف میں آرام فرما ہیں اور روضہ پُر انوار مرجع خواص و عوام ہے۔

حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادگان:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد یہ نسبت عزیز حضور کے فرزندان گرامی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیوم ثانی اور خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خازن رحمت کے حصہ میں آئی۔ جہاں سے یہ نسبت تمام اطراف عالم میں پھیل گئی۔ بلاد ہند اور بلاد سندھ بھی اس کی ضیاء سے منور ہو گئے۔ سندھ میں خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴿لواری شریف﴾ اور مخدوم ولایت حضرت خواجہ قاضی احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے حامل ہوئے۔ اطراف سندھ میں ان بزرگواروں نے دین اسلام کی بہت خدمت کی۔ متعدد مقامات پر خانقاہیں قائم کیں۔ جہاں طالبان ہدایت فیض حاصل کرتے اور اشاعت اسلام کے لیے کمر بستہ ہو جاتے۔ ان صاحب کمال بزرگوں کے طفیل پنجاب اور سندھ کا چپہ چپہ فیضان سرمدی سے سرشار ہو کر نور توحید سے جگمگا اٹھا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم ملقب عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 11 شوال 1007 ہجری بمقام : سرہند شریف (انڈیا)

وصال : 9 ربیع الاول 1079 ہجری مزار اقدس : سرہند شریف (انڈیا)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت ، امام ربانی ، خواجہ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے صاحبزادے تھے ۔ آپ 11 شوال 1007 ہجری میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے ۔ ان کی پیدائش مبارک کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''ہمارے لیے بہت بابرکت ثابت ہوئی ، کیونکہ انہی دنوں ہمیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کی سعادت نصیب ہوئی''

آپ بچپن ہی میں اعلیٰ حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی خداداد ذہانت اور قابلیت کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا محمدی المشرب ہے ۔ ان کے بارے میں ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد معصوم کا کیا حال لکھوں کہ وہ دولت ولایت کے اہل ہیں ۔ ابھی تین سال کے تھے کہ حرف توحید ان کی زبان سے یوں نکلا اور یوں کہتے تھے کہ میں آسمان ہوں ، میں زمین ہوں ، میں یہ ہوں ، میں وہ ہوں'' نیز اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس طریق میں پیر و جواں سب برابر ہیں ۔ اور برکات و فیوض کے حصول میں عورتیں اور بچے سب یکساں ہیں ۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکثر علوم دین حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہی حاصل کیے اور کچھ کتابیں اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پڑھیں۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر تحصیل حال میں مصروف ہو گئے۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک روز حضرت نے اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت سے عرض کیا ''میں ایک نور دیکھتا ہوں جس سے تمام عالم منور ہے اور وہ ہر ذرہ میں سمویا ہوا ہے اور آفتاب کے مثل ہے کہ اگر غروب ہو جائے تو عالم تاریک ہے'' اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ تم قطب وقت ہو گے، میری اس بات کو یاد رکھنا''

ایک مکتوب شریف میں حضرت مجدد الف ثانی اپنے فرزند ثانی حضرت خواجہ محمد سعید اور فرزند ثالث حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خطاب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''طبیعت ہمیشہ تمہارے حال کی طرف متوجہ اور تمہارے کمال کی خواہش رہتی ہے، پرسوں نماز صبح کے بعد خاموش بیٹھا تھا، ایسا معلوم ہوا، جو خلعت کہ میں رکھتا تھا مجھ سے جدا ہوئی اور اس کے بجائے مجھے دوسری خلعت عطا ہوئی اور اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ یہ خلعت کسی کو دیں گے یا نہیں؟ اگر دیں گے تو آرزو یہ ہے کہ وہ فرزند ارجمند ﴿حضرت﴾ محمد معصوم ﴿رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾ کو عطا کریں، ایک لمحہ کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پہلی خلعت فرزند ارجمند کو عطا ہوئی ہے اور وہ قیومیت کی خلعت تھی جو تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتی تھی اور یہ جو دوسری خلعت میرے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش کا امیدوار ہوں کہ یہ فرزند ثانی محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا ہو''

چنانچہ صاحبزادگان کو جب یہ عزت نامہ ملا تو اعلیٰ حضرت ان دنوں اجمیر شریف میں مقیم تھے، یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت نے خواجہ معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلوت میں بلا کر خلعت قیومیت سے مشرف فرمایا۔

حضرت ستائیس برس کے تھے کہ مسند ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے، کہتے ہیں کہ اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی، جن میں اکثر اعلیٰ حضرت کے خلفاء بھی شامل تھے۔ بیرون ہند، ماوراالنہر، خراسان اور بدخشاں وغیرہ ممالک کے حکمرانوں نے حضرت کی خدمت میں تحائف اور ایلچی بھیجے اور حضرت کی قیومیت کے معترف ہوئے۔ ہندوستان کے بادشاہ شاہجہان بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ بیعت سے مشرف ہوئے، ملک کے

Marfat.com

اکثر حصوں میں حضرت نے اپنے نائب ﴿خلفاء﴾ بھیجے تا کہ مخلوق کو داخل سلسلہ کریں اور ہدایت کا رامتہ دکھائیں۔ شام و ایران، توران، ترکستان، کاشغر اور بخارا وغیرہ ممالک بھی حضرت کے فیض سے سیراب ہوئے۔ حضرت کے توسط سے اسلام کی نورانی کرنوں سے چین کا خطہ بھی جگمگا اٹھا، اورنگ زیب جو بعد میں عالمگیر کے لقب سے تخت نشین ہوئے بھی حضرت کے ہاتھ پر بیعت تھے، تواریخ ''مراۃ العالم'' و ''جہاں نما'' جو عالمگیر کے ایماء پر لکھی گئی ہیں، اُن میں حضرت ممدوح کے متعلق تحریر ہے کہ ''مشیخیت کی مسند پر اب تک کوئی ایسا شخص نہیں بیٹھا، جیسا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، کیونکہ دنیا کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ علماء اور مشائخ چھوٹے، بڑے سب حضرت کے مرید تھے۔ حضرت کی مجلس پاک کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ وہاں بڑے بڑے بادشاہ بھی باہم گفتگو نہ کرتے سکتے تھے، اگر کسی کو بہت ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کرتے، یہاں تک کہ عالمگیر بادشاہ جن پر حضرت بہت ہی مہربان تھے ، بھی بوجہ پاس ادب حضرت کے روبرو کسی سے ہم کلام نہ ہوتے تھے۔''

روضہ قیومیہ میں تحریر ہے کہ 1335ھ ہجری میں ایک روز حضرت نے بیان کیا کہ ''آج صبح حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، مجھ سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا حق تعالیٰ نے آپ کو ''عروۃ الوثقیٰ'' کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ اس بڑی نعمت اور عنایت کے لے حق سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالاؤ'' فرماتے ہیں کہ اس دوران میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتے، انبیاء اور اولیاء میرے گرد جمع ہیں اور کہتے ہیں ''السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ'' پھر ہر ایک نے میرے ساتھ مصافحہ کیا، میں نے اپنا یہ خصوصی نام عرش معلیٰ کے گرد بھی لکھا ہوا دیکھا''

ایک روز کا واقعہ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد نماز فجر مراقبہ میں بیٹھا تھا کہ ایسا معلوم ہوا جیسے ساری مخلوق مجھے سجدہ کر رہی ہے، بہت حیران ہوا، آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے، اس لیے ہر شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا مجھے سجدہ کر رہے ہیں''

فرماتے ہیں ''ایک صبح مراقبہ میں دیکھا کہ مجھے خلعت عالی شان عنایت ہوئی ہے۔ نیز

Marfat.com

قلم دوات بھی مرحمت ہوئی ہے۔ گویا منصب وزارت عطا ہوا ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوق پر وزیر اعظم بنایا گیا ہے۔"

ایک مرتبہ ادائیگی فریضۂ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اس زمین پاک پر انوار و فیوض کا ذکر فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ ہم سے گلے ملتا ہے اور بڑے اشتیاق سے منہ چومتا ہے"

جب حج شریف سے فارغ ہوئے تو ایک فرشتہ نے حج کی قبولیت کی مہر شدہ سند پیش کی۔ حضرت مکہ معظمہ میں مقیم تھے کہ ان کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت سخت علیل ہوگئی، حضرت نے شفاء کے لیے ہاتھ اٹھائے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہزاروں لوگ دعا مانگ رہے ہیں۔

حضرت جب روضۂ پاک کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو شوق کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو نیند نہ آتی تھی، جب اس خطہ پاک میں داخل ہوئے، معلوم ہوا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مبارک سے باہر تشریف لے آئے ہیں اور ان سے بغل گیر ہوئے ہیں، اس بیش بہاء عنایت و نوازش پر حضرت فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود پاک عرش تا فرش مرکز جمیع عالمیان ہے۔ اگر چہ وہاب مطلق اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کسی کو فیض پہنچتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے پہنچتا ہے۔ اور مہمات ملک و ملکوت کا بندوبست بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی فرماتے ہیں اور شب و روز مخلوق پر فیوض و انعامات بھی حضور کے روضہ مطہرہ سے پہنچتے ہیں۔"

ایک مرتبہ لوگ ایک جوگی پر جو جادو سے آگ باندھ لیتا تھا جس سے آگ نقصان نہیں پہنچاتی تھی، پر فریفتہ ہو رہے تھے، حضرت نے سنا تو لوگوں کو ایندھن جمع کر کے آگ سلگانے کا حکم دیا اور جب شعلے بھڑکنے لگے تو حضرت نے آیت کریمہ "اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی کا باعث بن جا" پڑھ کر دم کیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ آگ میں بیٹھ کر اللہ، اللہ کرو۔ چنانچہ وہ شخص کافی دیر تک آگ میں بیٹھ کر اللہ، اللہ کرتا رہا، آگ اس پر گلزار ہوگئی۔ ایک شخص نے کابل میں خواب دیکھا کہ حضرت نے اُسے تبرک عطا فرمایا ہے، جب وہ

Marfat.com

بیدار ہوئے تو تبرک اُن کے ہاتھ میں تھا۔

حضرت ایک روز وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ لوٹا اٹھا کر دیوار پر دے مارا، حاضرین نے اس کو یاد رکھا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک سوداگر حاضر خدمت ہوا۔ بولا کہ بنگال کے ایک صحرا میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر غراتا ہوا آیا، میں نہایت خوفزدہ ہوا، فوراً حضرت کی طرف رجوع کیا، دیکھتا ہوں کہ حضرت روبرو کھڑے ہیں۔ ایک ہاتھ میں لوٹا ہے جو شیر کی طرف پھینک کر دے مارا۔ شیر اسی دم بھاگ گیا اور حضرت بھی غائب ہو گئے۔

حضرت دکن سے گزر رہے تھے کہ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر جو اس وقت شہزادہ تھا، حضرت کی آمد کی خبر پا کر بارہ ہزار کی تھیلی لیے حاضر خدمت ہوا۔ حضرت اُس سے محبت سے ملے اور سلطنت کی بشارت دی۔ بادشاہ بولا ''حضور! مجھے لکھ دیں'' چنانچہ حضرت خواجہ نے اُسے لکھ دیا۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا تو اس کی بہن فخر سے اکثر کہا کرتی تھی کہ ''میرے بھائی نے بارہ ہزار میں سلطنت خریدی ہے''

ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ یہ دین دنیا کے کام کاج چھوڑ کر ایک ''عورت'' پر فریفتہ ہو گیا ہے۔ حضرت اُسے نصیحت فرمانے لگے۔ عاشق مزاج بولا نیکی کے کوچہ میں میرا کبھی گزر نہیں ہوا، اگر حضرت میرے ''حال'' کو ناپسند فرماتے ہیں تو میری حالت کو بدل دیجئے، تاکہ نیک بن جاؤں۔ حضرت بولے ''ہاں میں نے بدل دی'' وہ فوراً تائب ہو گیا۔

ارشاداتِ عالیہ

مکتوباتِ امام ربانی کی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات کی بھی تین جلدیں ہیں۔ جلد اول کو آپ کے فرزند سوم خواجہ محمد عبید اللہ نے جمع کیا اور جلد دوم کو شرف الدین حسین حسینی ہروی نے حسبِ اشارہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جدل سوم کو

Marfat.com

حاجی محمد عاشور بخاری حسینی نے حسبِ اشارہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قیوم ثالث جمع کیا۔ بطور تبرک چند مقالات نقل کیے جاتے ہیں۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ قبر کے باغ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ پردہ و مسافت جو زمین قبر اور بہشت کے درمیان ہوتا ہے، اُٹھ جاتا ہے۔ اور دونوں جگہوں کے درمیان کوئی پردہ اور مانع نہیں رہتا۔ گویا زمین قبر کو جنت کے ساتھ فنا اور بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہی معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ جاننا چاہیے کہ اس قسم کا روضہ اخص خواص کے لیے ہے، ہر مومن کو حاصل نہیں۔ غایت مافی الباب جب مومنین کی قبریں صفائی اور نورانیت پیدا کرتی ہیں تو اس امر کی استعداد حاصل ہو جاتی ہے کہ جنت کا پرتو ان قبروں پر منعکس ہوتا ہے۔ اور صاف کردہ شیشہ کی مثل ہو جاتی ہیں۔ ﴿مکتوبات، جلد اول، مکتوب 70﴾

☆ ہمارے طریقہ میں درجہ کمال پر پہنچنے کا مدار شیخ مقتدا کے ساتھ رابطہ محبت پر موقوف ہے۔ طالب صادق اس محبت کے ذریعے جو شیخ سے رکھتا ہے اس کے باطن سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے اور باطنی مناسبت سے ساعت بساعت اُس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ فنا فی الشیخ فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے۔ اکیلا ذکر بغیر رابطہ مذکورہ اور بغیر فنا فی الشیخ کے درجہ کمال پر پہنچانے والا نہیں۔ ذکر اگرچہ اسباب وصول سے ہے۔ لیکن اکثر رابطہ محبت و فنا فی الشیخ کے ساتھ مشروط ہے۔ ہاں اکیلا رابطہ آداب صحبت کی رعایت اور شیخ کی توجہ اور التفات کے ساتھ بغیر التزام طریق ذکر کے درجہ کمال پر پہنچانے والا ہے اور سلوک و تسلیک اختیاری میں جو دوسرے طریقوں سے وابستہ ہے۔ کام کا مدار وظائف اور اوراد و اذکار پر ہے اور پیر طریقت کی طرف اسی قدر رجوع نہیں ہے اور طریق نقشبندیہ میں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریق ہے، افادہ و استفادہ انعکاسی ہے۔ شیخ مقتدا کی صحبت رعایت ادب کے ساتھ کافی ہے اور وظائف اذکار و طاعات بھی اشیائے ممد و معاون میں سے ہیں۔ حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ الزاکیات التسلیمات والتحیات النامیات کی صحبت کمالات کے حصول میں بشرط ایمان و تسلیم و فرمانبرداری

Marfat.com

کافی تھی ۔اس واسطے اس طریق میں وصول کی راہ اور طریقوں سے زیادہ قریب تر ہے ۔اور شیخ کامل سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں جوان اور لڑکے اور بوڑھے اور زندہ اور مردہ سب برابر ہیں ۔اس طرز سے اجتناب ہے ۔اس طریقہ کے بزرگوں کا قول ہے ۔مصرعہ ''سایہ رہبر بہ از ذکر حق ..... سایہ رہبر سے اشارہ طریقہ رابطہ کی طرف ہے، جس سے مراد شیخ کی صورت کا نگاہ رکھنا مفید ہے ۔اگر چہ ذکر بذات خود شرف وفضیلت رکھتا ہے اس کا بیان یوں ہے کہ بے چارہ مرید چونکہ عالم سفلی میں گرفتار ہے، اس سبب سے عالم علوی سے مناسبت نہیں رکھتا تا کہ حضرت باری تعالیٰ سے بغیر واسطہ کے فیوض و برکات اخذ کرے اس لیے ایک واسطہ دو جہت والا درکار ہے جو عالم علوی سے بہرہ ور ہو کر مخلوق کی دعوت وارشاد کے لیے عالم سفلی کی طرف متوجہ ہوا ہو اور بوجہ مناسبت اولیٰ کے عالم غیب سے فیوض اخذ کر کے بوجہ مناسبت ثانیہ کے جو عالم سفلی سے رکھتا ہے ان فیوض کو لائق مریدین تک پہنچائے ۔اس لیے طالب رشید شیخ کے ساتھ مناسبت کا وجود جس قدر زیادہ رکھتا ہو اس کے باطن سے اُسی قدر اخذ فیوض زیادہ کرے گا ۔

اور جو چیزیں کہ شیخ کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے والے ہیں وہ یہ یں ۔ظاہر و باطن میں شیخ کی محبت اور اُس کی خدمت اور آداب کی رعایت ۔آپ نے سنا ہو گا کہ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا اور عبادات و عادات میں اُس کی پیروی ۔اور اپنی مرادوں کو اُس کی مرادوں کے تابع کرنا اور تمام امور میں اپنے تئیں اُس کے حوالہ کرنا جیسا کہ مردہ غسال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے ۔طریقہ رابطہ ان امور میں سب سے بڑا ہے اور شیخ کے ساتھ اشد مناسبت پیدا کرتا ہے اور امور مذکورہ کو آسان کرنے والا ہے جو مناسبت کے بہت پیدا کرنے والے ہیں ۔جب نسبت رابطہ کا غلبہ ہوتا ہے تو طالب اپنے تئیں شیخ کا عین دیکھتا ہے اور اپنے تئیں اُس کے لباس وصفت سے متصف پاتا ہے ۔

﴿جلد اول، مکتوب 78﴾

رحلت:

حضرت عارضۂ وجع المفاصل کے مریض تھے ۔آخری عمر میں مرض بہت بڑھ گیا تھا ۔ اور یہ بہت نحیف و کمزور ہو گئے تھے، رحلت سے تین روز قبل احباب کو دعا کے لیے لکھا کہ خاتمہ بخیر

Marfat.com

ہوا اور ایک روز پہلے جمعہ کے دن حضرت مسجد میں تشریف لائے اور حاضرین سے تخاطب فرمایا کہ امید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں۔ چند پند و نصائح بھی ارشاد فرمائے اور واپس چلے آئے۔ رات جوں توں بسر فرمائی۔ صبح کو نماز فجر حسب معمول ادا کی، مراقبہ میں بیٹھے اشراق پڑھی، موت کے اثرات وارد ہونے شروع ہو گئے۔ زبان مبارک سے کچھ پڑھتے تھے، صاحبزدگان نے کان لگا کر سنا، معلوم ہوا حضرت سورۃ یٰسین شریف کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ اُسی روز دوپہر کے وقت ﴿بروز سہ شنبہ﴾ 9 ربیع الاول 1079 ہجری کو وصال فرما گئے۔ اور سرہند شریف کی پاک زمین میں دفنائے گئے۔ حضرت کے مزار عالی مقام کی تعمیر کے لیے شہزادی روشن آراء نے ایران سے خاص طور پر معمار بلوائے اور عظیم الشان مقبرہ تعمیر کرایا جس میں فن تعمیر کی خوبیاں کے ساتھ ساتھ نقش و نگاری کا عمدہ کام کیا گیا تھا۔

خلفاء و اولاد:

حضرت کے چھ صاحبزادے تھے، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

☆۔ حضرت خواجہ محمد صبغت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ☆۔ حضرت خواجہ حجۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆۔ حضرت خواجہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ☆۔ حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆۔ حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور خلفائے کرام میں یہ بہت مشہور ہیں۔

☆۔ حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ☆۔ حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆۔ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ☆۔ حضرت خواجہ عبدالصمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆۔ حضرت خواجہ اخون موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کہتے ہیں کہ حضرت ممدوح کے خلفاء کی تعداد سات ہزار کے لگ بھگ تھی اور نو لاکھ آدمی براہ راست حضرت سے بیعت تھے۔ اور دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں ان کے فیض کی مہک نہ پہنچی ہو۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 990 ہجری

بمقام : سرہند شریف

وصال : 28 جمادی الثانی 1070 ہجری

مزار اقدس : سرہند شریف

آپ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے آپ نے علم ظاہری اور فیض باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ آپ مظہر جمال وکمال تھے۔ مخزن برکات ومعدن کرامات تھے۔ آپ منبع انوار واقف الاسرار، کریم الاخلاق، عمیم الاشفاق اور صاحب مقامات جلیلہ ومدارج عالیہ تھے۔ صاحب ''درالمعارف'' فرماتے ہیں کہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دونوں صاحبزادگان خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بے بہا جوہر ہیں۔ یہ دونوں بچپن میں ہی ''مقامات احمدیہ'' تک پہنچے درالمعارف میں مزید لکھا ہے کہ حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میرا اور میرے بیٹوں کا معاملہ صاحب شرح وقایہ کے معاملے کی طرح ہے ان کے دادا وقایہ تحریر کرتے تھے تو صاحب شرح وقایہ اُسے حفظ کر لیتے تھے۔ اسی طرح جو معارف مجھ پر منکشف ہوتے ہیں میرے بیٹے انہیں بطور خود یاد کر لیتے ہیں۔ صاحب حضرات القدس اور روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں اس قدر جمال ظاہری اور کمال باطنی تھا کہ جو کوئی بھی ایک بار سامنے آتا، آپ کے کمالات حسن و جمال پر فریفتہ ہو جاتا۔ ایک دفعہ سرہند شریف میں وبائے عظیم طاعون نمودار ہوئی، سینکڑوں لوگ اس وبا سے ہلاک ہو گئے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج سے کوئی شخص مرض طاعون سے ہلاک نہیں ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ آپ کا وصال 80 سال کی عمر میں 1070 ہجری کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک سرہند شریف ﴿انڈیا﴾ میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالاحد المعروف بشاہ گل تخلص وحدت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 1049 ہجری
بمقام : سرہند شریف

وصال : 27 ذوالحجہ 1127 ہجری
مزار اقدس : سرہند شریف

حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید ﴿فرزند ثانی حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴾ کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ 1049 ہجری میں مقام سرہند شریف پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد سعید احمد خازن الرحمۃ خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دوسرے فرزندوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اور ان پر بہت شفقت فرماتے تھے اور ان کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے انہیں پیار سے گل کہہ کر پکارتے تھے۔ دوسرے لوگ بھی حضرت کو اسی نام سے یاد کرتے۔ بلکہ احتراماً شاہ گل سے خطاب کیے جاتے۔

حضرت کمسنی ہی میں تمام دینی علوم میں طاق ہو گئے تھے۔ نماز روزہ کی ادائیگی میں بہت مستعد اور پابند تھے۔ اس بلا کے ذہین تھے کہ پندرہ سولہ سال کی عمر میں حضرت خازن علیہ الرحمۃ کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کے لیے گئے اور واپسی پر حالت سفر اور فیوض حرمین شریفین سے متعلق ایک کتاب عربی میں اس خوبی سے تحریر فرمائی کہ اچھے اچھے عالم حیران رہ گئے۔ جو دیکھتا اور پڑھتا عش عش کر اٹھتا۔ شریعت کا بے حد لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پاس شریعت اور فراوانی شوق کا جب یہ عالم دیکھا تو انہیں اجازت تلقین طریقہ عنایت فرمادی۔

جب حضرت بیس سال کے ہوئے تو حضرت خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔

انہوں نے عم بزرگوار حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ ہر چند کہ یہ اس نوعمری میں بھی بہت قابل تھے مگر عم بزرگوار کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور ان کے رو برو زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ان کی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور تھوڑے ہی دنوں میں کامل بنا دیا۔ اکثر ان سے اپنے مکاشفات اور اسرار کا اظہار فرماتے اور مشورہ لیتے اور فرماتے عبدالاحد تمام ''عقل'' ہے اور کبھی فرماتے عبدالاحد ''عقل مجلس'' ہے۔ بعض

Marfat.com

مخلص اور خاص دوستوں کے حالات بھی ان سے دریافت فرماتے کہ فلاں آج کل کس مقام پر ہے؟ فلاں آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ حضرت جو جواب فرماتے، قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تسلیم کرتے۔ حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کے بعد منصب ''قیومیت'' حضرت ممدوح کے دوسرے صاحبزادے خواجہ حجۃ اللہ پر منتقل ہوا۔ حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی صحبت میں بھی بڑے ادب سے حاضر ہوتے اور ان کی بہت تعظیم کرتے۔ چچازاد حضرت خواجہ بھی ان پر بہت مہربان تھے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ ایک روز ان سے فرمایا کہ جس طرح فیض الٰہی مجھ پر نازل ہوتا ہے، اسی طرح آپ پر بھی پہنچتا ہے اور پھر دوسری مخلوق پر۔

حضرت بہت فیاض تھے اور طبیعت میں بلا کی حلیمی اور بردباری تھی۔ جہاں اور جس جگہ سے ''کل مراد'' ہاتھ آتا اُسے حاصل کرتے اور اپنے کمالات میں اضافہ فرماتے۔ یہی سبب ہے کہ جامع کمالات تھے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت خاص اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال شفقت کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایک شب میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام بھی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے۔ حضرت رب العالمین نے جبرائیل علیہ السلام سے کچھ باتیں کیں۔ ایک دو باتیں مجھے بھی یاد ہیں کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل سے فرمایا کہ سب مخلوق میری رضا کی طلبگار ہے اور میں محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کی رضا چاہتا ہوں۔ نیز فرمایا، ﴿حضور﴾ محمد ﴿صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾ کو تم ایسے ﴿لوگ﴾ بطور سامان مغفرت دیئے گئے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت پر فیوض الٰہی اس کثرت سے وارد ہوئے کہ طالبان سے منہ موڑ کر مغلوب الحال ہو گئے اور خاموشی اختیار کر لی، کسی سے بات کرنا ضروری سمجھتے تو کلام پاک کی کوئی آیت شریف نقل فرما دیتے۔ بات کہنے والا اس آیت پاک کے معنوں سے مطلب نکال لیتا۔ کچھ دنوں کے بعد جب افاقہ ہوا اور طالبان کی طرف رجوع فرمایا تو لوگوں نے سکوت حال کا سبب دریافت کیا، بولے ''اُن دنوں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھے خلعت رضا سے سرفراز فرمایا تھا'' کہتے ہیں فتوحاتِ ظاہری و باطنی جو حضرت پر رکی ہوئی تھیں اس واقعہ کے بعد کھل گئیں اور خانقاہ کے اخراجات کے لیے شہزادی زیب النساء نے پانچ ہزار کی رقم بھیج دی۔

ایک روز فرمایا کہ میرے بھائی کے گھر دو فرزند ہوں گے، ان کے یہ نام ہوں گے اور

Marfat.com

ایسی شکل وصورت ہوگی حالانکہ ان کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔عرصہ کے بعد جب ان کی شادی ہوئی تو سچ مچ دولڑکے اُس حلیہ کے تولد ہوئے اور نام بھی وہی رکھے گئے، کہتے ہیں کہ حصول اولاد نرینہ کے لیے حضرت کی دعا مستجاب بارگاہ الٰہی تھی۔حضرت بشارت کے ساتھ ساتھ طالبین کو بچے کا حلیہ بھی بتادیتے تھے۔

ایک مرتبہ حاکم سرہند کے مظالم سے تنگ آ کر حضرت اس سے خفا ہو گئے، کہتے ہیں حاکم مذکورانہی دنوں بادشاہ کے غضب کا شکار ہوگیا، فی الفور حضرت کے رو برو حاضر ہو کر مظالم سے توبہ کی، بادشاہ نے بھی اس کا قصور معاف کر دیا، حاکم نے ایک قطعہ باغ اور کچھ سامان ضرورت حضرت کی نذر کیا مگر حضرت نے یہ کہہ کر اس کی نذر لوٹا دی کہ یہ مال ظلم اور غضب سے حاصل کیا گیا ہے۔

حضرت نے بہت موزوں طبع پائی تھی، اکثر شعر بھی کہتے اور وحدت تخلص فرماتے تھے، نثر بھی لکھتے تھے اور متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔شاعری میں حضرت کا دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور ومعروف ہیں اور تصانیف میں سشور یدالتحدید، لطائف مدینہ اور جنود اللہ کا پایہ بلند ہے۔ حضرت کی شاعری میں بھی تصوف کے رموز ونکات اس عمدگی سے سموئے ہوئے ہیں کہ گھنٹوں، ان پر غور وفکر کیجئے اور گاہے ان کی نازک بیانی پر بے اختیار سر دھننے کو جی چاہتا ہے۔

حضرت مسند رشد وہدایت پر کم وبیش پچاس سال تشریف فرما رہے اور اس دوران بیشمار مخلوق نے حضرت سے ہدایت پائی، حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعدد خلفاء نے بھی تجدید بیعت فرمائی، جب عمر شریف 78 سال کی ہوئی تو حضرت کو بوجہ دردمثانہ، عارضہ حبس البول لاحق ہوا۔ان دنوں دہلی میں تشریف فرما تھے اور بائیس خواجہ کی ''چوکھٹ'' دہلی ہی میں انتقال فرمایا، اس روز جمعہ کا مبارک دن تھا اور چاند کی 27 ذوالحجہ 1127 ہجری تھی۔حضرت خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازہ کی طرح ان کا جنازہ بھی سرہند شریف لایا گیا اور حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد کے مشرق کے رخ دفن ہوئے۔حضرت کی وفات پر حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیوم رابع نے بے اختیار فرمایا، گل بہ جنت رسید۔

خلفاء

حضرت کی بے شمار روحانی اولاد میں سے حضرت خواجہ محمد حنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاص طور پر بہت مشہور ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال : یکم صفر 1133 ہجری

مزار اقدس : بامیاں نزد کابل، افغانستان

حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خاص تھے۔ حضرت کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ شاہ گل عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بھی بیعت فرمائی تھی۔ حضرت خواجہ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیومیت کا چوتھا سال تھا کہ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بیعت خلافت حاصل کی۔ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں مخلوق کی ہدایت کے لیے کابل بھیج دیا جہاں آپ بامیاں نامی ایک گاؤں میں مقیم ہوئے اور دین حقہ کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہو گئے۔ کابل کی پتھریلی زمین میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا فیضان حضرت ہی کے دم سے پہنچا ہے۔ جہاں ہزارہا لوگ اُن کے مرید ہوئے۔ جن میں بیشتر صاحب حال بھی تھے اور جن کے توسل سے اس نورانی سلسلہ کے چشمے کابل، قندھار اور سندھ میں جاری ہوئے۔ کابل کی وہ زمین جہاں جہاں حضرت کے قدم مبارک پڑے ہیں اور جس جگہ کو حضرت کی اقامت کا فخر حاصل ہوا ہے، کہتے ہیں وہاں ان کے فیضان کی تاثیر اب تک پائی جاتی ہے اور ان کی کرامتوں کا شہرہ ہے۔ حضرت کا مدفن پاک بھی کابل کے موضع بامیاں میں ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد ذکی مطہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال : 9 ذی الحجہ 1129 ہجری

مزار اقدس : مکہ مکرمہ

آپ کو نسبت فیض حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوئی اور ان کے خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ مقربان بارگاہ الٰہی کے امام و پیش رو انتہائے کمالات کے مدارج طے کرانے والے صاحب تصرف تھے۔ حضرت شاہ صاحب کلانوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق آپ کی جائے سکونت ملک عرب کی اتقی نامی ایک بستی ہے۔ آپ مشہور و معروف شیخ المشائخ حضرت علی بن علم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ لوگ آپ کی محض صحبت سے بغیر کسی ریاضت یا مجاہدہ کے اعلیٰ روحانی مقامات حاصل کر لیتے۔ ملک عرب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشو ونما آپ ہی کے ذریعے ہوئی۔ آپ کے خلفاء میں اس وقت کے قطب حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شامل تھے۔ جنہیں آپ الہام الٰہی کے تحت، عرب سے سندھ میں آ کر صرف دو ہفتہ کے اندر منازل سلوک طے کرا کے واپس ملک عرب تشریف لے گئے۔

Marfat.com

حضرت شیخ محمد ٹھٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت مخدوم آدم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے تھے۔ان کے والد حضرت شیخ محمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شیخ وقت تھے۔حضرت کے دادا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بفرمان حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علاقہ سندھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی داغ بیل ڈالی تھی۔شہر ٹھٹھہ میں قیام تھا۔نام کے ساتھ ٹھٹھوی کی رعایت کی یہی وجہ ہے۔حضرت مخدوم آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طالبان کی ہدایت کے لیے وہاں ایک درس گاہ بھی قائم کی تھی جہاں بعدازاں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد نے بھی مدتوں طلباء کو علوم دین کی تعلیم دی۔اس یگانہ روزگار درس گاہ سے ہزاروں طلباء فاضل اور کامل ہو کر نکلے۔حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحصیل علم اور کسب فیض والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا۔اُن کے انتقال کے بعد حضرت جد امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ ابوالقاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی اور تکمیل کو پہنچے ، کہتے ہیں جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وقت آخر ہوا تو یہ اُن کے پاس موجود نہ تھے، حضرت خواجہ انہیں بار بار یاد کرتے تھے تا کہ خواجگان نقشبند کی امانت ان کے سپرد کی جائے۔بعض معتقدین کی خواہش تھی کہ حضرت خواجہ وہ بار امانت ، صاحبزادہ محمد ابراہیم کو سونپ دیں ، لیکن حضرت خواجہ خاموش رہے اور وصیت فرمائی کہ جب شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائیں تو انہیں میرے مزار پر بھیج دیں۔چنانچہ واپسی پر یہ مرشد کے مدفن پاک پر حاضر ہوئے اور روحانی امانت حاصل کی۔

حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدت تین سال سرہند شریف میں بھی رہے اور حضرت خواجہ محمد زکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیض یاب ہوئے اور ٹھٹھہ کی خانقاہ میں واپس تشریف لا کر درس و تدریس اور تلقین وارشاد میں مصروف ہو گئے۔حضرت ناداروں اور محتاجوں پر بہت مہربان تھے، جو پاس ہوتا ، بے دریغ خرچ کرتے۔عوام وخواص میں ''ابوالمساکین'' کے نام سے مشہور تھے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بعد میں سلطان الاولیاء کے لقب سے پکارے گئے، حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ حضرت شیخ ان پر بہت مہربان تھے کہ کمسنی ہی میں انہیں مسندِ مشائخیت پر بٹھا دیا تھا اور خود حج کے لیے کعبہ شریف روانہ ہو گئے۔

جب دو سال بعد لوٹ کر آئے تو اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک دن کعبۃ اللہ میں بیٹھا تھا، جوں ہی آپ کی طرف متوجہ ہوا، دیکھا کہ تمہیں بوجہ کمسنی چند مشکلات درپیش ہیں پس حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ فوراً تمہارے پاس پہنچوں اور پھر واپس آ کر اسی سرزمین پاک میں ہمیشہ کے لے سکونت اختیار کرو۔ چنانچہ حضرت ان کی تربیت میں سلوک کی منزلیں سرعت سے طے کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت شیخ اس کام سے فارغ ہوئے تو ایک روز حضرت خواجہ کو خوشخبری دی کہ جو نور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینۂ پاک میں منتقل فرمایا تھا و رانہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا، جس کی روشنی سے ایک عالم منور ہوا اور وہاں متعدد سینوں کو جگمگاتا ہوا بخارا کی سرزمین میں پہنچا اور حضرت خواجہ نقشبند سے ہوتا ہوا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سینہ پاک میں پہنچا، جس سے تمام دنیا کی تیرگی دور ہوئی۔ وہ نور امانت الحمدللہ اب تمہارے سینہ میں گھر کر چکا ہے جس سے ایک دنیا روشن ہو گی۔ نیز بشارت دی کہ خدا عزوجل نے تمہیں جملہ اولیاء کا سرتاج بنایا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں نصیحتیں بھی فرمائیں جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں۔

☆۔ ہدایت کے لیے جو بھی آئے، اُسے راہ حق بتانا۔

☆۔ دل کو ہمیشہ ذکر حق سے شاد اور آباد رکھنا۔

☆۔ جملہ کام خداوند کریم کے سپرد کرنا۔

☆۔ معاش اور روزگار کے لیے حیلہ تلاش نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت خلق کی خدمت سونپی ہے اور وہ قادرِ مطلق خود تمہاری ضروریات کو پورا کرے گا۔

☆۔ آپ کا مکان ہمیشہ فیضان سے معمور رہے گا۔

☆۔ ہر مہم اور مشکل میں مرشد تمہارے شامل حال ہے۔

ان پند و نصائح کے بعد حضرت محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کعبۃ اللہ تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی اور بعد رحلت اس سرزمین پاک میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال : 1188 ہجری

مزار اقدس : لواری شریف

حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ اکتیس واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ حضرت کے آباؤ اجداد نے خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں نقل مکانی فرمائی تھی اور سندھ میں سکونت اختیار کی۔ حضرت کے والد بزرگوار خواجہ عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی نہیات متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے۔ اور عرف عام میں شیخ حاجی کے لقب سے مشہور تھے، حافظِ قرآن تھے، رمضان المبارک کی تمام راتیں تلاوتِ قرآن پاک میں بسر کرتے۔ ابتداء میں سہروردی سلسلہ میں منسلک تھے۔ بعدازاں حضرت شیخ فیض اللہ بن مخدوم آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔ آپ نے حضرت ممدوح کے خلیفہ حضرت ابو القاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا، حضرت خواجہ نے انہیں حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی۔

کہتے ہیں کہ حضرت کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ ایک گھنے سایہ دار نیم کے پیڑ تلے تشریف فرما تھے، پیڑ پر پرندے چہچہا رہے تھے کہ حضرت خواجہ متبسم ہو کر بولے ''ایک دن آئے گا کہ آپ کے فرزند ارجمند کے گرد ہزاروں انسانوں کا جمگھٹا ہو گا، لوگ حلقۂ ارادت میں شامل ہو کر فیض حاصل کریں گے۔''

حضرت شیخ حاجی کے تین فرزند اور بھی تھے، لوگ حضرت سے رجوع ہو کر بولے کہ ان تینوں میں سے وہ کون خوش بخت بلند اختر ہیں؟ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے؟ پیر و مرشد بولے، حضرت

Marfat.com

کی پیدائش کی خوشخبری حضرت کی ولادت سے پونے چھ سو سال پہلے حضرت بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی دی تھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب لواری شریف کی حدود سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے تو خدام نے پاپیادہ چلنے کا سبب پوچھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں اس سرزمین پر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمت کے بڑے قطرات کا مینہ برستا ہوا دیکھ رہا ہوں، یہاں ایک اللہ کا پیارا بندہ پیدا ہوگا اور یہ قطعہ اراضی ذاتِ الٰہی کی تجلیات کا مرکز ہو گا۔

ایک مرتبہ حضرت کے والد بزرگوار کے پیرومرشد بہت سے مریدین کے ساتھ حضرت خواجہ کلاں سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ حضرت کے والد بزرگوار نے بھی ہمرکابی کی خواہش ظاہر کی حضرت قبلہ نے فرمایا ''بہتر ہے کہ آپ ٹھٹھہ میں ہی رہیں اور خانقاہ و درس گاہ حضرت پیرومرشد کو خالی نہ چھوڑیں، ہم خواجہ سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کی سفارش کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت قبلہ واپس تشریف لائے تو حضرت شیخ حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خوشخبری دی کہ حضرت خواجہ سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں خوب خوب دعاؤں سے نوازا ہے نیز فرمایا ہے کہ آپ کی پشت سے عنقریب ایک گوہر لاثانی تولد ہوگا جس میں ہمارے سلسلہ عالیہ کی تمام صفات ہوں گے الغرض حضرت کی پیدائش سے پہلے بزرگان عظام نے ان کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

حضرت مادرزاد ولی تھے۔ زمانہ شیر خوارگی میں ماہ رمضان المبارک کا بے حد احترام فرماتے اور سوائے رات کے دن کو دودھ نہ پیتے تھے۔ حضرت کے بڑے بھائی جو سوتیلی ماں سے تھے حضرت سے بہت جلتے تھے، برادران یوسف علیہ السلام کی طرح انہوں نے باہم فیصلہ کیا کہ اس گوہر بے بہا کو جس کے ماں باپ عاشق ہیں فوراً کہیں ٹھکانے لگا دیا جائے چنانچہ حضرت کے والد بزرگواران کی بہت دیکھ بھال کرتے اور دوسرے بیٹوں سے چوکنا رہتے۔

حضرت بلا کے ذہین تھے۔ صغرسنی میں ہی قرآن پاک پڑھ لیا۔ ایک دن حضرت کے والد صاحب کسی ضروری کام کو سفر پر روانہ ہوئے۔ بھائیوں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت پر قابو پانے کی کوشش کی مگر جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے۔ حضرت کو قبل از وقت ان کے ناپاک ارادے کا علم ہو گیا اور چپکے سے گھر سے نکل گئے اور جنگل کی راہ لی۔ وہاں سے مولوی محمد صدیق

Marfat.com

نقشبندی جو سندھ کے مایہ ناز شاعر اور اولیائے کرام کے معتقد خاص تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں دینی علوم میں مہارت حاصل کر لی کہ مولوی صاحب قبلہ بھی آپ کی ذہانت کے معترف ہو گئے۔

بیعت:

دوران تعلیم آپ کو روزانہ خانقاہ شریف حضرت خواجہ ابوالمساکین شیخ حضرت خواجہ حاجی محمد بن شیخ محمد شرف بن مخدوم آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے گزرنا پڑتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ سے آپ کا آمنا سامنا ہو گیا اور حضرت کی پیشانی مبارک سے تاڑ گئے کہ یہی وہ خوش نصیب نوجوان ہے جو ایک روز قطب زماں ہو گا۔ نہایت تعظیم اور محبت سے انہیں خانقاہ شریف میں لے گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت کے دل میں عشق حقیقی کی چنگاری حضرت خواجہ ی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پہلی ہی ملاقات میں سلگ اٹھی تھی مگر اس چنگاری کو جو آہستہ آہستہ سلگ کر آگ بن چکی تھی، دبائے رکھا، آخر کار حضرت خواجہ ابوالمساکین انہیں جیتنے میں کامیاب ہو گئے اور انہیں سلسلہ طریقت میں داخل کیا، غرض کہ تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت خواجہ کی صحبت نے حضرت پر تصوف کا وہ رنگ چڑھایا جو اوروں کو سالہا کی محنت سے بھی میسر نہیں ہوتا

حضرت خواجہ ایک مرتبہ جدامجد مخدوم آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک کی زیارت اور مزار پاک کی مرمت کے سلسلہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ مرید پا پیادہ ہمرکاب تھے کہ یکا یک حضرت خواجہ نے حضرت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آؤ تم میرے ساتھ آ کر بیٹھو، حضرت پاس ادب سے جھجکتے تھے مگر حضرت خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر انہیں بھی سواری پر بٹھا لیا۔ ہم نشینی کا یہ اعزاز حضرت کی جانشینی کا مژدہ تھا۔ چنانچہ اس کم سنی ہی میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں مسندِ خلافت پر بٹھا دیا۔ اگرچہ حضرت کسر نفسی سے کام لیتے رہے تاہم حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ''یہ اعزاز تمہیں بحکم الٰہی سونپ رہا ہوں۔ اللہ پاک نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ پتھر بھی بیک نظر آب آب ہو جائے۔'' نیز فرمایا یہ نوجوان قطبِ زماں ہے۔ اس کا مثل دور دور تک نہیں ملے گا۔

چنانچہ حضرت مسندِ ارشاد پر بیٹھ گئے۔ ان دنوں ایک شخص ملا، محمد ہاشم فقیہہ کا سندھ

Marfat.com

میں بہت چرچا تھا۔ جب اس نے حضرت کی مسند نشینی کی خبر سنی تو اس نے چند ایک ظاہر پرست علماء کو جمع کیا اور وفد کی صورت میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت کی کمسنی کی شکایت کی۔ حضرت خواجہ نے مسکرا کر فرمایا یہ معاملہ خدا کے فضل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں عمر اور کسب کا کیا سوال ہے؟ ملا نے لاکھ حیلے کیے مگر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی ایک نہ مانی۔ ان لوگوں کے علاوہ حضرت کے عزیز و اقارب کو بھی یہ خبر بہت ناگوار گزری۔ آخر وہ بھی تلملا کر رہ گئے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیت اللہ شریف روانگی کے بعد حضرت بہت سال ٹھٹھہ میں مقیم رہے۔ لوگ دور دور سے آتے اور فیض حاصل کرتے۔ البتہ ملا محمد ہاشم کی جانب سے ریشہ دوانیاں اور تکالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کرتے رہے۔ آخر کار خانقاہ شریف، ٹھٹھہ سے اٹھ کر اپنے آبائی وطن لواری شریف میں تشریف لے آئے جس کی عظمت کی پیشنگوئی بہت پہلے حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دی تھی اور یہ مقام مرکز ہدایت بن گیا۔ کہتے ہیں حضرت کا ٹھٹھہ سے اٹھنا تھا کہ سندھ پر نادر شاہ نے حملہ کر دیا اور یہ جگہ لوٹ کھسوٹ کا اکھاڑہ بن گئی اور یہ قصبہ نیست و نابود ہو گیا۔

لواری شریف میں سکونت اختیار کرنے کے بعد حضرت سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گوشہ نشین ہو گئے اور مراقبہ و استغراق میں مشغول رہنا شروع کر دیا۔ اکثر تہجد اور فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے، محویت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی تلقین و ارشاد کے لیے حاضر ہوتا تو اس کی جانب چار و ناچار رجوع فرماتے اور فرماتے کہ ''کیا کروں اس کام کے لیے مجھے حق سبحانہ کی طرف سے حکم نہ ہوتا تو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا'' حضرت کی تشریف آوری سے اُن کے والد بزرگوار ''شیخ حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' بھی طالبان حق کو خود توجہ دینے کی بجائے حضرت کے حوالے فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بھی حضرت کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی تھی۔ اللہ، اللہ طالبان حق کے شوق کی ادھر یہ کیفیت اور ادھر ''حق آگاہی'' کی یہ شان کہ انہیں خود ذوق دید سے فرصت نہیں تھی۔

ٹھٹھہ سے آنے کے بعد حضرت جہاں اقامت پذیر ہوئے قدیم زمانے میں وہ جگہ

Marfat.com

بھی لواری شریف کہلاتی تھی اور جہاں حضرت کا مزار مبارک ہے، اس مقام کو بھی لواری شریف کہتے ہیں۔ حضرت کے ابتدائی زمانہ میں قدیم لواری شریف کی زمین کلر اور شور زدہ ہونے کی وجہ سے بے کار ہو گئی تھی اور پانی بھی کھاری ہو گیا تھا۔ آبادی وہاں سے اٹھ کر تین چار میل کے فاصلہ پر بس گئی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت بھی وہاں آ کر آباد ہو گئے۔ کہتے ہیں لواری شریف قدیم زمانے میں بہت بڑا شہر تھا۔ جس میں تیس کے قریب مساجد تھیں جو زمانہ کی دست بُرد سے اجڑ گیا تھا۔

رشد و ہدایت:

طالبان اور متلاشیان طریقت گروہ در گروہ حاضر ہوتے اور توجہ لے کر جاتے، بعض اوقات حضرت کے دربار میں چار چار پانچ پانچ سو کا ہجوم بیک وقت جمع ہوتا اور سب اس نوجوان، مگر ''معمر'' صاحب نظر کیمیا اثر کی نگاہ کرم سے مالا مال ہوتے۔ بیشتر آپ کے روئے انور کو دیکھتے ہی ''فیض یاب'' ہو جاتے اور قلب جاری ہو جاتا۔

ایک مرتبہ سندھ کے شاعر اعظم اور ولی کامل حضرت سید عبداللطیف شاہ بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت کی خدمت میں تشریف لائے۔ اور دونوں میں راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاعرانہ کمالات کا اظہار کرتے تھے اور حضرت بھی جواباً شعر ہی میں انہیں اپنے مقام سے آگاہ فرماتے۔ آخر کار حضرت نے انہیں خلافت کی چادر اوڑھائی۔ شاہ صاحب اس عنایت پر ہمیشہ فخر کرتے رہے۔

ایک مرتبہ ایک شیخ وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض ہوا کہ مجھے فناء محویت حاصل ہوئی ہے کہ مجھے کسی چیز کا وجود نظر نہیں آتا اور بقا ایسی حاصل ہے کہ سوائے حق سبحانہ وتعالیٰ کے کسی چیز کی طرف توجہ التفات نہیں کرتی۔ مجھے ارشاد و تلقین کی اجازت دی جائے۔ حضرت نے فرمایا: ''کس درجہ پر پہنچ چکے ہو؟'' اُس نے عرض کیا ''حضرت کی عنایت سے جس شخص کے قلب پر توجہ کرتا ہوں، اس قلب سے ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ خشک پیڑ پر نظر کرتا ہوں تو سرسبز ہو جاتا ہے۔ اگر پتھر پر نظر کرتا ہوں تو وہ موم ہو جاتا ہے'' حضرت نے فرمایا ''بس اسی بات پر تمہیں شیخیت کا دعویٰ ہے؟'' جاؤ اور خشک پیڑوں کو سرسبز کرو۔ یہ جدا چیز ہے اور مشائخیت دیگر چیز ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں ''اپنی نیابت عطا کرتے ہیں'' شیخ وہ ہے جو فناء میں غرق رہتا ہے،

Marfat.com

اس کا کلام دوا ہے۔ نظر شفا ہے اور ایک نگاہ سے سو مردہ دلوں میں بیک وقت زندگی بھرتا ہے۔ بندوں کو اللہ سے قریب کرتا ہے۔ اگر اسے یہ مرتبہ حاصل نہیں تو وہ نفس کا شکار ہے اور خلقت کو گمراہ کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت خود جس مقام پر تھے، بس وہی مشائخیت کا مقام تھا۔

کرامات:

حضرت ممدوح فرماتے ہیں کہ قرب الٰہی حاصل کرنے کے باوجود جو طالب حق کشف وکرامات کا خواہش مند ہے۔ اس کی طلب ادھوری ہے۔ ہاں اگر وہ طالب ''حق کامل'' ہے تو نئے طالبان حق کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے لقا کے تصرف کے برابر کوئی بڑی کرامت نہیں۔ حضرت خود اس تصرف میں بہت ماہر تھے۔ جب عمر شریف چالیس سے متجاوز ہوئی تو بسبب کمال اتباع ومحبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میں یہ خاصہ پیدا ہو گیا تھا کہ آں قدس سرہٗ چپ چاپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور طالبین حق بھی سر جھکائے، دوزانو مؤدبانہ روبرو بیٹھے ہوتے اور مرید کو حضرت سے خود بخود فیض پہنچتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت کے روبرو شہباز قلندر شیخ عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر چھڑ گیا کہ وہ مجذوب تھا۔ نماز میں تکبیر کہتے ہی اس کے ہر رونگٹے سے خون پھوٹ نکلتا تھا۔ حضرت بولے، کیا اس وقت کوئی ایسا مرد خدا موجود نہ تھا جو اُسے اس حالت سے نکال لیتا؟ قدرے توقف کے بعد فرمایا، اگر اس وقت حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک بھی فرزند موجود ہوتا تو منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پھانسی پر جان نہ دینا پڑتی، کیونکہ وہ اسے ''انا الحق'' کی منزل سے نکال لے جاتا اور اسی ضمن میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ وہ منصور ہی تھے جنہوں نے ملاؤں کے فتویٰ پر خود کو قتل ہونے دیا مگر ہم اپنے مریدین کو ان لوگوں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہونے دیں گے۔

ایک مرتبہ ایک غیر مسلم اپنی برادر کے لوگوں سے چھپ کر حضرت کے پاس آیا اور ملتجی ہوا کہ مجھے اسم اعظم کی تلقین کیجئے۔ حضرت نے تنہائی میں اسے کلمہ توحید اور دیگر اذکار کی تلقین فرمائی۔ جب وہ جانے لگا تو مزید ہدایت کی کہ ظاہر میں خواہ کیسے بھی رہو مگر باطن میں جو امانت ہم نے تمہیں دی ہے، اسے حفاظت سے سنبھالے رکھنا۔ ایک حافظ صاحب جو حضرت کے احباب میں شمار ہوتے تھے، ان الفاظ پر بول اٹھے کہ حضرت یہ کس قسم کی مسلمانی ہے؟ حضرت نے انہیں

Marfat.com

محبت بھری نگاہوں سے دیکھا اور بولے، میاں مسلمانی کی تمہیں کیا خبر؟

حضرت کو بحکم حق سبحانہٗ وتعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے بسوں، ناداروں، غریبوں اور محتاجوں کی دستگیری کی غائبانہ خدمت بھی سونپی تھی۔

ایک مرتبہ چند مسافروں نے لواری شریف میں منزل کی، ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی، جب اس کی نظر حضرت کے روئے انور پر پڑی تو ساتھیوں سے بے ساختہ بول اٹھی کہ یہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ایک دفعہ مجھے نادر شاہ کے ظالم سپاہیوں کے پنجے سے رہائی دلائی تھی۔ جب ظالم سپاہی مجھے کشاں کشاں لے جا رہے تھے تو یہ گھوڑے پر سوار میرے قریب آئے اور ان سے چھین کر مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور گھر پہنچا دیا۔ اس وقت یہ جوان نظر آتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہی وہ محسن ہیں۔ اجنبی عورت کی حیرت انگیز داستان کی بھنک گاؤں کے بعض لوگوں کے کان میں بھی پڑ گئی۔ تصدیق کے لیے حضرت قبلہ سے معروض ہوئے تو فرمایا وہ عورت درست کہتی ہے۔ اُن دنوں ہم جوان تھے۔ ایک روز اچانک حضور سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ ہماری کان میں پڑے کہ فلاں مقام پر ایک بیکس لڑکی کو نادر شاہ کے سپاہی بھگائے لے جا رہے ہیں، تم اس کی دادرسی کو فوراً جاؤ۔ کیونکہ اس کی چیخ وپکار کی درد بھری آواز ہم تک آ رہی ہے۔

بڑے بڑے کوڑھی اور جذمی حضرت کی ایک نگاہ کرم سے شفایاب ہوتے تھے چنانچہ حضرت کے ایک خادم عرض کرتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں حضرت قبلہ کے روبرو ایک ایسے جذمی کو لایا گیا جس کے ہاتھوں کی انگلیاں بالکل سڑ گئی تھیں۔ حضرت کی نگاہِ کرم کا پڑنا تھا کہ وہ جذامی فی الفور اچھا ہو گیا۔

وصال:

حضرت کی عمر شریف جب باسٹھ سال کی ہوئی تو بخار اور کھانسی کا عارضہ لاحق ہوا۔ جوڑوں میں بھی درد رہنے لگا۔ ایک ساتھ دو دو بیماریاں اس پر کثرت ریاضت، صحت بگڑ گئی۔ ایک روز ایک مخلص کو فرمایا ''معلوم ہوتا ہے، آخری وقت آ پہنچا ہے، جس کسی نے ہماری صحبت سے فائدہ اٹھانا ہو اُٹھا لے''

ایک مرتبہ یاران طریقت کے مجمع عام میں فرمایا ''یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا، جو یہ

Marfat.com

ہے، لے لو، حضرت جس حجرہ میں اقامت پذیر تھے اور جہاں زیادہ وقت گزارتے تھے، وہ شکستہ ہو گیا تھا، اس کی از سر نو تعمیر شروع کرادی، اور کاریگروں کو عجلت کی تاکید فرمانے لگے، ایک خادم کو کچھ خیال پیدا ہوا، حضرت اس کے تردد سے آگاہ ہو کر بولے ''بابا اس حجرہ کی تعمیر میں جو جلدی کی جارہی ہے اس میں بھی راز پوشیدہ ہے'' چنانچہ جب حجرہ شریف دوبارہ تیار ہوا تو خلوت نشیں ہو گئے۔ چند خاص دوستوں کے سوا کوئی اندر نہ جاتا تھا، حضرت نے ان ایام میں خصوصیت سے بہت عبادت کی اور ملنے والوں سے عبادت میں کثرت کرنے کو فرماتے، جمعہ کی رات حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود شریف بھیجتے، ماہ شعبان میں مرض نے شدت اختیار کی اور کمزوری نے گھیر لیا، پورے رمضان المبارک اور شوال المکرّم میں صاحب فراموش رہے، جاڑے کا موسم تھا، سردی زوروں پر تھی، جس سے تکلیف اور بڑھ گئی، خادموں نے عرض کیا ''حضور کسی حکیم کو بلائیں؟'' ارشاد فرمایا، نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے وہ ہمیں پسند، ہم اسباب سے ہرگز کام نہیں لیں گے۔

حضرت کے بشرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے ملنے کے لیے بے چین ہیں اور وصل کا شوق کچھ ایسا دامن گیر ہے کہ ''وجود عنصری'' کے پیرہن کو بوجھ سمجھ رہے ہیں۔ آخر کار ایک روز خادم ''طبیب'' کے بلوانے پر مصر ہوئے، حضرت نے قریب میں پڑی ہوئی کتاب ''دیوان حافظ'' کی طرف اشارہ فرمایا اور بولے، اس سے فال لے کر دیکھو؟ جب کتاب شریف کھولی گئی تو یہ شعر نظر پڑا ؎

خوش خبردار اے نسیم شمال
کہ بما می رسد زمان وصال

حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا لو حافظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی یہی کہتے ہیں اور 4 ذیقعدۃ 1188 ہجری کے مبارک دن کو بعمر تریسٹھ برس خواجہ زمان ہمیشہ کے لیے مالک ارض و سماء کے پاس پہنچ گئے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

اولاد و خلفاء :

حضرت کی نرینہ اولاد میں سے ایک صاحبزادے حضرت محبوب المعروف خواجہ گل محمد

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو وصال کے وقت صرف گیارہ سال کے تھے مگر حضرت نے بوقت روانگی اس گل نو دمیدہ کو توجہ اور فیضان سے ''گل صدر شک'' بنا دیا تھا۔ حضرت کے بے شمار خلفاء تھے جن میں مخدوم حاجی قاضی احمد دمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ الاسلام میاں عبدالرحیم گرہوڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حاجی ابو طالب تھمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ محمد صالح گھرائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ حاجی الیاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ شعیب کشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ارشاداتِ عالیہ

حضرت کا سینہ علم معرفت کا خزینہ تھا۔ فرماتے ہیں، مبتدی کو چاہیے کہ شرعی کاموں کے علاوہ دوسرے کاموں سے آزاد رہے اور اسم ذات کے ورد میں مشغول رہے، گویا دل یار کی طرف ہو اور ہاتھ کام کی طرف! (دل یاروَل، ہتھ کاروَل)

☆ طالب کے دل میں اسم ذات کی میخ اس مضبوطی سے لگی ہو کہ اگر وہ اسے نکالنا چاہے تو بھی نہ نکال سکے۔

☆ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بھی ذکر قلبی کی ہدایت فرمائی ہے۔ جناب رسالت مآب بھی غار حرا میں ذکر قلبی فرماتے تھے اس ذکر کا علم سوائے حق سبحانہ وتعالیٰ اور ذاکر کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہوتا، حتیٰ کہ قیامت کے دن اس ذکر پاک کے طفیل جب وہ ذاکر کو اپنی رحمت سے نوازے گا تو کراماً کاتبین استعجاب وحیرت میں پڑ جائیں گے کیونکہ اس ذکر کا عمل ان کے اعمال ناموں میں نہیں ہوگا۔ تب حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا کہ ان کے اعمال نامے میرے پاس ہیں۔

☆ قلبی ذکر کرنے والے کے دل میں جب اللہ تعالیٰ وارد ہوتے ہیں تو وسوسے از خود باہر نکل جاتے ہیں۔ جس طرح کوئی بادشاہ کسی مکان میں اترتا ہے تو عام لوگ وہاں داخل نہیں ہوتے

☆ نفس اور دنیا سے مراد خدا تعالیٰ سے غافل ہونا ہے ''چیست دنیا از خدا غافل بدوں''

Marfat.com

سالک کی نظر میں خدا سے ایک لمحہ بھی پہلو تہی کرنا کفر ہے۔

☆ جس طرح دو بڑے خربوزے ایک ہاتھ میں نہیں سما سکتے۔ اسی طرح ایک آدمی کے لیے دنیا و آخرت دونوں پر قابو پانا محال ہے۔

☆ مومن وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔

☆ شب معراج کو حق تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان انسانیت کے بجز کوئی پردہ نہ تھا۔

☆ دین لڑائی فساد سے قائم نہیں بلکہ نیک بندوں کی وجہ سے ہے۔

☆ ہمارے طریقہ عالیہ میں عبادت کے لیے دو وقت فجر سے طلوع آفتاب اور عصر سے مغرب تک بہت اعلیٰ اور افضل ہیں۔ انہیں کسی بھی حالت میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

☆ ہمارا طریقہ سالک کو بہت جلد حق سے ملاتا ہے۔ مگر اس میں عجز و نیاز، ادب اور ارادت کی سخت ضرورت ہے۔

☆ دنیا میں خدا سے غافل لوگ اکثر ''بھوک'' سے جان دیتے ہیں مگر خدا کے طالب کبھی ''بھوک'' سے نہیں مرتے۔

☆ سیر اور سلوک کی منزل کے متلاشی ہو تو مٹی کی خاصیت پیدا کرو۔

مرشدِ کامل کی تعریف میں حضرت کا ارشاد ہے کہ مرشد حق سبحانہ وتعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے مگر کروڑوں میں سے ایک کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ اور یہ قرب رب العالمین کا بجز اتباع سید الاولین والآخرین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل نہیں ہوتا۔

خلافِ پیغمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ایک شعر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا شان بیان فرماتے ہیں ؎

عجب جھڑی آہ حقیقت حبیب جی
نہیں چیو سو دھنڑی نھیں مخلوقا
شفق جی ساجان جامع لیل ونہار کھی

Marfat.com

کہ خدا کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی حقیقت اس قدر عجیب ہے کہ جس کو نہ تو خدا کہا جا سکتا ہے اور نہ مخلوق۔ جس طرح شفق کو نہ رات کہا جائے گا نہ دن، لیکن رات اور دن کے ملنے سے جو امتیاز پیدا ہوتا ہے اُسے شفق کہتے ہیں۔ جو رات اور دن کی جامع ہے۔ اور جسے جمع ''الیل والنہار'' کہتے ہیں۔

☆ اسم ذات کے قلبی ورد میں پاکی اور ناپاکی کی کوئی قید نہیں کیونکہ انسان کا قلب پاک ہے اور یہ ذکر آسانی سے اٹھے بیٹھے کیا جا سکتا ہے۔

☆ حق سبحانہ وتعالیٰ بھی انسان کو ذکر قلبی کا ارشاد فرماتے ہیں ''یاد کرو اپنے رب کو جی ہی جی میں ﴿قلب میں﴾ عاجزی اور خوف سے بغیر آواز بلند کیے، دن اور رات میں'' فرمایا یہ ورد اعظم ہے۔

☆ مولانا روم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم دل و جان سے محبوب حقیقی کے طالب ہو تو بغیر لب و زبان ہلائے، اللہ پاک کا ذکر دل میں کرو، تا کہ اس فانی دنیا کی حیات چند روزہ میں اس قید و بند سے چھوٹ کر عالم ارواح سے وابستہ ہو جاؤ۔ اس طرح تمہاری یہ مختصر سی زندگی جاوداں ہو جائے گی۔

☆ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے جو ''خدا'' کا طالب ہے اور جو اولیائے کرام سے دوستی رکھتا ہے، اُس سے دنیا جاتی ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے اُس سے عقبیٰ جاتی ہے۔

☆ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بڑی برکت اور فضیلت ہے کیونکہ اس کا ظاہر و باطن متابعت حضور پرنور جناب محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر ہے اور امام آخر الزمان ﴿امام مہدی السَّلَامُ عَلَیْہِ﴾ بھی اس طریقہ پر چلیں گے اور اسے فروغ دیں گے۔

☆ ہم بموجب فرمان الٰہی طالب کے دل میں معرفت کا بیج بوتے ہیں۔ جب وہ سرسبز ہوتا ہے تو اُسے طالب کے حوالے کرتے ہیں۔ اُسے چاہیے کہ اس ''نخل معرفت'' کی نگہبانی کرتا رہے اور ایک لمحہ بھی غفلت نہ برتے اور اسے حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت اور متابعت سے سینچتا رہے تا کہ یہ نخل بار آور ہو اور طالب کو اس سے فائدہ پہنچے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قاضی احمد دمائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 16 ذیقعدۃ 1120 ہجری

وصال : 1223 ہجری

بمقام : احمد ضلع دادو سندھ

مزار اقدس : قاضی احمد، سندھ

حضرت مخدوم قاضی احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضلع دادو، سندھ میں احمد مقام پر پیدا ہوئے۔ حضرت مخدوم کے والد بزرگوار خواجہ محمد صدیق بھی خدادوست، متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے، بچپن ہی سے حضرت کا میلان فقر کی طرف تھا۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی اور تکمیل علوم موضع لکی تحصیل سوہن کی مشہور درس گاہ میں ایک فاضل اجل استاد کے ہاتھوں فرمائی، جہاں کچھ مدت حضرت نے بھی معلّمی کی مسند کو زینت بخشی، حکومت وقت کی نگاہوں میں حضرت کے خاندان کی بہت وقعت تھی، جب فارغ التحصیل ہوئے تو انہیں ''قضاۃ'' کا عہدہ سپرد ہوا، حضرت لکی سے دَم میں آ کر بس گئے ملک بھر میں حضرت کے فتاویٰ چلتے تھے اور عوام وخواص میں ''قاضی احمد'' کے نام سے مشہور تھے،

بیعت:

حضرت کے آباؤ اجداد سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے، ابتداء میں حضرت کا سلسلہ طریقت بھی یہی تھا، ایک مرتبہ دَم کے قیام کے دوران میں حج بیت اللہ شریف پر روانہ ہوئے، دم سے آٹھ سات میل ہی چلے ہوں گے کہ اس قطعہ ارضی پر انوار الٰہی برستے دیکھے، ساتھیوں سے فرمایا، حج سے واپسی کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ پر ہی قیام کریں گے، جب لواری شریف کی

Marfat.com

حدود میں داخل ہوئے تو سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا شہرہ بہت پہلے سے سن رکھا تھا، سے ملاقات کے لیے بے چین ہو گئے۔ ہمراہیوں سے ذکر کیا، انہیں بھلا کب انکار تھا، یہ حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے، نگاہوں کا چار ہونا تھا کہ حضرت گھائل ہو گئے۔ ادھر حضرت سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضان کا سمندر موجزن تھا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے اختیار دست طلب بڑھا دیئے، شوق خدمت گاری سے مغلوب ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ''حضور کے طریقہ عالیہ میں داخل ہونے کا از حد شوق ہے، اس وقت البتہ حج مبارک کے ارادہ سے نکلا ہوں، واپسی پر انشاء اللہ العزیز خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ سعادت حاصل کروں گا''

حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا ''بہت نیک ارادہ ہے، شوق سے جاؤ، مگر اس کے اہل بن کر؟'' حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوچ میں پڑ گئے، سلطان الاولیاء نے فرمایا ''جانے والے میں کم از کم اتنی صلاحیت تو ہو کہ وہاں جا کر حقیقت کعبہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کر سکے؟ اور جب دیار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو تو وہاں اس کی کوئی جان پہچان ہو اور حاضری کا شرف حاصل کر سکے؟'' ان کلمات مبارکہ کا سننا تھا کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارادہ سفر ملتوی کر دیا اور غلامی کا پٹہ قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے؟ ارشاد ہوا تم کو تین مہینے رکنا ہو گا بولے بسر و چشم منظور ہے۔

حضرت مخدوم فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ کو بے حد مہربان پایا، احقر کو تین روز متواتر توجہات خصوصی اور عنایات شاہانہ سے بے حساب نوازا کہ میرے قلب سے علم و عرفان کی ندی بہہ نکلی اور اس قدر انوار پھوٹ پڑے کہ سالہا سال کی ریاضت و عبادت سے بھی ہرگز یہ انعام و اکرام مجھے میسر نہ ہوتے۔ حضرت قبلہ نے تین ماہ کا کام تین ہی روز میں انجام فرما دیا اور مجھے اناڑی سے کامل بنا دیا۔ نیز ارشاد فرمایا، اب تم جا سکتے ہو؟

عرض کیا ''اگر سفر میں کوئی عارف ملے تو اس سے استفادہ کروں؟''

فرمایا، اس ملک میں تو کوئی ایسا شخص ہمیں نظر نہیں آتا، ہاں یمن میں ایک صاحب ہیں وہ خود تم سے ملیں گے، حضرت مخدوم سفر پر روانہ ہو گئے۔ فریضۂ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے

Marfat.com

بعد دربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضور صاحبِ لولاک سید البشر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ منورہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضور پرنور کی یہ عنایت ہمیشہ اس ناچیز کے شامل حاصل رہی اور فخر حضوری جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عاصی کو ہمیشہ میسر رہا۔

فرماتے ہیں میں جب اس مبارک سفر سے واپس ہوا تو یمن میں حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق ایک صاحب شیخ محمد علی دستار کی بہت شہرت سنی جو وہاں ''شیخ المشائخ'' کے لقب سے مشہور تھے، ہر شخص ان کے اوصاف حمیدہ کا معترف تھا، ایک روز ساتھیوں کے ہمراہ جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لیے بیٹھا تھا، وہاں لوگوں کے ٹھٹھ لگے تھے اور باہم سرگوشیاں کرتے تھے کہ حضرت شیخ المشائخ جو حجرہ سے بہت ہی کم نکلتے ہیں ابھی ابھی مسجد میں تشریف لا رہے ہیں، چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ صورت ہجوم کو چیرتے ہوئے میری طرف آ رہے تھے، تعظیماً اٹھا مگر انہوں نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا اور قریب آ کر اس محبت سے بغل گیر ہوئے کہ حاضرین تعجب میں رہ گئے، کیونکہ ہم لوگ وہاں بالکل اجنبی تھے، بعد ملاقات مجھ سے بولے ''آپ کا قیام کہاں ہے؟ تاکہ صحبت کا شرف حاصل کروں؟'' میں نے جائے رہائش کا پتہ بتلایا، اگلے روز وہ صاحب پالکی میں سوار ہو کر تشریف لائے اور ان سے سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی، حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی درخواست بخوشی قبول فرمائی۔ اور جب انہوں نے جانے کے لیے اجازت چاہی تو یہ اخلاقاً چند قدم ہمراہی میں جانا چاہتے تھے اور شیخ المشائخ روکتے تھے، آخر وہ خوشی خوشی روانہ ہو گئے۔

مسئلہ اعانت:

حضرت سفر حج کا ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے روانگی سے پہلے حضرت قبلہ سے دریافت کیا تھا کہ مرشد کیا مصیبت میں بھی کام آتے ہیں؟ جواب میں حضرت قبلہ نے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر نقل پڑھا ؎

Marfat.com

داں غوغا کہ کس کس رانہ پرسد
من از پیر مغاں منت پذیریم

چنانچہ جہاز پر سوار تھا کہ اچانک ایک روز مسافروں میں چیخ و پکار ہونے لگی، گو مراقبہ میں مشغول تھا مگر شور و غوغا کی پیہم آواز سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے، ایسے میں چین اور سکون کسے تھا، اٹھ کر باہر تختہ پر آیا اور صورت حال دریافت کی، معلوم ہوا، آگ لگ گئی ہے۔ گھڑی بھر میں جہاز جل کر خاکستر ہو جائے گا، شعلے اٹھ رہے تھے سب کی زندگی خطرہ میں تھی، میں نے گھبرا کر کہا ''سمندر کے پانی سے سب مل کر آگ بجھا کیوں نہیں دیتے؟'' ایک نے کہا، یہ تو اور جلتی پر تیل کا کام دے گا۔ میں مایوس ہو کر دب کر بیٹھ گیا۔ توجہ حضرت پیر و مرشد سلطان الاولیاء کی طرف لگی ہوئی تھی، چند لمحے ہی گزرے تھے کہ بھڑکتے ہوئے شعلے سرد پڑ گئے۔ سب کی جان مین جان آئی۔ اور جہاز سلامتی سے کنارے پر پہنچ گیا۔

ایک روز ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر پہاڑی کے دامن میں نمازِ عصر ادا کر رہا تھا کہ ناگاہ چند بدو ہاتھ میں نیزے لیے اور قطار باندھے پہاڑی سے اتر کر سیدھے میری طرف کو چلے آ رہے تھے، روپیہ پیسہ تو میرے پاس نہیں تھا، مگر جان کسے پیاری نہیں ہوتی، جی ہی جی میں تھرتھرانے لگا۔ اعانت کے لیے فوراً حضرت قبلہ سے رجوع کیا، بدو بالکل قریب پہنچ گئے تھے ایک بدو جو آگے آگے آ رہا تھا، اُن کا سردار معلوم ہوتا تھا، میں نے کانپتی ہوئی آواز میں اُسے ''السلامُ علیکم'' کہا اس نے سلام کا جواب دیا اور ساتھیوں سمیت برابر سے چپ چاپ نکل گیا، جہاں سے وہ لوگ واپس چلے گئے۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا، حضرت قبلہ نے انتہائی شفقت سے ہر دو مصیبتوں میں میری مدد فرمائی۔ اور اعانت کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

حضرت نے سفرِ حج سے مراجعت فرمائی تو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کئی برس اس آستانہ عالیہ پر گزار دیئے۔ حضرت سلطان الاولیاء حضرت مخدوم پر بہت مہربان تھے۔ ایک روز متبسم ہو کر فرمایا ''قاضی صاحب، ہم سے آج جو مانگنا ہو مانگ لو، ہمیں امید ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔ حضرت پیر و مرشد کو جو یوں مائل بہ کرم دیکھا تو انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے یہ مانگ رہے تھے اور حضرت قبلہ ''آمین'' فرما رہے تھے اور

Marfat.com

حق سبحانہ وتعالیٰ عطا فرما رہے تھے۔

مسندِ ہدایت:

حج مبارک پر جاتے ہوئے حضرت نے مقام دَم کے جوار میں جو قطعۂ زمین رہائش کے لیے پسند فرمایا تھا، کچھ عرصہ کے بعد وہاں حضرت نے ایک قصبہ کی بنیاد رکھی اور وہیں آباد ہو گئے اور لوگوں کو بھی وہاں آباد ہونے کی دعوت دی اور انہیں خوشخبری دی کہ اس بستی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کبھی وبائی مرض ہیضہ نہیں پھیلے گا اور اگر کسی وجہ سے کوئی آدمی شکار بھی ہوا تو وہیں تک محدود رہے گا۔ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے، نیز فرمایا کہ اس قصبہ میں آگ سے کوئی مالی یا جانی نقصان نہیں ہوگا۔ کہتے ہیں حضرت کے اس ارشاد کی تاثیر آج تک اس عالی مقام میں ﴿ جو بعد رحلت حضرت قاضی احمد کے نام سے مشہور ہوا اور اب تک اسی مبارک نام سے ملقب ہے ﴾ موجود ہے اور لوگ بفضلہٖ تعالیٰ ہیضہ اور آگ کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت سلطان الاولیاء کی رحلت کے بعد سندھ میں حضرت کی ولایت کی دھوم تھی، کہتے ہیں ایک عالم سوجو حضرت کا بہت مخالف تھا ایک مرتبہ مناظرہ کے لیے حاضر ہوا، حضرت دوسری منزل پر تشریف رکھتے تھے، جب ملاقاتی کی آمد کی اطلاع ہوئی تو دریچہ سے جھانک کر انہیں دیکھا اور فرمایا ''یہ تو وہی ہیں جو مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں'' حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ عالم چوکڑیاں بھول گیا اور توجہ پاک کی برکت سے بے خود ہو کر زمین پر لوٹنے لگا اور اسی بے قراری کے عالم میں حق کا نعرہ لگاتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گیا۔

•

حضرت کے ہاتھ پر لوگ بڑی تعداد میں بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیضان سے مالا مال ہوئے۔ حضرت نے دین کی اشاعت کے لیے متعدد مقامات پر خانقاہیں بھی قائم کیں، جہاں طالبان ہدایت تعلیم حاصل کرتے اور اللہ کے دین کو پھیلاتے۔

Marfat.com

خلفاء:

حضرت کا ارشاد ہے کہ میرے جانشین صاحب کمال ہوں گے، براہ راست جو بزرگ حضرت سے فیض یاب ہوئے، ان میں شہبازِ توحید حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سید میاں نور شاہ کنڈائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، میاں عبدالولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میاں عبدالکریم پنگارہ شریف ان صاحب کمال بزرگوں کے طفیل پنجاب اور سندھ کا چپہ چپہ فیضان سرمدی سے سرشار اور نور محمدی کی روشنی سے مالا مال ہو گیا کہ آج تک حضرت کی جاری کردہ ''انہار اربع'' سے بے شمار فیض اور نور کے چشمے جاری و ساری ہیں۔

وصال:

حضرت کی عمر شریف 100 سال سے کچھ اوپر تھی اور پیش رو میں غالباً سب سے زیادہ عمر پائی۔ اس طویل عمر میں بڑی خلقت نے ہدایت بھی پائی کیونکہ اولیائے کرام کی زندگی بالکل حق سبحانہ وتعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہوتی اور گزرتی ہے۔ جب یہ اپنا کام کر چکتے ہیں تو واپس بلا لیے جاتے ہیں۔

حضرت 16 ذیقعدۃ 1223 ہجری کو واصل بحق ہوئے، حضرت کی تاریخ رحلت پر چند قطعات کہے گئے تھے۔ جن میں سے ایک دو پیشِ خدمت ہیں۔

جنید وقت خود مخدوم مرحوم
بجنت رفت رب اغفرہ و ارحم
چودر علم طریقت پیشوا بد
شد تاریخ وصلش پیر اعظم 1223ھ

نیز ان دو مصرعوں سے بھی تاریخ رحلت نکلتی ہے۔

شاہ شمس جہان بود سایہ فردوس

اور ﴿ لقد جاءت رسل ربنا بالحق ﴾

Marfat.com

حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف بھورے والے

ولادت : 10 ذیقعدۃ 1180 ہجری بمقام : رتڑ چھترڑ (مکان شریف)

وصال : 17 صفرالمظفر 1244 ہجری مزاراقدس : رتڑ چھترڑ (مکان شریف)
ضلع گورداسپور، پنجاب (انڈیا)

حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 10 ذیقعدۃ 1180 ہجری کو رتڑ چھترڑ ضلع گورداسپور (پنجاب) میں پیدا ہوئے، حضرت والد بزرگوار کا نام سید شاہ کریم تھا، حضرت کے جدامجد سید شاہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متقی بزرگ تھے، جس روز رات کو انہوں نے دنیا سے انتقال فرمایا، اسی رات حضرت شاہ حسین دنیا میں تشریف لائے ۔ حضرت کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ دانیال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی پیدائش سے ساڑھے تین سو سال قبل بحکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب شریف سے تشریف لائے اور رتڑ چھترڑ کو آباد کیا، کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں روانگی سے قبل ازراہ عنایت دو دانہ انگور عنایت فرمائے تھے اور ارشاد کیا کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ بیج پھلیں پھولیں گے، چنانچہ حضرت شاہ حسین وہ پہلے نونہال تھے جن کی بشارت حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مورثِ اعلیٰ کو فرمائی تھی ۔ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نو سال کے تھے کہ حضرت کے والد بزرگوار جو بسلسلہ فوجی ملازمت بھڑی شاہ رحمان میں مقیم تھے قضائے الہیٰ سے رحلت فرما گئے، حضرت دھرم کوٹ کے دینی مدرسہ میں داخل ہوئے، ابتدائی تعلیم مولوی عبدالغفور صاحب سے حاصل کی، عمر شریف انیس سال کی ہوئی تو خانگی حالات سے مجبور ہو

Marfat.com

کر تلاشِ روزگار کی فکر ہوئی۔ علوم دین کی تکمیل کا شوق بھی تھا حضرت پشاور تشریف لے گئے، جہاں تکمیل علوم بھی فرماتے اور معاش کے لیے گھوڑوں کی خرید و فروخت کا کام بھی کرتے۔ وہاں چار سال گزرے تھے کہ ایک روز جب حضرت بازار سے گذر رہے تھے کہ حفیظ نامی ایک رنگ ریز مثنوی شریف کے چند اشعار رقت بھری آواز اور انتہائی سوز و گداز سے پڑھتا تھا، حضرت جوں جوں سنتے، عالم محویت میں ڈوبے چلے جاتے تھے بے ساختہ فرمایا ''میاں حفیظ! واللہ کیا تاثیر پائی ہے زباں میں''، عشق کی دبی ہوئی چنگاری ہوا پاتے ہی بھڑک اٹھی، تعلیم اور کاروبار کو چھوڑ چھاڑ کر مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تا کہ سوز و ساز سے صحیح معنوں میں شناسائی اور درِ محبوب تک رسائی ہو۔

رہروِ عشق:

حضرت جہاں کسی اللہ والے کا ذکر سنتے، ادھر کو چل دیتے، کابل، غزنی، قلات وغیرہ سب علاقے چھان مارے، مگر مقصود ہاتھ نہ آیا۔ مایوس ہو گئے تھے کہ ندائے غیب نے ہمت باندھی کہ اے راہرو جادۂ عشق جذبۂ شوق کو ابھی اور فراوانی درکار ہے، ابھی دوری پر منزل یار ہے۔ یہ خم ٹھونک کر پھر آگے بڑھے، صحرا نوردی میں چھ سال بیت گئے، نہ کھانے کی رغبت نہ پہننے کی فکر، ایک ہی دھن سوار تھی، ایک روز سخت گرمی کا دن تھا، تھک ٹوٹ کر ایک پیڑ تلے گھڑی بھر کو ستانے کے لیے بیٹھ گئے، دھیان حضرت رب العالمین کی طرف تھا، کہ یا باری تعالیٰ مشکل آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی خستہ حالی پر کمال مہربانی کی اور ہاتف غیبی کو بھیج دیا۔ حضرت نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ ایک دبلا پتلا شخص کھڑا ہے اور سلام کہتا ہے، حضرت سے پرسان حال ہوا۔ یہ ہاتھ کا پھپھولا تھے ہی، غم گسار کو پا کر بہہ نکلے۔ انہوں نے پرزہ کاغذ پر کچھ لکھا، اُسے لپیٹا اور حضرت کو تھما دیا اور اشارہ کر کے بولے ''اس طرف چلے جایئے، دھیان رہے کہ راستے میں ایک رات سے زیادہ قیام نہ کرنا اور یہ خط تیسرے روز پڑھنا'' کہا اور غائب ہو گئے۔ انہوں نے وہ پرزہ کاغذ جان سے عزیز جان کر چھاتی سے لگا لیا اور ہاتف کے اشارے پر چل پڑے، تین شب و روز کی مسافت کے بعد ایک مسجد میں اترے اور کمال اشتیاق سے اس کاغذ کو کھولا، ہاتھوں کے

Marfat.com

طوطے اڑ گئے۔ کاغذ پر بجز چند القاب نیاز مندانہ کچھ تحریر نہ تھا، یہ جی ہی جی میں پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ مسجد کے دوسرے کونے میں امام صاحب بیٹھے، ان کی بیتابی کو بھانپ رہے تھے، آخر قریب آئے اور بے چینی کا سبب دریافت کیا، یہ محبوب کی تلاش میں دیوانے ہو رہے تھے، سرد آہ بھر کر قصہ درد سنانے لگے، امام صاحب محبت سے بولے، گھبرایئے نہیں، مجھے آپ کے حالات کا علم ہے، یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں شالا نامی مشہور ہے، وہاں مسجد میں ایک حافظ نابینا رہتے ہیں یہ خط انہیں دے دیں، انشاءاللہ وہ آپ کی رہنمائی کریں گے۔

حضرت کی جان میں جان آئی اور اللہ کا نام لے کر حافظ صاحب کی طرف چلے، حافظ صاحب قبلہ، جن کے دل کی آنکھیں روشن تھیں، حجرہ میں تشریف رکھتے تھے، یہ داخل ہوئے تو دروازہ بند کر لیا، خط کو ہاتھ میں لے کر بولے "حضرت راقم الحروف نے پاس ادب سے مکتوب الیہ کا پتہ تحریر نہیں کیا، یہ خط جس بزرگ ہستی کو لکھا گیا ہے، ان کا اسم گرامی حضرت حاجی قاضی احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے اور وہ گوٹھ قاضی احمد نزد دم شریف، سندھ میں رہتے ہیں، یہاں سے آٹھ یوم کی مسافت ہے اور انہیں دعا دے کر رخصت کیا۔

اللہ، اللہ، جس راہرو و جادۂ عشق نے بغیر شناسائی منزل چھ سال صرف تلاش اور امید پر صرف کر دیئے ہوں، آٹھ روز کا سفر اس کے لیے کیا مشکل تھا، منزل سے آگاہی پا کر خوشی خوشی روانہ ہوئے، ہر قدم پر دل کو دھوکہ ہوتا کہ وہ رہی منزل سامنے ..... لیلائے شوق کو بہلاتے پھسلاتے آخر انہوں نے منزل کو پالیا۔

منزل:

حضرت قبلہ جب حضرت قاضی احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک دیس میں وارد ہوئے تو رات کا وقت تھا، اندھیری رات اور بارش ہو رہی تھی، راستے پانی اور کیچڑ سے اٹے ہوئے تھے، مگر یہ تھے کہ شوق دید میں بے تاب، مردانہ وار آگے بڑھے جا رہے تھے، جب دیار محبوب کے پاس پہنچے تو گلی میں تین آدمیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی ایک کے ہاتھ میں مشعل تھی، حضرت نے سلام میں پہل فرمائی، جواب ملا کہ حضرت قبلہ کے حکم سے ہم لوگ آپ ہی کی راہ دیکھ رہے ہیں، چلئے

Marfat.com

اندر تشریف لے چلئے۔ یہ عزت افزائی ..... مارے خوشی کے سب مصیبتیں اور تھکان بھول گئے۔ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بڑے تپاک سے ملے، ارشاد فرمایا کہ اب آرام کیجئے، صبح ملیں گے، خدام سے معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ بھی نہ صرف ان کی آمد کے منتظر تھے بلکہ فرماتے تھے کہ پنجاب سے ایک صاحب بلند استعداد طالب حق آنے والا ہے، بارگاہ رب العزت میں اس کی بڑی قدومنزلت ہے، یہ اس قدر افزائی پر سجدۂ شکر بجالائے۔

بیعت:

صبح جب یہ حضرت قبلہ کے روبرو ہوئے تو انہیں کمال محبت سے سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا ور خوشخبری دی کہ ''جب ہم مدینہ منورہ میں تھے تو ہمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا ایک عزیز علاقہ پنجاب سے بڑی مصیبت جھیل کر تمہارے پاس آئے گا وہ سرمست مقبول بارگاہ اور محمود بادۂ وحدت ہوگا، نیز حکم فرمایا تھا کہ جب وہ بلند ہمت ہمارے پاس پہنچے تو وہ امانت جو تمہیں سونپی گئی ہے اس کے حوالے کردینا۔

حضرت ایک حجرہ میں بیٹھ کر ذکر قلبی میں مشغول ہوگئے، تھوڑے ہی دن مشق کی تھی کہ آتش عشق کے شعلے تیزی سے بھڑک اٹھے اور جذب کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ سوائے باری تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ رہی، ایک روز حضرت قبلہ کی حاضری میں تھے کہ انہوں نے فرمایا ''بعض لوگ آ کر کہتے ہیں کہ ہم سید ہیں، ہمیں تعظیم کرنا پڑتی ہے مگر دل قبول نہیں کرتا کہ یہ سید ہوں گے''

ان کے دل میں خیال ہوا کہ شاید حضرت قبلہ کو شبہ ان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے؟ جھٹ حضرت قبلہ نے فرمایا ''تمہارے سید ہونے میں کوئی شبہ نہیں؟'' حضرت قبلہ کا آنکھیں چار کر کے یہ فرمانا تھا کہ یہ بے ہوش ہوگئے، کوئی سدھ نہ رہی، دیوانہ وار کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے، حالتِ جذب ومستی میں پھرتے، جب ذرا افاقہ ہوتا تو سوزِ فراق میں ڈوبے ہوئے عاشقانہ اشعار پڑھتے، طبیعت جولانیوں پر تھی، غزلیں خود بخود ذہن سے ڈھل کر نکلنے لگیں، سرمست تخلص فرماتے تھے، عجیب توحید آمیز کلام تھا۔

Marfat.com

اور کبھی وحشت زدہ ہو کر سمندر کی طرف دوڑتے اور پلٹ آتے اور کبھی پیر مرشد کی زیارت کا شوق غالب آتا تو دیارِ محبوب کی طرف رخ کرتے، جوں ہی نگاہ در و دیوار پر پڑتی، بسمل کی طرح زمین پر لوٹتے اور جنگل کو بھاگ جاتے جب جوش جنوں میں کمی ہوتی تو حاضر خدمت ہوتے، ان دنوں حضرت قبلہ انہیں دیکھ کر احباب سے فرمایا کرتے ''شہبازِ توحید بلند پرواز واپس آ رہا ہے'' حضرت قبلہ ممدوح کی مجلس میں حاضر ہوتے تو حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ گو یہ عالم جذب و سکر غیر اختیاری تھا، مگر حضرت کو اس میں بھی کمال لذت محسوس ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ فرماتے ہیں کہ مکڑی کا ٹڈل دل آیا اور میں نے چند مکڑی بھون کر کھالیں، اسی وقت شوق محبت اور ذوق مستی سب جاتے رہے، حالت غیر ہوگئی، رات بھر گریہ وزاری کرتے اور اُس جنون و مستی کے لوٹ آنے کی حق سبحانہ وتعالیٰ سے دعائیں مانگتے۔ ایک روز مسجد میں بیٹھ کر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے ؎

زجام احمدی گر بازیک جرعہ بکام افت
ہمائے اوج لاہوتی ہماں ساعت بدام افتد

کہ حضرت قبلہ تشریف لائے اور مخاطب ہو کر فرمایا، ''کیوں روتے ہو؟'' عرض کیا ''حضور، جس کا تمام عمر کا اثاثہ لٹ گیا ہو، وہ روئے نہ تو اور کیا کرے؟'' ارشاد ہوا، وہ شخص مکڑی سے توبہ کیوں نہ کرے، جب قصور سے آگاہ ہوئے تو فی الفور تائب ہوئے، حضرت قبلہ نے بھی از راہ ترحم ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، فیض کا دروازہ کھل گیا اور رحمت کا دریا امنڈ آیا، اور یہ کیف و مستی سے پھر جھومنے لگے۔

حضرت جذب و مستی ہی کے دوران کا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ ایک روز ایک کسان اپنے بیل کو مار رہا تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا اور اسے منع کیا مگر وہ سنگ دل حیوان کو اور شدت سے مارنے لگا کہ خود بے ہوش ہو کر گر پڑا، لوگ اُسے اٹھا کر حضرت قبلہ کے پاس لائے اور شکایت کی کہ آپ کے درویش نے اس شخص کا کلیجہ نکال لیا ہے، حضرت قبلہ نے فرمایا ''حسین شاہ، کلیجہ نہیں نکالتے، بلکہ حالتِ ایثار میں ہیں'' اور اس شخص کو ایک نظر دیکھا وہ فوراً ہوش میں آ گیا اور جب میں حاضر ہوا تو از راہ شفقت میرے جسم پر ہاتھ پھیر رہے تھے کیونکہ کسان نے جس قدر بیل

Marfat.com

کو مارا تھا وہ سب نشانات میرے جسم پر موجود تھے، ایک روز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ شعر گوئی چھوڑ دو، کیونکہ یہ چیز ترقی کے راستے میں حائل ہے۔

خلافت:

ان کے جذب وسکر میں کمی واقع ہوئی تو حضرت قبلہ نے ان پر کمال مہربانی کی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک نے تمہیں اس مکان میں ہمارے پاس آنے کی توفیق دی، نہیں تو بہت سے منصور مشرف، اس فناء کے دریا میں غرق ہو گئے ہیں۔ انہیں خلافت کی دستاویز مرحمت کی نیز وطن مالوف کو مراجعت کی تلقین فرمائی۔ حضرت ممدوح نے ''اجازت نامہ'' میں انہیں بڑی محبت سے خطاب کیا، اور ان کی محنت شاقہ اور ریاضتوں کا ان امید افزا الفاظ میں اعتراف فرمایا کہ:

''سید حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حق سبحانہ وتعالیٰ کی مہربانی سے احدیت کی کشش کے حاصل کرنے کے بعد امکان کے دائرہ کو پورا طے کیا ہے اور سیر الی اللہ کو بھی پورے طور پر ختم کر کے فنا مطلق حاصل کی ہے اور مرید کے درجہ سے مراد کے درجہ پر پہنچ گئے اور اتنی استعداد رکھتے ہیں کہ اگر بندگان خدا میں سے کوئی طالب ان کی بیعت کر کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوگا، بڑے سے بڑے فیض سے مستفید ہوگا۔''

حضرت جب وطن شریف میں آئے تو ان کی آمد کو نعمت سمجھ کر لوگ پروانہ وار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے لگے اور اپنے گوہر مقصود کو پانے لگے۔

سفر حجاز:

وطن میں تشریف لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ایک روز جذب کے عالم میں بیت اللہ شریف کو چل دیا، مگر جب سمندر کے کنارے پر پہنچا تو یہ حالت جاتی رہی اور طبیعت میں بیزاری اور بے قراری پیدا ہو گئی، کسی پہلو چین نہ تھا، ناچار حضرت قبلہ کی خدمت میں واپس چلا آیا، دیکھ کر فرمایا ''بلا اجازت جا رہے تھے، ضرور ہلاک ہو جاتے، ابھی اس لائق نہیں ہو، قدرے توقف کرو''

آخر کار حضرت قبلہ نے ایک روز انہیں خود ہی حج بیت اللہ پر جانے کی اجازت مرحمت

Marfat.com

فرمائی، فرماتے ہیں بظاہر میرے پاس سفر کا سامان ندارد تھا، لیکن وفور مسرت سے جذبہ محبت الٰہی اور شوق زیارت کا گنج فراواں سنبھالے نہ سنبھلتا تھا، پیادہ پا چل دیا، پیر سوجھ گئے اور اُن سے خون بہنے لگا، کوئی دن ایسا نہ تھا جب کوئی مصیبت نہ ٹوٹتی تھی، لیکن زیارت حرمین شریفین کے شوق کا غلبہ اس بہتات سے تھا کہ ہنسی خوشی سب مصائب برداشت کر رہا تھا۔ سبحان اللہ عشق ہو تو ایسا ہو۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

مختصر یہ کہ حضرت افتاں وخیزاں ایک روز مکہ معظّمہ کی پاک سرزمین میں داخل ہو گئے۔ اور جب حرم پاک کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حقیقت کعبہ آشکارا ہونے پر کچھ اور ہی کیفیت ہوگئی، بے خودی اور جذب وسکر کی کیف زا رلذتیں پھر لوٹ آئیں کہ بے اختیار شعر کہنے لگے، معاً خیال آیا کہ حضرت قبلہ نے شعر گوئی سے منع فرمایا ہے، سوچا، مبادا خفگی کا شکار نہ ہو جاؤں۔ جب طواف کر رہا تھا تو حضور صاحب لولاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، حضرت قبلہ بھی حضور کی غلامی میں تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا ''حسین شاہ! گھبراؤ نہیں، خوشی سے طواف کرو، میرا ہاتھ تمہاری پشت پر ہے'' فرماتے ہیں اس مژدہ جانفزا سے میری ڈھارس بندھ گئی، بے اختیار نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا'' اور جب ذرا ہوش آئی اور آنکھیں کھول کر عالی مقام کو دیکھا تو انوار تجلیات الٰہیہ نے ایسا پکڑا کہ بے قراری سے زمین پر لوٹنے لگے دیگر زائرین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، ایک صاحب پٹیالہ کے رہنے والے مرزا سہمگیں بیگ جو خدام کعبۃ اللہ میں شمار ہوتے تھے، ان کی مجنونانہ اداؤں پر فریفتہ ہو گئے اور حضرت کی ہمراہی میں رہنے لگے۔

فریضۂ حج سے فراغت پاکر حضرت مدینہ منور کی طرف روانہ ہوئے، ہر قدم پر صاحب لولاک ﷺ پر جان چھڑکتے اور حضور ﷺ کی مدح فرماتے جا رہے تھے، اور ایک طویل نعت شریف بھی مرتب فرمائی۔ ذیل میں چند اشعار تبرکاً پیش کیے جا رہے ہیں۔

ہستم سگِ جنابت یا سید المدینہ ﷺ
جانم فدائے خاکت یا سید المدینہ ﷺ
مسکین و مستمندم مخزون و دردمندم
سوزندہ چوں سپندم یا سید المدینہ ﷺ

Marfat.com

بے حد گنہگارم جائے اماں ندارم
شرمندہ شرمسارم یا سید المدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عرض حسین مسکین بہ پذیر یا شہ دیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کن کرم حال مابیں یا سید المدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور جب روضہ اقدس، حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالمقابل پہنچے تو نعر مار کر بے ہوش ہو گئے، کہتے ہیں حضرت بار بار ہوش میں آتے اور بے ہوش ہوتے تھے، عاشق صادق تھے، ہوش بجا بھی کیونکر رہتے۔

مدینہ منورہ ہی کے قیام میں مرزا سہمگیں بیگ نے حضرت سے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی درخواست کی، حضرت نے ایک خط تحریر کیا اور انہیں پیر و مرشد کے پاس بھیج دیا، کہتے ہیں اس مبارک قیام میں حضرت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جی بھر کر مشرف ہوئے اور عنایات وانعامات شاہانہ سے خوب مالا مال ہوئے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ بقیہ عمر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے قدموں میں بسر کریں گے، لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وطن واپس چلے جایئے، وہاں کے لوگ آپ سے ہدایت پائیں گے۔ یہ عرض پرداز ہوئے کہ ''میرے دل و جان کی راحت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر بار میں رہنے سے ہے اور لمحہ بھر کو بھی جی نہیں چاہتا کہ حضور کے ذی جاہ قدموں سے جدا ہوں'' لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے واپس جانے میں بھی کمال حکمت پوشیدہ ہے، علاوہ مخلوق کو فیض پہنچنے سے آپ کے دامن کی برکت سے ایک ایسا عزیز پیدا ہوگا کہ چمکتا ہوا سورج بھی اس سے روشنی حاصل کرے گا'' نیز ارشاد فرمایا کہ ''اگر تمہیں کسی خدا رسیدہ سے ملاقات کا اشتیاق ہو تو جہلم کے کنارے گھڑی گھڑیالی کے علاقہ موضع سموال میں ایک بزرگ حافظ محمود نامی سکونت رکھتے ہیں، ان کے پاس چلے جانا''

دربار نبوی سے یہ پیغام ملا تو حضرت بادل نخواستہ آنکھوں میں آنسو بھر کر ''دیار محبوب'' سے چلے آئے۔ اور حضرت قبلہ پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں سے برکات حاصل کرتے ہوئے واپس وطن شریف میں پہنچ گئے۔

Marfat.com

کچھ عرصہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالیشان کے مطابق حضرت حافظ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حافظ صاحب قبلہ سچ مچ منزل رسیدہ اور صاحب کمال بزرگ ہیں اور مقام تجلی صمدی پر فائز ہیں، جہاں عارف کھانے پینے کی فکر سے آزاد ہوتا ہے، حافظ صاحب قبلہ بھی کھانا پینا چھوڑ چکے تھے، حضرت ہر چند کھانے اور پینے کا اشارہ کرتے تھے مگر وہ ادھر التفات نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی مدت صمدی بھی گزر گئی۔ حضرت نے حافظ صاحب سے کہا ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع لازم ہے، اگر آپ نے طعام کی طرف توجہ نہ کی تو میں ترک صحبت پر مجبور ہو جاؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے حضرت نے ایک لقمہ اٹھا کر ان کے منہ میں ڈالا، جسے حافظ صاحب نے قبول کیا، حضرت ہر روز ایک لقمہ ان کے منہ میں ڈال دیتے، باطنی توجہ بھی فرماتے، آہستہ آہستہ انہیں کھانے کی خواہش ہونے لگی اور وہ کھانا نوش فرمانے لگے، اس طعام کی برکت سے انہیں مزید ترقی اور عروج حاصل ہوا۔

رشد و ہدایت:

حضرت کا زمانہ بہت پر آشوب تھا، انگریزوں اور سکھوں نے ملک میں لوٹ مچا رکھی تھی۔ سرہند شریف کی بے حرمتی ہو رہی تھی، مزارات ایسی پاکیزہ جگہ پر گھوڑے باندھے جاتے تھے، مسلمانوں کے گھروں کو برباد کرنے کے لیے وہاں ہل چلائے جاتے تھے یا انہیں غیر اسلامی شعار قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ غیر مسلموں کی طرح مسلمان عورتیں بھی سر کے بال چوٹی پر باندھتی تھیں۔ حضرت تشریف لائے تو اس علاقہ سے نہ صرف کفر و شرک کی ان رسومات کو دور کیا، بلکہ جا بجا ذکر و شغل، تسبیح و تہلیل کی بنیاد ڈال دی اور یہ فیض مکان شریف (رتڑ چھتڑ) سے دور دور تک پھیلا۔ ویران مسجدیں بھی نئے سرے سے آباد ہو گئیں۔ پنجاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت کی سعی جمیلہ سے جاری و ساری ہوا۔ کہتے ہیں شروع شروع میں حضرت کسی کو بیعت نہ فرماتے تھے اور گاہے بگاہے اب بھی جذب و سکر سے بے ہوش رہتے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا "فلاں فلاں شخص کو داخل سلسلہ کرو" چنانچہ جب ہوش میں آئے تو سب سے پہلے اُن حضرات کو بلا کر داخل طریقہ فرمایا، بعد ازاں یہ فیض عام ہو گیا۔ حضرت نے بعض

Marfat.com

مخلصوں کے کہنے سننے پر عمر کے اواخر حصہ میں نکاح کیا۔ عالم ضعیفی میں اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے دو فرزند عطا فرمائے ۔ خلفاء میں سید بڈھن شاہ اور ابو البرکات سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور ہیں۔

وصال:

حضرت بعمر 63 سال، 7 صفر 1244ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ مرزا سہگمین بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت کو غسل دیا اور رتڑ چھتڑ کی زمین جو بوجہ حصول برکات اور مناسبت مسکن مبارک حضرت پیر و مرشد (حضرت قاضی احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مکان شریف کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے، دفن ہوئے، کہتے ہیں جس وقت انہیں قبر میں اتارا گیا تو مرزا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت کے چہرۂ مبارک سے کفن اٹھا کر جب آخری بار زیارت سے مشرف ہوئے تو گلوگیر آواز میں فرمایا کہ ''جس پایہ کے آپ بزرگ تھے، افسوس کہ دنیا نے ان کی قدر نہ کی'' ابتداء میں حضرت کی قبر شریف بہت سادہ اور کچی تھی۔ کسی قدر گہرائی میں ہونے کی وجہ سے حضرت کا مدفن بھورے کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اسی سبب حضرت قبلہ کو بھی اکثر لوگ ''بھورے والے'' کہتے ہیں۔

حضرت کے وصال پر حضرت کے جانشین حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذیل کا قطعہ موزوں فرمایا، جس سے تاریخ رحلت بھی نکلتی ہے۔

در ماہ صفر چو حضرت مخدومی — بیخود سفر ازیں دائرہ موہومی
تاریخ وفات آں کامل اکمل — دل گفت بگو مرشد مخدومی

Marfat.com

قطب الاقطاب، ابوالبرکات

حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 1212 ہجری
وصال : 14 شوال 1282 ہجری

بمقام : رتڑ چھتڑ (مکان شریف)
مزار اقدس : رتڑ چھتڑ (مکان شریف)
ضلع گورداسپور، پنجاب (انڈیا)

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار سید حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبابت فرماتے تھے، حضرت ابھی چھوٹے تھے کہ ان کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے، دین کی ابتدائی تعلیم مولانا فقیر اللہ دین کوٹی سے حاصل کی اور آبائی پیشہ طبابت کی کتب حافظ محمد رضا اور مولانا نور محمد چشتی سے مطالعہ فرمائیں۔ بچپن ہی سے حضرت کی طبع مبارک میں عشق و گداز اور سوز و ساز بھرا ہوا تھا اور شاعری کی طرف مائل تھا، زمانہ تعلیم میں بھی فی البدیہ اشعار کہا کرتے تھے، اس عمر میں ایک مرتبہ شیخ الشیوخ عالم حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے، وہاں ایک منجم بیٹھے ہوئے تھے، فرماتے ہیں وہ میری طرف غور سے دیکھ کر بولے ''اس صاحبزادے کا رتبہ بہت بلند ہوگا، اور خاندان کے ایک سن رسیدہ بزرگ سے فیض حاصل کرے گا'' یہ اُن کی بات پر بہت متعجب ہوئے، خاندان کے تمام لوگ آنکھوں کے آگے گھوم گئے، آخر کار انہی ایام میں فخر خاندان حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوگئی، حضرت کے بشرے پر فیوض رحمانی و تجلیات نورانی کی مچلتی ہوئی کرنوں کو دیکھ کر فرمانے لگے ''صاحبزادے، کون سی کتاب پڑھتے ہو؟'' یہ ابھی جواب نہ دینے پائے تھے کہ ارشاد فرمایا ''مثنوی شریف پڑھا کرو، اس کے

Marfat.com

مطالعہ سے عمل میں اصلاح، اعتقاد میں سچائی، قلب میں روشنی اور روح میں قوت پیدا ہوتی ہے"
گویا اعلیٰ حضرت یہ سبق اُس بچے کو دے رہے تھے جس نے ایک دن سرتاج ولایت اور امام الاولیاء بننا تھا، اور جس کی آمد کی بشارت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جد اعلیٰ کو دی تھی اور جن کی تربیت کے لیے حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سید الاولین والآخرین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خصوصی احکامات ملے تھے۔

اگلے روز اعلیٰ حضرت نے انہیں طلب کیا اور مثنوی کے چند اشعار کی تشریح فرمائی، حضرت کلیجہ مسوس کر رہ گئے، اس روز کے بعد انہیں بھی کچھ ایسا عشق سا ہو گیا کہ روزانہ کتاب لے کر اعلیٰ حضرت کے پاس جاتے اور باقاعدہ سبق لینے لگے۔ کہتے ہیں مثنوی کی تشریح اور فصاحت اعلیٰ حضرت پر ختم تھی، اس دل نشیں انداز میں بیان فرماتے کہ حاضرین بے خود ہو کر جھوم جھوم جاتے۔

بیعت:

ادھر تو اعلیٰ حضرت مثنوی شریف کا درس دیتے تھے، ادھر ان کے دل میں ان کی عظمت گھر کر رہی تھی۔ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم ایک دفعہ میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ حافظ محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جہلم گیا، دونوں "اولیائے کامل" کے ملاپ سے عجیب وغریب مشاہدات دیکھنے میں آئے۔ گرد ونواح کے لوگ قبلہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے، انہوں نے بھی تلقین ارشاد کے لیے درخواست گزار دی، حافظ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ پاک تمہیں اپنے مرشد کی محبت عطا کریں۔ ان کا اشارہ اعلیٰ حضرت کی طرف تھا، کہتے ہیں اس روز سے میرے دل میں سچ مچ اعلیٰ حضرت کی محبت امنڈ آئی، جب واپس ہوئے تو میں نے بیعت کی التجا کی۔ انہوں نے از راہ عنایت درخواست قبول فرمائی اور مجھے سلسلہ میں داخل کیا اور ذکر کی تلقین فرمائی۔ تھوڑے ہی عرصہ کی ریاضت وعبادت اور اعلیٰ حضرت کی توجہ سے وہ مقام حاصل ہو گیا، جس کے لیے سالک سالہا سال مجاہدے کرتے ہیں، حضرت کی نظر پارس کی تاثیر رکھتی تھی۔ جدھر نظر اٹھی مس خام زر خالص بن جاتا، آبادی سے دور "ڈھولی ڈھاب" تالاب پر کئی کئی رات مراقبہ میں مشغول رہتے اور تنہائی میں اللہ، اللہ کرتے اوراد و وظائف کا جو معمول

Marfat.com

حضرت کے پیر و مرشد نے ان کے لیے مقرر فرمایا تھا، اس پر تمام عمر کاربند رہے، اعلیٰ حضرت کا بے حد احترام فرماتے اور خوشنودیٔ طبع مبارک کے لیے ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے، کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اور ان کی سواری کے گھوڑے کا بول و براز مٹی کے برتن میں بھر کر سر پر رکھتے اور ہر روز دریا میں بہا دیتے اور طبیعت میں کبھی کراہت محسوس نہ فرماتے، بلکہ جب لوگ طنزاً دریافت کرتے کہ سر پر کیا چیز لیے جاتے ہو؟ تو فرماتے ''اس میں عطر ہے'' ایک مرتبہ کسی نے بھرے ہوئے مٹکے کو اُن کے سر پر توڑ دیا، حضرت کا چہرہ مبارک اور کپڑے آلودہ ہو گئے۔ جب اعلیٰ حضرت کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضرت بے حد مہربان ہوئے۔ حضرت کو ان بے بہا خدمات کے صلہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا اور حضرت کے چہرے پر ہر وقت ایک نور برستا رہتا تھا۔

حضرت نے ''احترام پیر'' کے مبارک جذبہ کو مرشد کے وصال کے بعد بھی ملحوظ رکھا۔ ان کا ایک مشہور خانگی واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صادق علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی بات پر خفا ہو گئے، مخلصوں نے ہر چند حضرت کی ناراضی کو دور کرنے کی کوشش کی، مگر کامیابی نہ ہوئی، آخر حضرت صاحبزادہ، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک پر حاضر ہو کر ملتجی ہوئے کہ اگر کسی کا باپ اپنے بیٹے سے ناخوش ہو تو دین دنیا میں اس کا ٹھکانا نہیں رہتا، میرے والد بزرگوار میرے باپ ہیں اور مرشد بھی، خدارا اس ناچیز کی امداد فرمایئے۔ حضرت قبلہ کو علم ہوا تو صاحبزادہ صاحب کو بلوا کر فرمایا ''تم نے اعلیٰ حضرت سے کیا کہا ہے؟'' وہ بولے ''آپ پر روشن ہی ہے'' حضرت قبلہ فوراً راضی ہو گئے اور فرمایا چونکہ تم بڑی درگاہ پر پہنچے ہو، اس لیے معاف کرتا ہوں''۔

کرامات:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت کو بسبب اتباع کامل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو نعمتیں خصوصیت سے عطا فرمائی تھیں، ایک نگاہ اکسیر بے مثال اور دوسرا نورانی چہرہ۔ کیونکہ حضرت کی نگاہ مبارک جس کور باطن پر پڑتی، اُس کی سیاہی دھل جاتی اور جو حضرت کا روئے منور دیکھتا، اس کا قلب زندہ ہو جاتا۔ چنانچہ ہزاروں غیر مسلم صرف حضرت کی زیارت سے مشرف باسلام ہوئے اور نام کے لاتعداد مسلمان، صحیح معنوں میں مسلمان بن گئے۔ ایک مرتبہ ایک عورت اپنی بیمار

Marfat.com

لڑکی کو لے کر حضرت کی خدمت میں دعا کے لیے لے کر چلی، راستے میں مریضہ فوت ہوگئی، عورت کی یہی ایک اولاد تھی، روتی پیٹتی حضرت کی خدمت میں پہنچی، حضرت نے ایک نظر مسیحا صفت لڑکی پر ڈالی اور اسی ساعت وہ بالکل ٹھیک ہوگئی اور اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

ایک سکھ فالج کا پرانا مریض تھا، اٹھنے، بیٹھنے سے لاچار ہونے کی وجہ سے گھر والے اُسے چارپائی پر ڈال کر حضرت قبلہ کے پاس لے آئے، مریض نے حضرت کے چہرۂ مبارک کو دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور ہمیشہ کے لیے ان کا غلام بن کر رہ گیا، کہتے ہیں اس کی تندرستی اور صحت کا یہ عالم تھا کہ سخت جاڑوں میں شیرہ کاسنی میں سکنبین ملا کر استعمال کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جب سے حضرت کی نظر کیمیا اثر غلام پر پڑی ہے، سرد چیزوں کے استعمال کے علاوہ کسی چیز سے چین نہیں پڑتا اور تن بدن میں ایک آگ سی لگی رہتی ہے۔ حضرت کے در دولت پر روحانی اور جسمانی بیماریوں کے مریض کثرت سے پڑے رہتے۔ آنجناب کی زیارت سے مشرف ہوتے اور صحت پاتے، اکثر جذامی اور کوڑھی حضرت کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے کر بدن پر ملتے اور تندرست ہو جاتے اور روحانی امراض میں مبتلا حضرت کی توجہ سے فیض حاصل کرتے۔

ایک روز ایک شخص اپنے نابینا بیٹے کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میرے اندھیرے گھر کا یہی ایک چراغ ہے، اسے روشن کر دیجئے، حضرت نے لعاب دہن اس کی آنکھوں میں ڈال دیا اور فرمایا کہ دوا ایک بار یہی ''دوا'' استعمال کرو، اللہ نے چاہا تو فائدہ ہوگا، چنانچہ دو تین روز میں ہی وہ آنکھوں والا بن گیا۔

ارشاداتِ عالیہ

احترام مرشد:

☆ ''مرید کے دل میں شیخ کا ادب اس درجہ تک چاہیے کہ پیر کے روبرو اجازت کے بغیر بات نہ کرے، پیر کی طرف بے باکانہ نہ دیکھے، پیر کی محبت کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح

Marfat.com

دے، طریقت ادب کا نام ہے، بے ادب دین و دنیا کی نعمتوں سے محروم رہتا ہے۔ شیخ کا کلام ہمہ تن گوش ہو کر سنے کیونکہ ان ارشادات کا سننا ہزاروں کتابوں کے مطالعہ سے بڑھ کر ہے اور پیر جس کام کا حکم دے اسے دل و جان سے بجالائے"

مرید صادق کی تعریف:

☆ "مرید وہ ہے جس کی نفسانی خواہشات کو محبت اور شوق الٰہی کی آگ نے جلا کر رکھ دیا ہو۔ جب صبح سویرے اُٹھے تو حسرت اور افسوس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آنسو بہتے ہوں۔ عاجزی اور انکساری اس کا شعار ہو۔ گذشتہ اعمال پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے پناہ مانگتا ہو۔ مصیبت، تکلیف، اور سختی میں صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے جانے۔ اپنے قصور کا اقرار کرتا رہے اور بخشش کا طلب گار رہے۔ کوئی سانس ذکر الٰہی کے بغیر نہ لے اور یہی سمجھے کہ یہ اس کا آخری سانس ہے"

☆ توبہ اس طرح کرے کہ گناہ کا خیال ہی دل میں نہ آئے۔

☆ کل عبادات کا مقصود اللہ جل شانہ کا ذکر ہے۔ پس کسی حالت میں بھی اس سے غافل نہ رہے۔ ذکر کی بے شمار فضیلتیں ہیں جس کا دل غیر اللہ سے پاک ہوتا ہے، دنیا کی ہر چیز اس کے تابع ہوتی ہے۔

☆ بوجہ لحاظ و فضیلت حضور سید المرسلین، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق سبحانہ وتعالیٰ کو پہلی نافرمان امتوں کی طرح امت محمدی کے چہروں اور جسموں کا مسخ کرنا منظور نہیں۔ البتہ معبود حقیقی سے ڈرنے اور توبہ نہ کرنے سے لوگوں کے دل مسخ ہو جاتے ہیں۔ لہذا وہ گناہوں میں آلودہ ہو جاتے ہیں"

☆ ہر حالت میں متوکل رہ کر کام کاج میں مشغول رہنا چاہیے۔ بے کار نہ بیٹھے اور رزاق حقیقی پروردگار عالم کو سمجھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر ذی جان کو رزق پہنچاتے ہیں، البتہ مقسوم زیادہ ملنا محال ہے۔ تنگی میں حق سبحانہ کی شکایت نہ کرے کیونکہ یہ نافرمانی ہے، اس میں دونوں جہان کا خسارہ ہے۔ زیادہ لالچ حرام ہے۔

Marfat.com

مرأۃ المحققین:

ابوالبرکات حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات پر مبنی مایہ ناز تصنیف بزبان فارسی مرأۃ المحققین کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، اولیائے کرام جس طرح گفتار میں بہت محتاط ہوتے ہیں اور بلاضرورت ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالتے، اسی طرح ان کے قلم صدر شک سے بھی کوئی ''حرف'' بغیر ضرورت نہیں ہوتا۔ حضرت ممدوح کی اس تصنیف کے ایک حصہ میں قطب الاقطاب شہباز توحید، حضرت سید حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات مبارکہ درج ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت ممدوح کے کلمات مبارکہ پیش کیے گئے ہیں۔ ایک جگہ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جذبات کی کیا ادیبانہ انداز میں عکاسی کی ہے، فرماتے ہیں:

''عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہوتا ہے جو کچھ محبوب کے سوا ہو، اُسے جلا دیتا ہے اور لا کی تلوار غیر کے قتل کے لیے نکالتا ہے، پس دیکھ کہ لا کے بعد کیا رہتا ہے؟ اللہ کے بجز کوئی چیز نہیں رہتی''

حضرت قبلہ اس عالم رنگ و بو کے طلسمی ماحول سے گلوخلاصی پانے کا کیا عمدہ نسخہ بیان فرماتے ہیں کہ:

''حق سبحانہ وتعالیٰ جل شانہٗ اور بندہ کے درمیان اس موجودات کی صورتیں جو دل پر منقش ہیں بہت بڑا حجاب ہیں اور یہ نقوش لوح دل پر بری صحبتیں اختیار کرنے، سیر سپاٹے کرنے اور طرح طرح کے رنگوں اور صورتوں کے دیکھنے سے اور گہرے ہوتے ہیں اور دل میں گھر کر لیتے ہیں اور گلوخلاصی پانے کے لیے پوری محنت اور مشقت سے ان کی نفی کرنی چاہیے۔

ان نقوش میں مزید ترقی کی بڑی وجوہ اخلاق بگاڑنے والی کتابوں کا مطالعہ اور ادھر اُدھر کی بیکار باتیں اور راگ رنگ کی محفلوں میں شرکت کرنا ہے۔ یہ سب مشاغل حق سبحانہ وتعالیٰ سے دوری اور غفلت کا باعث ہیں، جو چیزیں ان نقوش کو تقویت دینے والی ہیں، ضرورت ہے کہ ان سے پرہیز کیا جائے اور صفائی قلب کے ساتھ ساتھ خداوند کریم کی طرف بھی رجوع ہو کیونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ بغیر محبت اور مشقت اور ترک لذت اور تمام شہوتوں کے یہ مراد حاصل نہیں ہوتی۔''

Marfat.com

آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں؛

اے عزیز! آرام تو آخرت میں ہے۔ چند روزہ اس سرائے فانی میں رنج اٹھا تا کہ تجھے ہمیشہ کا آرام ہو، پس تمام احوال میں بزرگان دین کی پیروی کر اور طریقہ اہل سنت والجماعت کو لازم پکڑ، فقہ اور حدیث کا علم حاصل کر، ہمیشہ نماز باجماعت ادا کر، شہرت سے اجتناب کر، کیونکہ شہرت حاصل کرنے میں آفت ہے، مرتبہ پر فخر نہ کر، بلکہ گمنام رہ۔

خلفاء اور رحلت:

حضرت بھی آخری ایام میں اکثر بیمار رہتے تھے۔ 14 شوال 1282ھ بروز جمعرات اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے اور مکان شریف میں دفن ہوئے۔ حضرت کے وصال کے بعد صاحبزادہ سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند ہدایت پر رونق افروز ہوئے، حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی خلعتِ خلافت حاصل تھی۔ ان کے علاوہ حضرت نے اور متعدد خلفاء کو بھی اجازت بیعت دے رکھی تھی۔

حضرت صاحبزادہ سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت قبلہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر چلتے تھے اور بے شمار مخلوق خدا کو راہ ہدایت دکھائی۔ 35 سال تک درگاہ مبارک کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے چلایا۔ اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور معتقدین سے خاص محبت رکھتے تھے اور سب وابستگان سلسلہ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ ہی نے کوٹلہ شریف میں کار خاص پر بھیجا۔ اگر چہ خلعتِ خلافت حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے عطا ہوئی تھی۔

Marfat.com

حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت : 1207ہجری بمقام : دھرم کوٹ متصل مکان شریف ضلع گورداسپور (انڈیا)

وصال : 1331ہجری مزار اقدس : کوٹلہ پنجو بیگ ضلع شیخوپورہ

ابتدائی حالات:

حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک معزز ککے زئی پٹھان خاندان میں بمقام دھرم کوٹ متصل مکان شریف ضلع گورداسپور (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم حاصل کی۔

حضرت کو اوائل عمر سے ہی مکان شریف سے از حد محبت تھی۔ حضرت قبلہ سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگرچہ عمر میں حضرت خواجہ سے پانچ چھ برس چھوٹے تھے۔ تاہم بوجہ شرف و بزرگی حضرت ان کا بے حد احترام فرماتے۔ بیعت کا شرف بھی انہیں حضرت قبلہ ہی سے حاصل ہوا۔ وہ بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے اور ان پر بہت مہربان تھے، یہ ہر دم حضرت قبلہ کی چوکھٹ پر پڑے رہتے، ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ فرماتے، دراز قد اور خوبرو جوان تھے۔ صحت اور تندرستی لائق رشک تھی، حضرت قبلہ نے فرمایا ''ملازمت کرلو'' انہیں کب عذر تھا، حضرت قبلہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا۔ حضرت قبلہ نے سفارش فرمائی تو انہیں تھانیداری مل گئی۔ لاہور سے جو سڑک ملتان کو جاتی ہے، وہاں جیل کے پاس ایک گاؤں ہلہ آباد ہے، وہاں پولس کی چوکی تھی اس چوکی پر حضرت کا بعہدہ انچارج تقرر ہو گیا، چوکی کے قریب ایک ٹیلہ تھا حضرت نے پنجگانہ نماز کی ادائیگی کے لیے وہاں پر ایک مسجد بنوائی، اور دعا فرمائی کہ ''یا باری تعالیٰ یہ جگہ آباد ہو'' تا کہ لوگ کثرت

Marfat.com

سے مسجد میں آئیں اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت بجالائیں، چنانچہ حضرت کی دعا سے وہاں آبادی ہوگئی اور وہ جگہ ہلہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس جگہ نہر کا ہیڈ بھی ہے۔

عبادت وریاضت:

حضرت کی ملازمت کو تین برس ہوئے تھے کہ طبیعت بھر گئی، طبیعت کا میلان یادالٰہی کی طرف تھا۔ دل ''اسم ذات'' کا گھر بن چکا تھا، غیر کی ملازمت پر ٹکتے بھی تو کیونکر، جب دل میں معبود حقیقی سما جائے تو کسی دوسرے کے لیے جگہ ہونا مشکل ہے، حضرت سرکاری ملازمت سے مستعفی ہوگئے، غیر کی غلامی سے منہ موڑ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حاضری ایسی تھی کہ حضرت کو سچ مچ عمر بھر کسی غیر کی ملازمت کی ضرورت نہ رہی، حضرت قبلہ منبع فیض تھے، ولایت نقشبندیہ کا تاج سر پر تھا، ان کا رجحان حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف دیکھا تو خصوصی عنایات سے نوازا اور تلقین ارشاد فرما کر دریا کے کنارے پر معتکف ہونے کا حکم دیا اور دو آدمی بطور حفاظت ہمراہ کر دیئے تاکہ حالتِ وجد وسکر میں کہیں دریا میں نہ گر پڑیں۔ آبِ رواں عالم تنہائی اور جذبہ صادق ''یادخدا'' میں اس قدر لجمعی حاصل ہوئی کہ حضرت پر فیوض و برکات کی بارش ہونے لگی۔ کہتے ہیں ان دنوں حضرت کو خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت بھی ہوئی اور حضرت شب و روز ذکر حق میں مصروف رہنے لگے، کچھ عرصہ کے بعد حضرت قبلہ نے انہیں واپس بلوالیا۔

نئی تعیناتی:

یہ وہ زمانہ تھا جب سکھوں کی بدامنی کا دور ختم ہو رہا تھا اور انگریزی حکومت پنجاب پر تسلط جمارہی تھی۔ حضرت قبلہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بزرگی کی زمانے میں دھوم تھی، انگریز نے ان کی بزرگی کے اعتراف میں ضلع شیخوپورہ میں نوسو گھماؤں اراضی کا ایک قطعہ خدمت اقدس میں گزارا جسے حضرت ممدوح نے بخوشی قبول فرمایا، حضرت نے اس جاگیر کا قبضہ لینے کے لیے چند درویشوں کو بھیجا مگر وہ لوگ قبضہ نہ دیتے تھے، حضرت قبلہ کی مردم شناس نگاہیں حضرت خواجہ پر پڑیں، انہیں وہاں جانے کا حکم دیا، حضرت خواجہ قد آور اور قوی الجثہ تھے۔ حضرت ممدوح کی دعائیں بھی شریک حال تھیں، ظاہری اور باطنی قوتوں سے تھوڑے ہی دنوں میں ان لوگوں پر

Marfat.com

قابو پالیا۔ مقبوضہ خطہ زمین جو کوٹلہ پنجو بیگ کے نام سے مشہور ہے، وہاں کاشتکاروں کو زیر کرنے کے بعد حضرت خواجہ بھی اس جگہ مقیم ہو گئے۔ روایت ہے کہ ایک شوریدہ سر مزارعہ نے شروع شروع میں حضرت خواجہ کو پریشان کرنا چاہا مگر جلد ہی کیفر کردار کو پہنچا، اسے بیماری نے آدبوچا اور جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ اور اسی حالت میں دنیا سے چل بسا اور حضرت خواجہ بحمداللہ وہاں کے لوگوں کو مغلوب کرنے کے بعد انہیں روحانی نعمتوں سے بھی مالا مال کرنے لگے اور اس ''بنجر'' علاقہ میں ذکر حق کی کچھ اس طرح تخم ریزی کی کہ دور دور تک حضرت خواجہ کی بزرگی کا شہرہ ہو گیا اور لوگ جوق در جوق داخل سلسلہ ہونے لگے۔

خوارق وعادات:

سب سے بڑی کرامت تو یہ ہے کہ ''ولی اللہ'' حق سبحانہ وتعالیٰ کا گرویدہ اور اُس کے برگزیدہ حادی برحق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا متبع ہو، اور خلقت کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے۔ حضرت خواجہ نے نہ صرف ولایت کے منصب کو کمال خوبی سے بحال رکھا بلکہ دنیا کو ایک ایسے ولی کامل سے روشناس کیا کہ ''ولایت کے منکرین'' بھی تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے، بلاشبہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ سب سے بڑی کرامت ہے کہ انہوں نے دنیا کو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روشناس کیا اللہ پاک نے بہت پہلے سے حضرت پران کی پیدائش کا حال منکشف کر دیا تھا، چنانچہ حضرت شرقپور میں تشریف لاتے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے اس پیدا ہونے والے دوست اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ''بہادر شیر'' کی آمد آمد کی خوشبوئیں سونگھتے، اور اس بڑے اعزاز کے حصول پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بجالاتے۔

فرمایا کرتے کہ ''جب حق سبحانہ وتعالیٰ آخرت میں مجھ سے سوال کریں گے کہ دنیا سے کیا لے کر آئے ہو تو میں ''شیر محمد'' کو پیش کر دوں گا''

ایک روز فرمایا کہ ''میری اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثال حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سی ہے''

جب حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے بیعت ہوئے تو شرق پور اور

Marfat.com

گرد و نواح کے چند اور لوگ بھی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ لوگ انہیں بلحاظ عمر اور چہرہ کی نورانیت کے سبب از راہ محبت ''باباصاحب'' کہتے تھے، حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خلیق اور باوضع بزرگ تھے، عقیدت مندوں کے ہاں جانے سے گریز نہ کرتے بلکہ اُن سے ملنے کے لیے اکثر دور دور جگہ پر تشریف لے جاتے، جہاں جہاں حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک قدم پڑے وہ جگہیں ان کے ''خوارق و کرامات'' کا مرکز بن گئیں۔ شرق پور شریف جس سے حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دلی لگاؤ تھا، بکثرت تشریف لاتے۔

شرقپور شریف راوی کے کنارے پر آباد ہے، جب کبھی دریا میں طغیانی آتی تو یہ قصبہ بھی زد میں آ جاتا، ایک مرتبہ طغیانی کے دنوں میں لوگوں نے حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا کے لیے درخواست کی، حضرت باباصاحب نے اپنا رومال انہیں دے کر فرمایا ''دریا کو میرا سلام کہنا اور میرا رومال اُسے دکھا دینا، انشاء اللہ کبھی گزند نہیں پہنچائے گا'' لوگوں نے حسبِ الارشاد تعمیل کی، دریا ایک ہی رات میں دو میل پیچھے ہٹ گیا۔

منشی محمد الدین جو قبلہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عنایت سے حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے، بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلا اطلاع مجھ سے ملنے کے لیے پریم نگر تشریف لے آئے۔ یہ مالک (آفیسر) کے ساتھ ایک ضروری کام سے قصور گئے ہوئے تھے اور وہاں سے اگلے روز انہیں سیدھے لاہور عدالت میں ایک پیشی کے سلسلے میں حاضر ہونا تھا، جب قبلہ باباصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے نائب سے واپسی کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے واقعات سے مطلع کیا، حضرت قبلہ سن کر بولے، ہرگز نہیں وہ آج ہی واپس آئیں گے، اس روز شام کو لاہور جانے والی گاڑی جب رائے ونڈ اسٹیشن پر رکی تو قبلہ والد صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ مالک موضع ان کے ڈبے کی طرف چلے آ رہے ہیں اور آتے ہی انہیں پریم نگر جانے کی تاکید کی، یہ صبح عدالت میں حاضری کا عذر کرنے لگے، بتایا کہ ٹکٹ بھی لاہور ہی کا لیا ہے اور دام بیکار جائیں گے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور بگڑ کر بولے تمہیں جو کہا جاتا ہے وہی کرو، چنانچہ یہ اس گاڑی سے اتر کر پریم نگر جانے والی گاڑی میں بیٹھ گئے اور عشاء کے لگ

Marfat.com

بھگ جب گاؤں میں پہنچے تو وہاں قبلہ بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فروکش تھے۔تب معلوم ہوا کہ مالک سے کش مکش ہونے کی اصل وجہ کیا تھی۔

منشی صاحب نے بتایا کہ موضع مذکور میں ایک دفعہ طاعون کی بیماری پھیل گئی، یہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کاغذ پر ایک دعا تحریر فرمادی کہ اسے اپنے مکان کے دروزے پر لگا دینا اور پانچ پیسے اللہ کے لیے کسی مسکین کو خیرات کر دینا، انشاءاللہ وہ مکان اس آفت سے محفوظ رہے گا، نیز فرمایا کہ تمہیں اس کے تحریر کرنے اور دوسروں کو دینے کی اجازت ہے جو اسے گھر کے دروزے پر لگائے گا، اللہ پاک اُسے طاعون سے امن دے گا۔چنانچہ انہوں نے اس دعا کو جہاں بھی استعمال کیا، درست پایا۔

منشی صاحب ہی بتاتے ہیں کہ دوران ملازمت جب کبھی مالک سے ان بن ہو جاتی تو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رجوع کرتا اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوسکتا، تم جاؤ اپنا کام کرو، وہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔چنانچہ یہ واپس آجاتے اور حالات متعدل ہوتے، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

تصور شیخ کے بارے میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح کونجیں پہاڑوں میں انڈے دے کر دور نکل جاتی ہیں اور انڈوں کا خیال دل میں رکھتی ہیں اور اس تصور ہی سے ان کے بچے نکل آتے ہیں، تو یہی صورت شیخ کی ہے کہ وہ جو بیج مرید صادق کے دل میں بوتا ہے، خواہ وہ دور ہی کیوں نہ ہو ضرور پودا بن کر بار آور ہوتا ہے، البتہ مرید کے اعتقاد میں استقامت ضروری ہے۔

وصال:

حضرت بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوا سو سال کی طویل عمر پائی۔بے حد عبادت گزار تھے اور گھنٹوں دوزانو بیٹھ کر درودِ پاک پڑھتے اور دیگر اوراد بجالاتے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق تھے، عمر کے اواخر میں فالج کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے، جس سے اڑھائی سال بیمار رہے۔طوالتِ عمر کے متعلق فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی درازیٔ عمر کی دعا بھی بعض اوقات آفت

Marfat.com

بن جاتی ہے، حقیقت میں یہ دعا نہیں ''بددعا'' ہوتی ہے۔ بیماری کے باوجود حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت وریاضت میں بدستور مشغول رہتے، آخر ایک روز بتاریخ 9 ذیقعد 1331 ہجری کو جامۂ ظاہری چھوڑ کر اللہ پاک سے مل گئے اور کوٹلہ پنجو بیگ میں ہی دفن ہوئے۔

اولاد وخلفاء:

حضرت قبلہ بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو صاحبزادے تھے۔ خواجہ کرامت اللہ صاحب کے ذمہ جاگیر کا انتظام تھا اور دوسرے صاحبزادے خواجہ نعمت اللہ صاحب محکمہ پولیس میں سارجنٹ تھے۔ البتہ روحانی سلطنت کی باگ ڈور قبلہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سونپی تھی۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شاعری سے بھی شغف تھا، عموماً پنجابی زبان میں شعر کہتے تھے، پیرومرشد حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف میں پنجابی میں ایک کتابچہ ''چشمہ فیض'' کے نام سے لکھا تھا، جسے بعد ازاں حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شائع فرمایا تھا، حضرت بابا صاحب کی تصنیف کردہ دعائیہ شجرہ شریف بھی اس میں شامل ہے، تبرکاً دو شعر پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں لکھتے ہیں ؎

بندہ اس دی صفت نوں کیہہ کجھ کرے بیان
جس دی صفت لولاک نے کردا خود سبحان

اور حضرت پیرومرشد کے بارے میں لکھتے ہیں ؎

خلقت وچہ ولائیتاں پایا فیض تمام
روشن کیتا دین نوں حضرت اعلےٰ امام

Marfat.com

مجدد دوراں، قطبِ زماں

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علم وعرفان کا گہوارہ شہر ''لاہور'' دریائے راوی کے بائیں کنارے پر آباد ہے۔اس سے بیس میل دور جنوب مغرب کی جانب اسی دریا کے دائیں کنارے پر شرق پور شریف کا قصبہ آباد ہے۔ رنجیت سنگھ کا زمانہ تھا۔ سکھوں نے دو مرتبہ قصور شہر کو لوٹا اور اس بارونق قصبہ کے باشندوں کو امن وامان سے محروم کر دیا۔اہل کمال قصور کو خیر باد کہہ کر ادھر اُدھر بکھر گئے۔

آباؤ اجداد:

اسی پر آشوب زمانہ میں ایک نہایت نیک اور پاک باز ہستی حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصور سے نقل مکانی کر کے بالآخر قصبہ شرق پور میں آ کر آباد ہو گئے۔اہالیان شرق پور نے ان کی آمد پر اظہار خوشنودی کیا اور ان کی رہائش کے ضروری انتظامات کر دیئے۔شاملات کا ایک قطعہ مسجد کی تعمیر کے لیے ان کے سپرد کر دیا۔انہوں نے اس جگہ کی صفائی کروائی اور ایک ''قلمی حمائل شریف'' جو ان کے فن خطاطی کا نادر نمونہ تھا، ایک سو پچیس روپے میں ہدیہ کر کے اس رقم سے وہاں کنواں کھدوایا اور مسجد کے دروازے کی چوکھٹ تیار کروائی۔اس مبارک ابتداء سے ایک بابرکت مسجد تیار ہو گئی۔ جہاں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور علوم دینیہ کی ابتدائی تعلیم کا مرکز قائم ہو گیا، شہر کے وسط میں اب یہی مسجد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد مبارک مشہور ہے۔

قیام شرق پور کے دوران حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی شرق پور کے معزز

Marfat.com

زمین دار گھرانے میں ہوئی ۔ انہوں نے بیٹی کو ایک کنواں مع ملحقہ اراضی (ڈیگ والا کنواں) بطور جہیز دیا۔ حضرت کی اولاد میں ایک لڑکی بی بی آمنہ تھیں ۔ ان کا نکاح اپنے خاندان کے ایک صالح نوجوان حافظ محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کر دیا اور نکاح کے بعد وہ قصور سے شرق پور ہی چلے آئے ۔ 1282 ہجری میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ حضرت کے بعد ان کے داماد حافظ محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرق پور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے تین فرزند تھے۔

حافظ محمد حسین قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- میاں عزیز الدین علیہ الرحمۃ
  - حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
  - حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- میاں حمید الدین علیہ الرحمۃ
- میاں نظام الدین علیہ الرحمۃ

ولادت باسعادت:

تینوں بھائیوں میں سے بڑے بھائی میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں اس مرد حق ''شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' نے جنم لیا۔ جس کی برکت سے سرزمین پنجاب میں اعلائے کلمۃ الحق اور احیائے سنت کے عظیم کارنامے سرانجام پائے ۔ سکھ عمل داری کی نحوست اور انگریزوں کی نحوست سے مسلمانان پنجاب میں مذہب اسلام سے بیگانگی اور ارکان اسلام سے غفلت بہت بڑھ چکی تھی ۔ یہ خطہ کسی ایسے صاحب کمال کے فیضان کو ترس رہا تھا جو مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کر کے ان کو غفلت اور لادینی کے پنجے سے نجات دلائے ۔ اعلیٰ کردار اور یقین محکم والی ہستی اور کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے والی شخصیت ہی اس عظیم کام کا بیڑا اٹھا سکتی تھی ۔ قدرت نے یہ عظیم کام اس نومولود مسعود سے لینا تھا جس کی آمد کی راہ کئی بزرگ تک رہے تھے۔

Marfat.com

امیر طریقت حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سے بہت پہلے ہر سال شرق پور شریف تشریف لاتے اور فرماتے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کشف ظاہر فرمایا ہے کہ اس مقام پر ایک عظیم المرتبہ شیرِ خدا پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سے لے کر سن شعور تک حضرت امیر طریقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی باطنی خبر گیری فرماتے رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سے بہت پہلے ایک مجذوب بھی حضرت قبلہ کے مولد پاک کے اردگرد چکر لگایا کرتے تھے۔ لوگوں نے جب پوچھا تو کہا ''اس محلّہ میں ایک مقبول بارگاہ رب العالمین پیدا ہوگا، میں اس کی بوئے مست سے روح کو مسرور اور دل و دماغ کو تازہ کرتا ہوں''۔

1282 ہجری کے اوائل میں وہ ساعتِ سعید آ پہنچی کہ حضرت میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کاشانہ مبارک میں اس پاک اور پرنور وجود کی آمد ہوئی جس کی ضیاء سے شرک و الحاد کی تاریکیاں چھٹ جائیں۔ خلاف سنت رسوم کے سلسلے کٹ جائیں اور عشق الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سرشار و مست ہو جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے تو گھر بھر میں عجیب کیفیت پائی جاتی تھی۔ سب خورد و کلاں خوش و خرم تھے۔ ولادت کے وقت حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مولود مسعود کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قبلہ کو گود میں لیا اور خوب پیار کیا پھر اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی اور حضرت نے اسے چوسا، بار بار سینے سے لگاتے اور چومتے۔ ساتویں روز اسم مبارک ''شیر محمد'' رکھا گیا۔

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادرزاد ولی تھے بچپن سے ہی کھیل کود سے بیزار اور متنفر تھے۔ تنہائی بہت پسند تھی۔ والد بزرگوار کے اصرار پر مدرسہ میں پانچویں جماعت تک تعلیم حاصل کی پھر اپنے محترم چچا میاں حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مسجد میں دینی کتابیں پڑھیں اور قرآن حکیم ناظرہ نہایت ذوق و شوق سے پڑھا۔ خطاطی کا بہت شوق تھا۔ بڑے بلند پایہ طغرے لکھے، رفتہ رفتہ سعادت ازلی نے اس کام کی طرف پورے طور پر متوجہ کر دیا جو قدرت کاملہ نے آپ سے لینا تھا۔

Marfat.com

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میلش اندر طبع او انداختند

کبھی مسجد کے گوشہ میں بیٹھے اللہ، اللہ کر رہے ہیں تو کبھی قبرستان یا ویرانوں کی تنہائیوں میں محو ذکر و فکر ہیں۔ جوں جوں زمانہ شعور آتا گیا غلبہ جذب و مستی بڑھتا گیا۔ ٹوٹی پھوٹی قبروں میں لیٹ جاتے اور انتہائی کیف و سرور محسوس کرتے۔ حتیٰ کہ کسی کے ہاتھ میں ''بوتل'' دیکھتے تو حالت سکر میں گر پڑتے، کہیں جلتی ہوئی دیا سلائی دیکھ لیتے تو بے خودی طاری ہو جاتی۔ کنوئیں کی چرخی کی آواز سن کر جذب و مستی طاری ہو جاتی اور گھنٹوں بے ہوش پڑے رہتے۔ اس حالت بے خودی میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظروں سے بجلیاں سی کوندتی تھیں۔

کہتے ہیں انہی ایام میں آپ کے والد بزرگوار ایک دن صبح سویرے گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ کسی مرد غیب نے راستہ روک کر گھوڑے کی باگیں تھام لیں اور فرمایا، جس لڑکے کو آپ دیوانہ سمجھتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں وہ ایک دن بہت بلند اقبال والا ہوگا اور اس کے بڑے چرچے ہوں گے، اگرچہ آپ نہیں دیکھیں گے۔'' حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار اس دن سے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے مطمئن ہو گئے اور ہر طرح خیال رکھنے لگے''

بیعت و خلافت:

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ذکر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر کوٹلہ شریف سے شرق پور آتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جد امجد کے پاس مسجد میں قیام فرماتے اور پھر واپس چلے جاتے، کچھ عرصہ کے بعد پھر لوٹ آتے۔ یہ آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا لیکن حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء میں اس عمر رسیدہ بزرگ کی طرف ملتفت نہ ہوتے تھے، آخر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ اور کشش کام کر گئی اور جب ایک نظر خاص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک ہونے کی آرزو ظاہری کر دی۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو اسی شہباز کو اپنے دام میں لانے کے لیے چکر لگا رہے تھے۔ نہایت شفقت اور توجہ سے ذکر کی تلقین فرمائی اور داخل سلسلہ کر لیا۔

Marfat.com

اس کے بعد غلبہ جذب وسکر سے آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ گریبان چاک کرتے، تڑپتے، زمین پر لوٹتے، بے قراری کے عالم میں مسجدوں کے دروازوں پر پہنچ کر زور زور سے اللہ، اللہ کے نعرے بلند کرتے۔ کبھی جنگل کی طرف نکل جاتے اور کسی ٹوٹی پھوٹی قبر میں دیر تک لیٹے لیٹے اسم ذات کے ذکر میں محو رہتے۔ ہوش میں آتے تو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے: ''مجھے کیا ہو گیا ہے'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش رہتے تو پھر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی، چنانچہ نہایت قلیل عرصہ میں کمال حاصل کر لیا اور منازل سلوک طے کر کے مقام قرب وقبول پر پہنچ گئے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عطائے خلافت کی تحریر آپ کے حوالے کرنا چاہی لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عالی ظرفی نے نہایت انکساری سے خدمت والا میں عرض کیا ''حضور! میں خلیفہ بننے کے لیے مرید نہیں ہوا ہوں، بیعت سے میرا مقصود معبود حقیقی کا بندہ بننا ہے'' اسی طرح کچھ وقت گزر گیا تو ایک روز حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ ''میں آپ کا مرشد ہوں اور آپ پر تعمیل ارشاد لازم ہے اس امانت کا آپ سے بڑھ کر میری نظر میں اور کوئی اہل نہیں'' اس پر آپ خاموش ہو گئے اور رضائے مولا کو مقدم سمجھا۔

رشد وہدایت:

منصب خلافت حاصل ہو جانے کے بعد بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ عرصہ اصلاح احوال کی طرف ہی متوجہ رہے اور مخلوق خدا کی ہدایت ورہبری کا جو کام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد ہوا تھا اس سے کنارہ کش رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از راہ انکسار فرماتے:

''میں خود کو ہرگز اس منصب کا اہل نہیں پاتا ہوں۔ کیا کروں حضرت پیر ومرشد مجبور کرتے ہیں''

''خزینہ معرفت'' میں صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی زمانہ کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ایک گاؤں میں گئے۔ وہاں ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بیان کیا کہ وہ متعدد مرتبہ حضرت میاں صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن پذیرائی نہ ہوئی۔ اب وہ ایک ایسے پیر کے دام تلبیس میں گرفتار ہو گیا ہے جس نے پہلے اس نوجوان سے اپنے باپ کو سجدہ کروایا اور پھر اپنے آپ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ صوفی صاحب نے یہ بات سن کر بہت افسوس کیا اور حضرت میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ خلق خدا کی ہدایت پر کمر بستہ نہ ہوئے تو لوگ اسی طرح شرک و ضلالت میں مبتلا ہوتے رہیں گے، چنانچہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے بعد طالبان راہ ہدایت کی راہنمائی کا کام ہاتھ میں لے لیا۔ شمع توحید کے پروانے نزدیک و دور سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرد جمع ہو کر فیضیاب ہونے لگے۔

صورت و سیرت مبارک:

حضرت قبلہ میانہ قد اور نحیف الجثہ تھے، کتابی چہرہ، پیشانی چوڑی، بینی بلند، داڑھی مبارک گھنی جس میں کچھ بال سفید اور باقی سیاہ تھے۔ اکہرے جسم کے تھے، آنکھیں سیاہی مائل، کثرت گریہ کی وجہ سے آخری عمر میں بینائی کمزور پڑ گئی تھی۔ مطالعہ کے وقت عموماً چشمہ کا استعمال کرتے تھے۔ رنگ گندمی تھا۔ چہرہ مبارک پر ذکر و فکر کی گہرائی کے اثرات نمایاں تھے۔

جمعہ کے روز غسل کے بعد صاف ستھرے کپڑے زیب تن فرماتے اور خوشبو بھی لگاتے۔ طبیعت بے حد لطیف پائی تھی۔ ہاتھوں کی انگلیاں ریشم کی طرح ملائم پائی تھیں۔ حیاء داری کا یہ عالم تھا کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب گھر سے نکلتے تو چہرہ مبارک کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔ محلّہ کی عورتیں انہیں دیکھ کر کہتیں "ہمارے محلے میں یہ لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوئی ہے جو سب سے منہ چھپاتی پھرتی ہے"

لباس میں انتہائی سادگی ہوتی تھی۔ سر پر پانچ کلی ٹوپی اور اس کے اوپر دستار مبارک ہوتی تھی۔ ڈھیلی آستینوں کا کرتہ اور تہبند زیب تن فرماتے۔ جاڑوں میں بند گلے کی واسکٹ اور بند گلے کا کوٹ پہنتے تھے۔ چلتے پھرتے وقت عموماً گز بھر کا سفید یا کالا رومال کندھے پر رکھتے تھے۔ سردیوں میں چمڑے کے موزے بھی استعمال فرماتے تھے اور سر پر لمبی روئی دار ٹوپی بھی رکھتے تھے۔ تہبند ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ سفید لباس پسند تھا۔

Marfat.com

گرمی کے موسم میں کبھی کبھی دو کرتے بھی بیک وقت پہنتے، کوئی ضرورت مند آ جاتا تو ایک اتار کر اس کو دے دیتے۔ بعض اوقات کسی کو بغیر پگڑی کے دیکھتے تو اپنی آدھی پگڑی پھاڑ کر اس کو دے دیتے یا نئی دلوا دیتے۔ قصوری زرد رنگ کا جوتا استعمال کرتے، سیاہ جوتا سخت ناپسند فرماتے تھے۔

ہمیشہ دوزانو بیٹھتے، کھانے کے وقت دایاں گھٹنا کھڑا کر لیتے، آنے والے سے السلام علیکم کی خود پہل فرماتے۔ چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھتے۔ راستہ سے اینٹ پتھر یا پھل کے چھلکے جن سے ایذا کا خطرہ ہو تو خود ہاتھ سے ہٹا دیتے۔ رفتار میں تیزی ہوا کرتی تھی۔

وتر کی خاص رعایت رکھتے۔ مہمانوں کے آگے روٹیاں بھی تین تین رکھتے۔ کسی خادم کو اپنا جوتا چھونے نہ دیتے۔ اگل دان بھی خود ہی اٹھاتے۔ حضرت چٹائی (صف) پر ہی دوزانوں بیٹھتے، کوئی پر تکلف فرش یا قالین نہیں ہوتا تھا۔ اسی پر بعض اوقات سر کے نیچے اینٹ رکھ کر لیٹ بھی جاتے۔

معمولات:

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے اور خلق محمدی کا صحیح نمونہ تھے۔ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور بات چیت میں وہی رنگ نمایاں تھا۔ نماز، تسبیح، نوافل اور وظائف میں وقت کی پابندی کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے اور ان کی ادائیگی میں استقامت اختیار فرماتے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صلہ رحمی فرماتے۔ غریبوں اور ناداروں کی اعانت کرتے۔ مقروضوں کا بار اٹھاتے، مظلوم کی حمایت کرتے، برائی کے بدلے برائی نہ کرتے بلکہ معاف فرما دیتے۔ ذاتی معاملہ کے لیے کبھی کسی سے رنجیدہ نہ ہوتے تھے۔ البتہ دین کے معاملہ میں غصہ میں آ جاتے تھے مگر جب کوئی شخص اپنی غلطی کا احساس کر کے اظہار ندامت کرتا تو اس پر بے حد مہربان ہو جاتے۔

ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں سے ملتے اور ان کی اصلاح کی انتہائی کوشش کرتے۔ مہمانوں کی تواضع اور عمدہ کھانوں سے ان کی خاطر مدارات کرتے مگر خود سادہ خوراک کھاتے اور

Marfat.com

بعض اوقات لذیذ اور عمدہ سالن میں پانی ملا لیتے، تا کہ نفس کی سرزنش ہوتی رہے۔

ہم نشینوں میں کبھی امتیاز سے نہ بیٹھتے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زانو ہم نشینوں سے بڑھے ہوئے نہ ہوتے تھے۔ کسی کی بات کو قطع نہ کرتے۔ سب سے باری باری گفتگو فرماتے، ملنے والے سے سلام کی خود پہل کرتے۔ رخصت کرتے وقت کبھی کبھی مصافہ بھی فرماتے۔ کسی کو اپنے سامنے جھکنے نہ دیتے۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ پاؤں سے جوتے بھی اپنے ہاتھ سے نکالتے۔ کوئی شخص بھول کر آپ کے جوتوں کو ہاتھ لگاتا تو سخت خفا ہوتے۔

عموماً ہر نماز کے لیے تازہ وضو فرماتے۔ وضو کے دوران بات چیت سے اجتناب کرتے۔ ریش مبارک میں خلال کرتے اور کنگھی بھی کرتے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک بھی استعمال کرتے۔ وضو میں زیادہ پانی صرف نہ کرتے، نماز مغرب ادا کرنے کے بعد مسجد کی چھت پر تشریف لے جاتے، چھ رکعت نماز نفل ادا کرتے، اس کے بعد حاضرین صفیں باندھ کر بیٹھ جاتے اور ان سے مصروف گفتگو ہوتے، عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے۔ وتر پہلی رات ہی ادا کر لیتے۔ تہجد کی نماز گھر میں ادا کرتے۔ نماز جمعہ حنفی طریقہ کے مطابق ادا فرماتے۔ نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے۔ ہر چہار رکعت کے بعد تسبیح بڑی دل جمعی اور شوق سے پڑھتے۔ سفر ہو یا حضر نماز تراویح میں کمی نہ کرتے تھے۔ جنازے کی نماز میں اکثر شرکت فرماتے۔ متوفی کے پس ماندگان کے پاس تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے بھی جاتے۔ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے ہاتھ اوپر اٹھاتے اور زبان مبارک سے اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد پڑھتے، پھر سورۃ فاتحہ پڑھ کر متوفی کے لیے دعائے مغفرت کرتے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے جاتے۔ اکثر زیارت قبور کے لیے قبرستان جاتے اور سب کے لیے دعائے مغفرت فرماتے۔ کسی قبر کو ہاتھ نہ لگاتے، فرماتے "ہاتھ لگانے سے کیا ہوتا ہے، جب تک دل نہ لگے" مزارات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ دن چڑھے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز اشراق ادا کرتے اور کبھی بچوں کو قرآن پاک کا درس بھی دیتے۔ جو لڑکا سبق کی طرف سے بے توجہی کرتا یا بھاگ جانے کا عادی ہوتا، حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے ایسی چٹکی لیتے کہ وہ شرارتیں بھول جاتا۔

مہمانوں کے لیے کھانا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود گھر سے اٹھا کر لاتے اور اپنے ہاتھ سے

Marfat.com

دستر خوان پر چنتے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے ان کے ہاتھ دھلاتے۔ ایک ایک لقمے پر بسم اللہ شریف پڑھتے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی تلقین کرتے۔ کھانے کے بعد مہمانوں کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اور پھر سب کو ہاتھ دھونے کی تاکید فرماتے۔ دوپہر بعد از طعام قیلولہ فرماتے اور دوستوں سے بھی آرام کرنے کو کہتے، فرماتے:

"اگر ہمارا کھانا، پینا، لیٹنا، اٹھنا، بیٹھنا، شرع شریف کے مطابق ہو تو یہ بھی عبادت میں داخل ہے۔"

مسجد ہو یا گھر، جوتے کا سر ہمیشہ قبلہ رخ رکھتے۔ اگر کوئی شخص بے خبری میں اپنا جوتا قبلہ رخ نہ رکھتا تو خود اپنے دست مبارک سے اسے سیدھا کر دیتے۔ لوٹے کی ٹونٹی بھی ہمیشہ قبلہ رو رکھتے۔ سمت قبلہ کا بہت خیال رکھتے۔

نمازِ باجماعت ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ نماز کے لیے جب صفیں بندھ جاتیں تو ان کی درستی کا بہت خیال فرماتے۔ دائیں بائیں نظر دوڑا کر نمازیوں کے پاؤں سیدھے کرتے۔ جس شخص کی ایڑیاں ملی ہوتیں اور پنجے کھلے ہوتے، اسے درست کر کے کھڑا کرتے، فرماتے نماز میں کھڑے ہوتے وقت پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ ہونا چاہیے۔ نیز فرماتے کہ دونوں پاؤں کے درمیان چار تا چھ انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ نماز کے بعد خشوع و خضوع سے دعا مانگتے۔ درود شریف بڑے ذوق شوق سے بکثرت پڑھتے، فرماتے:

"جب درود شریف پڑھا جائے تو یہ خیال ہونا چاہیے کہ حضرت رسول کریم ﷺ دربار احدیت میں جلوہ افروز ہیں اور اس ذات گرامی کے روبرو درود شریف پڑھ رہا ہوں اور سرکار دو عالم ﷺ سن رہے ہیں"

Marfat.com

واردات:

ایک روز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میں اٹاری جا رہا تھا کہ راستے میں آندھی آ گئی، بارش اور اولے بھی پڑنے لگے، آندھی چونکہ زوروں پر تھی اس لیے درخت گرنے لگے تھے، حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سوچا سڑک سے ایک طرف ہو کر چلا جائے، الہام ہوا کہ سڑک پر ہی چلو۔ چنانچہ اولے بھی پڑ رہے تھے اور بارش بھی ہو رہی تھی اور آندھی سے درخت بھی گر رہے تھے مگر یہ نہایت امن سے اٹاری پہنچ گئے لوگوں نے ان کے یوں صحیح سلامت پہنچنے پر تعجب کا اظہار کیا جب وہاں سے لوٹے تو سڑک پر بہت سے درخت گرے پڑے تھے۔ سبحان اللہ! اللہ پاک اپنے بندوں کو ہر بلا و وبا سے محفوظ و مامون رکھتا ہے۔

ایک روز فرمایا کہ جب حجام ہماری حجامت بناتا ہے تو استرے کے پھیرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ میرے دل پر پھیر رہا ہے۔ نیز فرمایا جب میں چلتا ہوں تو نیچے سے اوپر تک تمام بدن میں ایک ایسی حرکت پیدا ہوتی ہے کہ تمام دل ہی معلوم ہوتا ہے اور ہر رونگٹے سے اسم ذات ظاہر ہوتا ہے۔

مکاشفات و کرامات:

اس عنوان کے تحت اگر حضرت اعلیٰ قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمالات کا ذکر شروع کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ہے مگر یہ بیان پھر بھی تشنہ تکمیل ہی رہے گا۔ آپ کی حیات مبارکہ کے ہر لمحہ میں بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ دنیا کی حاجات والے آتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا اور آخرت کی برکات ان کے دامن میں ڈال دیتے۔ دین سیکھنے کے لیے کوئی آتا تو اس کے دل کا کاسہ ذوق و شوق اور محبت الٰہی و عشق محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھر دیتے۔ دروازے پر آنے والا کوئی شخص خالی ہاتھ نہ جاتا اپنے سوال کے مطابق متاعِ دو جہاں حاصل کرتا

ایک ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہوتی ہے کہ وہ مکمل طور پر کتاب و سنت کا پابند اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شیدائی ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک منفرد مقام تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرون اولیٰ کے بزرگوں کی صف میں نظر

Marfat.com

آتے ہیں۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ کسی کے دل کی بات جان لینا کچھ بڑی چیز نہیں۔ ہاں اس کے دل کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف پھیر دینا البتہ بڑی بات ہے۔ میرے ہادی و مرشد حضرت سرکار ''کرماں والے'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان اتنی بلند ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں فرشتے بھی حکم کے منتظر دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔

منشی محمد حسین فیروز پوری کے چچا قصور میں رہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قصور سے پیدل روانہ ہوئے راستہ میں باتوں باتوں میں ایک شخص نے کہا ہم تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تب بزرگ مانیں گے جب آپ ہمیں ایسی چیز کھلائیں جو پہلے کبھی نہ کھائی ہو۔ یہ لوگ جب خدمت عالیہ میں پہنچے کھانے کا وقت تھا حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسبِ معمول ان کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد خادم کو کھانا لانے کا حکم دیا۔ جب یہ لوگ کھانا کھا رہے تھے تو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آہستہ سے ارشاد فرمایا۔ ''فقیروں کا امتحان نہیں لینا چاہیے'' اور کھیر کی ایک تھالی ان کی طرف بڑھائی، کھیر بے حد لذیذ تھی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا بھلا یہ کھیر کس چیز کی تھی۔ جب انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ کھیر ہرنی کے دودھ کی تھی۔ سبحان اللہ! انہیں وہی چیز کھلا دی جس کی راستہ میں ان میں سے ایک نے طلب کی تھی۔

میاں عبداللہ ساکن بھرچوکی کے ہمراہ ایک مرتبہ ایک نوجوان طالب علم بھی حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ راستہ میں مکئی کے ہرے بھرے کھیت دیکھ کر اس کا جی للچانے لگا۔ جب بارگاہ عالیہ میں پہنچا تو ایک رکاب میں ابلی ہوئی مکئی کے بھٹے رکھے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''یہ کھالو'' اسی اثناء میں گلی سے ایک شخص کی آواز اس کے کانوں میں پڑی ''کالے راجامن'' طالب علم کو پھر جامن کھانے کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت قبلہ نے گھر کے دریچہ سے جامن کی بھری ہوئی تھالی اٹھا کر ان کی طرف بڑھا دی اور فرمایا ''لو یہ بھی کھاؤ'' تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا ''ہر وقت کھانے پینے کی طرف ہی دھیان نہیں رکھنا چاہیے، کچھ اللہ اللہ بھی کرنا

Marfat.com

چاہیے"۔

اہل حاجت کی امداد:

کوئی حاجت مند حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں حاضر ہوتا تو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شکستہ حالی سے آگاہی فرماتے ہوئے چپکے سے اس کے پلے اتنی رقم باندھ دیتے کہ اس کی حاجت روائی ہو جاتی۔

قاضی ضیاء الدین لاہوری فرماتے ہیں کہ میں مقروض تھا اور اسی دوران ایک روز حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا، طبیعت میں سخت پریشانی تھی۔ جب آپ سے رخصت کا وقت آیا تو ارشاد فرمایا "تمہارے ذمہ کچھ قرضہ تو نہیں ہے" بولے "جی حضور تقریباً تین صد روپیہ کی رقم کا مقروض ہوں" فرمایا "خداوند کریم اپنے فضل سے ادائیگی کا سبب بنا دیں گے" قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ واپسی پر نہایت عمدہ طریقہ سے رقم کی فراہمی اور قرضہ کی ادائیگی کا چند دنوں کے اندر انتظام ہو گیا۔

مولانا مفتی محمد غلام جان متولی اونچی مسجد لاہور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بڑے اشتیاق کے ساتھ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب لوگوں کے ساتھ نیچے والے کمرے میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سادہ لباس میں ملبوس ایک صاحب بالائی منزل سے تشریف لائے اور میرے روبرو دوزانو بیٹھ گئے۔ میری یہ پہلی ملاقات تھی اور میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صورت آشنا نہ تھا، میرے ذہن میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو تصور تھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے بالکل مختلف سادگی کا مرقع تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا "کہاں سے آئے ہو؟" عرض کیا، لاہور سے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا "مولویوں کا فقیروں کے پاس آنے سے کیا مطلب" یہ بولے "انہیں بھلا فقراء سے کیا عداوت ہو سکتی ہے" پھر مولوی غلام مرشد صاحب اور مولوی احمد علی صاحب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بھی فقراء کو نہیں مانتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "آپ تو خفا ہو گئے۔ اچھا آپ کو کیا کام ہے؟" مولوی صاحب نے کہا حضرت میاں صاحب سے ملنا ہے۔ ابھی تک وہ اسی خیال میں تھے کہ ان کا مخاطب کوئی حضور کا خادم ہے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد کسی دوسرے شخص کی طرف

Marfat.com

متوجہ ہو گئے۔ پاس سے کسی شخص نے مولانا صاحب کو اشارہ سے بتلایا کہ حضرت میاں صاحب تو یہی ہیں۔ مولانا صاحب بہت پشیمان ہوئے کہ ان سے لاعلمی میں کیا کچھ سرزد ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر نیچے تشریف لائے ہاتھ میں کشف المحجوب کی ایک جلد تھی۔ کتاب مولوی صاحب کے ہاتھ میں دے کر فرمایا ''چار جگہ نشانیاں رکھ دی ہیں، دیکھ لیں'' اور خود پھر بالا خانہ پر تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب نے کتاب کھولی اور چاروں پر ان کے چاروں سوالات کے جواب تھے۔

1۔ قرآن پاک کی تلاوت بلا ناغہ کرنی چاہیے۔

2۔ برادری میں کسی سے مخالفت نہ پیدا کرو۔

3۔ فقراء کی صحبت کو غنیمت جانو۔

4۔ حتی المقدور علماء کی خدمت کرو۔

جوابات پر غور کر رہے تھے تو کاندھے سے رومال لینے کے لیے ہاتھ ادھر اٹھایا۔ اتنے میں سامنے سے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر نیچے تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا ''دیکھ لی آپ نے کتاب'' اور اس ارشاد کے ساتھ ہی مولوی صاحب کا رومال ان کے کندھے پر رکھ دیا اور ان کو رخصت کیا۔ مولوی صاحب رومال سنبھال کر اٹھے تو اس کے ایک کونے میں کچھ نقدی بندھی ہوئی تھی جو مولوی صاحب کی آمد و رفت کا کرایہ تھا۔

ماسٹر محمد احسان صاحب مرحوم بانی پیکو آرٹ پریس، حافظ عبدالرزاق اور ایک ہندو دوست کے ہمراہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماسٹر صاحب ایک اعتقادی مسئلہ میں الجھے ہوئے تھے اس کے حل کے متمنی تھے اور ہندو دوست سوچتے تھے کہ ماس کھانا چاہیے یا نہیں۔

پہلی ملاقات تھی حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بالا خانے سے تشریف لائے تو حاضرین سے پرسش احوال کرتے ان کے سامنے آ گئے ماسٹر صاحب بوجہ رقیق القلبی زبان سے کچھ نہ کہہ سکے، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ آپ۔ نے تسلی آمیز لہجے میں فرمایا ''تفسیر حقانی پڑھا کریں، کہیں سے مل جائے گی'' ان دنوں تفسیر حقانی بآسانی دستیاب نہیں ہوتی تھی۔

Marfat.com

لاہور پہنچ کر ان کو کافی تلاش کے بعد کتاب مل گئی اور اس کے مطالعہ سے ان کے شکوک وشبہات جاتے رہے۔

ہندو بابو سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ منوسمرتی کا مطالعہ کرو۔ اس نے منوسمرتی کا مطالعہ کیا تو اس میں گوشت خوری کے متعلق سب کچھ لکھا ہوا تھا۔ سبحان اللہ، کیا بے پایاں علم ہے کہ غیر مذاہب کے عقائد کی باتوں اور کتب کے حوالہ جات بھی بیان فرما دیئے۔

اصلاح عقائد:

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہدایت خلق کے منصب جلیلہ پر فائز تھے۔ اس زمانہ میں سب سے بڑا فتنہ انگریزی تعلیم اور تہذیب کے اثرات بد تھے۔ جن کی وجہ سے عوام الناس اور بالخصوص نوجوان طبقہ میں شعائر اسلام سے بیگانگی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ برملا انگریزی تہذیب کی تباہ کاریوں سے نوجوان نسل کو آگاہ کرتے اور اس کی پیروی سے باز رہنے کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ یہ خبر حکمرانوں کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی اور تفتیش احوال کے لیے سرکاری جاسوس مقرر ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''تم خواہ کتنی مدت یہاں پڑے رہو، تمہیں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ کلمہ طیبہ کو ہم چھوڑنے سے رہے'' آخر دوسرا شخص آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے دریافت کیا ''تم تھانیدار ہو یا حوالدار'' وہ شرمندہ ہو کر بولا ''جی حوالدار ہوں، کیا کروں، ملازمت ہے، جیسا حکم ہو کرنا پڑتا ہے'' مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ بھی نادم ہو کر واپس چلا گیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ حضرت قبلہ کے ہمراہ شاہ عالمی بازار، لاہور سے گزر رہے تھے۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں عصا تھا، جب شاہ عالمی دروازہ کے اندر پری محل کے چوک میں آئے تو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رک گئے، چہرہ مبارک کا رنگ سرخ ہو گیا۔ بازار پر نظر ڈالتے ہوئے عصا پر زور دے کر فرمایا ''یہ مکان کب نذر آتش ہوں گے'' تین مرتبہ بلند آواز سے یونہی ارشاد فرمایا۔ صوفی صاحب پریشان تھے کہ ہندوؤں کا گڑھ ہے کہیں کوئی فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو لیکن پھر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے اور کسی نے بات کرنے کی جرات نہ کی۔ اس فرمان کے تیس بتیس سال بعد یعنی

Marfat.com

1947ء میں یہ جگہ فرقہ وارانہ فسادات کا مرکز بن گئی اور سب مکانات و دکانات نذر آتش ہو گئیں۔ اب اس جگہ پھر نئی عمارات تعمیر ہوئی ہیں۔ اللہ کے بندوں کی نظر سے ماضی یا مستقبل کی کوئی چیز چھپی نہیں ہوتی۔

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصور میں تشریف فرما تھے۔ چوہدری نبی بخش سکنہ ترن تارن پکے شرابی تھے اور ہر وقت نشہ میں چور رہتے تھے۔ قصور میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شراب خوری سے توبہ کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ اس وقت حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خادم خاص بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بھی چوہدری نبی بخش کے حق میں سفارش کی۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبی بخش کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھ کر دو مرتبہ فرمایا ''توپی لیا کر ..... توپی لیا کر'' چوہدری نبی بخش نے بیان کیا کہ اسی وقت اس کے دل میں شراب سے سخت نفرت پیدا ہوگئی اور پھر اس کی بو بھی ان کے لیے بے حد تکلیف دہ ہوتی۔

تحصیل دار صاحب دیپال پور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقد تھے۔ حجرہ شاہ مقیم کے گدی نشین حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تشریف لائے اور تحصیل دار صاحب مذکور کے نام ایک سفارشی رقعہ تحریر کرنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ کا منشا یہ ہے کہ بھائی کا حصہ بھی آپ کو مل جائے۔ مگر وہ رقعہ حاصل کرنے پر اصرار کرتے رہے۔ بالآخر حضرت قبلہ نے رقعہ تحریر کر دیا کہ قرآن پاک کی رُو سے ان کا فیصلہ کر دیا جائے۔

شاہ صاحب نے باہر آ کر جب یہ الفاظ پڑھے تو مایوس ہوئے اور رقعہ تحصیل دار صاحب کو پیش نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاریخ مقررہ پر جب عدالت میں حاضر ہوئے تو تحصیل دار صاحب نے سب سے پہلا سوال یہی کیا ''لائیں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط مجھے دے دیں، وہ خط کہاں ہے؟'' انہوں نے پس و پیش کی اور ادھر اُدھر کی باتوں میں ٹالنا چاہا کیونکہ وہ تحریر ان کے خلاف تھی۔ تحصیل دار صاحب نے مقدمہ کی سماعت کے بعد عین قرآن پاک کے مطابق فیصلہ سنا دیا جس سے طرفین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہوئی۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائی میاں سر محمد شفیع مرحوم ایک مرتبہ علامہ

Marfat.com

محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ در دولت پر حاضر ہوئے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع کی۔ حضور میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''میں نہیں جانتا تجھے یا تیرے ڈاکٹر کو'' سر شفیع اپنا سا منہ لے کر رہ گئے لیکن جلد ہی دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور ان کو شرف باریابی حاصل ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے سامنے انگریزی معاشرت کی بھرپور مذمت کی اور فرمایا کہ انگریزی تمدن اور معاشرت نے ہمیں تباہ کر دیا ہے اور اس کا اثر ہمارے رگ وریشہ میں سرایت کر گیا ہے اس نے ہمیں دین کا چھوڑا ہے نہ دنیا کا، ہم نے جب سے اسے اپنایا ہے ہم پر خیر و برکت کے دروازے بند ہو گئے ہیں'' داڑھی منڈوانے پر ٹوکا اور انگریزی طور طریقوں کی مذمت فرمائی۔ علامہ جھٹ حضرت قبلہ سے معروض ہوئے ''بے شک حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گناہوں سے نفرت ہونی چاہیے مگر گناہ گار سے نہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع المذنبین ہیں'' ان کا یہ کہنا تھا کہ حضور میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دھیمے پڑ گئے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی اور ذکر خیر سن کر سب جوش وخروش (جو محض غیرت دین مبین تھی) ٹھنڈا پڑ گیا۔ علامہ صاحب مرحوم کی خاطر تواضع کی اور خوشی خوشی ان کو رخصت کیا۔

ایک دن ملک مہدی زمان خان ڈپٹی کمشنر گجرات حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی پوری اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا تھا، وہاں گیا تھا مگر تشنگی پھر حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کھینچ لائی ہے۔ مکان شریف بھی حاضری دی تھی۔ وہاں کچھ سکون قلب حاصل ہوا تھا۔ قرآن پاک کی تلاوت میں کبھی ناغہ ہو جاتا ہے حضرت دعا فرمائیں کہ ناغہ نہ ہو۔ آپ نے فرمایا ''کسی کام کے لیے جب کمشنر آپ کو حکم بھیجتا ہے تو آپ تعمیل کرتے ہیں یا اسے دعا کے لیے لکھتے ہیں۔ افسوس اس وقت تو خود بخود عمل ہو جاتا ہے''

دوپہر کے وقت ان کے لیے دسترخوان بچھایا گیا وہ کھانا کھانے کے لیے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے، حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''اس طرح تو شداد، ہامان اور فرعون بیٹھتے تھے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔

Marfat.com

اس لیے ہم مسلمانوں کو اسی طرح بیٹھنا چاہیے کہ جس طرح ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ ہمیں بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اور دائیں کو کھڑا کر کے کھانے کے لیے بیٹھنا چاہیے۔ اسلام ادب سکھاتا ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں میں تکبر آ گیا ہے۔ بے شک ؎

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

خدمت انسانیت:

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ شرق پور شریف میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی، ایک شخص اس موذی مرض میں مبتلا ہو کر چل بسا۔ لوگ اس کی میت چھوڑ کر بھاگ گئے سب ڈرتے تھے کہ کہیں وہ خود اس مرض میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ میت کسمپرسی کے عالم میں دیر تک پڑی رہی۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خبر ملی تو ایک خادم کو ہمراہ لے کر اس مکان میں پہنچ گئے اور میت کو لے کر ایک قریبی مسجد کی طرف بڑھے تو لوگوں نے مسجد کے کنوئیں پر میت کو غسل دینے سے روک دیا۔ آپ میت کو لے کر ایک اور کنوئیں پر گئے وہاں بھی لوگوں نے رکاوٹ ڈالی۔ آخر آپ نے کنوئیں سے دور ایک کھیت میں میت کو رکھ کر وہاں اسے غسل دیا، گھڑوں میں پانی بھر بھر کر لے جاتے رہے اور خود ہی اس کی تدفین کا انتظام کیا۔ انسانی ہمدردی کا یہ جذبہ خاصان خدا میں ہی نظر آتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہی تھی، حاجی عبدالرحمٰن پاس ہی تھے، ان سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا ''کچھ دیکھا ہے'' وہ ادھر اُدھر نظر دوڑا کر بولے: ''جی نہیں'' آپ نے فرمایا: ''ابھی دیکھ لو گے، چند منٹ کے بعد حاجی صاحب بول اٹھے ''جی دیکھ لیا ہے'' فرمایا ''کیا'' بولے: یہی کہ حضرت قبلہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے ہیں۔ سبحان اللہ مسجد کی تعمیر دیکھنے کے لیے کس شان کے بزرگ کا فیضان آیا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ایک وقت ایسا تھا کہ دنیا مجھے

Marfat.com

ایک تھالی کی مانند معلوم ہوتی تھی"

نیز ایک بار یہ بھی فرمایا کہ:

"میں ایک دفعہ شاہی مسجد لاہور گیا تو وہاں ایسے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ میرے پاس آ گیا ہے اور میں نے اس کا طواف کیا ہے"

وصال:

عمر کے آخری ایام میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحت بہت کمزور ہو گئی تھی حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے میں بھی دقت محسوس ہوتی تھی۔ رحلت سے چند ماہ قبل تو جمعہ کی نماز کے لیے بھی مسجد میں جانا دشوار ہو گیا تھا۔ عقیدت مند اور احباب دور دور سے نمازِ جمعہ کی برکات میں شامل ہونے کے لیے آتے تھے اور زیارت سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون حاصل کرتے تھے لیکن اب انہیں اس شرف سے بھی محرومی ہونے لگی تھی۔ مرض شدت اختیار کر گیا تو مخلص احباب کے مشورہ کے مطابق تبدیلی آب و ہوا کے لیے کشمیر کا سفر اختیار کیا چند ہی دنوں میں طبیعت اکتا گئی اور واپس لاہور تشریف لے آئے۔ لاہور کے تمام ڈاکٹروں اور حکماء نے تب محرقہ تشخیص کیا لیکن علاج معالجہ سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ چند دنوں کے بعد حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور سے شرق پور تشریف لے آئے۔ کہتے ہیں کہ رحلت سے دو ہفتے پہلے اردو زبان میں گفتگو فرمانے لگے اور نماز اشاروں سے ہی ادا کرتے تھے۔ وصال سے چند یوم پیشتر اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلایا اور حضرت سید نور الحسن بخاری شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بابا عبداللہ فیروز پوری کی موجودگی میں وصیت فرمائی۔

"گھبرانا نہیں۔ مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ جمعہ کی نماز پڑھانا باقی نمازوں اور مسجد کا اہتمام قاری ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حاجی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دینا۔ جمعہ کی نماز کے علاوہ وقتاً فوقتاً اور نمازیں بھی مسجد میں پڑھانا۔"

انہی ایام میں آپ عصا کے سہارے سے زنان خانہ میں تشریف لے گئے اور سب کو پیار کیا اور الوداع کہتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

''اب میں ڈوہراں والا جانا چاہتا ہوں''

3 ربیع الاول 1347 ہجری بمطابق 20 اگست 1928ء بروز دوشنبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عالم ناپائیدار سے رخت سفر باندھا، رات کے ساڑھے گیارہ بجے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ بوقت رحلت آپ کی عمر 65 برس تھی۔ آپ کو ڈوہراں والا قبرستان میں دفن کیا گیا۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اپنی قبر کے لیے زمین کے اس ٹکڑے کو پسند فرمایا تھا۔ یہ پاک قطعہ زمین اب انوار الیہہ کا مرکز اور فیض کا سرچشمہ ہے۔

خلفائے کرام:

حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی فیض کا یہ عالم تھا کہ طالبان راہ حق دور و نزدیک سے کشاں کشاں چلے آتے تھے۔ آپ سب کو سیراب کرتے چلے جاتے تھے۔ جو شخص بھی دین کی طلب میں یا دنیا کی غرض سے در دولت پر حاضر ہوا، محروم نہ لوٹا۔ سب کے ظاہر و باطن کو کتاب و سنت کے مطابق ڈھالنے کی سعی فرماتے رہے۔ یہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہی کمال ہے کہ جو شخص بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اس پر آپ کی نظر عنایت پڑی تو کایا پلٹ کر رکھ دی۔ دین حق کی پیروی کا جذبہ اور اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اس کے دل میں بھر دی۔ آپ کے ملنے والے اپنے چہرے کے نور اوضاع و اطوار اور لباس کی پاکیزگی سے فوراً پہچانے جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ لاکھوں بندگان خدا نے اس چشمہ معرفت سے فیض حاصل کر کے دولت دو جہاں حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متوسلین نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیضان حاصل کیا۔ پاک ہستیوں کے اس انبوہ کثیر میں بعض مقربین نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے زہد و تقویٰ عشق و محبت اور منازل سلوک میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی پر مامور فرمایا ان باکمال ہستیوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم اور طریقہ کو جاری رکھا۔ حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے حقیقی جانشین اور خلیفہ مجاز تھے۔ اعلیٰ حضرت سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین برس

Marfat.com

تک انتہائی خوش اسلوبی سے آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا انتظام چلایا اور عقیدت مندان دربار کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے مندرجہ ذیل حضرات بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری ''حضرت صاحب کرمانوالے'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری ''حضرت کیلیانوالے'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب ''بیربل شریف'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب ''مکان شریف'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب (قصور) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مندرجہ بالا نامور اور باکمال ہستیوں کے علاوہ معرفت کے اس نیز اعظم کے نور سے اور بھی کئی سینے منور ہوئے۔ جن کے ذکر کے لیے الگ دفتر مطلوب ہیں۔

اس کتاب میں قطب دوراں، شاہباز ولایت حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پاکیزہ زندگی کے حالات قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات جامع جمیع کمالات تھی۔ کتاب کے مطالعہ سے قارئین کو اس کی ایک جھلک نظر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز کو یہ ذکر دل نشیں انداز میں بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے میری نجات اخروی کا ذریعہ بنائیں۔ اس کتاب کے موجودہ ایڈیشن میں حضرت قبلہ کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لخت جگر، منظور نظر، قطب دوراں پیر طریقت غوث زماں سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات زندگی کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے بڑے صاحبزادہ سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے صاحبزادہ جناب پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات زندگی کا بھی مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اس سعی مشکور کو قبول و منظور فرمائے۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

بندہ مومن جب عشق ومحبت رسول اللہ ﷺ کی وادیوں سے گزرتا ہوا معرفت الٰہی کی منزل میں قدم رکھتا ہے تو اس کی کایا پلٹ چکی ہوتی ہے، اس کے قول وفعل فکر وعمل کے سب نقوش قرآن وسنت کے اتباع کامل پر مبنی ہوتے ہیں۔ عقل ودانش کے یہی دونوں سرچشمے دراصل ہر قسم کے عیب سے پاک ہیں۔ قیامت تک ان میں کوئی نقص یا رخنہ پیدا نہیں ہوسکتا۔ مومن کامل بھی قرآن وسنت کی روشن قندیلوں کی ضیاء سے رہنمائی حاصل کرتا ہے اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اور اس کے روزمرہ کے اعمال کا ہر جزو کتاب وسنت سے پوری پوری مطابقت رکھتا ہے۔ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے جو کلمات نکلتے وہ کتاب اللہ کی تفسیر اور سنت رسول مقبول ﷺ کی تشریح وتعبیر ہوتی تھی۔ ایسی بات زبان سے نہ نکالتے جس پر خود عمل پیرا نہ ہوتے۔ تصنع یا بناوٹ کو مطلق دخل نہ ہوتا تھا۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں تبرکاً آپ کے کچھ ارشادات نقل کیے جاتے ہیں یہ قیمتی موتی حرز جان بنانے کے قابل ہیں۔

☆ کم بخت وہ ہے جس کو آخرت کی فکر نہیں اور دنیا کی لذات میں مبتلا ہے۔ ایسی دولت جمع کرو جو تمہارے ہمراہ جاسکے۔ دنیا کا مال ومتاع تو اسی دنیا میں رہ جائے گا۔

☆ حماقت یہ ہے کہ اعتقاد رکھے اور عمل نہ کرے۔

☆ ایک بری عادت کو چھوڑنا سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔

☆ ایمان کی بناء چار اصولوں پر ہے۔ بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل کرنے

Marfat.com

کے لیے ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اصول یہ ہیں:

1۔ زبان کا اقرار 2۔ دل کی تصدیق 3۔ تن کا عمل 4۔ سنت کی مطابقت

1۔ جو زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔

2۔ جو شخص زبان سے اقرار کرے اور دل سے بھی تصدیق کرے مگر عمل نہ کرے وہ فاسق ہے اور فاسق اپنے قصور کے مطابق دوزخ میں جائے گا۔ کم از کم ایک ساعت یا زیادہ سے زیادہ ستر برس۔

3۔ جو شخص زبان سے اقرار کرتا ہے، دل سے تصدیق بھی کرتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے مگر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت میں تغافل کرتا ہے وہ بدعتی ہے اور بدعتی دوزخ میں جائے گا۔

☆ اگر تم میں یہ تین عادات ہوں تو حساب آخرت میں آسانی ہوگی اور مولا کریم جنت میں داخل کریں گے۔

1۔ جو تم کو نہ دے تم اس کو دو اور محروم نہ رکھو۔

2۔ جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو۔

3۔ جو رشتہ دار تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملو جلو اور قطع نہ کرو۔

☆ حدیث شریف وہی ہے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا۔ اور قرآن شریف بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا، گویا قرآن شریف بھی حدیث ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق پر ہی قرآن شریف کی صداقت ہے۔

☆ ہر کام شروع کرنے سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیا کرو۔

☆ دنیا ایک دریا کی مانند ہے۔ آخرت اس کا کنارہ ہے اور اس دریا سے پار اترنے کے لیے ''تقویٰ'' کی کشتی چاہیے اسکے بغیر پار اترنا محال ہے۔ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ

Marfat.com

مسلمان بیکار باتوں کو چھوڑ دے اور ان میں میں مشغول ہو کر وقت ضائع نہ کرے۔

ظاہر کی پاکی باطن کی پاکی کے موافق ہو جب ہاتھ دھوئے تو چاہیے کہ دل کو حب دنیا سے دھوڈالے جب استنجا کرے تو جس طرح ظاہری پلیدی سے نجات حاصل کی اسی طرح باطن کو غیر کی دوستی سے پاک کرے۔

☆ تمام مخلوق ان تین صفات پر ہے۔

1۔فرشتے عقل رکھتے ہیں، مگر خواہش اور غضب نہیں رکھتے۔

2۔حیوان خواہش اور غضب رکھتے ہیں مگر عقل سے محروم ہیں۔

3۔انسان خواہش اور غضب اور عقل تینوں رکھتا ہے اگر انسان خواہش اور غضب کو تابع عقل کرے تو فرشتہ کا اعلیٰ درجہ حاصل کرے لیکن عقل کو خواہش اور غضب کے تابع کرنے سے یہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ انسان لذت حیوانی اور خواہش نفسانی کی طلب تو کرے مگر بقدر ضرورت وہ بھی ایسی جیسے مصالحہ کی مقدار طعام میں ہوتی ہے۔

☆ زندگی کو بہتر نہ سمجھو جب تک کوئی بہتر کام تم سے نہ ہو۔

☆ کسی میت کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرو۔

☆ شریر وہ ہے جو کہ شرارت کرے اور غرباء کو ستائے، وہ ہمیشہ بھوکا رہتا ہے جس کو طعام سے سیری ہو جاتی ہے۔

☆ جس کو مال سے تونگری ہوتی ہے وہ ہمیشہ درویش ہے۔

☆ جو لوگوں سے حاجت چاہتا ہے وہ محروم ہے۔

☆ جو اپنے کام میں خدا سے یاری نہیں چاہتا، خوار ہوتا ہے۔

☆ جو آدمی جوانی میں خدا کے فرمان کو ضائع کرتا ہے، خداوند تعالیٰ بڑھاپے میں اس کو خوار کرتے ہیں۔

☆ جو آدمی ایک دن صدق دل سے خدمت کرتا ہے، اس ایک دن کی برکت ساری مخلوق

Marfat.com

کو پہنچتی ہے، پس اس کا کیا حال ہوگا جو ساری عمر خدمت میں رہتا ہے۔

☆ چھ آدمی چھ چیزوں کے سبب دوزخ میں جائیں گے۔

1۔ عرب کے لوگ تعصب اور عداوت کی وجہ سے

2۔ گاؤں کے رئیس تکبر کی وجہ سے

3۔ سوداگر دغابازی کی وجہ سے

4۔ عوام جہل کے سبب سے

5۔ حاکم ظلم کی وجہ سے

6۔ عالم حسد کی وجہ سے، کیونکہ حسد نیکیوں کو جلا دیتا ہے اور حاسد کا کوئی مددگار نہیں۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت علی المرتضی اسد اللہ الغالب مطلوب کل مظہر العجائب والغرائب کرم اللہ وجہہ نے ایسی حکمت آموز باتیں بیان کیں جن کی طرف کسی کا ذہن نہیں دوڑا: ۔ مثلاً

1۔ جس کی بات میں نرمی ہوگی اس کے دل میں محبت کا ضرور مادہ ہوگا۔

2۔ جس بندہ نے اپنے نفس کی قدر پہچانی، وہ کبھی ہلاک نہ ہوا۔

3۔ جس سے چاہے مانگ مگر اس بات کا یقین کر لے کہ تو اس کا قیدی ہو چکا ہے اور جس کو چاہے دے، تو اُس کا حاکم و امیر ہوگا اور تو جس سے چاہے استغنا اور بے پروائی برت، انجام کار اُسی جیسا ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمان کو کفر سے اجتناب کرنے کے بعد چاہیے کہ اپنی آنکھ، کان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں، دل اور زبان کو صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے روکے۔

فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام اور قرآن کا صرف نشان باقی رہ جائے گا۔ مسلمانوں کی مساجد آباد ہوں گی مگر درحقیقت وہ

Marfat.com

ہدایت سے خالی ہوں گے۔ اس زمانے کے علماء روئے زمین کے آدمیوں میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے، انہیں کی طرف سے فتنہ وفساد شروع ہوگا اور انہیں پر ختم ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں گرفتار ہوں گے، ان کی بڑائی دنیا کی دولت کے لحاظ سے ہوگی، ان کا قبلہ عورتیں ہوں گی، ان کا مطلوب سیم وزر ہوگا۔ یہ لوگ خدا کے بندوں میں سب سے زیادہ بُرے ہوں گے، حالانکہ خداوند کریم کے نزدیک ان کی کچھ وقعت نہ ہوگی اور یہ وہ زمانہ ہوگا جب لوگ دین کو مٹا دیں گے اور بدعتیں جاری کریں گے، اس وقت جو کوئی میری سنت پر عمل کرے گا، غریب تنہا رہ جائے گا اور جو بدعت کی پیروی کرے گا، پچاس ساٹھ سے زائد اس کے مصاحب بن جائیں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ، کیا ہمارے بعد کوئی ہم سے افضل ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہاں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بولے، حضور! وہ لوگ کس طرح رہیں گے؟ فرمایا ''جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے، اسی طرح سے ان کے دل گھلا کریں گے، ان کی زندگی اس طرح ہوگی جیسے سرکہ کے کپڑے سرکہ میں بسر کرتے ہیں۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ، صلی اللہ علیک وسلم! وہ لوگ دین کی حفاظت کس طرح کریں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جس طرح تم انگیٹھی کی حفاظت کرتے ہو، چھوؤ تو بجھ جائے ہاتھ لگاؤ تو جل جائے۔''

فرماتے جو آدمی چالیس سال تک مال شبہ کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ بقول حضرت ابن مبارک رضی اللہ عنہ کہ شبہ کا ایک درہم واپس پھیر دینا میرے نزدیک ایک سے چھ لاکھ درہم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے، فرمایا شبہ کے مال سے ایک آدمی لقمہ کھاتا ہے اس سے اس کا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے اور اصلی حالت پر نہیں آتا۔

☆☆☆

Marfat.com

تیسرا باب

ابتدائی حالات زندگی

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مشتمل بر احوال و آثار

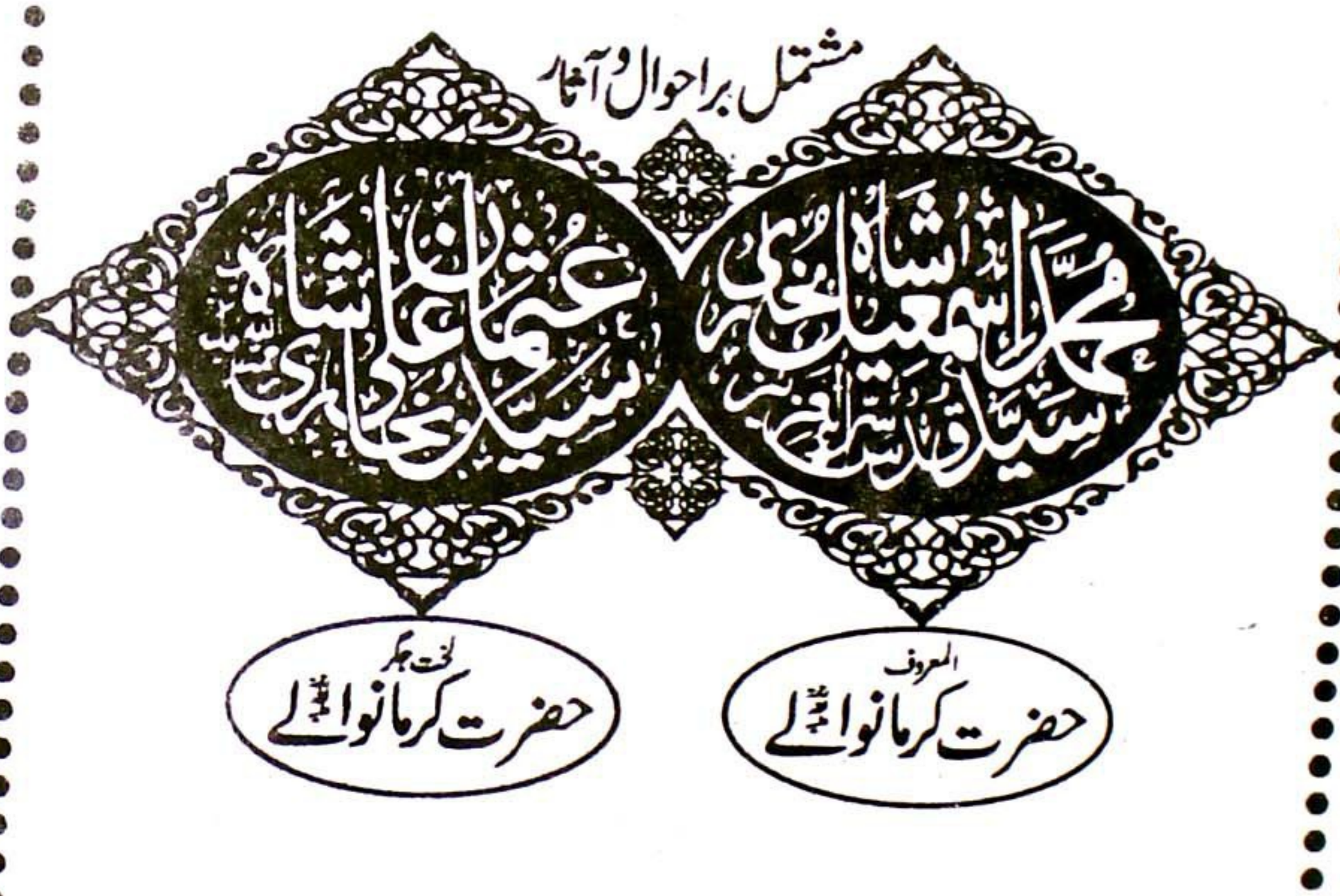

Marfat.com

ولادت باسعادت حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب سادات اُچ شریف حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سندھ سے سرزمین پنجاب میں آئے اور مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر سکونت اختیار کرتے رہے۔ آپ کے بزرگوار جدامجد بالآخر تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں دریائے ستلج کے کنارے ضلع فیروز پور کی حدود میں آ کر آباد ہو گئے۔ آپ کے والد بزرگوار سیّد سَید علی شاہ المعروف سیّد سکندر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی خاندانی وجاہت، نیکی اور پاک بازی کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت سید علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کی چار دیواری اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک باسعادت بچے کی پیدائش سے مطلع انوار بننے والی تھی۔ تیرھویں صدی ہجری کے آخری سالوں میں اس وجود مسعود نے عالم شہود میں قدم رکھا آپ کے جسد پاک کی شکل میں اس نور نے ظہور فرمایا جس کی روشنی سے ایک عالم منور ہونے والا تھا۔ آپ موضع کرموں والا ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں دریائے ستلج کے بائیں کنارے تھوڑے سے فاصلے پر ریت کے ٹیلوں میں واقع ہے اور شہر فیروز پور سے تقریباً پندرہ میل مشرق میں ہے۔ آپ کا سن ولادت 1297 ہجری یا 1298 ہجری ہے۔ سن عیسوی کے مطابق یہ مبارک سال 1883ء یا 1884ء تھا۔ آپ کا اسم مبارک سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری تجویز ہوا۔

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہو ولعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ آپ اپنے چچا قطب الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ مانوس تھے اور زیادہ وقت ان کے پاس ہی گزارتے تھے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع

Marfat.com

کرائی گئی۔ایک متقی اور شریف الطبع استاد مولوی رحمت علی مرحوم نے آپ کو بسم اللہ کرائی اور قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروجہ عربی فارسی کتب کی تعلیم حاصل کی۔

حصول علوم دینیہ

ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم ان دنوں تشنگان علم دین کے لئے ایک چشمہ فیض تھا۔آپ نے وہیں کا قصد کیا۔بوقت رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا'' برخوردار!وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل و قال تک محدود ہو۔'' چنانچہ ابتدا سے ہی آپ کے دل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہوگئی۔یہ بات آپ کے دلنشیں ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم سے تکمیل علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں داخل ہو کر وہاں دورہ حدیث ختم کیا۔

قیام دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ایسی مجالس اس مدرسہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں۔نو آموز طلبہ کثیر تعداد میں شریک محفل تھے۔علمی تقریریں ہو رہی تھیں۔طلبہ اپنی قابلیت کے جوہر دکھا رہے تھے۔صدر مجلس نے آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا''آپ بھی کچھ کہیں گے؟''

مشفق استاد کا اشارہ پا کر آپ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

آپ نے آیۃ مبارک:

اَیْنَمَا تَکُوْنُوْ یُدْرِکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُشَیَّدَۃٍ۔

تلاوت فرمائی اور اس کی تفسیر میں اردو زبان میں ایسی تقریر دل پذیر کی کہ سب اساتذہ عش عش کر اٹھے اور آپ کے ہم عصر ہندوستانی طلبہ انگشت بدنداں رہ گئے۔دنیا کی بے ثباتی اور یاد الٰہی کی اہمیت کو نہایت وضاحت سے بیان کیا۔اس دن سے اساتذہ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

Marfat.com

دینی علوم کی تحصیل کے لئے آپ مدرسہ نعمانیہ لاہور میں بھی کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے۔ شمالی ہندوستان میں یہ مدرسہ دینی علوم کا سرچشمہ تھا اور ان دنوں جامع عالمگیری (بادشاہی مسجد) سے ملحق تھا۔ بڑے بڑے فاضل علماء یہاں درس وتدریس کا کام سرانجام دیتے تھے۔

منازل سلوک

جن دنوں آپ نے تکمیل علوم ظاہری کی غرض سے سہانپور اور دہلی کا عزم کیا' ان ہی ایام میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے ایک بزرگ حضرت مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیروز پور شہر میں جلوہ افروز تھے۔ ان کا شہرہ ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ سلسلہ چشتیہ کے یہ بزرگ تشنگان راہ حقیقت کو جام معرفت سے سیراب کر رہے تھے۔ آپ بھی حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ چشتیہ میں نسبت حاصل کی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ سہانپور چلے گئے۔ تحصیل علوم ظاہری کے بعد آپ وطن مالوف موضع کرموں والا میں واپس آ گئے۔ ایک چھوٹی سی مسجد میں چند طالب علم جمع کر کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مگر اب کچھ اور ہی لگن اور تڑپ ہر وقت بے قرار رکھتی تھی۔ دل میں علم باطن کے حصول کے لئے بے پناہ تشنگی پیدا ہو چکی تھی۔ وطن واپس آئے تو حضرت مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو چکا تھا جلد ہی بخت نے یاوری کی اور مشائخ نقشبندیہ قدس اسرارھم کی ارواح طیبہ نے رہبری کی۔ ان دنوں شہر لاہور سے جنوب مغرب کی جانب قصبہ شرقپور شریف میں شبلی دوراں، جنید زماں، قدوۃ العارفین، زبدۃ الواصلین، محبوب حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم تاب بن کر آسمان طریقت پر چمک رہے تھے۔ توحید ورسالت کے پروانے دیوانہ وار اس شمع دل افروز کے گرد جمع ہو رہے تھے۔ تمام ہندوستان میں آپ کے تقویٰ اور علم وعرفان کی دھوم مچی ہوئی تھی ایک مجذوب جنون شاہ نے آپ کو فرمایا ''شاہ صاحب! آپ کا حصہ شرقپور شریف میں ہے۔ چنانچہ آپ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوقت ملاقات دریافت فرمایا' ''شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟'' آپ نے عرض کیا '' حضور پڑھا تو ہے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا'' قبلہ حضرت میاں صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اللہ کریم سمجھ بھی عطا فرما دیں گے کمال مہربانی سے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چاول کی ایک پلیٹ کھانے کے لیے عطا فرمائی آپ وہ چاول نوش فرماتے جاتے تھے اور روحانی منازل طے ہوتی جاتی تھی۔ اس پہلی ہی ملاقات میں حضرت میاں صاحب نے نسبت نقشبندیہ القا فرمائی اور دیر تک توجہ عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ پھر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے۔" شیخ کامل کی پہلی نظر کیمیا اثر نے آپ کے دل کی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ بعد ازاں آپ نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں کئی بار حاضری دی اور جلدی جلدی منازل سلوک طے کرتے گئے۔ حتیٰ کہ شیخ کامل نے مکمل طور پر اپنے رنگ میں رنگ دیا۔

عطائے خلافت: تمام منازل سلوک طے کرنے کے بعد آپ کے پیر حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خلافت عطا کرنی چاہی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ خلافت وصول کرنے کے لیے میری تین شرائط ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استفسار کرنے پر آپ نے فرمایا کہ میری پہلی شرط یہ ہے کہ میرا کوئی مرید جہنمی نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ کوئی شخص جو ایک مرتبہ بھی میرے پاس محبت عقیدت سے آئے وہ جہنمی نہ ہو تیسری شرط یہ ہے کہ جو کوئی شخص میری قبر کی محبت وارادت سے زیارت کرے وہ جہنمی نہ ہو۔ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب یہ شرائط تو بہت سخت ہیں ان کے لیے (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجازت لینی پڑیگی۔ چنانچہ آپ جب اگلی مرتبہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا شاہ جی آپ کی تینوں شرطیں منظور ہیں اور آپ کو خلافت سے نواز دیا۔ سبحان اللہ پیر ہو تو ایسا اور لاڈلا مرید ہو تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان والا۔ اعلیٰ حضرت گنج کرم کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واحد خلیفہ تھے جنہوں نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات میں ہی مرید کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضلع فیروز پور اور اس نواح سے آنے والے طالبان طریقت سے فرما دیا کرتے تھے کہ شاہ صاحب (حضرت کرمانوالے) وہاں موجود ہیں۔ ان سے مل لیا کرو۔ ایک ہی بات ہے اتنی دور آنے کی کیا ضرورت ہے:

سال عیسوی 1945ء تک آپ موضوع کرموں والا میں مقیم رہے۔ یہی مقام مرجع خاص و عام بنا رہا۔ اہل طلب کے لئے یہی کعبہ مقصود تھا۔ اس آفتاب ولایت کی روشنی دن بدن

Marfat.com

دور دور تک پھیلتی جارہی تھی اور لوگ جوق در جوق اس آستانہ عالیہ پر اکتساب فیض کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ طالبین کے احوال کی درستی اور ان میں شریعت وسنت کی پیروی کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے آپ کی ہمت باطنی کام کر رہی تھی۔ غیر مذاہب کے لوگ بھی کثیر تعداد میں آتے اور فیضیاب ہوتے۔ ان میں سے بعض ہندو اور سکھ حضرات کو ذکر وفکر میں مشغول، تہجد گزار اور صوم و صلوٰۃ کا پابند دیکھا گیا۔ بعض میں یقیناً ان کا ظاہری حجاب بھی اسی طرح دور ہو گیا ہوگا جیسے کہ ان کے باطنی حجاب ختم ہو چکے تھے۔ پیر امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ (آستانہ عالیہ گجومتہ شریف لاہور) نے بتایا کہ حضرت صاحب نے ان سے فرمایا ''مجھے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت سپاہیے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے مجھے ایک گھر دکھایا جس کے دو دروازے تھے اور فرمایا ایک دروازہ دین کا ہے اور دوسرا دروازہ دنیا کا ہے۔ آپ کون سا دروازہ لینا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو دین کا دروازہ چاہیے۔ انہوں نے کہا اگر آپ دین کا دروازہ اختیار فرمائیں گے تو دنیا خود بخود پیچھے آجائے گی۔'' آپ نے فرمایا یہ تینوں بزرگ تارک الدنیا تھے اس لیے میں نے بھی اس دن کے بعد علائق دنیا چھوڑ دیئے۔ ترک علائق کے سلسلہ میں آپ پاکستان بننے سے دو سال پہلے ہی آپ اپنے آبائی گاؤں کرموں والا کو چھوڑ کر فیروز پور چھاؤنی کے قریب موضع اچھے والا میں اقامت گزین ہو گئے تھے۔ دو سال کا عرصہ (یعنی 1945ء سے قیام پاکستان تک) آپ نے اسی موضع میں ایک چھوٹے سے خیمہ میں گزار دیا۔ یہ ترک علائق کی ایک منزل تھی۔ اس خیمے میں آپ کے بستر' کپڑوں کی گٹھڑی اور چند کتابوں کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ اسی جگہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ ''مولوی صاحب! ایسی جگہ ہونی چاہیے جہاں مکانات قبلہ رخ ہوں' پاس ہی پکی سڑک ہو۔ ریلوے لائن ہو اور نہر ہو۔ سب ساتھ ساتھ ہوں تاکہ بیلیوں (مریدین/عقیدت مندوں) کو آمد ورفت میں آرام رہے۔ وہاں سے ریل میں سوار ہو کر سیدھا مدینے شریف چلیں'' کسے معلوم تھا کہ آپ موجودہ دربار حضرت کرمانوالہ شریف کا نقشہ اپنی نظر کے سامنے رکھ کر زبان مبارک سے اس کی نشاندہی فرما رہے تھے اور مدینہ شریف جانے سے آپ کی کیا مراد تھی۔ یقیناً وصال محبوب ﷺ کی طرف اشارہ تھا۔

Marfat.com

ہجرت:

قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کی سنت پر عمل کرتے ہوئے موضع کوئیکی میں تشریف فرما ہوئے اور وہاں دو ماہ قیام فرمایا پھر قصور سے ہوتے ہوئے پاکپتن شریف پہنچے اور وہاں عید گاہ اور مسجد تعمیر کروائی۔ ہمراہیوں کو عارف والا کے قریب ایک گاؤں چک نمبر 57/E.B میں آباد کرنے کے بعد آپ 1950ء میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر شرقپور شریف حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ تقریباً تین ہفتے لاہور میں ہی مقیم رہے اور درگاہ مبارک حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دیتے رہے۔ یہیں سے آپ رخصت ہو کر اوکاڑہ پہنچے اور ایک چھوٹے سے ریلوے کوارٹر میں ڈیرہ لگا دیا۔ جب کچھ عرصہ بعد موضع پکا چک 56/2L میں مکان مل گیا اور مزروعہ اراضی بھی مل گئی تو آپ نے اس گاؤں میں مستقل رہائش اختیار فرمالی۔ یہ گاؤں پکا چک آپ کے مبارک قدموں کی برکت سے حضرت کرمانوالہ شریف بن گیا۔ یہیں اب رشد و ہدایت کا دریا ٹھاٹھیں مارنے لگا اور تشنگان جام وحدت اپنی پیاس بجھانے لگے۔ یہی مقام توحید و رسالت کے نور سے معمور ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے زرعی جائیداد بھی دے دی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے یہاں ریلوے اسٹیشن بھی کھل گیا کیونکہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ میرے پاس آنے جانے والے ''بیلیوں'' (مریدین) کو سفر کی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ لوگ دور و نزدیک سے حاضر ہوتے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وسیع لنگر خانہ مہمانوں کے لیے شب روز کھلا رہتا۔ کم از کم اس دور میں اتنے وسیع و عریض لنگر شریف کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ یہ کبھی گوارا نہ فرماتے کہ کوئی وہاں حاضر ہو اور وہاں سے بھوکا پیاسا چلا جائے بلکہ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی ادنیٰ کرامت تھی کہ اکثر احباب حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دستر خوان کی ریزہ چینی کو

Marfat.com

سعادت سمجھتے اور لقمے کے حلق سے اترتے ہی ان کے قلب کی کیفیت میں نمایاں تبدیلی آنے لگتی۔ اکثر مہمان یہ سمجھتے کہ شاید عام لنگر کے علاوہ خاص آدمیوں کے لیے لنگر کے خاص کھانے مہیا کیے جاتے ہیں اور حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ خود بھی اپنے لیے کوئی پرتکلف کھانا تیار کراتے ہیں لیکن یہ ہر بات ہرگز نہیں تھی۔ عام لنگر کی چیزیں خاص لنگر (جو چند مخصوص اصحاب کے لیے ہوتا تھا) میں بھی مہیا کی جاتیں لیکن علیحدہ دسترخوان وغیرہ میں پیش کی جاتیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پینتالیس مربع زمین تھی لیکن اس میں گندم کے علاوہ اور کوئی نقد آور فصل کبھی کاشت نہیں کی گئی اور نہ ہی اتنی وسیع زمین کی زیر کاشت گندم بازار میں فروخت کی گئی بلکہ وہ تمام مریدین/متوسلین کے لنگر شریف میں کام آتی ہے۔

حلیہ مبارک

ذکر وفکر اور مراقبہ ومجاہدہ بے شک روحانی ترقی کا موجب ہیں لیکن اپنے شیخ سے رابطہ قائم رکھنا قرب الٰہی حاصل کرنے کے سب راستوں سے قریب کا راستہ ہے۔ آپ کا حلیہ مبارک اسی مقصد کے پیش نظر بیان کیا جاتا ہے کہ سالکان راہ طریقت و حقیقت اس کو وصول الی اللہ کا ذریعہ جان کر صاحب حلیہ کی طرف راغب ہوں اور فیوض وبرکات اس ذریعہ اور رابطہ سے حاصل کریں:

سایہ رہبر بہتر است از ذکر حق

(رہبر کامل کا سایہ ذکر حق سے بہتر ہے۔)

آپ کا رنگ گندمی اور قد متوسط تھا۔ جسم اطہر مائل بہ فربہی تھا۔ لیکن اتنا نہیں کہ تناسب اعضا باقی نہ رہے۔ آپ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی اور رخساروں اور پیشانی پر نور کی چمک تھی۔ آپ کشادہ ابرو تھے۔ آپ کی آنکھیں معرفت الٰہی کے نشے سے مست اور چمکدار تھیں۔ بینی مبارک بلند تھی۔ بائیں رخسار پر آنکھ کے گوشے کے قریب ایک بڑا مہاسہ تھا۔ آپ کا دہن مبارک نہ دراز تھا نہ کوتاہ۔ دندان مبارک زمانہ جوانی میں خوشنما تھے۔ ریش مبارک زیادہ گھنی نہ تھی جس کی لمبائی قدرتی طور پر ایک قبضہ پر رک گئی تھی۔ آپ لبوں کے

Marfat.com

بال کٹواتے تھے۔سر کے بال مبارک ریشم کی طرح نرم تھے۔مہینے میں ایک بار مشین سے کٹوا دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی استرے سے بھی صاف کرواتے تھے۔دونوں ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور انگلیاں باریک، پاؤں مبارک صاف اور تلوے نرم تھے۔آپ کے پسینہ سے خوشبو آتی تھی۔آپ حسن ملیح کے مالک تھے اور پرشوکت نظر آتے تھے۔

لباس

آپ سفید لباس پسند فرماتے تھے کبھی کبھی آپ نے صوفیانہ رنگدار لباس بھی زیب تن کیا۔پانچ گز لمبائی کا سفید باریک ململ کا عمامہ استعمال فرماتے تھے۔عمامہ کے نیچے پانچ کلیوں والی ململ یا چکن کی بنی ہوئی کلاہ نما ٹوپی ہوتی تھی۔کرتہ لمبا اور سفید پہنا کرتے تھے۔جس کا چاک سامنے کی طرف ہوتا اور تین بٹن لگے ہوتے تھے۔آستین کھلے ہوتے تھے۔بند بازوؤں والی یا کالر والی قمیض نہیں پہنتے تھے۔متوسط موسم اور سردیوں میں کرتے کے اوپر بند گلے کی لمبی صدری زیب تن فرما لیتے تھے۔محفل ہو یا تنہائی آپ کبھی ننگے سر نہیں رہتے تھے۔حتٰی کہ رات کو یا دن کو آرام کرتے وقت بھی سر مبارک پر ٹوپی موجود ہوتی۔جب کبھی ٹوپی سر سے ذرا سرکتی اسی وقت آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے پھر اسے درست فرما لیتے۔ایک سفید بڑا رومال یا چارخانہ رومال یا ململ کا دوپٹہ ہر وقت ہمراہ رہتا۔راستہ چلتے وقت یہ رومال بائیں کندھے پر ڈال لیا کرتے تھے۔تہہ بند سفید لٹھے کا ہی پسند خاطر تھا۔آپ کو پاجامہ یا شلوار پہنے کبھی نہیں دیکھا گیا۔پاؤں مبارک میں ہمیشہ سادہ جوتا دیسی ساخت کا پہنتے جس کی نوک نہیں ہوتی تھی۔انگریزی طرز کا جوتا کبھی آپ نے استعمال نہیں کیا۔سیاہ رنگ کا جوتا پسند نہیں فرماتے تھے۔اس لیے عموماً جوتے کا رنگ براؤن یا زرد ہوتا تھا۔جراب یا موزہ بھی کسی موسم میں آپ نے نہیں پہنا۔ہر روز فجر کی نماز کے بعد جوتے کا پاؤں بدل لیا کرتے تھے۔موسم سرما میں نیچے زمین پر آرام فرماتے اور روئی کی رضائی استعمال فرماتے۔گرمیوں میں ننگی چارپائی پر آرام فرماتے پاؤں کی طرف پائینتیوں پر کوئی چادر وغیرہ ڈال لیا کرتے تھے۔

Marfat.com

خورد ونوش

آپ سادہ غذا پسند فرماتے تھے۔ چھلنی میں چھانے بغیر گندم کے موٹے آٹے کی روٹی مرغوب تھی۔ جسے سالن کے ہمراہ استعمال فرماتے۔ لنگر میں پکنے والی دال اور کترا ہوا پیاز یا کوٹا ہوا پیاز اور سبز مرچ استعمال میں لے آتے تھے۔ کھانا بہت کم کھاتے تھے ایک روٹی یا اس سے بھی کم۔ میٹھے کھانے، مٹھائی و دیگر میٹھی چیزیں، میٹھے مشروبات چاول اور برف استعمال نہیں کرتے تھے۔ بھنے ہوئے چنے کے دانے کوٹ کر کبھی کبھی استعمال فرمالیا کرتے۔ چبڑ بھی کبھی کبار کھالیا کرتے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ ضرور دھویا کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانے کی ابتداء کرتے۔ گوشت یا سالن روٹی کے اوپر رکھ کر نہیں کھاتے تھے۔ لقمے چھوٹے ہوتے تھے اور خوب چبا کر تناول فرماتے۔ کدو اور کریلہ پسند فرماتے تھے۔ چائے پینے کی عادت نہ تھی بلکہ کلی اجتناب تھا۔ گائے کا تازہ دودھ نماز فجر کے بعد اور پھر نماز عصر کے بعد نوش فرماتے اس کے ہمراہ اسبغول کا چھلکا پھانکتے۔ دودھ میں میٹھا نہیں ملاتے تھے۔ ہر موسم کے پھل کبھی کبھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ کھانے سے فارغ ہوکر ہاتھ دھوتے اور منہ میں انگلی پھیر کر کلی کرتے تھے۔ دانتوں میں خلال بڑے اہتمام سے کیا کرتے تھے تولیہ یا رومال سے ہاتھ صاف کرنے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ
کَسَانَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْن

بعض اوقات ان کلمات کا بھی اضافہ فرماتے: مِنْ اُمَّۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ

Marfat.com

الطّاھِرِیْن بعدازاں خلال استعمال فرماتے، خلال کبھی ہاتھ دھوتے وقت بھی استعمال فرماتے۔

رمضان شریف میں عموماً آپ دودھ سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ سحری آخری وقت میں اور افطاری اول وقت پر کرتے۔ رمضان المبارک میں کھانا بہت تھوڑا کھایا کرتے۔ سحری اور افطاری کی دعائیں بلند آواز سے پڑھتے۔ 1

افطاری سے پہلے کافی دیر تک خاموشی سے دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ عام ایام میں آپ دن رات میں دو دفعہ کھانا تناول فرماتے۔ صبح کا کھانا عموماً دوپہر سے دو گھڑی پہلے کھا لیتے۔ رات کا کھانا نماز عشاء سے پہلے کھایا کرتے تھے۔

اخلاق کریمانہ

آپ نہایت خوش خلق اور خوش ذوق تھے۔ اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کے مالک تھے۔ اپنے عقید تمندوں کے علاوہ دیگر حضرات جو خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے، سب سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ویسے یہ ایک قدرتی امر تھا کہ سب حاضرین مجلس پر آپ کی ذات مبارک کی ایک ہیبت اور رعب سا طاری ہوتا تھا۔ جس کی وجہ سے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض قلبی اور روحانی بیمار جن کی باطنی حالت اصلاح طلب ہوتی تھی جب محفل مبارک میں آجاتے تو آپ پر جلالی رنگ غالب ہوتا تھا لیکن اس طرح اس شخص پر ہیبت اور رقت طاری ہو کر اس کی اصلاح کا کام آسان ہو جاتا تھا۔ بالعموم

☆۔ 1: سحری کی دعا: وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَان

میں نے ماہ رمضان کے اس روزے کی نیت کی

افطاری کی دعا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ○

اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی روزہ رکھا اور تجھ ہی پر ایمان لایا، تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا۔

Marfat.com

آپ جمالیات کا مرقع تھے۔

.....

نمود و نمائش اور ریا سے سخت نفرت تھی۔ حاضرین میں بھی اگر کوئی شخص ان امراض باطنی کا شکار ہوتا تو آپ پوری توجہ کے ساتھ اس کی اصلاح کا خیال فرماتے دست بوسی کرنا یا پاؤں کو چھونا سخت ناپسند تھا حتیٰ کہ رسمی مصافحہ کے شائقین کو سمجھانے کے لیے آپ کبھی فرمایا کرتے تھے کہ:

''ہر انسان کے دل میں سب سے زیادہ ماں کی محبت ہوتی ہے مگر یہ بتاؤ کہ گھر میں آتے جاتے وقت ماں سے کتنی دفعہ مصافحہ کیا جاتا ہے۔ محبت اور احترام دل سے ہوتا ہے۔ دل محبت سے لبریز ہونا چاہیے''۔

ویسے آپ مصافحہ کے خلاف نہ تھے۔ مجلس میں آپ کی تشریف آوری پر اگر کوئی شخص تعظیماً اٹھنے کا قصد کرتا تو آپ روک دیتے۔ کسی کو اٹھ کر کھڑا ہونے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ رخصت کرتے وقت محبت اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ محبت بھرے الفاظ زبان مبارک پر ہوتے:

''ایسا کہنا تو نہیں چاہیے کہ جائیں، اچھا خراماں خراماں جائیں۔ اَللّٰہُ حَافِظُنَا وَ حَافِظُکُمْ فِیْ کُلِّ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا''

پیدل سفر کے دوران ایک ہمراہی اپنے ساتھ رکھتے اور باقی ساتھیوں کو آگے یا پیچھے کچھ فاصلے پر چلنے کا حکم ہوتا تا کہ جلوس اور نمود و نمائش کی شکل نہ بنے۔ ساتھ چلنے والے شخص کو اپنی دائیں جانب لے کر چلتے۔ آپ ہر موقع پر سفر و حضر میں تسبیح کی نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔

.....

مجلس میں حاضر ہونے والوں کی عرضداشتیں سنتے جاتے اور دعا فرماتے جاتے۔ آپ کے فیضان نظر سے لاعلاج مریض شفایاب ہو جاتے اور مشکلات میں گھرے ہوئے لوگ

Marfat.com

مشکلات سے نجات پاتے۔ دعا کرنے میں آپ ذرا بھی بخل نہیں کرتے تھے۔ لبوں پر عموماً یہ دعائیہ کلمہ ہوتا تھا۔ ''اللہ فضل کرے'' دنیاوی امور کے لیے دعا کی غرض سے حاضر ہونے والے اگر سچی بات بیان کر دیتے تو آپ دعا فرمانے میں دیر نہ کرتے چونکہ آپ کے کشف کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی۔ اس لیے غلط بیانی کرنے والوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ نے فقیر سے کئی دفعہ فرمایا کہ مجھے لوگوں کے حالات کی جستجو اور تفتیش کی ضرورت نہیں ہے۔ سچی بات بتانے سے اقرار گناہ کی شکل پیدا ہوتی ہے اور اقرار گناہ میں توبہ کا پہلو نکلتا ہے۔ پس جب بات توبہ تک آ جاتی ہے تو رحمت حق جوش میں آ جاتی ہے۔ مولا کریم غفور الرحیم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ
فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَ
جَدُوا اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيْماً ○ (القرآن)

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں (یعنی گناہ کا ارتکاب کر لیں) اور آپ کے در دولت پر حاضر ہو جائیں اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کریں اور رسول بھی ان کی مغفرت کی سفارش کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاؤ گے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ عموماً قرض، مرض یا غرض لے کر آتے ہیں۔ یعنی دنیاوی مقاصد لے کر آتے ہیں۔ اللہ، اللہ سیکھنے والا اور ذکر و فکر کا شوق رکھنے والا تو کوئی ہی آتا ہے ، میں تو ایسے ہی لوگوں کے لیے بیٹھا ہوں۔

آپ کی مجلس میں سب لوگ دوزانو بیٹھتے تھے۔ صرف بعض بیماروں کو رخصت ہوتی تھی۔ آپ خود بھی دوزانو ہی بیٹھا کرتے تھے۔ ضعیفی کے زمانے میں آپ زمین یا چارپائی پر اس ° ورت میں لیٹتے کہ سر مبارک قبلہ کی جانب اور پاؤں مشرق کی جانب ہوتے۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر آپ کبھی نہیں لیٹے اور نہ ہی گھٹنے کھڑے کر کے۔ کعبۃ اللہ کی جانب پشت

Marfat.com

کرنا ناپسند فرماتے۔ شعائر اللہ کی تعظیم بدرجہ اتم فرماتے۔ غیر جاندار اور غیر مکلّف اشیاء مثلاً جاروب، لوٹا، درانتی وغیرہ کو بھی قبلہ رخ رکھنا سکھاتے۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ ہر ذی شعور انسان بھی اپنا رخ مالک حقیقی کی طرف ہی موڑ لے۔ اصحاب ذکر وفکر اور متبعین سنت کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرماتے۔ ہر چیز میں طاق عدد کو پسند فرماتے۔

.....

باوجود کشف کے آپ نام لے کر کسی کی اصلاح نہ فرماتے۔ بلکہ ستر احوال کا خیال رکھتے اور عمومی رنگ میں کسی کی لغزش یا خامی کا تذکرہ کر کے اس کے ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتے۔ اصلاح میں بڑی کوشش فرماتے۔ آپ کے فیضان صحبت سے دلوں سے غفلت کے پردے اٹھ جاتے اور ذکر وفکر میں مشغولیت حاصل ہو جاتی تھی۔ لوگ ذکر خفی کی تاثیر سے سرشار اور مسحور ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض کی زبان سے بے اختیار ھُوَ کا نعرہ نکل جاتا تو آپ فرماتے:

''بات تو یہ ہے کہ آدمی سمندر پی جائے اور لب خشک ہی رہیں''

.....

آپ پردۂ نسواں کے سخت پابند تھے۔ کبھی کوئی عورت آپ کی مجلس مبارک میں نہیں آ سکتی تھی۔ بلکہ پانچ چھ سال کی بچیوں کے آنے کی بھی ممانعت تھی۔ آپ نے اگر کسی وقت زنان خانہ میں جانا ہوتا تو پردے کا اہتمام ہو جاتا۔ محرم مستورات کے سوا کوئی عورت آپ کے روبرو نہیں آتی تھی۔ بچوں سے آپ شفقت سے پیش آتے اور بچوں کو انواع واقسام کی اشیاء کھانے کے لیے دیتے۔ ان سے محبت اور پیار کی باتیں کرتے۔ ان کے سر اور پشت پر دست شفقت پھیرتے۔ بچے بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ انسان تو کیا حیوانوں اور پرندوں سے بھی آپ ایسی نرمی سے پیش آتے کہ وہ بھی آپ سے بے حد مانوس ہو جاتے۔ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا اور لڑکے کا نام پوچھا جاتا تو آپ بالعموم یہ نام تجویز فرماتے نصر اللہ، لطف اللہ، انعام اللہ، عزیز اللہ یا فتح اللہ وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

آپ نہایت نفاست پسند اور راست گو تھے۔ کسی امر میں ذرا سی کجی بھی آپ کی طبیعت پر ناگوار گزرتی تھی۔ مسجد کی صفیں ہوں یا کھیتوں کے راستے یا حد بندی۔ کاغذ کی تراش ہو یا کاغذ پر کوئی لکیر، ہر چیز میں ذرا سا ترچھا پن بھی برداشت نہ فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ ہمیشہ اپنے عقیدتمندوں کے احوال کی درستی کی جانب متوجہ رہتے۔ شریعت مطہرہ یا سنت سنیہ سے انحراف یا روگردانی آپ برداشت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے جو عشق و محبت آپ کو حاصل تھا، اس کا تقاضا بھی یہی تھا۔ آپ ہمیشہ اس امر کے متمنی تھے کہ آپ کے عقیدت مند اور متوسلین دین و دنیا میں اعلیٰ مدارج پر پہنچیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا اور اس کا مال و دولت بری چیزیں نہیں ہیں، ان کا ناجائز مصرف ان کو برا بناتا ہے۔ مال کی محبت بری چیز ہے۔ مال و دولت حاصل کر کے نیک کاموں پر خرچ کرنا برا نہیں۔ دنیا کی دولت ایک خوشنما سانپ کی مانند ہے۔ جو شخص اس سانپ کا منتر جانتا ہے وہ اسے قابو میں رکھتا ہے ورنہ اس کا زہر ہلاک کر دیتا ہے۔

اول وقت پر تمام نمازوں کی ادائیگی کا بہت اہتمام فرماتے اور اکثر اوقات صفیں بچھاتے وقت خود ساتھ امداد فرماتے۔ صفوں کی درستگی کا خاص خیال رکھتے اور تکبیر پڑھنے سے پہلے تمام نمازی کھڑے ہو جاتے اور صفوں کو درست فرماتے۔ آپ خود بھی نمازیوں کے مونڈھے میں لکڑ کر صفیں درست فرماتے۔ اس کے بعد تکبیر اقامت پڑھی جاتی۔ قیام نماز میں دونوں پاؤں کے درمیان پانچ انگشت کا فاصلہ رکھنے کی تاکید فرماتے۔ رکوع و سجود میں تسبیح زیر لب پڑھنے کی تاکید ہوتی تھی۔ ہر نمازی کو خواہ وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو یا فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کر رہا ہو آپ نہایت خاموشی کے ساتھ پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ تا آنکہ ساتھ والے آدمی کو بھی آواز سنائی نہ دے۔ پہلی صف میں صرف وہ نمازی کھڑے ہوتے جن کی داڑھی شریعت کے مطابق ہوتی تھی۔ داڑھی منڈوانے والے اور کٹوانے والے اگلی صف میں نہیں کھڑے ہو سکتے تھے۔

Marfat.com

کرموں والہ (ضلع فیروز پور) میں سکونت کے ایام میں آپ خود بھی کبھی کبھی عصر کی نماز میں امامت فرماتے مگر وہاں عموماً ایک صاحب نسبت اور صاحب حال بزرگ المعروف میاں بالا رحمتہ اللہ (جو آپ کے مریدان با اخلاص میں سے ایک با کمال فرد تھے) امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ موجودہ دربار شریف کے قیام کے دوران مختلف اصحاب امامت کرتے رہے ہیں۔

وتر شب اول ہی ادا فرماتے عشاء کی نماز کے بعد آپ تخلیہ فرماتے۔ لیکن بعض اوقات نماز عشاء کے بعد بھی زائرین میں سے نعت خواں حضرات کو بلا لیتے اور اس کے بعد محفل نعت رات تقریباً بارہ بجے تک جاری رہتی۔

نماز کے دوران انگشت شہادت کو اٹھانا درست نہیں سمجھتے تھے اور اس کو نماز میں خشوع و خضوع کے خلاف سمجھتے تھے۔ اذان سے پہلے بھی صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا تھا۔

Marfat.com

کرمانوالہ شریف کی وجہ تسمیہ

اعلیٰ حضرت گنج کرم سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ضلع فیروز پور میں ہمارے گاؤں کا نام ''کرموں والا'' تھا لیکن حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے فرماتے کہ ''کرموں والا'' نہیں بلکہ کرمانوالہ کہا کرو' چنانچہ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ انڈیا سے ہجرت فرما کر پکا چک اوکاڑہ میں رہائش پذیر ہوئے تو اس چک کا نام بھی کرمانوالہ ہی مشہور ہو گیا اور آپ کا نام بھی حضرت کرمانوالے مشہور ہو گیا اور اسی نسبت کی وجہ سے آج تک اس کا نام حضرت کرمانوالہ شریف ہی لیا جاتا ہے۔ دراصل بزرگان دین کا نام اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی عطا ہے اور جب سرکار ﷺ سے کسی نام کی منظوری ہو جاتی ہے تو پھر اس بزرگ کو اصل نام سے زیادہ اس عطا کردہ نام سے یاد رکھا جاتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کے مشہور صحابی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے اصل نام سے بہت کم لوگ واقف ہیں ان کو تمام لوگ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس طرح حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے اصل نام حضرت عثمان بن علی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں اور داتا داتا کے نام سے ہی پکارتے ہیں کیونکہ یہ نام اللہ تعالیٰ اور دربار رسالت ﷺ سے عطا کردہ ہیں۔ اسی طرح آپ کو کرمانوالہ کا لقب بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عطا کردہ ہے۔

کرمانوالہ کا اردو میں معنی نیک بخت اور سعید کے ہیں۔

اس کے ہم معنی اور ہم وزن عربی زبان خصوصاً قرآن پاک میں بہت سے الفاظ آئے ہیں'

جیسے کریم۔ اکرم۔ مکرم اور کرام بلکہ کریم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفاتی اسماء میں سے ہیں جن کا معنی بھی کرم والا۔ نیک خصلت والا اور مہربان کے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

(۱) وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ○ (بنی اسرائیل: ۷۰)

بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو پاکیزہ چیزیں روزی میں دیں اور ان کو بہت مخلوق سے افضل کیا۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ○ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ○ (انفطار:۶)

اے انسان تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر ٹھیک بنایا پھر ہموار کیا۔

(۳) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (العلق: ۳، پارہ: ۳۰)

پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔

(۴) فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ○ (الفجر: ۱۵، پارہ: ۳۰)

لیکن انسان کو جب اس کا رب آزمائے اور اسے جاہ اور عزت دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔

(۵) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ. (سورۃ تکویر ۱۹۔ پارہ ۳۰)

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

(۶) وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ (سورۃ انفطار: پارہ ۳۰)

اور بے شک تم پر کچھ معزز نگہبان مقرر ہیں لکھنے والے

(۷) قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ (یٰس: ۲۷)

اس نے کہا (بنی نجار) کسی طرح میری قوم جانتی جیسے میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا۔

Marfat.com

(۸) اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط (الحجرات:۱۳)

بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

(۹) فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّ اَجْرٍ کَرِیْمٍ o (یٰسٓ: ۱۱)

اے نبی انہیں (مومنین) کو بخشش اور عزت ومکرم ثواب کی بشارت دے۔

(۱۰) اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ o فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ o لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ o

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۷. ۷۹)

کہ یہ بڑے رُتبے کا قرآن ہے (جو) کتاب محفوظ میں (لکھا ہوا ہے) اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں

اب میں قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

(۱) وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ o (سورۃ الانعام آیت ۵۹)

کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جس کا ذکر روشن کتاب (قرآن) میں نہ ہو۔

(۲) وَ کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ o (یٰس: ۱۲)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک روشن کتاب (قرآن) میں

مندرجہ بالا آیات سے اظہر من الشمس ہے کہ چونکہ ہر چیز کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر قرآن پاک میں نہ ہو۔ میرے ناقص خیال میں مندرجہ ذیل آیات اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان اقدس میں ہیں۔

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ..... الخ

(بنی اسرائیل: ۷۰)

اور اس آیت کا مفہوم اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ہم نے حضرت کرمانوالہ رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ کو بنی آدم میں بھیج کر نہایت کرم کیا اور یہ کرم نوازی صرف انسانوں کے لئے ہی نہ تھی بلکہ اس سے تمام خشکی اور سمندری مخلوق بھی فیض یاب ہوئی۔ انہی کے ذریعہ پاکیزہ رزق عطا کیا جاتا ہے اور ان کو اپنی کافی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

دوسری آیت

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

آپ اپنے زمانہ کے ولیوں کے سردار اور تقویٰ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے کیونکہ آپ نے ایک بیلی سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں نے بچپن میں بھی کوئی گناہ نہیں کیا حالانکہ بچپن میں ارادی یا غیر ارادی طور پر گناہ/غلطی ہو سکتی ہے لیکن آپ اس سے بھی مبرا تھے اس لئے مندرجہ بالا آیت بھی آپ کی شخصیت اور آپ کے کے تقویٰ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

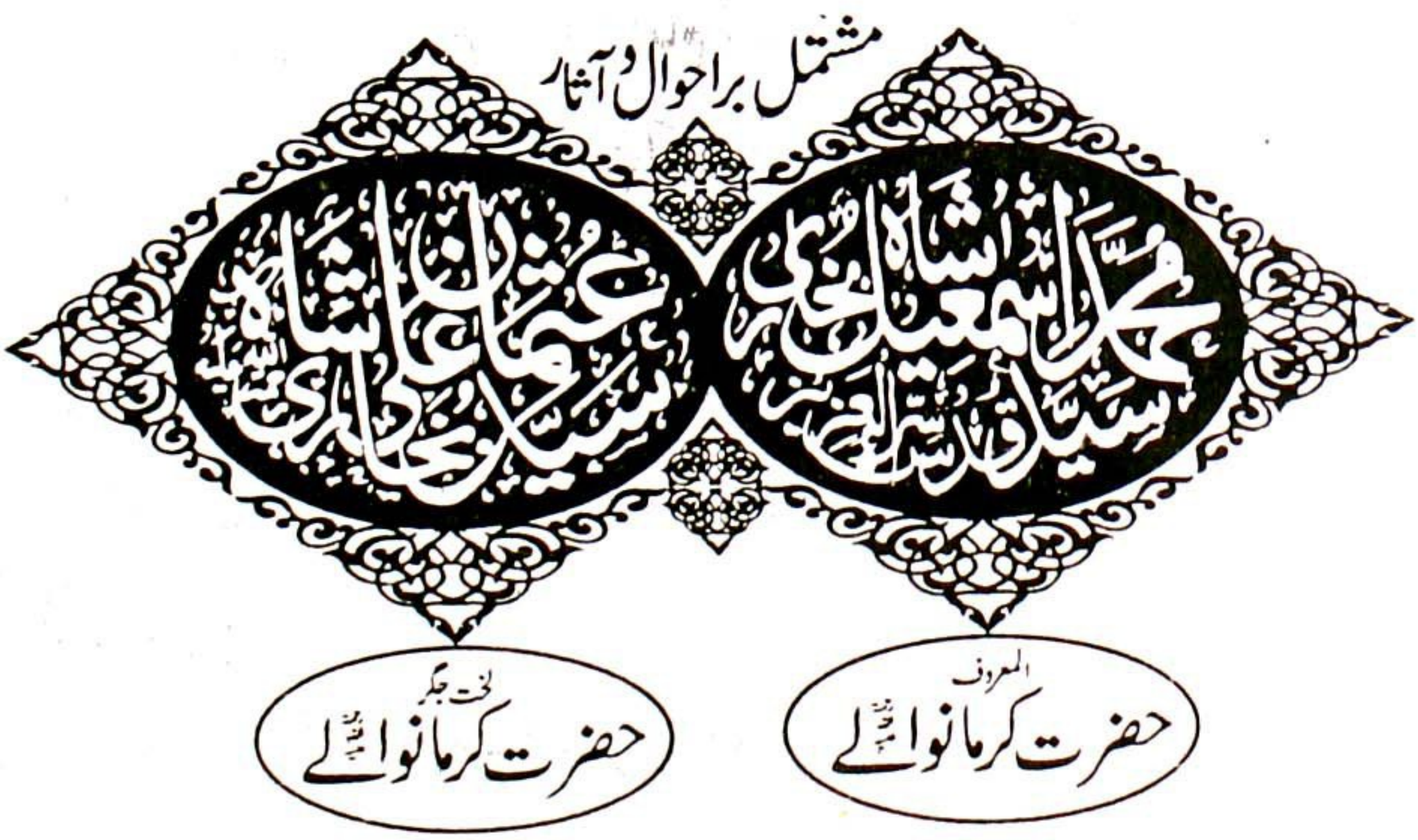
مشتمل بر احوال و آثار
محمد اسمٰعیل شاہ بخاری
سید قدوۃ العزیز
عثمان علی شاہ
سید بخاری
المعروف
حضرت کرمانوالے
لخت جگر
حضرت کرمانوالے

Marfat.com

چوتھا باب

معمولات وعبادات

سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مشتمل بر احوال و آثار

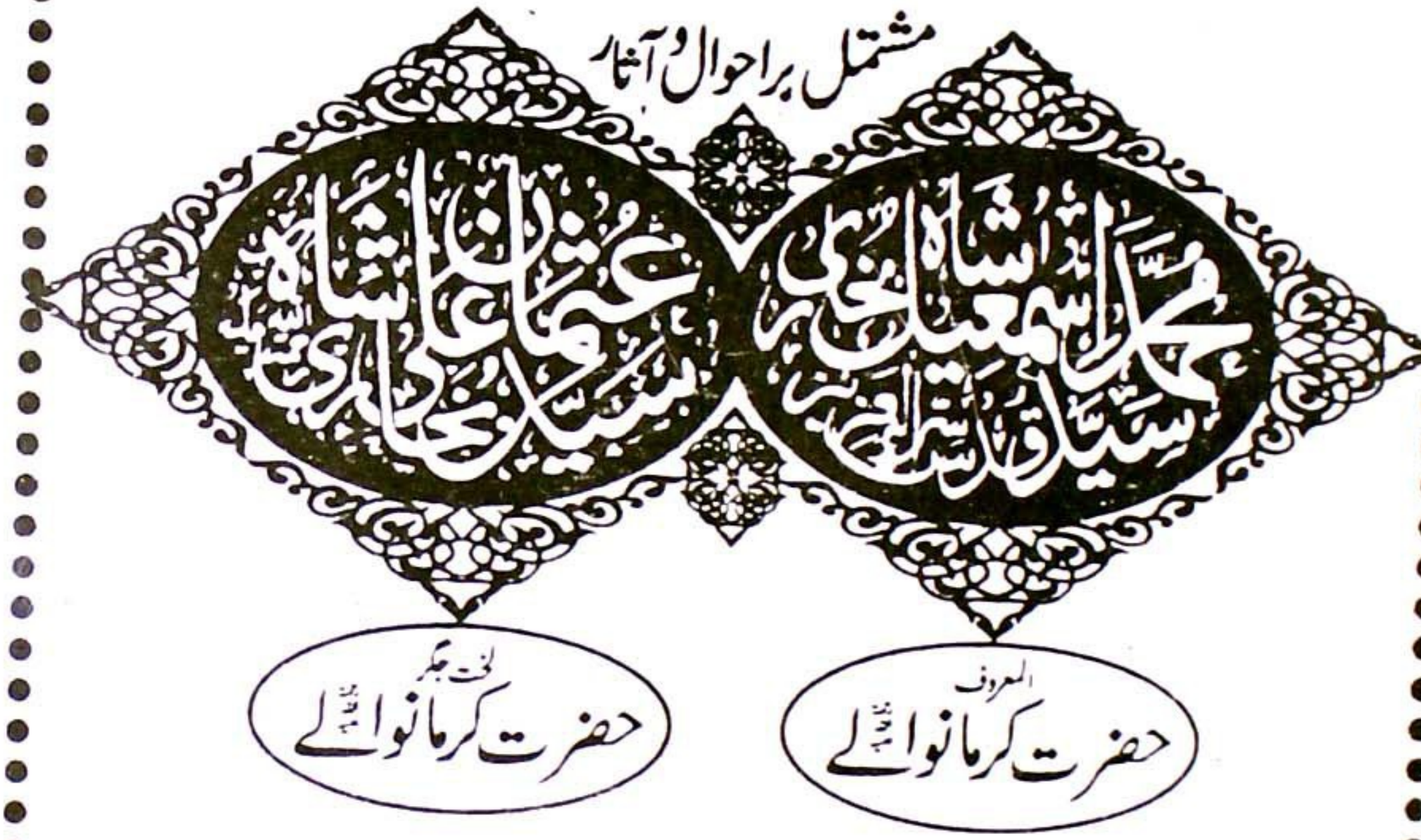

Marfat.com

معمولات وعبادات

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پچھلی رات تقریباً ایک بجے کے قریب بیدار ہوتے ااور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔تھوڑی دیر ستانے کے بعد آپ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے بستر سے اٹھتے اور بیت الخلاء کا رخ کرتے۔اندر داخل ہوتے وقت بایاں قدم پہلے رکھتے اور دعائے مسنونہ پڑھتے "اَللّٰھُمَّ اِنِیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ "باہر آتے وقت دایاں قدم پہلے باہر رکھتے اور دعائے مسنونیہ پڑھتے غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْر۔پھر وضو کرتے۔وضو کرتے وقت تمام اعضاء کو اچھی طرح دھوتے اور دعائیں پڑھتے جاتے۔بوقت ضرورت تیمم مٹی کی کچی اینٹ یا پتھر کے ٹکڑے پر دونوں ہاتھ مار کر پہلے روئے مبارک اور پھر دوسری دفعہ اینٹ یا پتھر پر ہاتھ مار کر دائیں اور بائیں بازو پر مسح فرماتے۔

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز تہجد ادا فرماتے۔نماز تہجد آپ خود بھی تمام عمر ادا فرماتے رہے اور اپنے بیلیوں/مریدین کو بھی اس کی ادائیگی کی تلقین فرماتے رہے۔نماز تہجد میں بارہ رکعت دو دو رکعت کر کے ادا فرماتے۔پہلی رکعت میں ثناء اور الحمد شریف کے بعد پانچ مرتبہ قل شریف پڑھتے جبکہ دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ قل شریف پڑھتے۔ان نوافل میں قل شریف سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھتے۔

تہجد کے بارہ نفل دو دو رکعت ادا کرنے کے بعد بڑے انہماک اور ذوق سے درود شریف تسبیح کے دانوں پر پڑھتے۔تسبیح لکڑی کے پانچ سو باریک دانوں کی تھی۔قبلہ رخ دوزانو بیٹھ کر انتہائی محویت اور حضور قلب سے درود شریف خضری پڑھتے۔فراغت کے بعد اکثر سجدہ ہائے شوق و عجز میں مصروف ہو جاتے اور کئی کئی طویل وقصیر سجدے بیک وقت کرتے چلے جاتے۔اس وقت ایک قسم کا وجد و کیف آپ پر طاری ہوتا تھا۔پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے جو کافی دیر تک جاری رہتی۔

صبح صادق پر موذن اذان کہتا تو آپ سنبھل کر بیٹھ جاتے۔ساتھ ساتھ کلمات اذان دہراتے جاتے۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آواز پر احترام کے ساتھ دونوں ہاتھوں

Marfat.com

کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے اور پڑھتے: قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 1؎

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم پڑھا کرتے تھے۔اذان کے خاتمہ پر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائے مسنونہ پڑھا کرتے تھے۔صبح کی روشنی کھل جاتی تو دو سنتیں ادا کرتے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد نماز فجر باجماعت ادا کرتے۔

☆-1 اذان میں انگوٹھا چومنا:۔

اور بیان کیا گیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان سنی اور دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما اور انگوٹھوں کو اپنی آنکھوں پر ملا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ کیوں کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور آپ کے اسم کی برکت حاصل کرنے کے لئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا کام ہے پھر جس شخص نے اس پر عمل کیا تو ضرور آنکھ کی تکلیف سے وہ بے خوف ہوا۔(درد علی الغرر 50)

قہسانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب موذن پہلی دفعہ کہے تو (سننے والا) کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری دفعہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہوں گے۔اور دلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ملنا موذن کے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کے وقت۔اور کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تو اس کے لیے میری شفاعت لازمی ہوئی اور اسی طرح خضر علیہ اسلام سے روایت کیا گیا ہے اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔ (طحطاوی شریف 122)

Marfat.com

نماز فجر کے بعد مختصر دعا مانگنے کے بعد اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام بیلیوں کے ساتھ مل کر بآواز بلند درودِ پاک " الصلوٰۃ والسلامُ علیک یارسول اللہ، وسلم علیک یاحبیب اللہ" ..... پڑھتے۔

نماز میں آپ عموماً صف کے ایک سرے پر ہوتے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے

☆۔ حاشیہ گذشتہ صفحہ: مستحب یہ ہے کہ موذن کے کلمہ شہادت اشہدان محمدً رسول اللہ کہنے کے وقت یہ کہا جائے صلے اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت کہے قُرَّۃُ عَیْنُنِی بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پھر کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِی بِالسَّمْعِ وَالْبَصَر دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو رکھنے کے بعد اس کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اس کے قائد ہوں گے۔ (ردالختار شامی 1/370)

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں :۔ (میں کہتا ہوں کہ یہ (عمل) جب صدیق اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل (انگوٹھے چومنے کا) کافی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازمی ہے۔

(موضوعات ملا علی قاری 64)

بعض سے بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اس نے اذان میں سنا اور اپنی دونوں مسبحہ انگلیوں کو اور انگوٹھوں کو اکٹھا کیا اور ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی اور ابن صالح نے کہا اور بعض بزرگوں سے بھی سنا کہ اپنی دونوں آنکھوں کو ملتے وقت کہے صلی اللہ علیک یا سیدی یارسول اللہ یا حبیب قلبی یا نور بصری و یا قرۃ عینی تو آپ نے فرمایا میں نے جب سے یہ عمل کیا ہے میری آنکھیں نہیں دکھیں اور یہ تمام بزرگوں کا تجربہ ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے بعینہٖ جیسا کہ خضر علیہ السلام سے مروی ہے۔ (تذکرۃ الموضوعات سید تکلان 34)

اور انجیل برنباس میں ہے کہ:۔

"مرحبا تجھ کو اے میرے بندے آدم اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے۔ جو اس وقت کے بہت سے سال بعد

Marfat.com

دایاں پاؤں اندر رکھتے اور دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

دعا: نماز فجر کے بعد سفید چادریں بچھادی جاتیں اور ان پر کھجور کی گٹھلیوں کے شمارے بکھیر دیے جاتے پھر اس چادر کے دونوں جانب دوزانو بیٹھ کر سب حاضرین درود شریف خضریٰ:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

پڑھتے۔ اختتام پر ہاتھ اٹھا کر آپ ایک سرے پر بیٹھے ہوئے یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی مَلٰئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَ عَلٰی اَھْلِ طَاعَتِکَ اَجْمَعِیْنَ وَ ارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِکَ الْمُرْتَضٰی طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاھَدَتِکَ وَ مُحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَ

☆۔ حاشیہ گذشتہ صفحہ: دنیا میں آئے گا اور میرا رسول ہوگا اس کے لئے میں نے چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئے گا دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ یہ وہ نبی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال بل اس کے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ پس آدم علیہ السلام نے بمنت یہ کہا اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔''

(انجیل برنباس 60)

Marfat.com

الْجَمَاعَةِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ○

خدایا بدہ شوق ذاتِ رسول ﷺ
بدردِ محمد ﷺ مرا کن قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار
ہمہ عمر در وصل احمد گزار
حیاتی مماتی ہمہ وقت ما
عطا کن وصال مرا مصطفٰے ﷺ
نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نگہدار مارا زراہ خطا
خطا در گزارد صوابم نما
اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
زمہجوری بر آمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ﷺ ترحم
تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے
کنی بر حال لب خشکاں نگاہ
ہمہ انبیاء در پناہ تواند
مقیم در بار گاہ تواند
تو مہر منیری ہمہ اختراند
تو سلطان ملکی ہمہ چاکراند

Marfat.com

وَ کُلُّ وَلِیّ لَہٗ قدَم" وَ اِنِیّ
عَلیٰ قدَمِ النَّبِیّ بَدْرُ الکَمَال
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما
وز برائے حضرت خواجہ امیر الدین ولی
آنکہ چوں خضر است پیر کامل مرد جلی
وز برائے حضرت شیر محمد بدر عید
آنکہ از تیغ محبت کرد بسمل ہر کہ دید

نوٹ : مؤلف کتاب معدن کرم محمد اکرام نے مندرجہ ذیل دو اشعار کی منظوری حضرت پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عین حیات میں ہی لے لی تھی اس لیے ان اشعار کا بھی اب اس دعا میں اضافہ کیا جاتا ہے:

وز برائے حضرت خواجۂ ما سید محمد اسماعیل شاہ
در دو عالم ہست ذات پاک او مارا پناہ
نور چشم مصطفٰے و سید عالی مقام
می نوازد خلق را از لطف خاص و فیض عام
ظاہر باطن ہو برائے خدا
چاہیں خدا سے نہ سوائے خدا
دیدہ بینا ہو ہر اک موئے تن
محو تجلی رہے روح و بدن
اے مرے مولا مرے والی ولی
کر عطا مجھ کو بہ طفیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور جو مسلمان ہیں بھائی میرے
ان کو تو فضل سے اپنے رتبہ دے

Marfat.com

صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَاَنْبِیَآءِہٖ وَرُسُلِہٖ وَحَمَلَۃِ عَرْشِہٖ وَجَمِیْعَ اُمَّتِہٖ علٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِیْعِنَا وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

اس وقت حاضرین پر عجیب کیف و مستی کا عالم طاری ہوتا تھا۔ کوئی شخص دوران دعا یا اختتام پر اونچی آواز سے آمین نہیں کہتا تھا۔

آپ نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ یعنی دعا ساری عبادت کا مغز ہے

گویا دعا عبادت بھی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہوتا ہے اور بندے کی بندگی کا اعتراف۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے۔

آپ نے فرمایا:

''یہ سب حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ارشادات ہیں میں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا''

پھر آپ نے فرمایا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا منظور کروں گا پھر یوں بھی باری تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک غنی ہے اور تم سب محتاج ہو۔ آپ نے فرمایا بتاؤ، کوئی ایسا نبی ہے جس نے حضور حق میں دعا اور التجا نہیں کی۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی تو لغزش معاف ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی مصیبت اور آزمائش کے ایام میں دعائیں کیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں معافی اور نجات کے لیے دعا مانگی۔ حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی۔ حضور رسول مقبول، محبوب رب العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دعا کی کہ یا اللہ، ایک عمر کو مسلمان بنا کر اسلام کو تقویت دے۔ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے میدان بدر میں سربسجود ہو کر دعا کی ''الٰہی یہ تیرے تین

Marfat.com

سو تیرہ بندے تیرے ہی نام کی عظمت کے لیے نکلے ہیں، انہیں دشمن کے مقابلہ میں فتح عطا کر'' آپ نے امت کے لیے بار بار دعا کی۔تو پھر وہ شخص بڑا ہی بد بخت ہے جو اللہ رب العالمین سے مانگنا عار سمجھتا ہے۔

جیسا کہ مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ دعا کو بہت اہمیت دیتے تھے چنانچہ دعاؤں کے بارے میں آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف میں آپ کا یہ معمول تھا۔

نماز فجر

نماز فجر فرض کی ادائیگی کے بعد مختصر دعا مانگی جاتی ہے۔اس کے بعد درود شریف بآواز بلند اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ ۔ پڑھ کر پھر ایک بار پھر مختصر دعا مانگی جاتی ہے۔اس کے بعد سفید چادریں بچھا دی جاتیں تھی اور ان پر کھجور کی گٹھلیوں کے شمارے بکھیر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس چادر کے دونوں جانب دوزانو بیٹھ کر سب حاضرین درود شریف خضری پڑھتے ہیں۔

درود خضریٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم ۔درود شریف کے اختتام پر تیسری دعا مانگی جاتی۔

نماز ظہر

نماز ظہر کے فرض کی ادائیگی کے بعد ایک مختصر دعا مانگی جاتی ہے۔اس کے بعد سنتوں، نوافل اور اوراد و ظائف کی ادائیگی کے بعد جامع دعا مانگی جاتی ہے۔

نماز عصر

نماز عصر سے پہلے چار سنتیں پڑھنے کی تاکید ہے۔نماز عصر کے فرض کی ادائیگی کے بعد مختصر دعا مانگی جاتی ہے اس کے بعد اوراد و ظائف پڑھنے کے بعد جامع دعا مانگی جاتی ہے۔

Marfat.com

نماز مغرب

نماز مغرب کے فرائض کی ادائیگی کے بعد مختصر دعا مانگی جاتی ہے۔ دوسری دعا سنتوں، نوافل اوراوراد و وظائف کی ادائیگی کے بعد مانگی جاتی ہے پھر کچھ دیر کے لیے سب حضرات مراقبہ کرتے ہیں۔اس کے بعد تیسری بار جامع دعا مانگی جاتی ہے۔

نماز عشاء

نماز عشاء کی اذان کے فوری بعد سفید چادروں پر کھجوروں کی گٹھلیاں بچھا دی جاتی ہیں اور تمام حاضرین سنتیں ادا کرنے کے بعد دو زانوں بیٹھ کر درود شریف خضریٰ پڑھتے ہیں بعد میں دعا ہوتی ہے اور پھر نماز عشاء باجماعت ادا کی جاتی ہے۔فرض کی ادائیگی کے بعد ایک مختصر دعا مانگی جاتی ہے۔ سنتوں، وتر، نوافل اوراوراد و وظائف کی ادائیگی کے بعد تیسری جامع دعا مانگی جاتی ہے۔

بعد نماز فجر آپ تخلیہ میں تشریف لے جاتے اور دن چڑھنے تک وظائف نہایت خشوع وخضوع سے قرآن حکیم کی تلاوت میں مشغول رہتے، دعا سے فارغ ہوکر استنجا کے بعد تازہ وضو یا نیا تیمّم کرتے اور یاران طریقت وحاضرین سے ملتے۔سب حاضرین صفوں میں دوزانو بیٹھ جاتے اور آپ بھی ایک مقام پر تشریف فرما ہوتے۔آنے والوں کی باتیں غور اور توجہ سے سنتے اور سب کے لیے حسب حال دعا فرماتے۔اسی دوران قرآن کریم کی تفسیر یا احادیث مبارکہ کا بیان ہوتا۔ بعض شرعی مسائل پر بھی روشنی ڈالتے۔اولیاء اللہ اور صلحائے امت کا نہایت دلنشیں انداز میں ذکر فرماتے۔سیاسی اور دنیاوی باتوں کے تذکرے نہیں ہوتے تھے۔کبھی ضمناً کوئی ذکر آجائے تو اس پر بھی مذہبی نکتہ نگاہ سے روشنی ڈالتے۔جس خوش نصیب کو حلقہ غلامی میں قبول کرنا ہوتا تھا۔اسے اورادووظائف اور تہجد کے نفلوں اور درود شریف پڑھنے کی اجازت مرحمت فرماتے۔بعض حضرات کو اسم ذات کا تصور اور ذکر بھی تلقین فرماتے۔گرمیوں کے موسم میں دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔ظہر کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر احباب سے ملاقات ہوتی اور حاضرین کی طرف

Marfat.com

متوجہ ہوتے۔ عصر کی چار سنتیں ہمیشہ ادا کرتے۔ اس کے بعد مغرب تک عموماً تخلیہ فرماتے۔ لیکن بعد میں اس دوران میں بھی آنے جانے والوں سے ملنے میں تامل نہیں فرماتے تھے۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد سب حاضرین اسی طرح دوزانو بیٹھے ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے اور آپ بھی ایک جانب تشریف فرما ہوتے۔ آپ خود دعا فرماتے یا کوئی اور صاحب جن کو اجازت ہوتی تھی دعا پڑھتے۔ بعد نماز مغرب دعا اور مراقبہ سے تھوڑی دیر بعد دستر خوان بچھ جاتا۔ کوئی شخص باوضو بھی ہوتا مگر کھانے کے لیے ہاتھ دھونے کا سب کو یکساں حکم تھا۔ دستر خوان پر بیٹھتے وقت دایاں گھٹنا کھڑا کر کے اور بایاں لٹا کر بیٹھنے کا حکم تھا۔ سب مل کر اکٹھا کھانا کھاتے۔ بعض علماء اور روساء کے لیے حسب مراتب الگ بھی کھانے کا انتظام ہوتا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب مل کر دعا مانگتے اور ہاتھ دھو کر کلی کرتے۔

آداب طعام

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھانا کھانے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کا خصوصی طور پر خیال رکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

(۱) کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ضروری ہے۔

(۲) کھانا ننگے سر نہ کھایا جائے۔

(۳) کھانا کھاتے ہوئے باتیں نہ کی جائیں۔

(۴) کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھی جائے۔ اگر کسی وجہ سے بھول جائے تو کھانا کھاتے وقت جس وقت بھی یاد آ جائے تو یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهٗ وَاٰخِرُهٗ۔

(۵) کھانا کھاتے وقت دایاں گھٹنا کھڑا کرنا ہے اور بائیں گھٹنے کو بچھا لینا ہے۔

(۶) کھانا کھا کر دعا ضرور مانگیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

(۷) کھانا کھاتے وقت دستر خوان بچھا لینا چاہیے۔ آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ

Marfat.com

شریف میں دستر خوان کے دونوں طرف زائرین بیٹھتے ہیں اور چار چار آدمی مل کر ایک برتن میں کھانا کھاتے ہیں اور پانی کے بڑے پیالے میں اکٹھے پانی پیتے ہیں۔

دیگر معمولات:

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ جب بھی باہر جاتے تو مساجد ہی میں قیام کو زیادہ پسند فرماتے۔ لاہور کی شاہی مسجد تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بہت ہی پسند تھی۔ اس کی محرابوں کی صناعی، فرش کے مصلوں کی گنتی اور مسجد کے طول وعرض کی کئی مرتبہ پیمائش کرائی اور جب بھی لاہور تشریف لاتے تو شاہی مسجد دیکھنے کیلئے ضرور جاتے۔ عموماً عصر اور مغرب کی نماز بھی وہیں ادا فرماتے۔

موجودہ قیام گاہ پکا چک جو حضرت کرماں والا شریف کے نام سے منسوب ہے، اور اوکاڑہ سے صرف دو اڑھائی میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہی کے نام سے ریلوے اسٹیشن بھی ہے وہاں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے جرنیلی سڑک کے کنارے چک کے دروازے سے ملحقہ بہت بڑا پلاٹ ایک شاندار مسجد کیلئے مخصوص فرمایا، جہاں اب بھی پانچوں وقت پابندی سے نماز ادا کی جاتی ہے۔ عموماً بروز جمعۃ المبارک اسی جگہ پر ہزاروں لوگوں کو پند ونصائح سے نوازتے۔ یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں پر جمعتہ الوداع کے روز جمعہ کے فوراً ہی بعد حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کم وبیش ایک لاکھ افراد نے چشم تر سے ادا کی اور اس وسیع پلاٹ کے برابر میں ہی وہ قطع بھی منتخب ہوا جہاں اس آفتاب رشد وہدایت کو زمین کے سپرد کیا گیا اور وہ قطعہ رشک جنت بنا۔ یہاں ایک بلند وبالا اور رفیع الشان روضہ کی عمارت اور مسجد بھی پکی بن چکی ہے۔

شاہی عمارتوں میں جہانگیر کا مقبرہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بہت پسند تھا۔ جب بھی ان کا نام لیتے احتراماً ''جہانگیر صاحب'' کہتے۔ اکثر وہاں فاتحہ خوانی کیلئے بھی

Marfat.com

تشریف لے جاتے۔ جلسے اور جلوس کو کبھی پسند نہیں فرمایا اور نہ کسی الیکشن میں کبھی دلچسپی لیتے۔ ہاں جو حضرات الیکشن لڑنے کے خواہش مند ہوتے اور دعا کے لیے حاضر ہوتے۔ ان کی کامیابی کی دعا فرما دیتے۔ مزاج مبارک میں بے حد تحمل اور بردباری تھی لیکن خلاف مزاج باتوں پر گاہے گاہے خفگی کا اظہار بھی فرماتے کہ بعض اوقات پہلی مرتبہ آنے والے اصحاب کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ شاید حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزاج مبارک بہت گرم ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط تھی۔ یہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ ہی کی ذات بابرکات تھی کہ وہ لاکھوں مریدوں کی کوتاہیوں' گستاخیوں اور بے ادبیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے تھے اور ان کے لیے ہمیشہ دعائے خیر فرماتے۔

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ گوناگوں خصائل کے حامل تھے۔ اس زمانے میں کسی ایک شخص میں ان تمام خوبیوں کا جمع ہونا بہت مشکل ہے' پاکستان کی بڑی بڑی گدیوں کے تمام سجادہ نشین حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا بہت ہی احترام کرتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ ان کے اعراس میں شرکت فرماتے اور سجادہ نشین حضرات ان کی خاطر و مدارت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ اتنے بڑے اعزاز کے حصول کے باوجود حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا برتاؤ ان سب حضرات سے معتقدانہ ہوتا۔

حضرت صاحب قبلہ' صاحب مزار کے احترام کو بہت ہی ملحوظ رکھتے۔ جب بھی کسی بزرگ کا ذکر کرتے تو بہت ہی ادب سے۔ ان کی اور ان کی اولاد کی بڑی تعظیم کرتے اور ہمیشہ معمولی سے معمولی شخص کے نام کے ساتھ بھی صاحب کا لفظ استعمال کرتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے کبھی کسی کی چغلی یا غیبت نہیں سنی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی یہی وہ وہ بلند کرداری تھی کہ جو بھی ان کے حلقے میں بیٹھتا' وہ ان کی بلند ترین شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا بلکہ بہتوں کی زبانیں تو پاس

Marfat.com

ادب سے گنگ ہو جاتیں اوران پر ایسی خاموشی طاری ہو جاتی کہ جیسے وہ زبان ہی نہیں رکھتے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے رو برو سب گردن جھکائے دو زانو بیٹھتے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ چھوٹے بچوں پر بہت ہی شفقت فرماتے انہیں کوئی پھل یا مٹھائی بھی دیتے۔

کچھ عرصے سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تسلسل بول کے عارضے میں مبتلا تھے لیکن گزشتہ چند ماہ کے سوا کیا مجال جو کبھی کسی فرض یا سنت کو ترک فرمایا ہو۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آخری چند ماہ میں بہت ہی علیل اور بے حد کمزور ہو گئے تھے۔ اٹھنے بیٹھنے سے بھی لاچار تھے۔ اس کے باوجود اشاروں سے نماز ادا فرماتے تھے۔ مسلسل بیماری اور بے حد کمزوری کے سبب کون آدمی ہے جو ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر نہیں رہ جاتا اور جس کے چہرے پر پر مردگی نہیں چھا جاتی، لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جسم مبارک میں نقاہت تو بہت پیدا ہو گئی تھی۔ مگر روئے انور ماہ تاباں کی طرح چمکتا تھا اور دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی پر تھا۔

رمضان المبارک میں انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائی دس بارہ روزے بھی رکھے گویا تھوڑا بہت پانی یا دودھ جو نوش فرماتے تھے وہ بھی ترک کر دیا یہ صرف سحری اور افطاری کے وقت ہی پیتے، دوائی کا استعمال تو ان اوقات میں بھی نہیں کیا۔ چوتھی مرتبہ صاحبزادگان انہیں 15 رمضان المبارک کو گلبرگ لاہور بغرض علاج لے کر آئے۔ ۱۷ یا ۱۸ رمضان المبارک کو خادم شمس الدین (واٹر مین ریلوے) عیادت کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بیماری اور کمزوری کو دیکھ کر اس نے عرض کیا تھا کہ حضور ایسی بیماری کی حالت میں لوگ اپنا روزہ کسی دوسرے کو رکھوا دیتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا۔

"جس نے مرنا ہو وہ روزے خود رکھتا ہے۔"

Marfat.com

جمعۃ المبارک کی خصوصی اہمیت:

جمعۃ المبارک کے دن آپ بعض باتوں کا خاص اہتمام فرماتے تا کہ اس دن کی عظمت سب پر واضح ہو جائے۔ وظائف سے فارغ ہو کر احباب سے مختصر ملاقات کے بعد آپ یہ کام سرانجام دیتے:

☆:۔حجامت بنواتے لبوں کے بال قینچی سے کٹواتے۔

☆:۔ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن اس طرح کٹواتے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ابتدا کر کے چھنگلی پر ختم کرتے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرتے۔ سب سے آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن اتر واتے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔

☆:۔پھر آپ غسل خانہ میں تشریف لے جاتے اور موئے زیر ناف صاف کرنے کے بعد غسل فرماتے اور غسل کرتے وقت موسم کے مطابق وافر مقدار میں گرم یا تازہ پانی استعمال فرماتے۔ غسل خانہ کے اندر ہی اجلا اور پاکیزہ لباس زیب تن فرماتے اور وضو کر کے باہر تشریف لاتے۔ پہلے دایاں پاؤں باہر رکھتے پھر بایاں۔ پاکیزگی اور نفاست کا یہاں تک خیال ہوتا تھا کہ دست مبارک سے تہبند کا گوشہ پکڑ کر دروازہ بند کرتے، گیلا ہاتھ کنڈے یا دستی کو نہ لگاتے۔ پھر آپ بیٹھ کر آئینہ سامنے رکھ کر ریش مبارک میں شانہ کرتے۔ شانہ دائیں جانب سے شروع فرماتے۔ سرمہ اور عطر لگاتے اور اس طرح نماز جمعہ کی تیاری مکمل ہو جاتی۔

نماز جمعہ میں آپ منبر کے اوپر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے اور وعظ و تلقین فرماتے۔ اوائل میں کرموں والہ ضلع فیروز پور میں آپ زمین پر کھڑے ہو کر طویل خطبے دیا کرتے تھے۔ خطبوں کے دوران معارف و اسرار کی بارش ہوا کرتی۔ وعظ مبارک عام فہم پنجابی زبان میں ہوتا جس میں شاذ و نادر ہی کوئی شعر پڑھا کرتے تھے اور وہ بھی بغیر ترنم کے۔

Marfat.com

نمازِ جمعہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز جمعہ کے دو فرض ادا فرمانے کے بعد ظہر کی پوری نماز ادا فرماتے۔ 1

ایک دفعہ جمعہ مبارک کے وعظ میں فرمایا:

''بیلیو گلاں غور نال سنو۔ میریاں گلاں سادیاں سادیاں۔ پنجابی زبان وچ ہوندیاں نیں۔ پر نہ جانئے انہاں نوں کوئی عارف وی ورلا ای سمجھ سکدا ہووے۔''

☆۔ 1: ابو ملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر جمعہ کے دن حاضر ہوا تو حدیبیہ میں بارش صرف اتنی ہوئی کہ جوتوں کے تلوے بھی تر نہ ہوئے تو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم جاری فرمایا کہ وہ نماز ظہر اپنے گھروں میں ادا کر لیں۔ فقہائے احناف اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

: ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک موضع اس شہر کو کہتے ہیں جس کے لیے مفتی اور بادشاہ بھی ہو اور قاضی احکام شرعیہ کو جاری کرے اور حدود شرعیہ کا قیام فرمائے۔

(مراقی الفلاح 308، طحطاوی شریف 304)

اور شہر ہر اس موضع کو کہتے ہیں جس کے لئے بادشاہ اور قاضی ہو جو احکام شرعیہ کو جاری رکھے اور حدود شرعیہ کو قائم رکھے۔ (مجمع الانھر 1/84)

اور جمعہ سوائے شہر جامع کے صحیح نہیں ہوتا یا شہر کی عیدگاہ میں اور بستیوں میں جمعہ جائز نہیں واسطے قول علی السلام کے مصر جامع کے سوا نہ جمعہ جائز ہے اور نہ ہی تشریق اور نہ ہی نماز فطر نہ بڑی عید کی نماز ہو سکتی ہے نہ چھوٹی اور مصر جامعہ ایسا شہر ہے جس کے لئے بادشاہ ہو اور قاضی ہو جو احکام شرعیہ کو جاری رکھے اور حدود شرعیہ کو قائم رکھے۔ (ھدایہ اولین 150)

اور امر کے لئے دلیل ہے قول علیہ السلام کا سوائے مصر جامع کہ نہ جمعہ جائز ہے اور نہ ہی تشریق

Marfat.com

☆ حاشہ گذشتہ صفحہ: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ سوائے مصر جامع کے نہ جمعہ جائز ہے نہ تشریق اور نہ عید الفطر اور نہ نماز عید الاضحیٰ کی اس لئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب شہروں اور بستیوں کو فتح کر لیا تو انہوں نے سوائے بڑے بڑے شہروں کے کہیں جامع مسجدیں نہیں بنوائیں نہ ہی خطابت کے منبر رکھے اور یہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہ کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ بڑا شہر جمعہ کے شرائط سے ہے۔ (مبسوط للرخسی 2\22)

پھر ظاہر روایت میں ہے کہ جمعہ واجب نہیں ہوتا مگر اس شخص پر جو مصر کا رہنے والا ہو اور جو شہر کے متصل محلے ہوں۔ (مبسوط للرخسی 2/22)

فقہاء احناف کے نزدیک جمعہ اور ظہر کی نماز دونوں ادا کرے:

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احتیاط کی ہے اور فرمایا احتیاطاً چار رکعت پڑھے اور یہ اس کا جمعہ ہے۔ (مبسوط للرخسی 2/22)

جب انسان پر جمعہ مشتبہ ہو جائے لائق ہے کہ چار رکعت بعد جمعہ کے پڑھے اس کے ساتھ نیت کرے آخری فرض نماز ظہر کی جس کا وقت میں نے پایا اور ادا نہیں کیا تو اگر جمعہ صحیح نہ ہوا تو ظہر ادا ہو جائے گی اور اگر جمعہ صحیح ہو گیا تو چار رکعت نوافل ہو جائیں گے۔ (فتح القدیر 1/141، بحر الرائق 2/153)

☆ حاشہ گذشتہ صفحہ: پھر جس موضع میں جمعہ کے جواز کا یا مصر کے شرائط میں شک ہو یا اس کے علاوہ اور اس نے اپنے اہل کے لئے جمعہ قائم کر لیا لائق ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت نماز پڑھیں اس کے لئے نیت نماز ظہر کی کرے۔ تا کہ اگر جمعہ ادا نہ ہو سکا تو اس کی جگہ اس کے ذمے سے جو وقتی فرض باقی تھا وہ ساقط ہو گیا فقہ کی کتاب کافی میں ایسے ہی محیط میں ہے پھر انہوں نے اس کی نیت میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ اس پر آخر ظہر کی نیت کرے اور وہ زیادہ اچھا اور احوط ہے یہ کہے کہ میں نے آخر ظہر کی نیت کی جس کا وقت میں نے پالیا ہے اور ابھی ادا نہیں کی اور فتویٰ میں ہے کہ چاروں میں فاتحہ اور سورہ پڑھے جو ہمارے شہروں میں نماز پڑھی جاتی ہے فتویٰ تاتارخانیہ میں بھی ایسے ہی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری 1/117)

اور لوگ بستی میں نماز جمعہ پڑھیں تو ان کی ظہر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ (شامی 1/748)

عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ملاجیون کا فیصلہ یہ ہے:

Marfat.com

☆ حاشیہ گذشتہ صفحہ: بعض ان کے ظہر کو اپنے مکانوں میں ادا کر لیتے پھر جمعہ کی طرف دوڑتے اور ان کے اکثر پہلے جمعہ کو ادا کرنے پر ہمیشگی کرتے حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ جمعہ شعائر اسلام کا بڑا نشان ہے اور اس کے بعد انہوں نے ظہر کی نماز کو بھی لازماً ادا کیا کیونکہ جمعہ میں شکوک بہت ہیں اور اوھام کو غلبہ ہے۔ (تفسیرات احمدیہ 460)

اور جمعہ کے ان شرائط کی وجہ سے اور مصر کے اختلاف کی وجہ سے انہوں نے کہا ہے کہ جس موضع کے جواز میں شک ہو جائے لائق ہے کہ چار رکعت نماز ظہر ادا کرے تا کہ اگر جمعہ میں ادائیگی نہ ہوتی ہو تو اس کے ذمہ جو وقتی فرض تھا وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اور بستی میں احتیاط یہ ہے کہ چار رکعت نماز سنت ادا کرے پھر جمعہ پڑھے پھر جمعہ کی چار سنتوں کی نیت کرے۔ پھر ظہر کی نماز پڑھے پھر دو رکعت وقتی سنتیں ادا کرے یہی وہ صحیح مذہب پسندیدہ ہے۔ (کبیری 512)

اور مقدسی نے محیط سے نقل کیا ہے کہ جس موضع میں مصر کے متعلق شک ہو جائے لائق ہے کہ لوگ چار رکعت جمعہ کے بعد ظہر کی نیت سے احتیاطاً ادا کر لیں تا کہ اگر جمعہ نہ واقعہ ہو تو اس کی جگہ ظہر کے ادا کرنے سے اس کے ذمہ جو وقتی فرض تھا وہ ادا ہو جائے گا اور ایسے ہی کافی میں ہے۔ (شامی 1/756)

علامہ شامی کا فیصلہ یہ ہے: ''علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کے بعد دس رکعات پڑھ لے چار سنتیں چار آخر ظہر اور دو رکعتیں سنت وقت''۔ (شامی 1/757)

علامہ خیر الدین املی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہ ہے: ''اور احتیاط بستی میں یہ ہے کہ چار رکعت سنتیں ادا کر کے پھر جمعہ پڑھے پھر چار سنتیں جمعہ کی پڑھے پھر ظہر کی نماز ادا کرے پھر قضا دو سنتیں ادا کرے یہی صحیح اور پسندیدہ مذہب ہے''۔ (فتویٰ خیریہ جلد اول 7)

پھر جس جگہ جواز جمعہ میں شرائط کے فوت ہونے سے شک ہو لائق ہے کہ چار چار رکعت نماز پڑھے اور ظہر کی نیت کرے کہ اس کے ذمے جو وقتی فرض تھا وہ ادا ہو جائے کہ اگر جمعہ جائز نہ ہو تو وہ اس کی جگہ درست ہو جائے اور قینہ میں ہے بعض مشائخ سے کہ جب اہل مرو جمعہ کے قائم کرنے کے بارے میں شک میں مبتلا ہوئے اور ان کے جواز میں علماء کا اختلاف ہوا تو اس زمانہ کے ائمہ نے حکم دیا کہ چار رکعت بعد ظہر کی لازمی احتیاطاً پڑھی جاویں۔ (مجمع الانھر 1/85)

Marfat.com

حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا خطبہ جمعۃ المبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ کم از کم ڈیڑھ دو گھنٹہ کے وعظ کے دوران بیش بہا علمی و روحانی نکات سامنے آتے۔ اکثر حاضرین کو وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور اکثر تو اللہ اللہ کہتے ہوئے بے ہوش ہو جاتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نعرے لگانے سے منع فرماتے اور سامعین دوزانو بیٹھتے، کوئی بھی حرکت یا گفتگو نہ کرتا۔ مسجد میں سناٹا چھا جاتا اور صرف آپ کی آواز گونجتی اور بغیر لاؤڈ سپیکر کے دور و نزدیک سب کو یکساں سنائی دیتی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا خطبہ جمعۃ المبارک عموماً تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔

پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے خطبے کا آغاز قرآن مجید فرقان حمید کی اس آیت مبارک (اِنْ تُعُدُّ نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا) (اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے) اور پنجابی میں اس کا ترجمہ کرتے کہ اللہ کریم کے انعامات و احسانات بے شمار ہیں۔ انسان کے علم اور عقل سے باہر ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ کی سیرت و کردار کے بارے میں بیان فرماتے اور اتباع شریعت اور حب نبی ﷺ کی تلقین فرماتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے خطبہ شریف کے آخری حصہ میں اولیائے کرام کا ذکر کیا کرتے اور اولیائے کرام کی کرامات بیان فرماتے۔

حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات کا ذکر انتہائی محبت سے فرماتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ جب آدمی اولیاء کرام کے پاس جائے تو اپنے دل کو نگاہ میں

حاشیہ گذشتہ صفحہ: نماز جمعہ کے دو فرض ادا کرنے کے بعد نماز ظہر پوری پڑھی جاتی ہے کیونکہ احناف کے نزدیک نماز جمعہ کے وجوب کے لئے چند شرائط ہیں جن کا آج کل فقدان پایا جاتا ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز جمعہ کے بعد نمازِ ظہر پوری ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

Marfat.com

رکھ کر جائے اور نگاہ کو برائی سے بچائے۔ کیونکہ اولیاء کی نگاہ دل پر ہوتی ہے اور جب ظاہر عالم کے پاس جائے تو اپنے ظاہر کو درست کر کے جائے کیونکہ ان کی توجہ ظاہر پر ہوتی ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ اکثر جمعہ کے وعظ میں بیان فرماتے کہ اللہ کریم رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ہر مسلمان نیک و بد کے بال بال پر ۳۶۰ مرتبہ نظر رحمت فرماتے ہیں۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ بھی ہر مسلمان نیک و بد کے بال پر ۳۶۰ مرتبہ نظر رحمت فرماتے ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی امت کے اولیائے کرام اپنے ہر مرید کے بال بال پر ۳۶۰ مرتبہ نظر رحمت فرماتے ہیں۔ اس میں کوئی شرک کی بات نہیں بلکہ اللہ کریم نظر رحمت سے دیکھتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نظر رسالت سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اولیائے کرام نظر ولایت سے دیکھتے ہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے کہ بیلیو! میری باتیں سیدھی سادی ہوتی ہیں لیکن نجانے کوئی عارف بھی انہیں سمجھ سکے۔ اولیائے کرام کے بیان کے دوران آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد حضور میاں صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بھی بیان فرماتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک ہی نظر کرم ڈالی تو میں قیامت کا تو دعویٰ نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی' اور ہر چیز مجھ پر عیاں کر دی۔ جب لوگ اپنے گھروں سے چلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے معلوم ہو جاتا آدمی فلاح جگہ سے فلاح کام سے آ رہا ہے۔ بموجب حدیث پاک اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُوْمِنِ فَاِنَه' يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ آپ فرماتے کہ جو آدمی اپنی تین چیزوں کی ضمانت دے میں اس کے جنتی ہونے کا ذمہ دار ہوں۔ یعنی بول (شرمگاہ) بول (اپنی زبان سے جھوٹ وغیرہ نہ بولے) بیٹھک (یعنی نیک جگہ بیٹھے' نیک لوگوں میں باادب بیٹھے تو اس کی شفاعت آسان ہو جائے گی)۔

حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ بیلیوں کو دوزانو بیٹھنے کا حکم دیتے اور فرماتے

Marfat.com

کہ جب آدمی دوزانو بیٹھتا ہے تو اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ منبر پر تشریف لاتے تو آپ کے ہاتھ میں عصا مبارک ہوتا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لباس سفید ہوتا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ ڈیڑھ دو گھنٹے کا مفصل بیان فرماتے۔ موجودہ بڑی مسجد میں بھی لوگوں کی تعداد پوری نہ ہوتی بے شمار لوگ دور دور تک صفوں میں بیٹھے ہوتے۔ آپ کی یہ کرامت تھی کہ آپ کی آواز بغیر لاؤڈ سپیکر کے دور دور تک یکساں پہنچ جاتی۔ غرض یہ کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ بھرپور معارف و معانی رکھتا تھا اور اس قدر پر تاثیر ہوتا تھا کہ سیدھا دل میں اتر جاتا تھا۔ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے خطبات کا ہی اثر تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین آج بھی سنت رسول ﷺ پر سختی سے کاربند ہیں اور آج بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خطبے کی وہ تاثیر، چاشنی اور مٹھاس آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پرانے بیلی ایسے ہی محسوس کرتے ہیں جیسے آپ رحمتہ اللہ علیہ سامنے خطبہ فرما رہے ہیں اور وہ سنتے جا رہے ہیں۔

خطبہء جمعہ حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پنجابی میں تقریر کرنے سے پہلے درج ذیل خطبہ پڑھتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْجُمُعَۃَ رِقَابَ الشُّھُوْرِ وَالْاَوَانِ o رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ رَبُّنَا فِی الدُّنْیَا بِنِعَمِ الْاَلْوَانِ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِی الْقُبُوْرِ وَالدِّیْدَانِ o مَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ فِیْہِ یَحْکُمُ بِالْعَدْلِ وَ الْفَضْلِ وَالْبُرْھَانِ o اِیَّاکَ نَعْبُدُ حَقَّ الْمَعْبُوْدِیَّۃِ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّاٰنٍ o وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ عَلَی الْاَعْدَآءِ مِنَ الْجِنِّ وَالشَّیْطٰنِ o اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِالْاِسْتِقَامَۃِ عَلَی التَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ o صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ بِالْھِدَایَۃِ اِلٰی سَبِیْلِ الْجِنَانِ o غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالطُّغْیَانِ o وَ لاَ الضَّآلِّیْنَ مِنْ اَھْلِ الْھَوٰءِ وَالْبِدْعِ وَالْعِصْیَانِ o اٰمِیْنَ اِجَابَۃً لِّلّٰہِ تَعَالٰی وَ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ o شَوْقًا اِلٰی لِقَآءِ الرَّحْمٰنِ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَآ

Marfat.com

شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھًا وَّاحِدًا صَمَدًا قَادِرًا قَھَّارًا مَّلِکًا جَبَّارًا o لِذُّنُوْبِ غَفَّارًا وَّ لِلْعُیُوْبِ سَتَّارًا وَّ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ o اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اپنے موضوع کے مطابق قرآن پاک کی کوئی بھی آیت پڑھ لیں مثلاً وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ o اس کے بعد تقریر کریں۔ تقریر ختم کرنے کے بعد یہ پڑھیں

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ o وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ o اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ م بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ o

☆ اگر کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں، اگر بیٹھیں ہیں تو کھڑے ہو جائیں اور پھر کم از کم تین آیات پڑھنے کے وقت کے مطابق توقف کریں پھر درج ذیل دوسرا خطبہ پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَمْدًا کَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً o وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا o وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَآ شَرِیْکَ لَہٗ سَمِیْعًا قَدِیْرًا o وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ o مُخَاطَبُ نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلاً o اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ o یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ o وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بَعَدَدِ مَنْ صَلّٰی وَصَامَ o وَ صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلَی الْمَلٰٓئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ o وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ o اَللّٰھُمَّ وَ فِّقْ لِاَمِیْرِ الزَّمَانِ بِاَنْوَاعِ الْبَرَکَاتِ وَالْاِحْسَانِ o اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَخْذُلْ مَنْ خَزَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ o عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ o اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

Marfat.com

وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَo اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْo وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَ اَجَلُّ وَ اَعَزُّ وَ اَتَمُّ وَ اَھَمُّ وَ اَعْظَمُ وَ اَکْبَرُo

تکبیر پڑھنے سے پہلے صفیں درست کروائی جائیں پھر نماز شروع کی جائے۔

جمعہ کے دو فرض پڑھنے کے بعد (احتیاطًا) ظہر کی پوری نماز پڑھی جائے۔

نماز تراویح

نماز تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی، حافظ صاحب ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور پورا قرآن پاک تراویح میں ختم کیا جاتا۔ ہر چار رکعت تراویح کے بعد تسبیح سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ..... خشوع خضوع کے ساتھ پڑھی جاتی۔ ختم قرآن تراویح عموماً ستائیسویں کو کیا جاتا۔ 1

☆-1 : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ بیس رکعت اور وتر پڑھتے۔ [مصنف ابن ابی شیبہ 2/394 ، آثار سنن 2/56]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے۔ (مجمع الزوائد 3/172)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض فرمائے ہیں اور میں نے تمہارے لیے رمضان کا قیام سنت مقرر کر دیا ہے تو جس شخص نے رمضان کے دن کے روزے رکھے اور رمضان کی راتوں کو قیام کیا ایمان و یقین سے تو گناہ سے ایسے نکل جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا ہے۔ (نسائی شریف 1/308)

تتمہ: اس حدیث مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نماز تراویح علحدہ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمائیں۔ تہجد رب کریم نے پہلے فرض فرمائے اور پھر فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ سے تہجد کو نفل فرمایا تو جو لوگ رمضان کی رات تراویح کو تہجد کہہ دیں تو وہ

Marfat.com

☆ حاشیہ گذشتہ صفحہ: حدیث مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہیں جو اس حدیث شریف سے واضح ہے۔ تہجد قرآن کریم کی آیت قُمِ اللَّیْلَ سے فرض ہوئے اور فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ کے بعد نفل قرار پائے۔

اور اکثر اہل علم اس پر عامل ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے بیس رکعتیں روایت کی گئی ہیں اور یہی سفیان ثوری کا قول ہے اور ابن مبارک اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے شہروں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں مَیں نے پایا کہ وہ بیس رکعتیں تراویح پڑھتے تھے۔

(ترمذی شریف 1/119)

ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان شریف کی پہلی رات آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ رمضان شریف کی آخری راتوں تک کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور رمضان شریف کی راتوں میں ایماندار آدمی جو نماز پڑھتا ہے ہر سجدے کے بدلے اس کے لئے ڈیڑھ ہزار نیکی لکھی جاتی ہے اور جنت میں اس کے لئے سرخ یاقوت کا ایک مکان تعمیر کیا جاتا ہے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوتے ہیں۔ اس کے ہر دروازے میں سرخ رنگ کے یاقوتی جڑاؤ کا ایک سونے کا محل ہوتا ہے ایماندار آدمی جب رمضان شریف کا پہلا روزہ رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں رمضان شریف کے ہر دن یہی ثواب رائج رہتا ہے اور صبح کی نماز سے مغرب تک پورا رمضان شریف کا مہینہ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے رہتے ہیں اور رمضان شریف میں دن رات ہر سجدے کے ثواب میں جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ جس کا سایہ اتنا وسیع ہوتا ہے۔ کہ اس کے سائے میں پانچ سو برس گھوڑا دوڑایا جا سکتا ہے۔

آجکل بھی حرمین شریفین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نماز تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔ (کنز العمال 4/298)

Marfat.com

پانچواں باب

عقائد حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ

(عقائد اہل سنت و جماعت)

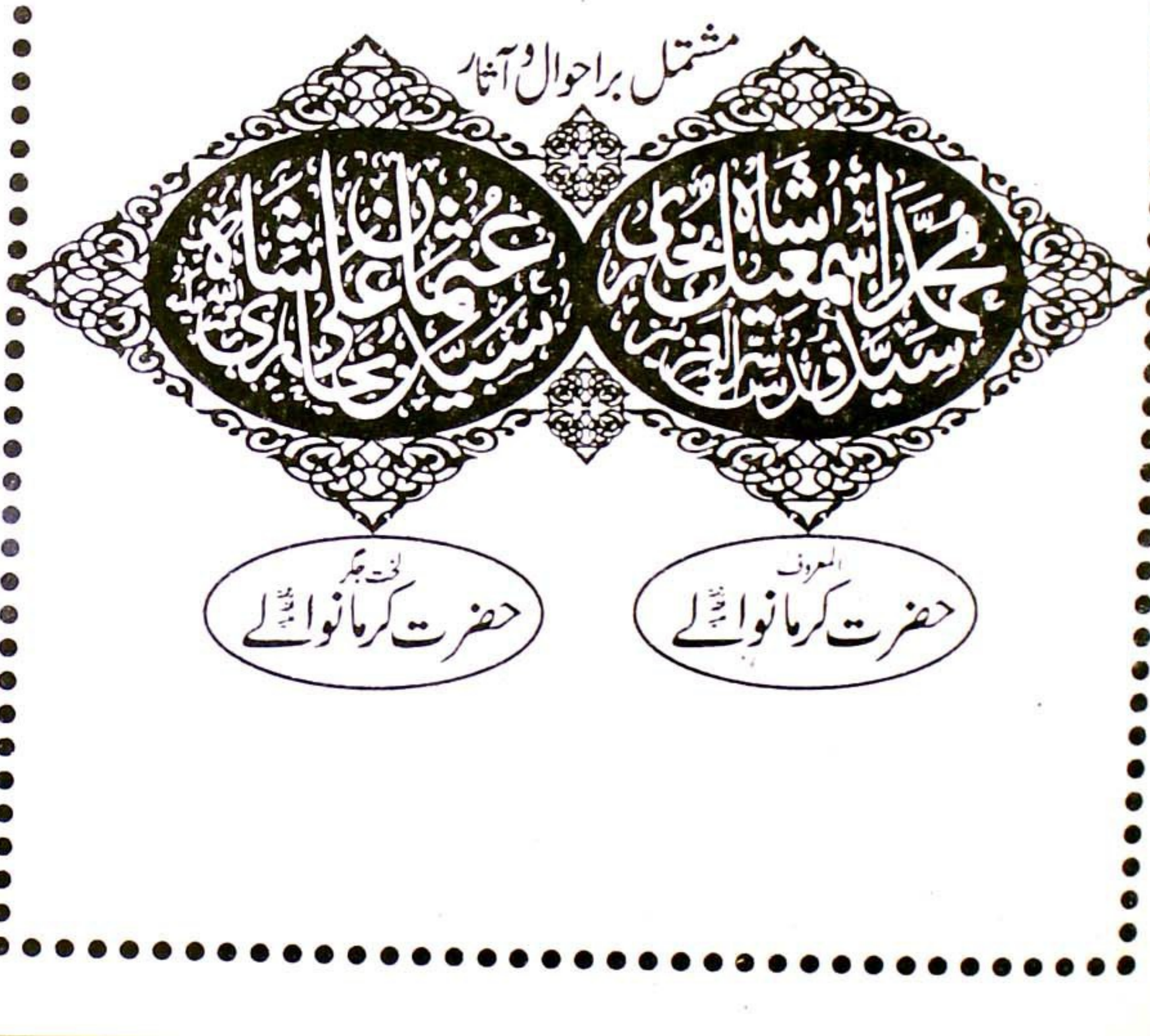

Marfat.com

عقائد اہل سنت و جماعت

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راسخ العقیدہ سُنّی تھے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیروکار تھے چنانچہ آپ تمام کام حنفی مسلک کے مطابق ادا فرماتے۔

☆:۔نماز میں قرأت جہری الحمد شریف سے شروع کرتے (ثناء، تعوذ اور بسم اللہ شریف آہستہ پڑھتے)

☆:۔امام کے پیچھے مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنے کو ناجائز سمجھتے۔

☆:۔رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

☆:۔نماز میں آمین آہستہ کہتے تھے۔

☆:۔تشہد میں انگشت شہادت کے اٹھانے کو جائز نہ سمجھتے تھے۔

☆:۔وتر نماز عشاء کے ساتھ ہی پڑھتے تھے۔

☆:۔نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے (تفصیل باب دوئم میں دیکھیے)

☆:۔نماز جمعہ کے فرض کی ادائیگی کے بعد نماز ظہر پوری پڑھتے تھے۔ (تفصیل باب دوئم میں دیکھئے)

☆:۔نماز عصر کی سنتیں ہمیشہ ادا کرتے تھے۔

☆:۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''ض'' کو آواز ''د'' پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''ض'' کی آواز ''ظ'' سے ظاہر کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ مولوی سید محمد قاسم شاہ خطیب جامع مسجد نور پور شاہاں متصل اسلام آباد دورہ حدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد میں مکمل کرنے کے بعد لاہور آئے اور قاری محمد شریف صاحب مہتمم دار الفرقان ماڈل ٹاؤن، لاہور سے علم تجوید حاصل کرنے لگے، قاری صاحب موصوف نے مشق کے دوران علم تجوید کے مسائل پڑھائے اور سمجھایا کہ والضالین میں ضاد کو مشابہ بالظا پڑھنا صحیح اور مشابہ بالدال پڑھنا جیسا کہ عام رواج ہے، غلط ہے۔ چنانچہ قاری صاحب کے کہنے کے مطابق مولوی صاحب نے ولا الضالین میں حرف ضاد کو مشابہ بالظا پڑھنا شروع کر دیا، اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے کہ تم غلط

Marfat.com

پڑھتے ہو، خیال کیا کہ یہ لوگ قانون کا علم نہیں رکھتے اور ناواقفیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں مگر لوگوں کی مخالفت بڑھتی گئی، اسی پریشانی کے عالم میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے عرض کرنے کے بغیر خود ہی ارشاد فرمایا ''پیر جی! حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے جو کوئی والضالین میں ضاد کو مشابہ بالظا پڑھے اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے'' اس کے بعد سید محمد قاسم شاہ صاحب نے بالظا پڑھنا ترک کر دیا اور ان کی پریشان خیالی ختم ہوگئی۔ چنانچہ ایک دن تفسیر خزائین العرفان کے مطالعہ کے دوران دیکھا کہ یہی مسئلہ بالکل ایسے ہی لکھا ہوا تھا جیسے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا تھا۔

☆ اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی پر انگوٹھوں کا چومنا (تفصیل باب دوئم میں دیکھئے)

غضنفر علی خاں پلیڈر تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ گنج شکر کے عرس کے موقع پر حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے مسجد عید گاہ (پاک پتن شریف) میں کافی دن قیام فرمایا کیونکہ عرس کے موقع پر حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ پاک پتن شریف تشریف لے گئے تو مسجد کی توسیع کا کام شروع کرا دیا۔ ایک روز مسجد میں اذان ہو رہی تھی تو میں نے دور سے یہ دیکھنے کی جسارت کی کہ کیا حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ بھی اذان کے دوران انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں یا نہیں۔ مگر حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے بظاہر ایسا نہیں کیا۔ بات وہاں پر ختم ہوگئی اور وقت گزر گیا' وہ رات بھی گئی۔ دوسرے روز صبح نو دس بجے کے قریب چند لوگ حاضر خدمت تھے۔ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ از خود فرمانے لگے۔ ''ایک مرتبہ ہم شرق پور شریف میں حاضر تھے تو ہمارے دل میں خیال گزرا کہ اذان کے دوران جو انگوٹھے چوم کر ہم آنکھوں پر لگاتے ہیں کہیں یہ ناجائز نہ ہو کیونکہ اگر جائز ہوتا تو حضرت میاں رحمتہ اللہ علیہ بھی ضرور ایسا کرتے مگر انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا جبکہ اس سے اگلے وقت کی جب اذان ہوئی تو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بھی انگوٹھے چومے اور پھر آنکھوں سے لگائے اور اس طریقہ سے ہمیں سمجھا گئے کہ انگوٹھے چومنا جائز ہے۔

Marfat.com

انعقاد محافل میلاد

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محفل میلاد کے انعقاد کو نا صرف جائز بلکہ باعث سعادت اور برکت تصور فرماتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مجلس مبارک میں تشریف فرما ہوتے تو اکثر کسی حافظ یا قاری سے قرآن پاک کا رکوع سنتے اور پھر کسی نعت خواں سے نعت پڑھنے کے لیے کہا جاتا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماعت کے دوران راگ راگنی کو ہرگز پسند نہ کرتے بلکہ آواز میں جس قدر سوز ہوتا اسی قدر وہ پسندیدہ ہوتی۔ کیونکہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبے ہی رہتے تھے اس لیے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ انتہائی خواہش ہوتی کہ حاضرین بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر دلوں میں وہی سوز اور کسک محسوس کریں اور ان کے خوابیدہ دل بھی ان اذکار سے جاگ اٹھیں۔

بعض اوقات نماز عشاء کے بعد بھی محفل نعت رات تقریباً بارہ بجے تک جاری رہتی دراصل حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہر مجلس محفل میلاد ہی ہوتی تھی اور حاضرین کو ایسا محسوس ہوتا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دربار نبوی میں حاضر ہیں کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے ''بابے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دی بڑی شان اے''۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر جاننا

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قائل تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے تھے۔ یارسول اللہ کہنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھتے تھے۔

(ابوالبیان) حضرت مولانا غلام علی صاحب (مرحوم) مفسر قران مہتمم اشرف المدارس اوکاڑہ ایک موقعہ پر جماعت علماء کے ہمراہ مجلس مبارک میں موجود تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''مولانا! لوگ محض دکھاوے کے لیے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعرہ لگاتے ہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر شوق اور محبت سے ایک دفعہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جائے تو رب کریم کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ایک دن ملتان سے ایک مولوی صاحب آئے۔ان کا خیال تھا کہ ''یارسول اللہ'' کہنا ٹھیک نہیں۔جب وہ آکر بیٹھے تو ان کے قمیض کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا'' مولوی جی! بٹن کھلے رکھنے کے متعلق کوئی حدیث مبارک ہے؟''۔مولوی صاحب نے کہا'' ہے''۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشکوٰۃ شریف مولوی صاحب کو تھماتے ہوئے فرمایا'' دکھاؤ''۔مگر مولوی صاحب کو اس میں کہیں بھی یہ حدیث نظر نہ آئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا'' مولوی جی! اس مسئلے کو تو چھوڑو یہ بتاؤ کہ مشکوٰۃ شریف کہاں سے شروع ہوتی ہے؟'' مولوی صاحب نے کہا کہ ''ایک دن جبرائیل امین حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ باتیں کہیں: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا وحدہ لاشریک ہے؟'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صَدَقْتَ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سچے رسول ہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صَدَقْتَ''

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا دین سچا ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صَدَقْتَ''

'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت آنے والی ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''صَدَقْتَ''

اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ ''اس حدیث کا راوی کون ہے؟'' مولوی صاحب نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا'' راوی تو سچا ہے اور یارسول اللہ کہنے والا بھی ایک معزز ہستی یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں مگر پھر بھی لوگ پوچھتے ہیں کہ ''یارسول اللہ! کہنا جائز ہے یا نہیں؟'' یہ سن کر مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے۔'' یہ مولوی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو متنازعہ بنا بیٹھتے ہیں۔میں تو اپنے پیر کو حاضر ناظر سمجھتا ہوں پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ سنایا۔فرمانے لگے''اک مرتبہ ہم حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

کے عرس مبارک سے واپسی پر اسٹیشن پر گئے۔ گاڑی میں بہت رش تھا۔ اک سرے سے دوسرے سرے تک کوئی جگہ نہ ملی۔ اتنے میں گارڈ آیا اور پوچھنے لگا کہ آپ نے گاڑی پر سوار ہونا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، مگر جگہ نہیں ہے۔ وہ بولا آیئے میرے ساتھ اور اس نے ساتھ لے جا کر سیکنڈ کلاس کے ڈبے کا دروازہ کھول کر ہمیں سوار کرا دیا۔ ہم نے کہا ہمارے پاس تو اس کلاس کے ٹکٹ نہیں ہیں۔ وہ بولا کوئی بات نہیں آپ تشریف رکھئے۔ آپ فرمانے لگے یہ سب کچھ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کرم سے ہوا تو پھر ہم کیوں نہ اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھیں؟

☆:۔ اذان سے پہلے مؤذن کو صلوٰۃ وسلام (الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلِکَ یا حبیب اللہ.....) پڑھنے کا حکم تھا۔

☆:۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے بعد تمام بیلیوں کے ساتھ مل کر بآواز بلند صلوٰۃ وسلام (الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلِکَ یا حبیب اللہ.....) پڑھا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے معترف تھے چنانچہ ایک مرتبہ چند غیر عقیدہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے جزوی یا کلی کی وضاحت چاہی آپ نے ان کے دل کی بات جان کر فرمایا کہ مجھے جزوی اور کلی کا تو پتہ نہیں مجھے اتنا پتہ ہے کہ اللہ کریم نے علم کا کُلّہ حضرت آدم علیہ السلام کے سر مبارک پر رکھ دیا تھا اور ساتھ ہی یہ آیت مبارکہ پڑھی (وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ''سورۃ بقرۃ'') اب تم خود اندازہ لگا لو کہ اللہ کریم کا کلّہ بڑا ہے یا تمہاری کلی اور پھر یہ بھی اندازہ لگا لو کہ یہ شان تو حضرت آدم علیہ السلام کے علم کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کی حد کہاں تک ہوگی جو کہ سردار انبیاء ہیں۔ تو یہ سن وہ لوگ چُپ ہو گئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے احسن طریقے سے ان کے سوال کا جواب دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف ایک نظر کرم کی ہے تو مجھ سے تمام حجابات ختم ہو گئے ہیں اور قیامت کا تو میں دعویٰ نہیں کرتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی۔

ایک دن حکیم شیر محمد صاحب حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ گفتگو کے دوران حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا، مگر میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو بھی غیب کا علم ہے، اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ اس وقت دلی میں کیا ہو رہا ہے، یا لندن میں کیا ہو رہا ہے تو میں اسی وقت دکھا دیتا ہوں''۔

چنانچہ ایسے ہزاروں واقعات ہیں جن میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زائرین کے چھپانے کے باوجود اصل واقعات خود انکے سامنے بیان فرما دیئے جن کی کچھ تفصیل اس طرح ہے:

☆:۔ فیصل آباد کے ایک نواحی گاؤں کے ہائی سکول میں مولوی محمد اکرام بطور مدرس متعین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے چند سال ہو چکے تھے۔ انکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عمر یونہی بیکار ضائع جا رہی ہے۔ سب کچھ چھوڑ کر جامعہ ازہر چلنا چاہیے اور دینی علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد دین کی خدمت کرنی چاہیے تا کہ عاقبت درست ہو۔ یہ خیال دل کو ہر وقت بے قرار رکھتا، چنانچہ فیصلہ کیا کہ ملازمت ترک کرنے سے پہلے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت حاصل کر لی جائے تو بہتر ہو گا اور اسی نیت سے کرموں والا شریف ضلع فیروز پور (آپ کی اصل جائے سکونت) پہنچا۔ فجر کی نماز کے بعد حاضری ہوئی، پندرہ بیس حضرات اور بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کے دل میں دین کی خدمت کا شوق موجزن ہوتا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جامعہ ازہر چلے چلیں اور دینی تعلیم حاصل کر کے دین کی خدمت کریں۔ جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ جب مولا کریم جل شانہ کا کرم ہو جائے تو سارے علم خود ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ علم اور ہے، اصلی علم اور ہے، وہ علم تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص لوہار یا ترکھان کا کام سیکھ کر روزی کمانے لگ جائے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ **ید العلیا خیر من ید السفلی** (حدیث شریف)۔ میں نے ارد گرد نظر دوڑائی تو حاضرین میں جامعہ ازہر

Marfat.com

جانے والے کوئی اور صاحب نظر نہ آئے۔ سمجھ لیا کہ موضوع سخن انہیں کا وسوسہ ہے۔

☆:۔ قیام پاکستان سے چند ماہ پیشتر آپ پاکپتن شریف میں عیدہ گاہ میں مقیم تھے۔ صوفی نور عالم بھی فیروز پور سے آپ کے ہمراہ پاکپتن شریف آ گئے تھے۔ اپنے بال بچوں کو ایک مکان میں ٹھہرانے کے بعد صوفی نور عالم ایک دن قصور چلے گئے۔ تا کہ ہندوستان سے بعد میں آنے والے قافلوں سے اپنے آدمیوں کو تلاش کر کے لائیں۔ ان کو وہاں آٹھ دس دن رکنا پڑا۔ اسی اثناء میں کسی نے صوفی نور عالم کے گھر جا کر کہہ دیا کہ ان کو قصور میں سکھوں کے قافلہ والوں نے شہید کر دیا ہے، یہ سنتے ہی گھر میں کہرام مچ گیا۔ آپ مسجد عیدگاہ میں قیام پذیر تھے۔ کسی نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ بات غلط ہے، صوفی نور عالم فوت ہو جائیں اور ہمیں علم نہ ہو، وہ بالکل صحیح سلامت ہیں۔ لیکن ان کے اہل وعیال کو تسکین نہیں ہوتی تھی۔ دوسری صبح نماز فجر کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بابو نور عالم کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی بیوی بچوں کو تسلی دے کر فرمایا کہ ''گھبراؤ نہیں وہ زندہ ہیں اور جلدی گھر آ جائیں گے'' چنانچہ صوفی صاحب دوسرے تیسرے دن گھر واپس پہنچ گئے۔

☆:۔ پیر قدرت اللہ شاہ کا بیان ہے کہ حصول تعلیم سے فارغ ہو کر وہ حضرت کرمانوالہ شریف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں چند سال کے لیے آستانہ عالیہ میں ہی قیام کی سعادت حاصل ہو گئی اور ہمہ وقت خدمت گزاری میں رہنے لگے۔

ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساتھ والے کمرہ کے اندر ہیں۔ آپ وہاں سے کس طرح سب جگہ کا حال دیکھ لیتے ہیں۔ اتنے میں دیوار کی دوسری جانب ان کی اپنی آنکھوں کے سامنے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موجود نظر آئے۔ یہ ان کے وسوسہ کا جواب تھا اور عارضی طور پر ان کو یہ کیفیت حاصل ہوئی۔ ورنہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے تو کسی وقت کوئی حجاب نہ تھا۔

ایک حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے اوکاڑہ سے مالٹے لئے اور ان کو اپنی چادر میں ڈال لیا۔ راستے میں ان مالٹوں نے بہت تنگ کیا۔ کوئی ادھر جاتا اور کوئی

Marfat.com

ادھر تب دل میں خیال آیا کہ اگر تھوڑے مالٹے لے لیتا تو یہ تنگ تو نہ کرتے۔ جب حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا تو حضرت صاحب قبلہ سرکار رحمتہ اللہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ مولوی جی ''تہانوں مالٹیاں بہت تنگ کیتا'' حاجی صاحب کہتے ہیں کہ میں دل ہی دل میں بہت شرمندہ ہوا اور سوچا کہ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ کو کس نے بتا دیا تو حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا کو مولوی جی جس طرح دنیا کے بادشاہ دنیا پر حکومت کرتے ہیں اللہ کے ولی روحوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اور ان کو پہلے سے موجود اور آنے والی سب روحوں کی خبر ہوتی ہے۔ جیسے ظاہری چیزوں پر ان کی نظر ہے ویسے باطنی روحوں پر بھی ان کی نظر ہوتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں عرش عظیم کے نیچے پرواز کرتی ہیں اور بسیرا کرتی ہیں نیز حدیث پاک میں آتا ہے جب لوگ میت کو قبرستان کی طرف پر لے چلتے ہیں تو نیک شخص کی روح پکارتی ہے کہ مجھے جلدی لے کر چلو اور برے شخص کی روح کہتی ہیمجھے کہاں لے کر چلے ہو۔ اس پکار کو جن وانس کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ ان تمام مخفی امور سے اولیاء اللہ با خبر ہوتے ہیں۔

حاجی صاحب کا مزید بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے پیر محمد اسحاق چشتی سے پیسے ادھار لیے اور حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا۔ جب وہاں پہنچا تو حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ مولوی جی اپنے پیسوں سے آیا کرو، کسی سے ادھار لے کر نہ آیا کرو۔ اور اس دن سے آپ کی نظر کرم ہے کہ مجھے کسی چیز کی کمی نہ رہی اور اپنے وسائل کافی ہو گئے اور ادھار لینے کی حاجت ہی نہ رہی۔

پیر طریقت مولوی رحمت علی لاہور والے کہتے ہیں کہ عرس پر حاضر ہوا تو ایک بیلی نے اعلیٰ حضرت سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت بیان کی کہ چند نوجوان لڑکے گاؤں سے چلے کہ حضرت صاحب کو سلام کریں گے اور ملاقات سے بہرہ ور ہوں گے۔ وہ آٹھ تھے۔ جب سوار ہوئے تو انہوں نے گنتی کی جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچنے تو گنتی کی۔ جب

Marfat.com

حاضر خدمت ہوئے تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نو ہو انہوں نے کہا کہ وہ آٹھ ہیں۔ مگر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تم گاؤں سے کتنے لڑکے چلے تھے تو انہوں نے کہا ''نو'' مگر ایک گاڑی پر سوار نہیں ہو سکا تھا۔ تب حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ بھی تمہارا ساتھی ہی ہے۔

بابو محمد یونس صاحب جو کراچی صدر کے علاقے میں رہتے ہیں ان کی ڈیوٹی خطوط کے جواب دینے پر تھی) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایک خط آیا جس میں لکھا تھا کہ ''میری بڑی بیٹی کا نام عائشہ ہے چھوٹی بیٹی کا نام تجویز فرما دیں'' میں نے دل میں سوچا کہ میری بڑی بھتیجی کا نام عائشہ ہے اور چھوٹی کا نام فاطمہ ہے اس کی بیٹی کے لئے فاطمہ تجویز کرنا چاہیے جب خط لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے میرے بولنے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا ''فاطمہ'' دنیا میں ایک ہی ہوئی ہیں باقی سب غلام فاطمہ ہیں۔

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ شکوہ شکایت کو ناپسند فرماتے اور شکر ادا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے۔ جامع مسجد بنانے کا آغاز ہو رہا تھا آپ نے ایک سن رسیدہ شخص جس کا نام بلند اتھا کو جگہ کی پیمائش کے لئے بھیجا جب وہ واپس آیا تو اس نے شکایت کہ میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا ہے آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور قدرے جلال میں ارشاد فرمایا تمہیں وہ بات یاد نہیں جب ہندوستان میں جوانی کے عالم میں تم چوری کرنے گئے تھے گھر والے جاگ گئے تھے تو تم دیوار پر چڑھ کر بھاگنے لگے تھے اور گھر والوں نے تمہارے سر پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیے تھے وہ ڈنڈے تمہارے سر پر لگنے کے بجائے دیوار پر لگے تھے وہ شخص ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں اپنی غلطی پر نادم ہوں۔ آپ نے نہ صرف اس کو پرانی بات یاد کرائی بلکہ اپنی کرم فرمائی بھی یاد دلائی کہ ڈنڈے اس کے سر پر لگنے کی بجائے دیوار پر لگے۔

حکیم مولا بخش فرماتے ہیں کہ کاتک کا مہینہ تھا میں حضرت صاحب کی خدمت اقدس کی حاضری کے لئے کرمانوالہ شریف میں حاضر ہوا میرے ساتھ میرے گاؤں

Marfat.com

کاایک امیر شخص تھامیرے ساتھ جوشخص تھااس نے درخواست کی حضرت صاحب دعا کریں کہ میرے کاروبار میں اضافہ ہوآپ نے فرمایا کیا کام کرتے ہوامیر علی نے کہا حضور گھی کا کاروبار کرتا ہوں حضرت صاحب نے فرمایا دساوری ملا لیا کرو جب رخصت لے کر گھر آرہے تھےتو میں نے امیر علی سے پوچھا کہ کیاوجہ ہے کہ آپ نے دساوری گھی میں ملانے کو کہا ہے۔امیر علی نے کہا کبھی کبھی ملالیتا ہوں یہ بات حضرت صاحب نے راز میں رکھتے ہوئے نصیحت فرمائی اور پھرامیر علی نے کبھی ایسانہ کیا۔آپ کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی۔

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ آپ حضرت صاحب دائیں صف کے کنارے بیٹھ کرنماز ادا کرتے تھے۔محمد یوسف جونعت خواں بھی تھاوہ بھی موجودتھامحمد یوسف کوآپ اپنے ساتھ کھڑا کرتے تھے۔میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بیلی ہم سب سے بہت اچھا ہے جوحضرت صاحب اپنے پاس ہی نماز کے وقت کھڑا کر لیتے ہیں دوسرے دن حضرت صاحب نے فرمایا حکیماں میرے پاس کھڑے ہوجانا حضرت صاحب سے ڈرتا بھی تھاجب حضرت صاحب میری طرف دیکھتے تو میری آنکھیں خود بخود جھک جاتیں تھی۔ میں کچھ فاصلہ چھوڑ کرنماز کے لئے کھڑا ہوگیا۔آپ نے کھینچ کراپنے ساتھ کرلیا۔اسی طرح دوتین دن کرتے رہے۔آپ صبح کی نمازادا کرکےاورقرآن پاک پڑھ کے سیر کے لئے کسی ایک آدمی کوساتھ لے جاتے۔میرے دل میں خیال آیا یہ آدمی آپ کو بہت پیارا ہے جو ہر روز اسی کو لے جاتے ہیں۔دوسرے دن مجھے بلالیا کہ آحکیماں سیر کوچلیں دوتین دن تک مجھ کوساتھ لے جاتے رہے۔

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت صاحب کے پاس اٹھاراں یوم گذر گئے۔میرے گھر والوں کوفکراوراندیشہ ہوگیا کہ بہت دن گذر گئے ہیں۔معلوم نہیں کیاہوا شائد دریا چڑھا ہوا ہے۔دریا کا خطرہ تھااورایک کشتی غرق ہونے کا بھی چرچا تھا۔ اسی فکر میں میرے گھر والوں نے ہمارے گاؤں کے ایک آدمی نوردین کوکرایہ دیااورکہا کہ اوکاڑہ سے جاکرمیرا پتہ لے آؤ۔نوردین کے آنے سے ایک دن پہلے حضرت صاحب

Marfat.com

نے صبح کی نماز پڑھ کر مجھے بلوایا اور کہا کہ حکیماں جانا ہے میں نے کہا جس طرح آپ کی مرضی ہے۔آپ نے فرمایا جارخصت ہے مگر راستے میں رات نہ رہنا۔ میں بوقت عصر گھر پہنچ گیا جبکہ دوسری صبح کونور دین نے روانہ ہونا تھا جس کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم تھا کیونکہ تمام دنیا کی کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہ تھی۔

آپ کے پاس ہر مذہب اور مسلک کے لوگ آتے آپ ہر کسی کے ذہنی معیار کے مطابق اس طرح گفتگو فرماتے کہ سب کی اصلاح ہو جاتی۔مولانا بشیر احمد خطیب اعظم چشتیاں شریف دارالعلوم دیو بند سے فارغ التحصیل تھے۔آپ کی شہرت سنی تو سوچا کہ کیوں نہ حضرت صاحب کی اصلاح کر کے ثواب کمایا جائے۔علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مناظرہ کرنے کی ٹھان لی۔ لگے قرآن وحدیث کے دلائل کو ازابر کرنے۔ جب تیاری مکمل ہوگئی تو حضرت کرماں والا شریف آپہنچے۔دن ڈھلے کا سماں تھا۔ان کا خیال تھا کہ اگلے دن مناظرہ کیا جائے اور آج رات آرام کر کے سفر کی تھکاوٹ دور کر لی جائے اور ویسے بھی حضرت صاحب کو میری آمد کا تو کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی ان کو مناظرے کے متعلق کوئی اطلاع دی ہے۔نماز عشاء سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی سونے کے لئے لیٹ گئے۔تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کوئی شخص آوازیں دیتا ہوا نظر آیا کہ دیو بندی مولوی کو حضرت صاحب بلا رہے ہیں یہ چپکے لیٹے رہے کہ کسی دوسرے دیو بندی مولوی کو بلایا ہوگا جب کوئی نہ اٹھا تو وہ شخص واپس چلا گیا کچھ دیر بعد پھر آیا اور سب سے باری باری پوچھنے لگا جب دیو بندی مولوی ہونے کا کسی نے اقرار نہ کیا تو ان کے سرہانے آکر پوچھا کیا تم دیو بندی مولوی ہو؟ اب تو انکار نہ کر سکتے تھے مجبوراً اقرار تو کر لیا لیکن تھکاوٹ کی وجہ سے کہ دیا کہ کل ملیں گے۔ وہ شخص بھی تربیت یافتہ درویش تھا اپنے درویشانہ رعب سے کہا حضرت صاحب تو اس وقت کسی سے ملتے ہی نہیں تم کتنے خوش قسمت ہو کہ تمہیں خود بلا رہے ہیں۔جلدی اٹھو! اب تو اٹھے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے حیران تھے کہ آپ کو تو میرا نام تک معلوم نہیں اور نہ یہ کہ میں کہاں رہتا ہوں خدا جانے کس نے میرا بتا دیا جونہی

Marfat.com

آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے فرمایا مولوی جی آئیں ابھی علم غیب کے موضوع پر (مک مکا) فیصلہ کرلیں۔انہوں نے جتنی آیات قرانی اوراحادیث نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام یادکی تھیں سب باری باری پڑھ ڈالیں کبھی اٹکتے تو حضرت صاحب فرماتے ''ہوں مولوی جی پھر؟ یہ پھر پڑھنے لگتے یہاں تک کہ ان کا سارا مواد ختم ہوگیا تب آپ نے فرمایا مولوی جی! قرآن وحدیث میں جہاں بھی علم غیب کی نفی ہے وہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے،ہم حضور ﷺ کا علم غیب عطائی کے قائل ہیں یعنی ذاتی علم غیب صرف اللہ کا ہے اور حضور ﷺ کا علم غیب اللہ کی عطا سے ہے۔مولانا صاحب سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔اگلے دن اجازت لے کر رخصت ہوگئے۔گھر پہنچے تو نہایت بے قرار تھے ایک تو مناظرے میں ہار جانے کا قلق اور دوسرا اپنی کم علمی کا احساس۔کسی پل چین نہ آتا تھا۔سوچا کہ ناکامی کامیابی کا زینہ ہے دوبارہ کسی اور موضوع پر گفتگو کرنی چاہیے۔دراصل حضرت صاحب کی ایک مرتبہ زیارت کرلینے کے بعد دوبارہ زیارت کا اشتیاق بڑھ جاتا تھا۔یہی ان کے ساتھ بھی ہوا۔اب اصلاح کے جذبے کی بجائے دل کے نہاں خانوں میں ملاقات کا شوق تھا۔ایک دوبار مختلف موضوعات پر حضرت صاحب سے گفتگو ہوئی لیکن آپ کے ایک دو جملے ہی ان کے جملہ دلائل عقلیہ ونقلیہ کو کافی ہوجاتے۔

ایک مرتبہ سوچا کہ حضرت صاحب تو پیر ہیں علم نحو سے زیادہ شغف کہاں ہوگا۔اگر کبھی پڑھا بھی ہوا تو اب تک بھول چکے ہوں گے۔اس موضوع پر آپ سے مناظرہ کرکے اگلا پچھلا حساب چکا دینا چاہیے۔تیاری کرکے آپہنچے۔دل ہی دل میں خوش ہورہے تھے کہ آج میرے علم کی دھاک بیٹھ جائے گی۔آتے ہی حضرت صاحب نے فرمایا ''مولوی جی شرح ملا جامی (علم نحو کے موضوع پر درس نظامی کے نصاب کی آخری کتاب) کا خطبہ پڑھیں'' انہوں نے پڑھنا شروع کیا ''الحمدللہ لولیہ والصلوۃ علی نبیہ'' حضرت صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے روکا اور فرمایا ''مولوی جی علم نحو کا قاعدہ ہے کہ ضمیر کو مرجع کے بغیر ذکر نہیں کیا جاتا یہاں ''الحمدللہ لولیہ'' میں ''ہ'' ضمیر کا مرجع کیوں ذکر نہیں کیا گیا؟'' مولانا اس

Marfat.com

غیر متوقع سوال کا جواب نہ دے سکے۔ غرضیکہ اس طرح کی چند ملاقاتوں میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی توجہ اور آپ کے محبت بھرے انداز تبلیغ نے ایسا اثر دکھایا کہ دارالعلوم دیو بند کے وہی مولانا جو آپ کی اصلاح کی نیت سے آئے تھے نہ صرف اپنے عقائد فاسدہ سے تائب ہو گئے بلکہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہو گئے۔

حاجی رمضان عرف رمضانی صاحب دربار عالیہ کے خاص غلاموں میں شامل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ نوجوان تھا اور حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے کندھے دبا رہا تھا ایک صاحب آئے اور عرض کرنے لگے کہ وہ بمعہ اہل خانہ حج کیلئے جا رہے ہیں، اور دعا کروائی کہ ان کا حج بخوبی انجام پائے۔ رمضانی صاحب کے دل میں خیال گزرا کہ حج تو امیروں کا شعبہ ہے میں تو غریب ہوں میں کہاں حج کر سکتا ہوں۔ غوثِ زمان رحمتہ اللہ علیہ نے بذریعہ کشف یہ جان کر رمضانی کی طرف نظر رحمت سے دیکھا اور فرمایا رمضانی جا تیرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی حج کریں گے۔ فکر نہ کیا کر۔ آج رمضانی صاحب کہتے ہیں کہ ان کا تمام کنبہ حج کر چکا ہے یہاں تک کہ ایک ایک سال کے پوتے بھی۔ یوں حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی نگاہِ کرم سے اپنے پیارے کی دین و دنیا بدل دی۔

محترم خوشی محمد بانگا 217۔ راوی بلاک علامہ اقبال ٹاون، لاہور بیان کرتے ہیں کہ ہم تین بھائی چک نمبر 24/2.L نزد کسان ضلع اوکاڑہ میں 1945ء سے بطور مزراع زمیندارہ کرتے تھے۔ مسجد کے ساتھ کنواں بنایا گیا، اس کا پانی کڑوا تھا۔ 1955-56 میں اعلیٰ حضرت کرمانوالے قدس سرہ العزیز نے گاؤں میں زمین خرید لی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اکثر گاؤں میں تشریف لاتے تھے۔ بعض دفعہ پیدل اور بعض دفعہ سواری پر تشریف لاتے ۔گاؤں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آمد کے بعد کنویں کا پانی میٹھا ہو گیا۔ بعد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کنواں اکھڑوا کر نلکا لگوا دیا۔ بیلیوں نے عرض کی کہ کنواں رہنے دیں لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کنواں اکھاڑنے کا حکم برقرار رکھا اور فرمایا کہ مقامی لوگوں سے پوچھ لیں۔ بعد میں خوشی محمد کے بڑے بھائی نے بتایا کہ قیام پاکستان کے وقت سکھ ایک اینٹوں کا بھٹہ چھوڑ

Marfat.com

گئے تھے۔ بغیر دام ادا کیے وہاں سے اینٹیں لا کر یہ کنواں بنوایا گیا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ اپنے خصوص علم لدنی سے یہ جان کرنے یہ گوارہ نہ کیا کہ نمازی چوری کی اینٹوں سے بنے کنویں کے پانی سے وضو کریں۔ اس لئے وہ کنواں اکھڑوا دیا۔

ماسٹر محمد انور چونڈہ سیالکوٹ سے بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ سکول سے چھٹی لے کر حضرت کرمانوالہ شریف حاضری کے لئے سفر شروع کیا۔ دوران سفر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ماسٹر صاحبان بچوں سے چھاچھ (لسی) یا کوئی اور مشروب وغیرہ منگوا کر پیتے ہیں۔ یہ بات مناسب نہیں ہے چنانچہ بندہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گیا جب میری باری آئی تو ارشاد فرمایا'' اوبیلیا توں کتھوں آیا ایں (بیلیا تم کہاں سے آئے ہو؟) عرض کیا حضور! سیالکوٹ سے آیا ہوں۔ آپ فرمانے لگے'' کیا کام کرتے ہو؟ عرض کیا حضور آپ کی دعاؤں سے سکول ماسٹر ہوں۔ آپ فرمانے لگے۔ بیلیا! کوئی بات نہیں، اگر کوئی پانی وغیرہ لے آئے تو پی لینا چاہیے'' میں بہت حیران ہوا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو یہ بات کون بتا کر گیا ہے؟ کرامت کے لئے اخفاء ضروری ہے اور معجزہ کے لئے اظہار ضروری ہے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے جب کرامت کا ظہور ہوتا تھا تو بعض اوقات اس وقت بندہ کو پتہ نہیں چلتا تھا۔ بعد میں یہ بات سمجھ میں آتی تھی۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے بیلیوں کی زبانوں اور دلوں پر آپ کا تصرف ہوتا تھا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ دل کھول کر آپ کے سامنے رکھ دیے گئے ہیں۔

ماسٹر محمد انور چونڈہ (سیالکوٹ) سے مزید بیان کرتے ہیں میرے والد محترم حکیم تھے۔ وہ مولوی محمد رفیق صاحب عرف مولوی سرخا (مسجد نور مغلپورہ، لاہور) کے ہمراہ حضرت کیلیا نوالہ شریف گئے۔ وہاں قبلہ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے۔ مولوی صاحب نے بوقت ملاقات حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بتایا کہ میرے والد صاحب حکیم ہیں۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے'' حکیم جی مجھے پیشاب کی زیادتی کا عارضہ ہے، کوئی نسخہ بتاؤ، والد محترم نے دوا بتانا چاہی لیکن وہ دل میں تو سوچ لی گئی

Marfat.com

لیکن زبان پر نہ آسکی۔ آپ نے فرمایا، حکیم جی بتاتے نہیں۔ اسی طرح آپ نے دوبار تکرار فرمائی۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ میں نے بہت کوشش کی لیکن وہ دوائی زبان پر نہ آسکی۔ تیسری بار آپ نے ارشاد فرمایا'' حکیم جی لبوب کبیر (دوائی کا نام) تو میں استعمال کر چکا ہوں۔ لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ والد صاحب ہنس پڑے کہ حضور یہی دوائی تو تھی جو میں نے بتانی تھی۔

غلام مصطفٰے (پنڈ کنگرہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بہت سے بیلی بیٹھے ہوئے تھے اور میں بھی حاضر خدمت تھا۔ مجھے وہ چیز یاد نہیں کہ پھل فروٹ کی ٹوکری تھی یا کچھ اور تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ کوئی بیلی ہے جو اسے گھر تک پہنچا دے۔ سب خاموش بیٹھے رہے تو میرے دل میں خیال آیا کہ جو بیلی اپنا ہوگا وہی لے جائے گا۔ یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے'' تم سب اپنے ہی ہو، بیگانے نہیں''۔

ایک مرتبہ ایک صاحب علم غیب پر بات کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موضوع پر وہ بہت دیر اپنی کہتے رہے اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ چپ چاپ سنتے رہے اور بہت سے لوگ بھی موجود تھے۔ اسی اثناء میں ایک ادھیڑ عمر کا آدمی آیا اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا'' بھئی تمہارے کتنے بیٹے ہیں؟ اس نے عرض کیا'' تین'' فرمایا'' بھئی! سچ سچ بتاؤ۔ وہ پھر بولا'' تین'' ارشاد ہوا'' کچھ حرج نہیں سچ سچ بتلا دو''۔ اس نے کہا ہیں تو چار لیکن میرا ایک بیٹا نافرمان ہے اس کا نام نہیں لیا..... فرمایا: میرا سوال یہ نہیں ہے کہ'' فرماں بردار کون ہے اور نافرمان کون۔ میں نے تو تمہارے بیٹوں کی تعداد پوچھی ہے۔ جا اللہ تیرے بیٹے کو نیک بنا دے گا۔ اس گفتگو کو سن کر علم غیب پر بات چیت کرنے والے صاحب کچھ ایسے خاموش ہوئے کہ پھر نہیں بولے۔

Marfat.com

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیمار اور مصیبت زدہ لوگ بڑی تعداد میں حاضر ہوتے تھے کہ بعض دفعہ نیا آنے والا یہ سمجھتا کہ ''حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ محض طبیب ہیں۔ ایک مرتبہ ایک پڑھے لکھے صاحب نے اپنی بیوی کی بیماری کا ذکر کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے مناسب دوا تجویز فرمائی اور وہ صاحب اٹھ کر چلے گئے۔ میرے برابر میں ایک اور صاحب بیٹھے تھے جن کو میں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ ان کا نام نہیں جانتا) انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ تو صرف طبیب ہیں جو بیماروں کو دوا دارو بتلاتے ہیں۔ ادھر حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ جو کشف میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے نور باطن سے اس کے خیال سے آگاہ ہوئے تو ایک خادم سے کہا کہ ''وہ جو بابو ابھی گئے ہیں انہیں واپس بلالو۔'' چنانچہ خادم انہیں واپس بلا لایا تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''تم کچھ علاج نہ کرنا اللہ تعالیٰ فضل کر دے گا۔ وہ صاحب دوبارہ سلام کر کے چلے گئے تو میرے برابر جو صاحب بیٹھے تھے انہوں نے نہایت آہستہ سے کہا کہ ''یہ فتور میرے ہی دل میں اٹھا تھا۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ بیماروں اور حاجت مندوں سے عموماً یہی ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ فضل کرے گا (یا خیر کرے گا) اس ارشاد میں نہ جانے کیا مقناطیسی طاقت مضمر تھی کہ اسی وقت ایسا محسوس ہوتا گویا کام بن گیا ہے۔

محمد یسٰین چک نمبر 147/9L چیچہ وطنی سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کے بزرگ خطیب علامہ مولانا حاجی عتیق اللہ نے بتایا کہ مجھے اپنے بچپن میں کچھ وقت حضرت صاحب کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گزارنے کا شرف حاصل ہوا ہے، اس دوران ایک دن حضرت صاحب نے اچانک بیلیوں کو حکم دیا کہ دولڑ کے ریلوے اسٹیشن پر اترے ہیں جن کی مونچھیں اور بال بڑھے ہوئے ہیں، انہیں میرے پاس لے آؤ۔ جب انہیں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے بیلیوں سے پوچھا، بیلیو! تمہیں علم ہے کہ یہ گھر سے کس لیے آئے ہیں؟ بیلیوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: یہ گھر سے اس لئے آئے ہیں کہ حضرت صاحب سے تعویز لے کر لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنسا

Marfat.com

سکیں۔آپ نے فرمایا: انہیں پکڑ کر حجام کے پاس لے جاؤ اور ان کے بال اور مونچھیں کتروا دو، آپ نے ان لڑکوں سے فرمایا: آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا اور لوگوں کی عزتیں اپنی عزت سمجھو۔

نصر اللہ صاحب لاہور سے بیان کرتے ہیں کہ میرے تایا جان ابا جان اور ایک اور شخص نے اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کا پروگرام بنایا۔ وقت مقررہ پر میرے تایا جان نہ آسکے ان کا کافی انتظار کرنے کے بعد ہم تین اشخاص ہی آپ کی خدمت میں روانہ ہو گئے جب ہم وہاں حاضر خدمت ہوئے آپ نے ہمیں دیکھتے ہی فرمایا کہ چوتھے آدمی کو کہاں چھوڑ آئے ہو۔

مولوی عبدالروف بھکر والے بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد میاں خیر دین اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے بہت محبت وعقیدت رکھتے تھے اور حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہو کر کئی کئی دن لنگر شریف کی خدمت میں مصروف رہتے اور چھٹی ملنے پر واپس گھر جاتے اس طرح وہ لنگر شریف میں خدمات دینے کے لئے حاضر ہوتے رہتے۔ آخری مرتبہ وہ اسی مقصد کے لئے حاضر ہوئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے لنگر کے لئے خدمت بجا لانے کی درخواست کی لیکن اس مرتبہ آپ نے اجازت عنایت فرمانے کی بجائے حکم دیا کہ آٹھ دن کے اندر اندر اپنے گھر پہنچ جائے چنانچہ میرا والد اپنے دیگر عزیز واقارب سے ملتا ہوا پانچویں چھٹے دن اپنے گھر واپس آ گیا۔ ٹھیک آٹھویں دن میرا والد بیمار ہو گیا اور فوت ہو گیا اس سے ظاہر ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اپنے بیلیوں کی موت وحیات کے ہر لمحہ سے واقف ہیں۔

مولوی عبدالرؤف صاحب مزید بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے مرنے کے کچھ دن بعد دیکھا کہ میرا والد ننگے پیر دنبے چرا رہا ہے۔ میں نے فوراً ایک جوڑا بمعہ جوتے خرید کر اس کے نام تصدق کر دیا۔ اس کے بعد جب میں اعلیٰ حضرت رحمتہ علیہ کے پاس حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے

Marfat.com

فرمایا اوئے مولوی روفا (آپ پیار سے روف کی بجائے روفا فرمایا کرتے تھے) تیرا باپ تو جنت میں دنبے چرا رہا ہے یعنی آپ نے مولوی عبدالروف کے خواب کی تصدیق کی کہ اس کا باپ جنت میں دنبے چرا رہا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ مریدین کے برزخی حالات سے بھی واقف ہوتے تھے۔

چودھری محمد ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری اور آپ کی جان ہے جب میں حضرت سرکار میاں صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو دنیا ایسے نظر آتی تھی جیسے ہتھیلی پر سرسوں کا دانہ نظر آتا ہے اور یہاں تک نظر آتا تھا کہ وہ آدمی فلاں جگہ جا رہا ہے اور اس آدمی نے فلاں روز مرنا ہے' یہ دوزخی ہے اور یہ جنتی ہے' کل کو کیا ہونا ہے وغیرہ وغیرہ۔

حاجی محمد رمضان عرف رمضانی صاحب کا بیان ہے کہ ان کی والدہ بیمار ہو گئیں تو انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ''میری والدہ بیمار ہیں' میں انہیں ہسپتال میں داخل کرا دوں؟'' حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہسپتال سے واپس تو آنے نہیں دیتے مار کے ہی بھیجتے ہیں۔ ویسے تمہاری مرضی' داخل کرا دو۔'' چنانچہ حاجی محمد رمضان نے ڈاکٹر محمد امین صاحب کے ساتھ جا کر اپنی والدہ صاحبہ کو میو ہسپتال میں داخل کرا دیا وہ پندرہ دن ہسپتال میں رہیں۔

ایک دن محمد رمضان صاحب خود ہسپتال پہنچے تو ان کی والدہ کہنے لگیں۔ ''مجھے واپس لے چلو۔'' انہوں نے کہا۔ ''میں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کہنے پر آپ کو داخل کرایا ہے۔ پہلے میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فون کر کے اجازت لے لوں کہ مائی صاحبہ کو لے آؤں تو پھر لے کر جاؤں گا۔'' محمد رمضان' سیٹھ محمد شفیع صاحب کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ گھر چلے آئے اور صبح چار بجے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کو فون کیا کہ مائی صاحبہ کو تکلیف زیادہ ہے اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمائیں تو واپس لے

Marfat.com

آؤں۔" حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تمہاری والدہ فوت ہوگئیں۔" یہ سن کر محمد رمضان فوراً ہسپتال پہنچے۔ پتہ چلا کہ والدہ صاحبہ کا تو رات تین بجے انتقال ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ ٹرک پر والدہ کی میت لیکر کرمانوالے پہنچے اور وہیں انہیں دفن کر دیا۔

رائے محمد اقبال صاحب چیچہ وطنی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ چیچہ وطنی سے اوکاڑہ ریل پر آئے اور وہاں سے ٹانگہ پر بیٹھ کر حضرت کرماں والے شریف پہنچ گئے وہاں جا کر پتہ چلا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ باہر تشریف لے گئے ہیں اور ظہر کے وقت واپس آئیں گے۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہاں بیٹھنا بیکار ہے، جہاں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے گئے ہیں، وہاں ہی جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ اسی ٹانگہ میں بیٹھ کر نہر کے پل پر پہنچے سوچا کہ کس طرف جائیں؟ تھوڑی دیر کے بعد دل میں خیال آیا کہ لاہور کی طرف ٹانگہ لے چلیں۔ کوئی ایک میل کے فاصلے پر گئے ہوں گے کہ دیکھا حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر وہ وہاں ہی رک گئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے خادم سے کہا کہ چادر بچھا دو۔ خادم نے چادر بچھا دی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے رائے صاحب سے فرمایا۔ "آیئے رائے صاحب آپ بھی بیٹھ جایئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو راستے میں کسی باغیچے والے نے مالٹے دیئے تھے۔ آپ نے وہ سب کے سب رائے صاحب کے آگے رکھنے کا حکم فرمایا، پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے رائے صاحب سے فرمایا۔ "رائے صاحب جتنے مالٹوں کی آپ کو ضرورت ہے لے لیں۔" رائے صاحب نے دو مالٹے اٹھا لیے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "رائے صاحب جی اور لے لیں۔ رائے صاحب نے پھر دو مالٹے اور اٹھا لیے۔ آپ نے فرمایا رائے صاحب جی اور لے لیں۔ رائے صاحب نے پھر دو مالٹے اور اٹھا لیے۔ اس طرح رائے صاحب نے کل چھ مالٹے اٹھائے۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سب بیلیوں سے فرمایا۔ "رائے صاحب کیلئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ رائے صاحب کو چھ بچے عنایت فرمائے۔

Marfat.com

"چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے رائے صاحب کے ہاں چھ بچے ہوئے۔ان کے ہاں پہلے کوئی اولاد نہیں تھی۔رائے صاحب کہتے ہیں کہ جب وہ گھر سے چلے تھے تو یہی خیال کیا تھا کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے اولاد کیلئے عرض کریں گے۔

محمد لطیف کراچی والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت کرمانوالہ شریف میں نماز جمعہ ادا کی۔اعلیٰ حضرت خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرما رہے تھے میں نے سوچا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے خیال کردہ مضمون کے مطابق بیان فرمائیں تو اچھا ہو۔آپ نے کچھ دیر بعد میرے خیال کردہ مضمون کے مطابق بیان کرنا شروع کر دیا۔تھوڑی دیر بعد میں نے کچھ اور سوچا کہ اس کے بارے میں بھی بیان کریں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ بھی بیان فرما دیا۔اس طرح میں نے چار پانچ مرتبہ مختلف مضامین کے بارے میں سوچا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی کے مطابق بیان شروع فرما دیا۔اکثر بیلیوں کا بیان ہے کہ جب وہ کوئی بات دوران وعظ یا آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے سوچتے تو آپ بذریعہ کشف معلوم فرما کر اس کے بارے میں ارشاد فرما دیتے۔

ایصال ثواب

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے والے خواہش مند حضرات کو سلسلہ عالیہ میں داخل فرما لیتے اور ان کو نماز تہجد کے بارہ نوافل کے علاوہ نماز پنجگانہ باجماعت پڑھنے کا حکم فرماتے اور ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ قل شریف بمع بسم اللہ شریف پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرنے کا حکم فرماتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایصال ثواب کے قائل تھے۔

پیر جلیل شاہ صاحب ساکن واں رادھا رام بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ کئی سال سے تو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر اتوار کو آدھی رات کے وقت قیام گاہ سے پاک پتن شریف کے لیے روانہ ہوتے یہ ناچیز بھی ساتھ ہوتا، عموماً فجر کی نماز حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاک پتن شریف کے قریب اپنی اراضی (واقع چک 36 ایس

Marfat.com

پی) میں ادا کرتے۔ چک میں پہنچنے سے پہلے اس چوک میں جہاں سے ایک سڑک پاک پتن شریف کو جاتی ہے اور ایک عارف والا کی طرف جاتی ہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعائے خیر کے لیے ہاتھ اٹھا دیتے اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مقدسہ کو ایصال ثواب پہنچاتے اور اسی طرح طرح واپسی کے وقت بھی وہاں رک کر دعا فرماتے۔

☆:۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیجے چالیسویں وغیرہ ایصال ثواب کی محافل کے قائل تھے اور بعض اوقات اپنے بیلیوں کے تیجے چالیسویں میں شمولیت کے لیے اپنے صاحبزادگان یا اپنے کسی دوسرے نمائندے کو بھیج دیتے تھے۔

☆:۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گیارہویں شریف بھی باقائدہ ہر ماہ چاندگی گیارہویں شریف کو دیا کرتے تھے۔

☆:۔ایصال ثواب کے بارے میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ واقعہ اپنے جمعۃ المبارک کے خطبات میں اکثر بیان فرمایا کرتے تھے:

''ایک دفعہ کرموں والا شریف (ہندوستان) کا واقعہ ہے وہاں ایک ڈوگر رہتا تھا جس نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور اس میں تمام شرعی عیب موجود تھے وہ خود ہی کہتا تھا کہ جب میں مروں گا میری قبر سے آگ کی لاٹ نکلے گی۔ رمضان شریف کے آخری جمعۃ المبارک کو وہ فوت ہو گیا گاؤں کے لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا کہنے لگے یہ فاسق و فاجر تھا زندگی میں کوئی نیک کام نہیں کیا۔ یہ بات حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم میں آئی تو آپ نے فرمایا بیلیو ڈوگر فوت ہو گیا ہے اس کے کفن دفن کا بندوبست کرو۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ نے فرمایا نماز جنازہ میں نزول ملائکہ اتنا ہوا کہ زمین پر تل دھرنے کی جگہ بھی نہ تھی بیلیو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص ہر جمعرات کو اپنی روٹی پر فاتحہ پڑھ کر ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر بزرگان دین کی بارگاہ میں پیش کرتا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کہتا رہتا تھا کہ میں بہت گناہ گار ہوں لیکن رب تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔

Marfat.com

زیارات مزارات

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل واقعات آپکے مزارات پر حاضری کے بارے میں ہیں:

☆:۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاک پتن شریف کے عرس میں ہر سال شرکت کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ بہت بیمار تھے اور سفر ممکن نہ تھا اس لیے عرس میں شرکت کی حاضری کا ارادہ نہ تھا رات کو بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور کہا کہ عرس میں شرکت ضروری ہے سواری کا انتظام ہو جائے گا۔ اگلے روز اچانک صبح سویرے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب اونٹنی لے کے میرے پاس آئے اور کہا ''یہ سواری آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جانے کے لیے بھیجی ہے..... آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے چلئے''۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس مہربانی پر بیماری کے باوجود کمر ہمت باندھ لی اور اونٹنی پر بیٹھ کر عرس مبارک میں شریک ہوئے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کلیر شریف کے عرس پر آنے کی دعوت دی اور آنے جانے کا کرایہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں تشریف لے گئے، بابو نور عالم صاحب بھی ہمراہ تھے۔ مزار مبارک کے اردگرد آہنی جنگلا لگا ہوا تھا یہ لوگ وہاں کھڑے ہو گئے، تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ آئے اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ ''آپ مزار مبارک کے اندر جانا چاہتے ہیں تو چلئے''۔ اس وقت تک کوئی شخص بھی اندر نہیں گیا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکیلے اندر چلے گئے۔ بہت دیر کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا ''بڑی جلالت ہے'' واپسی پر ان صاحب نے حضرت قبلہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مزار مبارک کا غلاف بطور تبرک تحفہ دیا۔

☆:۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام پاکستان سے پہلے ہر سال خواجہ ابوشکور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک پر واقع بتحصیل سرسہ (حصار) تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور صاحب مزار سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔

☆:۔ میر محمد سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ کلیر شریف گئے۔ ان دنوں کلیر شریف کے منتظمین کچھ اچھے صاحب نہ تھے۔ وہ جسے

Marfat.com

چاہتے ہیں ڈراتے دھمکاتے اور مال بٹورتے حتیٰ کہ فقراء بھی ان کی بے ادبیوں، اور گستاخیوں سے محفوظ نہیں تھے۔ علماء اور فقراء احترام نسبت کو مدنظر رکھ کر سب کچھ برداشت کر لیتے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روضۂ مبارک میں مرقد کے قریب کھڑے تھے اور کچھ دوسرے درویش بھی اپنے اپنے سلسلے اور طریقے کے مطابق مصروف تھے کہ ایک نوجوان مجاورزادہ آیا اور سب کو باہر نکالنے لگا۔ اس نے درویشوں اور بزرگوں کو بہت گستاخی سے باہر دھکیلا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اطمینان سے اپنے کام میں مشغول تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جاننے والے جانتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وقار ظاہری اور شکل و صورت بھی اپنی نمایاں خصوصیات کی وجہ سے دیکھنے والوں کو مرعوب کرتا تھا۔ لوگوں کو آپ کی ذات بابرکات میں شاہی تمکنت نظر آتی تھی تاہم وہ گستاخ مجاورزادہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف لپکا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بازو پکڑ کر باہر لے گیا۔ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کی نازیبا حرکت پر بہت دکھ ہوا اور پکار کر کہا:

''صابر پیا! تمہارے ہاں مہمانوں کی یہ درگت بنتی ہے!''

بس اتنا کہنا تھا کہ لوگوں میں شور اٹھا وہ مجاورزادہ قتل ہو گیا، وہ مجاورزادہ قتل ہو گیا۔ بات یوں ہوئی کہ وہاں ایک مجذوب سائیں مشتاق بھی پھرا کرتا تھا۔ نہ جانے اس کے جی میں کیا آئی کہ اس نے مجاورزادہ کے چاقو گھونپ دیا۔

☆:۔ ایک مرتبہ سرہند شریف کے عرس مبارک پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضری ہوئے ختم شریف سے فارغ ہو کر آپ سب ہمراہیوں سمیت سرہند اسٹیشن کی طرف پاپیادہ روانہ ہو گئے سب ہمراہیوں کو آگے آگے چلنے کا حکم ہوا صرف محمد اکرام آپ کے ہمراہ تھے۔ چلتے چلتے جب ہم فتح گڑھ اسٹیشن کے قریب پہنچے اور مسجد کے سامنے سے گزرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! مسجد میں تھوڑی دیر رک کر دم نہ لے لیں؟'' چنانچہ آپ سیڑھیاں چڑھ کر مسجد میں داخل ہوئے اور مشرقی دیوار کے ساتھ صف پر جا بیٹھے۔ میں بھی پاس ہی جا بیٹھا۔ میری نظر جب جنوبی دیوار کی جانب گئی تو وہاں ایک مست دیوار سے ٹیک لگائے اپنا سر گھٹنوں میں دبائے ہوئے بیٹھا دکھائی دیا۔ اس پر کثیر تعداد مکھیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جونہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھے مست نے سر

Marfat.com

اٹھایا اور آپ کے سامنے آ بیٹھا۔ خاموشی کا عالم تھا تھوڑے وقفے کے بعد آپ نے فرمایا۔ ''مستا ہن خوش ایں۔'' چنانچہ مست اٹھا اور پھر اپنی جگہ پر جا بیٹھا مکھیاں پھر اس پر ٹوٹ پڑیں۔ معلوم نہیں اس مست کی کیا مشکل تھی جو آپ نے توجہ عالیہ سے آناً فاناً دور کر دی۔

اتنے میں ہمارے کچھ اور ساتھی بھی واپس آ کر مسجد میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اس فقیر کو اشارہ فرمایا ''مولوی صاحب یہ لوٹا لے جائیں۔ مسجد کے نیچے لنگر تقسیم ہو رہا ہے۔ بوڑھے بابا سے اپنے لئے لنگر لے آئیں۔'' میں گیا تو بوڑھے بزرگ نے میری طرف دیکھا اور لنگر تقسیم کرنے والے شخص کو حکم دیا کہ ان کو بارہ آدمیوں کا کھانا دے دو، میں کھانا لے کر واپس مسجد میں پہنچا تو آپ نے فرمایا چلو سرہند اسٹیشن پر چل کر کھانا کھائیں گے۔

لاہور کی طرف جانے والی گاڑی کی آمد میں ابھی کافی وقت تھا۔ آپ نے اسٹیشن کے قریب واقع ایک مسجد میں جا کر قیام کیا۔ سب احباب وہاں جمع ہو گئے۔ اتنے میں دہلی سے بابو نثار احمد خاں اور ان کے ایک ساتھی بھی آ پہنچے۔ دونوں جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کے بعد بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ کھانا لاؤ۔ چنانچہ سب نے مل کر کھانا کھایا اور کھانے والے بارہ آدمی ہی تھے۔

☆:۔ بابا نور عالم مرحوم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ پر حاضری کے لئے پانی پت تشریف لے گئے درگاہ کے سب مست آپ کے گرد و پیش منڈلانے لگے۔ سب نہایت مسرور نظر آتے تھے۔ دو مست بطور پہرے دار سارا وقت آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔ حاضری کے بعد آپ منشی عطا محمد خان صاحب کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گئے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ سامنے راستہ میں زمین پر کچھ چمکدار چیز پڑی نظر آئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا' ''منشی جی! دیکھو وہ کیا چیز ہے؟'' اٹھا کر بغور دیکھنے کے بعد عرض کیا کہ حضور سونے کا ٹکڑا معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے سنبھال کر رکھ لیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا قلندر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ عالیہ سے کرایہ عطا ہوا ہے۔ آستانہ عالیہ کرموں والا شریف پہنچ کر دوسرے دن بابو نور عالم صاحب کو سنار کے پاس وہ عطیہ دے کر بھیجا تو سنار نے کہا کہ یہ خالص سونے کا ٹکڑا ہے۔ جب وزن کر کے قیمت معلوم کی گئی تو وہ ٹکڑا ساڑھے

Marfat.com

سات روپے کا تھا اور پانی پت سے فیروز شاہ اسٹیشن کا کرایہ بھی پورا ساڑھے سات روپے تھا۔

☆:۔ سیٹھ محمد شفیع لاہوری کا بیان ہے کہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت مائل بہ کرم تھی۔ حضرت خواجگان چشت کے فیضان کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گدی نشین کا خط موصول ہوا کہ آپ درگاہ عالی کی حاضری کے لیے اجمیر شریف پہنچیں کیونکہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خیال کیا کہ حاضری کا اسی صورت میں لطف ہوگا جب بوقت حاضری کمال تخلیہ حاصل ہو۔ چنانچہ آپ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لطف و کرم کی توقعات دل میں لیے ہوئے رخت سفر باندھا اور بارگاہ عالیہ میں پہنچ گئے۔ جس وقت آپ در اقدس پر حاضر ہوئے دروازہ اندر سے بند تھا، اسی وقت اچانک دروازہ کھلا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نگاہ ادب جھکائے جبیں ارادت خم کیے درگاہ شریف میں داخل ہوئے۔ دروازہ فی الفور بند ہو گیا اور آپ کے خادم بھی باہر کھڑے رہ گئے، بہت دیر کے بعد دروازہ پھر کھلا اور ایک صاحب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ باہر تشریف لائے۔ ان کے چہرۂ مبارک پر انوار کی بارش ہو رہی تھی۔ وہ بزرگ آپ کو الوداع کہہ کر پھر اندر چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب اندر داخل ہو کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں بیٹھ گیا تو ایسا محسوس ہوا کہ حضور بہ نفس نفیس سامنے تشریف فرما ہو گئے ہیں۔ پھر حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے دونوں شانوں سے پکڑ کر کمال محبت اور شفقت سے ہلایا اس وقت جو کیفت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔

☆:۔ آپ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ چشتیاں شریف بھی ہر سال عرس پر حاضر ہوتے تھے۔ ایک موقعہ پر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں تشریف فرما تھے۔ شیخ نیاز احمد بی۔ اے اسسٹنٹ کمشنر (پاکپتن والے) حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ مزارات پر حاضری کے وقت مراد حاصل کرنے کے لیے کس طرح دعا کرنی چاہیے۔ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ علماء کے نزدیک یہ

Marfat.com

مناسب ہے کہ خدائے برتر کے حضور میں اس بزرگ کے وسیلہ سے حصول مراد کے لیے دعا کی جائے۔ لیکن فقراء کے نزدیک تو یہ طریقہ ہے کہ براہ راست اسی بزرگ کے سامنے دست طلب دراز کیا جائے۔

آپ کی سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں سے بھی بہت گہری وابستگی تھی۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ (جو سلسلہ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشوا ہیں اور چند واسطوں سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہما تک پہنچ جاتے ہیں) سے تو خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ اکثر ان کا تذکرہ فرماتے رہتے۔ آپ کے علاقے فیروز پور (انڈیا) میں ایک بہت بڑے عالم اور چشتیہ سلسلے کے روحانی پیشوا تھے' ان کا نام مولانا شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ تھا' انہیں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت تھی۔ آپ نے ان سے علمی فیضان بھی حاصل کیا اور روحانی نسبت بھی۔ تونسہ شریف اور چشتیاں شریف کی عظیم چشتی خانقاہوں میں عرس کی تقریبات میں بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے۔ تونسہ شریف میں آپ قوالی میں بھی شرکت فرماتے جبکہ چشتیاں شریف میں قوالی میں شرکت نہیں فرماتے تھے۔ پاکستان بننے سے قبل آپ اجمیر شریف بھی حاضری دیتے تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے تو آپ کا روحانی تعلق اور قرب احاطہ بیان سے باہر ہے۔ آپ ہر سال محرم الحرام کا چاند نظر آتے ہی پاک پتن شریف پہنچ جاتے اور دربار شریف کے قریب مرکزی عید گاہ میں قیام فرماتے۔ بعض اوقات عرس کی تقریبات کے دوران محفل سماع میں بھی شریک ہو جاتے۔ مولانا محمد اکرام صاحب رحمتہ اللہ علیہ مؤلف ''معدن کرم'' کا بیان اس جگہ قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا' وہ لکھتے ہیں۔

''آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ایک سال بیماری کی وجہ سے ارادے میں ذرا سا تذبذب واقع ہوا تکلیف زیادہ تھی اور سفر دشوار نظر آتا تھا۔ اس لیے خیال پیدا ہوا کہ بعد میں صحت یاب ہونے پر حاضری دے لی جائے گی۔ رات کو آپ استراحت فرما تھے کہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عالم مثال میں ظاہر ہو کر ارشاد فرمایا۔ ''شاہ صاحب اگر آپ نہ

Marfat.com

آئے تو میں اپنا عرس ہی نہیں مناؤں گا۔ آپ کے لیے صبح سواری آئے گی اس پر بیٹھ کر آجانا غیر حاضری نہیں ہونی چاہیے۔'' آپ اسی وقت اٹھے اور تیاری شروع کر دی۔ صبح جب گاؤں سے باہر نکلے تو ایک تیز رفتار سانڈنی جس پر کجاوہ کسا ہوا تھا آپ کے انتظار میں تھی۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور پاک پتن شریف پہنچ گئے۔''

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلسلہ چشتیہ کے مشائخ سے آپ کے روحانی روابط نہایت غیر معمولی قسم کے تھے۔ آپ ان کے ہاں جاتے تو ان کی روایات پر عمل کرتے اور محفل سماع میں بھی شرکت فرما لیتے لیکن آپ نے کبھی حضرت کرماں والا شریف میں محفل سماع کا انعقاد نہ فرمایا اور نہ ہی سلسلہ چشتیہ کے مشاغل و معمولات کو فروغ دیا۔ آپ نے اپنی خانقاہ میں نقشبندیہ طریقہ رائج فرمایا۔ جس کی نسبت آپ کو خاندان نقشبندیہ کے شیخ کامل حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اپنے مریدین کی تربیت نقشبندی طریق پر فرمائی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ میں روحانی ترقی کا دارومدار شریعت کی پابندی اور اتباع سنت پر ہے۔ اسی لیے دوسروں کی نہایت نقشبندیوں کی ابتداء میں درج ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک نامور ولی پیر قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ کس کے ملنے والے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اعلیٰ حضرت دامت برکت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کا ملنے والا ہوں۔

توحید باری تعالیٰ

جاننے والے جانتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ صرف پیر ہی نہیں تھے۔ بلند پایہ کے عالم بھی تھے۔ ہر فرقے کے لوگ ان کے ہاں آیا کرتے۔ وہ مسلمانوں میں اس تعصب کو روا نہیں رکھتے تھے جو آج کل کے بعض مولوی صاحبان کیلئے نماز کی طرح فرض ہو چکا ہے۔

میر منظور احمد صاحب فرماتے ہیں' میری سرکار حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی تلقین و ترغیب کا حقیقی مقصد توحید کی اشاعت تھا وہ بھی دیگر بزرگان سلسلہ نقشبندیہ

Marfat.com

کی طرح اسلام کی اصل یعنی توحید سے آغاز تعلیم فرماتے اور سوجھ بوجھ والوں کو درود شریف کے ساتھ ساتھ اسم ذات کے ورد کی تاکید فرماتے۔

حضور فرمایا کرتے تھے کہ بعض نادانوں نے نادانستہ ایسی روش اختیار کی ہے کہ عام مسلمانوں کے دل سے توحید باری تعالیٰ کا تصور ہی ختم ہوا جاتا ہے۔

پیر تو وہ ہے جو مرید کو حضور نبی پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دے اور نبی پاک ﷺ کا عمل سراسر توحید باری تعالیٰ کی اشاعت ہے' مگر موجودہ زمانے کے بہت سے پیروں نے مریدوں کو خدا سے بیگانہ کر رکھا ہے تصوف میں بے معنی قصہ کہانیوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔

یہی وہ باتیں ہیں جن کے ردعمل کے طور پر ایسے گروہ بھی پیدا ہوئے جو توحید کے جوش میں رسالت کے احترام سے غافل ہونے لگے۔ ان سے بھی گستاخیاں ہوئیں اور وہ صراط مستقیم سے بھی بھٹک گئے۔

ورنہ ہم سب مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ایک ہے یہی کہ خدا تعالیٰ ایک ہے' واحد ہے' لاشریک ہے' وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی مثل نہیں' کوئی شریک نہیں وہ اپنی کائنات کا واحد خالق' واحد مالک ہے تمام نبی اس کے بندے ہیں۔ اس کی شان کریم نے انہیں تقرب بخشا ہے ورنہ کوئی اس کے حضور دم نہیں مار سکتا۔ وہ کسی نبی' کسی ولی کے سامنے عاجز نہیں۔

جسے جتنا تقرب حاصل ہے وہ اتنا ہی اللہ کے حضور باادب اور راضی برضا ہے۔ ہم بس ایک اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی سے مدد چاہتے ہیں' اسی کو کارساز حاجت روا مانتے ہیں' اس کی رضا نہ ہو تو کسی سے نفع نہیں پہنچتا۔

ایک دن آپ رحمتہ اللہ علیہ مریدوں میں بیٹھے انہی خیالات کا اظہار فرما رہے تھے' محفل میں چند اہل حدیث دوست بھی موجود تھے۔ ان میں کچھ نئے بھی تھے اور کچھ پرانے بھی۔ یہ تمام اظہار شائد ان کے خیالات واوہام کے ازالے کے طور پر فرمایا جا رہا تھا۔

حضور توحید باری تعالیٰ پر فرما رہے تھے کہ ایک صاحب پوچھ ہی بیٹھے یا حضرت

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ اگر خدا ہی کارساز اور حاجت روا ہے تو پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ ہمیں دربار حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ میں حاضری کی تاکید کیوں فرماتے ہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ قدرے مسکرائے' پھر فرمانے لگے۔

''بابو جی! میں یہ جانتے ہوئے کہ شفاء اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ بیماروں کو حکیم ڈاکٹر کے ہاں جانے کی تاکید کرتا ہوں۔ اولیاء بھی روحانی امراض کے طبیب ہیں۔ پھر اسی وحدہ لاشریک نے اپنے عبادت گزار بندوں کو یہ خصوصی اعزازات عطا کیے ہیں۔ ان کی دعا قبول کی جاتی ہے' ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اولیاء کی کرامات انبیاء کے معجزات کیلئے دلیل ہیں۔ یہ باری تعالیٰ ہی کی عنایت ہے ورنہ کوئی ولی قطب غوث اس کے حق ملکیت میں شریک ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

دوستو! دنیا دارلاسباب ہے۔ یہاں اسباب ظاہری کا استعمال ہوتا ہے۔ تمہیں اولاد کی تمنا ہو تو شادی کرنا پڑے گی۔ دولت کی آرزو ہو تو کاروبار شروع کرو گے۔ بیمار ہو تو معالج کے پاس جانا پڑے گا' بدکار ہو تو صحبت صالح اختیار کرنی پڑے گی۔

مگر یہ سب اسباب نظام کائنات میں رونق پیدا کرنے کیلئے ہیں' ورنہ اللہ جل شانہ' تو اسباب کا محتاج نہیں۔ وہ ہر ایک امر پر قدرت رکھتا ہیں۔

انہوں نے جوڑے کے بغیر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ باپ کے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے' لیکن عمومی حالات میں اسباب کا اصول وضع فرمایا ہے گویا اب یہ پابندیاں تم پر عائد ہیں۔

صوفیائے کرام جو تمہیں بزرگان دین کے مزاروں پر جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس میں چند مصلحتیں کارفرما ہیں۔

اول مقصد تو فاتحہ خوانی کا ہے' جس سے صاحب مزار سے روحانی تعلقات وابستہ ہوتے ہیں۔

دوسرا مقصد ان کی دعا سے مستفید ہونے کا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہے اور ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

تیسرا مقصد ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔

Marfat.com

یادرکھو اللہ وحدہٗ ہے لاشریک ہے' زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ اسی کا پیدا کردہ اور اسی کی ملکیت ہے۔ مگر اس نے اپنی شان وشوکت کے اظہار کے لیے بہت سے فرشتوں اور انسانوں کو مختلف امور پر مقرر فرمایا ہے۔ مثلاً پیغام رسانی کیلئے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ بادلوں اور ہواؤں کے انتظام کیلئے میکائیل ہیں۔ اور روح قبض کرنے کیلئے عزرائیل ہیں۔ لوگوں کو ہدایت کیلئے انبیاء ہیں' کہیں خضر علیہ السلام ہیں' الیاس ہیں سب مختلف امور پر مقرر کیے جا چکے ہیں۔

جس طرح باطنی نظام میں تسلسل اور نظم ہے بعینہ نظام ظاہر میں بھی ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف سے بہت سی قدرتیں حاصل ہیں۔ یہ سب اسی کی دین ہے۔

آپ رحمتہ اللہ عللیہ نے چند لمحے سکوت فرمایا۔ پھر اپنے ایک اہل حدیث ملنے والے مولوی عزیز الدین سے مخاطب ہوئے مولوی صاحب کسی دفتر میں ملازم تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا۔

''کیوں مولوی جی! جب آپ دفتر سے گھر پہنچتے ہیں تو اپنی بیوی سے روٹی مانگا کرتے ہیں یا اللہ سے۔''

''جناب بیوی سے مانگتا ہوں۔''

''پھر تو وہی آپ کی حاجت روا ہوئی۔ ہر وقت اور ہر چیز اللہ ہی سے مانگنی چاہیے نا۔ دوسروں سے مانگنا شرک ہے۔''

پھر قدرے توقف کے بعد فرمانے لگے۔

''مولوی جی! تنخواہ میں ترقی کیلئے آپ افسر متعلقہ سے کہتے ہیں یا اللہ سے۔''

''جناب میں تو دونوں سے کہتا ہوں۔''

حضرت رحمتہ اللہ علیہ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے۔

''بھئی کوئی میرے الفاظ کا غلط مطلب نہ پلے باندھ لے۔ کارساز حقیقت میں بس ایک اللہ ہی کی ذات ہے اسباب ووسائل' نظام کائنات کیلئے ہیں۔ یہ نظم' یہ انتظام' یہ حسن ترتیب بھی اسی کی شان لازوال کا حصہ ہے۔

Marfat.com

چھٹا باب

طریقہ تلقین وارشاد۔ تعلیمات

مشتمل بر احوال و آثار

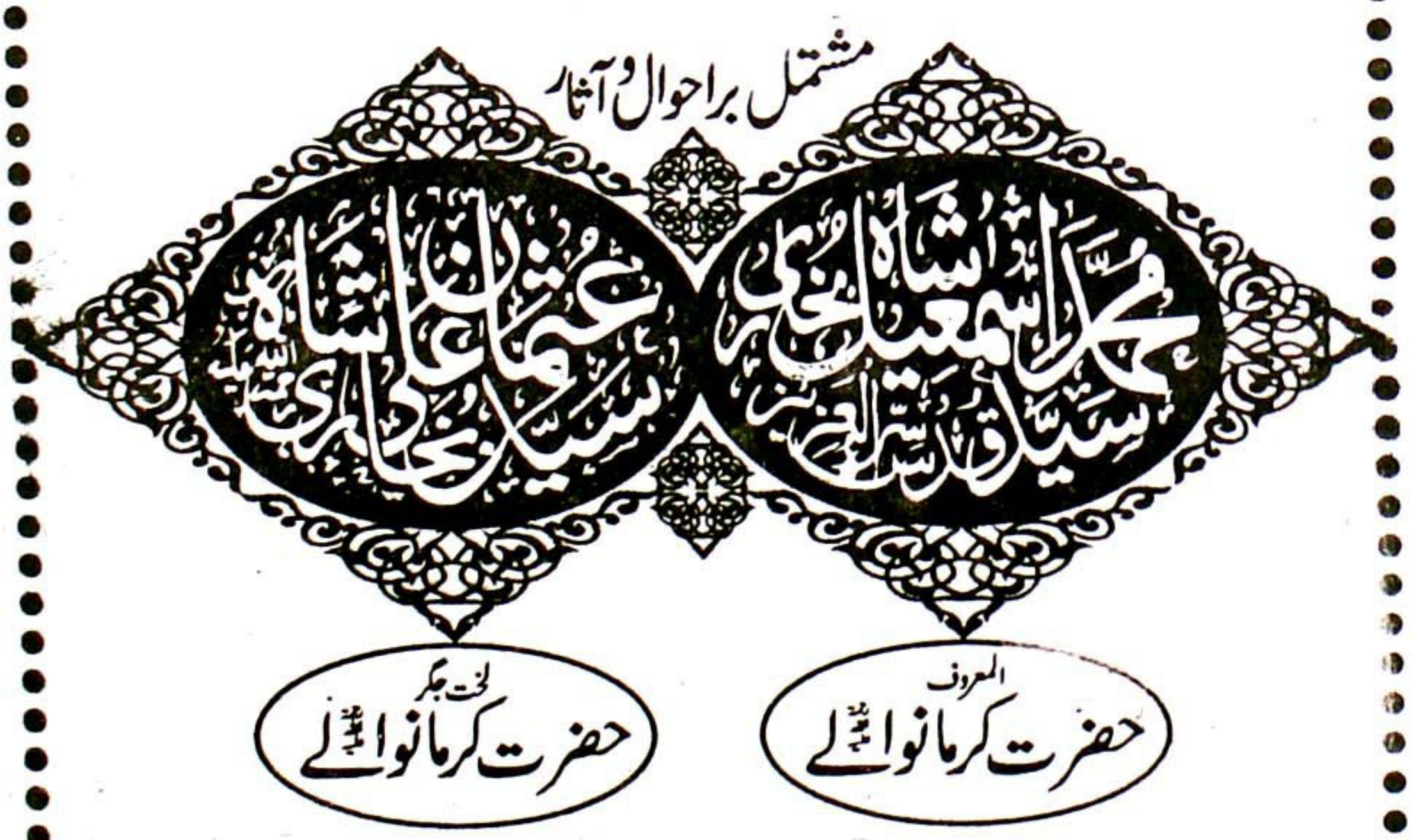

المعروف
حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

لخت جگر
حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

طریقہ تلقین وارشاد

یہ بات مشاہدے میں آئی ہے۔کہ ''عموماً علماء کی نسبت صوفیاء کے ہاں لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہوتا ہے اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ان میں سے ایک اہم وجہ صوفیاء کا انداز تبلیغ ہے۔ان کے یہاں فتویٰ کی جگہ تقویٰ اور قول سے زیادہ فعل کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔علماء جو کچھ تقریروں میں کہتے ہیں صوفیاء اسے عملی طور پر پیش کرتے ہیں۔وہ خلق خدا سے محبت کرتے ہیں اور خلق خدا ان سے محبت کرتی ہے۔خود عامل ہوتے ہیں اس لیے دوسروں کو بھی باتوں کی بجائے عمل پر لگا دیتے ہیں۔اعلیٰ حضرت (حضرت کرماں والے) رحمتہ اللہ علیہ کا انداز تبلیغ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔معقولات ومنقولات پر مکمل دسترس ہونے کے باوجود نہایت سادہ بیان تھے لیکن اس قدر پر تاثیر کہ بعض اوقات سامعین وفور جذبات سے بے قابو ہو جاتے۔'' آپ نے جب اپنی عملی زندگی کا آغاز فرمایا اس وقت مسلمانوں کی قوت وہمت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔اس زمانے میں بالخصوص احیائے سنت کی شدید ضرورت تھی۔حکمران انگریز تھا۔مسلمانوں کی معاشی اور معاشرتی ترقی کے تمام راستے بند کر دیئے گئے تھے۔اس دور میں مسلمان اپنی تاریخ کے بدترین بحران سے دوچار تھے۔اب ان کے پاس دو ہی راستے تھے کہ یا تو اسلام جو تمام مصائب کا سبب بن گیا تھا' چھوڑ دیں یا پھر تنزلی اور انحطاط کا بدستور شکار رہیں بہر حال ترک اسلام تو ممکن نہ تھا لیکن متبادل راستہ بھی نہایت دشوار گزار تھا۔ادھر انگریز حکمران نے عیسائی مشنریز کو تمام تر دنیاوی آسائشیں دے کر تبلیغ کے میدان میں اتار دیا تھا۔دوسری طرف مسلمانوں کی فکری اور ایمانی جمعیت کو منتشر کرنے کے لیے برصغیر میں مختلف علم کلام کے پیچیدہ اور علمی مباحث کھڑے کر دیئے گئے۔کہیں سے انکار ختم نبوت کا فتنہ اٹھا' کسی نے حدیث رسول ﷺ کا انکار کر دیا۔مسلمان عوام آپس میں مسئلہ' علم غیب' حاضر وناظر' وسیلہ' استمداد' امکان کذب' نور وبشر' نذر ونیاز' محفل میلاد اور گیارہویں جیسے مسائل میں الجھ گئے۔ایسی کیفیت میں حقیقی اسلام کا دفاع کرنا اور اس کو

Marfat.com

اصلی حالت پر برقرار رکھنا اس لیے کٹھن کام تھا کہ دین کی بات کرنے والے پر خواہ مخواہ کسی نہ کسی فرقے کا لیبل لگا دیا جاتا تھا اس صورت حال میں ایسی شخصیات کی ضرورت تھی جنہیں فرقہ واریت سے کوئی سروکار نہ ہو اور عام مسلمانوں کو لفظی مباحثوں اور زبانی جمع خرچ سے نکال کر عملاً اسلام کی طرف لے آئیں۔ آپ کی شخصیت ایسی ہی تھی۔ آپ کے ہاں تعصب نام کو نہ تھا' اسی لیے آپ مرجع خلائق ہو گئے تھے۔ آپ کے دروازے ہر مذہب اور ہر مسلک کے ماننے والوں کے لیے کھلے تھے' ہندو آتے اور مسائل بیان کرتے' آپ ان کے ویدوں سے ان کے مسائل سلجھاتے' سکھ آتے تو آپ ان کے گرنتھوں سے انہیں جواب دیتے' مسلمان آتے تو انہیں قرآن وسنت سے سمجھاتے لیکن آپ کا اصل مقصد تو احیائے سنت تھا۔ کوئی بھی آنے والا آپ کی پاکیزہ سیرت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ آپ تو سراپا سنت کے پیروکار تھے' کوئی پتھر دل بھی آتا تو اپنے لاشعور میں قرآن وسنت کی عملی تصویر کے انمٹ نقوش لے کر جاتا۔ آپ نے اتباع شریعت کا ایسا نظام قائم فرمایا کہ خانقاہ عالیہ میں رہنے والے درویش مکمل طور پر قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھل گئے تھے۔ بہت سے درویش ایسے بھی تھے جو پڑھنا لکھنا بالکل نہیں جانتے تھے لیکن دیکھنے میں یوں لگتا جیسا عالم ہوں' چہرے نورانی' سینے عشق مصطفیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق' زہد وتقوی اور روحانیت کی اعلیٰ اقدار کے حامل' پابند تہجد غرضیکہ یہ تمام برکتیں اس نظام کی تھیں جو آپ نے اپنی خانقاہ عالیہ میں قائم فرمایا تھا۔

کسی بے نماز کو ایک دو وقت کی نماز پڑھا دینا اگرچہ بہت زیادہ ثواب کا کام ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ ثواب کا کام یہ ہے کہ کسی کی سوچ اور فکر کو دنیاوی خواہشات سے ہٹا کر آخرت کی بہتری کی طرف لگا دیا جائے۔ اس مادی دنیا کے پیچھے دوڑتے ہوئے انسان کے اندر ایسی روح بیدار کر دی جائے جو اسے اتنا آگے لے جائے کہ دنیا کو اس کے پیچھے دوڑنا پڑ جائے۔ عزت' شہرت اور مال ودولت حاصل کرنے کا جذبہ خدمت خلق کے جذبہ میں بدل جائے۔ حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کے انداز تبلیغ میں یہی خوبی تھی۔ آپ

Marfat.com

مقاصد کو بدلتے تھے۔ منزل بدلتی ہے تو راستے خود ہی بدل جاتے ہیں۔ باطن میں انقلاب آجائے تو ظاہر میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ کچھ لوگ آپ سے ملاقات کر کے واپس جاتے تو ادب کی وجہ سے پشت آپ کی طرف نہ کرتے اور الٹے قدموں واپس جاتے۔ آپ انہیں سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے کسی کا صحیح ادب یہ ہے کہ اس کی بات مان لی جائے۔ دراصل اللہ والے ماہر نفسیات اور معالج ہوتے ہیں۔ وہ بات کرتے ہیں تو اتنے درست موقع محل پر کہ ان کی معمول کی باتیں تاریخ کا حصہ بن جایا کرتی ہیں اور صدیوں تک انسانی یادداشت میں محفوظ رہ کر انسانی رویوں کو متاثر کرتی رہتی ہیں۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی باکمال شخصیت میں یہ وصف کامل طور پر موجود تھا۔ آپ کی سادہ سادہ باتیں معانی کے اعتبار سے اتنی گہری ہوتیں کہ سننے والوں کی سماعت پر انمٹ نقوش چھوڑ جاتیں۔ اس کا بعض اوقات آپ خود بھی اظہار فرمایا کرتے تھے جیسا کہ مولانا محمد اکرام صاحب نے ''معدن کرم'' میں لکھا ہے۔

بعض اوقات آپ کی کیفیت جلالی بھی ہوتی تھی۔ آپ جلال میں ہوتے تو کرم کا فیضان کئی گنا بڑھ جاتا کیونکہ آپ کی ناراضگی فقط اصلاح اور تربیت کے لیے ہوتی تھی۔ اپنی ذات کے لیے آپ نے کبھی بھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ حاجی محمد شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس نے آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا اور پھر پاؤں دبانے لگا۔ آپ نے فرمایا برخوردار! ''میرے جسم میں تھکن اور درد ہے'' وہ شخص نہایت سخت لہجے میں بولا۔ ''تم نہ کھیتوں میں ہل چلاتے ہو نہ کوئی کام کرتے ہو یہاں لیٹے لیٹے ہی تھک جاتے ہو؟''۔ آپ نے اس شخص سے بالکل ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا بلکہ مسکرا دیئے۔ پھر اس نے مطالبہ کیا مجھے گڑ کھلائیں۔ آپ نے گڑ منگوایا اور اسے کھلایا اور اس پر خصوصی شفقت فرمائی۔ اس سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ آپ کا گرویدہ ہو گیا۔

جب کوئی جھوٹ بولتا یا کوئی خلاف شریعت بات کرتا تو آپ کو جلال آجاتا

Marfat.com

اور بڑی گرج دار آواز میں فرماتے۔ ''اس سورنوں باہر کڈھ دیو'' دراصل آپ اس شخص کو ''سور'' (خنزیر) نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کے اندر جو شیطان چھپا ہوتا اسے فرمارہے ہوتے تھے' اور اسے محفل سے نکالنے کا حکم نہیں دیتے تھے بلکہ اس غیر شرعی بات کو اس کے دل سے نکالنے کا حکم فرماتے تھے۔ ظاہری طور پر اسی طرح ہوتا کہ درویش اس شخص کو پکڑتے اور محفل سے باہر نکال دیتے۔ لیکن اندر سے اس کے باطن کی صفائی ہو رہی ہوتی اور پھر یہی ہوتا کہ آپ تھوڑی ہی دیر بعد فرماتے کہ اسے بلا کر لے آؤ۔ جب وہ آتا تو آپ شفقت فرماتے اور اس طرح اس کی اصلاح ہو جاتی۔

آپ مرید کرتے ہوئے ہاتھ نہیں پکڑتے تھے۔ اگرچہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنا خلاف شریعت نہیں ہے لیکن صرف ہاتھ پکڑنے پر ہی اکتفا کرنا اور بیعت کی حقیقت کو قلب و روح پر نافذ نہ کرنا دراصل نفاق کی ایک صورت ہے۔ ظاہر ہے اس طرح کی رسمی بیعت لینا آپ جیسے بلند نگاہ روحانی پیشوا کا معیار نہ تھا۔

شعائر اسلام کی بقا آپ کو بہت عزیز تھی۔ اس معاملے میں بعض اوقات آپ سختی بھی فرماتے مگر آپ کی سختی میں بلا کی محبت ہوتی۔ آپ کی بابرکت صحبت سے فیضیاب ہونے والے جو لوگ ابھی زندہ ہیں وہ پیرانہ سالی میں ہیں ان سے پوچھ کر دیکھئے یہ تمنا کرتے ہوئے نظر آئیں گے کاش! آپ کی محبتوں اور شفقتوں بھری ڈانٹ ہی ایک بار سنائی دے جائے۔ دراصل کہے' سنے اور دیکھے میں بہت فرق ہوتا ہے۔

داڑھی شعائر اسلام میں سے ہے' اور آپ شعائر اسلام کی بقا کے لیے ہی تو تھے۔ کوئی داڑھی منڈا کر آتا تو آپ اس کو داڑھی رکھانے کی بھرپور سعی فرماتے۔ نماز با جماعت میں پوری داڑھی والے پہلی صف میں کھڑے ہوتے۔ اگر کوئی کلین شیو پہلی صف میں کھڑا ہو جاتا تو اسے پچھلی صف میں کر دیا جاتا اور اس کی جگہ داڑھی والے کو کھڑا کیا جاتا۔ ہوسکتا ہے کسی کہ یہ بات عجیب لگے لیکن آپ کے اس انداز تبلیغ سے بہت داڑھی منڈانے والے پابند سنت ہو جاتے تھے۔

Marfat.com

اسے آپ کی کرامت سمجھئے یا آپ کے انداز تبلیغ کی خوبی کہ بعض اوقات کچھ پڑھے لکھے بابو جنہیں سختی سے پچھلی صف میں کر دیا جاتا تھا اور وہ اس میں ہتک محسوس کرتے تھے۔ نماز کے بعد اس طرز عمل کا شکوہ کرتے ہوئے واپس ہوتے لیکن دیکھنے والوں کو اس وقت حیرت ہوتی جب وہی لوگ تھوڑی مدت کے بعد پوری داڑھی رکھ کر پہلی صف میں کھڑے نظر آتے۔

آپ رہبانیت کا درس نہیں دیتے تھے۔ آبادی کو چھوڑ کر ویرانوں میں رہنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ عام لوگوں میں رہتے اور دنیا والوں کے ساتھ معاملات فرماتے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کے ہاں بے جا نفسانی خواہشات کا غلبہ نہ تھا۔ آپ کے ہاں مال و اسباب کی کثرت تھی اور اسے آپ مخلوق خدا کی خدمت کے لیے ہی استعمال فرماتے۔ اگر چہ آپ کے پاس مال و زر کی بہتات تو تھی لیکن اس کے ساتھ قلبی رغبت بالکل نہ تھی۔

نماز فجر کے بعد آپ تخلیہ میں تشریف لے جاتے اور دن چڑھنے تک وظائف نہایت خشوع و خضوع سے قرآن حکیم کی تلاوت میں مشغول رہتے، اور دعا کرتے دعا سے فارغ ہو کر استنجا کے بعد تازہ وضو یا نیا تیمّم کرتے اور یارانِ طریقت و حاضرین سے ملتے۔ سب حاضرین صفوں میں دوزانو بیٹھ جاتے اور آپ بھی ایک مقام پر تشریف فرما ہوتے۔ آنے والوں کی باتیں غور اور توجہ سے سنتے اور سب کے لیے حسب حال دعا فرماتے۔ اسی دوران قرآن کریم کی تفسیر یا احادیث مبارکہ کا بیان ہوتا۔ بعض شرعی مسائل پر بھی روشنی ڈالتے۔ اولیاء اللہ اور صلحائے امت کا نہایت دلنشیں انداز میں ذکر فرماتے۔ سیاسی اور دنیاوی باتوں کے تذکرے نہیں ہوتے تھے۔ کبھی ضمناً کوئی ذکر آ جائے تو اس پر بھی مذہبی نکتہ نگاہ سے روشنی ڈالتے۔ جس خوش نصیب کو حلقہ غلامی میں قبول کرنا ہوتا تھا۔ اسے اوراد و وظائف اور تہجد کے نفلوں اور درود شریف پڑھنے کی اجازت مرحمت فرماتے۔ بعض حضرات کو اسم ذات کے تصور اور ذکر کی تلقین فرماتے گرمیوں کے موسم میں دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔ ظہر کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر احباب سے ملاقات ہوتی اور حاضرین کی طرف متوجہ ہوتے۔ عصر کی چار سنتیں ہمیشہ ادا کرتے۔ اس کے بعد مغرب

Marfat.com

تک عموماً تخلیہ فرماتے۔لیکن بعد میں اس دوران میں بھی آنے جانے والوں سے ملنے میں تامل نہیں فرماتے تھے۔مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد سب حاضرین اسی طرح دوزانو بیٹھے ذکروفکر (مراقبہ) میں مشغول ہوجاتے اورآپ بھی ایک جانب تشریف فرماہوتے۔آپ خود دعا فرماتے یا کوئی اور صاحب جن کو اجازت ہوتی تھی دعا کرتے۔

یوں تو آپ کا دستر خوان بہت وسیع تھا۔ بے شمارلوگ روزانہ لنگر شریف سیر ہو کر کھاتے اور ہر آنے والے کو لنگر شریف کھانے کی خاص تاکید ہوتی لیکن آپ کو اسراف بالکل پسند نہ تھا' روٹی یا سالن ضائع کرنے کی قطعی اجازت نہ تھی۔اسراف سے اجتناب صرف لنگر شریف کے معاملے میں ہی نہ تھا بلکہ آپ ہر چھوٹے بڑے کام میں اسراف سے بچنے کی ہدایت فرماتے۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسجد میں نمازیوں کیلئے کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی صفیں بچھائیں جاتیں جو معمولی قیمت کی ہوتیں ان کو بچھاتے وقت صفوں کی دونوں طرفوں کو تھوڑا تھوڑا موڑ کر پکڑنے کا حکم فرماتے کیونکہ اس طرح پکڑنے سے صف کے کنارے ٹوٹنے سے محفوظ رہتے ہیں۔بلاشبہ اس قدر تقویٰ اور احتیاط خاصان بارگاہ رب العالمین کا ہی خاصا ہے۔پھر یہ تقویٰ کا نظام فقط خانقاہ کے مردوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ خواتین بھی عموماً اس طرح کی باتوں سے شناسائی رکھتیں اور خانقاہ عالیہ کے پاکیزہ ماحول میں رہ کر تقویٰ وطہارت کی خوگر ہوگئی تھیں۔چونکہ پردے کی سخت پابندی تھی اور آپ کی محفل میں مستورات کو آنے کی اجازت نہ تھی اس لیے خواتین کی تربیت کے لیے آپ نے اپنی طیبہ' طاہرہ صاحبزادی رحمتہ اللہ علیہا رحمتہ واسعۃ کثیرۃ کی ڈیوٹی لگادی تھی۔ان کو'' بے بے جی'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔آپ نے بے بے جی کی تربیت اپنی خاص روحانی توجہ اور ہمت باطنی سے فرمائی تھی۔یہ آپ کے فیضان تربیت کا ہی اثر تھا کہ بے بے جی رحمتہ اللہ علیہا میں تبلیغ دین' خدمت خلق' معاملہ فہمی' خداترسی' تقویٰ وپاکیزگی' سخاوت وفیاضی اور اخلاص وسادگی جیسی صفات نمایاں طور پر موجود تھیں۔آپ کی زیر تربیت تہجد گزار خواتین آٹا گوندھنے اور لنگر شریف پکانے سے پہلے وضو کرتیں اور پھر لنگر شریف پکاتیں۔لنگر شریف

Marfat.com

میں منوں آٹا پکتا اور آپ کا دل بالکل تنگ نہ ہوتا لیکن جب کسی عورت کی بے احتیاطی سے کوئی روٹی جل جاتی تو آپ ناراض ہوتیں۔ جب کبھی ملک میں گندم کا بحران آیا تو آپ کا دسترخوان وسیع تو ہوا کم نہ ہوا۔ سبزی چھیلتے ہوئے کوئی خاتون سبزی کا چھیل موٹا اتارتی تو آپ تنبیہ فرماتیں۔

اعلیٰ حضرت گنج کرم پیر سید محمد اسمعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ ہر آدمی کی مرض' اس کی جڑ سے نکال دیتے تھے اور ہر ایک کے لیے اس کے مرض' دکھ یا تکلیف کے مطابق ہی علاج تجویز فرماتے تھے۔ سائل آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں صفوں میں دوزانو اور باوضو بیٹھتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ مبارک تھا کہ باری باری ہر ایک سے سوال پوچھتے اور دعا فرماتے جاتے تھے۔

حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ جب سائل کے لیے دعا فرماتے تھے تو ساتھ ہی اس کی اصلاح کے لیے اسے نصیحت بھی فرماتے تھے۔ مثلاً کسی کو نماز کی پابندی' کسی کو داڑھی رکھنے کا حکم اور کسی کو ذکر اور درود پاک پڑھنے کا حکم دیتے۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں ایک خوش پوش جوان آدمی حاضر ہوا اور آپ سے دعا کا طلب گار ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے جو گناہ کیا ہے' پہلے اس سے معافی مانگو۔ وہ کہنے لگا کہ میرے خیال میں تو میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اس سے ناراض ہو گئے اور اسے باہر نکل جانے کا حکم دیا۔ وہ چلا گیا تو تھوڑی دیر بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اسے بلا لاؤ وہ باہر بیٹھا ہے ابھی گیا نہیں۔ ایک بیلی گیا اور اسے بلا لایا۔ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے دوبارہ اس سے وہی بات کی تو اس نے پھر انکار کر دیا۔ تب آپ رحمتہ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ پھر میں ہی بتا دوں کہ کیکر کے درخت کے نیچے کھیت میں تو نے کیا کیا تھا۔ تب وہ گھبرا گیا اور نہایت لجاجت سے کہنے لگا کہ حضور گناہ گار ہوں مجھے معاف فرما دیں۔

تو آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اچھا بات کرو۔ کہنے لگا کہ حضور میں پٹواری

Marfat.com

ہوں اور معطل ہوگیا ہوں۔ دعا فرمایئے کہ نوکری پر بحال ہو جاؤں۔ آپ نے دعا کی تو وہ چلا گیا اور چند دن بعد وہ بحال ہوگیا۔

ڈاکٹر محمد رفیق صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں اپنی اولین حاضری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ لاہور سے وہ اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ان کے چچازاد بھائی سیٹھ محمد شفیع بھی ان کے ساتھ تھے۔ لاہور سے عمدہ آموں کا ایک ٹوکرا بطور نذر پیش کرنے کے لیے ساتھ لے لیا۔ فیروز پور اسٹیشن سے کرمونوالہ شریف دو اڑھائی میل کی مسافت پر تھا۔ ہم آرام طلب شہری نوجوان! خیر جوں توں کر کے منزل مقصود پر پہنچے، نماز مغرب کے بعد کھانا کھایا اور پھر نمازِ عشاء کے بعد ایک خادم نے کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے بعد ملاقات کریں گے۔ سب صاحبان اب آرام کریں۔

شوق دیدار نے ہمیں بے قرار کر رکھا تھا۔ ہم نے میاں بالا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (میاں محمد اقبال) کو آموں کا ٹوکرا پیش کر کے کہا کہ یہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیں۔ میاں بالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ''لے جاؤ یہ ٹوکرا، تم شہری بہت ہوشیار اور چالاک ہوتے ہو۔ یہاں ٹوکروں کی پرواہ نہیں۔ ملاقات صبح کے وقت ہی ہوگی۔'' ہم دونوں نوجوان تھے ہم دیر تک باتیں کرتے رہے سیٹھ محمد شفیع نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ سب دکانداری معلوم ہوتی ہے چلو صبح کی نماز کے بعد واپس چلیں اور آم بھی ساتھ لیتے چلیں گے۔ راستہ میں لوگوں میں تقسیم کر دیں گے۔

نماز فجر کے بعد ہم روانگی کے لیے تیار ہو رہے تھے کہ خلاف معمول آپ نے تھوڑی دیر کے بعد حجرہ شریف کا دروازہ کھولا اور خادم کو ارشاد فرمایا کہ رات کے وقت لاہور سے جو تین آدمی آئے تھے۔ ان میں سے سب سے چھوٹے نوجوان کو بلا لاؤ۔ میں خدمت میں حاضر ہوا عجیب کیفیت تھی رعب ولایت سے میں خاموش بت بنا بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا ''برخوردار! یہاں دکانداری نہیں ہے'' میں تو بزرگوں کے حکم کے مطابق بیٹھا ہوا ہوں۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب کے والد بزرگوار بھی حاضر ہوئے اور سب کو آپ نے اپنی کرم نوازی سے گرویدہ بنا لیا اور

Marfat.com

ہمیں آپ کی علوشان کا پوری طرح احساس ہوااور ہماری دنیا ہی بدل گئی۔

ایک دن آپ حلقہ عقید تمندان میں تشریف فرما تھے ایک تعلیم یافتہ نوجوان آئے اور خاموشی سے مجلس میں بیٹھ گئے کچھ دیر کے بعد آپ اس نوجوان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ بابو جی آپ کیسے آئے ہیں۔نوجوان نے جواب دیا حضرت! دل کا مریض ہوں، اس کے علاج کے لیے حاضر ہواہوں۔آپ نے ذرا زوردار لہجہ میں فرمایا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔نوجوان نے عرض کیا حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ! دل کی روشنی کا متلاشی ہوں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، مجھے روشنی اور اندھیرے سے کیا سروکار ہے میں تو یہ جانتا ہوں کہ مسلمان سنت نبوی کا پابند ہواور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرے پھر نہ کسی اندھیرے کا ڈر باقی رہتا ہے اور نہ کسی اور روشنی کی تمنا باقی رہتی ہے۔مزید ارشاد فرمایا کہ نماز باقاعدگی سے ادا کریں رزق حلال کے حصول کی کوشش کریں کسی کی حق تلفی نہ کریں اور ظاہری شکل وصورت بھی مسلمانوں جیسی بنالیں تو کوئی کمی نہیں رہے گی۔

اتباع شریعت کا جذبہ

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کاملین میں سے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا صرف شریعت مطہرہ تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق اور سنت کے علمبردار تھے، ان کے ہاں ایسی رسومات جو دوسرے لوگوں کے ہاں جائز سمجھی جاتی ہیں، بالکل نہیں تھیں۔ان کے یہاں نماز کی پابندی تھی اور حضور خواجہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کی تاکید۔ان کا قول تھا کہ جو شخص شرع شریف کا پابند نہیں، اسے ولی نہ مانو، خواہ ہوا میں اڑتا ہو۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ملنے والوں کو نماز، روزہ کی پابندی اور درودِ پاک کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔طویل وظائف اور چلہ کشی کو ناپسند فرماتے تھے۔البتہ ہمیشہ اس تمنا کا اظہار فرماتے تھے کہ ان کے ملنے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل وصورت بنائیں۔داڑھی نہ منڈوائیں، لباس واطوار میں مسلمان نظر آئیں۔

Marfat.com

آپ فرمایا کرتے تھے:

''یارو! اللہ تعالیٰ نے سب سے عمدہ، سب سے حسین اور خوبصورت سراپا جو بنایا ہے وہ نبی کریم ﷺ کا سراپا ہے۔ سب سے بہتر کردار حضور نبی کریم ﷺ کا کردار ہے۔ پھر ہم بھی کیوں نہ ویسی ہی صورت اور ویسی ہی سیرت بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے۔''

ایک نوجوان نے ایک دفعہ عرض کر دیا۔ ''قبلہ داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ انسان کا دل صاف ہونا چاہیے۔

آپ نے فرمایا:

''برخوردار تمہارا قرآن پاک پر ایمان ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''جی ہاں، کیوں نہیں، آخر میں مسلمان ہوں'' آپ فرمانے لگے:

''قرآن پاک میں حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ کو اسوۂ حسنہ فرمایا گیا ہے (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ "حَسَنَةٌ") اور داڑھی رکھنا حضور ﷺ کا ہی اسوۂ حسنہ ہے اور قرآن مجید میں جا بجا حضور ﷺ کی ہی تقلید اور اطاعت کا حکم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے کسی فعل کی خلاف ورزی کرنا یا مذمت کرنا کسی ہوشمند انسان کا کام نہیں۔ کچھ دیر توقف کے بعد آپ نے فرمایا: ''بابو جی! تم دل کی صفائی کا ذکر کرتے ہو، دل کا بھید تو خدا جانتا ہے۔ ظاہری صورت بھی درست کرو تا کہ لوگ بھی اچھا جانیں اور زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ شاید اللہ کریم ظاہر کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھر دیں اور یہ یاد رکھو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے مسلمانو! جس نے میری شکل و صورت بنائی، اللہ پاک اس کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے۔ پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقال کا قصہ بیان فرمایا جو از راہ تمسخر آپ کی نقل اتارا کرتا تھا، لیکن مرنے کے بعد مولا کریم جل جلالہ نے اس کی صرف اس وجہ سے بخشش فرما دی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ظاہری شکل وصورت بنا کر لوگوں کے سامنے آتا تھا اور حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی نقل اتارا کرتا تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو نظم فرمایا ہے، جس کا آخری شعر یہ ہے ؎

Marfat.com

آنکہ بر نقل برگزیدہ ماست
بعذاب مخالفاں نہ سزا است

ایک دفعہ موضع کرموں والہ کے ایک زمیندار گھرانے میں شادی کی تقریب تھی۔رات عورتوں نے سرشام سے ہی رانگ رنگ شروع کر دیا اور گاؤں میں اودھم مچا دیا۔آپ نے گاؤں کے ایک معزز آدمی کے ذریعہ شادی والے گھر میں پیغام بھجوایا کہ راگ رنگ بند کر دو یہ شرعاً ناجائز ہے اس سے درویشوں کی عبادت اور ذکر فکر میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔گھر کی عورتوں نے جواباً کہلا بھیجا کہ خوشی کا موقعہ ہے ہم تو خاموش نہیں رہ سکتیں آپ نے پھر ایک درویش کو بھیجا کہ جا کر ان کو سمجھاؤ کہ اس شیطانی حرکت سے باز رہیں مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہیں۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ گانے والی لڑکیاں اور بات نہ ماننے والی بڑی بوڑھیاں پیٹ کے درد کے باعث تڑپنے لگیں۔گاؤں میں کہرام مچ گیا۔سب کو جان کے لالے پڑ گئے۔آخر گاؤں کے چند معزز اور معمر آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عاجزی سے معافی کے طلبگار ہوئے۔آپ نے فرمایا کہ وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی بھی گاؤں میں کسی قسم کا گانا بجانا نہیں ہوگا۔جب سب نے اپنی غلطی تسلیم کر لی تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ جن کے پیٹ میں درد ہے ان سب کو اجوائین کی ایک ایک چٹکی دے دو۔چنانچہ وہ سب شفایاب ہو گئیں اور اس کے بعد گاؤں میں کبھی بیاہ شادی کی محفلوں میں ناچ گانا نہ ہوا۔

ایک دن حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجوزہ مسجد کے صحن میں کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔صفیں بچھی ہوئی تھی۔ایک کار سامنے سڑک پر آ کر رکی اس میں سے چند آدمی نکل کر آئے اور سلام کر کے دوسری صف میں بیٹھ گئے۔آپ نے ان کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا "بیلیو! کہاں سے آئے ہو اور کس غرض سے آئے ہو؟ ایک نے عرض کیا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہم لاہور سے آئے ہیں ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آدمی بہت بیمار ہے۔اس کے لیے دعا کروانے کی غرض سے آئے ہیں۔آپ نے کوئی دوا تجویز فرما دی اور کہا کہ جاؤ، اللہ تعالیٰ اس کو صحت عطا فرما دیں گے۔دوائی انہوں نے لکھ لی اور پھر پوچھا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوئی پرہیز ہو تو ارشاد فرمائیں۔آپ نے فرمایا، حلال و حرام کی تمیز کیا کرو اور حرام سے پرہیز کرو۔

Marfat.com

وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے اور پھر پوچھا کہ کون سی چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔اس پر آپ طیش میں آ گئے اور فرمایا جو میں کہتا ہوں، اس کا خیال نہیں کرتے۔جس چیز سے پرہیز ضروری ہے ادھر توجہ نہیں دیتے اور پرہیز پرہیز کی رٹ لگا رکھی ہے۔

دراصل وہ سب چیزوں کی ناجائز ذخیرہ اندوزی اور فروخت کرنے والے تھے، آپ تبلیغ دین کے لیے ان کو حلال وحرام میں تمیز کرنے کی تاکید کر رہے تھے۔بحکم کُنتُم خَیرَ اُمَّتہٍ اُخرِجَتُ لِلنَّاسِ تَاُمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَ تَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ (ترجمہ) مسلمانو! تم سب سے بہتر ہو کیونکہ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور برائی سے بچنے کی ہدایت کرتے ہو۔(القرآن)

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ خود بھی شریعت کی پابندی فرماتے اور اپنے مریدین/ بیلیوں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے۔ چنانچہ مولوی عبدالرؤف بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں لنگر کے کام سے فارغ ہو کر ساتھ والے باغ میں چلا گیا۔باغ کا ٹھیکیدار میرا واقف اور دوست تھا اور میں باغ میں امرود وغیرہ توڑ کر کھالیا کرتا تھا۔ایک مرتبہ میں نے ایک امرود بغیر مالک کی اجازت کے توڑ کر کھالیا۔امرود کھانے کے کچھ دیر بعد میرے پیٹ میں بہت سخت درد شروع ہو گیا میں فوراً اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور پیٹ میں درد کے بارے میں دعا کی درخواست کی۔آپ نے فوراً فرمایا کہ امرود بغیر اجازت توڑ کر نہیں کھانا تھا۔بہر حال آپ نے فرمایا اللہ رحم کرے گا چنانچہ سیکنڈ بعد درد کو آرام آ گیا۔اعلیٰ حضرت خود تو شریعت کے پابند تھے ہی لیکن اپنے بیلیوں/مریدین کو بھی تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر دیکھنا چاہتے تھے۔اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آپ اپنے ہر بیلی/مرید پر ہر وقت نظر رکھتے تھے۔

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نماز باجماعت کی خود بھی پابندی فرماتے اور مریدین کو بھی تاکیداً اور سختی سے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا حکم فرماتے کہ جو شخص ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتا ہے اس پر کوئی مصیبت نہیں آتی نہ دینی اور نہ ہی دنیاوی۔آپ

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کا جماعت کرانے کا طریقہ بھی منفرد تھا۔ جماعت کھڑی ہوتی تو پہلی صف میں پوری داڑھی والے احباب ہوتے اور ان کے علاوہ کسی اور کو اجازت نہ تھی۔ اگر کوئی کوشش کرتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ حکماً اسے دوسری صف میں کر دیتے۔ آداب جماعت کا ہمیشہ خیال رہتا۔ صفیں نہایت تاکید سے سیدھی کرواتے' ہر ایک کے پاؤں میں کم یا زیادہ فاصلہ ہوتا تو درست کروا دیتے اور آج بھی یہی طریقہ جاری ہے۔ دونوں پاؤں کی ایڑھیوں کا درمیانی فاصلہ چھ انگل سے زائد نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ مشیت ایزدی پر شاکر رہتے اور مشکلات اور مصائب پر پریشان نہ ہوتے۔ حتیٰ کہ جب صاحبزادہ میر طیب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال بعمر ساڑھے دس برس رمضان شریف میں بروز جمعہ شریف اچانک ہوا تو آپ نے کسی کو نہ بتایا کہ لوگ روزہ رکھنے سے غافل نہ ہو جائیں۔ آپ نے اطمینان سے جمعہ شریف پڑھایا اور بعد میں فرمایا کہ بیلیو! جمعہ شریف کی نماز کے بعد صاحبزادہ میر طیب (رحمتہ اللہ علیہ) کا جنازہ پڑھایا جائے گا۔

آپ کی زوجہ محترمہ لنگر شریف پکاتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھی موقع پر موجود مستورات پوچھتی تھیں کہ آپ کیوں رو رہی ہیں۔ آپ فرماتی کہ دھوئیں کی وجہ سے آنکھیں اشک بار ہیں حالانکہ دھواں وغیرہ بالکل نہ تھا دراصل صاحبزادہ عالی شان کی فوتگی کو چھپانا مقصود تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو شہرت سے جبلی نفرت تھی۔ کسی کی التجا پر ہاتھ اٹھا کر دعا نہ فرماتے اور نہ ہی پھونک وغیرہ مارتے' ہمیشہ فرماتے کہ رب کریم خیر فرما دیں گے۔ یا اللہ کریم رحم فرما دیں گے۔ آپ کے ان الفاظ میں وہ اثر تھا کہ آپ کے فرمانے کی دیر ہوتی تھی کہ کام ہو جاتے تھے۔ آپ کی شخصیت ان مقبولان بارگاہ الٰہی میں سے ایک ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں تصرف کرنے کی اجازت بخشی ہو' غریب کو تونگر' قاتل کو تائب کر کے پھانسی سے نجات' فاسق فاجر کو صحیح العقیدہ مسلمان پابند شریعت و مومن بنا دینا آپ کا ادنیٰ کمال تھا۔

Marfat.com

جدید علوم کی روشنی میں جب کہ نئے نئے مدارس فکر کھل رہے ہیں یہ کچھ عجیب بات تھی کہ نئی روشنی کے دلدادہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے مل کر بہت مطمئن ہوتے۔ کسی بڑے سے بڑے رہنما اور بزرگ کا یہ وصف کہ ہر ایک اس سے مل کر خوشی اور ہر ایک اس سے فیض یاب ہو۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ اس کی واحد مثال تھے۔ اگر کوئی طب کا ماہر آتا تو اس سے طبی نکات پر بات چیت فرماتے کہ وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طبی معلومات پر حیران رہ جاتا اور اگر کوئی دیگر علوم کا ماہر حاضر ہوتا تو وہ بھی حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی تبحر علمی کے سامنے بے بس نظر آتا۔ تعویذ' گنڈا حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا معمول نہیں تھا' لیکن اس فن کا ماہر کوئی حاضر ہوتا تو اس علم پر ایسی جچی تلی بات چیت فرماتے کہ وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے ہیچ نظر آتا۔ تعمیرات کے ماہر ان کی معلومات پر تعجب کرتے۔ زرعی کاموں کے سمجھنے والے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی باتوں پر عش عش کیے بغیر نہ رہتے۔ مذہب کے کسی نکتے پر بات چیت تو بہت ہی معمولی بات تھی۔ بڑے سے بڑے الجھے ہوئے اور دقیق مذہبی مسائل پر اس عمدگی سے روشنی ڈالتے کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔

آپ اکثر اختلافی مسائل پر خاموش رہنا ہی پسند فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ تمام مخالفین اور موافقین کے پاس مختلف مسائل پر کتابیں موجود ہیں اس لیے بحث سے کچھ حاصل نہیں البتہ اختلاف پسند لوگوں کے سامنے اگر کچھ کر کے دکھایا جائے تب یہ قائل ہو سکتے ہیں۔

آپ روحانی پیشوا ہونے کے ناطے زیادہ باطن اور روح کی صفائی پر ہی زور دیتے تھے۔ دراصل بات یہ ہے کہ آپ لوگوں کی اصلاح فرماتے تھے۔ جہاں کہیں باطن میں کمی ہوتی وہاں روحانیت اور طریقت کی بات کرتے اور جہاں ظاہر کی درستگی کی ضرورت ہوتی وہاں اپنے ذاتی عمل' اسوۂ حسنہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی بات کرتے۔

ایک طرف باطن کی صفائی کا اتنا خیال اور دوسری طرف ظاہر کی اصلاح پر خصوصی

Marfat.com

توجہ۔شریعت،طریقت اور حقیقت کا اتنا حسین امتزاج تصوف کی تاریخ کا انتہائی روشن اور تابندہ باب ہے۔ایسا حسن اور ایسی کشش درحقیت نقشبندیت میں پختگی کا نتیجہ ہے۔کئی طریقوں سے چھن چھن کر آنے والے فیضان کا چشمہ گویا چشمہ کرم ہے جس سے بے شمار پیاسی روحیں سراب ہوئیں۔بہت سے دل واصل باللہ ہوئے جن کے پاس آنکھیں ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ شرقپور شریف سے جس شمع کو حضرت شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ نے روشن کیا تھا وہ آج بھی پوری آب تاب کے ساتھ روشن ہے۔آج بھی ہدایت کی خیرات اسی طرح بٹ رہی ہے۔،خالی جھولیاں بھر رہی ہیں۔کاسے بھرے جا رہے ہیں۔نگاہوں کو نور نصیب ہو رہا ہے۔مجاز حقیقت میں بدل رہے ہیں۔مسافر منزل تک پہنچ رہے ہیں۔سالک منازل طے کر رہے ہیں۔میخانہ آباد ہے۔میخواروں کی بھیڑ لگی ہے۔ہر کوئی اپنے مقدر کا حصہ پا رہا ہے بلکہ مقدر بھی یہاں بن رہا ہے۔

آپ کے اندازِ تبلیغ میں ایک خاص طرح کی کشش تھی۔جو آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی فضاؤں میں آج بھی محسوس ہوتی ہے۔کچھ لوگوں کی بیماری ہی ان کی ہدایت کا باعث بن جاتی ہے کچھ لوگوں کے مزاج کا اکھڑ پن ان کے ہدایت کا باعث بن جاتا۔مقبولیت کا عجب معیار تھا جو دربار عالیہ حضرت کرماں والا میں ہی نظر آتا ہے۔حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ نے صاحب خلق عظیم بن کر ہر کس وناکس کو فیضانِ مدینہ کی تقسیم کی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کرماں والا شریف میں اس کا مظہرِ اتم نظر آتے ہیں۔

سردار احمد نواز صاحب جو کوئے کی بہاول ضلع اوکاڑہ کے رہائشی ہیں۔جوانی میں کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے،بڑے بڑے ماہر ڈاکر بیماری کی تشخیص سے عاجز آ گئے۔آخر کار لاہور سے واپسی پر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست پیش کرنے کا ارادہ کیا۔جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا'' کچھ عرصہ یہیں رک جائیں اور لنگر شریف کھائیں اللہ کریم خیر فرما دیں گے۔'' وہ آپ کے حکم کی تعمیل میں حضرت کرماں والا شریف رہنے لگے۔جسمانی بیماری تو جو ختم ہوئی سو ہوئی لیکن آپ کی صحبت اور

Marfat.com

انداز تبلیغ نے ان کے ظاہر و باطن میں انقلاب برپا کر دیا۔ وہ نوجوان جو پینٹ، شرٹ کا دلدادہ اور مغربی خیالات کا اسیر تھا تھوڑے ہی عرصہ میں سنت رسول ﷺ کا پیکر بن گیا۔ اپنی گزشتہ زندگی پر وہ کثرت سے آنسو بہاتا اور توبہ کرتا، طبیعت پر دنیا کی رنگینیوں کی بجائے سوز و گداز اور فکر آخرت غالب آ گیا۔ جب حضرت کرماں والا شریف سے واپس گھر گیا تو جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ روحانی اور ایمانی صحت کی دولت سے مالا مال تھا۔

پیر طریقت حاجی محمد شفیق صاحب جو آپ کے دیرینہ خادم ہیں بیان کرتے ہیں کہ میرے گاؤں میں ایک شخص تھا، جس کا نام حکیم شیر محمد تھا۔ وہ اولیاء اللہ کے بارے میں درست عقائد نہیں رکھتا تھا۔ ایک دن کوئی ڈائری پڑھ رہا تھا جس میں بہت سے بزرگان دین کے نام تھے۔ جب اعلیٰ حضرت کرماں والوں کا نام نامی اسم گرامی دیکھا تو یوں لگا جیسے جسم میں کرنٹ سا دوڑ گیا ہو۔ دل میں خیال آیا کہ ان بزرگوں کی زیارت کرنا چاہیے۔ پھر یہ خیال شوق اور تڑپ میں تبدیل ہو گیا، چنانچہ آپ کے مریدوں سے جو اس علاقہ میں اس کے جاننے والے تھے، حضرت کرماں والا شریف کا ایڈریس معلوم کیا اور کشاں کشاں آپ کی خدمت عالی میں آن پہنچا۔ اگلا واقعہ حکیم شیر محمد صاحب کی اپنی زبانی سنیئے: ''ابھی ملاقات کا وقت شروع نہیں ہوا تھا۔ میں نے گھر سے جو کھانا ساتھ لیا تھا گیٹ کے سامنے بیٹھ کر کھانے لگا، اور پگڑی سر سے اتار کر نیچے زمین پر رکھ دی۔ دریں اثناء بابو نور عالم جو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے قریبی خادم تھے، گیٹ سے باہر آئے اور فرمایا ''یہ کون ہے جو ننگے سر یہاں کھانا کھا رہا ہے۔ میں نے ان کی بات سن کر سر تو ڈھانپ لیا لیکن ان کی یہ بات بہت ناگوار گزری۔ کھانا کھا کر میں نے گیٹ سے اندر جھانکا اور دیکھا کہ آپ چارپائی پر آرام فرما ہیں اور آپ کی چارپائی کے قریب صرف حضرت کرماں والا ریلوے اسٹیشن کے اسٹیشن ماسٹر حاضر خدمت ہیں۔

میں نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا اور ادھر ادھر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، میں سیدھا جا کر آپ کی چارپائی کے پاس قدموں کی طرف بیٹھ گیا، اور درود شریف پڑھنا

Marfat.com

شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد آپ نے کروٹ بدلی۔ میں نے درود شریف کا ورد جاری رکھا پھر آپ نے دوسری طرف کروٹ لی جبکہ میں مسلسل درود شریف پڑھتا رہا، یہاں تکہ آپ اٹھ بیٹھے اس وقت آپ کا چہرہ انور نہایت پر جلال تھا۔ بڑے گرجدار اور بارعب انداز میں فرمایا ''اس بے ادب کو مارو اور باہر نکال دو''۔ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا میں بہت منہ پھٹ تھا، میرے دل میں اللہ کے پیاروں کی شان اور عظمت تو پہلے ہی نہ تھی آپ کی بات سن کر نہایت متکبرانہ انداز میں کہا ''یہ درویش مجھے کیا نکالیں گے! میں خود ہی چلا جاتا ہوں (میری کیہڑی ایٹ لگی اے ایتھے) لیکن یاد رکھیں کل بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ فریاد کروں گا کہ حضرت کرماں والوں کے پاس گیا تھا انہوں نے مجھے نکال دیا تھا'' یہ کہہ کر میں چلا آیا۔

میرے کچھ عزیز اوکاڑہ کینٹ میں رہتے تھے۔ وہ اعلیٰ حضرت کے مرید بھی تھے۔ میں نے سوچا اتنی دور آ گیا ہوں تو کیوں نہ ان سے بھی مل آؤں۔ چنانچہ میں ان کے گھر چلا گیا۔ جب میں رات کو سونے لگا تو میری آنکھوں کے سامنے دن بھر کا نقشہ کھنچ گیا، میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو حضرت کرماں والوں کی مجھے بددعا لگ جائے جو کہ میری تباہی کا باعث ہو اس لئے میں نے سوچا صبح اپنے رشتہ داروں کو کہوں گا کہ تمہارا پیر مجھ سے ناراض ہو گیا ہے میرے ساتھ جا کر میری صلح کروا دیں پھر کافی دیر تک یہ بات سوچتا رہا اور اسی خیال میں سونے کی کوشش کرتا رہا۔ ابھی پوری طرح نہ تو سویا تھا اور نہ ہی مکمل طور پر جاگ رہا تھا۔ مجھے ایسے لگا جیسے حضرت کرماں والے بنفس نفیس تشریف لے آئے ہوں۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا ''برخوردار اللہ والوں کی محفل میں رب ہوتا ہے وہاں ادب سے بات کرنی چاہیے۔ صبح اکیلے ہی آ جانا اور کسی کو ساتھ نہ لانا''۔

بڑی مشکل سے رات گزری، من میں بے انتہا بے چینی پیدا ہو گئی دل چاہتا تھا کہ ابھی اڑ کر حضرت کرماں والا شریف پہنچ جاؤں۔ جیسے تیسے رات گذری اور صبح ہوتے ہی گھر سے نکل پڑا۔ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مجھے دور سے ہی دیکھتے ہوئے میری طرف انگلی سے اشارہ کیا اور فرمایا: ''کل والا بیلی آ گیا''۔ جوں ہی آپ نے میری طرف

Marfat.com

انگلی سے اشارہ فرمایا وہ میرے سینے سے پار ہو گیا میرے اوسان خطا ہو گئے اور میں دیوانہ وار آپ کے قدموں میں گر گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ آپ نے نہایت شفقت سے میری کمر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا ''بیلیا اللہ کریم خیر کر دے گا۔''

تقریباً آدھے گھنٹے بعد میں ہوش میں آیا میرا سارا تکبر اور غرور کافور ہو چکا تھا اور اللہ والوں کی عظمت اور محبت دل میں جاگزیں ہو چکی تھی۔ میں نے نہایت عاجزی اور انکساری سے عرض کیا مجھے اپنی غلامی میں قبول فرما لیجئے۔ آپ نے میری درخواست کو قبول فرما لیا اور مجھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وظائف تلقین فرمائے اور اپنے دست حق پرست پر بیعت کر لیا۔

آپ اہلِ بیت پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر بہت کثرت سے فرمایا کرتے۔ جب آپ اہل بیت کی شان بیان فرماتے تو حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی آپ فرمایا کرتے اہل سنت کو ذکر اہل بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بکثرت کرنا چاہیے۔ آپ کے اس اندازِ تبلیغ سے شیعہ مکتب فکر کے لوگ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی بے ادبی کرنے سے تائب ہو جاتے۔

سید سخاوت حسین بخاری ایم۔اے ایل ایل بی ضلع کچہری شیخوپورہ میں وکالت کرتے تھے اور ضلع شیخوپورہ کی شیعہ کمیٹی کے صدر بھی تھے (تادمِ تحریر الحمد اللہ بقید حیات ہیں) نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ کا شہرہ سنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلی ملاقات ہی کارگر ثابت ہوئی۔ آپ کے ہاں شریعت کی مکمل پابندی اور ایک ایک سنت کی اتباع دیکھی تو بہت متاثر ہوئے۔ آپ کے اندازِ تبلیغ نے اس قدر گرویدہ کیا کہ فوراً غلامی اختیار کر لی۔

آپ کی محفل نمود و نمائش سے بالکل پاک ہوتی۔ اخلاص اور سادگی کا حسن ہر آنے والے کو مسحور کر دیتا۔ اگرچہ ہمہ وقت آپ سے کرامات کا صدور ہوتا رہتا لیکن آپ بڑے بڑے دعویٰ نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا

Marfat.com

آپ نے اس سے آنے کا مقصد معلوم کیا تو اس نے کہا ''حضرت آپ کو معلوم ہی ہے! گویا اس نے آپ کے سامنے آپ کے کشف وکرامت کا اظہار کیا جو سادگی اور اخلاص کے سرا سر منافی تھا۔اس کو اس غلطی کا احساس دلانے کے لئے آپ نے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس کو وہاں سے نکال دینے کا حکم فرمایا لیکن بعد میں اسے بلالیا اور اس کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

آپ کے پاس اہل حدیث اور غیر مقدین بھی حاضر ہوتے اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے کے بعد آپ کے ہی ہو کر رہ جاتے۔ بابو عطاء اللہ (جو سخت قسم کے وہابیانہ نظریات رکھتے تھے) اپنے کسی عزیز کے ہمراہ اس شرط پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ نہ لنگر شریف کھاؤں گا، نہ وہاں کے امام کے پیچھے نماز پڑھوں گا اور ''لاحول'' کا ورد کرتا رہوں گا۔ جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو ذہن میں بنائی ہوئی خیالی تصویر چکنا چور ہو گئی ہر طرف شریعت مطہرہ کی پاسداری نظر آئی چنانچہ لنگر شریف بھی کھالیا اور نماز بھی پڑھ لی اولیاء کی بارگاہ میں جانا چونکہ ناجائز سمجھتے تھے اس لئے ''لاحول'' کا ورد جاری رکھا۔اجازت لے کر گھر پہنچے تو دل ودماغ میں ایک عجیب احساس تھا اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں بار بار حاضری اور زیارت کا شوق اجاگر ہو گیا تھا۔اگلے دن اپنے آفس میں بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب کی یاد آئی اور ایسی آئی کہ آتی چلی گئی۔واپس گھر جانا مشکل ہو گیا دفتر سے سیدھے حضرت کرماں والا شریف آپہنچے اور اس کے ساتھ ساتھ ''لاحول'' کا ورد بھی جاری رکھا۔حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو عرض کیا کوئی وظیفہ بتادیں آپ نے فرمایا جو وظیفہ آپ کر رہے ہیں وہ بہت ہی اچھا وظیفہ ہے۔یعنی لاحول ولا قوۃ کا وظیفہ آپ کے اس جملے نے ان کے دل کی دنیا بدل دی۔احساس ندامت نے ضمیر کے سارے داغ دھو ڈالے۔حضرت صاحب کی شفقت اور محبت نے بدعقیدگی کا یکسر خاتمہ کر دیا اور وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی غلامی میں داخل ہو گئے۔پھر تو آپ کی خدمت میں ننگے پاؤں حاضری دیتے۔حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی ان پر خوب شفقت فرماتے تھے۔ایک

Marfat.com

مرتبہ کسی غیر مسلم ملک میں ان کا جانا ہوا۔ وہاں کسی ہوٹل میں کھانے کی میز پر بیٹھے تھے کہ دل میں کھانے کے حرام ہونے کے متعلق شبہ پیدا ہوا اور سخت مضطرب ہو گئے۔ دریں اثنا حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ عالم مثال میں تشریف لے آئے اور کھانے میں سے کچھ تناول فرما کر ان کے اضطراب کو دور کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ بادشاہی مسجد تشریف لے گئے وہاں اہل حدیث مکتب فکر کے مشہور عالم داؤد غزنوی بھی موجود تھے حضرت صاحب کے قریب سے گزرتے ہوئے انہوں نے طنزاً اہل اللہ کے متعلق انگریزی زبان میں اپنے ساتھی سے کوئی بات کہی (غالباً ان کا خیال تھا کہ آپ کو انگریزی نہیں آتی) آپ نے فرمایا انکی بات کا جواب دیا اور مولوی صاحب! زبانیں زبان پر آکر بنتی ہیں اور اللہ کا بندہ اس سے پہلے ہی بات سمجھ چکا ہوتا ہے۔ داؤد غزنوی یہ غیر متوقع جواب سن کر شرمندہ ہو گئے۔

عبدالغنی لطیف نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو بدعقیدہ علماء آئے اور آپ کی محفل میں پیچھے ایک کونے میں بیٹھ رہے۔ صبح سے لے کر شام تک جب انہیں کوئی خلاف شریعت کام نظر نہ آیا تو واپس جاتے ہوئے بے اختیار ان کی زبانوں سے نکلا کہ اصل اہل حدیث تو یہ (حضرت صاحب حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ) ہیں۔

آپکی طبیعت میں نفاست اور پاکیزگی بدرجہ اتم موجود تھی۔ اسی لئے آپ تمباکو نوشی کو اس کے مضر اثرات، اسراف اور بدبوگی کی وجہ سے سخت ناپسند فرماتے اور تمباکو نوشی کے عادی لوگوں کی بری عادت نہایت احسن طریقے سے چھڑوا دیتے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ شاہ صاحب حضرت کرماں والوں کو حقہ چھڑانے اور داڑھی رکھانے کا طریقہ خوب آتا ہے۔ آپ کی محفل میں جب کوئی خطا کار آتا تو اس کو مخاطب کر کے اس کی اصلاح نہ فرماتے (تاکہ وہ بھری محفل میں شرمندہ نہ ہو) بلکہ کسی دوسرے کو مخاطب کر کے سمجھاتے اور غلطی کرنے والا خود سمجھ جاتا کہ روئے سخن اسی کی طرف ہے اور پھر وہ اپنی اصلاح کر لیتا۔ حاجی محمد شفیق جو آپ کے نعت خواں تھے (الحمد

Marfat.com

اللہ! تادم تحریر حضرت کرماں والا شریف میں موجود ہیں) حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنی پہلی حاضری کی روداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''میں سگریٹ نوشی کیا کرتا تھا۔ جب آپ کی خدمت میں پہلی مرتبہ حاضر ہوا تو ایک شخص سفید کپڑے، سفید داڑھی اور نورانی چہرے والا آیا اس کے آتے ہی آپ جلال میں آ گئے اور اس کو محفل سے نکال دینے کا حکم فرمایا اور فرمایا لوگ میرے پاس سگریٹ پی کر آ جاتے ہیں اور میرے کمرے کو بدبو سے بھر دیتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ حقیقت میں میری ہی اصلاح مقصود ہے اللہ کا شکر ہے کہ آپکی نظر کرم سے اس واقعہ کے بعد میں سگریٹ نوشی کے قریب بھی نہیں گیا۔

یہ تو عوام کی اصلاح کا انداز تھا۔ خواص کو بھی آپ نرالے طریقے سے تبلیغ فرماتے۔ حضرت سلطان المشائخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کے سجادہ نشین جناب دیوان غلام قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ پاک پتن شریف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی بہت آؤ بھگت کی۔ وہ حقہ نوشی کرتے تھے۔ آپ نے اپنے لاڈلے بیٹے سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ بہترین قسم کا حقہ تیار کر کے دیوان صاحب کی خدمت میں پیش کریں۔ دیوان صاحب جانتے تھے کہ یہاں حقے پر بہت زیادہ پابندی لیکن جب خود حضرت صاحب نے بطور (مہمان نوازی) حقہ منگوا کر ان کے سامنے رکھا تو بہت نادم ہوئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حقہ نوشی ترک کر دی۔

(ابوالبیان) حضرت مولانا غلام علی اوکاڑی مرحوم مفسر قرآن اشرف المدارس'' اوکاڑہ'' ایک موقع پر جماعت علماء کے ہمراہ مجلس مبارک میں موجود تھے آپ نے ارشاد فرمایا: مولانا! لوگ محض دکھاوے کے لئے یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگاتے ہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر شوق اور محبت سے ایک دفعہ یارسول اللہ ﷺ کہا جائے تو رب کریم کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

مخلوق خدا سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں باتیں کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ بلکہ فرماتے کہ باادب دوزانو

Marfat.com

قبلہ رخ ہو کر بیٹھو اور درود شریف پڑھتے رہو۔ تا کہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی رہے اور فرشتے تمہارے لئے دعائیں کرتے رہیں اور درود پاک کا پڑھنا تمام وظائف سے زیادہ پسند فرماتے۔ اور اکثر فرمایا کرتے کہ درود پاک ہی اسم اعظم ہے اور تمام مشکلات و مصائب کا حل ہے۔ جمعہ مبارک کے اجتماع میں نعرے لگانے کی اجازت نہ دیتے۔ بلکہ خاموش رہنے کو پسند فرماتے۔ نماز سنت اور فرض نماز کے درمیان کوئی بات نہ کرنے دیتے اور ذکر جہری کی بجائے ذکر سری کو پسند فرماتے۔

ایک مرتبہ میرے آقا و مولا حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں مقیم بیلیوں نے تہجد کے وقت اٹھنے میں سستی کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے علم میں یہ بات آئی تو سخت ناراض ہوئے اور فرمان جاری کیا کہ رات کو بیلیوں کو ایک روٹی کھانے کے لئے دی جائے۔ کیونکہ زیادہ روٹی کھانے کی وجہ سے نیند کا خمار بیلیوں میں سستی پیدا کرتا تھا) ہماری اماں جی حضور رحمۃ اللہ علیہا (والدہ ماجدہ باباجی سید عثمان علی شاہ رحمتہ علیہ، باباجی سید محمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ) نے یہ برداشت نہیں کیا، سارے بیلی ان کے بچے ہی تو تھے۔ ان کو بھی گوارا نہ تھا کہ ان کے بچے پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں۔ انہوں نے حکم جاری کیا کہ آٹے کے تین پیڑے لے کر اس کی ایک روٹی پکا کر باہر لنگر میں بھجوائی جائے۔ اس طرح حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل بھی ہوگئی۔ کچھ دنوں بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت نے جوش مارا اور کھلے لنگر شریف کا حکم جاری فرمایا۔ لیکن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اس تنبیہ کی وجہ سے بیلیوں نے پچھلی رات اٹھنے میں سستی ختم کر دی۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ مرید ہونے والے کو ہمیشہ نماز پنج گانہ کی باجماعت پابندی، سنت اور شریعت پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے۔ اس کے علاوہ آپ عموماً یہ اوراد و وظائف تلقین فرماتے۔

☆.....نماز عشاء کے بعد جلد سو جائیں اور آدھی رات صبح صادق سے پہلے اٹھ کر بارہ رکعت نفل دو دو رکعت کر کے اس طرح پڑھیں کہ ہر پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ۵

Marfat.com

مرتبہ اور ہر دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ۳ مرتبہ سورۃ اخلاص (قل ہو اللہ احد) پڑھیں۔اس طرح بارہ نفل پڑھ کر ۵۰۰ مرتبہ یہ درود پاک باادب دوزانو بیٹھ کر عشق ومحبت سے پڑھیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّم

☆ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص بمعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بصد ادب ونیاز پیش کریں اور اس پر مستقل عمل کریں۔اللہ کریم ہر طرح خیر کردیں گے۔نماز پنج گانہ اور نماز تہجد کے ساتھ مسواک۔سر پر پانچ کلی ٹوپی اور سفید پگڑی وسفید لباس اور داڑھی سنت مبارکہ کے مطابق رکھنے کی تاکید فرماتے۔اپنا ظاہر درست کرنے کا حکم فرماتے کیونکہ باطن پیرومرشد کی دعا سے اللہ تعالیٰ ٹھیک کردیگا۔

Marfat.com

نسبت وطریقت:

سارنگ صاحب منڈی تاندلیانوالے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بیلی نے آپ کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ آپ کس سلسلہ میں بیعت فرماتے ہیں۔ بابو نور عالم مرحوم نے خط کے جواب میں لکھا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے ہیں۔ جب خط کا جواب اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو سنایا گیا تو آپ نے اس خط کی اس طرح تصحیح فرمائی کہ ہم چاروں سلسلوں کے بابوں کے غلام ہیں اور چاروں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں فیض عطا کر سکتے ہیں۔ دراصل یہ شان ہے قطب الاقطار کی جو تمام اولیائے کرام کا سردار ہوتا ہے اور اس کو ہر سلسلہ میں بیعت فرمانے کی اجازت ہوتی ہے لیکن آپ ہمیشہ نقشبندیؒ سلسلہ میں ہی بیعت فرماتے رہے اور اس سلسلہ عالیہ کے اوراد و وظائف کی تلقین فرماتے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ چشتیاں شریف عرس کے موقع پر موجود تھے تو ایک بزرگ خواجہ قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کا تعلق کس سے ہے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کا ملنے والا ہوں۔ یعنی میرا سلسلہ طریقت سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے تعلق ہے اور باقی تمام سلسلوں کی نفی فرمائی۔ دراصل خط میں جو آپ نے چاروں سلسلوں کی اجازت کے بارے میں فرمایا وہ اپنی علو شان کا اظہار تھا کہ مجھے اجازت تو تمام سلسلوں میں بیعت کی ہے اور میں بیعت بھی کر سکتا ہوں لیکن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی یہ شان ہے کہ میں بیعت اسی سلسلہ میں کرتا ہوں۔

دراصل کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی تھی شائد آپ سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرماتے ہیں کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خواجہ شرف الدین رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت کی تھی جو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

Marfat.com

نسبت اتحادی

ایثار کلی:

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ جب بھی اپنے پیرومرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو اپنی تمام جمع پونجی لیکر ان کے پاس حاضر ہوتے اور اپنے پیچھے ایک وقت کا کھانا بھی نہ چھوڑ کر جاتے یہ سنت صدیقی تھی جس پر آپ نے کئی مرتبہ عمل کیا۔ یہ ایثار کلی تھا اور آپ ایثار کلی کے مرتبہ پر فائز تھے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا۔

اسمعیل شاہ صاحب کرمانوالے (رحمتہ اللہ علیہ) آئے تھے۔ ڈیڑھ صد روپیہ ہمراہ لائے۔ میں نے کہا ''اتنا روپیہ کیوں لائے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا۔ ''مجھے کون پوچھتا تھا' سب آپ کی طفیل ہے۔'' پھر فرمایا کہ جب بھی آتے ہیں دوصد یا ڈیڑھ صد روپیہ لے کر ہی آتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ''یہ تو ہماری ہی طرح ہیں۔'' میں بھی اپنے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اسی طرح جایا کرتا تھا۔ قارئین کو شاید ڈیڑھ دوصد رقم پر تعجب ہوتا ہو لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ سرکاری افسروں کی تنخواہ بھی چند روپے ہوتی تھی تو اس وقت یہ رقم بہت بڑی رقم تھی۔

اسے نسبت اتحادی بھی کہتے ہیں کہ پیر اور مرید میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ یعنی جو چیز مرید کی ملک ہوتی ہے وہ اس کو اپنے پیر کی ملک سمجھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنی ہر چیز کو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ملک سمجھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت جب میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو خاموش رہتے تھے اور صرف ضروری باتوں کا ہی جواب دیتے تھے۔ آپ جب بھی شرق پور شریف تشریف لے جاتے تو عموماً تین دن قیام فرماتے اور اس دوران شرق پور شریف کی حدود میں بول و براز سے پرہیز فرماتے۔

Marfat.com

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے اور آپ ان کا حال احوال دریافت فرماتے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ میاں صاحب میں بیمار ہوں۔ یہ آپ کا اپنی روحانی تشنگی کا اظہار تھا کہ مجھے مزید روحانی اسباق کی تلقین فرمائیں تا کہ میری تشنگی دور ہو جائے اور روحانی درجات میں مزید اضافہ ہو۔

آپ نے تمام عمر میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھنے کی خواہش کی لیکن انہوں نے آپ کو کبھی بھی اپنے قدموں میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عین وصال کے وقت نزع کی حالت میں آپ موقع غنیمت جان کر حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قدم مبارک میں بیٹھ گئے۔ حضرت میاں صاحب اس وقت اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ شاہ صاحب آپ ادھر (سرہانے کی طرف) بیٹھئے دراصل حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سیدوں کی بہت تعظیم فرماتے تھے۔

آخری ایام میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سایہ مبارک نہیں تھا یعنی نبی کریم روف رحیم سے مکمل اتحاد تھا۔

آخری ایام میں آپ دیوان حافظ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

" الایا ایھا الساقی انا کا ساعزھا"

اے میرے ساقی مجھے عشق کا ایک اور پیالہ پلا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھَلْ مِنَ مَّزِید

اے میرے رب اے میرے رسول مجھے عشق کا ایک اور پیالہ پلا۔

جبکہ اس شعر کا دوسرا مصرعہ

''نمود اول عشق اول مرے افتاد مشکل ھا'' نہیں پڑھتے تھے کیونکہ اس میں عشق کو ایک مشکل مرحلہ بیان فرمایا گیا ہے۔ آپ اتنے اونچے مقام پر فائز تھے کہ مزید کی بار بار طلب فرماتے تھے اور آپ کا ظرف اتنا اونچا تھا کہ آپ کے لیے عشق کی کوئی بھی منزل مشکل نہ تھی۔

Marfat.com

ساتواں باب

اقوال زریں

مشتمل بر احوال و آثار

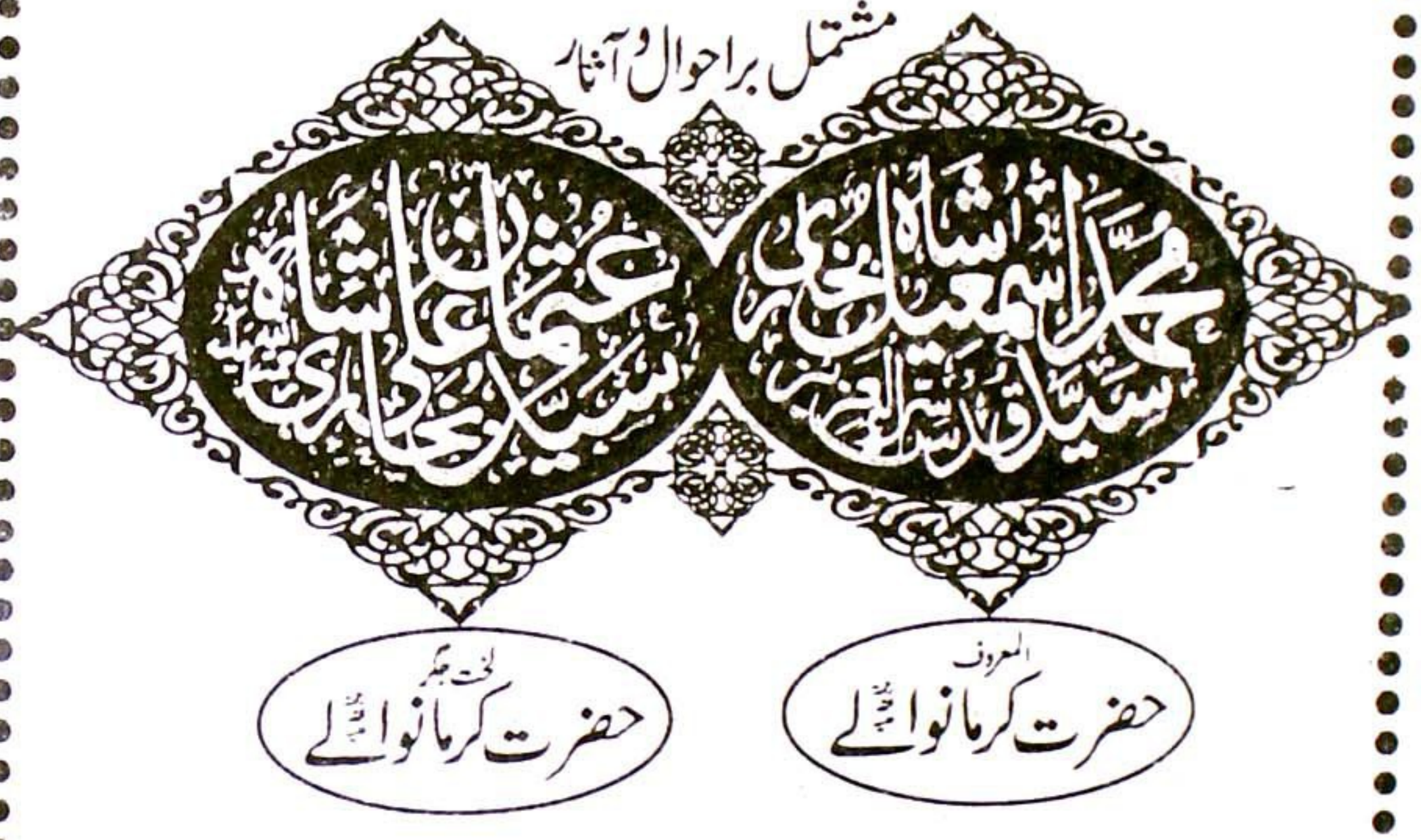

Marfat.com

اقوال زریں

آپ نہایت سادہ الفاظ اور دل نشین طریقے سے اصلاحِ احوال کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ بے معنی اور بے مقصد باتوں سے آپ کی محفل پاک ہوتی تھی۔ بات کی وضاحت کے لیے آپ بزرگانِ دین کے اقوال اور ان کی حکایات بیان فرمایا کرتے تھے۔ استقامت احوال پر ہمیشہ زور دیتے تھے۔

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فِی الشَّرِیْعَۃِ وَ الطَّرِیْقَۃِ فَھِیَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ

ترجمہ: ''شریعت اور طریقت میں استقامت ہی کرامت سے بڑھ کر ہے۔''

حقیقی عرفان حاصل کرنے کے لیے شریعت مطہرہ کے احکام کی کما حقہ پابندی ضروری ہے اور عمل صالحہ میں استقامت ایک لازمی امر ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا:

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَ الرَّجَاءِ

ترجمہ: ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''خوف اس کے عدل اور امید اس کے فضل سے ہے۔ پس اس کی بارگاہ میں کامیابی وہی حاصل کرسکتا ہے جس میں دونوں باتیں اپنے اپنے محل پر موجود ہوں''

پھر آپ نے فرمایا:

گر عدل کنی ہم مارے ہم مارے، ہم مارے
گر فضل کنی ہم تارے، ہم تارے، ہم تارے

ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْقَلْبِ وَ عِلْمُ اللِّسَانِ
عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَالِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَ عِلْمُ الْاَنْبِیَاءِ
وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عِلْمُ اللِّسَانِ فَذَالِکَ

Marfat.com

حُجَّۃ اللّٰہِ عَلیٰ بَنِیُ اٰدَمَ

ترجمہ:

علم دو طرح کا ہے۔ 1۔علم قلب 2۔علم لسان (یعنی ایک دل سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا زبان سے)

علم قلب)۔ یہ ایک نفع دینے والا علم ہے۔ یہ علم انبیاء اور مرسلین کو حاصل ہے۔

علم لسان)۔ یہ علم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کی طرف حجت ہے یعنی علم باطن علم ظاہر پر فوقیت رکھتا ہے جس کو علم باطن حاصل ہو جائے وہی صحیح معنی میں عالم ہے۔ پھر آپ یہ شعر پڑھا کرتے۔

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر

مسکہ بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

ذکر فکر کی رغبت دلانے کے لیے آپ فرمایا کرتے:

"ہتھ کار وَل ..... دل یار وَل"

اور علم ظاہری پر فخر کرنے والے یا بھروسہ کرنے والے سے آپ فرمایا کرتے:

"صد کتاب وصد ورق درنار کن جان و دل را جانب دلدار کن"

آپ نے ارشاد فرمایا:

"شیطان تین راستوں سے مومن کے دل پر حملہ کرتا ہے۔ یہ ازلی دشمن آنکھ، کان اور منہ کے راستے حملہ آور ہوتا ہے۔ منہ سے کسی کی عیب جوئی، غیبت، جھوٹ یا مشرکانہ باتوں کا اعلان کرواتا ہے۔ آنکھ سے بری اور حرام چیزوں کو دیکھنے کی رغبت پیدا کرتا ہے اور کان سے چغلی یا بری باتوں کے سننے پر اکساتا ہے۔ اس طرح یہ غارت گر ایمان نیکیاں اور متاع ایمان لوٹ کر لے جاتا ہے"

پھر آپ فرماتے تھے:

"آنکھ، کان، منہ، بند کر نام نرنجن لے
اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ دے"

Marfat.com

ساتھ ہی پڑھے لکھے لوگوں کے لیے مثنوی شریف کا یہ شعر بھی پڑھتے:

" چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی ذات حق برمن بخند "

پھر آپ فرماتے:

" کم کھاؤ ..... کم سوؤ ..... اور کم بات کرو "

مکر اور ریا کی مذمت کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا:

ہتھ وچ مالا مکر دی دھاگے لئی پرو
دل وچہ گھنڈی پاپ دی نام جپے کی ہو

ساتھ ہی ہندی کا یہ دوہا بھی پڑھا:

نہائے دھوئے کیا بنے جد اندر میل سمائے
مچھلی جل میں نت رہے دھوئے باس نہ جائے

(یعنی ظاہری میل کچیل دور کرنے کی بجائے باطنی کدورتوں کو دور کرنے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

آپ فرمایا کرتے تھے:

" سالک کو حصول مقصد کے لیے دو چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اکل حلال اور صدق مقال۔ حلال روزی کما کر اپنا اور اپنے متوسلین کا پیٹ پالنے والا شخص اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہوتا ہے۔"

نیز جھوٹ سے بچنا درجات کی بلندی کا باعث ہوتا ہے

آپ نے فرمایا: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبَ اللّٰہِ

"جس شخص نے گوشت کے دو لوتھڑوں کو اپنے قابو میں کر لیا، وہ کامیاب ہوا۔ ایک زبان اور دوسرے شرم گاہ۔

"بول اور بول کی جگہوں پر قابو پالیا تو انسان تباہی سے بچ گیا"

آپ نے فرمایا:

Marfat.com

''حقوق اللہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا ادا کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ کوئی شخص ساری ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر عبادت کرتا ہو اوراوراد و وظائف میں دن رات مشغول رہتا ہو مگر اس کے ماں باپ اس سے خوش نہ ہوں یا بیوی بچے اس سے مطمئن نہ ہوں یا کسی انسان کی دل آزاری کا باعث ہو تو وہ عبادت اور ریاضت اُسے کچھ نفع نہیں دے سکتی۔''

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آذر است
دل گزر گاہ جلیل اکبر است

اس ضمن میں آپ وہ واقعہ بیان فرماتے جو حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترقی مدارج کا سبب بنا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جاڑے کے موسم میں ان سے ایک رات پانی طلب کیا جب وہ پانی لے کر واپس آئے تو مائی صاحبہ سو چکے تھے۔ آپ پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیے ساری رات منتظر کھڑے رہے۔ صبح کے وقت جب مائی صاحبہ کی آنکھ کھلی تو بیٹے کو پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا دیکھا۔ دل سے اس کے حق میں دعا کی اور بیٹے کو علم و عرفان کی دولت عطا ہوئی۔

اپنے عقیدت مندوں کو سنت کی پیروی کرنے کی تاکید فرماتے۔ اپنا ظاہر درست کرنے کی طرف توجہ دلاتے، بالخصوص لباس پر زور دیتے۔ سر پر ٹوپی اور ٹوپی کے اوپر عمامہ رکھنے کی تلقین فرماتے۔ کھلے آستینوں والا کرتہ پہننے کا ارشاد فرماتے، داڑھی بڑھانے اور لبوں کے بال کٹوانے کی تاکید فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ظاہر کو درست کرنا خود انسان کا کام ہے اس کے بعد باطن کو درست کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

ایک دفعہ فرمایا:

''روزی کمانے کے جائز اور شرعی اسباب کو چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے کو توکل نہیں کہتے۔ سبب کی طرف نظر نہیں رکھنی چاہیے۔ سبب تو دروازے کی مانند ہے جس میں

Marfat.com

سے گزر کر مسبب کی طرف پہنچا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص دروازہ اس امید پر بند کر لے کہ رزق اس کے منہ میں کہیں سے خود بخود پہنچ جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی ہے۔ کیونکہ دروازہ یا سبب بھی اسی کا بنایا ہوا ہے۔ پس دروازہ کو بند نہیں کرنا چاہیے۔ ویسے اس قادر مطلق کے اختیار میں ہے کہ دروازہ سے بھیجے یا غیب سے عطا کرے۔ پھر آپ نے مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

گفت پیغمبر بآواز بلند
برتوکل زانوئے اشتر ببند

یعنی ظاہری اسباب کو حتی المقدور کام میں لانے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کیا جائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ توکل یہ ہے کہ جو کچھ مل جائے اس پر قناعت کرے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''اللہ کریم رات اور دن کی ساعات میں ہر بندے کی جانب تین سو ساٹھ مرتبہ نظر رحمت سے دیکھتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین سو ساٹھ مرتبہ رسالت کی نظر کرم سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح خاصان خدا بھی تین سو ساٹھ مرتبہ اپنے متوسلین پر نظر لطف فرماتے ہیں۔ کتنی بے پناہ محبت ہے۔ ذات باری تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اور کتنی عظیم شفقت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پر اور کتنے مہربان ہوتے ہیں خاصان خدا مخلوق خدا پر مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسان غفلت میں وقت گزار دے اور ان رحمتوں اور برکتوں سے اپنا دامن بھر لینے کی طرف توجہ نہ دے۔ اسی ضمن میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی وقت ننگے سر نہ رہو۔ معلوم نہیں وہی وقت نظر رحمت یا نظر شفقت کا ہو۔''

آپ نے فرمایا کہ:

''ارکان اسلام میں سے اقرار توحید و رسالت کے بعد نماز کو اولیت ہے ہر مسلمان عاقل بالغ مرد عورت پر نماز فرض عین ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ سالکان راہ طریقت نے اس کی پابندی سے گوہر مقصود کو پا لیا۔ مسلمان اور کافر میں نماز ہی وجہ امتیاز ہے۔ نماز کے بغیر دیگر اعمال کسی شمار میں نہیں ہیں''

Marfat.com

پڑھے لکھے نوجوانوں کو سمجھانے کے لیے آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

''یوں سمجھ لو کہ ایک لازمی مضمون حساب میں فیل ہونے والا کوئی طالب علم دوسرے سب مضامین میں پاس بھی ہو تو اعلیٰ جمات میں ترقی کا مستحق نہیں سمجھا جاتا اور فیل ہی قرار دیا جاتا ہے۔''

نماز اگر رسماً نہ پڑھی جائے اور نمازی جو کہہ رہا ہو اسے سمجھے بھی تو اس میں کیف و حضوری خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ نمازی دل میں یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حاضر و ناظر ہے اور اس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی نماز بے کیف اور بے حضور ہو۔

ایک محفل میں کسی نے دریافت کیا ''حضور! راضی بہ رضا رہنے کے کیا معنی ہیں'' آپ نے فرمایا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رضا کی دو قسمیں بتاتے ہیں۔

1)۔ خداوند تعالیٰ کا اپنے بندے سے راضی ہو جانا۔

2)۔ بندے کا اپنے اللہ سے راضی ہو جانا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جب اپنے بندوں سے راضی ہو جاتا ہے تو ان پر انواع اقسام کی رحمتوں کی بارش برساتا ہے۔ نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے اور چار دانگ عالم میں ان کی کرامت اور مقبولیت کا شہرہ پھیل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں رنگا رنگ ہیں، کسی کو زر و مال اور جاہ و حشم سے نوازا جاتا ہے اور کسی کو اطاعت اور بندگی کی توفیق عطا فرمائی جاتی ہے، جس کو جس طرح چاہیں سرفراز فرماتے ہیں۔

بندے کا اپنے رب سے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے احکام کی تعمیل کرنے لگتا ہے اور بندگی پر کاربند ہو جاتا ہے۔ اللہ سے راضی ہونے کا مطلب اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے اور ہر حال میں مطمئن رہنا ہے۔ اگر کچھ مل جائے تو اس پر شکر ادا کیا جائے۔ اگر نہ مل سکے تو شکایت زبان پر نہ لائے۔ اس احکم الحاکمین سے دعا اور التجا کا سلسلہ جاری رکھے اور مایوسی کو نزدیک نہ آنے دے۔ کیونکہ اس کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کفر ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کریم کی ذات ارحم الراحمین ہے وہ ہمارے حال سے

Marfat.com

بھی واقف ہے اور ہماری ضروریات سے بھی۔ وہ جانتا ہے کہ ہمارے لیے کیا مناسب ہے اور کیا فائدہ مند ہے۔ ہمارا علم مستقبل کے متعلق محدود ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شے راز اور مخفی نہیں، اگر کوئی چیز ہمیں عطا نہیں ہوئی تو اس میں ہماری کوئی بہتری مضمر ہو سکتی ہے۔ ہمیں راضی بہ رضا رہنا چاہیے مگر راضی بہ رضا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کے در سے مانگنا ہی چھوڑ دیں۔ اپنی درخواست پیش کرتے رہنا اور اس کے بعد جو کچھ مل جائے اس پر شکر گزار ہونا، یہی راضی بہ رضا رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بندے کی رضا پر مقدم ہے کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ توفیق نہ دے بندہ اس کی راہ میں ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔

ایک مرتبہ حکیم شیر محمد صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چشتیاں شریف عرس پر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکیم صاحب سے فرمایا ''حکیم جی آپ یہاں رہیں میں آپ کے ساتھ ہوں''۔ حکیم صاحب کو وہ اس لیے چھوڑ گئے کہ وہ کماد (گنا) اور آلوؤں کا کام کرائیں۔ ایک دن تو حکیم صاحب درویشوں کو باہر لے گئے اور تمام دن کام کیا۔ دوسرے دن نماز کے بعد درویش قرآن مجید پڑھنے لگے۔ حکیم صاحب نے ان سے کام پر چلنے کیلئے کہا۔ تو درویشوں نے کہا ''تھوڑا سا قرآن مجید پڑھ لینے دیں، پھر جائیں گے''۔ اچانک ہی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز حکیم صاحب کو سنائی دی' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما رہے تھے کہ ان درویشوں سے کہو کہ قرآن پڑھنا تو مستحب ہے مگر شیخ کا حکم فرض ہے''۔ یہ بات حکیم صاحب نے درویشوں سے کہی تو وہ کام پر چلے گئے۔

ایک دفعہ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو فرما رہے تھے اور مولوی رحمت علی بھی حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب وضو کر رہے تھے۔ انکے دل میں خیال آیا کہ اہل اللہ میں سے جو مجذوب ہوتے ہیں ان کی اونچی منزل ہوتی ہے یا دوسرے اہل اللہ کی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے خیال کے جواب میں فرمانے لگے کہ مولوی جی اہل اللہ بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کپڑا بھی نہیں پہنتے اور بے پردہ رہتے ہیں اور بعض مخلوق خدا کی تربیت بھی کرتے ہیں اور خود بھی تمام عمر سنت مستحب پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ان دونوں حضرات میں سے جو ظاہر و باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہیں ان کی اونچی منزل ہے کیونکہ ان میں ہر طرح

Marfat.com

کی مطابقت حضور ﷺ کے ساتھ ہے اور عام فیض ان کا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جو ظاہر اً شریعت کا پابند نہیں ہوتا انکا فیض صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی جاتے جاتے کوئی چیز کسی کو دے جائے۔

ایک دفعہ سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ ہر رکعت میں قیام بھی ایک اور رکوع بھی ایک مگر سجدے دو ہوتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ حکمت اللہ کے رسول ﷺ اور اہل اللہ جانتے ہیں۔ لیکن آپ خود فرمانے لگے کہ پہلے سجدے میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ یا اللہ تو نے مجھے اسی لیے پیدا کیا ہے اس لئے تجھے سجدہ کر رہا ہوں اور دوسرے سجدے میں یہ خیال کرے دوسرا جہان بھی تیرا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ اس میں بھی تو سجدے کا مستحق ہے۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ''ہر پھل کو چاقو سے چیرتے وقت یا کاٹتے وقت ''بسم اللہ اللہ اکبر'' تین دفعہ تکبیر پڑھنی چاہئے خواہ خربوزہ ہی کیوں نہ ہو''۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ خلیل وہ ہے جو اللہ کریم کی رضا کا طالب ہے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا کا اللہ کریم طالب ہے۔ سبحان اللہ۔

حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کامل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اس کے جسم کا ہر بال اور رونگٹا عبادت کرتا ہے''۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے کئی دفعہ یہ بھی سنا ہے..... کہ ''جو دم غافل سو دم کافر''۔

فرمایا'' نبی ﷺ دا بڑا شان ایں۔ جس نوں حضرت نبی کریم ﷺ بخش دین گے او بندہ اگوں اٹھ بندیاں نوں بخش سکدا اے آؤ بھئی کوئی حسابی بندے ایتھے موجود نیں تے ذرا حساب تے کرواگوں جیہڑے اٹھ بندے بخشے گئے اوہ فیر اٹھ اٹھ بندیاں نوں بخشاون دی توفیق والے ہو جان گے۔ اچھا بھئی حساب کرو۔ ایس طرح حساب کری جاؤ''۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت بے حساب ہے۔ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ م کے معنی تو کئی لوگوں نے کیے ہیں، کبھی کسی نے (دال) کے معنی بھی کیے ہیں؟ پھر آپ نے خود ہی فرمایا ایہہ (دال) دی طفیل ای سانوں دال روٹی مل دی اے ناں۔

ایک دفعہ کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پہلوں آپ تمع سڑ دی اے تاں لوکاں نوں چانن کر دی اے۔ یعنی بزرگان دین پہلے خود ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں اس کے بعد

Marfat.com

اس قابل ہوتے ہیں کہ لوگوں کی اصلاح وتربیت کرسکیں۔

ایک دفعہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''بھئی کوئی برا کام کسی کے سامنے کیا جاسکتا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ جناب ایسا نہیں ہوسکتا۔ ارشاد فرمایا ''اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر جب کہ اللہ دیکھ رہا ہو، پھر تو بالکل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ کوئی بھی کام کرتے وقت یقین کرنا چاہئے کہ اللہ مینوں ویہندا پیا اے''۔ (اللہ مجھے دیکھ رہا ہے)۔

ایک مولوی صاحب نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مولوی ہے وہ ایسی ویسی باتیں کرتا ہے کہ انسان پہلے جانور یا مینڈک کی طرح تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ غلط کہتا ہے یہ باتیں غیر مسلم اور دہریئے وغیرہ کیا کرتے ہیں۔

کثرت درود شریف

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کوئی وظیفہ بتانے کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ درود شریف پڑھا کرے اس شخص نے عرض کیا کہ حضور کوئی وظیفہ بتائیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر وہی نماز کے بعد پانچ مرتبہ درود شریف پڑھنے کا فرمایا اس شخص نے جب تیسری مرتبہ بھی یہی کہا کہ حضرت صاحب کوئی وظیفہ بتائیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آگئے اور فرمایا اس شخص کو یہاں سے نکال دو میں وہ وظیفہ بتا رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کرتے ہیں اور اس نے وظیفہ وظیفہ کی رٹ لگائی ہوئی ہے بھلا درود شریف سے بہتر کونسا وظیفہ ہوسکتا ہے۔

آپ خط تحریر فرماتے تو شروع میں لکھتے۔ ''اللہ رب العالمین محض اپنے فضل وکرم سے ہر مرد وعورت مسلمان کا انجام بخیر کریں۔ بحر حال ذکر الٰہی ضروری جیسے موت ضروری۔''

یہاں آخری جملہ نہایت قابل غور ہے۔ ''ذکر الٰہی ضروری جیسے موت ضروری۔'' ذکر الٰہی کا ضروری ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اس کا موت کی طرح ضروری ہونا توجہ طلب ہے۔

پیر ومرشد اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات

Marfat.com

انسان بزرگوں کے پاس خود چل کر جاتا ہے اور اکثر یہ حضرات خود بھی جب چاہیں اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔ سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان رحمتہ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ ہمارے پاس صرف وہ لوگ آتے ہیں جن کو حق تعالیٰ نے پہلے سے خوش بخت لکھا ہے۔ ایک مصاحب نے کہا: حضرت اگر کوئی بد بخت آئے تو؟ ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہمارے پاس نہیں بھیجتا۔'' مصاحب پھر بولے۔ ''قبلہ اگر ایسا آدمی آجائے تو؟'' فرمایا ''وہ بھی ایمان کی سلامتی حاصل کرے گا اور عذاب الٰہی سے آزاد ہو جائے گا۔ ہم بغیر فرمان الٰہی کسی کو توجہ نہیں دیتے اور جو لوگ یہاں آتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتے ہیں لیکن اگر ہم چاہیں تو اپنی جانب سے بھی بلا سکتے ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا۔ ''حضرت رحمتہ اللہ علیہ دعا فرمائیں کہ میں نیک بن جاؤں۔'' فرمایا۔ ''نیکوں کی صحبت میں بیٹھا کرو اللہ تمہیں نیک بنا دے گا۔''

ایک دفعہ کسی نے عرض کیا کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ! کیا یہ سچ ہے کہ ''نگاہ مرد مومن'' سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ جلال پور شریف کے پیر حیدر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا۔ ''گاہے گاہے۔''

ایک مرتبہ ایک صاحب نے ایک خاص فرقے کے بارے میں کہا کہ ان لوگوں میں یہ یہ خامیاں ہیں۔ فرمایا ''میاں تم اپنی خبر لو، تمہیں دوسروں سے کیا لینا ہے؟'' ایک نے سوال کیا کہ ''نماز کس وقت ادا کرنی چاہیے۔ ارشاد فرمایا۔ ''اول وقت میں اور باجماعت۔ کیونکہ جماعت کے ساتھ پڑھنے کا ثواب بہت ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ وہی بات ارشاد فرماتے جسے خود پسند فرماتے اور اس پر عمل پیرا بھی ہوتے۔ ارشاد فرمایا کہ ''انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ وہی کام کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو، حتی کہ ذکر و فکر بھی اس کی رضا کے لیے ہونا چاہیے، ورنہ نفس اور سرکشی پکڑے گا، جو ایک روز مخلوق میں رسوائی کا موجب ہوگا۔'' ارشاد فرمایا ''جب تک اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے امر و نہی پر عمل نہیں ہوگا۔ ذکر و فکر سے بھی کچھ حاصل نہ ہوگا۔'' فرمایا۔ ''اکل حلال کے بغیر عبادت میں حظ محسوس نہیں ہوتا اور لقمہ حلال کے بغیر کوئی عبادت کارگر نہیں ہوتی۔''

ایک دفعہ ایک فوجی افسر میجر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''مجھے غصہ بہت آتا ہے۔'' فرمایا: اگر نفس کے لیے آتا ہے تو برا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے آتا ہے تو اچھا ہے۔ وہ بولے ''کوشش کے باوجود انسان بدی سے باز نہیں رہتا۔'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''اللہ' اللہ کرتا رہے اور نیکی کی طرف راغب رہے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ایک روز نیکی کو غالب کر دیں گے۔'' وہ بولے ''حضرت رحمتہ اللہ علیہ! توجہ فرمائیں کہ میں نیکی کی طرف راغب ہو جاؤں۔'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''نیکوں کی صحبت رکھیے اللہ پاک نیک کر دے گا۔

آپ کے انداز تبلیغ میں اتباع شریعت کی واضح جھلک نظر آتی ہے۔ آپ اپنے ملنے والوں کو اس کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بوڑھا آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ ''حضور دعا فرمائیں میں مدینہ شریف جانا چاہتا ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''کیا تمہارا مدینہ شریف جا کر مرنے کو دل چاہتا ہے؟'' اس نے عرض کیا جی! آپ نے قدرے پر جلال لہجے میں فرمایا ''جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو وہ جہاں بھی مرے حقیقتاً مدینہ شریف میں ہی مرتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو وہ مدینہ شریف میں بھی مر جائے تو حقیقتاً مدینہ شریف میں نہیں مرتا۔'' پھر قدرے توقف کے بعد فرمایا۔ ''تمہیں بتاؤں اللہ تعالیٰ کیسے راضی ہوتا ہے؟'' اس نے عرض کیا جی! فرمایا ''کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیا جائے اور کسی کو بتایا نہ جائے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔''

آپ نے فرمایا:۔

☆ ..... نماز کے پابند بنے رہو۔

☆ ..... جھوٹ نہ بولو۔

☆ ..... رزق حلال کھاؤ۔

Marfat.com

☆..... درود شریف کثرت سے پڑھو۔

ایک دن حضرت صاحب فرمانے لگے کہ سب بیلی دنیاوی کام کے لیے آتے ہیں۔ دین کے لیے کوئی کوئی آتا ہے۔ گندم گاہنے کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ دانے نکال لیے جائیں تو بھوسہ خود بخود تیار ہو جاتا ہے اگر دین مکمل ہو جائے تو دنیا خود بخود مل جاتی ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرید صادق ان چار چیزوں کی زندگی بھر پابندی کرے تو مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔

(۱) ہمیشہ باوضو رہے۔ (۲) جب بیٹھے تو قبلہ رو بیٹھے۔ (۳) جب بیٹھے تو دو زانوں ہو کر بیٹھے۔ (۴) سر پر ٹوپی اور ٹوپی پر عمامہ شریف باندھے۔

ایک دفعہ اعلیٰ حضرت گنج کرم حضور کرمانوالے سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اسم اعظم کیا ہے۔ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک درود پاک ہی اسم اعظم ہے۔ جس کام کو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور رب العزت مومنین کو بھی یہ کام کرنے کا حکم دیتے ہیں وہی اسم اعظم ہے۔ جو شخص روزانہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا و آخرت کے تمام کام خود ہی آسان فرما دیتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ پتہ نہیں لوگ کس طرح درود پاک پڑھتے ہیں۔ میں تو ایک مرتبہ ہی درود پاک پڑھ لوں تو جو کام بھی میں چاہوں تو وہ پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت حضور گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ ہر شخص کو اس کے سوال کا مکمل جواب دیتے تھے۔ تاکہ اس کے دل میں کوئی شک وشبہ نہ رہ جائے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ایک عجیب سوال کیا کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ سرکار نور ہیں تو اللہ تعالیٰ کا نور کم ہو گیا ہے اس لیے اللہ بھی فانی ہوا۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے بادشاہی مسجد دیکھی ہے اس پر کیا لکھا ہے اس نے کہا کہ صرف کلمہ شریف لکھا ہے اور کچھ نہیں۔ آپ نے کہا لیکن مجھے تو بہت کچھ نظر آتا ہے۔ مثلاً اس کی ۵۳ سیڑھیاں ہیں جو حضور ﷺ کی عمر معراج شریف ہے۔ ۱۵ شرقی حجرے ہیں جو بچپن شریف کو ظاہر کرتے ہیں۔ ۸۰

Marfat.com

حجرے شمالاً' جنوباً ہیں۔ جو آپ ﷺ کی مصروف زندگی کے برابر ہیں۔ تین بڑے کمرے ہیں جو آپ کی کارکردگی اور کامیابی کے تین آخری سال ہیں۔ ۷ محرابیں ہیں جن سے مراد سات آسمان ہیں' درمیان والا بلند ترین گنبد اللہ کی قدرت اور عظمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ ۴ مینار سے مراد چار یار ہیں۔ بڑا دروازہ ایک ہے۔ یعنی اسلام میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ ہے۔ محراب کے قریب کوئی دروازہ نہیں اس لیے کہ اسلام سے ارتداد نہیں۔ چاروں مینار عمارت کا بلند ترین حصہ ہیں۔ یہ چاروں خلفائے راشدین کی شان ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ساری تفصیل بتانے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ سرکار نے اس سائل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب تمہیں وہ باتیں معلوم ہوئیں جو پہلے معلوم نہ تھیں۔ وہ میرے علم کا نور تمہیں بھی روشن کر گیا لیکن میرا علم کم نہیں ہوا بلکہ بیان کرنے سے اس کا اظہار بھی ہوا اور میرا علم پہلے سے زیادہ واضح بھی ہو گیا اور حاضرین کو بھی فائدہ پہنچا۔ اسی طرح اللہ کا نور حضور نبی ﷺ سرکار کو منتقل ہونے سے کم نہیں ہوا بلکہ اللہ کے نور کو ظاہر کرنے کے لیے دیگر نور بھی ضروری تھا جو اسے خود قبول کر کے دوسروں تک پہنچائے۔ اس کے بعد رحمتہ اللہ علیہ سرکار نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا کہ الوہیت کا علویات کی تشبیہات و استعارات سے تو کجا علویات کے کنایات سے بھی موازنہ نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کی ذات مبرا و منزہ ہے۔ وحدانیت مطلق کے تخیل سے بھی بالاتر ہے۔ وحدانیت کا لفظ ہی محض سمجھنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اسی لیے قل شریف میں احد کے ساتھ ہی صمد کا لفظ آیا ہے۔ یعنی پاک تخیل کی پرواز سے بالاتر۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم شاہی مسجد دیکھنے کے بعد بھی اس کی تعمیری سکیم نہیں سمجھ سکے تو اللہ رسول تو کجا اولیاء اللہ کو بھی نہیں سمجھ سکو گے' خواہ تم ان سے ہر لمحہ ملتے رہو۔

ایک روز ایک صاحب دعا کرانے حاضر ہوئے' حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا بھی ایک خاص طریقہ ہوتا ہے جو ہم کو نہیں آتا' تو پھر کیا کریں' خیر مانگنا ہی جو ہوا' پھر یوں دعا فرمائی:۔

''اے باری تعالیٰ ہمیں تجھ سے مانگنے کا طریقہ نہیں آتا تو محض اپنے فضل و کرم

Marfat.com

اور مہربانی سے ہر مسلمان مرد عورت کی جائز ضروریات اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے سے پوری کردے جو کچھ دینا ہے تو نے اپنی مہربانی اور کرم سے دینا ہے۔ ورنہ ہم تو کچھ بھی نہیں۔"

حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے گری پڑی چیزیں اٹھانے سے منع فرمایا:

"خصوصاً پیسے کے معاملے میں انسان کو بہت محتاط رہنا چاہیے کیونکہ اس کا بڑا سخت حساب ہوگا۔"

حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ عمل پر زور دیتے کیونکہ خود بھی عالم باعمل تھے۔

آپ کی خدمت میں مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے نبی کے پیروکار بھی حاضر ہوتے۔ حضرت کرماں والا شریف میں مرزئیوں کا ایک گھرانہ تھا۔ آپ اکثر ان کو بہت دلنشین پیرائے میں سمجھاتے ایک مرتبہ ایک مرزئی کو سچے نبی کی علامات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(۱) سچے نبی کا نام دو ناموں کا مجموعہ نہیں ہوتا (جیسے مرزا غلام احمد کا نام "غلام" اور "احمد" کا مجموعہ ہے) اور کسی نبی کے نام کا دنیا میں پہلے کوئی نہیں ہوتا۔

(۲) سچے نبی کی پیشین گوئی کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی (مرزا غلام احمد کی بہت سی پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوچکی ہیں جیسے محمدی بیگم کے ساتھ شادی نہ ہونے کا قصہ)

(۳) سچے نبی کا کوئی انسان استاد نہیں ہوتا اور وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی حصول علم کے لیے مختلف اداروں میں مختلف استادوں سے پڑھتا رہا)۔

(۴) سچا نبی طاقت کی گولیاں نہیں کھاتا اللہ تعالیٰ اس کو کم از کم چالیس مردوں کی طاقت دے کر بھیجتا ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی قوت باہ کی گولیاں کھاتا تھا)۔

(۵) سچے نبی کا مدفن وصال کی جگہ پر ہوتا ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر اس کے مرنے کی جگہ پر نہیں ہے)۔ (بیت الخلاء میں مرا تھا)

آپ خاموش رہنے کو پسند فرماتے اور فضول گوئی کو سخت ناپسند فرماتے لیکن حق

Marfat.com

بات کہنے میں کوئی تامل نہ فرماتے ۔آپ اپنے پاس رہنے والے مریدین کی اصلاح و تربیت کا خاص خیال رکھتے انہیں اہل اللہ کے آداب سکھاتے۔ مہمان نوازی کی تاکید کرتے نیز ان کی اخلاقی تربیت فرما کر ان کی شخصیت کو نکھارنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرماتے تھے۔

قرآن پاک کی تفسیر اور احادیث مبارکہ کی تشریح

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اپنے پاس حاضر ہونے والے بیلی/ زائرین/ متوسلین کو مختلف اوقات ارشاد و تلقین فرماتے ہوئے قرآن پاک کی بعض آیات کی تفسیر پر روشنی ڈالتے اور بعض احادیث مبارکہ کی تشریح فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک بدعقیدہ شخص نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے بسم اللہ شریف کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے اس کی تفسیر بیان کی تو تو ناراض ہو جائے گا اس نے عرض کیا کہ آپ تفسیر بیان فرمائیں میں ناراض کیوں ہونگا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو سن ''بسم اللہ شریف کی ''ب' بغداد شریف کی طرف جاتی ہے اور اس کی ''س'' سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمتہا اللہ علیہ کی طرف جاتی ہے اور اس کی ''م'' مدینہ شریف جاتی ہے اور جو شخص ان تین مقامات پر عقیدت کے ساتھ حاضری دے دیتا ہے تو آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ''پھر اللہ تعالیٰ ننگا چٹا سامنے نظر آجاتا ہے۔'' آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ شخص بے ہوش ہو کر دور جا گرا اور اس کے منہ سے گند بلا نکلنا شروع ہو گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے اسی طرح پڑے رہنے دو۔ کافی دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو آپ کے قدموں پر گر پڑا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کو نور کی روشنی سے منور فرما کر حق آشنا کر دیا تھا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر مومنین کو خطاب کرتے ہوئے'' یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا '' کے القاب سے خطاب کیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اکثر یا ایھا

Marfat.com

الذین آمنو کا ترجمہ اس طرح فرماتے کہ ''آمنوکا'' ''الف'' دلالت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف کیونکہ اللہ کریم وحدہ لاشریک ہے اور ''میم'' اشارہ کرتا ہے۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی طرف اور ''ن'' دلالت کرتا ہے تمام انبیاء کرام کی نبوت کی طرف اور ''و'' دلالت کرتی ہے، جملہ اولیائے کرام کی ولایت کی طرف۔ جس آدمی کا ایمان ان چار چیزوں پر ہو وہ صحیح مومن ہوتا ہے۔ جہاں آمنوا کا لفظ آتا ہے وہاں و کے آگے الف آتا ہے۔ جو لکھا جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔ وہ الف اس طرف اشارہ ہے کہ جس آدمی میں پہلے چار حروف کے معنی پائے جائیں اس آدمی کا ایمان مکمل ہوا اور اس نے صحیح رب کو مان اور پہچان لیا اور منزل پالی۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ابتدائی احوال میں ہی جب میں حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہوتا تھا تو جو مستورات پانی بھرنے کے لیے پاس سے گزرتی تھیں۔ ان کے بارے میں معلوم ہو جاتا تھا۔ ان کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ آپ نے یہ بھی متعدد بار فرمایا حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار نظر کرم فرمائی ہے تو قیامت کا دعویٰ تو میں نہیں کرتا اس کے علاوہ اللہ کریم نے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھی۔ لوگ حضور ﷺ کے علم کی نفی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

ترجمہ: بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش برساتا ہے اور وہی (ازخود) جانتا ہے کہ ماؤں کے رحم میں کیا ہے اور کوئی (ازخود) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کریگا۔ اور کوئی شخص (ازخود) نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی بہت جاننے والا اور خبر دینے والا ہے۔ (سورۃ لقمان آیت ۳۴)

Marfat.com

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ عام طور پر خبیر" کا معنی بھی خبر رکھنے والا کرتے ہیں جو کہ صحیح نہیں کیونکہ اس کے لیے علیم کافی ہے جس کا مطلب بھی یہی ہے کہ علم رکھنے والا جبکہ خبیر کا مطلب خبر دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ان تمام امور کی بلکہ علم غیب کی بھی اپنے انبیائے کرام کو خبر دیتا ہے اور ان کی اتباع کرنے والے اولیائے امت کو بھی انبیائے کرام کی وساطت سے یہ علم حاصل ہو جاتا ہے۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُوْتِی الْمُلْکِ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ o اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَئِی قَدِیْرٌ o

ترجمہ: اے نبی یوں فرمائیے اے میرے پروردگار ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

جناب بشیر راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں۔

کہ اس آیت میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ید (ہاتھ) کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد اولیائے کرام ہیں کیونکہ وہ خیر و بھلائی کا منبع ہوتے ہیں لیکن اس معنی کے ساتھ پوری آیت پر غور کیا جائے تو اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی وساطت سے اولیائے کرام کو اپنی ملک میں تمام اختیار تفویض فرما دیتا ہے اور جس کو جو چاہے عطا کریں یا چھین لیں یہ ان کی صوابدید پر ہے۔

وَوَجَدَکَ ضَآ لاً فَھَدٰی

اور اپنی محبت میں وارفتہ پایا۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمتہ اللہ نے جو مندرجہ بالا ترجمہ کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ترجمہ بھی محل نظر ہے اور یہ احسن نہیں ہے لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی مزید وضاحت نہیں کی۔

اعلیٰ حضرت گنج کرم کرمانوالے رحمہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "بسم اللہ الرحمٰن

Marfat.com

الرحیم'' میں رحمٰن سے پہلا اور آخری حرف (ن) حذف کر دیا جائے تو ''حم'' رہ جاتا ہے جبکہ محمد کا بھی پہلا اور آخری حرف ''م'' اور ''د'' حذف کر دیا جائے تو باقی ''حم'' ہی رہ جاتا ہے۔اور حٰمٓ نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک بھی ہے۔تو بس بیلیوں ''حم'' ''حم'' ہی ہے۔

ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس مندرجہ ذیل حدیث پاک کی تفسیر فرمائی۔

مَنْ رَّاٰنِی فَقَدْرَأَ الْحَقّ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بدل سکتا۔

اس کی ایک تفسیر یہ بھی فرمائی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے ''حق'' یعنی اللہ تعالیٰ کو دیکھا کیونکہ آپ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ یہ تفسیر بیان فرما رہے تھے تو بشیر راجپوت صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ان کے دل میں یہ خیال گذرا کہ کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز ہیں اس لیے جس نے آپ کی زیارت کی گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔اس کے دل میں یہ خیال آتے ہی آپ جس کتاب سے بیان فرما رہے تھے وہ بند کر دی اور بشیر راجپوت کی طرف متوجہ ہو کر زور سے فرمایا 'حق' یعنی تیرا خیال بالکل درست ہے یعنی میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز ہوں۔

Marfat.com

آٹھواں باب

علوشان

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

المعروف حضرت کرماموالے

شاہ مجدد قطب زمانہ دیکھو میرا پیر یگانہ

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کامل تصویر

دیکھو میرا کرمانوالہ پیر

مولا علی کا راج دلارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کا تارا

میرا ایسا دلبر پیر

میرا کرمانوالہ پیر

Marfat.com

علوشان

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان وراء الوراء ہے بلکہ آپ کی شان کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ایک مرتبہ پیر امام علی شاہ (بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماموں جان) نے باؤ محمد شریف صاحب سے فرمایا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرتبہ کے کئی بزرگ ہمارے خاندان میں ہوئے ہیں یہ بات باؤ صاحب نے بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے فرمایا ماموں جان نے انکی زمینیں اور جانور وغیرہ دیکھ کر یہ بات کی ہوگی (کہ انکی زمینیں اور جانور وغیرہ اتنے ہی ہوں گے) ورنہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا بزرگ تو دور دور تک کوئی نہیں ہاں البتہ ائما کرام میں شاید کوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا ہوسکتا ہے۔

☆:۔جناب نذیر احمد صاحب پاکپتن شریف والے بیان کرتے ہیں کہ آپکا بچپن کا ایک دوست تھا جس کی کسی عزیزہ کے اولاد نہ ہوتی تھی انہوں نے آپ کے والد گرامی سے دعا کروائی لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی دوست کے ساتھ کھیل میں مشغول تھے کہ اس دوست کی عزیزہ کی ساس نہایت غصہ میں آئی اور آپ کے دوست کا ہاتھ پکڑ کر لیجانے لگی اور ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بزرگوں کے بارے میں نازیبا الفاظ بھی کہے کہ ''پیر بنے بیٹھے ہیں لیکن لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا''۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مائی سے فرمایا کہ میرے دوست کو نہ لیکر جاؤ بلکہ اپنا کام بتاؤ۔اس کے اولاد نہ ہونے بتایا آپ نے ایک ٹھیکری پر کچھ لکھ کر اس مائی کو دیا کہ اس کو باندھ کر اپنی بیٹی کے گلے میں ڈال دے چنانچہ اس مائی نے اسیا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں چاند سا بیٹا عنائت فرمایا۔اس کے بعد اس ٹھیکری کو سات عورتوں کے گلے میں ڈالا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو اولاد نرینہ سے نوازا۔یہ شان ہے میرے پیر کی دراصل ایک مادرزاد ولی تھے۔

Marfat.com

☆:۔جناب نذیر شاہ صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک دوست کے ساتھ باہر گئے راستہ میں رات پڑ گئی تو آپ نے اپنے دوست کے ہمراہ ایک گاؤں کی مسجد میں قیام فرمایا۔آپ کے دوست نے آپ سے بھوک کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا چنانچہ دونوں بھوکے ہی مسجد میں سو گئے رات کو اس گاؤں کے نمبر دار کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ میرا عزیز آپ کے گاؤں میں بھوکا سویا ہوا ہے اسے جا کر کھانا کھلاؤ چنانچہ اس نمبر دار نے اٹھ کر آپ کو سارے گاؤں میں تلاش کیا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی چنانچہ نمبر دار جا کر سو گیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوبارہ زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمبر دار کو آپکی جگہ کی نشاندہی کی کہ وہ میرا عزیز فلاں مسجد میں سویا ہوا ہے چنانچہ نمبر دار کھانا لیکر آپ کے پاس حاضر ہوا اور اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے دوست نے بغیر کسی سے سوال کئے کھانا نوش فرمایا یہ تھی شان میری پیر کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

☆:۔چوہدری علی محمد نمبر دار بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز بابا جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''آج تک پانچ محبوب الٰہی ہوئے ہیں''۔میرے استفسار پر آپ نے انکے یہ نام بتائے:

☆:۔(1) پہلے محبوب خدا تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

☆:۔(2) دوسرے محبوب الٰہی حضرت غوث الثقلین غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

☆:۔(3) تیسرے محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں

☆:۔(4) چوتھے محبوب الٰہی اعلیٰ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف کرمانوالے ہوئے ہیں۔

☆:۔(5) پانچویں کا آپ نے نام ظاہر نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ''توں میرے منہ توں ہی کہلوانا اے''یعنی آپ اپنا نام خود نہیں لینا چاہتے تھے تو پانچویں محبوب الٰہی بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

Marfat.com

☆:۔ جناب سارنگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرس باوا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جانے کی خواہش کی تو اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں باوا صاحب کے عرس پر خود حاضر ہونگا اور تمہاری طرف سے بھی بہشتی گزر آؤنگا۔ تم یہاں کرمانوالہ شریف سے جس مرضی گلی سے گزر جاؤ بہشتی ہو جاؤ گے کیونکہ میری اور باوا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گلیاں دو دو نہیں۔

☆:۔ مولوی مقصود احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں مڈل سکول رسول پور میں جماعت ہشتم کے طلباء کو پڑھاتا رہا جس کا نتیجہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرم نوازی سے ہمیشہ سو فیصد نکلتا رہا۔ عاجز اکثر اپنے زیر تعلیم طلباء کے سامنے حضرت صاحب قبلہ کا ذکر خیر کرتا تھا۔ پاکستان قائم ہونے سے چار پانچ سال قبل ایک طالب علم سید محمد یوسف شاہ بھی جماعت ہشتم میں میرے پاس زیر تعلیم تھا۔ جب میں اپنے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر مبارک سناتا تو متعلم مذکورہ کہتا کہ جناب میرے تایا جی سید حافظ پیر باغ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح بڑے بزرگ ہیں جو عموماً محکمہ پولیس کے ملازمین کو بیعت کرتے ہیں تو بندہ متعلم مذکورہ سے کہتا کہ اچھا میری طرف سے اپنے تایا جی کی خدمت میں سلام عرض کر دیں تو اس طرح پیر باغ علی شاہ صاحب بھی بن دیکھے بندے کو سلام بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دن قبل از دوپہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ممدوح اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر بندے کے سکول رسول پور میں جماعت ہشتم کے کمرے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔ بندہ کمرے کے اندر اپنے شاگردوں کے پاس کھڑا تھا۔ فرمانے لگے مولوی مقصود احمد صاحب کہاں ہیں میں نے کہا جناب میں حاضر ہوں۔ اتنے میں ایک لڑکے نے مجھے بتایا کہ ماسٹر صاحب یہ بزرگ موضع اوراوالے کے پیر باغ علی شاہ صاحب ہیں۔ بندہ یہ سن کر جلدی سے کمرے سے نکل کر ان کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی گھوڑی پر ہی بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے کہ بھائی مقصود احمد تم اتنے بلند پایہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں کیسے پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا گھوڑی سے نیچے تشریف لائیے، سب کچھ عرض کیئے دیتا ہوں۔ نیچے اترتے ہی فرمانے لگے کہ بھائی مقصود احمد میں

Marfat.com

تو آپ کی زیارت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ بندے نے جواب دیا، جناب میں تو ایک غافل آدمی ہوں۔ رات بھر سویا رہتا ہوں۔ فرمانے لگے تم بے شک سوئے رہو، تمہارے آقا و مالک قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو نہیں سوتے، وہ تو ہر وقت جاگتے رہتے ہیں جس کا سائیں اور خصم جاگے اسے کیا فکر؟''

پھر فرمایا'' پتہ ہے میں کس لئے آیا ہوں۔ بات یہ ہے کہ مجھے اکثر رات کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں حضوری ہوا کرتی ہے۔ آج رات بھی یہ مبارک گھڑی نصیب ہوئی میں نے دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار مبارک قائم ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زریں تخت پر تشریف فرما ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و اولیائے عظام اپنے اپنے مرتبے کے مطابق صفیں باندھے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر پکارتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ فلاں قتل کا مقدمہ آپ کے سپرد کیا گیا تھا اس کا کیا فیصلہ کیا ہے۔ جواباً امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے آقا و مولا میں نے اس قتل کے مقدمے کی تمام مثل حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کی ہوئی ہے، ان سے دریافت کیجئے۔

حافظ پیر باغ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مبارک سنا تو فوراً میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ تو ہمارے ہی ملک کے بزرگ ہیں اور مولوی مقصود احمد کے پیر ہیں اور یہ اتنے عظیم المرتبت و بلند پایہ شان کے مالک ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ذات پاک قتل کے مقدمات فیصلے کے لیے حضرت صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر رہی ہے تو میں کتنا ہی بڑا بد نصیب ہوں اس سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت بھی نہیں کر سکا۔ پھر خیال آیا کہ اچھا اب تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دینے کے لیے ضرور کھڑے ہوں

Marfat.com

گے تو میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کرلوں گا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صاحب کرمانوالہ کا نام پکارا تو جناب اگلی صف میں سے (جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما تھے) اٹھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں آگے بڑھ کر جناب حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ مبارک اور قدم مبارک چوم لوں مگر وہاں پہنچنا میری طاقت سے باہر تھا کیونکہ ہم پچھلی صفوں میں بیٹھے تھے اور جناب اگلی صفوں میں تھے۔ اتنے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ اس قتل والے مقدمے کا کیا فیصلہ کیا ہے تو حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکراتے ہوئے عرض کیا ''حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے مقدمے کی مثل مکمل کر لی ہے انشاء اللہ فیصلہ بھی جلدی لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔ شاباش تشریف رکھیں۔ ہم آپ سے خوش ہیں۔ اب پیر باغ علی شاہ فرماتے ہیں کہ مولوی مقصود احمد صاحب سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں، کیوں نہ ان کی زیارت کرلوں۔ تو بھائی مقصود احمد صاحب جی میں دراصل آپ کو دیکھ کر آپ کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کرنے آیا ہوں۔ اس عاجز نے کہا کہ پیر صاحب میں کس لائق ہوں؟'' آپ کو تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے پھر فرمانے لگے بھائی مقصود احمد صاحب آپ بڑے خوش قسمت ہیں آپکے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روئے زمین پر بے مثل شان کے مالک ہیں۔

بشیر راجپوت صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی مقصود صاحب والا واقعہ پہلے نہیں سنا تھا۔ ایک مرتبہ عرس کے موقع پر پاک پتن شریف عید گاہ میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھا تو کچھ دیر کے لیے وہاں سے باہر نکلا تو راستہ میں ایک بیلی نے یہ واقعہ سنایا تو میں بہت حیران ہوا جب میں واپس آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ بیلیوں سے جو بات فرما رہے وہ ختم کر دی اور مجھے دیکھ کر فرمایا کہ جو بزرگ قتل کے فیصلے کرتا ہے وہ خلیفۃ اللہ ہوتا ہے یعنی آپ نے اپنے خلیفۃ اللہ ہونے کے بارے میں تصدیق فرما دی۔

ایک بزرگ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں نے مدینہ شریف میں

Marfat.com

حاضری کے دوران آپ کو گنبد خضرا کی طرف متوجہ پایا۔آپ نے فرمایا۔''میں مڈلاتو ویدا واداں رہناواں''یعنی میں ہمیشہ سے گنبد خضرا کی طرف متوجہ رہتا ہوں۔

بشیر راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بڑی شان ہے کہ فنا و بقا مساوی ہے یعنی جمال اور جلال برابر برابر ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ میری کیا شان ہے میں یہ سن کر پریشان ہوگیا کیونکہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں تو میں نے یہ بات ایک کتاب ''انقلاب حقیقت''میں پڑھی تھی۔بہر حال میں نے کچھ سوچ کر جواب دیا کہ آپ کی شان تو مقتدمین اولیائے کرام کی طرح ہے آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے اور اس کی تردید نہیں کی۔اولیائے متقدمین میں وہ اولوالعزم بزرگان دین شامل ہیں جو کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے ہوئے ہیں ان میں تابعین اور تبع تابعین بھی ہیں یعنی آپ اس مرتبہ کے بزرگان دین کی صف میں شامل تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رب کریم سے عرض کیا ہے کہ مجھے ایک بڑی سی جنت عطا کردے ہم خود وہاں ٹوئے ٹبے پورے لے کر لیں گے یعنی آپ کے غلاموں کی اتنی تعداد ہوگی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایک علیحدہ جنت مانگی۔

☆:۔سیٹھ محمد شفیع صاحب کی معرفت یہ بات سننے میں آئی ہے کہ ایک بزرگ صاحب کشف تھے جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر مراقبہ کیا کرتے تھے ایک دن ان کے دل میں خیال آیا کہ آج مراقبہ کر کے حضرت داتا ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ تمام دنیا کے اولیاء کرام میں سب سے زیادہ بزرگ اور سب کے شہنشاہ کون ہیں۔ چنانچہ جب حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی تو اس بارے میں عرض کیا گیا، داتا صاحب فرمانے لگے کہ دنیا سے وصال پائے ہوئے تمام بزرگان دین و اولیائے کرام کے شہنشاہ اور سردار حضرت غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی ہیں اور موجودہ دنیا میں زندہ بزرگان دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں سب کے شہنشاہ اور آقا و مالک حضرت سید سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں

Marfat.com

۔سبحان اللہ یہ شان ہے حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیر کی۔

☆:۔ایک دن ایک مولوی صاحب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے اور بہت اچھی اچھی باتیں کرتے رہے۔ جب وہ جانے لگے تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا، ''مولوی صاحب! پھر بھی آؤ گے؟'' مولوی صاحب نے کہا ''ضرور آؤنگا، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہچان لیا تب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں تو سوکوس سے پہچان لیتا ہوں کہ فلاں فلاں شخص نے بروز میثاق میری چادر کو ہاتھ لگایا تھا''۔

☆:۔مولانا غلام علی صاحب اوکاڑی (مرحوم) مفسر قرآن مہتمم دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ نے بیان فرمایا کہ ایک دن بعض علماء کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حصول برکات کے لیے حاضر ہوئے ۔ دوران گفتگو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مولوی صاحب! بعض کم فہم لوگ جن کو اپنے علم پر فخر ہوتا ہے، حضور مخبر صادق، محبوب رب العالمین، سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو تولنے اور ناپنے لگ جاتے ہیں ۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادنیٰ خادم ہوں ۔ قیامت کا تو میں دعویٰ نہیں کرتا، اس کے علاوہ مولا کریم نے مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی۔

حضرت مولانا کا بیان ہے کہ ایک موقع پر جب خدمت عالیہ میں حاضری کے لیے گئے تو ہم ڈیوڑھی کے صدر دروازے سے گزر کر اندر داخل ہوئے ۔ ڈیوڑھی میں ہم نے ایک ملنگ کو دیکھا، وہ کھڑا لاف زنی کر رہا تھا کہ '' کچھ دیکھ لو یا دکھا دو'' سامنے کچھ دور درختوں کے سائے میں آپ تشریف فرما تھے ۔ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اس کم بخت کو باہر نکال دو ۔ وہ کیا دکھائے گا ہم نے جو کچھ دیکھنا تھا، دیکھ لیا، خادم جونہی اس کے قریب پہنچا اور بازو سے پکڑا تو وہ مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا اور ہیبت زدہ ہو کر ایسا بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور سڑک پر جا کر رکا ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کی ہیبت تھی ۔ جس نے اس بے ادب کو لرزہ براندام کر دیا۔

☆:۔عمدۃ المحققین، زبدۃ العارفین، حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

حضور اعلیٰ سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ''ولی را ولی می شناسد'' کے مصداق وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منصب عالیٰ سے کماحقہٗ واقف تھے۔ ان کی خدمت میں ایک صاحب نے ضلع راولپنڈی سے خط لکھا جس میں راہ سلوک میں اپنی بعض مشکلات کے حل کے لیے دستگیری کی التجا کی تھی۔ حضرت صاحب بیربلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی خط کی پشت پر اپنے دست مبارک سے یہ تحریر لکھ کر خط واپس بھیج دیا:

''آپ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کرمانوالہ شریف ضلع ساہیوال سے رجوع کریں۔ فقیر کے نزدیک موجودہ زمانے میں اور کوئی ایسی باکمال ہستی نہیں ہے، جس کی توجہ عالیہ سے آپ گوہر مقصود حاصل کر سکتے ہوں۔'' اپنا یہ خط جو بیربل شریف سے ہو آیا تھا ایک دوسرے خط کے ہمراہ انہوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں بھیج دیا۔ ان ایام میں خطوط کے جوابات تحریر کرنے کی خدمت مولوی محمد اکرام کے سپرد تھی۔ یہ خط حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے علیحدہ دے کر ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دیں اور فقیر نے ان کو خط لکھ دیا۔

چند دنوں کے بعد وہ بزرگوار اپنے وطن مالوف سے آئے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں بازیاب ہو کر اپنا دامن مراد گوہر مقصود سے پُر کر کے واپس گئے۔ واپس جاتے ہوئے وہ ہر طرح سے مطمئن اور مسرور تھے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد چہلم کے ختم مبارک کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی دیگر مشائخ عظام دامت برکاتہم کی طرح حضرت کرمانوالہ شریف میں موجود تھے۔ ختم شریف کے بعد آپ نے جناب صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب دامت برکاتہم سے بوقت ملاقات فرمایا: ''آج اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مفارقت شدت سے محسوس ہونے لگی ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں اطمینان تھا کہ ہمارے درمیان ایک ایسی باکمال ہستی موجود ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحیح جانشین ہے''۔

☆:۔ مولوی مقصود احمد صاحب باجڑہ گڑھی ضلع سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

''ہمارے گاؤں سے شمالی جانب قریباً تین میل کے فاصلے پر موضع مہیندروال میں ایک معمر سید بزرگ مقیم تھے جو مجذوب بھی تھے اور سالک بھی۔ اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتے اور اپنا لباس بھی خود اپنے ہاتھ سے سی کر پہنتے تھے۔ باتیں مجذوبانہ کرتے تھے، صاحب کشف و کرامت تھے، خلق خدا کے لیے چشمہ فیض تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ان کا شہرہ ہوا تو بندہ بھی زیارت کے لیے وہاں حاضر ہوا۔ بندہ کو دیکھتے ہی خندہ پیشانی سے فرمایا ''آپ کا مدرسہ (پیر خانہ) بہت بڑا ہے'' یہ فقرہ بار بار دہرایا۔ میرے بعد بعض دوسرے یاران طریقت بھی جب ان کے پاس گئے تو کھانے وغیرہ سے ان کی خاطر تواضع کی اور وہی باتیں دہرائیں کہ آپ لوگوں کا مدرسہ بہت بڑا ہے اور آپ وہی سبق یاد کریں جو آپ کو ملا ہے۔ گویا انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قطب مدار ہونے کی تصدیق کی''۔

☆:۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ مسلم صاحب نے بیان کیا کہ بی۔اے پاس کرنے کے بعد وہ اکثر اوقات اعلیٰ حضرت سرکار شرق پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محاسن و محامد لوگوں کی زبانی سنتے رہتے تھے۔ حضور کے وصال کے بعد آپ کا ذکر خیر سن کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی جانب سے کشش پیدا ہوئی۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ میں اور حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرموں والا ضلع فیروز پور میں بڑی باکمال ہستیاں ہیں۔ چنانچہ ان کے دل میں ان دونوں باکمال ہستیوں کی زیارت کا شوق جوش مارنے لگا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پہلے انہیں اپنے برادر نسبتی حکیم عبدالحمید عاصی مرحوم کے ہمراہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کا موقع مل گیا۔ دونوں حضرات ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عاصی مرحوم نے جرات کر کے حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ ''حضور وقت خاص میں یاد فرمائیں اور اس عاجز کے حق میں دعا فرمائیں'' اس پر حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جوش میں آ کر فرمایا کہ ''حیف ہے اس وقت خاص پر جس میں تمہاری یاد بھی درمیان میں آ حائل ہو۔ اچھا اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں'' پھر ڈاکٹر محمد عبداللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''آپ کرموں والا شریف جائیں، آپ کا حصہ وہاں ہے''۔

Marfat.com

اس واقعہ کے تھوڑا عرصہ بعد دونوں حضرات کرموں والہ شریف میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں پر بھی عاصی مرحوم نے اپنا وہی سوال دہرایا کہ ''حضور وقت خاص میں اس عاجز کے لیے بھی دعا فرمائیں''

''وقت خاص؟'' قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرائے اور فرمایا، ''یہاں آٹھوں پہر ہی وقت خاص ہوتا ہے'' اور ان کے لیے دعا فرمائی، پھر ڈاکٹر محمد عبداللہ مسلم صاحب کی جانب بھی نظر کرم فرما کر ان کے لوح دل سے سب شکوک وشبہات اور شیطانی وسواس حرف غلط کی طرح مٹا دیے۔ اس واقعہ سے اہل قلب ونظر دونوں شاہان ملک ولایت ومعرفت کے علوشان کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

☆:۔ سیٹھ محمد شفیع لاہوری کا بیان ہے کہ 1970ء میں حضور شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی سجادہ نشین تونسہ شریف بھی وہاں موجود تھے۔ ہم دونوں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین مبارک کی جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر خواجہ خان محمد صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلی مرتبہ تونسہ شریف درگاہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حاضری کے لیے گئے تو میں نے تمام خدام کو جناب شاہ صاحب (کرمانوالے سرکار) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہنمائی کرنے سے منع کر دیا، تاہم ایک خادم کو بوقت حاضری ساتھ رہنے پر مقرر کر دیا۔ خیال یہ تھا کہ وہ خود اپنی مرضی مبارک سے جس طرح چاہیں حاضری دیں اور فاتحہ خوانی کریں۔ چنانچہ آپ نے درگاہ شریف میں داخل ہو کر سب سے پہلے حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک پر فاتحہ پڑھی۔ وہاں سے فارغ ہو کر آپ پیچھے ہٹے اور حضرت خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کے سرہانے جا کے اور وہاں فاتحہ پڑھی۔ خواجہ صاحب نے یہ واقعہ بیان کر کے سیٹھ صاحب سے کہا کہ میں تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بلند شان کا پہلے ہی قائل تھا۔ اس دن کے بعد کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علو مرتبت میں گمان اور وہم بھی نہ ہوا۔

☆:۔ ایک عالم دین بیان کرتے ہیں کہ میں نے خزینہ معرفت میں یہ لکھا دیکھا کہ جو

Marfat.com

شخص نمازِ عشاء کے بعد سونے سے قبل پانچ سو مرتبہ درود شریف خضری پڑھے گا، اس کو ایک ہفتہ کے اندر ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔ اس پر میرے دل میں بھی یہ وظیفہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ ابھی سات دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ خواب میں ایک نہایت خوبصورت پرنور اور باوقار بزرگ کسی علیحدہ مقام پر کار سے اترتے ہوئے نظر آئے۔

کچھ دنوں کے بعد میرے دوست حافظ محمد حسین نے کہا کہ حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور تشریف لائے ہیں اور اس وقت بادشاہی مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ چلو زیارت کر آئیں۔ وہ اپنے دوست کے ہمراہ بادشاہی مسجد جا پہنچے اور نہایت شوق و ادب سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ روئے مبارک پر نظر پڑی تو خواب میں نظر آنے والے بزرگ کو ہو بہو اپنے سامنے موجود پایا۔ وہ فوراً سمجھ گئے کہ ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' (حدیث) کے مصداق حضرت کرمانوالے ہی اس وقت نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

☆:۔ شیخ رحمت اللہ فیصل آباد سے لکھتے ہیں انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے 1938ء میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ تقریباً ایک سال بعد میں یہ دفتر ڈپٹی کمشنر فیروز پور میں چپڑاسی متعین ہوئے۔ بطور چپڑاسی کام کرتے ہوئے ایک سال ہی گزرا تھا کہ یہ کرموں والا شریف حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عصر کی نماز کے لیے وضو فرما رہے تھے، دریائے کرم جوش پر تھا، ان سے ارشاد فرمایا ''رحمت اللہ جو چاہتے ہو مانگ لو''۔ یہ خاموش رہے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین بار ایسا ہی فرمایا۔ یہ اسی طرح خاموش رہے تیسری باری انہوں نے جھجکتے ہوئے عرض کیا کہ ''حضور میں چپڑاسی ہوں، کلرک بننا چاہتا ہوں، مجھے کلرک بنا دیں''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ''بس کلرکی مانگی، اگر دنیا ہی مانگنی تھی تو کم از کم تحصیلدار یا کوئی بڑا عہدہ مانگتے''۔ یہ سمجھتے تھے کہ کلرکی ہی بہت کچھ ہے۔ کیونکہ ایہ انگریزی نہیں جانتے تھے اور ان کی تعلیم بھی کم تھی۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ اللہ کے بندے کی دعا سے دنیا کی بڑی سے بڑی شے کا ملنا بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''جاؤ اللہ تمہیں کلرک بنا دے گا''۔ چنانچہ انہوں نے اپنے محکمہ میں کلرکی پر ترقی کے لئے درخواست دی ان کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان کا کیس کمشنر صاحب کو بھیج دیا۔ کمشنر

Marfat.com

صاحب نے تعلیم میں کمی اور عمر میں زیادتی کی وجہ سے کیس نامنظور کردیا۔ یہ پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا ''حضور کیس نامنظور ہوکر واپس آ گیا ہے'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ''ابھی عملدرآمد کا وقت نہیں آیا، انشاء اللہ ضرور منظوری ہو گی'' ایک اور موقع پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ''اب منظوری کا وقت آ گیا ہے''۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کو ابھی ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب نے از خود انہیں بلا کر کہا کہ ''تمہارا کیس میں نئے سرے سے منظوری کے لئے بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ ان کا کیس پھر کمشنر صاحب کو پیش کیا گیا یہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت اچھے والا متصل چھاؤنی فیروز پور میں قیام پذیر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں فرمایا: ''جالندھر حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضری دو اور رات وہیں قیام کرو یہ جالندھر امام صاحب کے دربار میں حاضر ہوئے۔ یہ وقت نماز مغرب کے قریب تھا۔ یوں بھی سردی کا موسم تھا، مغرب کی نماز پڑھی تو انہیں خیال آیا کہ غلطی ہوئی کھانا کھا کر ہی یہاں حاضر ہوتا۔ خیر یہ خاموش رہے۔ عشاء کے بعد تمام حاضرین کو روضہ مبارک سے باہر بھیج دیا گیا۔ مگر انہیں کسی نے وہاں سے نہ ہٹایا۔ یہ خاموش ہوکر لیٹ گئے۔ مگر بھوک کی شدت سے نیند نہیں آ رہی تھی۔ نصف رات کے وقت ایک بزرگ برقعہ پوش تشریف لائے اور فرمایا کہ روٹی کھالو۔ مٹی کے برتن میں دال تھی۔ انہوں نے کہا ''کیا آپ روٹی کی قیمت وصول کریں گے''۔ درویش نے فرمایا کہ ''بطور مہمان آپ کو روٹی کھلائی جا رہی ہے۔ اجرت کے کیا معنی؟'' انہوں نے وہ روٹی کھائی۔ ان کا بیان ہے کہ آج تک انہوں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ دال کیا تھی کہ کئی ایک کھانوں کا مجموعہ تھی۔ ہر لقمہ کا ایک علیحدہ ذائقہ تھا۔ کھانا کھا کر لیٹ گئے۔ نیند آ گئی خواب میں وہی بزرگ جو کھانا کھلا کر گئے تھے تشریف لائے اور فرمایا ''حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ دستخط کردیئے ہیں۔ آپ نے کاغذات میرے پاس بھیجے ہیں، حالانکہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ہی دربار رسالت میں حاضر ہوکر کاغذات پر دستخط کروا سکتے تھے''۔ بزرگ نے ان سے فرمایا ''صبح کمشنر صاحب کے دفتر چلے جانا کام ہو جائے گا''۔ یہ صبح نماز فجر کے بعد کمشنر

Marfat.com

صاحب کے دفتر کو روانہ ہوئے راستے میں ان کے ایک دوست اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مند سید منور شاہ صاحب تھانیدار ملے اور ان سے جالندھر آنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے سارا ماجرا سنایا وہ ان کے ساتھ ہو لئے۔ سپرنٹنڈنٹ ان کا دوست تھا۔ یہ دونوں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے پاس گئے۔ اس نے کہا کہ ''چپڑاسی سے کلرک بننے کا کوئی قائدہ ہی نہیں ہے''۔ سارا دن سپرنٹنڈنٹ صاحب رولنگ دیکھتے رہے کہ کوئی صورت نکل آئے مگر کوئی صورت نہ بنی اور آفس ٹائم ختم ہو گیا۔ انہیں سخت مایوسی ہوئی۔ یہ ابھی دفتر میں ہی تھے کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کہا ''ایک صورت میں کام ہو سکتا ہے، بشرطیکہ آپ نے کوئی فوجی خدمت سرانجام دی ہو''۔ انہوں نے کہا میرے پاس چالیس سرٹیفکیٹ ہیں، کیونکہ میں نے چالیس آدمیوں کو فوج میں بھرتی کرایا تھا اور ان خدمات کی بنا پر گورنمنٹ نے مجھے یہ سرٹیفکیٹ دیئے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ان سے وہ سرٹیفکیٹ لے کر کہا ''اب کام ہو جائے گا صبح آنا''۔ یہ صبح پھر گئے تو اس نے کہا ''دستخط ہو گئے ہیں اور میں بذریعہ ڈاک آپ کے کاغذات واپس بھیج رہا ہوں کل تک پہنچ جائیں گے''۔ دوسرے دن وہ اپنے دفتر گئے تو سب لوگ انہیں مبارک باد دے رہے تھے۔ یہ سب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا اور نظر کرم کا نتیجہ تھا کہ ایسے کم تعلیم یافتہ اور زیادہ عمر والے شخص کو ترقی مل گئی۔

آپ ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ وہ بزرگ ایک تندور پر روٹیاں لگوانے گئے تو تندور والی مائی نے ان سے عرض کیا کہ آپ انتظار فرمائیں آپ کا نمبر آئے گا تو روٹیاں لگا دی جائیں گی وہ بزرگ وہیں پر ایک طرف ہو کر مراقبہ میں بیٹھ گئے اور تین سو سال تک وہیں مراقب رہے لوگوں نے وہاں ان کے اردگرد کمرہ بنا کر ان کے بارے میں کمرے کے باہر ان کے حالات لکھوا دیئے ایک مرتبہ وہاں سے ایک بادشاہ کا گزر ہوا تو اس نے ان بزرگ کے حالات جاننے کے لئے اس کمرہ کو کھولا تو کچھ مٹی ان پر گری اور وہ مراقبہ سے باہر آ گئے تو انہوں نے اپنی روٹیوں کے بارے میں دریافت کیا اور پھر انہیں بتایا کہ آپ تین سو سال تک مراقبہ میں رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میرے کمرے کو اسی طرح

Marfat.com

بند کر دو اور لیٹ کر واصل باللہ ہو گئے ان بزرگوں کا بیان فرمانے کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ ایسے بزرگ بھی ہیں کہ جو نماز فجر کے بعد چند سیکنڈ کا مراقبہ کرتے ہیں اور اس دوران حضرت آدم علیہ اسلام سینکڑوں دفعہ پیدا ہوتے ہیں اور قیامت قائم ہوتی ہے اس طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی ذات کی طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے کیونکہ بزرگوں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ اپنی ذات کا ڈاریکٹ حوالہ نہیں دیا کرتے بلکہ دوسرے بزرگوں سے منسوب کر کے اپنا حوالہ دیا کرتے ہیں۔

مناظر اسلام جناب تواب احمد صدیقی صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک منعقدہ 28-27 فروری 2005ء بیان کیا کہ اعلیٰ حضرتؒ کے ایک بہت مخلص مرید بیلی نے ان سے ذکر کیا کہ اعلیٰ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا ہماری نسبت والے لوگ (مریدین/ بیلی) تو جنت میں جائیں گے ہی جو لوگ ہم سے عقیدت رکھتے ہیں ان کو بھی ہم پیچھے نہیں چھوڑیں گے اور جو لوگ ایک مرتبہ ہمارے پاس آ گئے ان کے لئے بھی ہم سفارش ضرور کریں گے۔

جناب علی محمد نمبر دار صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت گنج کرمؒ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے آستانہ کے بیس میل شمال بیس میل جنوب بیس میل مشرق اور بیس میل مغرب میں سے عقیدت سے گزر گیا وہ جنتی ہے۔ یہ بات آپ کافی دن تک فرماتے رہے۔

سیٹھ محمد شفیع مرحوم و مغفور اعلی حضرت گنج کرم علیہ کے بڑے مخلص مریدین میں سے تھے ایک مرتبہ وہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت کیلیانوالے کے عرس پر گئے ہوئے تھے وہاں پر ایک مولوی صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا کہ جو شخص کیلیانوالے شریف کی گلیوں میں سے گزر گیا وہ جنتی ہے یہ سن کر وہ اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ مجھے تو جنت اپنے پیر سے ہی لینی ہے میں کسی اور پیر کی گلیوں میں سے گزر کر جنت نہیں لینا چاہتا اس نے آپ سے دریافت کیا کہ

Marfat.com

اپنے پڑ پلے بھی کوئی شی ہے یا ویسے ہی دعویٰ ہیں۔اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جا سیٹھا جیڑا تو نے ویکھ لے گا وہ بھی جنتی اے یعنی جو تجھے دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہے۔ یہ تو آپ کے ایک مرید کی شان ہے تو آپ کی شان تو وراء الوراء ہے۔

اعلیٰ حضرت گنج کرم فرمایا کرتے تھے کہ میرے بیلیوں/ مریدین کی شان کا قیامت کے دن پتہ لگے گا کہ لوگوں کے پیر اور میرے مرید برابر ہوں گے۔

جناب سارنگ صاحب منڈی تاندلیا والے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علاقہ کچا تھانہ میں ایک پیر صاحب تھے ایک مرتبہ ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ میں حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہوں مجھے تو ان کی سمجھ نہیں آتی میں تو ان کی بیعت چھوڑنا چاہتا ہوں (میں نے جان بوجھ کر آپ کی شان معلوم کرنے کے لئے کہا) وہ پیر صاحب فرمانے لگے پیر کو چھوڑنے یار کھنے کا پیر جانے یا مرید جانے لیکن حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ فوج محمدی ﷺ کے سپہ سالار ہیں۔ یہ جان کر میں خوش ہو گیا

پیر طریقت مفتی احمد یار شمسی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ میرے والد محترم جناب شیر محمد مرحوم و مغفور کو سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک پر اپنے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ بڑے بڑے اولیائے کرام کے لئے کرسیاں لگی ہوئی ہیں اور ان پر ہر ایک کا نام لکھا ہوا ہے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ اپنی نام زدہ کرسی پر جا کر تشریف فرما ہوئے اور مجھے اپنے آگے پیروں میں بٹھا لیا حضرت مجدد الف ثانی سٹیج پر موجود تھے کچھ دیر بعد حضور نبی کریم روف رحیم ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں جلوہ گر ہوئے آپ بہت خوش نظر آ رہے تھے اور اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی بہت خوش تھے (کیونکہ مجدد یاک رضی اللہ عنہ ان کی اولاد میں سے تھے) عرس کی تقریبات شروع ہوئیں اور اختتام پر تمام حضرات واپس چلے اور میں بھی اعلیٰ حضرتؒ کے ہمراہ واپس آ گیا یہ شان تھی اعلیٰ حضرتؒ کی کہ اپنے مریدوں کو بھی سرکار دو عالم ﷺ کی سر کی آنکھوں سے زیارت کرا دی۔

Marfat.com

مولوی عبدالروٴف صاحب فرماتے ہیں کہ کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ عورتوں سے ملنا پسند نہ فرماتے تھے لیکن عورتیں روزانہ اپنے مختلف مسائل لے کر حاضر ہوتیں اور باہر ہی بیٹھ رہتیں آپ مجھے ان مستورات کے پاس بھیج دیتے اور فرمادیتے ''انہاں دی گل سن میں جاتا اور ہر ایک سے اس کے مسائل پوچھتا بیماروں کو اعلیٰ حضرتؒ کے نسخہ جات بتادیتا۔ مقدمہ والیوں بلکہ قتل کے مقدمات بھی ہوتے میں عرض کردیتا اللہ رحم کرے گا۔ ان سے فارغ ہوکر آپ کے پاس حاضر ہوتا آپ پوچھتے تو عرض کردیتا بیماروں کو آپ کے نسخہ جات دے آیا ہوں اور مقدموں اور دیگر پریشانیوں میں مبتلا مستورات کو اللہ خیر کردے گا کہہ آیا ہوں آپ فرماتے ''اچھا بیلیا پھر کی ہویا اللہ خیر کردے گا۔ اس طرح ہر روز پچاس ساٹھ عورتیں حاضر خدمت ہوتیں اور بندہ اسی طرح ان کو روزانہ فارغ کردیتا اور ان کے کام بھی ہوجاتے کیونکہ کام ہونے کے بعد وہ عورتیں شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر ہوتیں۔ مولوی عبدالروٴف صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت صاحب کی کرامت ہی تھی کہ تمام لوگوں کے کام ہوجاتے تھے آج تو زکام والی عورت کو بھی میرے کہنے سے آرام نہیں آتا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ درویش محمد رمضان عرف رمضانی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا جس کا بیٹا کافی دن سے گم ہوگیا تھا اور دعا کے لئے عرض کیا اعلیٰ حضرت اس وقت آرام فرمارہے تھے اس شخص کو بہت جلدی تھی اور کسی ضروری کام سے جانا تھا اس نے جلدی دعا کے لئے درخواست کی۔ رمضانی نے اعلیٰ حضرت کی چارپائی کو ہاتھ لگایا اور باہر آکر اس شخص سے کہا کہ اللہ رحم کرے گا۔ کچھ دن بعد وہ شخص اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حاضر ہوا کہ دعا کروانے کے دو تین روز بعد ہی اس کا بیٹا واپس آگیا۔ یعنی آپ اگرچہ ظاہری طور پر آرام فرمارہے تھے لیکن آپ کو آنے والے بیلیوں کی تکالیف کا پوری طرح علم تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص اولیاء اللہ کی طرف جس وقت چلنے کا ارادہ کرتا ہے اسی وقت ہی اولیائے کرام کو معلوم ہوجاتا ہے کہ فلاں شخص یہ مقصد لے کر ان کے پاس آرہا ہے۔

Marfat.com

حاجی رمضان (رمضانی) حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خادم خاص ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ لنگر شریف تناول فرما رہے تھے۔آپ کا ایک پیر بھائی بابا سردار نامی بیلی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لقمہ منہ میں ڈالا اور پوچھا۔ (بابا سردار' جن کو آپ رحمتہ اللہ علیہ پیار سے بابا ساریا فرماتے تھے)۔''بابا ساریا! رب ملدا ای؟'' (بابا ساریا' خدا ملتا ہے؟) بابا سردار ادب کی وجہ سے خاموش رہا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پھر پوچھا۔''ساریا! رب مل دا ای؟'' وہ پھر خاموش رہا۔تیسری دفعہ پھر ذرا زور دے کر استفسار فرمایا کہ ''او کیوں! رب ملدا ای؟'' تو بابا سردار نے جواب دیا۔''جی حضور! ملدا اے'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔''ملدا اے تے کوئی گل وی کردا اے؟'' تو بابا سردار بولا ''جی گل وی کردا اے'' تو پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ''آپدا داء ای لائی بیٹھا ایں کدی میری مسیت دی گل وی کر دیا کر'' آپ نے مزید فرمایا۔''حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم سے ''ساڈا وی سچ چوی گھنٹے لگیا رہندا اے'' یعنی ہمیں ہر اس دائمی دید کے بارے میں حضرت محمد رضی اللہ علیہ نعہ اور دیگر اولیائے کرام کیا فرماتے ہیں وقت دائمی اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دوسرے سلسلوں کے مرادار باب طریقت بھی اس ترقی اور قریب میں شریک ہیں کیونکہ جذبہ ان کے سلوک پر بھی مقدم ہے تو اس طریقہ نقشبندیہ کی دوسرے طریقوں پر فضیلت اور زیادتی کس طرح ہوگی اور اس سلسلے کو دوسرے سلسلوں سے قرین ترین راستہ کیوں کہا گیا ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ دوسرے طریقے اس معنی کے حصول کے لیے وضع نہیں کیے گئے بلکہ ان میں سے بعض کو بر سبیل اتفاق یہ دولت ہاتھ آجاتی ہے اور یہ طریقہ وضع ہی اس دولت کے حصول کے لیے کیا گیا ہے اور ''یادداشت'' جو اس بلند سلسلہ کے اکابر کی عبارت میں واقع ہے ان دونوں جہت وجذبہ وسلوک کے پائے جانے کے بعد سامنے آتی ہے اور اسے نہایت کہنا شہود وآگاہی کے مراتب کے نہایت کے اعتبار سے ہے ورنہ مطلق نہایت کے اعتبار سے دور ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ شہود یا تو

Marfat.com

صورت کے آئینہ یا معنی کے آئینہ میں ہوگا یا صورت و معنی سے باہر ہوگا اس بے پرواہ شہود کو برقی کہتے ہیں یعنی اس شہود کا حصول بجلی کی مانند ہوتا ہے پھر پردے میں روپوش ہو جاتا ہے۔ یہی شہود اگر محض فضل ایزدی جل سلطانہ سے دوام پذیر ہو جائے اور مکمل طور پر پردوں کی تنگی سے باہر آ جائے تو اسے ''یادداشت'' سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی حضور بے غیبت ہے اس لیے کہ جب بھی شہود پردے میں ہوگا غیبت موجود ہوگی جب تک بے پردگی پیدا نہ ہو یادداشت کا نام اس پر اطلاق نہیں کر سکتے۔

یہاں ایک دقیق بات ہے جاننا چاہیے کہ ہر واصل کے باطن کے لیے رجوع نہیں ہوتا اور اس کی آگاہی دائمی ہوتی ہے لیکن اس نسبت کا اس کے بدن میں سرایت کرنا بجلی کی طرح ہوتا ہے بخلاف محبوبوں کے کہ جذبہ ان کے سلوک پر مقدم ہوتا ہے اور یہ سرایت کرنا ان میں دائمی ہوتا ہے اور ان کا بدن باطن کا حکم اختیار کر چکا ہوتا ہے اور باطن کا کام کرتا ہے جیسا کہ اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے ان کے جسم نرم ہو چکے ہوتے ہیں جس طرح ان کی روحیں نرم ہو چکی ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے ظاہر ان کے باطن کی طرح ہو چکے ہوتے ہیں اور ان کے باطن ان کے ظاہر کی طرح۔ پس لازمی طور پر غیبت کے لیے ان کی آگاہی میں گنجائش نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ نسبت تمام نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے اور اسی معنی کی وجہ سے ان حضرات نقشبندیہ کی کتابوں اور رسالوں میں یہ عبارت شائع اور عام ہے کیونکہ نسبت آگاہی سے عبارت ہے اور آگاہی کے مراتب کی نہایت یہ ہے کہ بے پردہ میسر آئے اور ہمیشہ رہے۔

اس دولت کے حصول کے لیے اس طریقے کی وضع کے اعتبار سے ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور نہ دوسرے سلسلوں کے اکابر کو بھی اگر میسر آ جائے تو ممکن بلکہ حاصل ہے۔ اکابر اولیاء اللہ کے پیشوا شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اس آگاہی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور ان کے استاد جواب میں فرماتے ہیں نہیں؟ شیخ مذکور پھر اس سوال کا تکرار فرماتے ہیں اور وہی جواب پاتے ہیں۔ تیسری مرتبہ پھر وہی سوال کرتے ہیں تو ان کے استاد جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ آگاہی دائمی ہو تو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ بات سنکر شیخ ابو سعید رقص میں آ گئے اور فرمایا کہ یہ انہیں نوادرات میں سے ہے۔

Marfat.com

اور وہ جو میں نے کہا ہے کہ مطلق نہایت وراء الوراء ہے اس کا بیان یہ ہے کہ اس آگاہی کے پائے جانے کے بعد اگر عروج واقع ہو تو حیرت کے بھنور میں پڑ جاتا ہے اور اس آگاہی کو باقی مراتب عروج کی طرح اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ یہ وہی حیرت ہے جس کا نام حیرت کبریٰ ہے جو اکابر الاکابر کے ساتھ مخصوص ہے۔

حسن تو مرا کرد چناں زیر و زبر!
کز خال و خط زلف تو ام نیست خبر

تیرے حسن نے مجھے اس طرح زیر زبر کر دیا ہے کہ تیرے حال اور خط اور زلف کی مجھے کوئی خبر نہیں رہی۔ ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں۔

عشق بالائے کفر و دیں دیدم — بر تراز شک و از یقین دیدم
کرو دین و یقین و شک ہر چار — ہمہ باعقل ہم نشین دیدم

میں نے عشق کو کفر اور دین سے بلند و بالا دیکھا اور شک و یقین سے اسے برتر فرمایا میں نے کفر و دین اور شک اور یقین ان چاروں کو عقل کا ہم نشین دیکھا۔

چوں گزشتم زعقل صد عالم — چوں بگویم کہ کفر و دیں دیدم
ہر چہ ہستند راد تواند — سد اسکندری ہمیں دیدم

جبکہ میں سو جہاں سے مصروف رہنے والے عقل سے آگے گزر چکا ہوں تو میں کیسے کہوں کہ میں نے کفر اور دین کو دیکھا ہے۔ (بلکہ مرتبہ عقل سے گزرنے کے بعد نہ کفر دکھائی دیتا ہے اور نہ دین و ایمان)۔

یہ جو کچھ بھی ہے تیرے راستے کی رکاوٹیں ہیں میں تو سد (دیوار) سکندری اسے ہی دیکھتا ہوں۔

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔

لا و ہوزاں سرائے زور بہی — باز گشتند جیب و کیسر تہی

حافظ علی محمد چشتیاں شریف سے بیان کرتے ہیں کہ 1953ء کا واقعہ ہے کہ میں حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ حضور اس وقت کوٹھی کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ میں بھی آپ کی مجلس

Marfat.com

میں بیٹھ گیا اسی اثنا میں ایک شارق (لالی) بوٹے پر بیٹھی ہوئی دیکھی تھوڑی دیر کے بعد ایک باز آیا اور لالی پر جھپٹا آناً فاناً وہ لالی مرگئی اور زمین پر گر گئی اور منہ سے خون جاری تھا۔ حضرت صاحب نے اس واقعہ کو دیکھ کر مجھے فرمایا کہ حافظ جی اس لالی کو اٹھالاؤ۔ میں اس مردہ لالی کو لے کر حاضر خدمت ہوگیا آپ نے فرمایا کہ حافظ جی لالی کو زندہ کرو۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں کس طرح زندہ کروں؟ آپ نے فرمایا اس لالی کو بٹھاؤ میں نے لالی کو ہاتھ میں پکڑ کر زمین پر بیٹھا کر ہاتھ میں پکڑے رکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی اس کو زندہ کرو۔ میں نے عرض کی کہ کس طرح زندہ کروں؟ آپ حکم کریں۔ فرمانے لگے کہ اسے کہو کہ ''جا مائی اڈ جا' چلی جا'' میں نے یہ الفاظ دہرائے لیکن لالی زندہ نہ ہوئی۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ اس لالی کو زندہ کرو اور ذرا جلالت میں اس کو کہو۔ ''جا مائی اڈ جا'' اب میں نے ذرا جلال میں یہ الفاظ کہے تو وہ لالی زندہ ہوئی اور میرے ہاتھ سے نکل کر اڑ گئی۔

یہ واقعہ محمد حنیف صاحب جو کہ لنگر شریف کی خدمت پر مامور تھا اس نے بشیر احمد راجپوت کو سنایا تو وہ اس واقعہ کی تصدیق کے لیے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب وہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے از خود اس سے فرمایا کہ مردہ زندہ کرنا کوئی کرامات نہیں۔ کرامت یہ ہے کہ لوگوں کے مردہ دلوں کو زندہ کر کے شریعت کی طرف گامزن کیا جائے بہر حال زندہ کرنے کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یَااِیُھَالِذَیُنَ امنوا اُستَجِیبُوا للہ وَرَسُوُلَہِ اِذَا دَعَاکُمُ لَمِا یُحیکُمُ.

اے ایمان والو جب اللہ اور اس کا رسول تمہیں بلائے تو فوراً ان کے پاس آؤ تاکہ تمہیں زندگی بخشیں۔ مزید جسمانی زندگی کا ثبوت قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے بھی ملتا ہے۔

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوب نمبر 92 دفتر دوم حصہ دوم میں اس بات کی تصدیق کی ہے۔

یقین ہے کہ ولی کو اس دعوت کے لیے جو کہ ظاہر شریعت اور باطن شریعت سے تعلق رکھتی ہے کرامات کی کیا ضرورت ہے پیری اور مریدی اسی دعوت سے عبارت ہے جو کہ کرامت

Marfat.com

سے کوئی کام نہیں رکھتی اور خوارق سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ مرید رشید اور مستعد طالب ہر وقت سلوک طریق میں پیر کی کرامات وخوارق کا احساس کرتا ہے اور غیبی معاملہ میں ہر وقت اس سے مدد چاہتا ہے اور مدد پاتا ہے اور دوسروں کے لیے ظہور وخوارق کی ضرورت نہیں ہے لیکن مریدوں کے لیے کرامت در کرامت اور خوارق در خوارق ہے مرید اپنے پیر کی کرامات کا احساس کیوں نہ کرے کہ پیر نے اس کے مردہ دل کو زندہ کر دیا ہے اور مشاہدہ اور کشف تک پہنچا دیا ہے۔ عوام کے نزدیک تو جسم کو زندہ کرنا عظیم الشان ہے اور خواص کے نزدیک روحانی اور قلبی طور پر زندہ کرنا بڑی بلند مرتبہ دلیل ہے خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنے رسالہ قدسیہ میں لکھتے ہیں کہ جسم کا زندہ کرنا چوں کہ اکثر آدمیوں کے نزدیک معتبر ہے اللہ والوں نے اس طرح زندہ کرنے سے منہ موڑا اور روحانی طور پر زندہ کرنے میں مشغول ہونے اور طالب کے مردہ دل کو زندہ کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔

اور صحیح بات تو یہ ہے کہ جسم کو زندہ کرنا دل کو زندہ کرنے کی نسبت بالکل بے کار چیز ہے اور اس پر نگاہ ڈالنا بھی عبث ہے کیونکہ جسم چند روزہ زندگی کا سبب ہے اور قلبی زندگی حیات دائمی کا وسیلہ ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت اللہ والوں کا وجود بذات خود کرامات میں سے ایک کرامت ہے اور ان کا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے یہ لوگ زمین والوں کے لیے امان ہیں اور زمانے کے لیے غنیمت ہیں بِهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ (انہیں کے ذریعہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے اور انہیں کے سبب سے بارشیں ہوتی ہیں) انہی کی شان میں ہے ان کی گفتگو دوا ہے اور ان کی نظر شفا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم جلیس ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا اور نہ ان سے دوستی رکھنے والا نامراد ہوتا ہے۔ وہ علامت جس سے حق والے باطل والوں سے جدا ہوتے ہیں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو اور اسکی مجلس میں دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان اور توجہ ہو اور ماسوئی سے دل سرد ہو جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ آدمی حق والا ہے اور علی اختلاف اولیاء اللہ میں سے ہے اور یہ علامت بھی نسبت والوں کے لحاظ سے ہے اور بے نسبت پوری طرح محروم ہیں:

ہر کہ ادرونے بہ بہود نہ داشت
دیدن روئے نبی سود نہ داشت

Marfat.com

جس کی توجہ بہبود کی طرف نہ ہواس کو نبی کا منہ دیکھنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

بابو محمد یونس کراچی والے بیان کرتے ہیں کہ میری ڈیوٹی ڈاک خانہ پر لگی ہوئی تھی ایک دفعہ ایک بیلی کا خط آیا کہ ''حضور میں آپ کی بیعت کر کے آیا ہوں لیکن چونکہ آپ نے ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہیں کی اس لیے لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تم ابھی مرید نہیں ہوئے ہو۔ لہٰذا اب آپ مجھے اجازت دیں کہ دوبارہ آپ کی خدمت میں ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کے لیے کب حاضر ہو جاؤں۔'' میں یہ خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ چارپائی پر لیٹے آرام فرما رہے تھے میں نے نفس مضمون خدمت اقدس میں عرض کیا تو قبلہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا جواب لکھ دو۔ ''ہم بیلی کا دل ہاتھ میں پکڑتے ہیں صرف ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے۔ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنے کا طریقہ ہمارے بزرگوں کا نہیں لہٰذا ہم ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہیں کرتے۔'' ارشاد سن کر میں لوٹنے لگا تو آپ نے دریافت فرمایا۔ ''کیا جواب لکھو گے۔'' میں نے آپ کا ارشاد دہرایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''اس کو لکھ دو کہ اگر مجھے کوئی خط کے ذریعہ بھی بیعت کرنے کے لیے لکھتا ہے تو میں اس کو بھی بیعت کر لیتا ہوں۔'' یہ جواب سن کر میں پھر واپس ہونے لگا تو آپ فوراً جلال میں آ گئے اور چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا۔ ''اس کو لکھ دو کہ میں پیغام کے ذریعہ بھی بیعت کر لیتا ہوں۔ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنے کے کیا معنی۔'' یہ جواب سن کر میں ایک مرتبہ پھر لوٹنے لگا تو آپ نے فرمایا کیا جواب لکھو گے میں نے درج بالا آپ کے تمام ارشادات دہرا دیئے۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ آپ چارپائی سے اب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور چہرا نور کا رنگ سرخ ہو گیا اور جلال میں فرمایا اس کو لکھ دو کہ اگر کوئی بیلی اپنے گھر میں بیٹھ کر یہ خیال کرے کہ میں کرمانوالے پیر کا بیعت ہونا چاہتا ہوں تو میں اس کو گھر میں ہی بیعت کر لیتا ہوں۔ یہ علو شان تھی آپ کی۔

اعلیٰ حضرت حضور گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ سرکار کی شان کے تو کیا کہنے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک کی بہت عظیم شان ہے کیونکہ جو نور رب کریم نے اپنے ولی کو عطا کیا ہوتا ہے وہ اس نور کو جسے چاہے عطا کر دے۔ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا نور بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ اسی لیے مولانا امام احمد رضا

Marfat.com

خاں بریلوی کیا خوب فرماتے ہیں کہ۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

میں بھی اگلی صف میں شریک تھا۔ پھر اعلان کیا گیا کہ جن آدمیوں کی ڈیوٹی لگی ہے صرف وہ ہی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جنازہ کو کندھا دیں۔ میں مغموم ہو کر سڑک پر کھڑا تھا اور دل میں بڑی حسرت تھی کہ کاش مجھے بھی کندھا دینا نصیب ہو جاتا۔ اتنے میں جنازہ میرے سامنے سے گزرا اور ایک بانس میں مجھے بھی تھوڑی سی جگہ مل گئی اور میں نے بھی اپنا دایاں کندھا دے دیا۔ پھر حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا تابوت جہاں اب آپ رحمتہ اللہ علیہ آرام فرما رہے ہیں' رکھ کر مٹی ڈالنا شروع کر دی اور چاروں طرف سے صندوق ایک ایک فٹ خالی رہ گیا کہ حضرت صاحب کا ایک خاص مرید جو کہ انگلینڈ سے وصال کی خبر سن کر ہوائی جہاز پر سپیشل سیٹ بک کروا کر پہنچا تھا اور ٹیکسی لے کر سیدھا آیا تھا' اپنا تعارف کروانے کے بعد اس نے اصرار کیا کہ اسے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کروائی جائے۔ بابا جی سرکار اور مریدین نے روکا کہ تم آ گئے ہو اور تمہاری حاضری اب لگ گئی ہے۔ آخر وہ کہنے لگا کہ یا تو مجھے زیارت کروائی جائے یا مجھے بھی یہیں دفن کر دیا جائے۔ آخر کار وہ مستری جس نے تابوت بنایا تھا۔ اسے کہا گیا کہ وہ ایک تختہ اکھاڑ کر زیارت کروا دے۔ اس نے جب ایک تختہ اکھاڑ کر اس بیلی کو حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کروائی تو اس کی حالت غیر ہو گئی اور جسم پر رعشہ طاری ہو گیا اور وہ بار بار بلند آواز میں کہنے لگا کہ ''خدا کی قسم! حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ زندہ ہیں اور آپ حسب معمول درود پاک پڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ آپ کے لب مبارک بھی حرکت کر رہے ہیں۔ اس کو بہت زیادہ منع کیا گیا کہ یہ ایک راز ہے اور اسے ظاہر نہیں کرتے مگر وہ یہی پکارتا رہا کہ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ زندہ ہیں۔ آخر کار جب اس کو ایک مشہور ڈاکٹر دلاور حسین چونا منڈی والے کے پاس لے کر گئے تو اسے ایک خالی کمرے میں بیٹھا دیا گیا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں ابھی ایک مریض دیکھ کر اس کا مکمل چیک اپ کرتا ہوں۔ لیکن ڈاکٹر کے آنے سے پہلے ہی وہ ٹھیک ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب سب مجھے یہاں اکیلا

Marfat.com

چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کو بلانے کے لیے چلے گئے تھے تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور آپ نے مجھے فرمایا کہ تمہارا علاج یہ ڈاکٹر نہیں کر سکتے تم اب ٹھیک ہو جاؤ گے لیکن کسی کا راز ظاہر کرنا بھی اچھی بات نہیں ہے۔ اور وہ گھر جانے سے پہلے ہی ٹھیک ہو گیا اور اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گیا اور پہلے سے بھی اچھا کام کرنے لگ گیا۔ یہ شان ہے میرے پیر حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی۔

پیر احمد علی لاہور سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کی ملاقات ڈاکٹر محمد بخش نسیم سابق ڈین شرقی علوم پشاور یونیورسٹی سے ہوئی جو آج کل مدینہ شریف میں رہتے ہیں اور نماز پنجگانہ اور نماز تہجد مسجد نبوی میں ادا کرتے ہیں وہ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے جب دوران ملاقات اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر آیا تو یوں گویا ہوئے کہ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ بہت علوشان کے مالک ہیں کیونکہ حضور نبی کریم رؤف رحیم تمام اہم مقدمات تصفیہ کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو تفویض کرتے ہیں۔

جناب سارنگ صاحب منڈی تاندلیاں والے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک چبوترہ بنوایا اور اس کے چار دروازے رکھے اور چبوترے کو گملوں سے سجایا۔ رات کو ہلکی ہلکی بارش پڑی۔ ہم تمام بیلی لنگر والے کمرے میں ہی سو گئے۔ اچانک اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور دھکے مارنے لگے تو چند بیلی وہاں سے دوڑ گئے۔ صرف بارہ بیلی رہ گئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں نہ جانے دیا آپ نے فرمایا کہ جوڑا جوڑا ہو جاؤ کہ ہم جوڑے جوڑے ہو کہ حج کریں گے۔ آپ کا جوڑے کا ساتھی رفیق مستری ساکن حجرہ شاہ مقیم تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر موجود بارہ بیلیوں نے اس چبوترے کے اردگرد سات چکر لگائے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم حج کر رہے ہیں۔ سارنگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خوشی میں آ کر نعرہ لگانا چاہا تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے روک دیا اور فرمایا حج کے دوران نعرہ نہیں لگایا کرتے۔

دوسری صبح آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے چبوترے کو خوب سجایا گھر سے گھاگراں اور سلور کے لوٹے منگا کر اس چبوترے کو سجایا اور اپنی آرام گاہ سے لیکر تندوروں والی جگہ تک سڑک بنوائی اور خوب سجا دی اور فرمایا کہ دیکھو یہ سڑک سیدھی مدینہ شریف جا رہی ہے جو

Marfat.com

صاحب حال تھے۔انہوں نے وہیں سے مدینہ شریف اور روضہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرلی۔

اس سے پہلے آپ نے تمام موجود بیلیوں کی پڑتال کی اور جنہوں نے نماز فجر کے بعد مسجد میں درود شریف نہیں پڑھی تھی انہیں باہر نکال دیا اور درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔دراصل آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نااہل لوگوں کو باہر نکال دیا تھا۔

بشیر احمد راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کے لیے جارہا تھا۔میرے ساتھ ایک پیر بھائی نے بیان کیا بعض اولیائے کرام اس شان کے مالک ہوتے ہیں کہ خانہ کعبہ خود ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوتا ہے اور یہ کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی شان کے مالک ہیں لیکن میں یہ ماننے کے لیے تیار نہ تھا۔جب میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اس جگہ کی طرف جہاں آپ تشریف فرما تھے۔اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''راجپوتا'' (آپ پیار سے بشیر راجپوت کو راجپوتا فرمایا کرتے تھے) مطاف میں طواف کرلے۔''مطاف خانہ کعبہ کے باہر کی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پر لوگ طواف کرتے ہیں۔اس طرح آپ نے اپنی شان کا اظہار فرمایا کہ بعض اولیائے کرام کے پاس تو خانہ کعبہ کبھی کبھار آتا ہے لیکن آپ پر ہر وقت حقیقت کعبہ طاری رہتی ہے۔

یہ کوئی خلاف شرع بات نہیں کہ خانہ کعبہ کسی کی زیارت کے لیے آجائے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں رقم طراز ہیں کہ مجھے زیارت حرمین شریف کا بہت اشتیاق تھا لیکن جب بھی اس کے لیے استخارہ کیا تو اجازت نہ ملی جس کی وجہ سے میں اکثر پریشان رہتا تھا اور اپنے سر کی آنکھوں سے خانہ کعبہ دیکھنا چاہتا تھا چنانچہ ایک دن میں نماز پڑھ کر بیٹھا ہوا تھا تو یکا یک اپنے سامنے خانہ کعبہ کو موجود پایا اور میں نے سر کی آنکھوں سے خانہ کعبہ کی زیارت کرلی۔

بشیر راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ عرس باوا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دوران عیدگاہ پاک پتن میں تشریف فرما تھے تو انور قریشی صاحب ممبر پاور واپڈا سہروردی صاحب چیئرمین ریلوے کو لیکر حاضر ہوئے۔انور قریشی صاحب

Marfat.com

نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ سہروردی صاحب کو کوئی بات سنائیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانہ کے چار محافظ ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ دوسرے باوا صاحب گنج شکر پاک پتن شریف والے تیسرے بزرگ کا نام راجپوت صاحب بھول گئے لیکن راقم کا خیال ہے کہ وہ حضرت خواجہ سعید رحمتہ اللہ علیہ جگر گوشۂ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ہیں کیونکہ ان کا لقب خازن رحمت مشہور ہے۔ چوتھے بزرگ کا نام آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نہیں لیا کیونکہ بزرگان دین اپنی شہرت کو پسند نہیں کرتے اور صاف الفاظ میں کسی کرامت / بزرگی کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ اشاروں کنایوں میں ہی اپنی بات کرتے ہیں تو یہ بہت بڑی سعادت ہے اور اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کی علوشان کا مظہر ہے کہ آپ رحمتہ اللہ دنیا کے چار بزرگ ترین اشخاص میں سے ایک ہیں۔

بشیر راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں کہ باوا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ کے عرس کے دوران آپ رحمتہ اللہ عیدگاہ پاکپتن شریف میں قیام پذیر تھے ایک دن آپ رحمتہ اللہ علیہ فجر کی سنتیں پڑھ کر اپنے اوراد و ظائف میں مشغول تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر آپ کے مناقب بیان کرنے شروع کر دیئے اور کہا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اول ہیں۔ آپ نے فوراً اس کی تردید کی اور فرمایا کہ میں خلیفہ اول نہیں ہوں اس کے بعد اس نے کہا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اکبر ہیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ خاموش رہے اور اس کی تردید نہیں کی۔ دراصل اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اول حاجی عبدالرحمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تردید فرمائی جبکہ خلیفہ اکبر ہونے میں کوئی شک ہی نہیں کیونکہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی والدہ ماجدہ کا جنازہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھوایا اور خود آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور بیماری کے دوران سفر کشمیر میں بھی نورالحسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اذان دیا کرتے تھے اور امامت حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ جیسے کہ آخری ایام میں حضور نبی اکرم ﷺ نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ ہی آپ کے خلیفہ اکبر اور اصل جانشین تھے۔

Marfat.com

ایک دن جمعہ کی نماز کے وقت بہت سے لوگ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ ''حضرت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مخالفت بہت ہے کوئی ہتھیار ساتھ رکھا کریں۔'' حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میری تسبیح کا ایک ایک دانہ پستول کی حیثیت رکھتا ہے' تم پستول کیلئے کہتے ہو۔ میری تسبیح کا دانہ جس طرف الٹ گیا دنیا الٹ جائے گی۔'' چنانچہ باوجود مخالفت کے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ مخالفین کے شر سے محفوظ رہے۔

یہی بشیر راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک کتاب سے اس حدیث مبارک کی تشریح فرما رہے تھے۔ مَنْ رَآنِی فقد رءَ الْحَق ۔اس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان لعین میری شکل میں نہیں آ سکتا لیکن بعض اولیائے کرام اس کا یہ مطلب بھی لیتے ہیں کہ جس شخص نے حضور پاک ﷺ کو دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا یعنی آپ ﷺ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز تھے۔اس لیے جس نے آپ کی زیارت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ یہ بات سن کر بشیر راجپوت کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی فنا فی اللہ و بقا باللہ کے مقام پر فائز ہیں اس لیے جس نے آپ کی زیارت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی وہ بیان کرتا ہے کہ میرے ذہن میں اس خیال کا آنا تھا کہ آپ نے کتاب بند کر دی اور عینک اتار دی اور میری طرف متوجہ ہو کر زور سے فرمایا ''حق'' یعنی تیرا خیال حق اور درست ہے اور میں بھی فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز ہوں۔

اعلیٰ حضرت گنج کرم حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ وہ واحد شخصیت تھے کہ آپ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی لوگوں کو مرید فرمانے لگے تھے بلکہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ خود لوگوں کو آپ کی طرف بھیج دیا کرتے تھے اور لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ کرمانوالے شاہ صاحب کو داڑھی رکھوانے اور حقہ چھڑانے کا طریقہ اچھی طرح آتا ہے۔

حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ کو خط لکھا میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں تو حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ ''آپ کے آنے سے یہاں رحمت کا مینہ برسے گا۔''

دراصل جو تمام اولیائے کرام کا سردار ہوتا ہے اس نے ہر مخلوق کو فیض رسانی کرنی ہوتی ہے اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ جنات کو بھی بیعت فرماتے تھے اور یہ آپ کی علوشان ہی تھی کہ آپ تمام مخلوقات کے پیر تھے۔ مندرجہ ذیل واقعات سے جنات کی آپ کے دربار میں حاضری کا معلوم ہوتا ہے۔

محترم میر منظور فرماتے ہیں کہ سردیوں کا موسم تھا اور رات کے ساڑھے نو بجے کا وقت۔ ہم کرمانوالے شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر تھے۔ حضور رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے دلان میں محفل جمی تھی، بیس پچیس اصحاب موجود تھے۔ سردی کے باعث دلان کے دروازے بند کرر کھے تھے۔ چھت پر ایک بڑا سا لیمپ لٹک رہا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ اس لیمپ کی روشنی موجودہ زمانے کی برقی قمقموں سے بھی بہتر تھی۔ اتنے میں آہٹ ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص کمرے میں داخل ہوا ہے۔ پھر ساتھ ہی حاضرین مجلس نے ایک آواز سنی۔ ''السلام علیکم۔''

اور حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے باقاعدہ جواب دیا۔

مگر دروازہ بدستور بند تھا۔ کچھ توقف کے بعد پھر کوئی آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اسی طرح کوئی چھ ساتھ اشخاص آئے اور سلام کر کے اِدھر اُدھر بیٹھ گئے اور قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ہر ایک کے سلام کا جواب دیا۔ بظاہر ہم وہی بیس پچیس آدمی موجود تھے۔

میں نے دل میں سوچا یہ کوئی ہوائی مخلوق ہوگی، جو نظر نہیں آئی۔ میرا خیال قبلہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر منکشف ہوا تو فرمانے لگے۔

''بابا جی! یہ جنات ہیں۔ آپ دیکھیں گے؟''

میں نے جواب دیا۔ ''نہیں حضور رحمتہ اللہ علیہ دکھانے کا تکلف نہ فرمائیں۔''

میرے اس جواب پر ان نو واردوں کے ہنسنے کی آواز آئی۔ پھر مجلس پر سناٹا چھا گیا اور حاضرین میں سے کچھ لوگ سہم گئے جہاں تک اس خاکسار کی ذات کا تعلق ہے۔

Marfat.com

میں نے دیکھنے سے انکار کیا تھا۔ مجھے علم تھا کہ میرے مرشد نے جو فرمایا ہے سولہ آنے درست ہے، مجھے تصدیق کی ضرورت نہیں تھی۔

اسی طرح کا ایک واقعہ انوار اللہ مفتی نسبت روڈ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد صاحب اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے تو ایسا محسوس ہوا کہ کوئی کمرے کے اندر آیا ہے اس نے سلام کیا اعلیٰ حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ اس طرح کافی لوگ کمرے کے اندر آتے ہوئے محسوس ہوئے اور ایسا محسوس ہوا جیسا کہ کمرہ لوگوں سے بھر گیا۔ ان کے سلام کی آواز بھی سنائی دی لیکن دکھائی نہ دیئے تو ہم لوگ بہت حیران ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ یہ جنات ہیں اور میرے مرید/ بیلی ہیں۔

بابا خیر دین رحمتہ اللہ علیہ سکھے چکوی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کنج کرم کا فیض وکرم محض انسانوں تک محدود نہ تھا بلکہ دوسری مخلوقات بھی فیض یاب ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ چند اصحاب حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹھک میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے محو گفتگو تھے اور کسی کو اندر جانے اجازت نہ تھی، ہم کچھ بیلی بیٹھک کے باہر کھڑے انتظار میں تھے کہ کب اندر والے لوگ باہر نکلیں تو ہم اندر حاضر دیں۔ چند لمحوں میں دروازہ کھلا اور پانچ یا چھ لوگ باہر نکلے اور بڑے دروازے سے باہر چلے گئے مجھے وہ لوگ کچھ مختلف لگے۔ قد میں انسانوں سے لمبے تھے صورتیں ذرا مختلف تھیں۔ میں پیچھے چل پڑا کہ یہ کون لوگ ہیں اور کہاں سے آئے ہیں کچھ فاصلہ تک میں ان کے پیچھے چلا اور پھر وہ لوگ یک دم غائب ہو گئے۔ میں بہت حیران تھا اور ایک پڑھے لکھے بیلی سے اس حیران کن واقعہ کا ذکر کر دیا تو جواب ملا کہ وہ لوگ تو جن تھے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے کچھ علوم حاصل کرنے آئے تھے اور بہت سے جن بھی حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔

جناب بشیر احمد خان راجپوت صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چشتیاں شریف عرس کے موقع پر وہاں پر ایک ڈاک بنگلہ میں مقیم تھے آپ آرام فرما رہے تھے تو میں آپ کو دبانے لگا آپ نے فرمایا ''میرا سارا جسا ٹھہر یا پیارے''

Marfat.com

یعنی میرا سارا جسم ٹھنڈا ہوا ہے'' یہ سن کر بشیر راجپوت صاحب نے اعلیٰ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میں نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اکی کتاب پڑھی ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے ''رکھوکھاں اولیائے کرام میں سے چند کو ''لا الہ'' کا استغراق نصیب ہوتا ہے پھر ان رکھوکھاں اولیائے کرام میں سے چند کو ''الا اللہ'' کا استغراق نصیب ہوتا ہے ان کا جسم گرم رہتا ہے پھر ان رکھوکھا اولیائے کرام میں سے چند کو ''محمد الرسول اللہ'' کا استغراق نصیب ہوتا ہے ان کے جسم سرد ہوتے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے یہ بات دہرانے کے لئے فرمایا تو میں نے اس بات کو دہرا دیا اتنے میں مولوی محمد اکرام مرحوم ومغفور مولف کتاب معدکرم وہاں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب دیکھو یہ نکو (حضرت صاحب بشیر راجپوت کونکو فرمایا کرتے تھے) کیا کہہ رہا ہے۔تو اس طرح راجپوت صاحب نے ایک ہی مجلس میں تیسری مرتبہ مندرجہ بالا واقعہ سنایا دراصل یہ واقعہ آپ کی شان ارفی واعلیٰ کی طرف ہی نشاندہی کررہا تھا اسی لئے آپ نے یہ واقعہ تیسری مرتبہ سنا۔

پیر شوکت علی صاحب کرمانوالے ٹریکٹر لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سکھ ان کی دوکان پر آیا اور حضرت کرمانوالہ شریف کا پتہ معلوم کرنے لگا۔میں نے اس سے پتہ معلوم کرنے کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگا کہ میں کرموالہ شریف ضلع فیروزپور انڈیا سے آیا ہوں وہاں پر اعلیٰ حضرت جس مکان میں رہتے تھے اس مکان میں جا کر ہم جو بھی دعا کرتے ہیں فوراً قبول ہوتی ہے اور اسی لئے میں آپ کے مزار پر حاضری دینا چاہتا ہوں تو یہ علوشان ہے اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آپ کے مکان کے توسط سے ہی اللہ تعالیٰ لوگوں کی دعائیں مستجاب کررہا ہے

جناب بشیر دھوبالاہور والے بیان فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی حضرت داتا گنج بخش تشریف لے جاتے تو جیسے ہی آپ پہلی سیڑھی پر قدم رکھا کرتے تو حضرت داتا گنجبخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر موجود تمام حضرات آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہو جاتے حالانکہ کچھ لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہوتے کچھ دیگر اوراد و وظائف میں لگے ہوتے لیکن سب ہر کام چھوڑ کر آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہو جاتے ایسا معلوم ہوتا کہ

Marfat.com

داتا حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بھی آپ کے استقبال کے لئے موجود ہیں کیونکہ تمام حضرات بغیر کسی اعلان کے یکدم باہر تشریف لے آتے تھے۔ یہ شان ہے اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

حکیم علی اکبر صاحب گجرات والے بیان کرتے ہیں کہ بیعت ہونے کے بعد ایک رات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے خواب میں ارشاد فرمایا کہ یہاں کراچی میں میرا ایک دوست غلام رسول رہتا ہے تم اس کی صحبت اختیار کرو آپ نے اس کی جگہ کی بھی نشاندہی کر دی چنانچہ انہیں میں تلاش کرتا ہوا عصر کے وقت ان کے پاس پہنچ گیا وہ اس وقت اپنے مریدین کو اولیائے کرام حالات زندگی بتا رہے تھے میں آپ کے پیچھے جا کر بیٹھ گیا چنانچہ پہلے انہوں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بیان کیا اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات زندگی بیان کرنے لگے۔ ان کے ایک مرید نے سوال کیا کہ کیا اس شان کے بزرگ آج بھی موجود ہیں انہوں نے فرمایا کہ اس طرح کے بزرگ ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں کیونکہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح جب ایک روحانی بادشاہ وصال فرماتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا بادشاہ آجاتا ہے اس مرید نے دوسرا سوال کیا کہ آج کل اس شان کے بزرگ کون ہیں انہوں نے بغیر میری طرف منہ کئے اپنی انگلی پچھلی طرف کرتے ہوئے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس بزرگ کے ایک غلام میرے پیچھے تشریف فرما ہیں ان کی انگلی کا اشارہ کرنا تھا کہ مجھ پر عجیب قسم کی حالت ہوگئی میرا سر زمین سے لگا اور بے خودی سی طاری ہوگئی۔ ان کے مرید مجھے سنبھالنے کے لئے دوڑے تو انہوں نے منع فرمایا کہ اس کے سنبھالنے والے اس کے ساتھ ہی ہیں۔ اس کے بعد کسی نے سوال کیا کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ضلع ساہیوال میں رہتے ہیں جس کا دل چاہے ان کی زیارت کر لے پھر کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ ان کے پاس گئے ہیں یا وہ آپ کے پاس آئے انہوں نے فرمایا کہ نہ میں ان کے پاس گیا ہوں اور نہ وہ میرے پاس آئے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کی روحانیت سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت کے مناقب بیان فرمانے لگے۔ تو یہ شان تھی اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

Marfat.com

نواں باب

کرامات

کرامات بعد از وصال

حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

کرامات

قتل کے ملزموں کا بری ہونا

اولیائے کرام میں جو تمام ولیوں کا سردار قطب الاقطاب قطب مدار ہوتا ہے قتل کے مقدمات اس کے سپرد کئے جاتے ہیں اور چونکہ آپ اپنے وقت کے تمام اولیائے کرام کے سردار ہیں تو حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس اکثر قتل کے مقدمات آتے تھے جن کا آپ خود فیصلہ فرماتے اور جو شخص سچ سچ تمام حقیقت بیان کر دیتا اور آئندہ کے لیے توبہ کر لیتا تو آپ اسے مقدمہ قتل میں بری فرما دیتے ذیل میں چند ایک ایسے واقعات درج ہیں:۔

☆:۔ ماسٹر خوشی محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن وہ کرمونوالہ شریف میں نمازِ عشاء کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم دیا کہ دیوار سے لگی ہوئی گھڑی دیکھ کر وقت بتاؤ۔ انہوں نے بتایا تو آپ نے فرمایا ''وقت درست کرنا ہے۔ تم سوئی چلاتے جاؤ جب گیارہ بجے پر سوئی آ جائے تو تم ٹھہر جانا اور مجھے بتا دینا۔ چنانچہ وہ سوئی گھماتے رہے اور گھنٹیاں بجتی رہیں، جب گھڑی پر گیارہ بجنے میں پانچ منٹ رہ گئے تو حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''تم بیٹھ جاؤ'' وہ بیٹھ گئے۔ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھے اور گھڑی کے پاس جاتے ہی جلدی سے گھڑی کی سوئی گیارہ بجے سے دس منٹ آگے کر دی اور فرمایا ''اب وقت درست ہو گیا ہے'' اس کے بعد آپ نے ان کو فرمایا کہ جاؤ، اب سو جاؤ۔ ماسٹر صاحب خیال کرتے رہے کہ یہ کیا حکمت ہے۔ سارا وقت میں نے درست کیا۔ صرف پندرہ منٹ آپ نے اپنے دست مبارک سے آگے کیے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

چند دنوں کے بعد ایک بوڑھا دیہاتی اپنے دو نوجوان بیٹوں کے ہمراہ حاضر ہوا۔ نوجوانوں کے سروں پر سرخ رنگ کی پگڑیاں تھیں۔ سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا (کیوں بئی کنویں گل ہوئی) یعنی مجھے بتاؤ کہ کس طرح سب بات ہوئی۔ نوجوان نے عرض کیا ''حضور مجھے پھانسی کے تختے پر لے گئے تھے اور ایک افسر کی نظر گھڑی

Marfat.com

پر تھی۔ حکم یہ تھا کہ اس کو پورے گیارہ بجے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ وہ وقت بتاتا رہا۔ جب گیارہ بجنے کے بالکل قریب ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے سوئی گیارہ بجے کی بجائے گیارہ بج کر دس منٹ پر کر دی۔ وقت پھانسی کا گزر چکا تھا اس لیے مجھے پھانسی کے تختہ سے اتار دیا گیا۔ افسر نے کہا کہ پھانسی کا وقت گزر گیا ہے، وہ لڑکا بات بھی کر رہا تھا اور آپ کی جانب بھی غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظر آپ کے دست مبارک پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی وقت بول اٹھا ''بس یہی ہاتھ مبارک تھا۔ جس نے گھڑی کی سوئی دس منٹ آگے کی تھی۔ میں نے پہچان لیا ہے'' حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ کوئی اور ہاتھ ہو گا اور ان کو کہا کہ کسی اور سے یہ بات نہ کرنا۔ ماسٹر خوشی محمد کو رات کے وقت گھڑی کا وقت درست کرنے کی حکمت کا پھر علم ہوا۔

☆:۔ گورنمنٹ کمرشل کالج سیالکوٹ کے ایک لیکچرار صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھائی قتل کے مقدمہ میں ملوث ہو گیا، بے انتہا کوشش کی گئی۔ بہترین قانونی امداد کے باوجود سیشن جج نے پھانسی کی سزا سنا دی۔ اپیل کرنے پر ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں بھی پھانسی کی سزا بحال رہی۔ اب باقی صرف ایک ہی صورت رہ گئی تھی یعنی سربراہ مملکت کے پاس رحم کی اپیل، چنانچہ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق صدر مملکت کے پاس رحم کی اپیل کی گئی مگر یہاں بھی ناکامی مقدر میں تھی اور اپیل مسترد ہو گئی۔

آخر الامر ان کے والد صاحب نے دنیاوی تگ و دو سے مایوس ہو کر روحانی امداد کی طرف رجوع کیا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا پیش کی کیونکہ یہی آخری سہارا نظر آیا۔ واقعات سن کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا اور پھر ارشاد کیا، اللہ خیر کرے گا اور کوئی بہتری کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

مرد کامل کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ کچھ دنوں بعد حکومت نے جشن انقلاب منانے کا فیصلہ کر اور اس جشن کی خوشی میں صدر پاکستان نے پھانسی کی سزا پانے والوں کی سزائیں یا تو بالکل معاف کر دیں یا انہیں عمر قید میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ ان کے بھائی کی سزا بھی عمر قید میں تبدیل ہو گئی۔ یقیناً یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کا نتیجہ تھا بعد میں وہ وقت بھی آیا، جب بالکل خیر ہو گئی اور ان کے بھائی کو جیل سے رہائی بھی مل گئی۔

Marfat.com

☆:۔ایک صاحب قصور سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس کا لڑکا اور ایک اور نوجوان قتل کے مقدمہ میں ماخوذ تھے۔چند دنوں کے بعد سیشن جج فیصلہ کرنے والا تھا۔دیہاتی صاف گو آدمی تھا۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب دریافت فرمایا کہ بابا کیسے آئے ہو تو دیہاتی نے عرض کیا کہ حضور! میرے بیٹے اور اس کے ایک ساتھی نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ نوجوانوں نے سخت غلطی کی ہے ان کو معافی دی جائے۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا کہ ''آخر قتل کی وجہ کیا تھی۔بوڑھے دیہاتی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا، حضور پرانی رنجش تھی اور بس وہ بدقسمتی سے ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے طیش میں آ کر اسے مار ڈالا۔اس دیہاتی کی صاف گوئی سے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا'' جاؤ بابا، تمہارا لڑکا بَری ہو جائے گا لیکن کسی کو قتل نہیں کرنا چاہیے یہ بہت بڑا گناہ ہے'' دیہاتی بولا، حضور بے شک وہ آیندہ ایسا قصور نہیں کریں گے۔دیہاتی نے پھر عرض کیا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ پر تو کرم فرمایا کہ میرے لڑکے کو بَری کر دیا لیکن میرے لڑکے کے دوست کے والدین کیا کہیں گے کہ یہ اپنے لڑکے کو تو چھڑا لایا اور ہمارا لڑکا پھنسا رہا۔

آپ مسکرائے اور فرمایا' جاؤ بابا دونوں بَری ہو جائیں گے لیکن توبہ کریں'' آٹھ دس دن کے بعد وہی بوڑھا دونوں جوانوں کو ساتھ لے کر پھر حاضر خدمت ہوا۔وہ مقدمہ سے بَری ہو چکے تھے اور اظہارِ عقیدت کے لیے آئے تھے۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا'' جاؤ پھر کبھی ایسا برا کام نہ کرنا''

آپ کی گفتگو بہت امید افزا ہوتی تھی۔زیادہ تر خوش خبری ہی سناتے۔لوگ بڑے بڑے جرائم لے کر آتے اور آپ سے توبہ' بخشش' مغفرت اور رحمت کے خزانے لے کر واپس جاتے۔قسام ازل نے شاید اسی لیے آپ کا نام لوح محفوظ میں حضرت کرماں والا لکھا تھا۔

فیروز پور میں ایک بہت بڑا ڈاکو تھا جس کا نام جلال دین تھا۔وہ ہندو مہاجنوں کو لوٹا کرتا تھا۔اس نے بہت سوں کو قتل بھی کیا تھا۔پولیس اس کا پیچھا کرتی لیکن وہ ہر مرتبہ بچ

Marfat.com

نکلتا۔ آخر کار گرفتار ہو گیا۔ اس کی لوٹ مار اتنی زیادہ تھی کہ اس کی حویلی سے کئی چھکڑے اسلحے کے برآمد ہوئے۔ عدالت میں کیس چلا۔ اس کے خلاف قتل اور ڈکیتی کے بہت سے مقدمات تھے۔ اسے یقین تھا کہ عدالت ضرور پھانسی کی سزا ہی سنائے گی۔ فیصلے کی تاریخ سے پہلے اس کی والدہ آپ کے در دولت پر حاضر ہوئی اور کسی کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ میرے بیٹے نے بہت بڑے جرم کیے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں اسے پھانسی کی سزا نہ ہو' عمر قید ہو جائے تا کہ میں جیتے جی اسے دیکھتی رہوں۔ یہ سن کر آپ کا دریائے کرم جوش میں آیا۔ چوروں کو قطب بنانے والی نگاہ نے دیکھا کہ جلال دین کے نامہ اعمال کی سیاہی توبہ کی ربڑ سے صاف ہو سکتی ہے چنانچہ آپ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا:

''مائی سے کہہ دیں کہ اس کا بیٹا بری ہو جائے گا۔''

جاننے والے جانتے تھے کہ اس زبان سے نکلے ہوئے الفاظ واپس نہیں ہوا کرتے۔ آخر کار وہ دن بھی آ گیا جس دن عدالت نے فیصلہ سنانا تھا۔ جج انگریز تھا اور جلال دین کا جرم ہر طرح سے ثابت ہو چکا تھا۔ جج نے فیصلہ لکھا کہ جلال کو پھانسی کی سزا دی جائے لیکن جب دیکھا تو کاغذ پر جلال دین کے بری کیے جانے کی تحریر تھی۔ وہ حیران تھا کہ اس کا قلم اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ وہ پھانسی لکھتا رہا اور کوئی غیر مرئی طاقت قلم کو پھانسی لکھنے سے روکتی رہی یہاں تک کہ اس نے سو مرتبہ پھانسی لکھا لیکن قلم نے ہر بار پھانسی کو بری سے بدل ڈالا۔ آخر کار انگریز جج عاجز آ گیا اور جلال دین بری ہو گیا۔ اس نے مجسمہ حیرت بن کر متجسس نگاہوں سے جلال دین کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''کیا آپ کا کوئی پیر پادری ہے؟''

جلال دین سمجھ گیا کہ حضرت صاحب کرماں والے (رحمتہ اللہ علیہ) کی دعا کا اثر ظاہر ہو گیا ہے۔ اگرچہ وہ ابھی آپ کا مرید نہیں ہوا تھا لیکن دل میں عقیدت موجود تھی اس لیے کہا ہاں! ہمارے بزرگ حضرت کرماں والا میں ہیں۔ چنانچہ وہ انگریز جج آپ کی زیارت کرنے کے لیے جلال دین کے ہمراہ آپ کی خانقاہ عالیہ میں حاضر ہوا۔ جج کے

Marfat.com

بارے میں تو معلوم نہیں ہوسکا کہ بعد میں اس کا کیا ہوا لیکن جلال دین اس کے بعد ایک طویل عرصہ زندہ رہا۔ جن لوگوں نے اسے دیکھا تھا وہ ابھی زندہ ہیں وہ بتاتے ہیں کہ پھر تو وہ بالکل ہی بدل گیا تھا۔ اس نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ لوٹ مار اور ہر طرح کی برائیوں سے توبہ کر کے آپ کے سچے مریدوں میں شامل ہوگیا۔ آپ کا انداز تبلیغ اتنا موثر ثابت ہوا کہ اس نامور ڈاکو کا شمار صالحین میں ہونے لگا۔

پیر طریقت رہبر شریعت سید میر طیب علی شاہ دامت برکاتہ العالیہ نے فرمایا کہ چوہدری امانت علی آستانہ عالیہ کا سامان وغیرہ باہر لے کر جاتا تھا تو وہاں چونگی وغیرہ ادا کرنا پڑتی تھی ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو چنگی کی ادائیگی کے لئے ایک دمڑی عنائت فرمائی چوہدری امانت علی نے دمڑی آپ کو واپس کردی کہ یہ دمڑی کھوٹی ہے اور کوئی بھی اس کو نہیں لے گا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کو کھوٹی دمڑی بھی چل جائے گی لیکن اس نے بار بار اصرار کیا آخر اس نے کہا کہ اگر یہ کوٹھی دمڑی نہ چلی تو میں آپ سے بارہ آنے وصول کرونگا آپ نے مسکرا کر حامی بھر لی جب چوہدری امانت علی نے وہ دمڑی چونگی محرر کو دی تو اس نے پہلے تو وہ دمڑی واپس کردی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس نے وہی دمڑی دوبارہ مانگ لی جبکہ چوہدری امانت علی نے دوسری دمڑی دینے کی بہت کوشش کی لیکن چونگی محرر نے اس کھوٹی دمڑی کے علاوہ اور کوئی دمڑی لینے سے انکار کردیا۔

یہ آپکی شان ہے کہ ''کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں!''

حاجی محمد شریف صاحب لاہور والے کا بیان ہے کہ جب میں نے دوسرے حج پر جانے کا ارادہ کیا اور بینک میں درخواست دینے کے لیے گیا تو اس بینک کے منیجر نے مجھے کہا کہ تم نے پہلے بھی حج کیا ہوا ہے اب تم نہیں جاسکتے کیونکہ حکومت کا سخت حکم ہے کہ جن لوگوں نے پہلے حج کیا ہے وہ دوبارہ نہیں جاسکتے۔ یہ سن کر میں بہت پریشان ہوا۔ رات کو خواب میں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

Marfat.com

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔رب کریم خیر فرمادیں گے۔اگلے دن میں نے اللہ کا نام لیا اور پیرومرشد کو یاد کر کے دوبارہ بینک کی طرف چل دیا اور وہاں پہنچ کر میں نے دوبارہ جب درخواست دی تو منیجر نے کہا کہ تم پھر آ گئے ہو۔تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ تم حج پر نہیں جاسکتے۔تب میں نے کہا کہ تم میری درخواست وصول کرو۔میرے جانے پر میرے پیر نے مہر لگادی ہے۔تم یا تمہاری حکومت مجھے جانے سے نہیں روک سکتے۔آخر کار اس نے طوعاً و کرہاً درخواست درج کر لی۔اور پھر خدا کے فضل اور مرشد کی نظر کرم سے مجھے دوسرے حج کی اجازت مل گئی اور میں نے دوسرا حج بھی کرلیا۔یہ سب حضور کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا ہی فیضان کرم اور مہربانی تھی۔

''سرکار دے در و لے رہندی اے نظر میری''
اس در دی گدائی تے ہوندی اے گزر میری

آپ کی ذات کچھ ایسی مرجع خلائق تھی کہ آپ کی خدمت میں بعض اوقات ایسے لوگ بھی آتے جو کسی بھی مذہب سے تعلق نہ رکھتے ہوتے۔یہاں تک کہ دہریے جو سرے سے خدا کے ہی منکر ہوتے وہ بھی آتے۔

''میر محمود امرتسری تحریر فرماتے ہیں کہ بھارت کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ دھرم کوٹ کے نام سے مشہور ہے نام تو ہندوانہ مگر آبادی مسلمانوں کی تھی۔یہ ہمارے ایک دوست مسٹر بشیر بی اے آنرز کا وطن تھا۔بشیر صاحب نے آنرز کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد دہریت اختیار کر لی تھی اس کے برعکس ہم ہزار خطا کار ہوتے بھی اللہ تعالیٰ کی موجودگی اور توحید کے قائل تھے لاہور اور امرتسر کے کالجوں میں دسمبر کی چھٹیاں تھیں۔یہ غالباً 1932ء کا ذکر ہے۔ہر طرف امن وامان کا دور دورہ تھا۔میں حکیم عبدالمجید صاحب عاصی کے ہمراہ مرغابیوں کے شکار کیلئے دھرم کوٹ گیا۔یہ قصبہ شاہدرہ کی طرح عین راوی کے کنارے واقع ہے۔ان دنوں بشیر صاحب بھی وہیں تھے۔عاصی صاحب بشیر صاحب کے برادر نسبتی ہونے کی وجہ سے بہت بے تکلف تھے۔ایک دن دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ

Marfat.com

بشیر صاحب سے بحث چھڑ گئی۔ ہم انہیں خدا کا قائل بنانے کی دھن میں دلائل پیش کر رہے تھے مگر وہ الٹا ہمیں دہریہ بنانے کی کوشش میں مصروف تھا۔ ان کی تعلیم زیادہ تھی اور قوت استدلال بھی اور پھر ایک دہریے کے واسطے اوٹ پٹانگ دلائل پیش کرنا مشکل نہیں ہوتا اور یہاں شریعت کا احساس مدنظر تھا۔ مختصر یہ کہ خدا کے منکر کا پلڑا بھاری تھا اور خدا کے ماننے والے محض اپنی خفت مٹانے کے لیے گفتگو کو طول دے رہے تھے۔ بحث عروج پر تھی کہ دو تین درویش صفت دیہاتی ادھر سے گزرے اور چند لمحوں کیلئے ہمارے قریب رک کر گفتگو سننے لگے تو پھر کچھ توقف کے بعد فرمانے لگے۔

''دیکھو میاں یہ بابو خدا کا منکر ہے۔ تم اسے بحث سے قائل نہ کر سکو گے۔ آج کل مکان شریف میں عرس ہے وہاں میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے ہوں گے۔ انہیں ان کے حضور لے چلو۔ چند لمحوں میں دہریت سے توبہ کر کے خدا پرست بن جائے گا۔''

انہوں نے یہ مشورہ دیا اور اپنی راہ لی۔

مکان شریف دھرم کوٹ کے قریب ہی ایک درگاہ تھی۔ یہاں بھی نقشبندیہ سلسلے کا ایک مرکز موجود تھا۔ مسٹر بشیر کو نہ جانے کیا سوجھی کہ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے بے تاب ہونے لگے۔ القصہ ہم چار پانچ دوست مکان شریف جا پہنچے۔ جی میں یہ ٹھان لی کہ اپنی آمد کا اصل مقصد حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کریں گے۔ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ تو اس دفعہ تشریف نہیں لائے' البتہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایک اور خلیفہ غالباً نورالحسن شاہ صاحب موجود ہیں۔

بشیر نے کہا چلو انہی کے پاس چلتے ہیں اگر موقع ملا تو یہ بحث ان سے چھیڑی جائے گی۔ لہٰذا ہم ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔ سب سے آگے مسٹر بشیر ہی تھے۔ انہیں اپنی تعلیم پر بڑا ناز تھا۔ جونہی حضرت نورالحسن شاہ صاحب کے حضور باریابی ہوئی بشیر صاحب

Marfat.com

نے بڑھ کر سلام کیا۔ جواب میں آپ نے نہایت زور سے کہا۔

''ابے جا تیرا نکاح تو حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہو چکا ہے۔''

حضرت نور الحسن شاہ صاحب کے اس جملے کا اثر کارگر ہوا اور بشیر نے حضرت کرمانوالہ جانے کی ٹھان لی۔ اس نے گھر آ کر چند کپڑے اور کتابیں سوٹ کیس میں رکھیں اور ریل میں سوار ہو گیا۔ ہم تو راستے میں امرتسر اتر گئے اور وہ سیدھا فیروز پور چلا گیا۔

پھر تقریباً ایک برس کی مدت گزر گئی۔ بشیر صاحب کا کوئی خط آیا اور نہ ہی اس سے کوئی ملاقات ہو سکی۔ ایک دن دوپہر کے وقت میں اپنے بچوں میں بیٹھا تھا۔ میرا ملازم بلانے آیا۔ کہنے لگا کہ ایک مولوی صاحب ملنے آئے ہیں۔ میں نے کہا بڑے کمرے میں بٹھاؤ میں ابھی آتا ہوں۔

جب میں پہنچا تو ایک لمبے تڑنگے مولوی صاحب انتظار میں تھے۔ طویل داڑھی، سر پر بڑی سی پگڑی، ٹخنوں سے اونچا پاجامہ میں پہچان نہ سکا۔ وہ بھی تاڑ گئے اور بولے۔

''یار میر مجھے پہچانا نہیں؟''

میں نے معذرت چاہتے ہوئے جواب دیا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میں نے واقعی آپ کو نہیں پہچانا۔''

کہنے لگے۔ ''بھئی میں تمہارا دوست بشیر ہوں۔''

میں حیرت و استعجاب میں ان سے لپٹ گیا اور پوچھنے لگا ارے یہ کیا؟ ہمارا بشیر تو سوٹ بوٹ والا تھا۔ آخر یہ انقلاب کیسے آ گیا تم میں؟

مولوی بشیر کہنے لگے۔ ''یار یہ سب حضرت کرمانوالہ (رحمتہ اللہ علیہ) کی ایک نظر کا کرشمہ ہے۔ تمہیں یاد ہے نا کہ میں ان سے بحث کرنے کی غرض سے ان کے گاؤں ضلع فیروز پور میں گیا تھا۔

''ہاں ہاں مجھے یاد ہے۔ ارے دوست پوری روداد سناؤ۔'' میں نے فرط اشتیاق میں بات کو طول دینا چاہا۔ اب مولوی بشیر صاحب نے اپنی آپ بیتی شروع کی۔

Marfat.com

''بولے میر صاحب! میں مغرب سے کچھ پہلے حضور کے در دولت پر پہنچ گیا تھا۔ سوٹ کیس ایک جگہ رکھا اور ایک درویش کی وساطت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا' دل میں سوچ رہا تھا کہ گاؤں کی کھلی ہوا ہے۔ میں خود بھی گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ چند روز یہاں قیام کروں گا۔ وقتاً فوقتاً شاہ صاحب سے بحث بھی ہوگی۔ میں بہت پڑھا لکھا ہوں اور پھر یہ مسئلہ ایسا ہے کہ کوئی بھی دلائل سے مجھے قائل نہیں کر سکتا۔ ہاں ایک بات ہے کہ چند روز ذرا مزے سے گزر جائیں گے۔

میں نے حضور کے روبرو ہوتے ہی سلام کیا۔ جانتے ہو سلام کا جواب کیا ملا؟ گالیاں اور گھونسے۔ کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ میاں کون ہو؟ کیسے آئے ہو؟ مقصد کیا ہے؟ بالکل نہیں پوچھا گیا۔

جونہی میرے منہ سے السلام علیکم نکلا حضرت صاحب قبلہ (رحمتہ اللہ علیہ) ایک دم جلال میں آ گئے اور درویشوں سے فرمانے لگے..... بس یہ حکم ملتے ہی چند ہٹے کٹے درویش اٹھے اور مجھ پر پل پڑے اب میں تھا اور گھونسوں اور لاتوں کی بوچھاڑ تھی۔ انہوں نے دھکے دے کر باہر نکال دیا اور ایک درخت کے قریب چھوڑ کر چلے گئے۔ میں اتنا پڑھا لکھا آدمی اس وحشیانہ سلوک کا امیدوار نہ تھا۔ جی میں خود کو ملامت کرنے لگا کہ بے وقوف تو ناحق یہاں آیا۔ پھر رقت طاری ہوئی اور گھنٹوں روتا رہا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس سلوک کے باوجود وہاں سے چلے آنے کی جرأت نہ تھی کیونکہ آپ کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضر ہونے والا بار بار حاضری اور زیارت کا مشتاق ہو جاتا تھا)۔ جب وقت کافی سے زیادہ گزر گیا تو حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے درویشوں کو دوسرا حکم سنایا اور فرمایا۔ ''جاؤ اس بابو کو اندر لے آؤ۔''

اب درویش مجھے اندر لے جا رہے تھے اور میں انکار کر رہا تھا' مگر وہ میری کہاں سنتے تھے' گھسیٹ کر لے ہی گئے۔ کسی سوال و جواب کی نوبت ہی نہیں آئی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے میرا دایاں ہاتھ پوری مضبوطی سے پکڑا اور دبایا اور کہا۔ ''ویکھ او بیلیا خدا

Marfat.com

ہے کہ نئیں'' (یعنی اے دوست دیکھ خدا ہے یا نہیں) بس ایک بجلی سی میرے رگ وریشہ میں دوڑ گئی اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

جب ہوش میں آیا تو رات ختم ہونے کو تھی۔ میں جوں کا توں پڑا تھا۔ ہوش آتے ہی مجھے سوٹ بوٹ سے نفرت ہوگئی۔ اپنی کتابوں اور تعلیم سے نفرت ہوگئی۔ مجھے موجودہ دور کی ہر غیر اسلامی روش سے نفرت ہوگئی۔ میں نے اسی دن داڑھی رکھ لی اور حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر توبہ کر لی۔

آپ نے مجھ سے پوچھا۔ ''بابو جی تمہارا نام کیا ہے؟''

میں نے کہا۔ ''حضور غلام کو بشیر کہتے ہیں۔''

فرمانے گے۔ ''نہیں بشیر مرزا محمود بھی اپنے ساتھ لکھتا ہے۔ تم اپنا نام عبداللہ رکھ لو۔'' بشیر اگر چہ اسلامی نام ہے مگر اس وقت خدا کے اس مقرب بندے کی کیفیت ہی ایسی تھی' لہٰذا میں بشیر سے عبداللہ بن گیا۔''

(ایک مجلّہ نے مسٹر بشیر بی اے آنرز کا یہ واقعہ نقل کیا تھا۔ چند روز بعد مجلّہ کے ایڈیٹر کو ایک معمر خاتون (مسز پروین ایوب) نے (جو دوراجی کالونی بہادر آباد کراچی میں مقیم ہیں) فون پر بتایا کہ آپ نے جس مسٹر بشیر کا واقعہ نقل کیا ہے وہ میرے چچا تھے۔ انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بتایا کہ میں بھی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مرید ہوں)

وہ بیان کرتی ہیں کہ میری شادی ہوئی تو میرے شوہر مجھے جرمنی لے گئے۔ ان کا وہاں بزنس تھا۔ ایک دن ہم نے پک نک منانے کا پروگرام بنایا۔ اس دن اتوار تھا اور چھٹی تھی۔ ہم فرینک فرٹ (جرمنی کا ایک شہر) میں کیسر سٹریٹ (ایک سڑک کا نام) پر جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ ایک سکھ فیملی بھی تھی۔ ہم چاروں افراد ایک گاڑی میں سوار جا رہے تھے کہ ٹریفک ون وے تھی۔ اچانک میری نظر opposite روڈ پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ دوسری طرف حضرت صاحب حضرت کرماں والے کھڑے ہیں اور آپ کے ساتھ تین چار افراد پگڑی' تہبند اور کرتے میں ملبوس موجود ہیں۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا وہ دیکھئے

Marfat.com

میرے حضرت صاحب کھڑے ہیں۔انہوں نے گاڑی روکی اور ہم سب نے آپ کی زیارت کی۔میرے ساتھ بیٹھی ہوئی سکھ عورت مجھے پوچھنے لگی کیا یہ تمہارے سادھو مہاراج ہیں؟ میں نے کہا نہیں یہ میرے پیرومرشد ہیں۔پھر ہم گاڑی گھما کر دوسرے روڈ پر لے کر گئے تاکہ آپ کو اپنے گھر لے کر جائیں لیکن آپ ہمارے پہنچنے سے پہلے تشریف لے جا چکے تھے۔ہم حیران تھے کہ ان چند لمحوں میں وہاں سے کوئی گاڑی بھی نہیں گزری پھر آپ اتنی جلدی کہاں اور کیسے تشریف لے گئے؟

محمد یونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری طبیعت سخت ناساز تھی جمعۃ المبارک کا دن تھا مجھے اتنا تیز بخار تھا کہ جمعہ کے فرض پڑھ کر چلا آیا اور بقیہ نماز پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔حضرت صاحب کے کاشانہ اقدس میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی چارپائی پر تین اجنبی اشخاص بیٹھے ہوئے ہیں۔ننگے سر،سگریٹ نوشی کرتے ہوئے اور جوتوں سمیت۔دیکھتے ہی میرے تن بدن میں آگ لگ گئی کیونکہ ان سب چیزوں کی یہاں سختی سے ممانعت تھی۔بالخصوص سگریٹ پر تو بہت پابندی تھی اور پھر حضرت صاحب کی چارپائی پر بیٹھنا ادب واحترام کے خلاف تھا میں نے انہیں سمجھایا لیکن انہوں نے میری بات کا برا منایا اور مجھ سے الجھ پڑے۔ایک شخص کہنے لگا میں بی ایس سی پاس ہوں تم مجھے کیا سکھاؤ گے ابھی میری اور ان کی تو تکار جاری تھی کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ جمعہ پڑھا کر تشریف لے آئے اور آتے ہی مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔"مہمانوں سے جھگڑا نہیں کرتے۔" جب ان افراد نے دیکھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے جھگڑا کرنے سے منع کر دیا ہے تو ان کے حوصلے مزید بڑھ گئے۔ایک شخص نے نہایت بدتمیزی سے کہا کہ آپ کس طرح کے آدمیوں کو اپنے پاس رکھتے ہیں کہیں جنگل سے پکڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔میں بی ایس سی پاس ہوں مجھے ادب سکھا رہا ہے۔آپ نے مجھے فرمایا ان کے لیے کھانے کا انتظام کرو۔مجھے ان پر سخت غصہ تھا لیکن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کے لیے کھانے کا انتظام کیا۔پھر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ان کو

Marfat.com

پنکھے سے ہوا دو تعمیل ارشاد میں ان کو ہوا دینے لگا جب عصر کا وقت ہوا تو آپ نے فرمایا ان کو وضو کراؤ میں نے ان کو وضو کرایا جب وہ جانے لگے تو آپ نے فرمایا ان کا سامان اٹھاؤ اور ان کو اسٹاپ تک چھوڑ کر آؤ جب میں ان کو چھوڑ کر واپس پہنچا تو آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا۔ ''وہ میرے پاس تھوڑی دیر کے لیے آئے تھے میرا جو تعلق تمہارے ساتھ ہے وہ ان کے ساتھ نہیں ہے اصل میں تمہارا ہی کام بنانا مقصود تھا اب خوش ہو جاؤ۔'' میں خوش ہو گیا چنانچہ حیرت انگیز طور پر اس وقت تک میرا بخار بالکل اتر چکا تھا اور میں نارمل ہو چکا تھا۔

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں ہم دس بارہ درویش کرموں والہ میں گئے ہوئے تھے ایک دن صبح کی نماز کے بعد دن کے تقریباً آٹھ بجے ہوں گے سب نے مل کر رخصت کا مطالبہ کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا مجھے تنگ کرتے ہو اگر کسی صاحب نے جانا ہو تو عشاء کی نماز کے بعد چھٹی لے لیا کرو۔ اب ریل آنے والی ہے کیا کرو گے۔ اچھا سب جاؤ ہم دوڑ پڑے ریگستانی علاقہ تھا دوڑا بھی نہ جائے۔ جب ہم راستہ میں ہی تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ گاڑی آ رہی ہے۔ میں نے کہا دوڑو نہیں ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی چلی جائے گی۔ حضرت صاحب نے کہا تھا گاڑی آنے والی ہے کیا دیکھتے ہیں کہ ریل یکا یک سنگل کے ڈاؤن نہ ہونے پر کھڑی ہو گئی لائن صاف نہ تھی حضرت صاحب نے رکاوٹ ڈال دی ہم سب ساتھی اسٹیشن پر پہنچ گئے جب ہم نے ٹکٹ خرید لی تب ریل گاڑی اسٹیشن پر پہنچی۔ ہم سب سوار ہو کر فیروز پور چھاؤنی آ گئے۔

حکیم مولا بخش صاحب طب کے شوق میں سنیاسیوں کے ساتھ بہت پھرا اور طب کی کتابیں طب اکبر قرابا دین قادری بوستان لمفردات میزان طب کفایہ منصورہ استفادہ حاصل کیا لیکن کہیں سے بھی کامیاب نہ ہوا' حضرت صاحب کی نگاہ کامل سے سب کچھ حاصل ہو گیا اور سمجھ بھی آ گئی حضرت صاحب نے طب کرنے کی اجازت فرمائی تھی حضرت صاحب کی نگاہ کامل سے حکیم صاحب کے مطب کو اللہ تعالیٰ نے بہت شہرت بخشی

Marfat.com

حضرت صاحب کا فیض جاری ہوا جو بھی مریض آیا صحت یاب ہو کر گیا۔ بیماری جتنی بھی پرانی ہو کر مانوالے کی نگاہ کرم سے ختم ہو جاتی جب بھی حکیم صاحب حضرت کرمانوالے کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت صاحب آ حکیماں کے نام سے پکارتے۔اس دن سے لیکر آج تک حضرت کرمانوالہ کا فیضان جاری ہے۔

حکیم مولانا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ پاک پتن شریف کے نزدیک بستی غلام قادر ہے۔وہاں سید اصغر علی شاہ مقیم ہیں۔ان کا صاحبزادہ چن پیر تھا۔چن پیر نے ایک نوکر رکھا ہوا تھا۔چن پیر نے اپنے نوکر کے لیے اسی نوکر کے چچا سے رشتہ لیا ہوا تھا اور منگنی وغیرہ کر کے ایک بھینس اور چار صد روپیہ اپنے نوکر کے چچا کو دے دیا مگر حکم الٰہی سے صاحبزادہ چن پیر راہی ملک عدم ہوا اور اس نوکر کا چچا رشتہ دینے سے منحرف ہو گیا۔ ماہ پھاگن تھا اور چاند کی چودہ کو کسی دوسرے فریق کو شادی کے لیے دن مقرر کر دیئے وہ صاحبزادہ چن پیر کا نوکر حضرت صاحب کے پاس پاک پتن شریف آیا اور کہنے لگا کہ پیر صاحب کہاں ہیں۔ میں نے بتایا کہ وہ تشریف فرما ہیں۔میں بھی اس نوکر کے ساتھ حضرت صاحب کے پاس چلا گیا وہ آدمی حضرت صاحب کو کہتا ہے کہ پیر جی مجھے تعویز بنا دو کہ میرے چچا نے مجھے رشتہ دیا ہوا تھا چن پیر فوت ہو گیا ہے۔میرے چچا نے دوسرے شخص کو رشتہ دیکر شادی کے لیے چاند کی چودہ تاریخ مقرر کر دی ہے اور میری منگ کی شادی دوسرے شخص سے کرنی ہے۔ مجھے تعویز بنا دو کہ میرا کام بن جائے۔حضرت صاحب نے کہا۔ہم نے تعویز کر دیا ہے۔شادی تمہارے ساتھ ہی ہوگی۔وہ آدمی کہنے لگا کہ میرے پاس سوا روپیہ نہیں ہے اس واسطے آپ تعویز نہیں کر کے دیتے ایک درویش بھی اس مقام پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔اس کے پاس ایک بھینس اور چار صد روپیہ کہاں سے آیا۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ تجھے کیا خبر دیا ہوا ہے۔حضرت صاحب نے فرمایا جا چاند کی چودہ تاریخ کو شادی تمہارے ساتھ ہوگی۔فکر نہ کرو کام بن جائے گا اور رشتہ مل جائے گا۔ میں پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے اس آدمی کو کہا کہ بیلیا تیرا کام بن گیا ہے۔جا دوڑ جا چودہ تاریخ کے بعد پتہ چلا۔

Marfat.com

اسی نوکر کے ساتھ شادی ہوئی ہے۔

حکیم مولانا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ چودھری علی محمد ہمارے گاؤں کا واحد مالک تھا۔ اس نے مجھ سے سولہ ہزار روپیہ ادھار لیا۔ میں نے وعدہ ختم ہونے پر رقم کا مطالبہ کیا۔ چودھری علی محمد رقم دینے سے ہیر پھیر کرنے لگا۔ میں اپنے بال بچوں کو چودھری صاحب کے پاس لے گیا۔ مگر چودھری علی محمد نے رقم کی واپسی کا کوئی وعدہ نہ کیا۔ مجھے کہنے لگا اگر رقم نہ دوں تو پھر آپ کیا کریں گے۔ میں نے گھبرا کر حضرت صاحب کرمانوالے کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا سنایا۔ آپ فرمانے لگے ہماری رقم کون ضبط کر سکتا ہے کسی کی کیا جرأت ہے۔ یہ ہماری رقم ہے جب میں رخصت لے کر گھر آیا تو چودھری علی محمد صاحب نے اپنا گندم کا غلہ سب فروخت کر دیا اور آٹھ ہزار روپیہ مجھے دے دیئے۔ دوسرے دن پھر کسی سے دو ہزار روپیہ لے کر دیدیا۔ یعنی چھ دن میں تمام رقم ادا کر دی۔ باقی صرف یک صد روپیہ رہ گیا جو مونجی پختہ ہونے پر ماہ کتک میں دیا اور مجھ سے ہاتھ باندھ کر معافی مانگنے لگا۔

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ بسارا قوم مرالی بڑا چور اور ڈاکو تھا مجھے اس نے دھمکی دی کہ ایک صد روپیہ دے دو۔ تو ٹھیک ہے ورنہ گولی مار دی جائے گی۔ میں نے سوچا کہ بدمعاش کا کیا اعتبار ہے۔ بسارا نے دو تین قتل بھی کیے ہوئے تھے۔ میں نے یک صد روپیہ دے دیا۔ چار پانچ ماہ بعد پھر یک صد روپیہ کا مطالبہ کیا اگر نہ دے گا تو آپ کے مال مویشی چوری کر کے لے جاؤں گا۔ میں نے ایک صد روپیہ دے دیا۔ ایک دن شام کے وقت ہمارے گاؤں آ کر مجھے کہنے لگا کہ ایک ہزار روپیہ دے دو ورنہ ڈاکہ ڈال دیا جائے گا۔ میں نے گاؤں والوں کو مطلع کیا۔ گاؤ والوں نے پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ بھاگ گیا۔ ہمارے گاؤں سے ایک میل دور ڈھاری پر رہتا تھا۔ میں نے ایک بدمعاش سے بات کی کہ بسارا ڈاکو کو مار دو تو چار ہزار روپیہ لے لو۔ اس بدمعاش نے خوشی سے قبول کر لیا۔ میں ابھی اسی کوشش میں تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے بذریعہ خواب اپنے پاس بلایا۔ میں صبح کو

Marfat.com

حضرت کرمانوالے میں حاضر خدمت ہوا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کیا کام ہے میں نے کہا حضرت صاحب ایک چوراور ڈاکو ہے۔ بہت تنگ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں خود اس ڈاکو کو ٹھیک کرلوں گا۔ آپ اس کو کچھ نہ کہنا۔ میں نے کہا جس طرح آپ کی مرضی ہے آپ اس کو ٹھیک کریں نہ کریں۔ مجھے تنگ نہ کرے۔ حضرت صاحب نے فرمایا بے فکر ہو جا۔ مجھے رخصت مل گئی اور جب میں گھر آیا تو دوسرے دن ہی پولیس نے چھاپہ مار کر گرفتار کرلیا کیونکہ چوراور ڈاکو تھا اور ساہیوال جیل میں ڈال دیا نہ اس کی ضمانت ہوئی نہ بری ہوا۔ جیل میں ہی ٹی بی ہوگئی۔ جیل والے ڈاکٹر نے کہا کہ اس کو جیل سے نکال دو ورنہ دوسرے قیدیوں پر اس کا برا اثر پڑے گا۔ جیل سے باہر آ کر وہ کچھ دن بعد مر گیا۔

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں ماہ رمضان کا مہینہ تھا۔ آخری ماہ رمضان کا جمعہ تھا ہمارے گاؤں کا نمبر دار جو گاؤں کا واحد مالک تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت کرمانوالے کا مرید ہونا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ ایک اور آدمی حافظ عبدالمجید جو حضرت صاحب کا مرید تھا۔ صبح کی نماز پڑھتے ہی تیاری کی اور بس پر سوار ہو کر آٹھ بجے حضرت کرمانوالے پہنچے۔ میں نے کہا کہ وضو کر کے حضرت صاحب کے پاس چلیں حافظ نے فرمایا حضرت صاحب ریل پر آنے والے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ ریل نو بجے آنی ہے۔ اسٹیشن پر بیٹھ جائیں جب ریل آئے گی پھر چلیں گے۔ میں نے صاف جواب دیا کہ حافظ صاحب کیا حضرت صاحب کہ یہ معلوم نہ ہوگا کہ ریل پر آئے ہیں کہ بس پر میں تو ایسا نہیں کروں گا تم بیٹھو میں تو ضرور جاؤں گا۔ حضرت صاحب کو تو سب معلوم ہے پھر ہم کیوں ایسا کریں۔ حافظ صاحب ناراض ہو کر چل پڑے۔ آگے آگے حافظ صاحب درمیان میں علی محمد نمبر دار اور سب سے پیچھے میں تھا۔ حضرت صاحب حجامت بنوا رہے تھے اور ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ حافظ صاحب جوتی اتار کر سب سے پہلے پیش ہوئے اور مصافحہ کرنے لگا تو حضرت صاحب فرمانے لگے چلو اسٹیشن پر جب ریل آئے گی پھر آنا میں جوتی اتار رہا تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے ہاتھ سے سمجھایا کہ تم آجاؤ میں جا رہا تھا۔ حافظ واپس آ رہا تھا۔

Marfat.com

حافظ صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب ملاقات سے منع فرمارے ہیں۔ واپس چلو میں نے کہا حافظ صاحب مجھے حضرت صاحب بلا رہے ہیں۔

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ شاہ جی میں نے ایک مربعہ زمین کا خریدنا ہے۔ دعا فرمائیں آپ سرکار نے فرمایا ایک مربعہ یا زیادہ۔ میں نے کہا ایک مربع کیوں کہ میرے پاس ایک مربع کی گنجائش تھی۔ آپ فرمانے لگے مل جائے گا۔ جب میں زمین خریدنے لگا تو میرا سودا ہو گیا صرف بیعانہ دیا گیا۔ ابھی انتقال نہ ہوا تھا تو کئی صاحب مالک زمین کو زیادہ رقم دینے لگے کہ ہم کو زمین دے دو لیکن مالک زمین قائم رہا اور دوسرے دن مجھے ساتھ لے کر انتقال کروا دیا۔ یہ حضرت صاحب کی کرم نوازتھی۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور میرے پیٹ میں کچھ خرابی رہتی ہے۔ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ قل شریف (قل ہو اللہ احد) پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایصال ثواب کر دیا کرو۔ رب کریم رحم فرمادیں گے۔

وہ شخص پہلی صف سے اٹھ کر دوسری صف میں بیٹھ گیا اور جب اس کی باری آئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے حاجت پوچھی تو اس نے عرض کیا کہ حضور میری بیوی بیمار رہتی ہے۔ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ قل شریف (قل ہو اللہ احد) پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایصال ثواب کر دیا کرو۔ رب کریم رحم فرمادیں گے۔

وہ شخص وہاں سے اٹھا اور تیسری صف میں بیٹھ گیا اور باری آنے پر عرض کرنے لگا کہ حضور میرا بیٹا کام نہیں کرتا۔ اس کے لیے دعا فرمائیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ قل شریف (قل ہو اللہ احد) پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایصال ثواب کر دیا کرو، رب کریم رحم فرمادیں گے۔ تب وہ چلا گیا۔

حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور بیلیوں سے مخاطب ہ

Marfat.com

کرفرمایا کہ بیلیو! یہ آدمی بار بار سوال کرتا رہا اور میں نے بھی ایک ہی نسخہ تجویز کیا کہ نماز پنج گانہ کی پابندی کرو اور ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ (قل ہواللہ احد) پڑھ لیا کرو جبکہ وہ چاہتا تھا کہ پیر صاحب کوئی دوائی دیں یا تعویز دیں کہ میرے سارے کام ہو جائیں مگر میں چاہتا ہوں کہ وہ رب کریم کے نزدیک ہو جائے تو اس کے سب کام آسان ہو جائیں گے۔

ایک شخص نارووال کے قریب ایک گاؤں سے حضرت کرمانوالہ شریف آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور میری بھینس دودھ نہیں دیتی۔ تو حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ:

''بیلیا! توں ایڈی دوروں صرف اس واسطے آیا ایں۔ تینوں تیری بڈھی نہ لے دیئے۔'' (کہ تم اتنی دور سے صرف بھینس کے لیے آئے ہو تمہیں تمہاری بیوی نہ واپس منگوا دیں۔)

اصل میں اس کی بیوی روٹھ کر چلی گئی تھی اور اس کی بھینس اس کی بیوی کے ہاتھ پر چڑھی ہوئی تھی۔ اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسے یوں فرمایا تھا۔ جب اس نے یہ ارشاد پاک سنا تو رونے لگ گیا۔ تب حضرت صاحب سرکار نے اسے دلاسہ دیا اور دعا فرمائی۔ جب وہ اپس گھر آیا تو اس کی بیوی گھر میں کام کر رہی تھی اور اس نے بھینس کا دودھ بھی دوھ لیا تھا۔

چودھری عاشق حسین خاں' جھنگ روڈ' سٹیڈیم پارک' شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ میں ستمبر ۲۰۰۱ء میں سروس پوری کرنے کے بعد بطور ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسر شیخوپورہ ریٹائرڈ ہو چکا ہوں میں جماعت ہفتم کا طالب علم تھا جب حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا بیعت ہوا۔ ۱۹۹۱ء کے دوران محکمہ کی طرف سے کورس کے سلسلہ میں امریکہ جانا ہوا' پاکستان سے جاتے ہوئے ہمیں سرکاری ٹکٹ دیئے گئے وہ واپسی براستہ ٹوکیو جاپان کے تھے' ہم نے واپسی براستہ عرب شریف مانگے لیکن ایئر لائن والے کہنے لگے کہ تقریباً 7/1-2 ہزار روپے آپ کو زیادہ ادا کرنا ہوں گے لیکن ایسا نہ کر سکے' سوچا کہ

Marfat.com

امریکہ سے کروالیں گے' وہاں جا کر کورس انچارج اور دوستوں کے ذریعے ایئر لائن والوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ تقریباً ۴۰۰ ڈالر مزید ادا کرنا ہوں گے' ہمارا گروپ سیر کرنے کے لیے لاس اینجلس گیا تو میں اپنے ساتھ دینے کے لیے ۴۰۰ ڈالر لے گیا تا کہ وہاں سے ٹکٹ واپسی عرب شریف کا کروالوں۔ وہاں جا کر ایک پاکستانی امان اللہ خاں آف لوئر دیر کے ساتھ ڈزنی لینڈ ہوٹل میں واقع ایئر لائن کے دفتر گیا تو وہاں ڈیوٹی پر موجود لیڈی کو ٹکٹ دیا اور اپنا مسئلہ بتایا کہ مجھے واپسی ٹکٹ ٹوکیو کی بجائے جدہ کا دیا جائے تا کہ میں عمرہ کر سکوں' وہ کمپیوٹر کی طرف چلی گئی تو میں ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور حضرت صاحب کا بتایا ہوا درود شریف خضری پڑھنے لگا اور ساتھ ہی آپ کے ذریعے دعا بھی کرتا رہا' چند منٹوں کے بعد اس لیڈی نے ہمیں بلایا اور کہنے لگی کہ آپ نے پہلے ہی اوور پے منٹ (زائد ادائیگی) کی ہوئی ہے' چنانچہ اس نے میرا ٹکٹ واپسی براستہ جدہ بنا دیا اور ساتھ ہی تقریباً پانچ ہزار روپے Refund Voucher بھی دیا کہ پہلے والے پاکستانی آفس سے واپس وصول کریں۔ یہ سب تصور شیخ اور درود شریف کی برکت تھی کہ میں نے پانچ مرتبہ عمرہ شریف کی سعادت حاصل کی اور پھر واپس پاکستان آیا۔

سمندری کے نزدیک چک نمبر ۱۷۶ پیلے والا ہے' وہاں حاجی محمد یوسف نگینہ صاحب رہتے تھے' ان کے قریب کسی نے مسجد بنائی تو حاجی صاحب وہاں نماز پڑھنے کے لیے گئے اور اختلاف عقائد کی بنا پر وہاں بحث کرنے لگے کہ یہ مسجد ضرار ہے' انہوں نے حاجی صاحب سے اختلاف کیا کہ یہ مسجد ضرار نہیں ہے' دوران بحث انہوں نے حضرت صاحب کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کو ثالث بنا لیا اور ایک دن دونوں فریق حضرت صاحب کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے دلائل پیش کرنے لگے' آپ نے سن کر فرمایا: حاجی جی! مسجد ضرار تو صرف وہی ہے جو منافقین نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے بنائی تھی' اور کوئی مسجد ضرار نہیں ہے۔ بعد ازاں یہ سب اٹھ کر واپس چل پڑے' راستے میں حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت صاحب باطنی علم کے بادشاہ ہیں لیکن

Marfat.com

آپ کا ظاہری علم کم ہے' حاجی صاحب' اعلیٰ حضرت کرماں والے کی بارگاہ میں جب دوبارہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: حاجی جی! کچھ سناؤ۔ حاجی صاحب نے یہ شعر پڑھا:

جتھے سوہنا پب دھردا اے
اوتھے اُگدا سرو دا بوٹا اے

آپ نے پوچھا: حاجی جی! اس کا مطلب کیا ہے؟ حاجی صاحب نے عرض کیا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ جوہر کائنات ہیں' کائنات کی جان ہیں۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: حاجی جی! جوہر کائنات' ممکنات میں سے ہے اور ممکنات فنا میں سے ہے جبکہ حضور ﷺ کی ذات بقا باللہ کے مقام پر ہے۔ تب حاجی صاحب نے محسوس کیا کہ حضرت صاحب باطنی علم کے بھی بادشاہ ہیں اور ظاہری علم کے بھی بادشاہ ہیں۔

ایک مرتبہ ریلوے اسٹیشن سمہ سٹہ کے ایک ملازم کا لڑکا جس کو دیوانگی کا مرض لاحق تھا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے در دولت پر زنجیروں میں باندھ کر لایا گیا۔ در دولت پر پہنچتے ہی لڑکے کی زنجیریں خود بخود کھل گئیں۔ اس کا باپ لڑکے کو لیکر حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کا طالب ہوا۔ ارشاد فرمایا۔ ''یہ تو تندرست ہے پھر لڑکے سے مخاطب ہو کر بولے۔ ''کیوں بھئی! تم راضی ہونا؟'' اس نے کہا ''جی حضور!'' باپ سے بولے ''لو سن لو! یہ کیا کہتا ہے۔'' اس کی دیوانگی سچ مچ جاتی رہی تھی اور وہ بھلا چنگا ہو گیا تھا۔

جناب عبدالرشید خاں صاحب اوورسیر کراچی بیان کرتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ جب تین چار ماہ کا تھا تو بہت ہی بیمار ہو گیا تھا۔ بہتیرے ڈاکٹری علاج کیے۔ ہزاروں روپے صرف ہو گئے مگر بچے کی حالت دن بدن گرتی چلی گئی۔ آخر کار اس نے ایک دن کراچی سے حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے فون پر اس کی صحت کی التجا کی۔ ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ بچے کو گھوڑے ایسا'' چاق و چوبند کر دیں گے۔ چنانچہ اس روز سے بچے کی گرتی ہوئی حالت

Marfat.com

درست ہونے لگی اور وہ بالکل صحت مند ہو گیا۔

مولوی محمد امین شرقپوری کی بیوی ایک مرتبہ بہت بیمار ہو گئی اس کا آپریشن ہوا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کرنے پر ارشاد ہوا کہ ''اچھا کیا تم نے ہسپتال کا علاج کیا۔ اگر یہ علاج نہ بھی کرتے تب بھی وہ صحت یاب ہو جاتی۔''

برادرم سیٹھ محمد شفیع صاحب کی اہلیہ پیٹ کی رسولی کے سبب بہت ہی بیمار ہو گئیں کہ سیٹھ صاحب کو انہیں آپریشن کے لیے ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ اسی روز حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کرمانوالہ سے لاہور تشریف لے آئے اور سیٹھ صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ سیٹھ صاحب کی اہلیہ کو بہت ہی تکلیف تھی اور ان کی حالت بہت ہی خراب تھی لیکن حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی موجودگی سے یہ علاج نہ صرف کامیاب رہا بلکہ وہ بہت جلد صحت یاب ہو کر ہسپتال سے گھر واپس آ گئیں۔

بابا فقیر حسین مورچہ پوری' حضرت صاحب کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کے سچے غلاموں میں شامل تھے' شریعت وسنت پر ایسے کاربند تھے کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا' ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کچھ پیشہ ور چوروں نے بابا جی کے بیل چوری کرنے کا قصد کیا اور بابا جی کی حویلی میں گھس کر بیلوں کی جوڑی کھول لی اور چل پڑے' تمام رات چور گاؤں (مورچہ پور) کے احاطہ میں گھومتے رہے لیکن گاؤں سے باہر نہ نکل سکے' بالآخر مخبوط الحواس ہو کر انہوں نے بیل وہیں چھوڑ دیئے اور بھاگ گئے۔ بعد میں معلوم یہ ہوا کہ چور جس سمت کا بھی رخ کرتے تو ایک بزرگ ہاتھ میں عصا لیے کھڑے ہوتے اور چور ڈر کر واپس ہو جاتے' بابا فقیر حسین کا یہ عقیدہ تھا کہ چوروں کو نظر آنے والے وہ بزرگ حضرت صاحب کرماں والے ہی تھے۔

حضرت کرماں والوں کے کرم کا احاطہ ناممکن ہے کیونکہ جہاں جہاں بھی ان کی نگاہ پڑتی ہے کرم ہو جاتا ہے۔ درویش بابا خیر دین سکھے چکوی کہا کرتے تھے کہ گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کا کرم ہے کہ میری تہجد کبھی نہیں چھوٹی اور عین وقت پر مجھے جگا دیا جاتا ہے۔ درویش

Marfat.com

بابا کو حضرت امام حسین علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا' اور پھر بفضل مرشد ایک دن درویش بابا نے بعد نماز ظہر تمام واقعہ کربلا خواب میں ملاحظہ فرمایا اور اپنی نگاہوں سے اہل بیت کی زیارت کی۔

حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ اپنے بیلیوں کا ہر وقت خیال رکھتے ہیں۔ بابا خیر دین سکھے چکوی کا دعویٰ تھا کہ مرشد گرامی کے صدقے کوئی چور یا ڈاکو ان کی حویلی میں نہیں گھس سکتا تھا۔ اکثر اندھیری راتوں میں حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ اور بابا جی پاک رحمتہ اللہ علیہ کو انہوں نے حویلی کے گرد دیکھا جبکہ ظاہری طور پر سینکڑوں میلوں کا فاصلہ ہے۔ سچے مریدین ہر وقت نگاہ خاص میں رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ فتح اللہ کراچی والے فرماتے ہیں کہ ان کو سعودیہ جانے کا شوق تھا تاکہ مالی پوزیشن کچھ بہتر ہو جائے۔ بھجوانے والی کمپنی کے مالک کے دل میں فتور آ گیا کہ کسی اور سے زیادہ پیسے لیکر خواجہ صاحب کی جگہ بھیج دیا جائے۔ خواجہ صاحب کو یہ آثار دیکھ کر دلی رنج ہوا۔ رات کو سوئے ہوئے تھے کہ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ جلوہ گر ہوئے اور فرمایا کہ خواجہ صاحب فکر نہ کریں آپ کو سعودیہ جانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ابھی صبح بھی نہیں ہوئی تھی کہ متعلقہ افسر نے خواجہ صاحب کو فون کیا کہ بھئی صبح آ کر اپنا کیس تیار کروالیں۔ آپ کے مرشد پاک رحمتہ اللہ علیہ نے تو ہمیں آج تمام رات جگائے رکھا اور فرمایا کہ ناانصافی نہ کی جائے۔

ملک محمد شعبان کے والد نے بیان کیا کہ ایک رات جب میری آنکھ کھلی تو اس قدر روشنی نظر آئی کہ آنکھیں چندیا سی گئیں۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی خاص تقریب کا اہتمام کیا گیا ہو۔ پھر دو گھڑ سوار بزرگ تشریف لائے۔ ان کے گھوڑے سفید رنگ کے تھے اور لباس بھی۔ ان کے چہرے سے انوار کی بارش ہو رہی تھی۔ میں پریشان ہوا کہ شاید کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ اتنے میں ایک بزرگ فرمانے لگے کہ ''بیلیا! ساڈے نال آ جا۔'' (دوست! ہمارے ساتھ آؤ) یہ سن کر میں پیچھے پیچھے چل پڑا۔ لیکن دل میں یہ خیال تھا

Marfat.com

کہ کہاں جانا ہے؟ یہی سوچ رہا تھا کہ ایک بزرگ فرمانے لگے کہ ''بیلیا ہمارا نام سید محمد اسمعیل شاہ کرمانوالہ ہے، ہم یہاں سے گزر رہے تھے اور تم راستے میں سوئے ہوئے تھے۔ لہٰذا ہم تمہیں اپنا مرید کر رہے ہیں۔ لیکن جب تم ہمیں ملو گے، تمہارے پاس مال، اولاد بیوی وغیرہ کچھ نہیں ہوگا۔ صرف تم اکیلے ہو گے''۔ یہ فرما کر وہ تشریف لے گئے اور میں پریشان سا ہو گیا۔ بعد ازاں میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ کچھ عرصہ ہی گذرا تھا کہ میری اولاد اور بیوی یکے بعد دیگرے فوت ہوتے گئے۔ میرا بھائیوں سے بھی جھگڑا ہوا اور میں واقعی اکیلا رہ گیا۔ وہاں سے میں بوریوالہ آ گیا اور کام تلاش کرتا رہا۔ آخر کار بوریوالہ بی۔ ٹی ایم داؤد ٹیکسٹائل ملز میں کام مل گیا۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ عرصہ دراز پہلے ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور انہوں نے جو کچھ مجھے بتایا تھا، وہ سب کچھ ہو چکا ہے اور میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ پھر ایک دن مل سے شفٹ بدلنے کی وجہ سے چھٹی تھی، میں وہاں سے گاڑی میں بیٹھا اور اوکاڑہ پہنچا۔ اوکاڑہ سے حضرت کرمانوالہ شریف کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ دو میل آگے ہے۔ میں جب حضرت کرمانوالہ شریف پہنچا تو دو بیلی باہر کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ بیلیا، تمہارا نام اسمٰعیل ہے۔ تو میں نے کہا، ہاں یہی میرا نام ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حضرت صاحب آپ کو اندر بلا رہے ہیں تو میں نے سوچا کہ اتنا عرصہ بیت جانے کے باوجود بھی آپ نے مجھے یاد رکھا، حالانکہ میں نے اپنا نام بھی آپ کو نہیں بتایا تھا۔ جب آپ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ کا خلوص اور آپ کی شفقت دیکھ کر میں رونے لگا۔ کافی دیر تک میں روتا رہا۔ پھر آپ نے اپنا دستِ شفقت میرے کندھے پر پھیرا اور فرمایا کہ بیلیا! اب کیوں روتے ہو، اب تو تمہاری خوشیوں والی زندگی شروع ہوئی ہے۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ شادی ہوئی اور اللہ کریم نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ جب میرے ابا جان کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ بستر بھی صاف رکھتے اور خوشبو کی ہدایت کرتے تھے۔ جب ہم پوچھتے کہ یہ سب کس لئے کروا

Marfat.com

رہے ہیں تو جواب دیتے کہ حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور میرا حال معلوم کر گئے ہیں۔

محمد اختر، چشتیاں سے بیان کرتے ہیں کہ 1947ء میں بندہ کی عمر تقریباً پانچ یا چھ سال تھی اور میں نے سکول جانا ابھی شروع ہی کیا تھا۔ میرے آباؤ اجداد حضور میاں صاحب شرقپور شریف کے بیعت تھے۔ انہی دنوں حضور میاں غلام اللہ ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہمارے چک تشریف لائے تو سکول بھی آئے اور فرمایا کہ بیٹا کھانے کے بعد دعا مانگ لیا کرو۔ وقت گذرتا رہا۔ 1958ء میں مڈل پاس کیا۔ حضرت کرمانوالے (رحمتہ اللہ علیہ) کا نام سنا تھا۔ چشتیاں شریف عرس پر تشریف لائے تو حاضر ہو کر آپ کا بیعت ہو گیا۔ 1961 میں بہاول نگر کالج والد صاحب کے فوت ہونے پر چھوڑنا پڑا۔ ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے ایک دن بے چینی اور بے قراری میں والدہ صاحبہ سے قدرے ناراضگی کے ساتھ حضرت کرمانوالہ شریف کا رخ کیا۔ رات 11 بجے جب وہاں پہنچا تو نیند کی وجہ سے چوٹ لگ گئی۔ سردی کے دن تھے، اندر جگہ نہ ملی، ساری رات ایک درخت کے نیچے گزار دی۔ صبح حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بڑی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ دور ہی سے دیکھ کر فرمایا ''آبیلیا، کیویں آیا ایں'' دعا فرمانے کے بعد اجازت دے کر فرمانے لگے، بیلیا، ایس طرح نئیں آئی دا'' بہت شرمسار ہوا۔ واپس جا کر والدہ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ والد صاحب کے فوت ہونے کے بعد گھر کی ذمہ داری مجھ پر آن پڑھی تھی۔ والد صاحب نے 1928 میں ساڑھے بارہ ایکڑ زمین طفیل نامی شخص سے خریدی تھی۔ اور قبضہ فوری طور لے لیا مگر انتقال نہ کروایا۔ جب ہم جوان ہوئے۔ وہ انتقال سے منحرف ہو گیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا تو فرمایا کہ بیلیا تیرے نام ہو جائے گی، کوشش جاری رکھیں'' چونکہ زمین میں کئی بھائیوں کا حصہ تھا لہذا میں نے بچگانہ خیال کیا آپ نے شاید میری بات پر توجہ نہیں فرمائی۔ بہر حال واپس آ کر طفیل کی منت کی تو اس نے کہا کہ میں زمین بیگم محمد اختر کو دوں گا۔ کیونکہ وہ اس کی پھوپھی زاد بہن تھی۔ اب اس سے نئے شر کا خدشہ تھا۔

Marfat.com

پٹواری نے انتقال میری مرضی کے بغیر میرے نام کر دیا۔ محمد طفیل عدالت میں حاضر ہوا اور بیان دیا کہ میں یہ رقبہ بیگم محمد اختر کو دیتا ہوں۔ تحصیلدار صاحب نے بغیر پڑھے انتقال میرے نام کر دیا۔ یہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرمانِ عالی شان کا نتیجہ تھا۔

ایک مرتبہ حضرت کرمانوالہ شریف سے آئے ہوئے چند روز ہی ہوئے تھے کہ خواب میں دیکھا، مسجد کی چھت گر گئی ہے۔ بعد میں تعبیر معلوم کی تو پتہ چلا کہ مرشد کا وصال ہو جائے گا۔ بعد ازاں ریڈیو پر اعلان سنا کہ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد جنازہ ہو گا۔ خیال کیا، کیا میں بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جنازے کو کندھا دے سکوں گا اور نماز میں شامل ہو سکوں گا؟ بہر حال کوشش کر کے حضرت کرمانوالہ شریف پہنچا تو دیکھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ بڑے گیٹ سے باہر آ رہا ہے۔ بھاگتا ہوا جنازہ کے نیچے جا کر بانس پکڑ لیے۔ حالانکہ رش اس قدر تھا کہ آدمی کا چلنا محال تھا۔ یہ حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت تھی کہ مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی۔

چوہدری سردار محمد ارائیں 48/E.B عارفوالا، بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ اعلیٰ حضرت کرماں والے رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک سیٹھ آیا اور اس نے کچھ رقم بطور نذر پیش کی، حضرت قبلہ نے اپنی ران سے کپڑا اٹھا کر دکھایا اور فرمایا: سیٹھ جی! سنگل (زنجیر) کی کنڈیاں ابھی تک میری ران میں لگی ہوئی ہیں، اتنا زور لگایا ہے اور تم اپنے وعدہ کے مطابق معاوضہ نہیں دے رہے؟ سیٹھ یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا اور معافی مانگی پھر کچھ رقم مزید نکال کر اس میں شامل کر کے پیش کی تو آپ نے قبول فرمالی۔ بعد میں ہم نے سیٹھ سے پوچھا کہ اصل واقعہ کیا ہے؟ تو سیٹھ صاحب نے بتایا کہ میں سامان سے بھرا بحری جہاز لا رہا تھا کہ جہاز ڈوبنے لگا تو میں نے منت مانی کہ اگر میرا جہاز صحیح سلامت منزل پر پہنچ گیا تو اتنی رقم حضرت صاحب کرماں والے کو نذر پیش کروں گا۔ جب میں منزل پر صحیح سلامت پہنچ گیا تو اب میں نے خیال کیا کہ حضرت قبلہ کون سا وہاں موجود تھے، میں اپنی

Marfat.com

مرضی سے کچھ رقم پیش کر دیتا ہوں لیکن حضرت صاحب نے تو سب کچھ بتا دیا۔

ایک مرتبہ آپ شاہی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص برابر سے گھبرایا ہوا گزرا۔ ایک خادم سے فرمایا کہ اس شخص سے معلوم کرو کہ اسے کیا تکلیف ہے؟ دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ حضرت دو برس سے میرا بھائی گم ہو گیا ہے اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، ذرا مسجد کے بڑے دروازے کے باہر جا کر تو دیکھو۔ چنانچہ وہ شخص بڑے دروازے کی سیڑھیوں سے اتر ہی رہا تھا کہ اس کا بھائی اوپر آتے ہوئے اسے ملا اور اس طرح ان دونوں بھائیوں کا ملاپ ہو گیا۔

ماسٹر محمد انور (چونڈہ، سیالکوٹ) لکھتے ہیں کہ میں نے 1957ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ملازمت کے لئے کوشش کی لیکن نہ ملی۔ دو تین سال گزر گئے۔ برج میاں جیوے خاں ضلع ساہیوال میں ہمارے ایک عزیز تھے انہوں نے مجھے ٹیوشن پڑھانے کے لئے بلا لیا۔ ایک دن ہم دونوں سائیکل پر حضرت کرمانوالہ شریف پہنچ گئے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ صفوں پر تشریف فرما تھے۔ میری باری آئی تو میں نے بیعت ہونے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا بیلیا دین کے لئے بیعت ہونا یا دنیا کے لئے؟ تو میرے دل میں یہ دونوں مقاصد تھے۔ لیکن بندہ نے جواب دیا کہ دین کے لئے بیعت ہونا ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے افسر نہ لگا دیں۔ میں چپ رہا۔ دوسری بار ارشاد فرمایا تمہاری تنخواہ پانچ سو روپیہ لگا دیتے ہیں۔ (اس وقت کسی افسر کی ہی اتنی تنخواہ ہوا کرتی تھی۔) لیکن دوسری بار بھی خاموش رہا۔ کچھ توقف کے بعد ارشاد ہوا۔ سو روپیہ تنخواہ بڑی ہے۔ (یعنی کافی ہے) میں نے کہا سرکار بڑی ہے۔ اس کے بعد آپ نے کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔ واپس اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ اسی اثنا والد صاحب محترم کو کسی نے بتایا کہ اپنے بیٹے کے لئے محکمہ تعلیم سیالکوٹ میں ٹیچر ٹریننگ کے لئے درخواست جمع کروا دیں۔ میں چونکہ اس وقت ضلع ساہیوال میں ہی تھا اور اصل کاغذات وسندات میرے پاس تھے۔ سادہ کاغذ پر والد صاحب نے درخواست دے دی۔ جب میں واپس اپنے گاؤں آیا تو محکمہ تعلیم سے کال (call) آ گئی۔ انٹرویو کے

Marfat.com

لئے سیالکوٹ دفتر پہنچ گیا۔ اصل کاغذات بھی اس وقت میرے پاس موجود نہیں تھے۔ لیکن حضرت صاحب کی دعا سے مجھے داخلہ مل گیا۔ کسی افسر کو پتہ نہ چلا کہ کاغذات اس کے پاس موجود نہیں ہیں۔ (اگر چہ بعد میں کاغذات جمع کروا دیئے گئے) ہاسٹل اور کتابوں کے لئے چار پانچ سو روپے کی ضرورت تھی۔ والد صاحب کو بتایا کہ داخلہ تو مل گیا ہے لیکن اتنی بڑی رقم کا کیسے انتظام ہوگا۔ شام کو والد صاحب کے ایک دوست لاہور سے تشریف لائے اور پانچ سو روپے والد صاحب کو دے کر چلے گئے۔ ایک سال کے بعد ہماری ٹریننگ مکمل ہوگئی۔ ابھی نتیجہ بھی نہیں نکلا تھا کہ تقرری ہوگئی۔ یہ سب حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کا کرم تھا۔ جب پہلی تنخواہ ملی تو 85 روپے تھی لیکن چند ماہ کے بعد تنخواہ مبلغ 108/ روپے ہوگئی۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت کرمانوالہ شریف جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ کے پاس حاضری نصیب ہوئی۔ اس وقت آپ مسجد کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ کچھ زیادہ بیلی نہیں تھے۔ ایک چھوٹے بچے کو آپ اس وقت سبق دے رہے تھے۔ غالباً وہ اپنے باپ کے ہمراہ مرید ہونے کے لئے آیا ہوا تھا۔ گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ساہیوال کے ملحقہ علاقہ کا باشندہ ہے۔ بڑی میٹھی اور پیاری زبان میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے بچے کو فرمایا ''لفظ اللہ کو دل میں اس طرح یاد رکھنا ہے کہ جس طرح چاند''۔ مجھے یہ منظر بہت ہی سہانا معلوم ہوا۔ الفاظ اس منظر کو ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ بچے سے فارغ ہونے کے بعد مجھے بھی جذبہ اور شوق پیدا ہوا اور عرض کیا حضور! مجھے بھی سبق پڑھا دیں۔ دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب کو کیا پتہ ہے کہ یہ پہلے مرید ہو چکا ہے؟ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ ''بیلیا تجھے بار بار سبق پڑھانا ہے؟''

میری نظر کچھ خراب تھی۔ آنکھیں ڈاکٹر سے چیک کروا کر عینک لگوائی لیکن عینک کچھ ٹھیک طرح سے فٹ نہ ہو سکی۔ بہت پریشان ہوا۔ سرمے وغیرہ کا استعمال بھی کیا لیکن بات نہ بن سکی۔ آخر کار حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ نظر کی کمزوری کے متعلق آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے مجھے نہیں بلکہ ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے

Marfat.com

کہا کہ نظر کے لئے عینک وغیرہ لگوالینی چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا حضور میں نے عینک نہیں لگوانی ہے۔ دعا فرمادیں کہ نظر صحیح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا عینک نہ لگوائیں آنکھوں میں شہد ڈال لیا کریں۔ آپ کے ارشاد کے مطابق شہد کا استعمال کیا گیا۔ جب کبھی ضرورت محسوس ہوتی ہے شہد کا استعمال کر لیتا ہوں۔ لیکن عینک کا استعمال آج تک نہیں کیا۔ میں سکول سے ریٹائر ہو چکا ہوں۔ بغیر عینک کے اخبار وغیرہ بھی پڑھ لیتا ہوں۔

غلام مصطفٰے بیان کرتے ہیں کہ 1962ء میں میری شادی کو کچھ عرصہ ہو چکا تھا لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ میری والدہ صاحبہ نے اپنے چچازاد بھائی صادق علی سے کہا کہ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کرنا کہ میرے بیٹے کو بھی اللہ کریم بیٹا عطا کریں۔ میں اور صادق علی حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے۔ صادق علی نے عرض کیا۔ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ ''دونوں میاں بیوی ہر نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھیں اور اول آخر پانچ مرتبہ درود پاک پڑھ کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کریں تو اللہ کریم خیر کر دیں گے۔ اور میں نے یہ عمل تھوڑا ہی عرصہ کیا تو اللہ کریم نے خیر ہی خیر کر دی۔ اب حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔

محمد اسلام الحق (پاکستان ایٹمی کمیشن) حال مقیم 154 نظام بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیان کرتے ہیں: 1963-64ء میں ان کے والد صاحب ساہیوال میں بطور تحصیلدار تعینات تھے۔ ان کی والدہ کو دائیں ٹانگ میں پچھلے تین سال سے شدید درد ہوتا تھا۔ بہت علاج کے باوجود نہ کوئی آفاقہ ہوتا نہ تکلیف رفع ہوتی۔ فرید ٹاؤن میں رہائش تھی۔ ایک دن ان کو والدہ نے کہا ''حضرت کرمانوالے یہاں آئے ہوئے ہیں، ان سے میری ٹانگ کے درد کے لئے دعا کراؤ'' اس وقت وہ طالب علم تھے اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق نہیں جانتے تھے۔ سائیکل لے کر چل پڑے۔ راستہ میں چند لوگ ملے، ان کی پوری داڑھیاں تھیں۔ ایک صاحب سے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا، وہ

Marfat.com

کہنے لگے کہ میں تو حضرت صاحب کو نہیں جانتا اور پھر انہوں نے قریب کے گاؤں کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں سے پتہ کر لیں۔ (جن سے پتہ پوچھا وہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے) وہ گاؤں گئے اور نمبر دار سے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق استفسار کیا۔ نمبر دار نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ وہ واپس لوٹ آئے۔ راستہ میں وہی صاحب ملے۔ جن سے پتہ پوچھا تھا، بولے آپ حضرت کرمانوالے کو مل آئے ہیں۔ یہ بولا کہ حضرت کرمانوالے نہیں ملے، پھر پوچھا کہ آپ کو ان سے کیا کام ہے، یہ بولے میری والدہ کی دائیں ٹانگ میں پچھلے تین سال سے درد ہے۔ علاج کے باوجود آرام نہیں آتا، انہوں نے پوچھا، کیا ہم دعا کر دیں؟ یہ بولے جی کر دیں۔ انہوں نے اپنے بیلیوں سے کہا، آؤ دعا کریں آپ نے دعا کر دی اور یہ واپس آ گئے، آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے محمد اسلام الحق کی والدہ صحت یاب ہو گئیں۔ 1997ء میں علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں واقع گاؤں بھیکے وال میں ان کی ملاقات ایک حجام سے ہوئی۔ اس کے پاس حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی تصویر تھی۔ (یہ حجام بابا جی محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہے) تو پوچھا کہ یہ کن کی تصویر ہے۔ حجام نے بتایا کہ یہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی تصویر ہے تو وہ فوراً بولے، یہی تو بابا جی ہیں کہ جن کی دعا سے میری والدہ کی ٹانگ کا تین سالہ پرانا درد ٹھیک ہوا تھا۔"

غلام محمد مہر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ کا ملازم ہوں، گورنمنٹ پنجاب نے ایکٹ منڈیاں زرعی پیداوار سال 1939 میں نافذ کیا۔ اس ایکٹ کے تحت زرعی اجناس کی خرید و فروخت کا بہتر انتظام کرنا اور پنجاب میں زرعی اجناس کے لئے منڈیاں قائم کرنے کا بندوبست کرنا ہے۔ ایکٹ کے نفاذ کے بعد یکم دسمبر 1941 کو مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ کا پہلا ملازم میں تھا اور میرا مشاہرہ=40 روپے مقرر ہوا۔ مورخہ 28-2-48 کو مجھے آپ کا مرید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میرے دفتر کے سیکرٹری مولوی محمد خلیل اختر صاحب اور شیخ خادم منیر صاحب انسپکٹر ایک دو یوم مجھ سے قبل مرید ہوئے

Marfat.com

تھے۔جب آپ چک نمبر 56/2L حضرت کرمانوالہ میں مستقل طور پر تشریف لے آئے۔ تو شیخ خادم منیر صاحب اور میں اکھٹے اور کبھی ہم علیحدہ علیحدہ آپ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ایک روز شیخ خادم حسین صاحب کی موجودگی میں میں نے اپنی ملازمت کی ترقی کے لئے دل میں خواہش کے اظہار کرنے کا ارادہ کیا۔کہ آپ ازخود میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے کہ آپ ''آفیسر ہو جائیں گے۔میں اپنی خواہش کا اظہار بھی نہیں کر سکا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ پر کرم نوازی کر دی تھی۔واپس آنے کے بعد ہم اپنی عقل کے مطابق آپ کے فرمان کے بارے میں غور کرنے لگے کہ آپ نے جو مجھے ''آفیسر'' بنایا ہے،اس کا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟ کبھی ہم یہ خیال کرتے کہ کمیٹی ہذا میں سب سے اونچا عہدہ تو سیکرٹری کا ہے۔اور اس عہدہ پر میرے بھائی تعینات ہیں۔اس کے علاوہ دفتر میں کوئی دوسرا عہدہ ''آفیسر'' کا نہیں ہے۔اور کبھی ہم یہ سوچتے کہ شاید کسی دیگر محکمہ میں کوئی ''آفیسری'' ملنے والی ہے۔چنانچہ ہم اس کرامت کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔ولی اللہ کے دہن مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کیسے رد ہو سکتے تھے۔وہ دن آن پہنچا کہ میں ''آفیسر'' بن گیا،میرے عہدہ کا نام انسپکٹر تھا،اور مارکیٹ کمیٹی ہذا میں ہم تین انسپکٹر تھے۔چنانچہ مارکیٹ کمیٹی نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی منظوری سے میرے ''انسپکٹر'' کا عہدہ کا نام تبدیل کر کے مارکیٹ ٹیکس آفیسر'' رکھ دیا اور مورخہ 1-8-50 کو میں مارکیٹ ٹیکس آفیسر'' ہو گیا۔ یہاں اس امر کی وضاحت کرنی ضروری ہے۔کہ صوبہ پنجاب کی دیگر 85 مارکیٹ کمیٹیوں میں صرف میرے عہدہ کا نام ہی '' مارکیٹ ٹیکس آفیسر'' تھا۔اور میرے نام کے ساتھ'' آفیسر'' کا لفظ کیوں نہ استعمال ہوتا،یہ لفظ تو ولی اللہ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا تھا۔گو میں ''آفیسر'' ہو گیا تھا۔مگر قواعد کی رو سے میری تنخواہ میں کوئی خاص اضافہ نہ ہوا۔تنخواہ کے اضافہ کی خواہش دل میں لے کر دوبارہ حاضری دی تو حسب سابق میرے اظہار کرنے کے بغیر ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا،کہ مہر کی تنخواہ=500 روپے سے اوپر ہونی چاہیے۔اس وقت میری تنخواہ=/190 روپے ماہوار تھی اور اس وقت میں اتنی تنخواہ حاصل کرنے والا

Marfat.com

ملازم یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ میری تنخواہ=500 روپے سے اوپر ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اس کرامت کے ظہور کا انتظار کرنے لگا۔ آخر کار وہ دن بھی آن پہنچا اور جو بات آپ نے کئی سال قبل فرمادی تھی وہ پوری ہوگئی۔ خلیل اختر صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی ہذا ریٹائرڈ ہوگئے اور ان کی جگہ مجھے مورخہ 7-1-69 کو بطور سیکرٹری تعینات کر دیا گیا اور میری تنخواہ مبلغ 500 روپیہ مقرر کر دی گئی۔ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ میری سابقہ پوسٹ ''مارکیٹ ٹیکس آفیسر'' کا نام تبدیل کر کے دوبارہ اس عہدہ کا نام انسپکٹر کر دیا گیا کیونکہ وہ عہدہ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے صرف میرے لئے بنوایا تھا۔ آپ کے فرمان کے مطابق =/500 روپیہ کے اوپر تنخواہ کا ہونا ابھی تک تشنہء تکمیل تھا۔ آخر کار وہ بھی پورا ہوگیا اور آج جبکہ اس وقت میں آپ کی کرامت سپرد قلم کرر ہا ہوں میری تنخواہ =/850 روپے ماہانہ ہے۔ مارکیٹ کمیٹی کے عملہ میں ''سیکرٹری'' کا عہدہ سب سے اونچا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب بڑے بڑے افسروں کی تنخواہ اتنی ہوتی تھی۔

آپ کے ایسے واقعات اکا دکا نہیں ہزاروں ہیں۔ بس آپ کی خدمت میں جانے کی دیر ہوتی وہاں پہنچتے ہی لاعلاج مریضوں کو ایک ماہر طبیب میسر آجاتا، لڑنے جھگڑنے اور لوٹ مار کرنے والے مجرموں کو سراپا کرم اور مجسم رحمت قاضی مل جاتا، گناہ گاروں کو توبہ کا دروازہ نظر آتا، اہل علم کو چشمہء علم وحکمت نصیب ہوتا، اہل تصوف کو منازلِ سلوک طے کرنے کا وسیلہ حاصل ہو جاتا، اہل محبت کو آغوشِ محبت مل جاتی، مصیبتوں اور پریشانیوں کے مارے ہوئے، دنیا کے دروں سے دھکے کھا کھا کر مایوس ہو جانے والے آپ کو ملجا و ماویٰ پاتے، بھوکوں اور پیاسوں کو سیرابی ملتی، بدعقیدوں کو صحتِ عقیدہ میسر آتی، مقروضوں کے قرضوں کا سامان ہو جاتا لیکن یہ سب کچھ خاموشی سے ہو جاتا نہ کوئی ہائے ہوا اور نہ کوئی نعرہ مستانہ۔ کسی کو کسی کے حال کی خبر نہیں۔ ہر کوئی اپنی دھن میں مست اور اپنے کام میں مگن۔

چوہدری عبدالعزیز صاحب ایڈیشنل کمشنر اشتمالیات آپ کے بہت معتقد تھے ان کے صاحبزادہ چوہدری جاوید عزیز جو راقم کے دفتر میں ایک ہی جگہ تعینات تھے بیان

Marfat.com

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرا بھائی اپنے والد صاحب کے ہمراہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ہم دونوں نے ایم ایس سی کے امتحانات دیئے ہوئے تھے۔ میرے والد نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے امتحان میں پاس ہونے کے لئے درخواست کی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دونوں بھائیوں کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا جاؤ فرسٹ آؤ گے۔ جب امتحان کا نتیجہ نکلا تو میں نے ایم ایس سی سٹیٹکس میں اور میرے بھائی نے ایم ایس سی جیولوجی میں پنجاب یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی جبکہ ہمارے پرچے اس معیار کے نہیں ہوئے تھے یہ محض اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم تھی کہ میں اور میرے بھائی دونوں یونیورسٹی میں فرسٹ آئے۔

خورشید صاحب لاہور سے بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ تقریباً 1960 سے پہلے کا ہے کہ میری بیوی سخت بیمار ہوگئی۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ نے میری بیوی کے مرض کو لاعلاج قرار دیا حالانکہ وہ اس زمانے میں لاہور میں بہترین طبیب سمجھا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں میرے ایک کرایہ دار کے ساتھ مقدمہ بازی بھی چل رہی تھی اور میں ان دنوں سخت پریشان تھا میرے تایا جان مولوی سلطان صاحب جن کا مزار شاہ محمد غوث کے احاطہ میں ہے وہاں گیا اور ان سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ انہوں نے مجھے محمد اسمٰعیل شاہ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جانے کے لئے کہا۔ میں وہاں پہنچا اور اپنا مدعا بیان کیا اور بتایا کہ میں مولوی سلطان صاحب کا بھتیجا ہوں انہوں نے میرے لئے دعا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب کام درست کردے گا میں واپس آگیا۔ آپ کی دعا سے میری بیوی چند ہفتوں میں بغیر کسی مزید علاج کے بالکل تندرست ہوگئی اور میرا کرایہ دار جو کہ ڈاکٹر تھا اس نے ہائی کورٹ سے مقدمہ واپس لے لیا اور مکان خالی کر گیا۔

1962ء میں میرے لڑکے نے میٹرک کا امتحان دیا تھا۔ پرچے اچھے نہ ہوئے تھے میں حضرت کرمانوالہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی کہ دعا کریں کہ میرا لڑکا اسی سال میٹرک کا امتحان پاس کرلے آپ نے فرمایا جاؤ وہ اسی سال پاس ہو جائے گا میرا بیٹا فیل ہوگیا اسی سال میٹرک میں سپلیمنٹری امتحان کا قانون بنا اور میرے بیٹے نے

Marfat.com

سپلیمنٹری امتحان میں اسی سال میٹرک امتحان اچھے نمبروں سے پاس کرلیا اور اس کا سال ضائع ہونے سے بچ گیا۔

''آپ نے امتحانی قوانین میں ترمیم فرما کر سپلیمنٹری کا امتحانِ ہر سطح پر رائج فرما دیا جبکہ اس سے پہلے کسی بھی امتحان میں سپلیمنٹری کی یہ رعایت نہ تھی۔

زوار شاہ صاحب جو کہ ایک بڑے عالم دین ہیں بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دیگر بھائی چھوٹی عمر میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ نے مجھے اور میرے تمام بھائیوں کو کھانے کی کچھ چیزیں عنائیت فرمائی اور مجھے حافظ صاحب کہہ کر مخاطب فرمایا حالانکہ میں بہت چھوٹا تھا اور ابھی قرآنی تعلیم شروع بھی نہ کی تھی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے بموجب میں حافظ قرآن بھی بن گیا اور اس کے ساتھ عالم دین بھی یہ آپ کی خاص نظر کرم تھی کہ میں حافظ قرآن اور عالم دین بن گیا۔

جناب سارنگ صاحب منڈی تاندلیاوالے بیان کرتے ہیں کہ حج کے دوران شیطان کو کنکر مارنے گیا تو ہجوم میں پھنس گیا میں نہ آگے جاسکتا تھا نہ پیچھے مڑ سکتا تھا موت یقینی نظر آنے لگی تو میں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کیا تو ایک شخص نے مجھے پیچھے سے پکڑ کر ایک کھلی جگہ پر چھوڑ دیا اور فرمایا یہاں سے کنکریاں مارو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا۔ یہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی غیبی مدد ہی تھی کہ میں موت کے منہ سے بچ نکلا۔

یہی سارنگ صاحب بیان کرتے ہیں حج سے واپسی کے لئے تیاری کر رہا تھا میری رہائش گاہ حرم شریف سے تین چار کلومیٹر دور تھی میں نے آب زم زم کا دس کلو کا بڑا ڈبہ بھر لیا لیکن اتنی دور لے کر جانا بہت مشکل تھا تھوڑی دور چل کر تھک گیا اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کیا تو ایک شخص نے آب زم زم ولا ڈبہ مجھ سے لے کر میرے ساتھ چلنے لگا اور مجھے اپنی چوتھی منزل پر واقع رہائش گاہ پر چھوڑ کر جانے لگا تو میں نے اس سے اجرت کے متعلق دریافت کیا تو اس نے فرمایا کہ اجرت میں اسی سے لوں گا جس نے مجھے تمہارے پاس مشکل کشائی کے لئے بھیجا ہے اور اس طرح بغیر اجرت لئے چلا گیا یعنی اس شخص کو اعلیٰ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ہی میری مدد کے لئے بھیجا تھا۔

Marfat.com

سارنگ صاحب مدینہ شریف کی حاضری کے دوران یہ شعر پڑھتے تھے۔

دیس عرب دے والیا کریں شاد دل میرا
لے پیغام وصل دا آویں ہوئے دل دور اندھیرا
میں انجاناں تے راہ نہ جاناں نالے دور سجن دا ڈیرا
اعظم آکھیں یار میرے نو کدی آپے پاجائیں پھیرا

سارنگ صاحب مزید بیان فرماتے ہیں کہ میں لنگر شریف میں کام کرتا تھا ایک مرتبہ مجھے بخار چڑھ گیا اور تین ماہ تک بخار چڑھتا رہا ایک دن میں غصہ میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنے بخار کی بابت عرض کی آپؒ نے فرمایا دو آنے کا چھلکا اسبغول لے کر کھالے بخار اتر جائے گا۔ میں نے عرض کی میرے پاس تو ایک آنہ بھی نہیں میں چھلکا اسپغول کہاں سے خریدوں۔ آپ نے فرمایا اچھا الحمد شریف پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے بخار اتر جائے گا میں نے عرض کی حضور مجھے نہ نماز آتی ہے نہ الحمد شریف۔ آپؒ نے فرمایا اچھا تو کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا تین ماہ سے بخار چڑھا ہوا ہے بخار ابھی اترنا چاہیے۔ آپؒ نے فرمایا اچھا جا بخار ابھی اتر جائے گا۔ میں آپ کے پاس سے روانہ ہوا تو بخار اسی وقت اتر گیا اور پھر دوبارہ نہ چڑھا۔

سارنگ صاحب مزید فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت صاحب صبح بعد نماز فجر اور شام بعد نماز عصر اسپغول کا چھلکا گائے کے دودھ کے ساتھ نوش فرماتے اور وہ گائے پورا سال دودھ دیتی چاہیے وہ گبن (حاملہ) ہو یا نہ ہو یہ بھی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ جس وقت بھی آپ کے لئے دودھ کی ضرورت ہوتی اس کو دودھ لیا جاتا اور وہ دودھ دے دیتی۔

گمشدہ اشیاء کی بازیابی

☆:۔ قصور کے رہنے والے ایک صاحب ایک دن آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''حضرت میرا بیٹا گم ہو گیا ہے، اسے گھر سے گئے ہوئے دو تین ہفتے ہو گئے ہیں اور اس کی جدائی میں سب اہل خانہ بے چین ہیں، دعا فرمائیں کہ بچہ واپس گھر آ جائے'' آپ نے فرمایا جاؤ وہ آ جائے گا، فکر نہ کرو۔ آئندہ جمعہ کے دن وہ شخص پھر حاضر ہوا اور اس کے ہمراہ اس کا بچہ بھی تھا۔

Marfat.com

آپ نے لڑکے سے پوچھا: ''کہو، تم کہاں تھے اور کیسے آئے؟'' اس نے کہا حضور میں کراچی میں تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ مجھے رسی سے کھینچ رہے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے گھر پہنچ گیا۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں تختِ بلقیس بھی طرفۃ العین میں لایا گیا تھا) (قرآن حکیم)

☆:۔ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ ایک پریشان حال شخص آیا اور عرض کیا ''حضور میرا لڑکا ایک ماہ سے گم ہے۔ گھر سے ناراض ہو کر چلا گیا ہے، دعا فرمائیں کہ لڑکا گھر واپس آ جائے'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''جا بیلیا، اللہ رحم کر دے گا'' وہ سمجھا کہ آپ نے سرسری طور پر کہہ دیا ہے اور توجہ سے دعا نہیں فرمائی۔ اس لیے وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ''جاؤ، اللہ کریم رحم فرما دیں گے'' وہ شخص پھر بھی بادلِ نخواستہ مجلس سے اٹھا اور دروازہ کے قریب جا کر رک گیا۔ لڑکے کی جدائی اسے تڑپا رہی تھی۔ آخر آپ کے ارشاد کے مطابق ایک خادم اس کے پاس گیا اور کہا کہ بھائی تم جاتے کیوں نہیں، تم جاؤ تم کو اجازت ہو گئی ہے'' اس نے کہا، میں تو بڑی امیدیں لے کر آیا تھا، آپ لوگ مجھے دربار سے خالی نہ نکالیں میں تو لڑکا لے کر جاؤں گا۔ خادم نے جا کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پھر اس کی پریشانی کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ تو کہتا ہے کہ میں لڑکا لے کر جاؤں گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے، ہمارا کہا مانے تو کچھ بات بنے'' چنانچہ خادم نے اس کو کہا کہ جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا، اطمینان رکھو۔ یہ سن کر وہ شخص اسٹیشن پر چلا گیا اور لاہور سے آنے والی گاڑی میں سوار ہو کر اوکاڑہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اوکاڑہ پہنچا تو اس کا لڑکا بھی اس ڈبہ میں سوار ہونے کے لیے آ گیا۔ باپ نے آگے بڑھ کر بیٹے کو گلے لگا لیا اور خوشی خوشی گھر لے گیا، چند دنوں کے بعد دونوں باپ بیٹا سلام کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

چوہدری شادی، تہاڑہ ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت قبلہ کے معتقدین خاص میں سے تھے وہ اکثر اوقات کرموں والا شریف (ضلع فیروز پور) میں حاضر خدمت ہوتے کرتے تھے ایک دفعہ چوہدری صاحب کی ایک بہت عمدہ اونٹنی چور لے گئے۔ چند دن چوہدری صاحب تلاش میں سرگرداں رہے مگر بے سود اونٹنی کا کوئی سراغ نہ ملا ان کے مخالفوں نے آواز۔

Marfat.com

کسنے شروع کر دیے کہ تم تو کہتے تھے میرے پیر کی برکت سے اونٹنی آ جائے گی کیا واپس آ گئی ہے؟ طعنے سن سن کر اور تلاش بے سود کے بعد وہ سیدھے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسبِ معمول ان کی خیر و عافیت پوچھی۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ اور تو سب طرح سے حضور کی کرم نوازی ہے البتہ میری اونٹنی چور لے گئے ہیں تلاش کر کے تھک گیا ہوں وہ نہیں ملی اب تو لوگ طعنے دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ اونٹنی مل جائے گی اور چھن چھن کرتی آئے گی۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لطف تو پھر ہے کہ آج ہی اونٹنی مجھ سے پہلے گھر پہنچ جائے۔ آپ نے تبسم فرمایا، اطمینان سے جاؤ، اللہ کریم ایسا ہی کر دیں گے اور اونٹنی تمہارے گھر پہنچنے سے پہلے آ جائے گی اور مجھے کیا کہتے ہو۔

چوہدری صاحب واپس اپنے گاؤں چل دیے جب گھر کے قریب پہنچے تو اونٹنی بھی بھاگتی ہوئی آئی اور ان سے پہلے گھر میں داخل ہوگئی اس کے گھٹنوں کے ساتھ گھنگھرو بندھے ہوئے چھن چھن کر رہے تھے۔

ملازمت کا ملنا، ملازمت میں ترقی، بحالیٔ ملازمت

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ ملازمت کے حصول ترقی اور تبادلے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان پر نظر کرم فرماتے تھے:۔

☆:۔ مرزا محمد عباس اوکاڑہ میں بطور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کام کر رہے تھے۔ ایک دن وہ شیخ خادم حسین انسپکٹر مارکیٹ کمیٹی (اوکاڑہ) کے ہمراہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ شیخ خادم حسین نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا "یہ مرزا محمد عباس صاحب اوکاڑہ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں" آپ نے فرمایا، یہ ڈپٹی تو نہیں یہ تو بڑے کپتان ہیں۔ پھر مرزا صاحب سے باتیں ہوتی رہیں اور آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی آپ مظفر گڑھ بھی گئے ہیں یا نہیں؟ وہاں بہت اعلیٰ قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں، وہاں جائیں تو ہمارے لیے کھجوریں بھیجیں۔ اس کے بعد ان کو رخصت کیا۔

Marfat.com

ملاقات کے بعد مرزا صاحب سیدھے اپنے دفتر میں گئے۔ان کی میز پر تار کے ذریعے حکم آیا پڑا تھا کہ آپ کو بطور سپرنٹنڈنٹ پولیس مظفر گڑھ تبدیل کیا جاتا ہے۔فوراً جا کر چارج لیں۔مرزا صاحب اسی وقت پھر اپنی جیپ میں واپس حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عقیدت پیش کیا۔

☆:۔چوہدری نیاز احمد صاحب ڈپٹی کمشنر کسی وجہ سے ایک دفعہ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب کے زیر عتاب آ گئے اور معطل کر دیے گئے۔ایک شخص کے ہمراہ وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ''چوہدری صاحب اللہ کریم رحم فرما دیں گے،آپ ہر نماز کے بعد قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف گیارہ بار پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو ایصال ثواب کر دیا کریں'' چوہدری صاحب اس کے بعد چلے گئے اور پانچ چھ ہفتے کے بعد پھر ایک دن خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔آپ سے ابھی وہ کچھ فاصلہ پر ہی تھے کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ''آپ کا کام اللہ کریم نے کر دیا ہے اور آپ بحال ہو گئے ہیں'' انہوں نے عرض کیا ''سرکار مجھے تو ابھی تک کوئی علم نہیں'' آپ نے فرمایا ''آپ بحال،بحال'' اور پھر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سرکار نے تھپکی دی۔وہ نصف گھنٹہ تک بیٹھے ہوں گے کہ ایک اور آدمی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا،وہ سلام کر کے بیٹھ گیا۔آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے،اس نے عرض کیا کہ حضور یہ اخبار ''نوائے وقت'' ہے،فرمایا ''مجھے دکھاؤ'' سرکار نے اخبار ہاتھ میں لیا اور اس میں پہلے صفحہ پر یہ خبر درج تھی کہ ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ نے ڈی۔سی صاحب کی فائل منگوا کر ان کو بحال کر دیا ہے۔آپ نے اخبار دیکھ کر فرمایا ''لو چوہدری صاحب'' اخبار میں آپ کی خبر آ گئی ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ سرکار مجھے تو کوئی علم نہیں تھا۔آپ نے فرمایا ''میں جو کہتا تھا کہ آپ بحال ہو گئے ہیں،اللہ کریم نے مہربانی فرما دی ہے'' سبحان اللہ،کیا شان ہے اللہ کریم کے ولیوں کی

☆:۔خان حشمت جو اسلامیہ کالج فیصل آباد کے پرنسپل تھے۔قبل ازیں وہ گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں بطور پروفیسر کام کرتے تھے۔اس وقت کے پرنسپل سے کسی بات پر ان کی ان

Marfat.com

بن ہوگئی۔ حتیٰ کہ پرنسپل ہر وقت درپے آزار رہنے لگا۔ ایک دن پروفیسر محمد حسین بٹ کے ہمراہ خان صاحب حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ ملاقات کے وقت پروفیسر محمد حسین نے عرض کیا ''حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ! خان صاحب خاندانی آدمی ہیں اور نہایت قابل ہستی ہیں لیکن پرنسپل صاحب خواہ مخواہ ان کے مخالف ہو گئے ہیں اور تنگ کرتے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، یہ تو خود پرنسپل بن جائیں گے، فکر نہ کریں اللہ کریم بڑا کرم فرما دیں گے۔

وہ واپس فیصل آباد آئے تو پرنسپل نے اور بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بٹ صاحب نے پھر بذریعہ خط حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ نے جواب میں لکھا کہ دشمن دفع ہو جائے گا۔ چند دنوں کے بعد اس پرنسپل کا تبادلہ ہو گیا اور اس کے بعد خان حشمت خاں خود اس کالج کے پرنسپل بن گئے۔

☆:۔ غلام نبی اشرفی الجیلانی کیمبل پور سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں زاد بھائی معراج دین ایک غیر ملکی بورنگ کمپنی میں ملازم تھے۔ کسی بناء پر ان کا انگریز افسران سے ناراض ہو گیا ور ملازمت سے جواب دے دیا۔ بعد ازاں کئی جگہ پر انتہائی کوشش کی گئی لیکن روزگار کی کوئی صورت نہ بن سکی۔ آخر کار معراج دین آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لیے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا ''جاؤ، تم خود افسر بن جاؤ گے'' چنانچہ معراج دین پھر اسی ملازمت پر دوبارہ بحال ہو گیا اور بعد ازاں تھوڑے ہی عرصہ میں ترقی کر کے خود افسر بن گیا۔

علمائے کرام پر خصوصی لطف و کرم

مولوی محمد صدیق صاحب فیروز پوری نے بیان کیا کہ وہ لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک سے ملحقہ جامعہ گنج بخش میں زیر تعلیم تھے۔ ہر وقت پریشان رہتے تھے، کیونکہ سبق یاد نہیں رہتا تھا۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ دعا بھی کروائیں گے اور حضور کی غلامی کی سعادت بھی حاصل کریں گے۔ چنانچہ اسی ارادے سے وہ آپ کی خدمت میں جا پہنچے۔ آپ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ ''حضور مرید ہونے کے لیے آیا ہوں'' آپ نے قبول فرما لیا اور کچھ پڑھنے کے لیے بھی ارشاد فرمایا۔ پھر مولوی محمد صدیق احمد یار نے عرض کیا کہ حضور مدرسہ میں بھی پڑھتا ہوں لیکن حافظہ اتنا خراب ہے کہ کچھ یاد نہیں رہتا۔ حضرت صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور تین بار تھپکی دے کر فرمایا "خدا کے فضل سے تم بڑے مولوی بن جاؤ گے" چنانچہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت بھی عطا کی اور وعظ و تقریر کا ملکہ بھی عنایت کر دیا۔

وہی بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک دوست کی بیوی کو خنازیر کی موذی مرض نے آ دبایا۔ علاج معالجہ سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم داڑھی رکھ لو اور دونوں میاں بیوی نماز پڑھا کرو۔ نماز کے بعد درودِ پاک پڑھ کر لعاب دہن لگا دیا کرو، اللہ تعالیٰ شفا بخش دیں گے" چنانچہ جب انہوں نے کچھ دن اس فرمان کے مطابق عمل کیا تو اس موذی مرض سے ہمیشہ کے لیے نجات مل گئی۔

مولانا بشیر احمد خطیب و مدرس چشتیاں شریف حضرت مولانا عبدالحق بہاولنگری کے برادر حقیقی ہیں دارالعلوم دیوبند سے تحصیل علم کے بعد سند فضیلت حاصل کر کے وطن واپس آئے تو علوم ظاہری سے ان کا دامن بھر پور تھا مگر علم باطن سے کورے تھے۔ زبان کی تیزی اور دلائل کی فراوانی تھی۔ بعض مسائل اور اعتقادی اور امور میں ایک خاص نقطہ نگاہ رکھتے تھے جو علم ظاہر کا ثمر تھا۔ حضرت مولانا عبدالحق ان کو اپنے ہمراہ لے کر کرمونوالہ شریف میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوجوان عالم پر نگاہ ڈالی جو اپنے محدود علم کے پیمانے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لامحدود علم کی پیمائش کرتا تھا، آپ نے محبت سے ان کے کندھے پر دست مبارک رکھ دیا اور آستانہ عالیہ کے صحن میں چند چکر لگائے، شیریں الفاظ میں نوجوان مولوی صاحب کے شکوک و شبہات رفع کر دیے اور باطنی توجہ سے ان کی کایا پلٹ دی، صبح کے وقت مولوی صاحب کی طبیعت کا رنگ اور تھا شام کو اور ہو گیا، جب اگلی صبح آنکھ کھلی تو چشم باطن بھی کھل چکی تھی، طبیعت میں عجز و مسکنت اور طمانیت تھی۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کچھ عرصہ ستلج کاٹن ملز سے ملحقہ ہائی سکول میں معلم اسلامیات کی حیثیت سے کام کرتے تھے آپ ہر جمعرات کو نماز عصر کے بعد اپنے احباب کے ہمراہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کے لیے آتے اور اکثر اوقات حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کی تعمیل میں خوش الحانی سے نعت سنایا کرتے تھے۔ وہ عموماً عظیم البرکت

Marfat.com

امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوز و محبت میں ڈوبی نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن نعت پڑھ چکے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا مولوی صاحب آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ''نوے روپے'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا صرف نوے روپے؟ آپ کی تنخواہ چار سو روپیہ ہونی چاہئیے۔ مولانا یہ سن کر خوش تو ہوئے لیکن گہری سوچ میں ڈوب گئے کہ یہ تو بڑی بات ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر دریافت فرمایا کہ ''کیا آپ کبھی کراچی بھی گئے ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا کہ نہیں حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کراچی جانے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ برخوردار کراچی جانا چاہئیے! چنانچہ کچھ دنوں کے بعد بعض دوستوں کی دعوت پر بعزم کراچی روانہ ہو گئے وہاں پر ان کو ایک ماہ رکنا پڑا اور کئی تقریبات میں شمولیت کی۔ بالاخر میمن مسجد کے خطیب منتخب ہو گئے اور ان کی ماہوار تنخواہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد عالیہ کے مطابق چار سو روپیہ ہی مقرر ہوئی۔ اس کے بعد کراچی کے دینی حلقوں میں ان کے مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا اور وہ کراچی کے ہی ہو کر رہ گئے۔

عقیدت مندوں / متوسلین کی مشکل کشائی

چوہدری محمد طفیل اوکاڑہ سے بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد اپنے قصبہ کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ وہ اوکاڑہ میں آ کر آباد ہو گئے۔ ایک محلّہ میں ان کو ایک کشادہ مکان رہائش کے لیے مل گیا۔ مستقل الاٹمنٹ کے موقع پر انہوں نے اپنا حق حاصل کرنے کے لیے کاغذات کلیم کمشنر کی عدالت میں پیش کیے لیکن بعض لوگوں کی در پردہ مخالفت کی وجہ سے ان کے کاغذات تلف کر دیے گئے۔ چار پانچ مرتبہ اسی طرح ہوا۔ چوہدری صاحب نے شروع میں ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں مکان کے متعلق عرض کیا تھا اور آپ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ ''مکان تمہیں ہی ملے گا، کوشش کرتے رہو'' لیکن دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے معاملہ طول پکڑتا گیا اور ان کی پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا، حتیٰ کہ مخالفین نے ابتدائی فیصلوں کی بناء پر ان کا مکان اپنے نام الاٹ کروا کر قبضہ کرنے کی کوششیں بھی شروع کر دیں۔ مخالفین کا قبضہ رکوانے کے لیے ہائی کورٹ سے حکم امتناعی لے کر وہ پھر حضرت صاحب

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم بحالیات کے بڑے افسر کے پاس لاہور میں اپیل کر دو چنانچہ اپیل کے کاغذات مکمل کر کے یہ چیف کمشنر بحالیات کے پاس جا پہنچے چیف کمشنر نے کاغذات دیکھ کر کہا کہ ہندوستان کے جس قصبہ کے متعلق آپ کے کلیم ہیں، اس کا گزٹ میں کوئی اندراج نہیں مل سکا۔ دفتر والے، اس کے متعلق کچھ نہیں بتاتے۔ اس لیے تمہارا کلیم منظور نہیں ہو سکتا۔

چوہدری محمد طفیل کا بیان ہے کہ یہ بات سن کر میں بے اختیار رونے لگا۔ اس پر کمشنر صاحب نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ میں تمہارا مقدمہ زیر غور رکھتا ہوں اور تمہیں مہلت دیتا ہوں کہ گزٹ میں سے وہ حکم تلاش کر کے لاؤ۔ چنانچہ چوہدری محمد طفیل نے جا کر سرکاری لائبریری کے افسر سے گزٹ مانگا۔ اس نے کہا کہ ''تمہیں کون سا گزٹ درکار ہے، گزٹ تو بہت سے ہیں'' یہ اس وقت پریشان تھے، اسی عالم میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب متوجہ ہوئے اور بے ساختہ منہ سے نکلا کہ 1940ء کا گزٹ دے دیجئے۔ لائبریرین نے 1940ء کا گزٹ نکال کر ان کے حوالے کیا۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں سے گزٹ کھولا، پہلی نظر جس صفحہ پر پڑی اس میں ان کے قصبہ کا ہی ذکر تھا۔ وہ خوشی سے اچھل پڑے۔ لائبریرین سے اسی وقت مصدقہ نقل حاصل کر کے کمشنر کے پاس جا پہنچے۔ کمشنر عدالت برخواست کر کے جانے ہی والا تھا، اس نے نقل ملاحظہ کیا اور کلیم منظور کرتے ہوئے کہا کہ اب تو بڑی جلدی نقل لے کر آ گئے ہو۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے پیر و مرشد حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ اور برکت سے ہے۔

دوسرے دن وہ خوشی خوشی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا، منشی جی! آخر مکان آپ کو مل ہی گیا۔ بعد ازاں اس حکم کی نقل ہائی کورٹ میں پیش کرنے سے مخالفین کی کوششوں کا وہاں بھی سد باب ہو گیا۔

نیز بیان کیا کہ 1947ء میں قیام پاکستان کے بعد وہ ضلع جھنگ میں جا آباد ہوئے۔ بے شمار مصروفیتوں کے باعث بہت عرصہ تک ان کو پھر خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا، کئی مرتبہ ارادہ کیا لیکن پھر کوئی نہ کوئی رکاوٹ پیش آ جاتی تھی۔ آخر 1961ء میں ان کے خلاف ساہیوال میں ایک دیوانی مقدمہ دائر ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں وہ لاہور سے ایک وکیل کو ہمراہ لے کر

Marfat.com

ساہیوال کی جانب روانہ ہوئے۔ جب حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے تو دن کے بارہ بجنے والے تھے ۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجوزہ مسجد کے صحن میں کیکر کے درخت کے نیچے آرام فرما تھے۔ جب سڑک پر سے گزرتے ہوئے ان کی نظر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی تو وہیں کار سے اترے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب روانہ ہو گئے ۔وکیل صاحب کار میں بیٹھے رہے اور کہا کہ میں نے سنا ہے آپ داڑھی منڈوں سے سختی سے پیش آتے ہیں اس لیے میں کار ہی میں بیٹھتا ہوں۔

جب وہ آپ کے نزدیک پہنچے تو آپ باوجود علالت کے چارپائی سے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش فرمانے لگے انہوں نے عرض کیا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، آپ بہت عرصہ کے بعد آئے ہیں، آج کل آپ کی رہائش کہاں ہے؟ اس وقت کہاں سے آئے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے؟ عرض کیا، حضرت! ضلع جھنگ میں آباد ہو گیا ہوں ۔اس وقت لاہور سے آرہا ہوں اور ساہیوال کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جلدی جاؤ کہیں حاکم اٹھ نہ کھڑا ہو اور ان کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے رہے، پھر فرمایا، جائیں آپ کا ساتھی باہر منتظر ہو گا اور دوبارہ ان کے چہرے کی طرف گھور کر دیکھا، وہ محسوس کر رہے تھے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی صفا چٹ داڑھی کو ناپسند فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ فوراً بول اٹھے، حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انشاء اللہ پھر یہ غلطی نہیں ہو گی۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دست شفقت ان کی پیٹھ پر پھیرا اور محبت بھری نظر سے رخصت کیا۔ وہ ساہیوال عدالت میں پہنچے تو حاکم اٹھ کر جانے ہی والا تھا۔ چنانچہ انہوں نے درخواست پیش کی اور فیصلہ اسی وقت ان کے حق میں ہو گیا ، وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی داڑھی نہیں منڈوائی اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ان کی طرف توجہ سے دیکھنا ہی ان کی ظاہری اور باطنی اصلاح کا موجب بن گیا۔

چوہدری نذیر احمد صاحب کمشنر اشتمال اراضیات ملتان اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ایف سی کالج لاہور میں ایم۔اے کی تعلیم حاصل کرتے تھے فطرت سلیم تھی، جواں سالی اور آزاد ماحول کے باوجود اہل اللہ کی محبت کی چنگاری خانہ دل میں موجود تھی ۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کمالات کا شہرہ سن کر سعادت ازلی کام آئی اور غائبانہ آپ کے گرویدہ ہو گئے چنانچہ تعطیلات کے ایام میں کرموں والا (ضلع فیروز پور) میں آپ کی خدمت میں جا پہنچے۔ حضور

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ دور بین نے اس سعادت مند نوجوان کے خلوص اور محبت کی متاع کو قابل قدر سمجھتے ہوئے ان کی جانب پوری توجہ فرمائی۔ نہایت شفیق اور مہربانی سے ان کے احوال کی اصلاح کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہ تعلیم یافتہ نوجوان بھی دربار عالیہ کا رنگ دیکھ کر بے حد متاثر ہوا۔ کوئی بات خلاف شریعت یا خلاف سنت نہ تھی اور حضور اپنے پاس آنے جانے والوں کو توحید و رسالت کے متوالے بنا رہے تھے۔ چوہدری صاحب نے بھی حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے استدعا کر دی کہ انہیں حلقہ ارادت میں منسلک فرمایا جائے۔ آپ نے نماز پنجگانہ کے علاوہ نوافل پڑھنے کی بھی تلقین فرمائی اور وظائف بھی بتلائے۔ چوہدری صاحب نوجوان تھے، عرض کیا کہ حضور اور تو سب ٹھیک ہے، تہجد کے لیے اٹھنا بہت مشکل ہوگا، کیسے اٹھوں گا'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''آپ ارادہ کر لیں، جگانے والے خود جگا لیا کریں گے''

لاہور پہنچے تو پہلی ہی رات تہجد کے وقت کسی نے بازو سے پکڑ کر ہلایا۔ ان کی آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ کمرہ بند ہے اور وہاں کوئی شخص نہیں ہے۔ وقت تہجد کا ہو چکا تھا، اس لیے اٹھے اور ارشاد کے مطابق نماز تہجد اور وظائف سے فراغت حاصل کی۔ دوسرے روز بھی ایسے ہی ہوا اور تیسرے روز بھی، تیسرے روز یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب فکر سے خود اٹھا کرو، کیا ہر روز ہمیں ہی آنا پڑے گا۔ چوہدری صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد آج تک ان کی نماز تہجد قضا نہیں ہوئی۔

تعلیم سے فارغ ہو کر وہ صوبائی سول سروس کا امتحان پاس کرنے کے بعد لاہور میں بطور مجسٹریٹ کام کر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''اب منٹگمری (ساہیوال) آ جائیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کا تبادلہ ساہیوال میں ہو گیا''

ڈپٹی کمشنر لاہور غیاث صاحب کو جب علم ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں تو آپ کو لاہور سے نہیں جانے دوں گا۔ میں ابھی چیف سیکرٹری (اپنے بھائی) سے آپ کا تبادلہ منسوخ کرواتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی سے بالمشافہ بات چیت کرنے کے لیے ان کے پاس چلے گئے تاکہ تبادلہ کا حکم منسوخ کروا آئیں۔ وہاں جا کر ان کو معلوم ہوا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ کا حکم موصول ہوا ہے کہ جس کسی افسر کے تبادلہ کا حکم جاری ہو چکا ہو وہ ہرگز واپس نہ لیا جائے۔

Marfat.com

واپس آئے اور ہنس کر چوہدری نذیر صاحب کو کہا کہ بھائی آپ کے پیر کامل ہیں۔ آپ کا تبادلہ نہیں رک سکتا۔ آپ منٹگمری جائیں۔

سید امام علی شاہ گجومتہ شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ گرمیوں کے ایام میں بارش زوروں پر تھی۔ آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب مسجد والی جگہ میں مٹی ڈالنے کا کام مکمل ہو جائے گا تو پھر اس جگہ نماز ادا کرنے کے بعد آپ کو واپس جانے کی اجازت ہوگی چنانچہ تقریباً تین ہفتہ تک آپ کی خدمت میں قیام پذیر رہے۔

اسی دوران ان کا گاؤں بھی موسلا دھار بارشوں سے متاثر ہوا۔ سیلاب نے تباہی مچادی اور گاؤں کے اکثر مکانات گر گئے۔ شاہ صاحب کا مکان بھی سیلاب کی زد میں آنے لگا، چنانچہ ان کا ایک عزیز حضرت کرمانوالہ شریف اس غرض سے آیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعائے خیر بھی کرائی جائے اور شاہ صاحب کو بھی خطرہ سے آگاہ کر کے واپس گاؤں جانے کے لیے کہا جائے، شاہ صاحب نے ان سے بوقت ملاقات پوچھا کہ کیسے آئے ہو، ان کے بھائی نے جواب دیا، بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے گاؤں کے بہت سے مکانات تباہ ہو گئے ہیں اور ہمارے مکانات بھی گر گئے ہیں۔ آپ گاؤں کو واپس چلیں تا کہ مکانات کی حفاظت اور درستی کا انتظام کیا جائے۔ شاہ صاحب یہ سن کر بہت پریشان ہوئے اور اپنے بھائی کو ہمراہ لے کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ایک مکان کی چھت پر درخت کے سایہ میں آرام فرما رہے تھے، ان کو پریشان دیکھ کر دریافت فرمایا، خیر تو ہے، کیا بات ہے؟، شاہ صاحب نے بیٹھنے کے بعد عرض کیا کہ حضور ''گاؤں میں ہمارے مکانات سیلاب کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ یہ بھائی آئے ہیں کہ واپس چلو تا کہ مکانات کا کچھ فکر کیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذرا سی خاموشی کے بعد فرمایا ''پیر جی، آپ کا مکان تو نہیں گرا'' اس پر ان کے بھائی نے کہا کہ واقعی دیواریں پھٹ گئی تھیں، بس گرنے کے قریب تھا کہ میں ادھر دوڑا آیا ہوں''

پھر آپ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر ڈیڑھ گز کا فاصلہ بنایا در فرمایا ''پیر جی آپ کی باہر والی دیوار صرف اتنی سی گری ہے، باقی سب خیر ہے، فکر نہ کریں اللہ کریم ہمیں زمین بھی دیں گے'' پیر صاحب کے دل میں خیال آیا کہ ہم غریب آدمی ہیں، زمین کہاں سے لے سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

دین ہی بہتر کر دے یہی تو سب کائنات ہے آپ نے معًا بڑی شفقت سے فرمایا ''پیر جی، ہم نے زمیندار بننا ہے، اللہ بہت کچھ دے گا، فکر نہ کریں لیکن ابھی گاؤں نہیں جانا، کچھ دنوں کے بعد جب وہ واپس گاؤں پہنچے تو سیلاب کا خطرہ ٹل چکا تھا اور تھوڑے ہی دنوں میں مزروعہ زمین کے کچھ قطعات ان کو ارزاں قیمت پر مل گئے۔

صوفی محمد عالم فیروز پوری ایک دفعہ ذی الحجہ کے مہینہ میں حاضر خدمت ہوئے۔ دل میں سوچا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر آئندہ ماہ محرم میں پاکپتن شریف پہنچ کر بہشتی دروازہ سے آپ کی معیت میں گزرنے کی سعادت حاصل ہو۔ حالات اور کام کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ حاضری مشکل نظر آ رہی تھی۔ آخر موقعہ پا کر آپ کی خدمت میں اپنی خواہش کا اظہار کر دیا۔ آپ نے فرمایا ''چلے جانا، حاضری دے آنا''

آپ کے ارشاد کے مطابق سب مصروفیتوں کے باوجود وہ پاکپتن شریف پہنچ گئے۔ اس وقت دربار شریف میں خاصا ہجوم تھا اور پولیس کے سپاہی ہجوم پر قابو پانے کے لیے لوگوں کو دربار شریف کے احاطہ سے باہر نکال رہے تھے۔ صوفی صاحب نظامی مسجد کے قریب کھڑے تھے لیکن ان کی طرف کسی نے بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا اور نہ ہی کسی نے ان سے باہر جانے کو کہا۔ تمام رسومات میں وہ حاضر رہے۔ آخر کار جس وقت بہشتی دروازہ کھلا تو صوفی صاحب کو اچانک حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دکھائی دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے قریب آ کر کہا ''آؤ، بہشتی دروازہ سے گزریں'' پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو ساتھ لے کر بہشتی دروازہ کی طرف بڑھے۔ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مڑے اور پیچھے ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صوفی صاحب کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے، صوفی صاحب رک گئے اور عرض کیا حضور یہ بے ادبی ہے کہ میری پشت آپ کی طرف ہو اور یہ کہہ کر وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ اسی حالت میں وہ بہشتی دروازہ سے داخل ہو کر حاضر دربار ہوئے پھر دروازے سے باہر نکل کر ہر چند حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تلاش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں نظر نہ آئے۔

ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب زرعی یونیورسٹی سے ایم۔ایس۔سی کی ڈگری حاصل کرنے

Marfat.com

کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے امریکہ چلے گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن پروفیسر صاحب کا لیکچر غروب آفتاب کے بعد ختم ہوا۔ رات کے سائے پھیل چکے تھے۔ پروفیسر صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس گھر پہنچنے کے لیے کوئی کار یا موٹر سائیکل ہے۔ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے نفی میں جواب دیا پروفیسر صاحب نے ان کی ایک ہم سبق لڑکی سے دریافت کیا کہ ''تمہارے پاس کوئی موٹر کار ہے'' وہ جھٹ بول اٹھی کہ ہاں میں ان کو اپنے ساتھ لے چلوں گی۔ وہ دونوں کچھ دور سڑک پر چلتے گئے تو ڈاکٹر رحیم صاحب نے دریافت کیا کہ تمہاری گاڑی کہاں ہے وہ لڑکی کہنے لگی کہ ابھی کوئی ٹیکسی لے لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب حیران تھے کہ خدا خیر کرے۔ اتنے میں ایک ٹیکسی آئی اور دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ اس لڑکی کی اقامت گاہ راستہ میں تھی جب وہاں پہنچے تو اس نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ کافی کی ایک پیالی پی لیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب نے سادگی اور صاف دلی سے اس کی دعوت قبول کر لی۔ کیونکہ انکار بدخلقی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو لڑکی نے ملاقات کے کمرہ میں بیٹھا دیا اور خود قہوہ تیار کر کے لانے کے لیے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی تو رات کا لباس پہنے ہوئے تھی اور کافی کے برتن اس کے ہاتھوں میں تھے۔ اب اس کے انداز بدل چکے تھے اور وہ غمزہ و ادا کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس مرحلہ پر ڈاکٹر صاحب کو احساس ہوا کہ وہ کس خطرناک صورت حال میں پھنس گئے ہیں۔ نجات کی راہیں مسدود نظر آئیں تو معاً اپنے پیر و مرشد حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خیال مبارک دل میں آیا۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازے میں کھڑے دکھائی دیے ڈاکٹر صاحب نے اپنے آپ کو سنبھالا اور فوراً اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگے، دروازہ کھل گیا اور باہر سڑک پر پہنچ کر ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ اس طرح شیخ کامل کی کرم نوازی سے ڈاکٹر صاحب اس غارت گر ایمان کے پنجے سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بے شک شیخ کامل اپنے عقیدت مندوں کی دستگیری اور اعانت کے لیے ہزاروں میل کے فاصلے پر بھی آناً فاناً پہنچ جاتے ہیں۔

☆:۔ اللہ رکھا حافظ طیبی بیان کرتے ہیں کہ میرے سسر ماسٹر چنن دین مرحوم نے مجھے

Marfat.com

بتایا کہ قیام پاکستان سے قبل وہ کرموں والہ حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تین گزارشات پیش کیں:

1:۔لڑکی جوان ہے نیک رشتہ چاہیے۔

2:۔کاروبار نہیں کام کاج چاہیے۔

3:۔ایک آدمی تنگ کرتا ہے اس سے نجات چاہیے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تینوں کام ہو جائیں گے اور ایک وظیفہ بتا کر فرمایا یہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر جا کر پڑھا کریں ہم واپس فیروز شاہ اسٹیشن پر آ کر گاڑی کا انتظار کرنے لگے اور جو سبق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا تھا وہ بھول گئے۔اتنے میں ایک اونٹ سوار آیا اور کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کو بھولا ہوا سبق یاد کرادوں۔

لاہور آ کر سگنل شاپ (ریلوے) میں پیراشوٹ بنانے کی فیکٹری میں ملازمت مل گئی مگر ایک دن میں گیٹ پر دھاگے کی ریل لئے ہوئے پکڑلیا گیا۔یہ ہفتے کا دن تھا اگلے دن اتوار کو میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہونے کا ارادہ کیا مگر مجھے اونگھ سی آ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ میرے خلاف کاغذات ٹوکری میں سے اُڑ گئے ہیں چنانچہ میں سمجھ گیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ پر کرم نوازی فرمائی اور میرا کام ہو گیا ہے۔اگلے روز میں فیکٹری گیا کسی نے پوچھا تک نہیں۔

لڑکی کا رشتہ بھی اتنا اچھا ملا کہ سات دامادوں میں سب سے نیک تھا۔اور تنگ کرنے والا آدمی بھی ٹھوکریں کھاتا مر گیا۔

☆:۔موضع للہے ضلع فیروز پور سے ایک نوجوان لڑکی جو شادہ شدہ تھی کسی بدمعاش نوجوان لڑکے کے ہمراہ بھاگ گئی۔لڑکی کا باپ منشی محمد اسماعیل صاحب کی منت سماجت کرنے لگا کہ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ عالیہ پر عرض کریں کہ لڑکی واپس آ جائے۔ چنانچہ یہ لڑکی کے باپ کو لے کر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ اللہ

Marfat.com

کریم مہربانی فرمائے گا۔ یہ شخص تو جاہل سا معلوم ہوتا ہے منشی جی تم خود ہر روز پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ گیارہ بار سورۃ والضحیٰ پڑھ لیا کرو اور آگے پیچھے ایک ایک بار درود شریف پڑھا کرو۔ انہوں نے گھر آ کر وظیفہ شروع کر دیا ابھی دس دن ہی گزرے تھے کہ خود بخود وہ بدمعاش لڑکی کو اس کے گاؤں چھوڑ کر رفو چکر ہو گیا۔

شیخ عبدالرحمٰن پاک پتن سے بیان کرتے ہیں ایک دفعہ عرس کے موقع پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاکپتن شریف کی مسجد عیدگاہ میں قیام پذیر تھے۔ مغرب سے کچھ دیر پہلے حضور دیوان صاحب کا خادم خاص میاں رحیم حجام جناب دیوان صاحب کے بھیجے ہوئے کچھ تبرکات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نہایت ادب سے سلام کیا اور تبرکات پیش کر کے خاموش بیٹھ گیا۔ آپ نے بڑے احترام کے ساتھ تبرکات رکھوائے اور پھر میاں رحیم کی طرف متوجہ ہوئے، میاں رحیم بہت جہاندیدہ آدمی تھا، بہت سے بزرگوں کا نیاز حاصل کرنے کا شرف اسے میسر آ چکا تھا۔ حضرت صاحب کو متوجہ پا کر عرض کیا، غریب نواز، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنے بڑے بزرگوں کی موجودگی میں اس خادم کا ایک چھوٹا سا کام کیوں اٹکا ہوا ہے'' آپ نے فرمایا ''میاں رحیم کیا بات ہے، بات تو کرو'' میاں رحیم نے کہا، حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں اپنے لڑکے کی سگائی ایک جگہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ لوگ مانتے نہیں ہیں۔ آپ نے بلا توقف فرمایا، میاں رحیم وہ تو مان گئے، فکر نہ کرو، اللہ کرم کر دے گا۔ میاں رحیم اداشناس تھا، سمجھ گیا کہ عقدہ حل ہو گیا اور مراد حاصل ہو گئی۔ اجازت لے کر واپس جناب دیوان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کام سے فارغ ہو کر رات گئے گھر پہنچا تو اس کے سمدھی اس کے گھر آئے بیٹھے تھے اور وہ کہنے لگے کہ آج ہی سگائی کے لیے دن مقرر کر لو۔

ایک فوجی عبدالسلام نامی دوسری جنگ عظیم میں جاپانیوں کی قید میں پھنس گیا تھا۔ دو تین سال تک اس کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ سب عزیز اور رشتہ دار بڑے پریشان تھے، آخر اس کے سسر نے کرموں والا شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور دعا کا طالب ہوا۔ دوسرے دن صبح ان کو رخصت کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو، تمہارا داماد بالکل بخیریت سے ہے اور بعد ازاں اس فوجی نوجوان کا تمام حلیہ بھی ان کو بتلا دیا، کچھ دنوں بعد وہ [illegible]

Marfat.com

خیریت کا خط ان کو موصول ہو گیا اور اس نے لکھا کہ وہ صحیح سلامت ہے اور جاپانیوں کی قید میں ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ قید سے رہا ہو کر گھر آ گیا۔

ملک گل نواز احمد خاں ایڈووکیٹ کا بیان ہے کہ اتفاقیہ انہیں 1950-51ء میں ایک خاندانی تنازعہ میں سخت پریشانی، اخراجات کی زیر باری اور کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر طرف سے ناامید ہو گئے۔ ماتحت عدالتوں نے ان کے خلاف فیصلے دیے اور آخر مقدمہ ہائی کورٹ تک جا پہنچا۔ مخالفین بہت معزز اور بارسوخ تھے۔ ان کے وکلاء بھی ریٹائرڈ جج یا ریٹائرڈ اٹارنی جنرل تھے۔ چیف جسٹس نے مقدمہ کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر مقدمہ اپنے پاس رکھ لیا اور مکمل روئداد دیکھنے کے بعد ملک صاحب کے وکیل کو کہا کہ آپ کا معاملہ بڑا ناممکن نظر آتا ہے، یہ گھبرائے ہوئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ جمعہ کا دن تھا، حاضرین کا ہجوم تھا۔ نماز جمعہ کے بعد لوگ مل مل کر رخصت ہونے لگے، ملک صاحب خاموش بیٹھے رہے کہ تخلیہ ہو تو عرض مدعا کریں۔ سب سے آخر میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی بیان کی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''بابو، جا اللہ کریم خیر کرے گا'' ان کے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ وہ یہی سمجھے کہ آپ نے سرسری طور پر ہی دعا کر دی ہے اور خصوصی توجہ نہیں فرمائی۔ چنانچہ پژمردہ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فارغ ہو کر گھر کی جانب روانہ ہو گئے، ایک خادم ہمراہ تھا، تھوڑی دور جا کر اچانک آپ نے خادم کو واپس بھیجا کہ جاؤ، اس بابو کو بلا لاؤ، خادم نے واپس آ کر ملک صاحب کو کہا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یاد فرمایا ہے۔ جب ملک صاحب آپ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے ارشاد فرمایا ''بابو تم بہت پریشان ہو؟'' ملک صاحب نے کہا ''جی ہاں، بے حد پریشان ہوں'' تین بار ایسے ہی سوال و جواب کے بعد آپ نے ملک صاحب کی پشت پر تین مرتبہ دست مبارک سے تھپکی دی اور فرمایا ''جا بابا! اللہ تعالیٰ فتح دیں گے'' یہ مسرت سے پھولے نہ سمائے اور آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آئے، حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اب بے فکر ہو کر جاؤ''

ملک صاحب کا فریق مخالف ہر طرح سے درپے آزار تھا۔ وہ پچیس ہزار روپے لے کر بھی راضی نامہ کرنے کو تیار نہ تھے۔ جب ہائی کورٹ میں پیش ہوئے تو چیف جسٹس صاحب نے

Marfat.com

ان کو کہا کہ بہتر ہے تم راضی نامہ کرلو دونوں پارٹیاں باعزت ہیں، ورنہ میں اپنی مرضی سے فیصلہ کردوں گا۔ چنانچہ مخالفین نے بغیر کسی مطالبے کے ان سے راضی نامہ کرلیا اور باعزت طور پر وہ بری ہوگئے۔

ایک دن آپ محفل میں رونق افروز تھے، بہت سے احباب باادب بیٹھے ہوئے تھے۔ باتیں ہورہی تھیں، اتنے میں آپ نے زبان مبارک سے دو تین مرتبہ فرمایا:

''نبض وجے گھر عشق دے تے ویداں خبر نہ کا''

سب حیران تھے کہ کیا راز ہے اچانک ایک طرف سے حاجی نظام الدین مرحوم نمودار ہوئے، وہ اکثر اوقات حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کئی کئی دن قیام کیا کرتے تھے، ان کو دیکھ کر آپ نے پھر فرمایا؛

''نبض وجے گھر عشق دے تے ویداں خبر نہ کا''

حاجی صاحب سخت پریشانی کے عالم میں تھے۔ جب وہ سلام کر کے بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا ''حاجی صاحب لائیں آپ کی نبض دیکھوں'' اور مسکراتے ہوئے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

''نبض وجے گھر عشق دے تے ویداں خبر نہ کا''

اس کے ساتھ ہی حاجی صاحب کا مرجھایا ہوا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور آناً فاناً ان کی پریشان حالی دور ہوگئی، پھر وہ مکمل سکون کے ساتھ بیٹھ گئے، خلاف معمول دوسرے ہی دن وہ اجازت لے کر روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ ماسٹر خوشی محمد بھی اجازت حاصل کر کے گھر کو روانہ ہوئے۔ دونوں گاڑی میں سوار ہوئے تو ماسٹر صاحب نے حاجی صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ اس دفعہ اتنی عجلت سے کیوں واپس جارہے ہیں، حالانکہ آپ تو کئی کئی دن قیام کیا کرتے تھے۔ حاجی صاحب نے کہا کہ اس دفعہ میں قیام کی نیت سے نہیں آیا تھا، بلکہ اپنی مصیبت کا حال بیان کرنے آیا تھا، جو آپ کی کرم نوازی سے حاضر ہوتے ہی ٹل گئی، وہ کہنے لگے کہ:

''میرے پاس گاؤں کی ایک نوجوان لڑکی اپنے شوہر کی شکایت لے کر آئی تھی، وہ بہت روئی میں نے اُسے تسلی دی اور وہ چلی گئی۔ لیکن لڑکی کے چلے جانے کے بعد میری حالت ایسی ہوگئی کہ صبر و قرار و ہوش کھو گئے اور اس کی محبت کچھ اس طرح دل میں گھر کر گئی کہ نہ نماز یاد رہی اور

Marfat.com

نہ اوراد و وظائف اور نہ نوافل، کچھ دن یہی حالت رہی تو خیال آیا کہ میں تو مارا گیا، ساری عمر کی کمائی برباد ہوگئی، آخر کوئی جائے پناہ نظر نہ آئی اور حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آ پہنچا۔ بھائی صاحب خدا کا شکر ہے کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ہی نظر کیمیا اثر سے سب خیالاتِ فاسدہ سے لوح دل کو پھر پاک وصاف کر دیا ہے اور اب میں مطمئن ہو کر واپس جا رہا ہوں۔"

محمد عبداللہ صاحب نقشبندی فیصل آباد سے اپنے ایک دوست میاں عبدالحمید کے ہمراہ چیچہ وطنی گئے۔ میاں عبدالحمید کئی ماہ سے بیمار چلے آتے تھے اور علاج معالجہ پر بے تحاشہ خرچ کرنے کے باوجود بیماری میں افاقہ نہ ہوا۔ چیچہ وطنی میں دونوں نے ارادہ کیا کہ حضرت کرمانوالہ شریف چلیں اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں دعا کے لیے گزارش کریں۔ حضرت کرمانوالہ شریف پہنچنے پر ان کو معلوم ہوا کہ آپ لاہور تشریف لے گئے ہیں اور وہاں سیٹھ محمد شفیع کیلے والے کے مکان میں قیام پذیر ہیں، چنانچہ وہ لاہور چلے گئے اور وہاں آپ کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ ان کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض مدعا کے بعد آٹھ بجے شب کی گاڑی سے واپس چیچہ وطنی چلے جائیں گے۔ ان کی آمد پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب لوگوں کو اٹھ جانے کا حکم دیا اور خود خاموشی سے لیٹ گئے۔ دس بجے کے قریب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ چیچہ وطنی سے آنے والے بیلیوں کو بلاؤ۔ جب ہم حاضر ہوئے تو آپ نے صحت کے لیے دعا کی اور ایک دوا بھی تجویز فرمائی، پھر ہمیں رخصت کر دیا، صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ جس گاڑی سے ہم لاہور سے چیچہ وطنی جانے کا ارادہ رکھتے تھے، وہ گیمبر اسٹیشن پر حادثہ کا شکار ہوگئی اور بہت سے مسافر جاں بحق ہو گئے۔ محمد عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ پھر ان کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ رات کو کیوں انہیں جلد چھٹی نہیں ملی تھی۔

سارنگ صاحب منڈی تاندلیاں والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے بھتیجے کو آسیب وغیرہ کی کسر تھی ایک مرتبہ میں اس کو لیکر حضرت کرمانوالہ شریف دعا کرانے کے لئے حاضر ہوا۔ نہ وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہ ہی لنگر شریف کھایا۔ میں اس کو لنگر شریف کھلانے کے لئے لیجانے لگا تو وہ ہاتھ چھڑا کر ریلوے اسٹیشن کی طرف دوڑ گیا ہم نے اسے پکڑنے کی کوشش کی تو ہمیں پتھر مارنے لگا اور ریلوے لائن پر سفر کرتا ہوا اوکاڑہ ریلوے اسٹیشن پر

Marfat.com

پہنچ گیا۔ وہاں کراچی جانے والی گاڑی میں سوار ہو کر کراچی پہنچ گیا۔ میں بہت پریشان ہوا اور اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کریں واپس آجائیگا۔ میں واپس اپنے گھر گیا تو میرا بھائی اور دیگر رشتہ دار مجھ سے ناراض ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کی شان میں بھی گستاخی کرنے لگے۔ دس پندرہ دن اسی طرح گزر گئے اور میرے رشتہ دار مجھے زیادہ تنگ کرنے لگے۔ ایک دن میں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی کہ حضور میں تو بہت پریشان ہوں اب لوگ مجھے طعنے دینے لگے ہیں کہ کیسا پیر ہے جو اتنا بھی کام نہیں کر سکا۔ آپ نے عالم مثال میں ظاہر ہو کر مجھے فرمایا کہ تیرا بھتیجا میرے پاس آگیا ہے آکر لے جا۔ یہ بات میں نے اپنے رشتہ داروں کو نہ بتائی دوسرے دن حضرت کرمانوالہ شریف حاضر خدمت ہو گیا وہاں میرا بھتیجا موجود تھا اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ وہ اوکاڑہ اسٹیشن سے کراچی کی طرف جانے والی گاڑی میں سوار ہو کر کراچی پہنچ گیا۔ لیکن کچھ دن بعد ایسا معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت مجھے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اس طرح میں کراچی سے بوریوالہ پہنچ گیا۔ وہاں میں کچھ دن ٹھہرا رہا ایک دن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواب میں تشریف لائے اور مجھے دو تین مرتبہ جگایا کہ تیرے ماں باپ بہت پریشان ہیں تو فوراً واپس آجا لیکن میں سوتا رہا اور نہ اٹھا تو آپ نے میرے منہ پر زور سے طمانچہ مارا کہ اٹھتا کیوں نہیں ہے۔ تیرے تمام رشتہ دار تیری وجہ سے بہت پریشان ہیں چنانچہ میں اٹھ بیٹھا اور کرمانوالہ شریف کا راستہ معلوم کرنے لگا اتنے میں مجھے ایک پیر بھائی مل گیا جس نے ٹرک میں مال لیکر لاہور جانا تھا چنانچہ وہ پیر بھائی راستہ میں مجھے کرمانوالہ شریف اتار کر خود لاہور چلا گیا۔ میں (سارنگ) اس سے مل کر بہت خوش ہوا اور واپس گھر لے آیا۔ اس کی صحت بھی پہلے سے اچھی ہو چکی تھی اور بیماری بھی کافی حد تک دور ہو چکی تھی۔

سارنگ صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ انکے ایک عزیز کا ڈاکٹر بیٹا گھر سے ناراض ہو کر کراچی کی طرف چلا گیا اس کے ماں باپ بہت پریشان تھے اور مجھ سے اعلیٰ حضرت سے دعا کی درخواست کی چنانچہ میں ان کو لیکر اعلیٰ حضرت گنج کرم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے دو تین یوم حضرت کرمانوالہ شریف میں ٹھہرنے کے لئے فرمایا اس کا والد اس کی تلاش میں کراچی کی طرف جانا چاہتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے ملاقات ہونا

Marfat.com

مشکل ہے اور آپ نے تلاش میں جانے کے لئے سختی سے منع فرمایا اور حضرت کرمانوالہ شریف ہی رہنے کی تاکید کی اور مجھے (سارنگ) کو ان کی نگرانی کے لئے فرمایا جب تیسرا دن ہوا اس کا بیٹا واپس لاہور جارہا تھا لیکن حضرت کرمانوالہ شریف اسٹیشن پر اس نے چلتی گاڑی سے چھلانگ لگادی اور اُسے خراش تک نہ آئی چنانچہ یہاں اس کا والد پہلے ہی موجود تھا وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور ساتھ لے کر واپس چلا گیا اعلیٰ حضرت کو معلوم تھا کہ اس کا بیٹا واپس آنے والا ہے اس لئے اس کے باپ کو سختی سے حضرت کرمانوالہ شریف رہنے کی تاکید فرمائی اور جب گاڑی کرمانوالہ شریف پہنچی تو آپ نے تصرف فرماتے ہوئے اس سے اسٹیشن پر چھلانگ لگوادی حالانکہ وہ پہلے یہاں کبھی آیا ہی نہ تھا۔

غلام رسول صاحب چک 7/MR ملتان والے جو کہ کافی عرصہ لنگر شریف کی خدمات پر معمور تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک بیلی شبراتی موضع ڈھاباں ضلع بہاولنگر اعلیٰ حضرت کرمانوالہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے تین ماہ تک گھر نہ جانے دیا۔ وہ اپنی دکان میں رہائش پذیر تھا آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے سے پہلے اس نے اپنے لئے سالن تیار کیا اور چار عدد روٹیاں پکائیں اور ان چیزوں کو دکان میں ہی رکھ کر دکان کو تالا لگا دیا کہ کسی کام سے فارغ ہو کر کھا لے گا لیکن پھر اچانک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضری کا خیال آیا اور اسی طرح آپ کے پاس چل پڑا۔ آپ نے تین ماہ تک واپس نہ آنے دیا لیکن جب وہ آپس آیا اور آکر دیکھا تو روٹیاں بالکل تازہ تھیں اور سالن بھی گرم تھا تو اس نے کھانا تناول فرمالیا۔ کھانے کا مزہ بالکل تازہ تھا۔ یہ واقعہ قرآن پاک میں بیان کردہ حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے ملتا جلتا ہے جو کہ اس طرح ہے۔

''یا اس (عزیر علیہ السلام) کی طرح جو گذرا ایک بستی پر جو مسمار ہوئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر (عزیر) بولا اللہ تعالیٰ اس کو موت (تباہی و بربادی) کے بعد کیسے جلائے گا تو اللہ نے اسے (عزیر) موت سے ہمکنار کردیا سو برس تک۔ پھر زندہ کردیا اللہ تعالیٰ نے (اس سے) فرمایا کہ تو یہاں کتنا ٹھہرا (عزیر نے) عرض کی دن بھر ٹھہرا ہونگا یا اس سے بھی کم۔ فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بدبودار (خراب) نہ ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی

Marfat.com

ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے لئے نشانی (آیت) بنائیں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکہ ہم اٹھان دیتے ہیں اور پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (آیت ۲۵۹ سورۃ بقرہ پارہ ۳)

جناب محمد لطیف صاحب کراچی والے بیان کرتے ہیں کہ ان کا ایک شیر خوار بچہ فوت ہو گیا ان کے والد کو اطلاع ملی تو وہ مجھے لیکر لاہور آ گئے تا کہ بچے کی فوتگی کا غم کم ہو جائے ایک دن وہ مجھے لیکر حضرت کرمانوالہ شریف آئے ہم بس سے اتر کر بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو میرے کان میں اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز آئی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمارہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری لگی ہوئی تھی اور صحابہ کرام آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین سے سوال فرمایا کہ بتاؤ یتیم کون ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف جوابات دیئے کسی نے فرمایا کہ جس کا والد مرگیا ہو وہ یتیم ہے کسی نے عرض کی جس کی والدہ مرگئی ہو وہ یتیم ہے کسی نے عرض کی جس کے پاس مال دولت نہ ہو وہ یتیم ہے اس طرح مختلف جوابات دیئے گئے۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم وہ جس کا حشر میں کوئی حمائتی (شفیع/مددگار) نہ ہو اور ساتھ ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا شیر خوار بچہ فوت ہو گیا ہو تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑیگا کہ میرے والدین کو بخش دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی سفارش منظور فرمائینگے اور اس کے والدین کی بخشش فرما کر جنت میں بھیج دینگے۔ محمد لطیف صاحب اس آخری بات کو سنکر بچے کی فوتگی کا غم بھول گئے اور اس کی جگہ خوشی محسوس ہوئی۔ اس کے بعد وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بچے کی فوتگی کا بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ درخت ہوتا ہے اس میں سے کچھ پھل پک جاتے ہیں جب کہ کچھ پھل کچے بھی گر جاتے ہیں اس طرح انسان کی مثال ہے کہ کچھ بچے شیر خوارگی مین فوت ہو جاتے ہیں اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نعم البدل ایک اور بیٹا عنائت فرمادیا۔

یہی محمد لطیف صاحب کراچی والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوا اور عرض کی حضرت صاحب میں بہت ہی گنہگار شخص ہوں ہر طرف سے ٹھکرایا ہوا ہوں میرے لئے دعا فرمائیں لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور دوسرے زائرین کی طرف متوجہ ہو گئے اس شخص نے کچھ دیر بعد پھر اس طرح عرض کیا۔ لیکن آپ نے پھر کوئی توجہ نہ کی اس طرح اس نے چار پانچ مرتبہ عرض کی لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی اسی دوران پیر محمد علی شاہ جو وہیں تشریف فرما تھے وہ اٹھے اور اس شخص سے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ میں تمہیں دوائی بتائے دیتا ہوں۔ لیکن آپ نے فرمایا ''پیر جی اسے میرے پاس ہی بیٹھا رہنے دیں'' کچھ دیر بعد اس شخص نے پھر اس طرح درخواست کی اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تیرے سارے کام ہو جائینگے پر میری ایک شرط ہے اس شخص نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی ہر شرط پوری کرنے کو تیار ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری شرط یہ ہے کہ تو ہاتھ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے لئے مغفرت کی دعا کر'' یہ سن کر وہ شخص مخمصے میں پھنس گیا کہ میں تو خود بہت گنہگار ہوں شاید اعلیٰ حضرت مجھے شرمسار کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اعلیٰ حضرت کسی دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اس شخص نے آپ سے پھر اس طرح عرض کیا لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ دی اس شخص نے تین چار مرتبہ پھر اسطرح عرض کی اور آپ نے پھر کوئی توجہ نہ کی لیکن وہ شخص اپنا سوال دہراتا رہا آخر آپ نے فرمایا ''بیلیا میں نے تجھے اپنی شرط بتائی ہے کہ تو ہاتھ اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کی بخشش کی دعا کر چنانچہ اس شخص نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کی بخشش کی دعا فرمائی اور آپ نے آمین فرمائی اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے اس سے فرمایا کہ اب تو جا تیرے سارے کام ہو جائینگے چنانچہ وہ شخص چلا گیا۔ اس کے بعد آپ نے پیر محمد علی شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''پیر جی وہ شخص گناہوں کی وجہ سے بہت زیادہ نادم تھا اور توبہ کرنا چاہتا تھا اور اس وقت وہ ہم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب تھا اس لئے میں اس سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مغفرت کی دعا کرانا چاہتا تھا۔

حکیم علی اکبر صاحب گجرات والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں ماہ رجب میں روزے رکھنے کے فضائل پڑھے تو مجھے روزے رکھنے کا شوق پیدا ہوا میں کیونکہ کراچی

Marfat.com

میں اکیلا رہتا تھا اور ہوٹل سے کھانا کھاتا تھا میں نے ہوٹل والے سے سحری کے وقت کھانا مہیا کرنے کی بات کی تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ دوسرے ہوٹل والوں سے بھی معلوم کیا لیکن کوئی بھی سحری کے وقت کھانا دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ میں بہت مایوس تھا کہ رات خواب میں ایک بہت نورانی صورت والے بزرگ تشریف لائے اور مجھے حضرت کرمانوالہ شریف لے گئے وہاں ایک چارپائی پر اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے ان بزرگ نے آپ سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد مجھے بھی مصافحہ کرنے کے لئے کہا آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے اتنے میں میرے دروازے پر دستک ہوئی اور میری آنکھ کھل گئی میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک شخص ٹرے میں کھانا لیکر آیا تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے روزہ رکھنا ہے آپ کے نزدیک ایک بزرگ رہتے ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ نے دس روزے رکھنے ہیں آپ کے لئے سحری اور افطاری کے لئے کھانا ان بزرگوں کے پاس سے آئیگا۔ میں بہت خوش ہوا۔ کچھ دن بعد میں نے اپنے بھتیجے کی شادی کے لئے گجرات جانا تھا میں نے چھٹی لی اور راستہ میں حضرت کرمانوالہ شریف آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا اور آپ سے اپنی غلامی میں لینے کے لئے درخواست کی شام تک آپ نے بیعت نہ فرمایا تو میں اپنا سامان لیکر اسٹیشن پر آ گیا کیونکہ دوسرے دن بھتیجے کی شادی میں شرکت کرنی تھی لیکن تھوڑی دیر بعد ایک درویش نے آ کر آواز دی کہ علی اکبر صاحب کون ہیں میں پہلے تو خاموش رہا لیکن جب اس نے علی اکبر گجرات والے کا نام لیا تو میں نے اس کا جواب ہاں میں دیا اس نے کہا کہ اعلیٰ حضرت آپ کو بلا رہے ہیں کہ علی اکبر ناراض ہو کر چلا گیا ہے اس کو بلا کر لاؤ چنانچہ میں آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ نے مجھے بیعت فرما لیا اور مجھے رخصت عنائت فرما دی کہ اسٹیشن پر گاڑی تیار کھڑی ہے فوراً چلے جاؤ میں غلط گاڑی میں سوار ہو گیا اور ساہیوال جا کر دوسری گاڑی بدلی گھر جانے کے لئے ایک گھنے جنگل سے گزرنا پڑتا تھا جہاں ڈاکوؤں سے بھی مڈبھیڑ ہو گئی لیکن یہ حضرت صاحب کی نظر کرم تھی کہ ڈاکوؤں نے بھی تعرض نہ کیا اور میں صبح اپنے گھر بخیریت پہنچ گیا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ شادی تین دن آگے ہو گئی ہے یہ سب اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا تصرف تھا کہ آپ نے میرے روزے رکھنے کا بندوبست کیا اور بعد میں بھی ہر طرح میرا خیال رکھا۔

Marfat.com

موت کے منہ سے نجات

مہر غلام محمد، سابق سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ کا بیان ہے کہ "حضرت کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن منظور ہوا تو 15 اکتوبر 1950ء کو اس کا اجراء ہونے والا تھا۔ افتتاحی تقریب کی خوشی میں ریلوے اسٹیشن اور گاؤں کو جھنڈیوں سے سجانے کا پروگرام بنایا گیا۔ حضرت کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن کے عین سامنے گاؤں میں داخل ہونے کا بڑا دروازہ ہے۔ ان دنوں یہ ڈیوڑھی نما عمارت تنہا کھڑی تھی۔ کوئی اور مکان اس سے ملحق نہ تھا۔ دن کی روشنی میں باقی جگہوں پر جھنڈیاں لگا دی گئیں تو نماز مغرب کی اذان ہو گئی۔ ڈیوڑھی پر جھنڈیاں لگانے کا پروگرام ملتوی کر کے ہم سب حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ نماز ادا کرنے چلے گئے۔ نماز ادا کر کے دعا کے بعد ہم جلدی اٹھ آئے اور ڈیوڑھی کی دیوار کے ساتھ ایک سیڑھی لگا کر میں چھت پر جانے کے لیے سیڑھی پر چڑھنے لگا۔ اتنے میں دور سے صاحبزادہ صاحبان (جناب محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جناب عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آتے دکھائی دیے وہ بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ ڈیوڑھی کے اوپر کوئی آدمی نہ چڑھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبزادہ صاحبان کو حکم دیا ہے کہ وہ خود سیڑھی پر چڑھ کر جھنڈیاں لگائیں۔ چنانچہ مہر صاحب پھر سیڑھی سے نیچے اتر آئے۔ دونوں صاحبزادہ صاحبان بیک وقت اوپر جانا چاہتے تھے لیکن سیڑھی کمزور تھی۔ اس لیے صاحبزادہ محمد علی شاہ ایک ہاتھ میں ہتھوڑی اور دوسرے میں ٹارچ لے کر سیڑھی پر چڑھ گئے۔ ابھی چھت پر نہیں اترے تھے کہ ٹارچ روشن کی، سیڑھی کے عین سامنے ایک لمبا سا زہریلا سانپ لیٹا ہوا نظر آیا۔ صاحبزادہ صاحب نے ہتھوڑی کا وار کیا اور سانپ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

اللہ، اللہ ولی کامل کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ سانپ کی موجودگی کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فی الفور میری حفاظت کا انتظام فرما دیا اور صاحبزادہ صاحبزادگان کو روانہ فرما کر مجھے موت کے منہ سے بچا لیا۔ میں چھت پر اترتا تو یقیناً سانپ مجھے ڈس لیتا۔

Marfat.com

اسی طرح کا ایک واقعہ خورشید صاحب بیان کرتے ہیں اس واقعہ کو تقریباً ساٹھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس وقت میرے تایا جان (مولوی سلطان) حیات تھے وہ مجھے اکثر محمد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لئے بھیجتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے مجھے شاہ صاحب کے پاس دعا کے لئے بھیجا۔ میں جب کرمانوالہ اسٹیشن پر اترا تو اس زمانے میں ایک پگ ڈنڈی کھیتوں میں سے ہو کر ان کے ڈیرے تک جاتی تھی۔ میں شاہ صاحب کے پاس جانے کے لئے پگ ڈنڈی پر ہولیا۔علی الصبح کا وقت تھا میں چند گز دور ہی گیا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پھنیر سانپ کھیتوں میں میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے میں تیز چلتا یا بھاگتا وہ بھی تیز ہو جاتا آس پاس کوئی شخص بھی نہ تھا جو میری مدد کے لئے پہنچتا اور نہ ہی میرے ہاتھ میں کوئی لاٹھی یا کوئی ہتھیار تھا۔ میں سخت پریشان تھا مجھے اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی آخر کار میں نے اللہ کو یاد کیا ایک منٹ کے لئے رکا اور میں نے زور سے کہا کہ میں حضرت محمد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے آیا ہوں تو دفعہ ہو جا۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنا پھن نیچے کیا اور کھیتوں میں غائب ہو گیا۔ میں جب واپس لاہور مولوی سلطان صاحب کے پاس پہنچا تو وہ خاصے پریشان تھے کہنے لگے کہ سفر کے دوران کوئی واقعہ تو نہیں پیش آیا تو میں نے سانپ والا سارا واقعہ سنا دیا اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

شر اعداء سے حفاظت کا انوکھا ہتھیار (عصائے موسوی کا عطا ہونا)

مناظر اسلام مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدیقی اچھروی بلند پایہ خطیب تھے ان کی طبیعت میں مناظرہ اور مجادلہ کا رنگ غالب تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پر خلوص عقیدتمندوں میں سربرآوردہ ہستی تھے۔مختلف الخیال عقاید کے لوگوں سے ان کے مناظرے جاری رہتے تھے اسی وجہ سے بعض اوقات مخالفین کی عداوت کے سبب ان کو پریشانیوں میں بھی مبتلا ہونا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ سندھ اور ریاست خیر پور کے دورہ سے واپس لوٹے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔مخالفین کی شرارتوں اور دھمکیوں کی وجہ سے ان کی طبیعت سخت پریشان تھی اور سکون نہیں تھا۔

Marfat.com

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں شرف باریاب ہوتے ہی سکون قلب حاصل ہوا اور طمانیت میسر ہوئی لیکن پھر بھی مخالفین کی شرانگیزیوں اور اپنی پریشانیوں کا ذکر کر ہی دیا اور عرض کیا کہ پستول کا لائسنس مل جائے تو حفاظت کے لیے پستول خرید لوں، حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میٹھے میٹھے الفاظ میں تسلی و تشفی دی اور اپنے خادم کو فرمایا کہ جاؤ بیری کے درخت سے ایک موٹا ڈنڈا کاٹ کر عصا بنا کر لاؤ۔ خادم تھوڑی دیر کے بعد عصا لے کر آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ عصا مولوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تھما دیا اور فرمایا کہ اسے عصائے موسوی سمجھیں اور بے فکر ہو کر تبلیغ دین کا کام کریں۔ اسے اپنے ساتھ رکھیں، اللہ تعالیٰ مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے گا، پستول کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد سفر و حضر میں وہ عصا اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ان کی ہیبت سب پر چھائی رہتی تھی۔ حتیٰ کہ گھر میں مرغیوں کے ڈربے کے ساتھ کھڑا کر دینے سے رات کو بلیوں سے بھی مرغیوں کی حفاظت ہوتی تھی۔

مشکل مسئلہ حل کر دیا

واعظ شیریں بیان مولانا محمد سعید احمد نقشبندی خطیب مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ 1960ء میں ایک شرعی مسئلہ سمجھنے اور شرف زیارت حاصل کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوا۔ سردی کا موسم تھا آپ اس وقت اپنی حویلی کی چار دیواری کے اندر شمال مغربی کونے میں بستر پر تشریف فرما تھے۔ ناچیز قریب پہنچا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے از راہ عنایت و مہربانی کرتے ہوئے اپنے قدم مبارک کے پاس زمین پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ بندہ جب اس قدر قریب ہو کر بیٹھ گیا تو آپ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ایک کتاب ہاتھ میں لے کر فرمایا، مولوی صاحب اس کتاب کے فلاں صفحہ کی عبارت پڑھیں۔ میں نے کتاب کھولی، فارسی زبان کی کتاب تھی جب میں نے اس صفحہ پر تحریر شدہ عبارت پڑھی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ اس مقام پر اسی مسئلہ کی وضاحت درج تھی جو میں سمجھنے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ جب میں مکمل عبارت پڑھ چکا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''مولوی

Marfat.com

صاحب کیا مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہے؟'' میں نے اثبات میں جواب دیا اس کے بعد مختلف علمی مسائل پر آپ کافی دیر تک روشنی ڈالتے رہے اور میں آپ کے تبحر علمی سے مستفید ہوتا رہا۔ سادہ الفاظ میں بہت سے دقیق مسائل کی وضاحت فرمادی۔

قدیمی مسجد نور اور کنوئیں کی آبادکاری

ایک مرتبہ مولوی چراغ دین صاحب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کرمونوالہ شریف میں حاضر ہوئے۔ باتوں باتوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''ریلوے اسٹیشن مغل پورہ (لاہور) کے مشرق کی جانب ریلوے لائن کے قریب ایک بزرگ کی بنائی ہوئی ایک بابرکت مسجد ہے جو کہ عرصہ دراز سے غیر آباد پڑی ہے، اسے آباد کرنا ضروری ہے''

مولوی چراغ دین صاحب لاہور پہنچے اور مسجد کی تلاش میں مغل پورہ گئے، وہاں انہوں نے ریلوے لائن کے قریب ایک مسجد دیکھی اور سمجھے کہ یہی وہ مسجد ہے، چنانچہ کرمونوالہ واپس جا کر حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مسجد تلاش کر لی گئی ہے۔ آپ نے مسجد کا محل وقوع پوچھنے کے بعد فرمایا کہ یہ وہ مسجد نہیں ہے جس بابرکت مسجد کا آباد کرنا مقصود ہے وہ اس مسجد کے مغرب میں واقعہ ہے، دوبارہ جاؤ گے تو مل جائے گی۔

مولوی چراغ دین پھر مسجد کی تلاش میں مغل پورہ پہنچے تو خودرو جھاڑیوں اور درختوں میں چھپی ہوئی ایک پرانی طرز تعمیر کی کشادہ مسجد دکھائی دی۔ جب پھر مولوی صاحب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''بس یہی مطلوبہ مسجد ہے جس سے ملحقہ کنواں بھی ہے'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق جھاڑیاں وغیرہ صاف کر کے مسجد اور کنواں آباد کر دیا گیا ور حسب الارشاد اس کو ''مسجد نور'' کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ یہ بابرکت مسجد آباد ہوگئی اور پانچوں وقت اس میں اللہ کا نام لیا جانے لگا۔

کچھ عرصہ کے بعد ایک دفعہ سرہند شریف سے واپسی پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ نفس نفیس اس مسجد میں آ کر چند دنوں کے لیے ٹھہرے ایک دن آپ چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد کے جنوبی جانب ایک مقام پر رک گئے اور فرمایا ''اس مقام پر ایک بہت بڑا کنواں ہے اور یہ

Marfat.com

کنواں بھی انہی بزرگ کا بنوایا ہوا ہے جن کے ہاتھوں اس مسجد مبارک کی تعمیر ہوئی تھی لہذا یہ کنواں بھی کھود کر چالو کیا جائے اور اس سے آبپاشی کا کام لیا جائے۔ اس کنویں کا پانی ہر مرض کے لیے اکسیر کا حکم رکھے گا'' وہ بابرکت مسجد اور کنواں آج بھی مغلپورہ ریلوے اسٹیشن سے تھوڑے فاصلہ پر ریلوے لائن کے ساتھ بارونق اور آباد ہیں جس جگہ آپ نے کنویں کا نشان دیا تھا وہاں کھدائی کی گئی تو دس فٹ کی گہرائی پر ایک بہت بڑے کنویں کے آثار برآمد ہوئے۔ دراصل اس مسجد میں حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی بڑے بڑے بزرگان دین نے چلہ کشی کی تھی۔

میٹھے پانی کا کنواں جاری ہونا

کرموں والا ضلع فیروز پور سے تھوڑے فاصلے پر ایک گاؤں قادا بوڑا واقع ہے، اس گاؤں میں جو کنواں بھی کھودا جاتا تھا، اس کا پانی کھارا ہوتا تھا۔ وہاں کی عورتیں دوسرے گاؤں سلطان خاں والا سے بڑی مشقت کے ساتھ پانی لایا کرتی تھی۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع سلطان خاں والا تشریف لے گئے تو قادا بوڑا کی بہت سی عورتیں آپ کے گرد جمع ہو گئیں اور سب نے مل کر عاجزی سے التجا کی کہ ہم تو سروں پر اتنی دور سے پانی ڈھوتے ڈھوتے تھک گئی ہیں، ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمیں ٹھنڈے میٹھے پانی کا کنواں عطا فرمائیں۔ بعد میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قادا بوڑا تشریف لے گئے اور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ''اس جگہ کنواں کھودو اللہ کریم میٹھا پانی دے دیں گے'' چنانچہ گاؤں کے لوگوں نے وہاں کنواں کھودا اس کا پانی نہایت خوش ذائقہ تھا۔

عازم حج کے لیے زادِ راہ

مولوی محمد حنیف نے حافظ سید محمد سکنہ پاکپتن شریف سے سن کر بیان کیا کہ ایک موقع پر وہ حضرت صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حاضرین اپنی اپنی گزارشات یکے بعد دیگرے پیش کر رہے تھے۔ دو معزز آدمیوں کی باری آئی تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ حج اور زیارت حرمین شریفین کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ انہیں یہ سعادت حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ''مولا کریم مہربانی فرما دیں گے۔ آپ حج کر آئیں'' یہ سن کر ایک نادار شخص جو مجلس میں

Marfat.com

موجود تھا، بول اٹھا کہ میں بھی حج کرنا چاہتا ہوں مگر پاس کچھ زادِ راہ نہیں ہے'' آپ نے مسکراتے ہوئے ایک چونی اس کو دی اور فرمایا کہ جاؤ تم بھی حج کر آؤ۔ یہ لو زادِ راہ، اس شخص نے چونی سنبھال لی اور کچھ دنوں کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔

حج کے لے روانگی کے ایام آئے تو وہ دونوں آدمی جو پہلے آپ سے اجازت سفر لے چکے تھے۔ حج کے لیے تیار ہو گئے اور ٹکٹ لے کر کراچی چلے گئے۔ اس شخص کو بھی خیال آیا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زادِ راہ دیا تھا، چلنا چاہیے۔ چنانچہ وہ بھی تھوڑا بہت سامان ساتھ لے کر روانہ ہوا اور اسٹیشن پر جا پہنچا۔ کراچی جانے والی گاڑی کا وقت ہو چکا تھا۔ بابو صاحب کو چونی پیش کر کے کراچی کا ٹکٹ طلب کیا۔ بابو نے چونی واپس کر دی اور کہا کہ ''جاؤ بابا گاڑی آنے والی ہے، ٹکٹ کی کیا ضرورت ہے، تم گاڑی میں سوار ہو جانا، تمہیں کوئی ٹکٹ نہیں پوچھے گا۔ گاڑی آئی تو وہ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں اس کو کسی نے نہ پوچھا اور وہ سیدھا کراچی پہنچ گیا۔

اسی طرح کراچی سے بعض مخیّر حضرات نے جدہ تک آمد و رفت کا انتظام کر دیا اور راستہ میں کسی نے بھی باز پرس نہ کی۔ جدہ میں جہاز سے اتر کر مکہ معظّمہ پہنچ گیا اور وہ چونی بدستور اس کے پاس تھی۔ وہاں سے مدینہ منورہ جانے کا بھی کوئی ذریعہ بن گیا اور اس طرح وہ حج اور زیارت سے مشرف ہو کر واپسی سفر کے لیے جدہ سے بحری جہاز پر سوار ہو کر سارا سفر مکمل کر کے گھر پہنچ گیا۔ پھر وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا کہ ''سناؤ، حج کر آئے ہو؟'' عرض کیا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، آپ کی عنایت کردہ زادہ راہ کی برکت سے سارا سفر باآرام طے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''خوب ہوا، لیکن ہاں وہ ہماری چونی کہاں ہے'' اس نے جیب سے چونی نکال کر پیش کر دی۔ آپ نے چونی لے کر فرمایا کہ ''حج تو تم کر آئے ہو، اب یہ ہماری چونی ہمیں واپس کر دو''

نوٹ:

محمد اکرام مؤلف معدن کرم نے جب یہ واقعہ مولوی حنیف صاحب کی زبانی سنا تو اس کو قلمبند کرنے میں تذبذب ہوا، واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھا۔ میں اس کتاب کی تالیف میں مصروف تھا۔ ایک دن صبح کے وقت تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ماہ ذوالحجہ کی

Marfat.com

مناسبت سے کتاب ''فضائل حج'' کی ورق گردانی کرنے لگا، اچانک صفحہ نمبر 255 پر نظر رک گئی۔ عنوان نمبر 20 کے تحت ایک واقعہ درج کیا گیا تھا جو اس کتاب سے من وعن نقل کرتا ہوں۔ قارئین کرام اس واقعہ کو پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور متقدمین کے احوال میں کس قدر مماثلت ہے۔ اور اس سے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ (نقل)

(۵۹) حضرت ابوعمر وز جاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ایک درہم مجھے عطا فرمایا۔ میں نے اس کو اپنے کمر بند میں باندھ لیا۔ اس کے بعد جس جگہ بھی پہنچا، خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا، جب حج سے فارغ ہو کر حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ ''لاؤ ہمارا درہم، میں نے خدمت میں پیش کر دیا۔ فرمایا، اس کی مہر کیسی پائی ، میں نے کہا ''بڑی، چالو''

..... (روض)

ریاست فرید کوٹ کے حکمرانوں پر نظر کرم

حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام مخلوق خدا سے محبت تھی۔ اپنے گاؤں اور گردونواح کے لوگوں کے لیے آپ بالخصوص سراپا رحمت تھے۔ حتیٰ کہ جو لوگ مخالفت کرتے، ان سے بھی آپ پیار، محبت اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اول تو یہ عاشق الٰہی ہوں۔ اگر یہ مقام نہیں تو کم از کم جنت کے تو حقدار بن جائیں۔ جس طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ملک عرب کا جو حال تھا، بعینہٖ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گاؤں کے قریباً قریباً تمام لوگ جرائم پیشہ تھے۔ جوا کھیلنا، شراب پینا، چوری، ڈاکہ زنی، بدمعاشی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی کرنا ان کے مرغوب مشغلے تھے۔ حتیٰ کہ ملحقہ ریاست فرید کوٹ کے حکمرانوں نے پولیس کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ کرمونوالے گاؤں کا کوئی آدمی ریاست میں داخل ہو تو اسے فی الفور گرفتار کر لیا جائے، کیونکہ وہاں کے باشندوں کی اکثریت جرائم پیشہ ہے اور ریاست میں نقص امن کے لیے آتے ہیں۔

Marfat.com

حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اپنے آبائی گاؤں میں اقامت اختیار کی اور آفتاب ولایت کا نور ہدایت دور نزدیک پھیلا تو ریاست فرید کوٹ کے نئے راجہ کی ماں خود چل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آئی۔اس نے عرض کیا کہ حضور ہمارے خاندان میں زمانہ قدیم سے یہ المناک صورت حال ہے کہ جب ہمارا کوئی نیا راجہ گدی پر بیٹھتا ہے تو وہ گدی نشینی کے تھوڑے ہی عرصے بعد مر جاتا ہے۔گدی نشین ہونے سے پہلے خواہ جتنا عرصہ جی لے۔حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رانی کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ''مائی، جاؤ اب ایسا نہیں ہوگا'' اللہ کریم خیر و برکت کر دیں گے ،آپ محلات نئی جگہ تعمیر کر لیں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کچھ عرصہ بعد وہ رانی اور نیا راجہ بہت کچھ نذر نیاز لے کر سلام کے لیے حاضر ہوئے۔سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور فرید کوٹ تشریف لے چلیں وہاں ہر ایک چیز حضور کے قدموں میں حاضر کر دی جائے گی۔آپ نے دعائیں دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم تو اللہ کے حکم کے ماتحت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی مرضی سے نہیں۔

اصل حقیقت یہ تھی کہ پرانے محلات کی تعمیر کے وقت اس وقت کے راجہ نے کہیں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مزدوروں میں بیگار کے طور پر رکھا ہوا تھا اور اس مرد خدا کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے تھے۔''باہر سکھ تے اندر دکھ'' اس لیے کئی پشتوں سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا تھا۔چنانچہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس ارشاد مبارک سے بچاؤ کی صورت نکالنا بھی ان کے ہی مقبول بارگاہ صاحب کمال مردیگانہ کا حصہ تھا۔

حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیض یاب ہونے کے بعد اسی راجہ نے نیا حکم جاری کر دیا کہ کرمونوالے شریف کا کوئی بھی آدمی ریاست میں آئے تو اس کی ہر طرح سے خاطر و مدارات کی جائے ۔اگر گاڑی بان ہو تو اس کے بیلوں کو سرکاری خرچ پر چارہ وغیرہ و روٹی کھلاؤ، بستر دو اور ہر طرح سے خاطر مدارات کرو۔اور راجہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے غلاموں کو شوق سے ملازمت میں قبول کرتا تھا۔

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ٹیوب ویل درست ہو گیا

مولوی حکیم احمد دین صاحب مانگا منڈی والے بیان کرتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد مجھے اپنی بیکانیر والی زمین کے عوض ضلع گوجرانوالہ میں وسیع رقبہ مل گیا۔میں نے اس رقبہ کی

Marfat.com

آبپاشی کے لیے ٹیوب ویل لگانے کا فیصلہ کیا چنانچہ ایک ٹھیکیدار سے معاوضہ طے کرنے کے بعد ٹیوب ویل نصب کرنے کا کام شروع ہوا۔ جب کھدائی (بور) 275 فٹ پر پہنچی تو یک لخت اس سے نیچے کھدائی رک گئی۔ آٹھ دن تک سخت کوشش کے باوجود کام رکا رہا۔ نہ نیچے گہرائی پر بور جاتا تھا اور نہ ہی نالیں اوپر کی طرف نکلتی تھیں۔ مایوس ہو کر کام بند کر دیا۔ ٹھیکیدار سخت پریشان تھا کہ بجائے کمانے کے یہاں تو اب سارے سامان کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا اور اس طرح ناقابل برداشت مالی نقصان ہوگا۔ مولوی حکیم احمد دین کو اپنی جگہ سخت پریشانی تھی کہ ٹیوب ویل نصب نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ حکیم صاحب اس پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت عالیہ میں حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے۔ آپ نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا ''وہ میرا پیر بھائی آ گیا، آ بھائی حکیماں! تمہارا ٹیوب ویل تو ٹھیک ہو گیا ہے، غم نہ کرو۔'' حکیم صاحب کو زبان سے کچھ عرض کرنے کی نوبت ہی نہ آئی۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال

پھر حکیم صاحب کے لیے کھانا منگوایا اور ان کو اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلایا اور تسلی دیتے رہے۔ بعد دوپہر حکیم صاحب جب آپ سے رخصت ہو کر گھر پہنچے تو عین اسی وقت جب آپ نے فرمایا تھا ''حکیماں، تمہارا ٹیوب ویل ٹھیک ہو گیا ہے'' بور خود بخود بارہ فٹ نیچے چلا گیا تھا۔ شہتیریاں وغیرہ ٹوٹ گئی تھیں۔ لیکن باقی سب کام ٹھیک تھا، چنانچہ ٹیوب ویل کا کام بخیر و خوبی مکمل ہو گیا۔

دریا کا رخ بدل دیا

مولوی حکیم احمد دین نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے دریائے راوی کے کنارے اپنی کچھ اراضی کی آب پاشی کے لیے ایک بڑا دور ہٹ والا کنواں لگوایا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کنوئیں کے اردگرد درخت بھی لگ گئے اور مکانات بھی تعمیر کر لیے۔ وہاں خوب چہل پہل اور آبادی ہو گئی۔

چند سالوں بعد ایک دفعہ اچانک موسم برسات میں دریا کا پانی میرے کنوئیں کی جانب بڑھنے لگا، تھوڑے ہی دنوں میں عین کنوئیں کے نزدیک آ پہنچا، میرے مزارعین نے مکان گرا کر لکڑیاں محفوظ جگہ پر دور ہٹا لیں۔ درخت کاٹ لیے اور پانی اسی اثناء میں کوئیں کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ کنوئیں کی جنوبی دیوار سے پانی کی لہریں ٹکرانے

Marfat.com

لگیں۔ میں سخت پریشان ہوا کہ اب کنواں برباد ہو جائے گا اور بہت نقصان ہوگا۔ اس پریشانی کے عالم میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے گھر سے چل پڑا۔ جب آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا ''حکیم جی، فکر نہ کرو۔ تمہارے کنوئیں کا بال بھی بیکا نہیں ہوگا'' پھر کمال شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور علمی باتیں شروع ہوگئیں۔ دوپہر کا کھانا اپنے پاس بٹھا کر کھلایا اور فرمایا حکیم صاحب کچھ دن ہمارے پاس ٹھہر جائیں لیکن فکرمندی کے باعث میں رخصت حاصل کرنے کا اصرار کرتا رہا۔ چنانچہ رخصت حاصل کر کے شام کو گھر پہنچا۔ دریا کی موجیں پوری تندی کے ساتھ کنوئیں کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ گھبراہٹ میں میں نے عشاء کی نماز مسجد میں ادا کی اور وہیں بیٹھا رہا۔ کچھ رات گئی ہوگی کہ میرا مزارع مجھے تلاش کرتا ہوا، وہاں آ نکلا اور کہنے لگا، حکیم صاحب! مبارک ہو دریا ہمارے کنوئیں سے دوسری جانب رخ کر گیا ہے'' اگلی صبح جب میں نے جا کر دیکھا تو دریا کا رخ ایک ایسے دھارے میں بدل چکا تھا جو میرے کنوئیں سے کافی فاصلے پر تھا۔

مسیحائی کرامات

جناب خوشی محمد صاحب شیخوپورہ والے اپنے مرید ہونے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں پیرومرشد کی تلاش میں تھا لیکن میرا دل کسی کے مرید ہونے کو تیار نہ ہوتا تھا میرے علاقہ میں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے کافی مرید تھے ایک مرتبہ ایک شخص کو فالج ہوا اور اس کا چہرہ ٹیڑھا ہو گیا اس نے کافی لوگوں سے دم وغیرہ کرائے لیکن ٹھیک نہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت کے ایک مرید نے اس سے اعلیٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کرانے کے لئے کہا چنانچہ وہ اعلیٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کا چہرہ ٹھیک پایا تو میں نے بھی آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپکی غلامی قبول کر لی۔

پیر طریقت مولوی رحمت علی کہتے ہیں کہ ایک روز میں کاہنہ نو سے گذرا تو ایک شخص جو کہ گڑ بیچ رہا تھا۔ مجھے اس کے اندر حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی جھلک دکھائی دی۔ میں اس کے قریب گیا۔ سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کا تعلق کن بزرگوں سے ہے تو

Marfat.com

اس نے فوراً کہا کہ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ سے اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے بھی یہی جوب دیا ہم دونوں پیر بھائی بغل گیر ہوئے، پھر میں نے اس سے کہا کہ حضرت صاحب کی کوئی بات سناؤ تو وہ کہنے لگا۔ ''میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہو گیا مگر نہ نماز نہ درود، ماں باپ کہہ کہہ کر تھک گئے مگر مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں کہتا تھا کہ اتنے بڑے پیر کا مرید ہو گیا ہوں مجھے کیا فکر ہے۔ ایک رات سو رہا تھا کہ خواب میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی آپ نے مجھے ایک لاٹھی رسید کی میں بھاگنے لگا تو چارپائی سے نیچے گرا۔ آپ نے دوسری لاٹھی رسید فرمائی۔ میں معافی مانگتا تھا اور مار پیٹ کا سبب پوچھتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھو گے یا نہیں؟ میں کہتا کہ اب پڑھوں گا آپ نے سزا کے طور پر دو ڈنڈے اور مارے اور میں کبھی اس کونے میں اور کبھی اس کونے میں۔ گھر والے پریشان ہو گئے کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ آخر کار حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے معاف فرما دیا اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ اگر آئندہ نماز چھوڑو گے تو اس سے زیادہ سزا ملے گی۔ میں اٹھا اور کراہتا ہوا اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگنے لگا۔ گھر والوں کو سارا ماجرا سنایا اور پھر کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ تہجد بھی ادا کرتا ہوں اور درودِ پاک بھی پڑھتا ہوں۔

پیر طریقت مولوی رحمت علی مزید بیان کرتے ہیں کہ محمد شریف لاہور والے نے ان سے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ میرے بیٹے عبدالقادر کے سر میں بال چر ہو گیا اور کسی دوا سے کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا۔ میری نظر سے ''معدنِ کرم'' از الحاج مولوی محمد اکرام ایم۔اے کا ایک واقعہ گزرا۔ وہ بھی اسی قسم کا تھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بیلی کو خربوزہ کھا کر اس کے بیج سر پر ملنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ اس وقت چونکہ خربوزے کا موسم نہیں تھا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسے اپنے پاس سے بے موسمی خربوزہ عنایت فرمایا اور اس کی مرض دور ہو گئی۔ چنانچہ میں بازار سے 3 کلو خربوزے لے آیا اور عبدالقادر کو دیدئے اور اسے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد سنایا اس نے بیج سر پر مل لیے اور بعد ازاں سر دھولیا۔ 2 دن بعد اس کی یہ مرض حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم سے ٹھیک ہو گئی۔

Marfat.com

محمد شریف لاہور والے مزید بیان کرتے ہیں کہ میرے ساتھ عبدالعزیز قاضی کلرک کا کام کرتا تھا۔ وہ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اولادِ نرینہ کے لئے عرض کیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہرمل لے لے کر اپنی بیوی کو دھونی دو۔ اس کو 12 سال سے ماہواری کی خرابی جو چلی آرہی ہے وہ دور ہو جائے گی اور اللہ کریم تمہیں بیٹا عطاء فرمائیں گے۔ اور اس کا نام محمد فقیر اللہ رکھنا۔ پھر عبدالعزیز نے عرض کیا کہ مجھے کمر میں درد ہے اور آرام نہیں آتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ ان دنوں میں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کرم نوازی سے شالا مار ٹاؤن میں مکان بنایا تھا۔ اور اکیلا ہی وہاں رہتا تھا۔ عبدالعزیز اتوار کو صبح سویرے میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ مجھے ہرمل لا دو۔ میں نے اسے کہا کہ وہ سامنے والے میدان میں بہت زیادہ ہرمل اگی ہوئی ہے، وہاں سے لے آؤ۔ وہ سائیکل پر وہاں گیا اور چوہے کے بل کے اردگرد ہری اور جاندار ہرمل اکھاڑنے کے لئے اس نے پاؤں کے بل بیٹھ کر کھرپا چلایا تو چوہے کے بل سے کالے رنگ کے کوبرا سانپ نے باہر نکل کر پھن پھیلایا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ عبدالعزیز ڈر کے مارے بھاگنے لگا۔ تو اٹھتے ہی وہ کمر کے درد کی وجہ سے الٹ کر بڑی بری طرح نیچے گر گیا۔ سانپ بھی غائب ہو گیا اور اس کی کمر کی درد بھی ٹھیک ہو گئی۔ پھر وہ دوسری جگہ سے ہرمل اکھاڑ کر لے آیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق اپنی بیوی کو ہرمل کی دھونی دی چنانچہ اس کا مرض جاتا رہا اور تقریباً ایک سال بعد عبدالعزیز کو ایک رات خواب میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سرکار کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے نماز ادا کرنی ہے۔ اٹھو اور مجھے جائے نماز دے کر خود کسی دائی کو بلا لاؤ۔ جب میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک دائی دروازے پر کھڑی تھی وہ مجھے کہنے لگی کہ ابھی ابھی مجھے کسی بزرگ نے خواب میں حکم دیا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ وہاں ان کے گھر بچہ ہونے والا ہے۔ میں دائی کو اندر لایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری بیوی مجھے آوازیں دے رہی ہے کہ جاؤ جلدی سے کسی دائی کو بلا لاؤ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار

Marfat.com

ہونے پر میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بالکل ویسا ہی ہوا، کہ دائی دروازے پر تھی اور بچہ دائی کے آنے سے پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ پھر ہم نے اس کا نام حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق محمد فقیر اللہ ہی رکھا۔ یہ بچہ میں نے خود دیکھا ہے اور وہ اب جوان ہو چکا ہے۔

محمد شریف صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبدالعزیز دفتر میں بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے کہ ورکشاپ سے ایک آدمی عبدالعزیز کے ملنے والا چھٹی کے گھنٹے میں ہمارے پاس آیا اور وہ اپنی بیوی کی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ حال پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میری بیوی کو دورے پڑتے ہیں۔ بہت سے ڈاکٹروں کو دکھایا ہے' میں زیور تک بیچ چکا ہوں قرضہ بھی چڑھ گیا ہے۔ لیکن آرام نہیں آیا۔ اب میں کیا کروں۔ عبدالعزیز نے اپنی میز کی دراز سے ایک پاس فارم نکالا اور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچنے کے لیے پر کر کے اسے دے دیا اور کہا کہ صبح ریل گاڑی سے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چلے جائیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کراؤ۔ اتوار کو وہ حضرت کرمانوالہ شریف پہنچ گیا اور جب اس کی باری آئی تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی بات سن کر ایک بیلی سے فرمایا کہ سب بیلیوں کو لے جاؤ اور ان کے ہاتھ دھلواؤ' لنگر پاک کھلا کر ان کو نسخہ لکھوا دینا۔ یہ آدمی وہ نسخہ لے کر اعلیٰ حضرت سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا اور جا کر عرض کیا کہ اس بیلی نے تو یہ ایک ہی نسخہ لکھ دیا ہے۔ حالانکہ کسی کو کوئی بیماری ہے اور کسی کو کوئی بیماری۔ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور بیلیوں سے فرمایا اسے باہر نکال دو۔ وہ واپس لاہور آ گیا اور اگلے دن چھٹی کے گھنٹے میں ہمارے پاس دفتر میں آیا اور کہنے لگا کہ وہاں تو گھوڑے اور گدھے کی تمیز ہی نہیں کی جاتی۔ سب کو ایک ہی نسخہ لکھوا دیا ہے۔ عبدالعزیز نے اس کی باتیں سن کر اسے بہت ڈانٹا اور کہا کہ بزرگوں کے متعلق ایسا نہیں سوچتے۔ وہ تو سب کچھ جانتے ہیں ہاں البتہ تجھے اور تیرے ماں باپ وغیرہ کو گدھے اور گھوڑے کی تمیز نہیں ہوگی۔ جاؤ' جا کر جو نسخہ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے لکھوایا ہے وہ رب کریم پر

Marfat.com

بھروسہ کرتے ہوئے استعمال کرو۔ ورنہ اگر تم نے شک کیا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارا خاتمہ کفر پر نہ ہو جائے' کیونکہ تم بزرگوں اور اولیاء اللہ کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہو۔ اس کے بعد وہ اگلے ماہ ایک ڈبہ مٹھائی کا لایا اور چھٹی کے گھنٹے میں آ کر ہماری میز پر رکھ دیا۔ عبدالعزیز کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا فرمایا ہوا نسخہ استعمال کرنے سے اس کی بیوی کو بیماری سے مکمل آرام آ گیا ہے۔ اور وہ بالکل صحت یاب ہو گئی ہے۔ اور اس کی صحت کی خوشی میں ہی یہ مٹھائی لایا ہوں۔

میں نے اس سے نسخہ پوچھا' جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔ (۱) لیموں (۲) ادرک (۳) سبز پودینہ (۴) کوار گندل۔ سب کا ہم وزن پانی نکال کر حسب ذائقہ نمک ڈال لیں اور کھانا کھانے کے بعد ایک چمچہ استعمال کریں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس اکثر بیمار اور لاعلاج مریض آتے تھے اور شفایاب ہو کر چلے جاتے تھے۔ ذیل میں چند واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

☆:۔ چوہدری امانت علی نے بیان کیا کہ تقسیم ملک سے کچھ عرصہ پہلے جب آپ موضع اچھے والا متصل فیروز پور چھاؤنی میں مقیم تھے ایک دن غروب آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے ایک ادھیڑ عمر کا سکھ اور اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نہایت عجز و انکساری کے ساتھ عرض کیا کہ اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی ختم ہو گئی ہے اور وہ دعا کے لے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے امانت علی کو بلایا اور کہا کہ یہ دو مہمان آئے ہیں، ان کا خیال رکھنا۔ امانت علی اس کے بعد کام میں مصروف ہو گیا اور ان کا اُسے مطلق خیال نہ رہا۔ دونوں کے پاس کھانے پینے کی کچھ چیزیں تھیں، وہ کھا پی کر خراس کے نیچے جا بیٹھے کہ اب کسی کو کیا تکلیف دینی ہے، رات یہیں بسر کر لیں گے۔

آدھی رات کے وقت آپ نے پھر امانت علی کو بلایا کہ ذرا خبردار رہو، رات اندھیری ہے کچھ مشتبہ آدمی ڈیرہ کے اردگرد گھوم رہے ہیں۔ امانت علی نے اپنے دو تین دوسرے ساتھیوں کو جگا کر خبردار کیا۔ وہ ہاتھوں میں ڈنڈے لے کر چاروں طرف گھومنے لگے۔ ایک درویش ولی محمد

Marfat.com

خراس کی طرف جا نکلا۔خراس کے نیچے سے اسے دو آدمیوں کی کھسر پھسر کی آواز آئی تو اس نے آگے بڑھ کر ان کو نکالا اور لاٹھیاں برسانا شروع کر دیں۔ بیچارے سکھ کے ماتھے پر ایک کاری ضرب لگی اور خون کا فوارہ پھوٹ نکلا، عورت کو بھی ایک لاٹھی لگی اور اس کی انگلیاں ٹوٹ گئیں۔اس پر انہوں نے شور مچایا کہ ہم تو بابا جی کی خدمت میں آئے تھے۔دور سے یہ بات سن کر امانت علی شور مچاتا ہوا بھاگا آیا کہ ان کو نہ مارو، ان کو نہ مارو، یہ اپنے آدمی ہیں۔ پھر ان کی مرہم پٹی کی گئی اور صبح کے وقت جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رخصت ہونے کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا سردار جی رب کریم نے خیر کر دی ہے، بچوں نے رات کو خیال ہی نہیں کیا، آپ لوگوں کو خواہ مخواہ پیٹ کے رکھ دیا، اچھا اب آپ جائیں اور انہیں کچھ پھل وغیرہ دیے۔

دو ماہ کے بعد وہ سکھ اپنی بیوی بچوں سمیت پھر حاضر ہوا۔اس کی دونوں آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں اور دس بارہ سیر مصری کے علاوہ اور بہت سی اشیاء بطور نذر نیاز پیش کیں۔

☆:۔منڈی ہیرا سنگھ سے ایک شخص محمد اسحٰق نامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خادم کمال الدین حجام جو اس کا رشتہ دار تھا وہ بھی اس کے ساتھ تھا۔آپ نے نہایت شفقت سے دریافت فرمایا "بیلیو! کیا بات ہے" کمال الدین نے بصد احترام عرض کیا کہ محمد اسحٰق کی ہمشیرہ کی بینائی جاتی رہی ہے، دعا فرمائیں، اللہ کریم اسے آنکھوں کی روشنی بخش دیں۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "کوئی بات نہیں اللہ کریم رحم کر دیں گے" لڑکی کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔اس سے کہو کہ لڑکی کی آنکھوں میں شہد کی سلائی لگا لیا کرے۔محمد اسحٰق اور اس کی ہمشیرہ اس کے بعد بس میں سوار ہو کر منڈی ہیرا سنگھ چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد کمال الدین ان کی خیر و عافیت پوچھنے کے لیے منڈی ہیرا سنگھ گیا تو دیکھا کہ لڑکی کی دونوں آنکھیں بالکل ٹھیک تھیں۔محمد اسحٰق نے اس کو بتایا کہ جب انہوں نے حضرت کرمانوالہ شریف سے بس میں سوار ہو کر اوکاڑہ سے چند میل کا فاصلہ طے کیا تو یک بیک لڑکی کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے بالکل ٹھیک ہیں۔تعمیل ارشاد کے طور پر وہ آنکھوں میں شہد کی سلائی لگاتی رہی ہے۔

☆:۔حاجی عبدالحمید صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ لاہور ہائی کورٹ نے بیان کیا کہ ایک

Marfat.com

دفعہ ان کا بھتیجا، جس سے ان کو بے حد محبت تھی، سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر بھی اس کی زندگی سے مایوسی کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ وہ اسی بے قراری میں کرموں والا شریف ضلع فیروز پور آپ کی خدمت بابرکت میں جا پہنچے۔ شام کو آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی لیکن عرض مدعا نہ کر سکے۔ دوسری صبح جب پھر خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تو دل میں خیال تھا کہ بچہ تو ختم ہو چکا ہو گا۔ اب کیا عرض کرنا ہے، واپس چلتا ہوں تا کہ تجہیز و تکفین میں تو شامل ہو سکوں، چنانچہ رخصت کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا ''اچھا خراماں خراماں جائیں۔ بچے کو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے'' یہ خوشخبری پا کر میں روانہ ہوا اور جب واپسی گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ہندو ڈاکٹر بچے کو دیکھ کر واپس جا رہا تھا۔ میرے دریافت کرنے پر ڈاکٹر نے کہا کہ بچہ اب رو بصحت ہے۔ اس کو دوا سے نہیں بلکہ کسی بزرگ کی دعا سے شفا حاصل ہو گئی ہے'' یہی ڈاکٹر پہلے کہہ چکا تھا کہ بچے کے صحت یاب ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔

☆:۔ بابو نور عالم ریلوے ڈویژنل آفس فیروز پور میں ملازم تھے۔ وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص معتقدین میں سے تھے۔ ان کے بڑے لڑکے مظہر الحق کا بایاں بازو ٹوٹ گیا۔ بچے کی عمر اس وقت دس بارہ سال کی ہو گی۔ ان ہی ایام میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی بازو کی تکلیف تھی۔ فیروز پور کے سرجن نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاج کیا لیکن بازو کی ہڈی کا جوڑ ٹھیک نہ ہوا۔ آخر دیسی علاج کرنے کا فیصلہ ہوا۔ چوہدری والا ضلع فیصل آباد میں ایک مشہور معالج رہتے تھے۔ آپ نے وہاں جانے کی تیاری کر لی۔ بابو نور عالم نے بھی اپنے بیٹے مظہر الحق کو اسی حکیم کے پاس لے چلنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ یہ دونوں باپ بیٹا بھی آپ کے ہمراہ چک چوہدری والا جا پہنچے اور آپ کے ساتھ گاؤں کی مسجد میں اقامت اختیار کی۔

حکیم نے دونوں کے بازو دیکھے۔ حضرت کے لیے ایک تیل کی مالش تجویز کی اور بچے کے بازو کو دوسرے دن توڑ کر دوبارہ ٹھیک کر کے باندھ دیا۔ اسی طرح تین چار دن گزر گئے۔ وہ معالج حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بازو دیکھنے کے لیے دن میں ایک دفعہ آتا اور سرسری معائنہ کر کے چلا جاتا۔ ساتھ ہی بچے کو بھی دیکھ جاتا۔ چوتھے پانچویں دن حکیم صاحب حسب، معمول عصر کے وقت آئے تو بچے کو بہت تکلیف تھی۔ اس کا بازو سوج گیا تھا اور اس میں شدت کا

Marfat.com

درد تھا۔خوب غور سے معائنہ کرنے کے بعد اس نے کہا کہ بچے کا بازو تو خراب ہو گیا ہے۔کل اگر فیصل آباد جا کر اسے کہنی کے قریب سے کٹوا دیا جائے تو بہتر ہے ورنہ پھر دو دن بعد کندھے تک کٹوانا پڑے گا۔ بابو نور عالم نے یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اسی بے قراری میں اٹھ کر مسجد کے اندر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چلے گئے۔

آپ نے دریافت فرمایا ''بابو جی! خیر تو ہے؟'' بابو نور عالم نے جواب دیا ''حضور، خیر ہے'' آپ نے دریافت کیا ''پھر کیا بات ہے'' تو بابو نور عالم نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ حضور، حکیم صاحب نے کہا ہے کہ بچے کا بازو خراب ہو گیا ہے اور کل فیصل آباد جا کر بازو کہنی کے قریب سے کٹوانا پڑے گا'' یہ کلمات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''بابو جی! فکر نہ کریں اللہ کریم خیر کر دیں گے۔ بچے کا بازو کاٹنا نہیں ہے یہ ٹھیک ہو جائے گا'' بابو نور عالم کو تسلی ہو گئی۔رات ہوئی تو کھانا کھا کر سب آرام کرنے لگے۔صبح کو اٹھے تو مظہر الحق کے بازو میں درد نہ تھا۔حکیم صاحب نے جب آ کر پٹی کھولی تو سوج اتر چکی تھی اور بازو بالکل ٹھیک تھا۔حکیم حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو مریض کے رنگ میں اس کے پاس آئے ہوئے ہیں، سب معالجوں سے بڑے معالج ہیں۔ان کی نظر کرم سے جسمانی اور روحانی امراض آناً فاناً دور ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کا ادنیٰ تصرف ہے۔گاؤں والوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو لوگ جوق در جوق زیارت کے لیے آنے لگے۔ابر کرم برسنے کے لئے خود چل کر ان کے گاؤں میں آ گیا تھا۔چنانچہ گاؤں کے بہت سے لوگ آپ کی نظر کرم سے ہدایت پا گئے۔

☆:۔ملک کرم داد صاحب چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب نے بیان کیا کہ وہ ضلع ساہیوال میں بطور ڈپٹی کمشنر متعین تھے۔ایک دن وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔انکے ہمراہ ضلع سرگودھا کی ایک اور معزز ہستی ملک نور محمد ٹوانہ بھی تھے۔ ملک نور محمد کچھ عرصہ سے بعارضہ مالیخولیا و امراض سوداوی میں مبتلا تھے۔اس لیے ان کے اعزہ و اقربا سخت پریشانی میں مبتلا تھے۔ ملک کرم داد صاحب نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ملک نور محمد کی شفایابی کے لیے دعا کی التجا کی۔حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ مولا کریم شفا عطا فرما دیں گے۔ یہ تو ٹھیک ہیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی

Marfat.com

دنوں میں وہ اس موذی مرض سے نجات پا گئے اور پھر کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی۔

نیز ملک کرم داد صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اس سال بہت خشک سالی تھی۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ بہت پریشان تھے۔ میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں باران رحمت کے نزول کے لیے بھی دعا کی درخواست کی۔ آپ کی دعا کی برکت سے ان ہی ایام میں خوب بارش ہوئی۔

☆:۔ جناب احسان قریشی صاحب کا بیان ہے کہ وہ عارضہ پیچش اور اسہال میں مبتلا تھے۔ تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ دن رات میں چالیس پچاس دفعہ تکلیف کے ساتھ اجابت ہوتی تھی۔ کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی۔ مرض بڑھتے بڑھتے سنگرہنی کی شکل اختیار کر گیا۔ حکیموں اور ڈاکٹروں نے آخر الامر مایوسی کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ خوش قسمتی سے کسی نے ان کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ وہ 1935ء میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کرموں والا (ضلع فیروز پور) پہنچ گئے۔ حضور نے کمال شفقت فرمائی۔ ایک معمولی سی دوائی تجویز فرما دی۔ لیکن در حقیقت باطنی توجہ سے مرض سلب فرما دی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں بالکل صحت یاب ہو گئے، جیسے کبھی یہ مرض لاحق ہی نہیں ہوا تھا۔ مرض کے دوران یہ عالم تھا کہ کھچڑی، دودھ اور ساگودانہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ سرکار کی نظر کرم سے لنگر شریف کی روٹی کھا کر بخوبی ہضم کرنے لگے حتیٰ کہ ایک دن باجرہ کی روٹیاں لنگر میں تقسیم ہوئیں تو دو روٹیاں کھالیں اور ہضم ہو گئیں۔

☆:۔ ملک گل نواز خاں صاحب کے بہنوئی ڈاکٹر رضا کافی عرصہ تک انگلستان اور امریکہ میں زندگی گزار چکے تھے۔ وہیں پر انہوں نے ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ واپس آ کر وہ کراچی میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر رضا کے ہاں جو بچہ پیدا ہوتا، وہ مر جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ان کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہوا، ان کی بیوی ایام زچگی میں لاہور میں ہی ملک صاحب (اپنے بھائی) کے پاس مقیم تھی۔ وہ خود بھی ڈاکٹر تھی۔ بچہ جب 6 ماہ کا ہوا تو انہوں نے کراچی واپس جانے کا کا ارادہ کیا۔ بچہ یک لخت بیمار ہو گیا۔ حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گیا۔ ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش مرحوم اور دوسرے چوٹی کے ڈاکٹروں نے پوری توجہ سے علاج کیا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔

Marfat.com

ہر دوا نے الٹا ہی اثر کیا۔

آخر ملک گل نواز احمد خاں اوران کے چھوٹے بھائی ملک اکبر خاں (مینجر درگاہ حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاکپتن شریف) حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ ڈاکٹر رضا صاحب سے بھی ہمراہ چلنے کو کہا لیکن وہ کہنے لگے کہ میں پیروں فقیروں کا قائل نہیں ہوں۔ آخر اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے اصرار پر وہ بھی ساتھ جانے کے لیے رضامند ہو گئے اور کہنے لگے چلو میں سیر ہی کرآؤں گا اور آپ حاضری دے لیں۔

عصر کے قریب حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبزاہ سید عثمان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ مینجر صاحب (ملک محمد اکبر صاحب مینجر درگاہ حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آ گئے ہیں ان کو چائے پلائیں اور جو لڈو ان کے لیے رکھے گئے ہیں وہ کھلائیں (وہاں پر موجود ایک صاحب نے بتلایا کہ تھوڑی دیر ہوئی ایک شخص نے لڈو لا کر پیش کیے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضرین میں تقسیم فرما دیے مگر چند لڈو بچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ لاہور سے مہمان آ رہے ہیں، یہ ان کے لیے رکھ دو)۔ ڈاکٹر صاحب اس دوران میں آپ کی شخصیت سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ انہوں نے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سر پر رومال بھی باندھ لیا تھا اور باادب دوزانو بیٹھ گئے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روئے سخن ان کی جانب ہی رکھا اور فرمایا ''بابو جی کہاں کہاں پھرے ہو؟ تعلیم کہاں حاصل کی ہے؟ آپ تو بہت قابل ڈاکٹر ہیں، ذرا میری نبض تو دیکھیں'' حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان دنوں سخت نزلہ وزکام تھا۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ ایسا نسخہ لکھ کر دیں جس سے دن کو بھی تارے نظر آنے لگیں۔ اتنے میں خادم لسی کا گلاس لے کر آ گیا۔ سردیوں کے دن اور سخت نزلہ وزکام کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر رضا نے کہا کہ آپ لسی نہ پئیں۔ آپ نے فرمایا ''فقیروں کے لیے ہر چیز برابر ہے'' اور لسی نوش فرمالی۔ پھر محبت بھری باتیں کرتے رہے، ڈاکٹر صاحب سے پوچھا، ''پنجابی سمجھدے او ناں کتے زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم، والی بات نہیں'' ڈاکٹر صاحب نے عرض کہ ''حضور سمجھتا ہوں'' حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ڈیگر ویلا ہے، (یعنی عصر کا وقت ہے) اور آیۃ مبارک وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ

Marfat.com

لَفِی خُسْر تلاوت فرما کر مختصر تفسیر بیان فرمائی۔ دریں اثناء ملک صاحب نے عرض کیا کہ ''حضور، ڈاکٹر صاحب کا بچہ سخت بیمار ہے۔ دعا فرمائیں کہ صحت یاب ہو جائے'' حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''ڈاکٹر جی بڑے چنگے ویلے آ گئے او'' پھر تین دفعہ ارشاد فرمایا ، جاؤ رب خیر کریسی (یعنی اللہ تعالیٰ ٹھیک کر دیں گے) پھر سب کو نہایت شفقت کے ساتھ رخصت کیا۔

لاہور اپنی جائے رہائش پر پہنچے تو ڈاکٹر صاحب کا بچہ بالکل صحت یاب ہو چکا تھا اور ماں کی گود میں آرام سے دودھ پی رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو معلوم ہوا کہ عصر کے وقت بچے کی حالت سخت خراب ہو گئی تھی۔ ہر قسم کی دوائی دی گئی مگر لحظہ بہ لحظہ بچے کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔ سب رونے پیٹنے لگے، بے قراری میں مستورات نے کوشش کی کہ کوئی ٹانگہ، ٹیکسی یا کوئی سواری مل جائے تو بچے کو کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلیں مگر کسی سواری کا بندوبست نہ ہو سکا۔ ناچار گھر واپس لوٹ آئے اور نا امید ہو کر بچے کو گود میں لے کر بیٹھ گئے، دفعتاً بچے نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگا۔ رات سے جسے کچھ ہوش نہ تھا اب ماں کا دودھ پینے لگا، چنانچہ اس وقت سے بچہ تندرست ہے۔ گھر والوں سے جب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بالکل وہی وقت تھا جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ڈاکٹر رضا سے فرمایا تھا، ''تسی بڑے چنگے ویلے آ گئے او، رب خیر کریسی'' بے شک اولیا اللہ کی بہت بلند شان ہے۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو دو اور فرزند بھی عطا کیے۔

☆:۔ ضلع نواب شاہ سندھ سے مستری غلام نبی کا بیان ہے کہ ان کی بیوی عرصہ بارہ سال سے بیمار چلی آتی تھیں۔ 1945ء میں وہ دہلی میں مقیم تھے۔ وہاں علاج معالجہ جاری رہا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ پھر پاکستان بننے پر لائل پور (فیصل آباد) اور اوکاڑہ میں بھی علاج کروایا مگر بے سود۔ آخر رات کو خواب میں بشارت پا کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حضرت

Marfat.com

کرمانوالہ شریف حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔اوکاڑہ سے ان کے دو رشتہ داران کے ساتھ ہو لیے۔ان میں سے ایک پوستی تھا اور دوسرا حافظ۔ جب صدر دروازے سے یہ تینوں اندر داخل ہوئے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سامنے چہل قدمی فرما رہے تھے۔آپ نے ان کی طرف دیکھتے ہی فرمایا، یہ آیک آدمی یہاں ٹھہرے اور دوسرے دونوں کو باہر بھیج دو۔ان کے دونوں ساتھی باہر چلے گئے تو آپ نے فرمایا ''ہاں بھئی! تیرے ساتھ ابھی بات کریں گے تم ادھر صف پر بیٹھو''۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طرح تقریبا نصف گھنٹہ تک ادھر ادھر چلتے پھرتے رہے۔بعد ازاں آپ آ کر چارپائی پر بیٹھ گئے۔باہر سے لوگوں کو باری باری بلانا شروع کر دیا۔سب سے باتیں ہوتی جاتی تھیں۔جب ان کی باری آتی تو فرما دیتے۔''تم ٹھہرو، تمہارے ساتھ بھی بات کرتے ہیں'' اسی طرح تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد پانچ مرتبہ بات کرنے کی اجازت چاہی مگر موقع نہ ملا۔آخر آپ نے فرمایا کہ وہ مصلیٰ اٹھا کر لاؤ اور ادھر چارپائی کے قریب بچھا دو۔پھر اس پر دوزانو بیٹھنے کے لیے ارشاد ہوا۔بعد ازاں فرمایا ''سر کے بال سنت کے مطابق کٹوایا کرو اور داڑھی رکھو'' ان کے بال انگریزی طرز کے تھے اور داڑھی منڈی ہوئی تھی۔پھر کچھ اور بھی نصیحتیں فرمائیں جوان کے دل کی گہرائیوں میں اتر گئیں۔پھر فرمایا ''اب جاؤ'' یہ ابھی چند قدم ہی گئے تھے کہ فرمایا ''ٹھہرو'' یہ رک گئے۔فرمایا ''کھوی گھاس کو پانی میں ابال کر صبح کے وقت بیوی کو پلا دیا کرو۔اللہ کریم مہربانی فرما دیں گے'' گھر واپس آ کر حسبِ ارشاد کھوی گھاس پلانے سے چند دنوں کے اندر ہی بیوی کو مکمل شفا حاصل ہوگئی اور بارہ سال کا پرانا مرض پیچھا چھوڑ گیا۔

☆:۔ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لے گئے اور سیٹھ محمد شفیع کے مکان پر قیام فرمایا، ساندہ کلاں سے ایک شخص حاجی برکت خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور التجا پیش کی کہ ایک وقت کا کھانا اس کی جانب سے قبول فرمایا جائے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعوت قبول فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ کھانا ہم اپنی جائے قیام پر ہی کھائیں گے۔حاجی صاحب نے فرمایا کہ یہ اور بھی بہتر ہے۔

کھانا پک کر تیار ہو گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے پیش کرنے کا وقت آیا تو ساند سے ایک آدمی گھبرایا ہوا اس کے پاس آیا کہ اس کا دس بارہ سال کا لڑکا انعام اللہ مسجد کی

Marfat.com

چھت سے پکی سڑک پر گر کر سخت زخمی ہو گیا ہے، سر میں شدید چوٹیں آنے سے بے ہوش پڑا ہے، ڈاکٹروں نے اس کی زندگی کی طرف سے مایوسی کا اظہار کیا ہے، حاجی برکت نے اس شخص کو واپس گھر بھیج دیا اور کہا کہ میں حضرت صاحب کو کھانا کھلا کر جلد ہی واپس آتا ہوں۔ وہ کھانا لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جائے قیام پر پہنچا، اسی اثناء میں آپ نے اچانک روانگی کی تیاری کر دی اور حاجی برکت سے کہا کہ ''کھانا کار میں ساتھ ہی رکھ دو، آگے چل کر کھالیں گے'' جب کھانے کے برتن کار میں رکھ دیئے گئے تو ساندہ کلاں سے دو زمیندار پھر حاجی برکت کے پاس آ پہنچے اور اطلاع دی کہ بچے کی حالت نازک ہے۔ ان کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاجی برکت سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟۔ دونوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ حضور اس کا دس بارہ سال کا لڑکا مسجد کی چھت سے گر کر سخت زخمی ہو گیا ہے اور بے ہوش پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے تو ہمیں بتایا ہی نہیں۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اور آنکھیں بند کر لیں۔ آپ کا چہرہ تمتما اٹھا، آدھ گھنٹہ تک اسی طرح موٹر میں بیٹھے رہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جلدی جاؤ اور علاج معالجہ کرو، اللہ کریم شفا بخش دیں گے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک زیر علاج رہنے کے بعد بچہ بالکل تندرست ہو گیا۔ اور آج کل دین کے تبلیغی کاموں میں مصروف ہے اور آپ کی نظر کرم سے خلافت بھی عطا ہوئی ہے۔

☆:۔ سیالکوٹ سے جناب احسان قریشی صابری ایم۔ اے بیان کرتے ہیں کہ وہ 1959ء میں حضرت شیخ المشائخ باوا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک پر پاکپتن شریف تشریف لے گئے۔ مختلف قسم کی افکار کی وجہ سے ان کو بواسیر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا اور خون جاری رہنے کی وجہ سے سفر میں بہت تکلیف ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے تمام بزرگان کرام اور صوفیائے عظام کی زیارت کے بعد خیال کیا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے کوئی بزرگ اگر آئے ہوں تو ان کی زیارت بھی کرنی چاہیے اور دعا کرانی چاہیے۔ جوینده یابنده۔ وہ عید گاہ میں پہنچے جہاں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام پذیر تھے۔ عصر کی نماز پڑھی جا چکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیحدگی میں بیٹھے تھے۔ صابری صاحب بھی چپکے سے پاس جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوجہ ہوئے اور پوچھا، آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا کہ سیالکوٹ سے حاضر ہوا ہوں۔ مصائب اور غم واندوہ کا مارا ہوا ہوں۔ بواسیر کا مریض ہوں۔ زندگی وبال بن چکی ہے۔ دعا کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک رباعی ترنم سے پڑھی۔

رباعی سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جوش میں آ کر فرمایا ''خواہ مخواہ گھبرا گئے ہو، معمولی سی بواسیر ہے اللہ کریم شفا بخش دیں گے۔ گلقند اور مکھن باہم ملا کر کھالیا کرو۔ سکون قلب بھی نصیب ہو جائے گا۔'' انہوں نے عرض کیا کہ گلقند تو میں عرصہ ایک ماہ سے کھا رہا ہوں، کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا ''تم گلقند میں مکھن کی بجائے بادام روغن ڈالتے ہو گے اس لیے فائدہ نہیں ہوا'' وہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فقرہ (مبنی بر کشف) سن کر حیران ہوئے، واقعی وہ گلقند میں بادام روغن ڈال کر استعمال کرتے رہے تھے۔

پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے صوفیاء کرام متعصب نہیں ہوتے۔ یہ خیال دل سے نکال دو مجھے ہی دیکھو، ہر سال باقاعدگی سے باوا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس پر حاضری دیتا ہوں۔ تمام سلسلوں کی منزل آخر ایک ہے دیکھو لاہور سے کراچی جانا ہو تو تیز رو بھی ہے، تیز گام بھی ہے، کراچی میل بھی، موٹر کار اور ہوائی جہاز بھی۔ سفر کسی ذریعہ سے کیا جائے، منزل مقصود سب کی ایک ہے۔ اس طرح ہر چہار سلسلہ کی منزل مقصود اسی کی ذات سے وصل ہے۔ اصل درویش دوسرے سلسلوں کے متعلق تعصب نہیں رکھتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو کج فہم سمجھتا ہوں جو وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی بحثوں میں پڑ کر قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔

باؤ محمد شریف درویش آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف نے فرمایا کہ شیخ بلال صاحب ملتان والے نے ان سے بیان کیا کہ ان کے ہاتھ پر ایک بہت بڑا موکھہ تھا اس کے والد نے اسے اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے بھیجا۔ شیخ بلال صاحب حضرت کرمانوالہ شریف تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک درویش آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کپڑے دھو رہا تھا۔ شیخ بلال صاحب اس کے پاس سے گزرے تو اس درویش نے شیخ صاحب کو بلایا اور تازہ وضو کرنے کے لئے فرمایا شیخ صاحب وضو کر کے اس درویش کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے شیخ صاحب سے درود شریف پڑھ کر اعلیٰ حضرت کے کپڑے

Marfat.com

دھونے کا فرمایا شیخ صاحب نے اعلیٰ حضرت کے کپڑے دھونے کے لئے آپ کے کپڑے کو ہاتھ میں لیا ہی تھا تو شیخ صاحب کا موکھہ غائب ہو گیا بعد میں شیخ صاحب اعلیٰ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ جس کام کے لئے آئے تھے آیا وہ ہو گیا ہے کہ نہیں شیخ صاحب نے اثبات میں جواب دیا تو یہ اعلیٰ حضرت کے کپڑوں کی برکت تھی کہ ساتھ لگتے ہی موکھہ غائب ہو گیا اور اس سے یہ بات بھی عیاں ہو گئی کہ اعلیٰ حضرت کو اپنے پاس آنے والے ظاہرین کے آنے کے مقاصد کے بارے میں علم ہوتا ہے۔

اولادِ نرینہ کا عطا ہونا

☆:۔شیخ عبدالرحمٰن پاکپتن شریف والے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ان کے ہاں لڑکیاں تھیں۔مگر جو لڑکا پیدا ہوا وہ کچھ عرصہ کے بعد مر جاتا۔دو تین لڑکے اسی طرح فوت ہو گئے۔آخر پریشان ہو کر ایک موقع پر شیخ صاحب نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ حضور ان کے ہاں کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا۔لڑکے پیدا ہوتے اور مر جاتے ہیں۔دعا فرمائیں، مولا کریم کرم فرما دیں۔آپ نے ارشاد فرمایا ''مولا کریم حیاتی والا بچہ دے دیں گے'' اب جو بچہ پیدا ہو اس کا نام انعام اللہ رکھیں۔چنانچہ بچہ پیدا ہوا اور اللہ کریم کے فضل سے وہ بچہ اس وقت شیخ صاحب کے گھر کی رونق و آبادی کا باعث ہے۔

☆:۔میر محمود صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد ان کے ہاں دو بچیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں۔جب تیسرے بچے کی ولادت کے آثار ہوئے تو وہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اولادِ نرینہ کے لیے دعا کی درخواست کی۔

آپ نے ایک شرینی (پھل) ان کو دے کر ارشاد فرمایا کہ جا کر یہ پھل اپنی بیوی کو کھلا دینا، گھر واپس پہنچ کر حسب الارشاد وہ پھل انہوں نے اپنی بیوی کو کھلا دیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی دعا سے ایک تندرست و توانا اور خوبصورت بیٹا عطا کیا۔جس کا نام میر منصور محمود رکھا گیا۔

☆:۔محمد اسمٰعیل چک نمبر L-11/1 والے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حاضر ہوا اور عرض کیا ''حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! میرے ہاں ایک لڑکا اور پانچ چھ لڑکیاں ہیں، یہ چھاؤنی میرے گھر میں ہی لگا دی گئی ہے'' آپ اس وقت خوش و خرم بیٹھے تھے۔یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا

Marfat.com

''اسمٰعیلیا (پیار سے) تیرا باپ ایک تھا، تیرا دادا ایک تھا، تیرا پردادا ایک تھا اور تو بھی ایک ہے۔ اب بتا میں کیا کروں'' وہ بھی خوش طبع اور حاضر جواب تھا، جھٹ عرض کی کہ ''حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ساری نسل چیک کرانے نہیں آیا، اولاد نرینہ کے لیے سوال لے کر آیا ہوں'' آپ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور مسکرا کر فرمایا، جاؤ اللہ کریم چار لڑکے دیں گے، اب تو خوش ہو'' چنانچہ پھر اس کے ہاں چار لڑکے پیدا ہوئے۔

☆:۔انور حسین گوجر پورہ لاہور کا بیان ہے کہ ان کے ایک عزیز شیخوپورہ میں رہتے تھے۔ان کی شادی ہوئے بارہ سال کا عرصہ گزر گیا۔لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔علاج معالجہ، تعویذ، گنڈا، دعا اور دوا سب آزما دیکھے لیکن پھر بھی اولاد کی نعمت سے محروم رہے۔کسی دوست نے انکو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔وہ اتوار کے دن لاہور سے چل کر حضرت کرمانوالہ شریف پہنچے، لیکن اس دن زائرین کا ہجوم اتنا تھا کہ ان کو عرض مطلب کا موقع نہ مل سکا اور وہ دل کی دل میں ہی لے کر واپس چلے آئے، اگلی اتوار پھر حاضر خدمت ہوئے مگر بھیڑ بدستور تھی۔دل میں افسوس پیدا ہوا کہ دوسری مرتبہ بھی عرضداشت پیش کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

اتنے میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک خادم آیا اور اس نے کہا کہ جو صاحب شیخوپورہ سے آئے ہیں ان کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاتے ہیں۔یہ خاموش رہے کہ شاید کوئی اور صاحب ہوں گے، میرے نصیب کہاں کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از خود بلائیں، خادم واپس چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہی خادم پھر آیا اور کہا کہ شیخوپورہ سے جو صاحب پچھلی اتوار کو بھی آئے تھے اور ملے بغیر واپس چلے گئے تھے، ان کو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلایا ہے، چنانچہ وہ اٹھے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جا پہنچے، حضرت صاحب نے کمال شفقت فرمائی، دعا کی اور دوا بھی تجویز فرمائی۔واپس جا کر دوائی تیار کر کے استعمال کی گئی اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرم نوازی سے اللہ تعالیٰ نے چاند سا لڑکا عنایت فرمایا۔انور حسین صاحب کا بیان ہے کہ ان کے یہ عزیز بزرگوں کے زیادہ قائل نہ تھے۔ لیکن اس کے بعد وہ بزرگان دین کی عظمت اور کرامت کے قائل ہو گئے۔

Marfat.com

☆:۔ پاکپتن کے سول ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر صاحب گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ان کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ہوگی۔ان کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں تھیں۔اولاد نرینہ نہ تھی۔عموماً ہر اتوار کو چک 36 میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ایک دن وہ تانگہ میں تمام لڑکیوں کو سوار کر کے لے آئے اور عرض کیا کہ حضور ان کا بھائی کوئی نہیں ہے۔آپ مسکرائے اور فرمایا ''ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ ان کو دو بھائی عطا فرمائیں گے'' اور بچیوں کو کھانے پینے کی کچھ چیزیں دیں۔کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر صاحب پھر حاضر ہوئے تو ان کی گود میں ایک خوبصورت لڑکا تھا۔جسے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفقت سے پیار کیا۔بعد ازاں ڈاکٹر صاحب پاکپتن شریف سے کسی اور جگہ تبدیل ہو گئے اور ان کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا لیکن حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسرا بچہ بھی عطا کر دیا ہوگا۔

موضع مہموں کے پاکپتن شریف کی ایک نواحی بستی ہے وہاں کے نمبر دار حاجی سکندر خاں آپ کے مخلص عقید تمندوں میں سے تھے اور آپ کو بھی حاجی سکندر خاں سے محبت تھی۔درگاہ عالیہ پاکپتن شریف کی حاضری سے فراغت کے بعد ایک مرتبہ آپ حاجی سکندر خاں اور دوسرے عقید تمندوں کی پُرخلوص دعوت پر خاص مہموں کے تشریف لے گئے۔گاؤں میں کچھ دیر قیام کے بعد جب آپ کی روانگی کا وقت آیا تو ایک پریشان حال دیہاتی نوجوان عورت اس مکان کے باہر آ کر بیٹھ گئی جہاں آپ فروکش تھے کسی نے اس سے اس کی پریشانی کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ اولاد کی دولت سے محروم ہوں اور زندگی وبال بن گئی ہے اس شخص نے کہا کہ بی بی! اب تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بالکل روانہ ہونے والے ہیں، اب کیسے عرض پیش کی جائے'' وہ عورت دُھن کی پکی تھی، اٹھی اور جھٹ گاؤں سے باہر جا کر اس راستہ پر لیٹ گئی جہاں سے آپ کی موٹر کار گزرنے والی تھی۔آپ موٹر کار میں سوار ہو کر روانہ ہوئے اور جب اس جگہ پہنچے جہاں عورت راستہ میں لیٹی ہوئی تھی تو کار رک گئی، آپ نے دیکھا کہ سامنے ایک عورت لیٹی ہوئی ہے، دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے، کیا یہ عورت اپنی جان سے بیزار ہے؟ کسی واقف حال نے عرض کیا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اس عورت کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے اور ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس بی بی سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی گود ہری کر

Marfat.com

دیں گے اور اسے چاند سا بیٹا عنایت فرمائیں گے۔ اب یہ اپنے گھر کو خوش خوش جائے اور ہمارا راستہ چھوڑ دے۔ یہ خوشخبری پا کر وہ عورت اپنے گھر کو روانہ ہوگئی اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کی گود ہری ہوگئی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔

کرامات بعد از وصال

یہ باب تشنہ تکمیل ہی رہے گا اگر اس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان تصرفات کا مختصراً ذکر نہ کیا جائے جن کا ظہور وصال کے بعد ہوا۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ اولیاء اللہ عین حیات میں مخلوق خدا کو ہر طرح نفع پہنچاتے ہیں ان کی ظاہری اور باطنی اصلاح کی جانب اپنی ہمت صرف فرماتے ہیں۔ لیکن وصال کے بعد یہ سلسلہ بدرجہ اولیٰ جاری رہتا ہے اور ان کے متوسلین اور عوام الناس ان کے فیضان سے برابر بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں آپکی حیات مبارکہ میں ایک شخص نے بذریعہ خط یہ سوال کیا کہ کیا اولیائے کرام اپنے وصال کے بعد بھی اپنی ظاہری حیات کی طرح اپنے مریدین/متوسلین کی مدد و اعانت کرتے ہیں۔ مولوی اکرام صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ اولیائے کرام اپنے وصال کے بعد اپنی ظاہری حیات میں دنیاوی کاموں میں مصروفیت ختم ہو جانے کی وجہ سے اپنے مریدین/متوسلین کی زیادہ بہتر طور پر مدد فرما سکتے ہیں اس خط کا جواب جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں پڑھ کر سنایا گیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور اس کی تائید فرمائی۔ اکثر احباب نے اکثر ذکر کیا کہ ان کو مشکلات میں جب بھی دربار عالیہ پر حاضری کا موقع ملا مشکلات حل ہوگئیں اور انہیں اطمینان قلب حاصل ہوا۔ بعض واقعات یہاں قابل ذکر ہیں۔

محمد شریف لاہور سے بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر حضور کرمانوالے سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی خاص نظر کرم تھی۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ جیسے محمد شریف صاحب نے فرمایا کہ مجھ پر حضور کی خاص نظر کرمت تھی تو بالکل اسی طرح حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے ہزاروں، لاکھوں مرید ہیں لیکن سب کا یہی خیال ہے کہ حضرت صاحبؒ کی مجھ پر خاص نظر کرم تھی اور واقعی یہ حقیقت ہے کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سب پر ہی خاص نظر کرم

Marfat.com

رکھتے تھے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے خصوصی طور پر ڈی۔ایس۔ڈبلیو اور ورکس مینجر نے اجازت دی ہوئی تھی کہ تم جب چاہو اور جہاں چاہو۔ٹرائل سٹاف چیک کرنے کے لئے جا سکتے ہو۔ایک دفعہ میں نے کوئٹہ کے ٹور کا پروگرام بنایا۔حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے در اقدس پر حاضری دی اور پھر خانیوال ریلوے اسٹیشن پر نماز عصر ادا کی اور شام کی نماز ملتان میں مسجد میں ادا کی اور ایک ہوٹل سے کھانا کھایا اور پیسے دے دیئے۔بعد ازاں پاس پر دستخط کروانے کے لئے اسٹیشن پر پہنچا تو پتہ چلا کہ روپے، ڈیوٹی پاس اور اتھارٹی لیٹر کہیں گم ہو چکے ہیں۔اور جس گاڑی کو چیک کرنے کے لئے میں وہاں گیا تھا وہ بھی آوٹ آف پروگرام واپس چلی گئی تھی۔میں نے حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کیا۔کہ میری مدد فرمائیں کہ میرے کاغذات ڈیوٹی پاس اور اتھارٹی لیٹر مل جائیں اور میں نے نوکری چھوڑنے کا جو ارداہ کیا ہوا تھا اس میں بھی میری رہنمائی فرمائیں۔اس کے بعد میں نے اپنے کوٹ کی جیبیں دیکھیں تو دس روپے کا ایک نوٹ نکل آیا۔وہ میں نے ریلوے گارڈ کو دیا اور صورتِ حال بتاتے ہوئے کہا کہ وہ نو روپے کی ٹکٹ بنوا دے اور 1 روپیہ مجھے واپس کر دے۔اس کے بعد میں گھر پہنچ کر سو گیا اور میری قسمت جاگ اٹھی۔آدھی رات کے بعد مجھے خواب میں قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت اس طرح ہوئی کہ میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے کرمانوالہ شریف گیا ہوں۔صفوں پر بیلی بیٹھے ہوئے تھے میں بھی بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور اپنی عادتِ کریمہ کے مطابق ہر ایک بیلی سے باری باری پوچھنا شروع کر دیا اور فرماتے جاتے کہ رب کریم رحم فرمائیں گے۔جب میری باری آئی تو بغیر پوچھے ہی فرمایا کہ بیلیا آیاں نوکری نئیں چھڈنی اللہ کریم بہتر جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے اور کس کام میں فائدہ ہے دوسرے تمہارے گم شدہ کاغذات مل جائیں گے ان کا فکر نہ کرنا۔آپ بچوں کو پڑھایا کریں، رب کریم خیر فرما دیں گے۔میری آنکھ کھل گئی۔اور ساری پریشانی دور ہو گئی۔ یہ 1981ء کی بات ہے۔جب میں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر نوکری

Marfat.com

چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور میرے گم شدہ کاغذات ڈیوٹی پاس اتھارٹی لیٹر بھی مل گئے جو ایک ڈاک کے لفافے میں بند تھے اور کوئی آدمی آ کر ہمارے دفتر میں دے گیا تھا۔ اس سال ہی میں نے حج کے لئے درخواست دی۔ درخواست تو منظور نہ ہوئی لیکن چار ماہ کی چھٹی منظور ہوگئی۔ محلّہ کی نماز کمیٹی کے ارکان میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کل سے آپ مسجد میں بچوں کو قرآن پاک پڑھایا کریں۔ ہم آپ کو ۴۰۰ روپے ماہوار وظیفہ دیا کریں گے۔ جو میں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا حکم سمجھتے ہوئے قبول کر لیا۔ اگلے سال میں نے اپنی بیوی، اپنے بڑے بیٹے اور اپنے لیے حج کے لئے درخواست فارم جمع کروائے جو کہ منظور ہو گئے۔ چونکہ میں گروپ لیڈر تھا۔ اور صدر ضیاء الحق نے گروپ لیڈروں کو ماہ رمضان سے پہلے سرکاری طور پر ۱۵ دن کے لئے ہوائی جہاز پر عمرہ ادا کرنے اور اپنے گروپ کے لئے کرایہ کے مکانات حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ ہمیں پاکستان ہاؤس میں ٹھہرایا گیا اور خورد و نوش، رہائش کا انتظام ہماری مرضی کے مطابق کیا گیا۔ اللہ کریم کے رحم اور حضور نبی کریم ﷺ کی نظر کرم کے طفیل مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی اور ریاض الجنت میں نوافل ادا کرنے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور بار بار روضہ اقدس کی جالی چومنے کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر بعد میں بھی بحری جہاز کے ذریعے حج کے لئے وہاں گئے اور پونے تین مہینے حجاز مقدس میں رہنے کا موقع ملا اور وہاں خانہ کعبہ میں مجھے بابا جی سرکار بھی ملے۔ اس طرح حضور کرمانوالہ سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم سے اہل محلّہ نے میرا وظیفہ ۵۰۰ روپے کر دیا اور ریٹائر ہونے کے بعد ایک معقول پینشن بھی ملنے لگی۔

غلام مصطفٰے صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1996ء میں میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی لیکن میرے پاس رقم نہیں تھی۔ چونکہ ہمارے خاندان میں شادیوں پر زیادہ خرچ کرنے کا رواج تھا، لہٰذا مجھے بہت پریشانی کا سامنا تھا۔ میں حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کے دربار شریف پر حاضر ہوا اور دعا کی۔ جب گھر واپس آیا تو ایسی جگہ سے رقم کا بندوبست ہونے لگا، جہاں سے مجھے امید بھی نہیں تھی۔ بہر حال میں نے شادی نہایت عمدہ طریقے سے کی اور تمام لوگوں کو کھانا کھلایا لیکن پھر بھی کچھ کھانا بچ گیا جو میں نے بارات والوں کو دے دیا۔ یہ حضرت صاحب کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کا روحانی تصرف ہے کہ بعد از

Marfat.com

وصال بھی بیلیوں کے حالات پر نظر رکھتے ہیں۔

محمد شعبان نقشبندی، بورے والہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے ابا جان نے ہمیں بتایا کہ ''میں شجاع آباد میں رہائش پذیر تھا اور میری شادی بھی ہو چکی تھی۔ میں کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا۔ ایک دن رات کو جلدی آنکھ کھل گئی تو میں سمجھا کہ صبح ہو گئی ہے۔ میں نے بیل کھولے اور کھیتوں کی طرف چل پڑا۔ جب گھر سے لے کر کھیتوں تک کسی شخص کو نہ دیکھا تو احساس ہوا کہ ابھی رات کا وقت ہے۔ میں نے بیلوں کو وہیں باندھ دیا اور خود لیٹ گیا۔ اس طرح میری آنکھ لگ گئی۔

مندرجہ بالا کرامات کے علاوہ ہر لمحہ اور ہر ساعت آپ سے خوارق ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ اس لیئے طوالت بیان سے اجتناب کے لئے اسی پر اکتفا کرنا ہی مناسب ہے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

☆:۔ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے سے کچھ عرصہ بعد سیٹھ محمد شفیع لاہوری ذیابیطس میں مبتلا ہو گئے۔ خون اور پیشاب میں ۶۵۔۷۰ فیصد تک شکر آنے لگی چند دنوں میں ہی ان کی صحت بالکل خراب ہو گئی۔ آخر ایک دن لاہور میں واقف اسرار حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ بخاری دامت برکاتہٗ نے اپنے ہمراہ ملتان چلنے کا حکم دیا۔ بیمار تھے مگر انکار نہ کر سکے اور ساتھ ہو لیے۔ راستہ میں وہ حضرت کرمانوالہ شریف ایک رات ٹھہرے رات کو سیٹھ محمد شفیع دربار پر حاضر ہوئے اور دیر تک ان پر رقت طاری رہی پھر عرض کیا۔ ''حضور کبھی وہ بھی دن تھے کہ آپ پیار سے ''سیٹھا سیٹھا'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اب آپ اس ناچیز غلام کی خبر نہیں لیتے کہ کس حال میں ہوں مجھے تو اس موذی مرض نے نڈھال کر دیا ہے۔''

دوسرے دن حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہٗ کے ہمراہ ملتان روانہ ہو گئے وہاں ڈاکٹروں کے بتائے ہوئے سب پرہیز بالائے طاق رکھ دیے ملتان سے واپس آئے تو طبیعت بہت حد تک برقرار معلوم ہوتی تھی۔ جب لاہور پہنچ کر ڈاکٹروں سے معاینہ کروایا تو سب حیران رہ گئے کہ شکر کا نام و نشان تک نہ تھا کرم پر کرم یہ کہ پھر دوبارہ وہ تکلیف نہیں ہوئی۔

☆:۔ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد تیسرے سال عرس مبارک کے

Marfat.com

موقع پر رائے نیاز احمد خاں مرحوم، سیٹھ محمد شفیع اور مولوی محمد اکرم فقیر دربار عالیہ پر حاضر تھے کہ فیصل آباد سے خان فضل الرحمٰن خاں بھی مزار مقدس پر آئے اور آتے ہی زاد و قطار رونے لگے۔ وہ کسی بیماری کی وجہ سے بالکل نحیف و نزار ہو چکے تھے۔ جب تھوڑی دیر کے بعد ان کو کچھ سکون حاصل ہوا تو رائے نیاز احمد خاں نے مزاج پرسی کی۔ انہوں نے گلوگیر آواز میں عرض کے کہ وہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں اور علاج کرتے کرتے تھک چکے ہیں دعا کے لیے اب یہاں حاضر ہوئے ہیں سب احباب نے مل کر ہاتھ اٹھائے اور ان کے لیے حضور رب العالمین میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے توسل سے دعا کی سیٹھ صاحب نے با آواز بلند کہا۔ ''سرکار'' آپ کے دربار فیض بار میں حاضر ہونے والا سائل خالی نہ جائے اس پر لطف و کرم فرمایا جائے اور شفا بخشی جائے۔''

فضل الرحمٰن خان اسی شام واپس فیصل آباد چلے گئے کچھ دنوں کے بعد جب لاہور میں ملے تو بالکل تندرست و توانا تھے۔ پھر ان کو اس مرض کی تکلیف نہ ہوئی۔

☆:۔ سید سخاوت حسین بخاری ایم اے ایل ایل بی پلیڈر ضلع کچہری شیخوپورہ میں وکالت کرتے تھے۔ وہ ضلع شیخوپورہ کی شیعہ کمیٹی کے صدر بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد وکالت کے پیشہ سے ان کا جی بھر گیا۔ لیکن وہ اسے کسب معاش کا ذریعہ سمجھ کر وقت گزارتے رہے اسی دوران حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات و کمالات سن کر ان کو آپ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ حضرت کرمانوالہ شریف نزد اوکاڑہ جا پہنچے پہلی ہی ملاقات میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرویدہ ہو گئے پڑھے لکھے تھے۔ آپ کے ہاں شریعت اور سنت کا مکمل اتباع دیکھا تو بے حد متاثر ہوئے۔ شیخوپورہ واپس گئے تو پیشہ وکالت سے اور بھی دل سرد ہو گیا اور اسے ترک کرنے کا ارادہ لے کر پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ روزی رساں ہیں۔ وہ معاش کا کوئی اور بہتر ذریعہ بنا دیں گے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔

تھوڑے دنوں کے بعد ان کو فیصل آباد زرعی یونیورسٹی میں جگہ مل گئی اور وقت گزرنے لگا جب کچھ عرصہ بعد پھر حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ عرض کیا کہ ''تین سو روپے ماہوار'' آپ نے فرمایا پانچ سو روپیہ ہو جائے گی اور پھر ہزار روپیہ ہو جائے گی فکر نہ کریں۔'' مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد افسران بالا سے ان بن ہو گئی اور ملازمت سے علیحدگی

Marfat.com

اختیار کرنا پڑی کچھ دن بیکاری میں گزرے تو پریشانی لاحق ہوئی اسی حالت میں اپنے حقیقی بھائی پروفیسر شجاعت حسین بخاری سے ملنے لاہور گئے۔ باتوں باتوں میں بھائی صاحب نے کہا کہ آپ اپنے پیرومرشد حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے توسل سے کیوں کوشش نہیں کرتے۔ حضرت صاحب کا وصال ہو چکا تھا۔

ان سے رخصت ہو کر وہ گھر گئے اور وہاں سے حضرت کرمانوالہ شریف دربار عالیہ میں حاضری کے لیے روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر مزار شریف پر حاضری دی اور حاضری کے وقت زبان خاموشی سے اپنی بیکاری کا حال خدمت اقدس میں بیان کیا۔

واپس گئے تو جلد ہی ان کو واپڈا میں جگہ مل گئی اور وہ بطور فورمین تربیت حاصل کرنے لگے۔ تنخواہ تین سو روپے ماہوار مقرر ہوئی ایک سال کے بعد وہ بطور مستقل فورمین پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ پانے لگے اور پھر جلدی ہی الاؤنس وغیرہ شامل کر کے ان کو ایک ہزار روپیہ ماہوار ملنے لگا۔ واپڈا کالونی میں ان کو رہائش کے لئے ایک بنگلہ بھی مل گیا۔

☆:۔ مولانا عبدالتواب صدیقی صاحب نے حضرت کرمانوالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک فروری 2003ء میں بیان کیا کہ میں اپنے والد بزرگوار مولوی محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا جس کا لڑکا کافی عرصہ سے لاپتہ تھا اس نے دعا کے لیے عرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ لڑکا مل جائیگا لیکن اس شخص کی تسلی نہ ہوئی اگرچہ آپ نے دو تین مرتبہ اسی طرح فرمایا آخر بیلیوں کے سمجھانے سے وہ باہر آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میں اپنا لڑکا لیکر ہی جاؤنگا۔ اتنے میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور اسے وہیں دیکھ کر بہت ناراض ہوئے اور اس کو ایک تھپڑ رسید کر دیا کہ یہاں سے جاتا کیوں نہیں ہے چنانچہ وہ شخص وہاں سے چلا گیا اور اوکاڑہ ریلوے سٹیشن پر گاڑی میں سوار ہونے لگا لیکن اسی ڈبہ سے اسکا لڑکا نیچے اتر رہا تھا دونوں باپ بیٹا مل کر بہت خوش ہوئے اور وہ لڑکے کو لیکر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جب یہ واقعہ تواب صاحب نے بیان کیا تو عرس میں ایک شخص حاضر تھا جس کا بیٹا گذشتہ دو تین سال سے لاپتہ تھا اس نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک پر عرض

Marfat.com

کی حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ اپنی ظاہری حیات میں تو لوگوں کی امداد فرماتے رہے ہو لیکن میں تو اولیاء اللہ کو زندہ ہی مانتا ہوں اس لئے میرے گمشدہ لڑکے کو بازیاب کرائیں چنانچہ وہ دعا کر کے اپنے گھر واپس چلا گیا اور کچھ دن بعد اس نے باؤ محمد شریف درویش آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کو آ کر بتایا کہ دعا کرنے کے دو تین دن بعد ہی اس کا بیٹا گھر واپس آ گیا تھا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سارنگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز کی بیٹی کا رشتہ کسی صاحب ثورت شخص نے مانگا لیکن اس کا رشتہ پہلے یہ کہیں طے ہو چکا تھا اور وہیں پر اس لڑکی یک شادی کر دی گئی۔ جس شخص کو رشتہ سے انکار کیا گیا تھا اس نے ناراضگی کی وجہ سے اس لڑکی کے اغوا کا جھوٹا پرچہ درج کرا دیا اور ساز باز کر کے عدالت کا بیلف بھیج کر لڑکی کو گرفتار کرا دیا جبکہ لڑکا گھر سے فرار ہو گیا اور بیلف کے ہاتھ نہ لگا چنانچہ میں (سارنگ) بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی اور مجھ سے عدالت میں تیار ہو کر جانے کو فرمایا ہم کافی لوگ دوسرے دن عدالت میں پیش ہو گئے۔ فریق ثانی

سارنگ صاحب منڈی تاندلیاں والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز کی بیٹی کا رشتہ کسی صاحب ثروت شخص نے مانگا لیکن اس کا رشتہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا اور وہیں پر اس لڑکی کی شادی کر دی گئی۔ جس شخص کو رشتہ سے انکار کیا گیا تھا اس نے ناراضگی کی وجہ سے اس لڑکی کے اغوا کا جھوٹا پرچہ درج کرا دیا اور ساز باز کر کے عدالت کا بیلف بھیج کر لڑکی کو گرفتار کرا دیا جبکہ لڑکا گھر سے فرار ہو گیا اور بیلف کے ہاتھ نہ لگا چنانچہ میں (سارنگ) بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی آپ نے مجھ سے عدالت میں تیار ہو کر جانے کو فرمایا ہم کافی لوگ دوسرے دن عدالت میں پیش ہو گئے۔ فریق ثانی جج کے ریڈر کا رشتہ دار تھا اور اس نے جج سے درخواست کر کے مقدمہ کی سماعت اگلے روز پر ڈال دی ہم بہت پریشان ہوئے اور ایک بڑا وکیل کر کے عدالت میں دوبارہ پیش ہوئے کہ مقدمہ کی سماعت آج ہی کی جائے کیونکہ ہمارے ساتھ کافی لوگ ہیں اور بہت دور سے آئے ہوئے ہیں لیکن اس دوران جج صاحب کھانا کھانے کے لئے جا چکے تھے پریشانی کے عالم میں میں نے اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کیا اور تقریباً آدھ گھنٹے تک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض معروض کرتا رہا۔ اعلیٰ

Marfat.com

حضرت عالم مثال میں تشریف لائے اور جج کی کرسی پر بیٹھ کر اس کا قلم پکڑا اور کچھ تحریر فرمایا اور جاتے ہوئے فرمایا کہ لڑکی آپ کے حق میں بیان دیگی اور اللہ خیر کردیگا چنانچہ جب جج آیا تو اس نے مقدمہ کی اسی وقت سماعت شروع کردی اور لڑکی کو بلا کر اس کا بیان لیا تو اس نے اپنے اصل خاوند جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی اس کے ساتھ جانے پر رضامندی ظاہر کردی تو جج نے ہمارے حق میں فیصلہ دیدیا اور ہم لڑکی کو لیکر اپنے گھر واپس آگئے یہ واقعہ آپ کے وصال کے کافی عرصہ بعد کا ہے۔

نسخہ جات:

☆:۔محمد عبداللہ نقشبندی مجددی ہرچرن پورہ 2 جھنگ روڈ فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اور ان کے دوست مرزا عبدالرحیم اور عبدالمجید فیصل آباد سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کرمانوالہ شریف حاضر ہوئے۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ نماز جمعہ کے بعد سینکڑوں عقیدت مند حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا "بیلیو میں تم سب کو ایک دوائی بتاتا ہوں جو بھی اس کو چالیس دن رگڑ کر پیئے گا اس کو کوئی روحانی اور جسمانی مرض لاحق نہیں ہوگا نسخہ میں یہ اشیاء شامل ہیں۔ ایک تولہ پھول گلاب، ایک تولہ سونف، ایک تولہ سفیدہ زیرہ اور ایک تولہ مغز بادام" حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا "جو بھی اس کو چالیس دن پیئے گا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا"۔

☆:۔صدیق صاحب کی بیوی کو گلے میں خنازیر نکل آئیں۔ انہوں نے بڑا علاج کیا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آخر کسی کے بتانے پر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دریافت فرمانے پر انہوں نے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا "تم داڑھی رکھ لو اور دونوں میاں بیوی نماز پڑھا کرو۔ نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر لعاب دہن لگایا کرو"۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان پر

Marfat.com

عمل کیا۔ چند دنوں میں ان کی بیوی کی بیماری دور ہوگئی۔

☆:۔ منشی محمد اسماعیل صاحب کے دو لڑکے مرید احمد اور فرید احمد یکے بعد دیگرے موضع للہے تحصیل زیرہ ضلع فیروز پور میں فوت ہو گئے۔ انہی دنوں منشی صاحب کو یرقان ہو گیا۔ بہتیرا علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ کرمانوالہ شریف میں آ کر انہوں نے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبان درفشاں سے ایک ہفتہ سردائی پینے کا حکم فرمایا اور حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے ایک ہفتہ سردائی پینے سے ہی یرقان دور ہو گیا۔

☆:۔ موضع کانگنہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید کرموں والا شریف آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا۔ اس کے چہرے پر سیاہی مائل دھبے بیماری کی وجہ سے پڑے ہوئے تھے۔ اس روز چند حکماء جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں سے تھے آئے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے ہر ایک حکیم نے اپنی اپنی تشخیص کے مطابق لمبے چوڑے نسخے تجویز کیے۔ بلآخر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس کی دو بیویاں ہیں۔ اب یہ کمزور ہو کر یہاں آ گیا ہے۔ اللہ کریم اس کی کمزوری دور کر دے گا اور یہ ہفتہ عشرہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔ پیر کا بھلایا ہوا سبق یاد کرے، تہجد پڑھا کرے۔ اسپغول 6 ماشہ، چھ ماشہ کھانڈ میں آمیزش کر کے صبح کو کھا لیا کرے اور اوپر سے پانی پی لیا کرے۔ چنانچہ کانگنہ جا کر اس نے نسخہ استعمال کیا۔ اللہ کریم کی مہربانی سے اس کی کمزوری جاتی رہی۔

☆:۔ منشی محمد اسماعیل صاحب کے لڑکے کو سوکڑا ہو گیا تھا۔ انہوں نے تعویذ لئے عرض کیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تعویذ تو میں نے کبھی نہیں دیا، دعا کرتا ہوں، لڑکا تندرست ہو جائے گا اور اگر تعویذ ہی مقصود ہے تو خود مشک و زعفران دوات میں ڈال کر تعویذ لکھ لیں۔ تعویذ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحفیظ یا سلام اللہ اکبر۔ یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دینا۔ اور چند ایسے ہی تعویذات لکھ کر بچے کو صبح پلانا اور بعد میں چوٹھا سا کچھوا

Marfat.com

تالاب سے پکڑ کر اس کی کھوپڑی جلا کر اس کی راکھ میں برابر کی کھانڈ ملا کر بچے کو روزانہ کھلایا کریں۔ اللہ کریم نے چاہا تو بچہ موٹا تازہ ہو جائے گا۔

☆:۔ موضع جیند ڑہ ضلع فیروز پور کے ایک بزرگ گجر قوم کے تھے منشی صاحب سے از روئے عقیدت عرض کرنے لگے کہ ''میں دمہ کے مرض میں گرفتار ہوں۔ میرے حق میں حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا کی درخواست کریں۔ انہوں نے نہایت عاجزی سے حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گزارش کی جو منظور ہوئی۔ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ انہیں جا کر کہیں کہ باقاعدہ نماز پڑھا کریں۔ ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ بار قل شریف بمعہ بسم اللہ شریف پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیا کریں۔ چنانچہ واپس آ کر اس معمر بزرگ کی خدمت میں یہ نسخہ پیش کر دیا۔ انہوں نے چند روز یہ عمل کیا تھا کہ دمہ بفضلہٖ تعالیٰ حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے جاتا رہا۔ اور وہ بوڑھا بابا دمہ سے بالکل تندرست ہو گیا۔ نماز باقاعدگی سے پڑھنے لگ گیا اور تا حیات نمازی رہا۔

Marfat.com

دسواں باب

اولاد پاک

وصال مبارک

مشتمل بر احوال و آثار

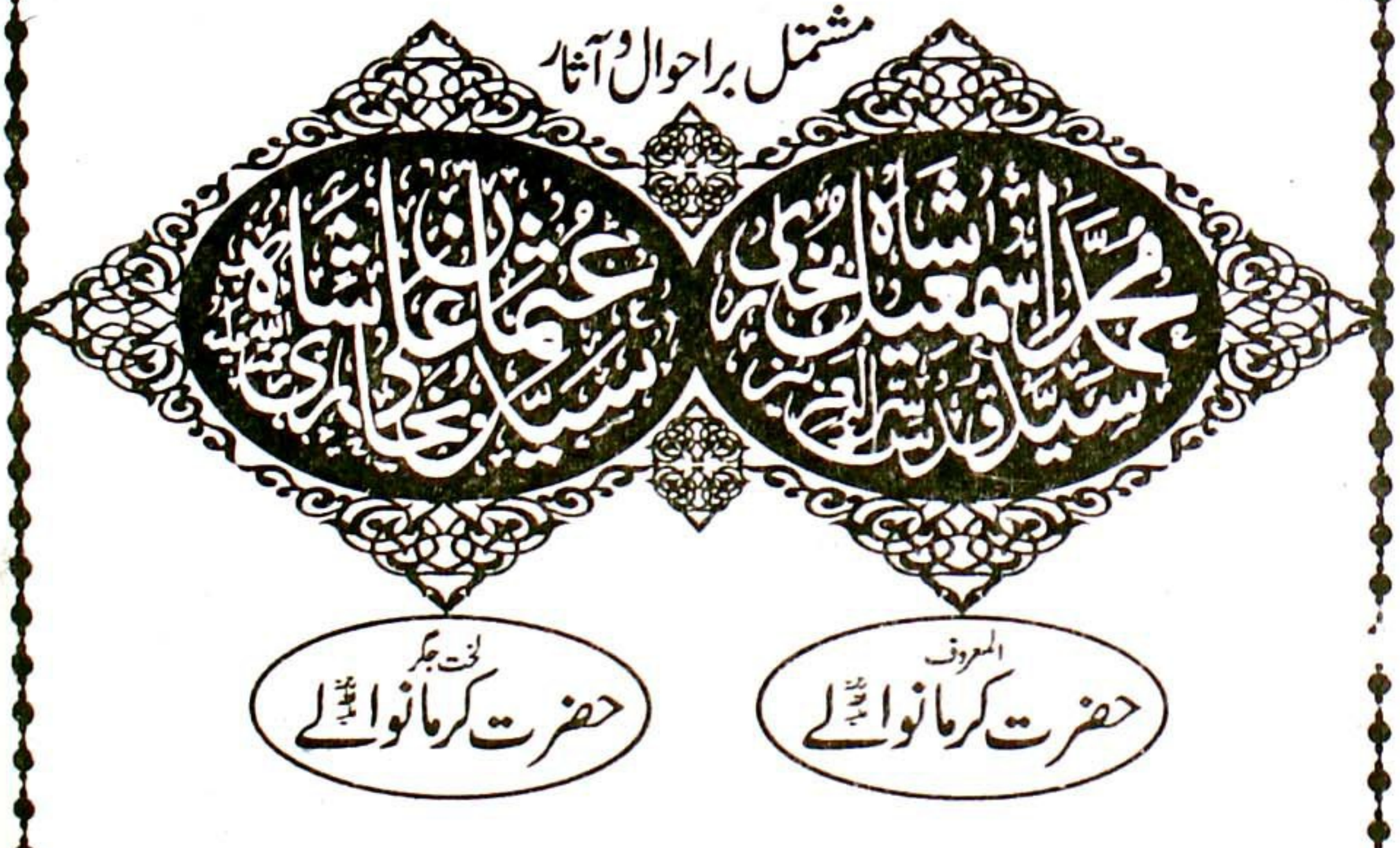

Marfat.com

اولاد پاک

آخر میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد پاک کے بارے میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے آپ کے حقیقی چچا سید قطب الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دختر نیک اختر اور پاک بی بی کے بطن سے آپ کے ہاں دو صاحبزادیاں اور پانچ صاحبزادے تولد ہوئے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ا۔ سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول ۲۔ حضرت میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول ۳۔ سید غلام جیلانی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (صغر سنی میں وفات پا گئے) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے وقت (جنوری ۱۹۶۶ء) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عفیفہ طاہرہ صاحبزادی اور دو صاحبزادے (سید محمد علی شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یادگار موجود تھے۔

عمر کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی سب سے بڑی تھیں اور مستورات کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے صاحب ارشاد تھیں۔

سید محمد علی شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف بڑے بابا جی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے اور صاحب ارشاد تھے جن کا صال دس جون 1993 ہوا۔

سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے اعلیٰ حضرت کی طرف سے صاحب ارشاد تھے آپ کا اسم گرامی اعلیٰ حضرت میاں صاحب ثرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تجویز کردہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 9 شعبان 1398ھ بمطابق 15 جولائی 1978ء کو ہوا۔

Marfat.com

وصال

آخری سات آٹھ مہینوں میں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی صحت مبارک کافی گر گئی اور صاحبزادگان عظام کو انہیں لاہور علاج معالجہ کیلئے لانا پڑا۔ لاہور میں میو ہسپتال میں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا آپریشن بھی ہوا کیونکہ پیشاب کا اخراج بند ہو گیا تھا۔ آپریشن کامیاب بھی رہا مگر اس کا کیا علاج کہ:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بیماری زور پکڑ گئی۔ پہلے تو آنے جانے والوں کے سلام کا جواب دے دیتے' خیر خیریت بھی پوچھ لیتے مگر آخری مرتبہ جب صاحبزادگان حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو علاج کیلئے لاہور لائے تو دو چار دن کے بعد ہی خیر' خیریت دریافت کرنے میں بھی بہت ہی کمی واقع ہو گئی۔ صرف ہاتھ کے اشارے سے جواباً مزاج پرسی فرماتے۔

واپسی پر بابا جی عثمان علی شاہ صاحب کو ایک رات قبل ہی فرما دیا تھا کہ ''پیر جی! اب ہمیں جلد گھر واپس جانا چاہیے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کمزوری' بیماری اور اس پر دوائی کا استعمال ترک' خوراک بند آخر کار آپ رحمتہ اللہ علیہ ۲۲ رمضان المبارک کو لاہور سے حضرت کرمانوالہ شریف واپس تشریف لے گئے۔ اور ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۸۵ء بمطابق ۲۰ جنوری ۱۹۶۶ء بوقت چار بجے (عصر کے قریب جان' جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جمعتہ الوداع کی بزرگی اور فضیلت میں ہمیشہ رطب للسان رہتے۔ یہ راز اس جمعتہ الوداع کو عیاں ہوا' اور یہ نیر تاباں نہاں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب سے بڑی فضیلت ایک بڑی فضیلت والے انسان کو عطا کر دی۔ محمد شریف لاہور والے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بیلیو! جس اللہ کے بندے کا ماہ رمضان شریف کی 27 شب جمعرات کو وصال ہو اور اس کو جمعہ شریف کے دن دفن کیا جائے تو اس کی شان تو رب کریم ہی جانتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حقیقت میں ہمیں اپنے وصال کی خبر دیتے تھے

Marfat.com

کیونکہ ہمیں تو پتہ اس دن چلا جب حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۶۶ء ماہ رمضان کی ۲۷ شب جمعرات کو اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اور اگلے دن جمعتہ الوداع ۲۸ رمضان کو آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور لاکھوں آدمیوں نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ اگرچہ آج جب کہ وہ اس دنیا سے دور بہت دور چلے گئے ہیں' ہدیہ سلام کا جواب دے سکتے ہیں۔ عقل کہتی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ہم سب میں موجود ہیں۔ ایک تمہارا ہی کیا سب کے سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ سب کی مزاج پرسی فرما رہے ہیں۔ سب کے لیے دعا گو ہیں۔ اسی شدومد سے جیسے وہ بھرے مجمع میں یا اپنے کمرہ خاص میں بیٹھ کر دعائیں دیتے تھے۔ ہر ایک سے مہر و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ ان کی آغوش تو آج بھی واء ہے۔ مگر وائے حسرت کہ ہم اس قابل نہیں' تاہم ان کی غیر معمولی شفقت اور محبت سے کامل یقین ہے کہ ان کے انعام و اکرام اور شفقت و مہربانی کو وہی فراوانی ہمیشہ رہے گی۔

انشاء اللہ کبھی کبھی تو دل بھی کہتا ہے۔ ''تم مانو یا نہ مانو'' محسوس کرو نہ کروان کا کام تو کرم نوازی ہے' اور بعد از وصال تو یہ نعمت اور بھی وافر ہو جاتی ہے۔'' سچ ہے کہ ان بلند و برتر ہستیوں کے قدموں کے صدقے ہی میں آج یہ زمین کھڑی ہے اور آسمان قائم ہے ورنہ ہمارے گناہوں کا تو کوئی حساب ہی نہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ وہ حضور ﷺ کے ان شیدائیوں کے طفیل اپنے بندوں پر ان کے گناہوں کے باوجود رحم و کرم فرماتا ہے۔

Marfat.com

گیارہواں باب

حالات زندگی

قطب دوران، شمس العارفین فخر الاولیاء

محبوب الٰہی بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری

رحمۃ اللہ علیہ

مشتمل بر احوال و آثار

سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری — سید عثمان علی شاہ بخاری

المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ — لخت جگر حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ابتدائی حالات زندگی

ولادت مبارک

اعلیٰ حضرت کرماں والے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک صاحبزادے میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادر زاد ولی تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کم عمری میں وفات فرما گئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اعلیٰ حضرت کرماں والے سرکار مغموم رہنے لگے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مغموم اور پریشان دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرومرشد حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''شاہ جی فکر نہ کریں رب کریم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلے سے بہتر فرزند عنایت فرمائیں گے۔''چنانچہ قبلہ بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعاؤں کا ثمر ہیں اور قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی آپ کا اسم مبارک ''عثمان علی'' رکھا آپ کا سلسلہ نسب سادات اُچ شریف حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جا ملتا ہے۔اور یہ سلسلہ ترتالیس واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مل جاتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد سندھ سے سرزمین پنجاب میں آئے اور مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر سکونت اختیار کرتے ہوئے آخر تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں دریائے ستلج کے کنارے ضلع فیروز پور کی حدود میں آ کر آباد ہو گئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدامجد سید سید علی شاہ المعروف سید سکندر علی شاہ اپنی خاندانی وجاہت اور پاکبازی کی وجہ سے بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ہادی زماں قطب الاقطاب جناب حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجہ سے اس خاندان کی شہرت کو اور بھی چار چاند لگ گئے۔

حضرت قبلہ بابا جی رحمتہ اللہ کی ولادت مبارکہ ۱۹۲۹ء میں موضع کرموں والا ضلع فیروز پور میں ہوئی یہ گاؤں دریائے ستلج کے بائیں کنارے سے تھوڑے سے فاصلہ پر ریت کے ٹیلوں پر واقع ہے اور فیروز پور شہر سے تقریباً پندرہ میل کی مسافت پر مشرق میں واقع ہے۔بچپن

Marfat.com

سے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں آثار ولایت نمایاں تھے دراصل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادرزاد ولی تھے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہوش سنبھالا تو ابتدائی تعلیم کے لیے مولوی رحمت علی صاحب مرحوم کی خدمت میں بھیجا گیا باقی تمام علوم ظاہری و باطنی اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضان نظر سے حاصل کیے۔شروع ہی سے آپ نے اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہر کام میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا تھا اور لنگر کا انتظام زمینوں کی دیکھ بھال' مریدین کے دیگر کام ان کو ٹھہرانا اور انکو چھٹی دینا یہ سب کام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد تھے یہ کام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندگی بھر بڑے احسن طریقے سے انجام دیتے رہے۔

ہجرت

قیام پاکستان کے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک اٹھارہ انیس سال کی تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے موضع کرموں والا ضلع فیروز پور انڈیا سے ہجرت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ پہلے موضع کوئیکی تشریف فرما ہوئے اور وہاں دو ماہ قیام فرمایا پھر قصور سے ہوتے ہوئے پاکپتن شریف پہنچے اور وہاں عیدگاہ اور مسجد تعمیر کروائی اور ہمراہیوں کو عارف والہ کے قریب ایک چک 57-EB میں آباد کرایا۔ پاکپتن شریف عیدگاہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ساتھ رہے اور اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہی پکا چک (موجودہ حضرت کرمانوالہ شریف) میں 1950ء میں سکونت اختیار کی اور پھر تمام زندگی یہیں قیام کیا۔

حلیہ مبارک

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ گندمی اور قد دراز تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی مبارک کشادہ اور بینی مبارک بلند تھی۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دہن اور دندان مبارک بہت خوشنما تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درخت کی تازہ شاخ سے مسواک فرماتے تھے اور کھانے کے بعد خلال استعمال کرتے تھے۔خلال عموماً نیم کے سرکنڈے کے ہوتے تھے جس کی کڑواہٹ سے دانتوں کو کیڑا نہیں لگتا۔ریش مبارک زیادہ گھنی نہ تھی اور قدرتی طور پر ایک بالشت دو انگلی پر رک گئی تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر جمعۃ المبارک کے دن لبوں کے بال کٹواتے تھے۔

Marfat.com

خورد ونوش

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ سادہ غذا استعمال کرتے تھے کوئی خاص غذا مرغوب نہ تھی۔ گھر میں جو بھی پکتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخوشی تناول فرماتے۔ گندم کے موٹے آٹے کی روٹی سالن کے ساتھ پسند تھی کھیرا اور ککڑی بھی کھانے میں پسند تھے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھوتے تھے اور بیلیوں (مریدوں) کو بھی اس کی تاکید کرتے تھے کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر کپڑے یا تولیہ سے صاف کرتے اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائے مسنونہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمْنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا) اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دانتوں میں خلال فرماتے۔ دودھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت پسند تھا۔

لباس مبارک

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سفید لباس پسند فرماتے تھے۔ گرمیوں میں سر پر عام ٹوپی اور سردیوں میں اونی ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ کہیں باہر جاتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پگڑی باندھ کر تشریف لے جاتے۔ پگڑی باندھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رفعت شان کا عجیب اظہار ہوتا تھا۔ عموماً کرتا اور تہبند استعمال کرتے تھے لیکن ایک دو مرتبہ شلوار قمیص بھی زیب تن فرمائی چند مرتبہ شیروانی بھی استعمال فرمائی۔ ایک سفید رومال بائیں کندھے پر ڈال لیا کرتے تھے۔ تہبند سفید لٹھے کا پسند فرماتے تھے کبھی کبھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صوفیانہ رنگ دار لباس بھی استعمال فرمایا پاؤں مبارک میں ہمیشہ سادہ جوتا دیسی ساخت کا پہنتے سیاہ رنگ کا جوتا پہننا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سخت ناگوار تھا آخری ایام میں سلیپر بھی استعمال کیا۔ عموماً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادہ لباس ہی زیب تن فرماتے۔

معمولات وعبادات

باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبح نماز فجر سے پہلے ہی گھر سے باہر تشریف لے آتے اور تمام بیلیوں کو اٹھا کر اپنے پاس بٹھا لیتے سردی کے موسم میں آگ جلوا لیتے نماز کے وقت آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام مریدین کو جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم صادر فرماتے اور بعد از نماز کام والے بیلیوں کو اپنے اپنے کام کی طرف روانہ فرمادیتے دوپہر تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مریدین/سائلین کے تمام مسائل غور سے سنتے اور ان کے حل کے لیے دعا فرماتے ''رب کریم فضل فرمادیں گے رب کریم مہربانی فرمادیں گے'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر تشریف لے جاتے بعد از نماز ظہر دوبارہ تشریف لے آتے اور بیلیوں سے ملاقات کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادرزاد ولی تھے لیکن کبھی بھی اپنے آپ کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچوں کے ساتھ بچوں کی طرح بڑوں کے ساتھ مدبرانہ اور زمینداروں کے ساتھ زمینداری طور طریق استعمال کرتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے سادہ تھے کہ نہ جاننے والا شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلی نظر میں ایک زمیندار ہی سمجھتا تھا لیکن جب آپکی گفتگو کسی ڈاکٹر، انجینئر، دانشور یا اہل علم سے ہوتی تو ان حضرات کو اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا احساس ہوتا۔

جناب سارنگ صاحب منڈی تاندلیانوالے بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی دنوں میں آپ رات کو جنگلوں میں نکل جاتے اور وہاں ساری ساری رات عبادت کرتے اور علی الصبح آپ کرمانوالو شریف واپس آجاتے۔ لیکن بعد میں آپ دن بھر آپ رحمۃ اللہ علیہ بیلوں کے ساتھ مصروف رہتے اور رات بارہ بجے وضو فرماتے اور مچھر دانی تان کر چارپائی پر عبادت میں مصروف ہوجاتے اور پوری رات عبادت میں مصروف رہتے۔ رات عشاء کے وضو سے صبح نماز فجر ادا فرماتے اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ صبح نو بجے تک آرام فرماتے۔

آپ سارا دن لنگر کے کام کاج اور بیلوں کی دیکھ بھال اور تربیت میں مصروف رہتے اور ان کے مسائل سن کر ان کا حل فرماتے۔

آپ اپنے والدین کے اتنے فرمانبردار تھے کہ اپنی زمینوں پر پھیرا مارنے جاتے تو بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب فرما کر جاتے اسی طرح اوکاڑہ شہر جو تین میل کے فاصلہ پر ہے اگر وہاں جانا ہوتا تو اجازت لیکر جاتے۔ یعنی آپ کوئی بھی چھوٹا بڑا کام اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر نہ کرے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا ادب فرماتے کہ آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں باوجود اجازت وخلافت آپ نے اپنا کوئی مرید نہ کیا۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت کے ہوتے ہوئے میں کیسے مرید کرسکتا ہوں۔

اخلاق کریمانہ

آپ انتہائی خوش خلق اور خوش ذوق انسان تھے اخلاق حمیدہ اور اوصاف کریمانہ کے مالک تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو شخص بھی ملنے آتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے۔بچوں سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت محبت کرتے تھے رات کے وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچوں کی کشتی کراتے تاکہ ان کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ جسمانی تربیت بھی ہو سکے۔نمود ونمائش اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔مجلس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری پر اگر کوئی تعظیماً اٹھنے کا قصد کرتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روک دیتے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سفر کے دوران دو تین بیلی (مریدین) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہوتے تھے بعض اوقات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی ویگن میں سفر کے دوران زیادہ بیلی بھی ہوتے تھے۔

کعبۃ اللہ کی طرف پشت کرنا۔تھوکنا یا پیشاب کرنا سخت ناپسند تھا اور اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اس کو سختی سے روکتے تھے۔اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہر چیز کو قبلہ رخ رکھنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے ارشاد خداوندی ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْض آسمان اور زمین کی ہر چیز (اللہ کی) تسبیح بیان کرتی ہے اس لیے ہر چیز کا رخ قبلہ کی طرف کرتے تھے کہ جس طرح انسان نماز قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے تمام جمادات کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہو اور وہ تسبیح بیان کر رہی ہوں۔

کسی بیلی کی لغزش یا کوتاہی پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کا نام لے کر اس کی اصلاح نہ کرتے بلکہ عمومی طور پر لغزش کا بیان فرما کر اس کی اصلاح کرتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

بھی یہ سنت مبارک تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لغزش پر کسی کا نام لے کر نہ ٹوکتے بلکہ عمومی طور پر غلطی بیان فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارک پر عمل کرتے ہوئے زائرین اور متوسلین کی اصلاح کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدین/متوسلین سے ایسے اخلاق سے پیش آتے کہ جو کوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک مرتبہ مل لیتا وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گرویدہ ہو جاتا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دوبارہ ملاقات کا متمنی رہتا۔ مولانا عبدالغفور صاحب گھوڑے شاہ والے بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک شخص کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا اس کی ریش مبارک نہ تھی اور ننگے سر ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ اتنے معزز آدمی نیچے بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ یہ شخص اوپر کرسی پر بیٹھا ہے اس کے بعد بھی مولانا موصوف نے اس شخص کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کئی بار اسی انداز میں کرسی پر ننگے سر بیٹھے ہوئے دیکھا لیکن کچھ دن کے بعد مولانا موصوف کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ شخص اب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس نیچے ہی باادب بیٹھا تھا اور اس نے داڑھی مبارک رکھ لی تھی یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اخلاق کریمانہ تھا کہ لوگ خود بخود سنت کی طرف راغب ہو جاتے تھے۔

یہی مولانا فرماتے ہیں کہ انکے ایک ملنے والے محمد لطیف صاحب نے یہ واقعہ خود ان سے بیان کیا کہ ان کے ایک دوست بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا کرانے کی غرض سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں (محمد لطیف) بھی ان کے ہمراہ تھا۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گڑھی شاہو اپنی کوٹھی مبارک میں صوفہ پر تشریف فرما تھے۔ میرے دوست آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مل کر نیچے قالین پر بیٹھ گئے۔ میں (محمد لطیف) کیونکہ سوٹ میں ملبوس تھا اور پیروں فقیروں کا قائل نہ تھا اور میرے ہاتھ میں سگریٹ کی ایک ڈبی بھی تھی میں نے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نیچے نہیں بیٹھوں گا اور مجھے اس وقت سگریٹ کی طلب بھی تھی بہر حال ابھی میں انہیں خیالات کی کشمکش میں مبتلا تھا کہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اٹھ کر میرے پاس تشریف لے آئے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پاس صوفہ پر بٹھا لیا پھر آپ نے بذریعہ کشف میری

Marfat.com

خواہش سے آگاہ ہوتے ہوئے ایک درویش کو فرمایا بابو جی (محمد لطیف صاحب) نے سگریٹ پینی ہے ان کے لیے ایش ٹرے لاؤ چنانچہ ایش ٹرے آنے کے بعد باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے سگریٹ بھی پیا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخلاق عالیہ سے بہت متاثر ہوا اور بعد میں پچھتاتا رہا کہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا از راہ شفقت سگریٹ پینے کی اجازت عطا فرمائی۔ کم از کم احتراماً ہی مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے سگریٹ تو نہ پینا چاہیے تھا۔

محمد یوسف پہلوان رنگ محل والے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لاہور کوٹھی شریف گڑھی شاہو حاضر ہوا گھر واپس جانے لگا تو مجھے بہت بھوک لگی ہوئی تھی میں نے ملک فیض لانگری سے لنگر شریف کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے کہا ابھی لنگر تیار ہونے میں دیر ہے چنانچہ میں بھوکا ہی گھر واپس آ گیا۔ لنگر تیار ہوا اور باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کیا محمد یوسف پہلوان لنگر کھا کر گیا ہے اور جب لانگری نے بتایا کہ اس وقت لنگر تیار نہ تھا اور یوسف پہلوان لنگر کھائے بغیر چلا گیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ناراض ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا جب تک یوسف پہلوان لنگر نہ کھائے گا میں بھی نہیں کھاؤں گا چنانچہ حاجی شفیق صاحب رات کو دس بجے میرے گھر لنگر لے کر آئے اور تمام ماجرا بیان کیا میں نے پہلے لنگر شریف کھایا اور اس کے بعد باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لنگر نوش فرمایا۔ یہ تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اخلاق کریمانہ اور مریدین سے محبت کا انداز۔

قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر بیلی (مرید) کی بات غور سے سنتے تھے اور ان کی دلی مراد پوری فرما دیتے تھے اور مریدین کے مسائل کے حل کے لیے دعا فرماتے اور دنیاوی وسائل سے بھی کام لے کر ان کی مدد فرماتے۔ کئی اصحاب علیحدگی میں بات کرنے کا دل میں خیال کرتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے خیال سے آگاہ ہو کر خود اٹھ کر اس شخص کو علیحدہ لے جاتے اور علیحدگی میں اس کی بات سن کر کرم نوازی فرما دیتے۔

قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ہی زیادہ سخی تھے چوہدری محمد قاسم صاحب بھکر

Marfat.com

والے بیان کرتے ہیں کہ انہیں پارٹی بازی کی وجہ سے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا جس کی وجہ سے معاشی تنگی کا شکار ہو گئے اس دوران دو مرتبہ دعا کے لیے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ ایک ایک ہزار روپے بھی عنائت فرمائے حالانکہ میں نے یہ رقم نہ لینے کی بہت ضد کی لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبردستی یہ رقم لینے پر مجبور کیا۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار غریب متوسلین ایسے تھے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو آمد و رفت کے علاوہ خرچہ وغیرہ کے لیے بھی رقم عنایت فرماتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اسم گرامی عثمان علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا آپ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت بدرجہ اتم موجود تھی غرض کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسم با مسمّٰی تھے۔

محترم غلام غوث صاحب ساکن کاہنہ نو لاہور کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کو پیر سید عثمان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبلغ پانچ صد روپے عنایت فرمائے اور دعا فرمائی اس کے بعد ہم پر کثیر برکات اور رحمتیں نازل ہونا شروع ہو گئیں۔

چوہدری محمد قاسم صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھکر تشریف لائے وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے ڈیرہ چوہدری عبدالغفور پر حاضر ہوئے اور رات وہیں بسر کی قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اپنے بیٹے کی شادی فلاں شخص کے گھر کر دینا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق رشتہ طے ہو گیا اور دونوں خاندان ایک دوسرے سے منسلک ہو گئے یہ تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیلیوں (مریدین) کے ساتھ محبت اور لگاؤ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔

چوہدری محمد ادریس لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ وہ 1978ء میں عارف والہ میں تعینات تھے۔ وہاں چک نمبر 11 میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متوسلین بشیر ورک اور عنایت ورک کی لڑائی جھگڑے کے دوران کچھ آدمی قتل ہو گئے پولیس کی کاروائی سے بچنے کے لیے وہ دونوں روپوش ہو گئے ان کا مال مویشی پولیس پکڑ کر لے گئی اور انکے بچوں کو پولیس سے بچنے کی خاطر اپنا

Marfat.com

گھر بار چھوڑنا پڑا وہ بہت پریشان تھے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے بچوں کو اپنے پاس 36 چک پاکپتن شریف میں رہنے کو جگہ دی اور انہیں (چوہدری ادریس صاحب) کو انکے مویشی چھڑانے کا حکم دیا چنانچہ پولیس حکام نے محض بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کرم کی وجہ سے ان کے مال مویشی چھوڑ دیے حالانکہ چوہدری صاحب کی پولیس والوں سے کوئی علیک سلیک نہ تھی۔

یہی چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ راقم کے ساتھ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں 36۔ چک پاکپتن شریف حاضر ہوئے وہاں زمین کو ہموار کرنے کے لیے بلڈوزر چل رہا تھا اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت گرمی میں چارپائی پر بیٹھے خود کام کی نگرانی کر رہے تھے۔ نماز مغرب کا وقت ہوا تو ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں نماز ادا کی۔ نماز کے لیے جب ہم کھڑے ہوئے تو چوہدری ادریس صاحب ریش نہ ہونے کی وجہ سے پچھلی صف میں کھڑے ہو گئے لیکن اس صف میں کوئی اور شخص نہ تھا وہ سخت شرمندگی اور ندامت محسوس کر رہے تھے کہ اتنے میں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اپنے پاس صف میں کھڑا کر لیا اور قانون میں عارضی ترمیم فرما دی کیونکہ نماز با جماعت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے پوری داڑھی نہ رکھنے والے حضرات کو پہلی صف میں کھڑے ہونے کی اجازت نہ تھی اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال شفقت سے چوہدری صاحب کو شرمندگی سے بچا لیا۔

دراصل اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی آرام سے نہیں بیٹھے اور جہاں بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدد کے لیے پکارتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً وہاں خود بنفس نفیس پہنچ جاتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسی مرید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ پہنچے ہوں غرض یہ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن رات ان کی خیر خواہی میں لگے رہے اور آخر دم تک ان کی اخلاقی، مالی اور روحانی امداد فرماتے رہے اسی کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ہوا تھا۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پردہ نسواں کے سخت پابند تھے اور اپنے مریدین کو بھی اس پابندی کا حکم فرماتے۔ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح عورتوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے تھے بلکہ بے بے جی پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ) کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے یا انکے محرم کے ذریعے انکے مسائل معلوم کر کے ان کے لیے دعا فرماتے اور ان کا حل تجویز فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زنان خانے میں آٹھ نو سال سے زیادہ عمر کا بچہ نہ جا سکتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نفاست پسند تھے کسی امر میں ذرا سی کجی بھی نا قابل برداشت تھی۔ مسجد کی صفیں ہوں یا کھیتوں کے راستے یا حد بندی غرض ہر چیز میں ذرا سی کجی یا ترچھا پن برداشت نہیں فرماتے تھے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ عالیہ سے ضلع ساہیوال اور اوکاڑہ کے ذاتی کھیتوں کی وٹ بھی قبلہ رخ ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ اپنے عقیدت مندوں /بیلیوں کے اعوان کی درستی کی طرف متوجہ رہتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معمولی سے معمولی سنت سے انحراف کو بھی برداشت نہ فرماتے تھے اور سنت کی خلاف ورزی پر فوراً ٹوک دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے متوسلین/مریدین کے نہ صرف دین میں اعلیٰ مراتب کے خواہش مند تھے بلکہ انکو دنیاوی مدارج میں بھی اعلیٰ مقام پر دیکھنے کے خواش مند تھے۔

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمیشہ مخمور رہتے اور اٹھتے بیٹھتے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پر انوار میں رطب اللسان رہتے حاجی شفیق صاحب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعت خواں سفر و حضر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ رہتے اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کرتے رہتے یہ سلسلہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تمام حیات پر محیط تھا۔

جناب غلام محمد صاحب غازی آباد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ باباجی سرکار

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے بہت نعتیں سنا کرتے تھے ان نعتوں میں سے ایک نعت یہ بھی ہے:

نعت شریف پنجابی زبان میں

راتاں کتاں تے راتاں تمباں تے میں راتاں تانا لاواں
جے کر تند کو لڑ پے جائے تے روز حشر نوں بخشیا مول نہ جاواں
جس دن ہو سی حشر دہاڑا وانگ تانبے زمین سورج نال تپاسی
وانگ تونبے فلاٹ اڑن گے تے پیش کسے دی نہ جاسی
جس دن ہوسی حشر دہاڑا تے دنیا پہنچ پہنچ جاسی
عیسیٰ، موسیٰ، سب پیغمبر آکھن گے تے باج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیش کسے دی نہ جاسی

پابندی شریعت

قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت کے ہر طرح سے پابند تھے اور چھوٹی سے چھوٹی سنت کی ادائیگی کا خیال رکھتے تھے اپنے مریدین/متوسلین کو بھی اتباع سنت کی ہمیشہ تاکید فرماتے اور کوئی کام بھی خلاف شریعت دیکھتے تو جوش میں آجاتے اور اس کو فوراً سنت کے مطابق ادائیگی کا حکم فرماتے کوئی کام بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کبھی خلاف سنت سرزد ہوتے نہیں دیکھا گیا۔

ایک مرتبہ راقم عرس کے سلسلہ میں حضرت کرمانوالہ شریف گیا ہوا تھا ختم شریف کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد سے نکلنے لگے تو بیلیوں (مریدین) نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اتنے مریدین نے گھیرا ہوا ہے کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد سے نکلتے ہوئے سنت کے مطابق بایاں پاؤں باہر نکالتے ہیں یا نہیں لیکن میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتنے لوگوں میں گھرے ہونے کے باوجود اپنا بایاں پاؤں مبارک مسجد سے باہر نکالا۔ یہ تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اتباع سنت کی ایک مثال۔

آپ کسی خوشی والی بات پر ہنستے ضرور تھے لیکن آپ کی آواز مبارک بلند نہ ہوتی تھی

Marfat.com

کیونکہ بلند آواز میں ہنسنے کی حدیث پاک میں ممانعت آئی ہے۔

غلام باری صاحب لاہور والے بیان فرماتے ہیں کہ انکا محکمانہ امتحان تھا انہوں نے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کیا ہی اچھا ہو کہ انہیں امتحانی پرچہ معلوم ہو جائے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے ان سے استفسار کیا کہ کیا انہوں نے یہاں کوئی کام خلاف سنت ہوتے دیکھا ہے یعنی امتحانی پرچہ کے افشاء سے لوگوں کی حق تلفی ہوتی جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گوارا نہ تھی کیونکہ یہ خلاف سنت ہوتا اس واقعہ کی مزید تفصیل کسی دوسری جگہ درج ہے۔

ایک دن قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چک نمبر ۳۶ تشریف لے گئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک درویش نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کھانا پکایا لیکن اس کے پاس پیاز نہ تھا اس نے پڑوسیوں کی زمین سے بغیر اجازت پیاز توڑ کر استعمال کر لیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھانا کھانے بیٹھے تو ابھی پہلا لقمہ ہی توڑا تھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس درویش کو بلایا اور اس سے دریافت کیا اس میں پیاز کہاں سے توڑ کر ڈالا ہے اور جب اس درویش نے بتایا کہ پڑوسیوں کی زمین سے بغیر اجازت پیاز توڑ کر سالن میں استعمال کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کھانا تناول نہ فرمایا۔

حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ ماہ صیام میں ایک جگہ سے گذرے تو لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا اور حقہ پی رہے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت سخت ناراض ہوئے کیونکہ شریعت کے خلاف ہر کام سخت ناپسند تھا۔ انہیں حقہ پینے سے سختی سے منع کیا اور ماہ صیام میں روزے رکھنے کی تاکید کی۔

اتباع سنت کی راغب کرنے کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انوکھا انداز تھا ایک مرتبہ راقم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور اس وقت راقم نے بوٹ پہنے ہوئے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دیسی جوتے کی اشارہ کرتے ہوئے مجھ سے دریافت فرمایا ''باؤ جی کبھی ایسی جوتی بھی پہنی ہے'' اس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقصد مجھے سنت کی طرف راغب کرنا تھا۔

Marfat.com

بارہواں باب

علوشان

بابا جی سید عثمان علی شا بخاری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مشتمل بر احوال و آثار

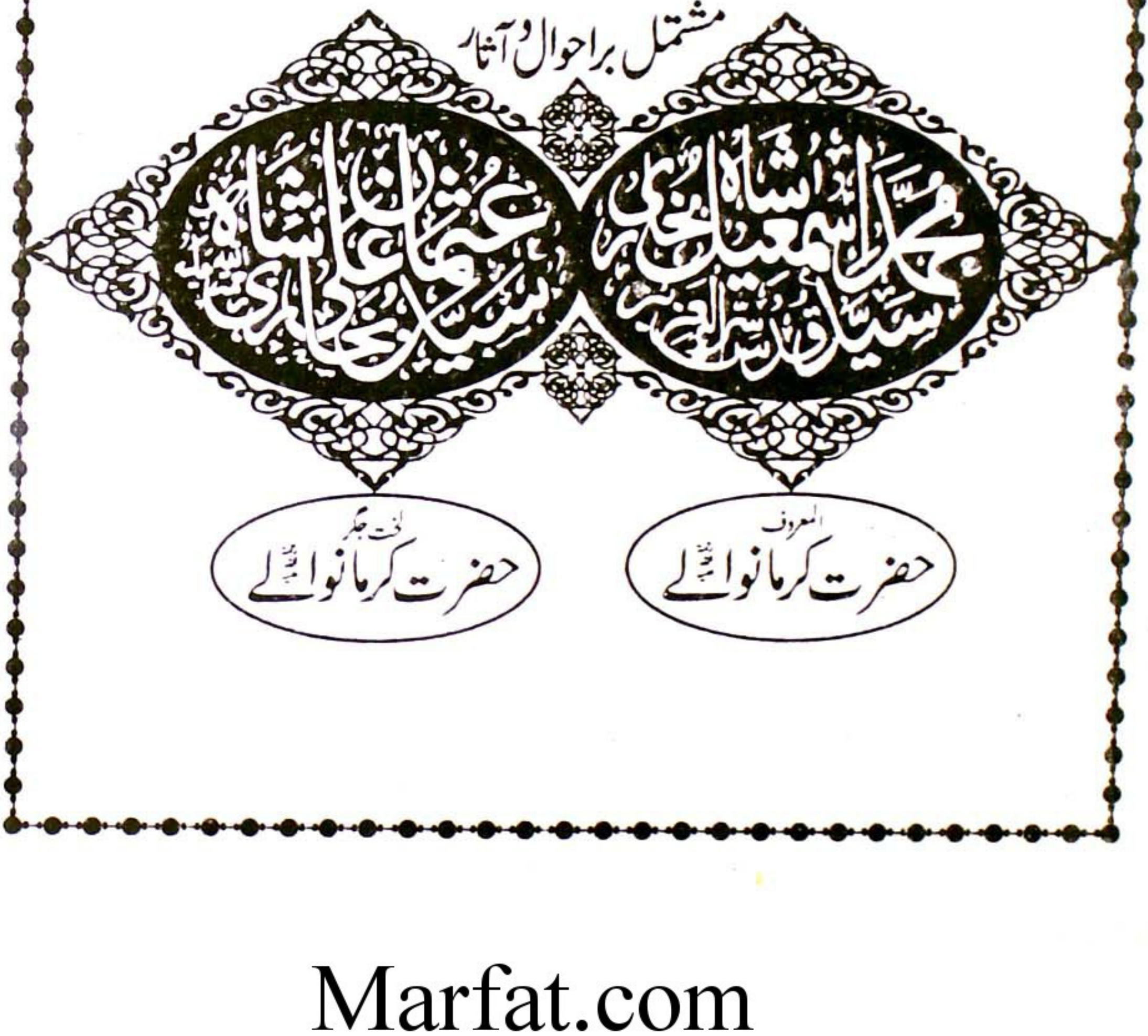

Marfat.com

علوشان

بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

علوشان

پیر طریقت مفتی احمد یار شمسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے فرزند ارجمند صاحبزادہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ بھی ہر وقت سنت پاک پر عمل پیرا دکھائی دیتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے۔ حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ کو صاحبزادہ پیر سید عثمان علی شاہ سے بے حد محبت تھی۔ اور آپؒ کبھی کبھی اس کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بیلیو میرا بس نہیں چلتا مجھے پیر عثمان علی شاہ سے بہت محبت ہے۔ پیر سید عثمان شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کی خبر کئی سال پہلے ہی حضور میاں شیر محمد شرقپوری سرکارؒ نے اعلیٰ حضرت گنج کرم حضرت کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کو دے دی تھی اور یوں فرمایا تھا'' کہ شاہ جی اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑا پیر عطا فرمائے گا۔'' اور روہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے۔ اور پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو بھی حضور گنج کرم سے بے حد محبت تھی۔ اسی لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے لیے سب سے زیادہ محبوب کام اعلیٰ حضرت گنج کرم کی صحبت کو ہی سمجھتے تھے۔

بچپن سے ہی ان میں آثار بزرگی نمایاں تھے کرمونوالہ شریف میں کم سنی کے ایام میں جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبلہ کی نظر شفقت ان پر پڑتی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوتے۔ ایک موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر فرمایا'' اور تو مجھے معلوم نہیں اگر عثمان علی شاہ دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھا دیں تو کوئی وجہ نہیں دراجابت وانہ ہو۔''

اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار شرقپوری کے وصال کے بعد دوسرے یا تیسرے عرس مبارک کا موقع تھا، حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قیام ان دنوں موضع

Marfat.com

کرموں والا شریف ضلع فیروز پور میں تھا، عرس مبارک پر حاضری کی تیاری شروع ہوئی تو حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صوفی نور عالم صاحب ہیڈ کلرک ڈویژنل ریلوے آفس فیروز پور اور مولوی کرم الٰہی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ''آپ دونوں صاحبزادہ صاحبان (سید محمد علی شاہ صاحب اور سید عثمان علی شاہ صاحب) کو ساتھ لے کر شرقپور شریف چلے جائیں۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ دربار شریف پر حاضری دینے کے بعد وہ صاحبزادگان کے ہمراہ جامع مسجد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں گئے، ان دنوں حضرت حاجی عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد شریف کے جنوبی حجرے میں مقیم تھے اور فالج کی وجہ سے معذور تھے۔ نماز پنجگانہ مسجد میں موہڑے پر بیٹھ کر باجماعت ادا کرتے تھے۔ صوفی صاحب صاحبزادگان کے ہمراہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرے میں زیارت کے لیے گئے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونون صاحبزادگان کو بڑی خندہ پیشانی سے ملے، پہلے صاحبزادہ سید محمد علی شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''پیر جی ہم نے صرف صاحبزادہ ہی نہیں بننا، اللہ، اللہ بھی کرنا ہے بعد ازاں صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا (آپ کی عمر اس وقت بارہ تیرہ سال تھی) یہ تو بہت بڑا بابا ہے۔ خواجہ عثمان علی شاہ! پیر جی بوجہ بیماری معذور ہوں اور کما حقہٗ آپ کی تعظیم بجا نہیں لا سکتا۔ پھر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر بعد بڑی شفقت سے رخصت فرمایا حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس ملاقات کا ذکر سن کر خوش ہو کر فرمایا ''پیر جی، حاجی صاحب نے آپ کو خواجہ بنا دیا ہے''

جناب شوکت اسلام خاں لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے بھائی عبدالرشید خان نے بتایا ''ایک روز میں اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور کئی اشخاص بھی مجلس میں موجود تھے تو آپ نے کسی شخص کے استفسار پر فرمایا کہ ''بیلیو! تمہیں پیر عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کا کیا پتہ اگر پیر عثمان علی اپنے دونون ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو زمیں اور آسمان بھی آپس میں مل سکتے ہیں''

Marfat.com

بیلی (مریدین) حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھوٹے بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہہ کر پکارتے تھے لیکن جب کوئی شخص اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے آپ کو چھوٹے بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتا تو آپ فرماتے ''انہیں چھوٹے بابے مت کہا کرو یہ تو بہت بڑے بابے ہیں''

یہی بشیر احمد دھوبا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا اور پیر امام علی شاہ گجومتہ والے بھی موجود تھے کہ اتنے میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے گزرے تو آپ نے امام علی شاہ صاحب سے فرمایا ''پیر جی یہاں سے کون گزرے ہیں'' آپ نے فرمایا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ادھر سے گزرے ہیں اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار نے فرمایا کہ ہمارے پیر عثمان علی شاہ کی بہت بڑی شان ہے یہ دونوں جہانوں کی خبر رکھتے ہیں۔

یہی بشیر احمد بیان کرتے ہیں کہ جناب قبلہ پیر میر طیب علی شاہ صاحب سجادہ نشین فرماتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت بڑی شان ہے اور آپ کے مرتبہ کے بزرگ بہت کم پیدا ہوئے ہیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بات ہم اس لئے نہیں کہہ رہے کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے والد بزرگوار ہیں بلکہ یہ بات مبنی برحقیقت ہے یہ بات آپ نے متعدد مواقع پر فرمائی اور راقم کے سامنے بھی کئی مرتبہ دوسرے کئی مریدین کی موجوگی میں آپ نے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں یہی ارشاد فرمایا۔

جناب برکت علی صاحب لالہ زار پارک مغل پورہ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رات کو درود خضری (صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمدٍ وآلہ وسلم) پانچ سو مرتبہ پڑھ کر سوئے اسے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ چنانچہ میں نے سوتے وقت درود خضری پڑھنا شروع کر دیا چند روز گزرے تھے کہ مجھے خواب میں اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے غور سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ایک اور کتاب کے مطالعہ کے دوران حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فارسی کی یہ نعت نظر سے گزری

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعا گو سلام برخواں
بگیرو شاہ شہ مدینہ گرد و بصد تضرع پیام برخواں
نبہ و پچیدن ادب طرازی سر ارادت نماک آں کو
صلوٰۃ دائم بروح پاک جناب خیر الانام بر خواں
بشنو زمن صورت مثال نما زبگزار اندر آں جا
بلحن خوش سورۃ محمد تمام اندر قیام برخواں
بہ باب رحمت گہے گزر کن بہ باب جبریل گہے جبیں سا
صلوٰۃ متی علیٰ نبی گہے بہ باب السلام برخواں
بلحن داؤد ہم خواشو بہ نالہ درد آشیا بتو
بہ بزم پیمبر ایں غزل را زعبد عاجز نظام برخواں

اس نعت کے خواص میں پڑھا کہ جو شخص رات کو کم از کم پانچ سو مرتبہ یہ نعت پڑھ کر سوئے اسے ایک ہفتہ کے اندر خواب میں زیارت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوگی چنانچہ میں نے یہ عمل بھی شروع کر دیا ابھی ایک ہفتہ نہ ہوا تھا کہ خواب میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ تب میری سمجھ میں آیا ''العلماء ورثتہ الانبیاء'' کے مصداق اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بابا جی پاک عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب رسول ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عشاق اور طالبین زیارت کو کبھی اپنی اور کبھی اپنے نائبوں کی زیارت پاک سے مستفید فرماتے ہیں جس سے اپنے نائبوں کی اوللعزم شان بھی لوگوں میں ظاہر کرنا مقصود ہوتی ہے۔

Marfat.com

سیٹھ محمد شفیع صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں روزانہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتا اور دعا کرتا کہ قبلہ باباجی سرکار عثمان علی شاہ ابدال بن جائیں اس کے بعد ایک مرتبہ وہ اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سیٹھ جی اگر بادشاہ کے بیٹے کو پٹواری لگا دیا جائے تو کتنا ظلم ہے یہ سننے پر سیٹھ محمد شفیع مرحوم کو اپنی دعا یاد آ گئی کہ باباجی قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے وہ ابدال بننے کی دعا کرتے تھے حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان ابدالیت سے بہت اونچی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان اور ابدالیت کا مقابلہ اسی طرح سے تھا کہ بادشاہ کے بیٹے کو پٹواری لگا دینا۔ یہ تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اوللعزم شان۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے ''میں تے پیر محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تے نرے میستر آں سانوں پیر عثمان علی شاہ ہی لئے پھردا اے'' یعنی میں اور محمد علی شاہ تو صرف مسجد میں اللہ اللہ کرنے والے ہیں پیر عثمان علی شاہ ہی آستانہ عالیہ کے تمام امور سرانجام دیتے ہیں۔ اس سے آپ کی علو شان اور آپ کی پیر عثمان علی شاہ سے محبت کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔

حاجی شفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غلام رسول چٹھہ کے ہاں فاروق آباد میں دعوت پر مدعو تھے دوران قیام ایک شخص انصاری نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہونے کی درخواست کی قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غلام رسول چٹھہ صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اسے حضرت کرمانوالے شریف لے کر آنا بیعت کریں گے۔ لیکن حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ کبھی غلام رسول اور کبھی چٹھہ صاحب خود فارغ نہ ہوئے حتیٰ کہ انصاری صاحب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے اس کی ایک بہن اس کے سرہانے کھڑے ہو کر بین کرنے لگی کہ بھائی تم نے تو حضرت کرمانوالہ شریف بیعت کرنے جانا تھا پہلے ہی چل بسے اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا بہنا دیکھ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں یہ کہنا تھا کہ ان کی روح

Marfat.com

قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

یہ تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کرم نوازی کہ وہ مجبوراً حاضر نہ ہو سکا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے یاد رکھا اور مرض الموت میں اس کی امداد کی۔

محمد شریف صاحب جو حضرت کرمانوالہ ریلوے اسٹیشن کے انچارج تھے، بیان کرتے ہیں کہ عرس مبارک کے موقع پر پہلے گاڑیاں حضرت کرمانوالہ شریف نہیں رکتی تھیں۔ 1977ء میں اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر شریف صاحب نے قبلہ باباجی سرکار سے حضرت کرمانوالہ شریف اسٹیشن پر عرس کے موقع پر گاڑیوں کے رکنے کے بارے میں عرض کیا، آپ نے کوئی توجہ نہ دی، انہوں نے بار بار عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگلے سال سے انشاء اللہ گاڑیاں ضرور عرس کے موقع پر رک کر جائیں گی۔ جولائی 1978ء میں آپ کا وصال مبارک ہو گیا اور اس کے بعد ہر عرس مبارک پر گاڑیاں رکتی ہیں۔

محترم غفور شاہ صاحب لاہور والے، بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کرمانوالہ سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرق پور شریف میں عرس کے موقع پر ۰۰ جود تھے کہ چند علماء کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے قطب ارشاد کا مطلب معلوم کرنا چاہا، آپ نے ان سے فرمایا کہ قطب ارشاد کا مطلب قبلہ باباجی سرکار عثمان علی شاہ صاحب سے معلوم کریں، چنانچہ وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے قطب ارشاد کے معنی دریافت کیے آپ نے فرمایا کہ قطب ارشاد وہ ہوتا ہے جو اس دیوار (سامنے دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کو چلنے کا کہے تو وہ دیوار چلنے لگے۔ وہ دیوار آپ کے اشارہ کرنے سے چلنے لگی تو آپ نے دیوار سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تجھے چلنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ میں نے تو مسئلہ سمجھانا تھا یعنی آپ اعلیٰ حضرت قبلہ کے سامنے ہی قطب ارشاد کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے۔ اللہ، اللہ کیا شان تھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔

قطب ارشاد جو کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے اور

Marfat.com

بہت سے فرقوں اور بے شمار زمانوں کے بعد اس قسم کا گوہر ظہور میں آتا ہے اور عالم تاریک اس کے نور ظہور سے نورانی ہوتا ہے اور اس کی ہدایت وارشاد کا نور محیط عرش سے لے کر مرکز فرش تک تمام جہان کو شامل ہوتا ہے اور جس کسی کو رشد وہدایت اور ایمان ومعرفت حاصل ہونا ہے اسی کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے وسیلہ کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پا سکتا مثلاً اس کی ہدایت کے نور نے دریائے محیط کی طرح تمام جہان کو گھیرا ہوا ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے اور ہرگز حرکت نہیں کرتا اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے تو توجہ کے وقت گویا طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے اور اس راہ سے توجہ واخلاص کے موافق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیزی کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہنچانتا نہیں ہے اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی نسبت افادہ بہتر اور بڑھ کر ہے لیکن وہ شخص جو اس بزرگ کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے اگر چہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن وہ رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہے یہی انکار و آزار اس کے فیض کا مانع ہو جاتا ہے بغیر اس امر کے کہ وہ بزرگ اس کے عدم افادہ کی طرف متوجہ ہو یا اس کے ضرر کا قصد کرے کیونکہ ہدایت کی حقیقت اس سے مفقود ہے وہ صرف مرشد کی صورت ہے اور صورت بے معنی کچھ فائدہ نہیں دیتی اور وہ لوگ جو اس عزیزی کے ساتھ محبت واخلاص رکھتے ہیں اگر چہ توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن فقط محبت ہی کے باعث رشد وہدایت کا نور ان کو پہنچ جاتا ہے۔ وَلْيَكُنْ هٰذِهِ الْمَعْرِفَةِ آخِرِ الْمَكْتُوْبِ اور یہی معرفت مکتوب کا اخیر ہے:

جناب محمد یوسف پہلوان رنگ محل والے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج کے لیے تشریف لے جانے لگے تو ہم آپ کو کراچی چھوڑنے گئے وہاں سے واپس آ کر میرے دل میں خیال آیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خصوصی فیض ملا ہے اب آپ مدینہ پاک تشریف لے گئے ہیں یقیناً حضور

Marfat.com

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی آپ کو بڑا مرتبہ اور مقام ملے گا۔ یہ سوچنے کے بعد رات کو جب میں (محمد یوسف پہلوان صاحب) سویا تو دیکھا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آسمان کی بلندیوں میں گھوم پھر رہے ہیں آپ کے سر پر عمامہ ہے اور کاندھے پر رومال رکھا ہوا ہے یہ دیکھ کر انہیں بہت راحت ہوئی ۔قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں بتا دیا کہ محسن انسانیت معلم کائنات حادی دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انہیں فیض پہنچا کر بلند مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔

غلام محمد صاحب غازی آباد والے فرماتے ہیں کہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے شرق پور شریف میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لے گئے حضرت قبلہ میاں صاحب نے فرمایا، غلام محمد میں نے سب کچھ شاہ صاحب کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دے دیا ہے قبلہ بابا جی سرکار اس ہستی کے صاحبزادہ اور فرزند رشید ہیں آپ کی شان کا اندازہ تو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی لگا سکتے ہیں۔

مجذوب کا آپ کی طرف بھیجنا

صوفی محمد اسمٰعیل صاحب چک نمبر 40 خانیوال بیان کرتے ہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیعت تھے ۔آپ کے وصال کے بعد ایک مرتبہ انہیں کوئی مشکل پیش آئی ان کے قریب ہی ایک گاؤں میں کوئی مجذوب رہتے تھے۔علاقہ کے تمام لوگ اپنی مشکلات کے لیے ان کے پاس جاتے اور ان کی دعاؤں سے ان کے بگڑے کام بن جاتے۔صوفی موصوف بھی اپنی مشکل کے حل کے سلسلہ میں ان مجذوب کے پاس گئے انہوں نے حسبِ عادت ان کے لیے بھی دعا کی لیکن ان کا کام نہ ہوا اس کے بعد دو تین مرتبہ پھر ان کے پاس گئے لیکن کام پھر نہ ہوا۔چوتھی مرتبہ وہ ان کے پاس گئے اور رات کو ان کے پاس ٹھہرے صبح کو انہوں نے حضرت کرمانوالہ شریف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جانے کا کہا کہ ان کا کام وہیں سے ہوگا۔چنانچہ صوفی صاحب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ

Marfat.com

میں حضرت کرمانوالہ شریف آئے آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا ''کیا یہاں کسی قسم کی کوئی کمی ہے جو تم ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہو'' چنانچہ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کا کام ہو گیا۔

بابو نور عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ کرموں والا شریف کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ اپنا غسل خانہ بنوا رہے تھے۔ عصر کے بعد حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ وہاں پر تشریف لے گئے' وہاں ٹوٹی پھوٹی اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا' اتنے میں سید عثمان علی شاہ صاحب (بھی کھیلتے کھیلتے ادھر آ نکلے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں دیکھ کر ٹوٹی پھوٹی اینٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''پیر جی تمہارا حجرہ ان اینٹوں سے بنوا دیں۔'' صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ ''میرا حجرہ ٹوٹی ہوئی اینٹوں کا؟'' اس پر حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا'' ''پیر جی آپ تو لوگوں کی ٹوٹی ہوئی قسمت جوڑیں گے۔'' یہ ناچیز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ ارشاد عالیہ تو اس وقت فرمایا تھا جب صاحبزادہ صاحب ابھی بچے تھے اور میں نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے بارہا یہ کلمات سنے ہیں کہ ہمارے پیر جی (سید عثمان علی شاہ) بہت بڑے ولی ہیں۔ نیز اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ انہیں چھوٹے صاحبزادے نہ کہا جائے یہ تو بہت بڑے ولی ہیں۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ''ہم تو فالتو مال ہیں' جو کچھ ہیں پیر جی عثمان علی شاہ ہیں۔'' میں نے حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ بھی سنا ہے کہ اگر صاحبزادہ صاحب (پیر جی) نہ ہوتے تو ہم کسی کام کے نہ تھے۔ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے سینکڑوں خدام جانتے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سید عثمان علی شاہ صاحب کی بہت مانتے تھے' بلکہ ایسے ایسے کام جن کی طرف سے لوگ (بیلی) مایوس ہو جاتے تھے اور انہیں حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے دوبارہ سہ بارہ کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی وہ کام پیر عثمان علی شاہ صاحب کی وساطت سے پورے ہو جاتے تھے۔

Marfat.com

مولوی عبدالرؤف بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت گنج کرمؒ دن میں کئی بار فرماتے چھوٹا پیر بابا عثمان علی شاہؒ) سمندر ہے بڑا پیر کوہ) ہے اس سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی علوشان کا پتہ لگتا ہے۔

آپ ہیر بہت محبت سے سنا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ خود بھی ہیر پڑھا کرتے تھے آپ کی آواز مبارک بہت سریلی تھی آپ 57E-B میں تشریف فرما تھے چوہدری محمد خان راجپوت سے آپ ہیر سنا کرتے تھے ایک رات محمد خان راجپوت سے آپ نے فرمایا کہ ہیر پڑھنی بند نہیں کرنی جب تک ہیر خود نہ حاضر ہو چنانچہ وہ ہیر پڑھتا رہا جب رات کا ایک بجا تو دیوار شق ہوئی یعنی ہیر حاضر خدمت ہوگئی تھی چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اب ہیر پڑھنی بند کر دو کیونکہ اپنا مسئلہ حل ہوگیا۔

بابا جی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے ہر حکم کو ترجیح دیتے۔ اور جب آپؒ اعلیٰ حضرت گنج کرم کی صحبت میں تشریف لاتے تھے صاحبزادہ بن کر نہ آتے بلکہ ایک عام سے بیلی کی حالت میں آتے۔ اعلیٰ حضرت گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عاجزی اور انکساری اس قدر پسند آتی تھی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بیلیو! جس نے مجھے دیکھنا ہو وہ پیر سید عثمان علی رحمتہ اللہ علیہ دیکھ لے۔ جناب شیر محمد صاحب ایک مرتبہ حضور گنج کرم رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں بیٹھے تھے۔ سردیوں کا موسم تھا۔ اچانک حضرت صاحبؒ سرکار فرمانے لگے کہ بیلیو! ابھی ہمارے پاس وقت کا غوث آنے والا ہے۔ تمام بیلی اب اس انتظار میں تھے کہ ایسا کون آنے والا ہے جسے اعلیٰ حضرت گنج کرم خود وقت کا غوث فرما رہے ہیں۔ اور پھر کچھ ہی دیر کے بعد پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ بڑے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔

بشیر راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے تو وہاں پر موجود ایک بزرگ بابا بلیوں والا نے بیان کیا کہ میں چالیس سال سے مدینہ شریف میں ہوں یہاں بڑے بڑے لوگ بلکہ بادشاہ بھی تشریف لائیں

Marfat.com

ہیں لیکن بابا عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جیسا دل والا بندہ نہیں دیکھا یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مدینہ شریف میں جو سخاوت کے دریا بہائے ان کو دیکھ کر ہی اس نے یہ ارشاد فرمایا۔

راجپوت صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کے ایک مستری جو کہ مدینہ شریف میں گزشتہ چالیس سال سے مقیم تھا اس سے ملاقات ہوئی اس نے ملاقات کے دوران فرمایا کہ بابا جی عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جیسا محویت (فنا فی اللہ و بقا باللہ) والا بزرگ آج تک میں نے نہیں دیکھا اگرچہ کافی عرصہ سے میں یہاں پر ہوں۔

Marfat.com

تیرہواں باب

علم غیب

مکاشفات

کرامات

کرامات بعد از وصال

مشتمل بر احوال و آثار

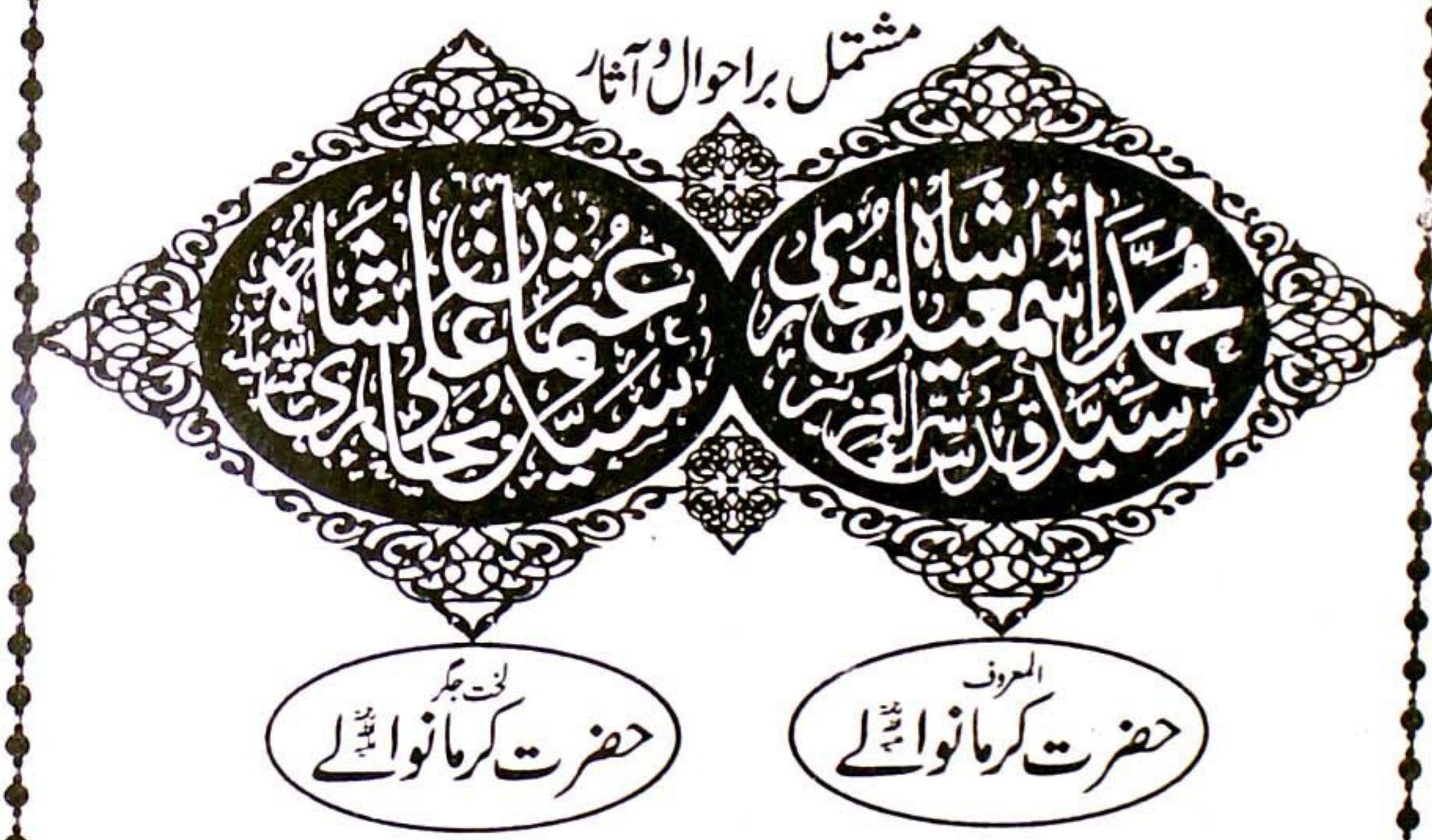
محمد اسمٰعیل شاہ بخاری
سید قدس سرہ العزیز
سید عثمان علی شاہ بخاری
المعروف
حضرت کرمانوالے
لخت جگر
حضرت کرمانوالے

Marfat.com

مکاشفات

(۵) برکت علی صاحب لالہ زار کالونی مغل پورہ بیان کرتے ہیں کہ وہ 1972ء میں ریٹائرمنٹ کی ایک سال کی چھٹی پر تھے۔ اتنی لمبی چھٹی تھی اور وہ مست تھے اور ابھی کوئی کام کرنے کا موڈ نہیں تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ان کا پنشن کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور ان کا سب سے بڑا لڑکا بھی ابھی زیر تعلیم تھا انہوں نے کاروبار کے بارے میں ابھی کچھ سوچا بھی نہ تھا لیکن قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس روزانہ کوٹھی شریف میں حاضر ہوتے تھے اس طرح دو ماہ گزر گئے ایک دن آپ نے فرمایا! باؤ جی کچھ کام کرنا چاہیے لیکن انہوں نے کوئی خاص توجہ نہ دی ایک مرتبہ پھر آپ نے انہیں کام کے لیے فرمایا تو انہوں نے پھر لیت ولعل سے کام لیا تیسری مرتبہ آپ نے بڑی سختی سے فرمایا تو انہیں سنجیدگی کا احساس ہوا اور انہوں نے ایک دکان کھول لی۔

بات دراصل یہ تھی کہ بھٹو صاحب کے دور حکومت میں سرکاری ملازمین کی ریٹائرمنٹ کی عمر پچپن سال تھی اور اس میں افسران کی کو خوشنودی سے زیادہ سے زیادہ تین سال کی توسیع ہو سکتی تھی۔ چنانچہ وہ تیسرے سال کی توسیع میں اٹھاون سال کی عمر پر تھے لیکن اندرون خانہ حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ریٹائرمنٹ کی عمر اٹھاون سال کر دی جائے اور کسی کو مزید توسیع نہ دی جائے۔ چنانچہ انہیں بھی گورنمنٹ کی طرف سے یہ اطلاع آ گئی کہ انہیں ریٹائر کیا جاتا ہے اور چھٹی ختم کی جاتی ہے اور یہ کہ ان کو اب تنخواہ نہیں ملے گی بلکہ صرف پینشن ملے گی۔ پینشن ان کے گھریلو اخراجات کے لیے ناکافی تھی لیکن وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق پہلے ہی دکان شروع کر چکے تھے اسی لیے انہیں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا یعنی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے ہی اس فیصلہ کی وجہ سے انہیں کام کرنے کا ارشاد فرمایا تھا اور اس طرح انہیں مالی پریشانی سے بچا لیا۔

(۶) یہی برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک نوجوان بیلی (مرید) نے بتایا (جس کا نام انہیں یاد نہیں) کہ وہ سلام کے لیے حضرت کرمانوالہ شریف حاضر ہوا اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا بیلیا دو تین دن ہوئے ہماری گھوڑی

Marfat.com

چوری ہوگئی ہے اس کو تلاش کر کے لانا ہے ردر اصل وہ گھوڑی بہت اچھی نسل کی تھی آپ نے چند روز پہلے ہی خریدی تھی ٹیوب ویل پر بندھی گھوڑی کو چور کھول کر لے گئے وہ نوجوان بڑا حیران و پریشان تھا کہ اس نے گھوڑی دیکھی بھی نہیں ہے اور آپ سرکار نے اس کی تلاش کی ذمہ داری سونپ دی ہے آپ نے صرف اتنا اشارہ دیا کہ میاں چنوں کے علاقہ میں تلاش کرو چنانچہ وہ ایک بس میں سوار ہو کر میاں چنوں کے قریب ایک گاؤں میں اتر گیا کچھ عورتیں پانی بھر رہی تھیں اسے پیاس لگی ہوئی تھی اور وہ پانی پینے کے لئے وہاں ٹھہر گیا۔ عورتیں آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ دو تین روز پہلے یہاں ایک نہائت ہی عمدہ گھوڑی چوری ہو کر آئی ہے یہ بات سننا تھی کہ اس نوجوان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو یہ گھوڑی بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اصل بات یہ تھی وہاں ایک گھرانہ تھا جو مال مویشی چوری کا دھندہ کرتا تھا وہ نوجوان پانی پی کر گاؤں چلا گیا اور کھوج لگانے لگا اور بعد میں پنچائت اکھٹی کر لی کہ یہاں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گھوڑی چوری ہو کر آئی ہے۔ پنچایت نے اپنے طور پر تفتیش کی اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ گھوڑی واقعی بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اور انہوں نے وہ گھوڑی اس نوجوان کو دلا دی اور وہ نوجوان اس پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو گھوڑی پیش کر دی۔ یہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تصرف ہی تھا کہ اس نوجوان کو گھوڑی کے پاس خود ہی پہنچا دیا اور اسے گھوڑی واپس لانے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یہی برکت علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان بیلی (مرید) جس کا نام انہیں یاد نہیں نے انہیں بتایا کہ وہ اپنے ماں باپ کا اکیلا بیٹا ہے اور کافی رقبہ کا مالک ہے اس کی والدہ کو اسکی شادی کی بہت فکر تھی لیکن کوئی لڑکی پسند نہ آتی تھی ایک دن قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ بیلیا شادی کب کر رہے ہو اس نوجوان نے عرض کی کہ رشتے تو بہت آتے ہیں لیکن اس کی والدہ صاحبہ کو کوئی لڑکی پسند نہیں آتی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پرانے رشتہ داروں سے ملنا جلنا ترک کیا ہوا ہے ان میں سے رشتے کے لیے لڑکی تلاش کی جائے چنانچہ اس نوجوان نے اپنی والدہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم عرض کیا اور وہ اگلے ہی روز ان رشتہ داروں کے ہاں پہنچ گئی اور وہاں انہیں پسند

Marfat.com

کی لڑکی مل گئی اور رشتہ بھی طے ہو گیا اس نوجوان نے قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خوشخبری سنائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بنفس نفیس راستہ بہت کٹھن ہونے کے باوجود اس کے گھر تشریف لے گئے اس کی والدہ کو مبارک باد دی اور اسے سلامی سے نوازا یہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کرم ایک طرف اس نوجوان کی شادی کا بندوبست فرمایا اور دوسری طرف پرانے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑ دیے۔

سارنگ صاحب ساکن چک نمبر 419 تاندلیاں والہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے اپنے ساتھ چک نمبر 57/E.B عارف والہ چلنے کو کہا انہوں نے عذر کیا کہ گھر سے دور ہو جاؤں گا اور گاؤں جانا مشکل ہو جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جو بیلی (مرید) میرے پاس رہتا ہے ان کے گھر کی نگہبانی کرنا میری ذمہ داری ہے اور روزانہ تمہارے گھروں کی نگرانی کرنے کے لیے تین مرتبہ جاتا ہوں اور ساتھ ہی سارنگ صاحب کو ان کے گھر کے مال مویشی ٹھیک ٹھیک گنوا دیے کہ اتنے بیل۔ اتنے گھوڑے اور اتنی بھینسیں ہیں حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ظاہری طور پر ان کے گھر کبھی نہیں گئے تھے۔

حاجی شفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ چک کھڑالہ ولٹویا پتوکی گئے وہاں پر ایک بیلی شیر محمد نے بیان کیا کہ وہ قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مل کر واپس آیا تو اس نے دل میں خیال کیا کہ قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے پہچانتے نہیں اس نے سوچا کہ اگر دنیا میں ہی نہیں پہچانتے تو آگے جا کر آخرت میں ہمیں کیا پہچانیں گے اور ہماری شفاعت کیسے کریں گے کچھ دن بعد وہ قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت وہاں موجود نہ تھے تھوڑی دیر بعد تشریف لائے تو سیدھے اس کے پاس ہی آئے اور فرمایا تیرا نام شیر محمد ہے اور ذات کمہار ہے اور تو نے کالے رنگ کا ایک گدھا بھی رکھا ہوا ہے یہ بات سن کر وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر گیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہ صرف مجھے پہچانتے ہیں بلکہ میرے جانوروں تک کو جانتے ہیں اور اس نے اپنے خیالات بد سے توبہ کی کہ ''پیرا سے پہچانتے نہیں''۔

جناب غلام باری صاحب مرحوم لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ باباجی

Marfat.com

سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواب میں تشریف لائے وہ اور ان کا بھانجا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ دیر بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے بھانجے کے متعلق فرمایا کہ وہ اٹھ کر چلا جائے لیکن وہ وہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھے رہنے کی ضد کرنے لگا لیکن ان کے (غلام باری صاحب) کے سمجھانے پر چلا گیا دوسرے روز غلام باری صاحب کا بھانجا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار عالیہ پر سلام عرض کرنے گیا واپسی پر اس کے سینے میں ٹانگے کا بم لگا، اسے گنگا رام ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا تب معلوم ہوا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات کو خواب میں اس کی اجل کا پیغام دے رہے تھے یعنی اپنی مجلس سے رخصت کرنا اس کو دنیا کی محفل سے رخصت کرنا تھا۔

خوشی محمد بانگا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے 1958ء میں میٹرک کا امتحان دیا ہوا تھا اور رات کو میرا دسویں جماعت کا نتیجہ نکلنا تھا۔ میں نتیجہ جاننے کے لیے بہت بے قرار تھا۔ بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے رات کو خواب میں اخبار میں نتیجہ دیکھا تو میں فیل تھا۔ اگلی صبح کو میں بابا جی پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حضرت کرمانوالہ شریف گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے امتحان کا نتیجہ دیکھنے کے لیے ریلوے اسٹیشن سے اخبار منگوایا، میں نے عرض کیا کہ میں نے نتیجہ دیکھ لیا ہے۔ پھر بھی اخبار منگوایا گیا۔ میرا رول نمبر اخبار میں نہیں تھا اور میں فیل تھا۔ بعد میں بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لے گئے۔ میں اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امتحان کا نتیجہ پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ میں فیل ہو گیا ہوں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دلاسہ دینے کے لیے فرمایا کہ ''روزی کوئی فیل پاس میں ہے'' اور دعا فرمائی ''جاؤ ..... افسر ہو جاؤ گے''

پھر بابا جی پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بطور ٹریسر (Tracer) بھرتی کروایا۔ میں ترقی کر کے واپڈا میں ہیڈ ڈرافٹس مین بن کر ریٹائرڈ ہوا۔ یہ گریڈ 17 کی ملازمت تھی۔ میں نے عزت سے تمام عمر نوکری کی۔ یہ سب اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت کی وجہ سے ممکن ہوا۔

یہی خوشی محمد صاحب جو کہ کافی عرصہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں

Marfat.com

عالیہ میں رہے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن گرمیوں کے موسم میں نمازِ مغرب کے بعد آپ ٹریکٹر پر 24 چک جانے لگے تو مجھے فرمایا کہ ایک لاٹھی ساتھ لے لو۔ میں نے لاٹھی لے جانے کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ راستہ میں اس کی ضرورت پیش آئے گی۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک بڑا اژدھا راستہ میں کھڑا تھا آپ خود ہی ٹریکٹر چلا رہے تھے۔ آپ نے ٹریکٹر ایک طرف کھڑا کیا اور اس اژدھا پر اس لاٹھی سے دو زوردار وار کر کے اس کو ختم کر دیا تب مجھے لاٹھی ساتھ لانے کی حکمت معلوم ہوئی۔

احسان الحق قریشی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کا انتقال نوے سال کی عمر میں 13 اگست 1970ء کو ہوا، یہ شدید بارشوں کا زمانہ تھا اور ان کی والدہ کے انتقال کے روز بھی خوب زور سے بارش ہو رہی تھی اور رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ وہ (احسان الحق قریشی صاحب) گھر میں اکیلے ہونے اور دوسرے بارش کی وجہ سے کسی کو اپنی والدہ کے انتقال کی اطلاع نہ دے سکے۔ ان کی یہی دعا تھی کہ بارش رک جائے، جنازہ تیار ہوا تو بارش رک گئی کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند بیلیوں کو لے کر خود ہی ان کے پاس پہنچ گئے حالانکہ انہوں نے آپ کو بھی اطلاع نہ دی تھی۔ آپ نے آتے ہی ان سے دریافت کیا کہ جنازہ تیار ہے، اثبات میں جواب دینے پر آپ نے جنازہ لے کر چلنے کا حکم دیا اور قبرستان جا کر آپ نے ایک بیلی کو نمازِ جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ خود آگاہی، کرم نوازی اور فیض عام رہا ہے۔

شوکت صاحب کرمانوالے ٹریکٹر والے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شرقپور شریف کسی کام سے گیا لیکن وہاں جا کر میرا کام میں بالکل دل نہ لگا اور کام ادھورا چھوڑ کر لاہور واپس آ گیا۔ لاہور چونگی کے قریب آیا تو مجھے خیال آیا کہ میں ابھی گھر جا کر کیا کروں گا اور میں نے حضرت کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ بابا جی سرکار کا ایک درویش نور جمال کوٹھی کے گیٹ پر کھڑا ہے میں نے اس سے باہر کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما کر گئے تھے کہ شوکت آ رہا ہے اس سے کوئی ضروری کام ہے اسے جانے نہ دینا۔ یہ تھا آپ کا تصرف کہ

Marfat.com

آپ نے مجھے شرق پور شریف سے فوراً بلالیا۔

بشیر احمد (دھوبا) غازی آباد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی فقیر محمد صاحب پرچون کی دکان کرتے تھے اور کبھی کبھی میں بھی اس دکان پر بیٹھ جاتا تھا۔ یہ 1950ء کا واقعہ ہے کہ میرے بھائی کی دکان سے چالیس روپے چوری ہو گئے، بڑے بھائی اور میرے والد اس رقم کی چوری کا مجھ پر شک کرنے لگے میں بہت پریشان تھا کہ اتنے میں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد نور میں تشریف لائے اور مجھے طلب کیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے پریشان دیکھ کر خود ہی پوچھ لیا کہ وہ پیسوں کی چوری کا کیا قصہ ہے میں نے عرض کیا کہ حضور چوری تو میرے ذمہ لگ گئی ہے آپ نے فرمایا کہ چور نے تو اس رقم سے اپنے مویشیوں کے لیے چارہ بھی خرید لیا ہے بہر حال آپ نے مجھے تسلی دی کہ تمہارے والد اور بڑے بھائی کو جلد ہی چوری کے متعلق معلوم ہو جائے گا اور آپ مسجد نور سے چلے گئے۔ چنانچہ میں جب نماز مغرب کے بعد گھر گیا تو میرے والد مجھ سے فرمانے لگے کہ چوری کا معلوم ہو گیا ہے۔ دراصل ہمارے پڑوس میں ایک زمیں دار تھا اس نے میرے بھائی کی دکان سے چالیس روپے چرائے تھے اور اس رقم سے اس نے اپنے مویشیوں کے لیے چارہ وغیرہ بھی خرید لیا تھا۔ اس طرح آپ نے اپنے مرید کی مدد فرمائی کیونکہ عام حالات میں چوری کا پتہ لگنا مشکل تھا لیکن آپ نے نظر کرم فرمائی اور چوری کا پتہ لگ گیا۔

محمد یوسف صاحب بورے والا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہیں اپنے چند احباب کی معیت میں تونسہ شریف خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں حاضری نصیب ہوئی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عرس کی تقریبات میں شامل تھے۔ عرس شریف سے فارغ ہو کر میرے احباب نے لاہور جانے کی خواہش کا اظہار کیا میں (محمد یوسف) قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لینے کے لیے حاضر ہوا ہمارے پاس سواری کا انتظام بھی نہیں تھا اور ان دنوں ٹرانسپورٹ کا مسئلہ بہت گھمبیر تھا اس لیے میرا خیال تھا کہ آپ لاہور جانے کے لیے سواری کا انتظام بھی فرما دیں گے۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ حضور اجازت کے لیے حاضر ہوا ہوں، بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

Marfat.com

میرے دل کا چور پکڑ لیا اور فرمانے لگے کہ محمد یوسف کیا آپ لوگوں نے لاہور نہیں جانا میرے دل کی بات آپ کی زبان مبارک پر آنے پر میری خوشی کی انتہا نہ رہی ۔ حضرت قبلہ بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی فراست ایمانی سے میرے دل کی چھپی بات کو جان لیا اور فوراً ایک خادم کو حکم دیا کہ ان کو بھی اپنے ساتھ لاہور لے جانا۔ حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ ہمارا کام بن گیا (حدیث شریف میں حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کریم کے نور سے دیکھتا ہے۔ ولی اللہ کی نظر مریدوں کے دلوں پر بھی ہوتی ہے۔ اسی لیے عارف رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بندگان خاص علاَّمُ الغُیُوب
وَاحذرُوھُم ھُم جَوَاسِیسُ القُلُوب

یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے پوشیدہ بھیدوں کو جاننے والے ہیں اور اے انسان تو ان سے ڈرتا رہ اس لیے کہ یہ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

مولوی عبدالرؤف صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ آپ ہر سال شکار کے لئے ہمارے علاقہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک شخص محمد شریف آپ کا بیعت ہو گیا اور اس نے عرض کی کہ اگلے سال میرے چک میں شکار کے لئے تشریف لائیں آپ نے فرمایا کہ اچھا بھئی اگر میری تیری زندگی ہوئی تو اگلے سال تیرے چک میں شکار کے لئے آئیں گے کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ یہ شخص اگلے سال تک زندہ نہ رہے گا چنانچہ وہ شخص اس کے تین چار ماہ بعد ہی فوت ہو گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے مریدین کی موت وحیات کے بارے میں بھی اطلاع رکھتے ہیں۔

مولوی عبدالرؤف بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی بابا جی عثمان علی شاہؒ سے ملتا تو اپنی شادی کے بارے میں دعا کے لئے ضرور عرض کرتا۔ ایک مرتبہ میں نے یہاں تک کہہ دیا کہ حضور آپ میری شادی نہیں کراتے تو میں ایسا ویسا کروں گا (بدکاری کروں گا) آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے جوش اور غصہ سے فرمایا کہ ہمارے بچے ایسا ویسا

Marfat.com

نہیں کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جا اپنی والدہ کو رشتہ تلاش کرنے کے لئے بھیج ابھی تیری بیوی نے ڈیڑھ سال میں جوان ہونا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی والدہ کو آپ کا حکم سنایا تو وہ اپنی ایک سہیلی کو ساتھ لے کر رشتہ کی تلاش میں نکلی اور جہاں جہاں رشتوں کی شنید تھی وہاں وہاں گئیں آخر چوہدری برکت علی چک 267/GDA میں اپنی پسند کا رشتہ مل گیا اس کے والدین سے رشتہ مانگا انہوں نے بخوشی ہاں کر دی۔ بچی ابھی نابالغ تھی اور آپؒ کے ارشاد کے مطابق ڈیڑھ سال بعد شادی ہوئی۔

مفتی احمد یار شمسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت گنج کرم کی بارگاہ میں تشریف لائے۔ لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ آ کر ایسے بیٹھ گئے جیسے کہ ایک عام مرید آپؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیر محمد (راقم الحروف کے والد) گن اسطرف سے پیر سید عثمان علی شاہ بخاری تک کتنے بیلی ہیں۔ تو فقیر کے والد محترم نے دائیں طرف سے گنے تو پیر سید عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر گیارہ ہوئے۔ اور بائیں طرف سے گنے تو تب بھی قبلہ پیر جی سرکار پر ہی گیارہ ہوئے۔ اس کلمہ کو تین مرتبہ دہرایا گیا۔ پھر فرمایا کہ پیر جی اب ہم پر گیارہویں شریف کرنا ضروری ہوگئی ہے چنانچہ اس وقت سے کرمانوالہ شریف میں گیارہویں شریف کا ختم جاری ہے۔

پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے والد محترم اعلیٰ حضرت گنج کرم کی نگاہ کرم نے ولائت وسلوک کے تمام راستے طے کروا دیئے۔ اور حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک سے بارہا یہ ارشاد فرمایا کہ بیلیو میں تو ولی نہیں میری اولاد یعنی پیر سید عثمان علی شاہ کی اولاد سے بڑے بڑے ولی ہونگے اور آج سب جانتے ہیں کہ اس وقت حضور پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ سرکار کے دو بیٹے پیر سید صمصام علی شاہ بخاری اور پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ، آستانہ عالیہ کے سجادگان ہیں اور اعلیٰ حضرت گنج سرکارؒ کی تعلیمات کی ترویج زور وشور سے فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

قتل کی سزا سے بچ جانا

سارنگ صاحب ساکن چک نمبر 419 تاندلیانوالہ بیان کرتے ہیں کہ طور نامی ان کا ہمسایہ قتل کے کیس میں گرفتار تھا اور اس کی ضمانت منسوخ ہو چکی تھی طور صاحب کا خاندان باطل عقائد کا مالک تھا۔ لیکن پھر بھی اس نے سارنگ صاحب سے درخواست کی کہ اپنے پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی ضمانتوں کے لیے دعا کرائیں اور انہوں نے اپنا ایک آدمی ان کے ساتھ حضرت کرمانوالہ شریف روانہ کیا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت چک 36/S P پاکپتن شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ سارنگ صاحب ان کے آدمی کو لے کر چک نمبر 36 میں ہی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے ضمانتوں کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا اللہ کریم ان کی ضمانت کر دیں گے اگر سیشن کورٹ سے نہ ہوئی تو ہائی کورٹ ان کی ضمانتیں لے لے گی۔ کیس سیشن کورٹ میں زیر سماعت تھا جج صاحب نے دلائل سننے کے بعد ان کی ضمانت لے لی اور بعد میں قتل سے بَری بھی کر دیا اور مقدمہ خارج کر دیا۔ یہ سب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔

عنایت ورک اور اس کے دیگر رشتہ دار 52/E.B عارف والہ کے بگا جوئیہ کے قتل کے سلسلہ میں گرفتار تھے ہائی کورٹ میں تاریخ سے ایک دن پہلے عنایت ورک کا والد سخی ورک قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے دعا کے لیے عرض کیا، آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ 2:30 بجے دوپہر اللہ تعالیٰ تمہیں بَری کر دے گا۔

اگلے دن بحث شروع ہوئی طرفین کے وکلاء زور شور سے بحث کر رہے تھے اور ابھی بحث جاری تھی کہ عین 2:30 بجے دوپہر جج صاحب نے ڈیسک بجایا اور فیصلہ سنا دیا کہ ملزمان کو قتل سے بَری کیا جاتا ہے اور ان کے خلاف مقدمہ خارج کیا جاتا ہے۔ آپ کی دعا کی بدولت ملزمان قتل کی سزا سے بچ گئے۔

بشیر ورک اور ان کے تین بھائی ایک اور قتل کیس میں گرفتار تھے اور ہائی کورٹ میں تاریخ تھی ان کی والدہ آپ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے اپنے بیٹوں کی جان کی خیرات مانگنے آئی ہوں، آپ نظر کرم فرمائیں آپ نے اس سے ہائی

Marfat.com

کورٹ میں کیس کے بارے میں دریافت کیا تو ان کی والدہ نے عرض کیا کہ وکیل کہتے ہیں کہ دو لڑکے بَری ہو جائیں گے اور دو لڑکوں کو پھانسی ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا دو لڑکے وکیل چھڑا لیں گے تو دو لڑکے ہم اپنے رب کریم سے چھڑوا لیں گے اور ہمارے چھڑائے ہوئے وکیل کے چھڑائے ہوؤں سے پہلے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مائی صاحبہ کے وہ دو بیٹے جن کے بارے میں وکلاء حضرات نے کہا تھا کہ رہا ہو جائیں گے وہ رو بکار میں نام کی غلطی کی وجہ سے ایک دن بعد رہا ہوئے جبکہ باقی دو لڑکے جن کے بارے میں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہم رب کریم سے بَری کروالیں گے وہ اسی دن رہا ہو گئے۔ آپ کا قول سچ ثابت ہوا کہ ہمارے بَری کروائے ہوئے پہلے آئیں گے اور وکلاء کے بَری کرائے ہوئے بعد میں۔

خوشی محمد بانگا صاحب ساکن چک نمبر ۲۴ نزد کرمانوالہ شریف فرماتے ہیں کہ میرے ماموں زاد بھائی حجرہ شاہ مقیم سے دس کلومیٹر ایک گاؤں میں زمین پر مزارع تھے مالک اراضی نے قبضہ لینے کے لئے دیپالپور سے ایک بدمعاش کو بلایا اور اسے لالچ دے کر زبردستی زمین کا قبضہ لینے کے لیے کہا۔ اس بدمعاش نے چند اور آدمی لے کر میرے ماموں اور ان کے بیٹوں کے ساتھ غنڈہ گردی شروع کر دی جھگڑا بڑھ گیا اور ایک بدمعاش مارا گیا۔ میرے ماموں زاد بھائی نے مجھے لاہور میں اطلاع دی تو میں حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے تمام واقعہ بیان کیا آپ نے مجھے کچھ دیر رکنے کو کہا اور کچھ دیر بعد آپ نے مجھے واقعہ دوبارہ سنانے کو کہا میرے دوبارہ واقع سنانے پر آپ نے فرمایا کہ مقتول بدمعاش نے بھی دو قتل کئے ہوئے ہیں میں نے اس بارے میں اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا کہ ساہیوال جاؤ اور وہاں کوئی مشہور وکیل اپنے مقدمہ کے لیے کرو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے میں نے عرض کی کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضمانتوں کے لیے درخواست دے دوں تو آپ نے فرمایا کہ ضمانتوں کی ضرورت نہیں انشاء اللہ جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا۔ چھ ماہ کے بعد مقدمہ سیشن کورٹ میں پیش ہوا تو اللہ کریم نے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے تینوں لڑکوں کو بری کر دیا۔ بری ہونے کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے فیصلہ کے خلاف اپیل ہائی کورٹ میں کر دی گئی میں نے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پھر عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ کوئی اچھا وکیل کر لیں اور آپ نے دو وکیلوں کے

Marfat.com

نام بھی بتائے میں نے عرض کی یہ تو بہت بڑے وکیل ہیں ہم تو ان کی فیس بھی ادا نہیں کر سکیں گے آپ نے فرمایا کوشش کریں کم پیسوں میں ہی کام ہو جائے گا آپ کی دعا سے ہمیں ایک ایسا شخص مل گیا جو ان میں سے ایک وکیل کا بہت دوست تھا وہ ہمیں اپنی گاڑی میں بٹھا کر اس وکیل کے پاس لے گیا راستہ میں اس نے ہم سے پوچھا کہ آپ کتنے پیسے لے کر آئے ہیں ہم نے عرض کی ہمارے پاس پانچ ہزار روپے ہیں اس نے کہا کہ اتنے پیسوں میں تو وہ وکیل نہیں ہو گا۔ ہم نے انہیں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتایا اس نے وکیل صاحب کے پاس پہنچ کر ہم سے پانچ ہزار لے کر اسے دے دیا اور کہا کہ یہ میرا اپنا کیس ہے اور یہ پانچ ہزار روپیہ آپ کی گاڑی کے پٹرول کا خرچہ ہے چنانچہ ہائی کورٹ میں دس روز متواتر بحث کے بعد تینوں بھائی وہاں سے بھی بری ہو گئے یہ محض بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ قتل کے ملزم بری ہو گئے۔

شرفاء کے ساتھ دیگر افراد کا بھی بری ہو جانا:

جناب شوکت صاحب کرمانوالہ ٹریکٹر والے بیان فرماتے ہیں کہ غلام مصطفیٰ کھر صاحب وزیر اعلیٰ کے دور اقتدار میں بدمعاشوں کی فہرستیں تیار ہوئیں تو کسی نے دشمنی سے ان کے والد بزرگوار کا نام بھی ان فہرستوں میں شامل کروا دیا اور اس طرح ان کے والد کو بھی گرفتار کر لیا گیا یہ تھانے گئے لیکن والد صاحب کی رہائی کی کوئی صورت نہ بنی۔ پریشانی کے عالم میں اپنے ایک دوست اور پیر بھائی چوہدری سردار صاحب کے گھر گیا اور دل میں خیال آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی لاہور میں موجود ہوتے تا کہ ان سے دعا کرا کے رہائی مل جاتی (قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت حضرت کرمانوالہ شریف میں تھے) لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چوہدری سردار کے گھر ہی تشریف لے آئے اور مجھے پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی اس دوران شوکت صاحب کو اطلاع ملی کہ ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے اور یہ کہ وہ خود بھی گرفتاری سے بچنے کے لیے ادھر ادھر ہو جائیں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں رب کریم خیر کریں گے اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں اپنے ساتھ ہی اپنی کوٹھی شریف حضرت کرمانوالہ ہاؤس لے گئے اور رات وہیں بسر کرنے کا فرمایا۔ صبح آپ نے انہیں اپنے والد کی

Marfat.com

پیروی کے لیے کچہری جانے کے لئے فرمایا ڈپٹی کمشنر کے پاس تمام حضرات کو پیش کیا گیا اور اس نے تمام افراد کی رہائی کا حکم دے دیا اس طرح آپ کی دعا کی بدولت نہ صرف شرفاء بلکہ دیگر افراد بھی رہائی پا گئے۔

مارشل لاء میں مقدمہ سے بَری ہو جانا

حکیم مولا بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں دو فریقین کا آپس میں جھگڑا چل رہا تھا ایک فریق ہمارے گاؤں میں اور دوسرے ایک میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ ہمارے گاؤں والوں پر 30-4-1978 کو پولیس نے اذان کے وقت چھاپا مارا اور ہمارے گھر سے ایک رائفل برآمد ہوئی گھر میں موجود مقصود احمد کو کوئی پتہ نہ تھا مقصود احمد نے کہا کہ یہ رائفل میری نہیں ہے کیونکہ مقصود احمد کو رائفل کا پتہ ہی نہ تھا ہمسایہ پارٹی نے چھاپہ کے وقت مقصود احمد کے پاس پھینک دی تھی۔ مقدمہ مارشل لاء میں چلا گیا۔ میرا لڑکا نیاز احمد حضرت صاحب کے دربار سے ہو کر چک نمبر 36 ایس پی پاکپتن پہنچا جہاں حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے۔ حضرت عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سب واقعہ سنایا کہ مقصود احمد بے گناہ ہے آپ دعا کریں کہ بَری ہو جائے صاحبزادہ پیر عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مقصود احمد بری ہو جائے گا فکر نہ کریں اور نیاز احمد کو رخصت دے دی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۷۸ء کو پہلے ٹائم میں مارشل لاء والوں نے مقصود احمد کو بری کر دیا۔ اگر چہ گواہ بھی ٹھیک ٹھاک تھے لیکن مقصود احمد بے گناہ تھا اس لئے صاحبزادہ پیر عثمان علی شاہ بخاری کی کرم نوازی سے بری ہو گیا۔

بن مانگے بھینس کا عطا کرنا

سید جلیل احمد شاہ واں رادھا رام والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان کا مہینہ تھا اور انکے پاس کوئی بھینس نہ تھی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ اس وقت چک نمبر 36 پاکپتن شریف میں تھے جلیل شاہ صاحب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں بھینس لینے کے لیے حاضر ہوئے لیکن انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھینس مانگنے کی جرات نہ کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کافی دیر باتیں ہوتی رہیں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا جلیل شاہ چلو تمہیں اپنی بھینسیں دکھائیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھینسیں دکھاتے رہے اور جلیل شاہ صاحب سے تبصرہ

Marfat.com

کے لیے فرماتے رہے جلیل شاہ صاحب ازراہ مذاق ہر بھینس میں نقص نکالتے رہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سب سے اچھی بھینس کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور حسب سابق جلیل شاہ صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ بھینس کیسی ہے انہوں نے پھر ازراہ مذاق کہا یہ بھینس بھی اچھی نہیں ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلیل شاہ صاحب سے فرمایا کہ اس بھینس کا مجھے اگر بیس ہزار روپیہ بھی دیں تو میں یہ بھینس نہ دوں گا جلیل شاہ صاحب بغیر بھینس مانگے واپس گھر چلے گئے لیکن دوسرے روز انکی حیرانگی کی حد نہ رہی کہ قبلہ بابا جی سرکار نے اپنے ایک درویش کے ہاتھ اپنی سب سے اچھی بھینس ان کے گھر بھیج دی تھی۔ یہ شان تھی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کہ اپنے بیلیوں (مریدوں) کو بن مانگے عطا کر دیتے تھے۔

(۵۷) میاں محمد یوسف صاحب بوریوالہ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ یہ ناچیز (میاں محمد یوسف) پاکپتن شریف بہشتی دروازہ سے گذرنے کے لیے گیا تو وہاں مغرب کے وقت بہشتی دروازے کے سامنے بیٹھا تھا دروازہ کھلنے سے قبل مشائخ عظام کی آمد کے وقت تمام لوگوں کو یہاں سے نکالنا شروع کر دیتے ہیں جب خدام نے وہاں سے لوگوں کو نکالنا شروع کیا تو میں بڑا پریشان کھڑا تھا کہ بڑی مشکل سے یہاں پہنچا ہوں اب یہ لوگ باہر نکال دیں گے نہ جانے پھر آسانی سے داخل بھی ہو سکوں گا یا نہیں اسی تذبذب میں تھا کہ مشائخ کرام کی آمد شروع ہو گئی اچانک میری نظر پڑی تو حضور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نورانی چہرہ بھی مشائخ عظام کے جھرمٹ میں نظر آیا بس پھر کیا تھا میری جان میں جان آئی اتنے میں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی التفات کریمانہ فرمائی اور اتنے رش میں مجھ بے نوا کو اپنے قریب آنے کا اشارہ فرمایا جب میں اژدھام کو چیرتا ہوا بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب گیا تو فرمانے لگے محمد یوسف پریشان کیوں ہو میں نے عرض کی حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی جدوجہد سے یہاں پہنچا ہوں یہ لوگ اب یہاں سے باہر نکال رہے ہیں اتنے میں قفل کشائی ہو گئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا لو جتنی بار دل چاہتا ہے بہشتی دروازے سے گذرو۔ اولیاء اللہ اپنے عقیدت مندوں کو پہچان لیتے ہیں اور مشکل کشائی اور حاجت روائی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تیرہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل مل گئی

حاجی شفیق صاحب نعت خواں حضرت کرمانولہ شریف بیان کرتے ہیں کہ مستری عبدالستار صاحب رینالہ خورد والے اپنے بیٹے کی شادی میں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدعو کرنے کے لیے آئے تو آپ نے شادی میں شرکت سے معذوری ظاہر کی کیونکہ اس دن آپ نے کسی اور جگہ جانا تھا لیکن آپ نے فرمایا کہ شادی سے ایک دن پہلے میں نے لاہور جانا ہے اس دن آپ کے پاس ہوکر جائیں گے اور ناشتہ وغیرہ بھی وہیں کریں گے۔ مستری عبدالستار صاحب کے جناب قبلہ حضور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رینالہ خورد والوں سے بھی تعلقات تھے انہوں نے اس دن حضور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادہ صاحب کو بھی مدعو کیا اور وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد کا سن کر ان کی دعوت میں شرکت کے لیے تیار ہو گئے چنانچہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اسرار پر ناشتہ میں شامل ہو گئے اور صرف تین گھونٹ بوتل کے اور تین نوالے کھانے کے نوش فرمائے لیکن قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں کھانے سے ان کی تیرہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل حاصل ہوگئی چنانچہ آپ نے ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ میری تیرہ سال سے رکی منزل آج حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کرم سے حاصل ہوگئی ہے۔

بیماری سے شفا

محمد اسحاق صاحب آپ کے ایک درویش بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھائی سخت بیمار ہو گیا اور بیماری کی وجہ سے اس کے سر اور جسم کے بال اتر گئے اور شکل بھی عجیب ہوگئی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں سے بہت علاج کرایا کوئی افاقہ نہ ہوا اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اس کے رشتہ دار اس کے بھائی کو لے کر اس کے پاس حضرت کرمانولہ شریف لے آئے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے دو تین روز کے بعد آپ تشریف لائے تو محمد اسحاق نے اپنے بیمار بھائی کو آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا رب کریم خیر کر دیں گے چنانچہ چند ہی دن میں اس کا بیمار بھائی بغیر کسی مزید علاج کے آپ کی دعا سے شفایاب ہو گیا۔

Marfat.com

سارنگ صاحب چک نمبر 419 ٹاندلیانوالہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیوی کو بخار رہتا تھا وہ اس کو ٹائیفائیڈ سمجھتے رہے حالانکہ ان کی بیوی کو ٹی بی تھی۔ ایک مرتبہ وہ شرق پور شریف عرس کے موقع پر حاضر ہوئے قبلہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی وہاں موجود تھے آپ سے بیوی کی بیماری کے متعلق عرض کی تو آپ نے دعا فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا تمہاری بیوی کو ٹی بی ہے اس کے لئے دوائی لکھ کر لے جانا اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے وہ واپس گھر پہنچے تو گھر میں صفائی وغیرہ ہوئی ہوئی تھی انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ تم تو بیمار تھیں یہ صفائی کیسے ہوگئی اس نے کہا کہ تم شرقپور شریف عرس پر گئے اس کے بعد میں بالکل ٹھیک ہوگئی یعنی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے وہ بالکل شفایاب ہو چکی تھی۔

بیماری سے شفا

خوشی محمد بانگالا ہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کو السر تھا آرام نہیں آ رہا تھا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا کے لیے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر بشیر احمد سے علاج کرائیں اسکے علاج سے کچھ افاقہ ہوا لیکن وہ ڈاکٹر کراچی چلا گیا اور مرض میں پھر شدت آ گئی خوشی محمد بانگا صاحب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کہ ڈاکٹر تو کراچی چلا گیا ہے اور مرض میں شدت آ گئی ے آپ نے فرمایا کہ دوائی چھوڑ دیں رب کریم شفا دیں گے چنانچہ انہوں نے دوائی ترک کر دی اور کچھ ہی دن کے بعد قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کو مکمل شفا نصیب فرمائی۔

مسوں کا ٹھیک ہو جانا

ایک مرتبہ آپ پاکپتن شریف چک نمبر ۳۶ ایس پی آئے ہوئے تھے راقم الحروف کو معلوم ہوا تو چند دوستوں کے ہمراہ آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ ان دنوں راقم کے چہرے پر جگہ جگہ مو کے نکل آتے تھے مو کہ ایک جگہ سے کٹواتا تو دوسری جگہ نکل آتا اور یہ سلسلہ جاری رہتا جس کی وجہ سے چہرہ بھی بدنما ہوتا جا رہا تھا۔ چنانچہ آپ کی زیارت کا ارادہ کیا تو یہ بھی خیال تھا کہ مو کے ختم ہونے کے لیے بھی دعا کرائیں گے لیکن وہاں جا کر اس بارے میں دعا کرانا یاد ہی نہ رہا

Marfat.com

اور واپسی پر راقم نے اپنے دوستوں سے کہا کہ بابا جی پاک سے موکوں کے بارے میں دعا کرانی یاد نہیں رہی لیکن کیونکہ میں آپ کے پاس اس ارادے سے گیا تھا اس لیے میں نے دوستوں سے کہا کہ بابا جی پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ہی کرم نوازی کر دیں گے۔ میری حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی جب چند دن بعد موکے ایک ایک کر کے خود ہی جھڑ گئے اور آج تک کوئی موکہ دوبارہ نہ نکلا۔ یہ ہے آپ کی شان بے نیازی کہ آپ بغیر مانگے مریدین کے احوال سے باخبر ہوتے ہیں اور ان کی دستگیری بھی فرماتے ہیں۔

بیماری سے شفا

قاری عابد سلطان صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت پر معمور تھے ایک دن ان کو گاؤں سے اطلاع آئی کہ ان کی بیوی سخت بیمار ہے وہ اپنے گاؤں جانے کے لیے اجازت لینے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ آج گاؤں نہ جائیں بلکہ اگلے روز چلے جائیں اگلے روز جب وہ گاؤں پہنچے تو ان کی بیوی بالکل تندرست تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رات خواب میں کوئی بزرگ تشریف لائے تھے انہوں نے پیار سے اپنا دست شفقت ان کی بیوی پر پھیرا تو وہ اسی وقت تندرست و توانا ہوگئی یعنی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں جا کر ان کی بیوی پر اپنا دست شفقت پھیرا۔

مولانا عبدالغفور صاحب جامعہ فاروقیہ گھوڑے شاہ والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز کی بیوی سخت بیمار تھی۔ بہت علاج کرایا لیکن ڈاکٹری علاج سے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے مجھ سے بیوی کی بیماری کا ذکر کیا میں انہیں لے کر کوٹھی شریف حضرت کرمانوالہ ہاؤس، گڑھی شاہو حاضر ہوا اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا مولوی جی رب کریم خیر کر دیں گے اور آپ نے کھوی کے استعمال کا حکم دیا۔ چنانچہ کھوی کے چند دن کے استعمال سے ہی میری بیوی بالکل ٹھیک ہوگئی۔

محمد شریف بہاولنگر والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی آواز بند ہوگئی بہت علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر حضرات گلے کا آپریشن تجویز کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان

Marfat.com

تھے۔اس دوران قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاس تشریف لائے۔سیٹھ محمد شفیع لاہور والے بھی آپ کے ہمراہ تھے۔سیٹھ صاحب نے ان کے گلے کے ٹھیک ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی جس پر قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''خیر ہو جائے گی'' آپ وہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد تشریف لے گئے دو تین روز بعد ان کا گلہ خود بخود ٹھیک ہو گیا حالانکہ ڈاکٹر حضرات گلے کا آپریشن تجویز فرما رہے تھے۔

آپ کے ایک خادم محمد علی جنہیں آپ پیار سے ''نکو ڈاکٹر'' فرمایا کرتے تھے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل تھے آپ کے ساتھ والے کمرے میں ایک مریض تھا جس کو ہڈیوں کی ٹی بی تھی جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور تھا۔اس کو آپ کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی کو دعا کے لیے آپ کے پاس بھیجا آپ نے اس کی بیوی کی درخواست پر اس شخص کے لیے دعا فرمائی محمد علی صاحب نے بیان کیا کہ تین چار روز بعد انہوں نے اس بیمار شخص کو برآمدے میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔آپ کی دعا کی برکت سے وہ صحت یاب ہو رہا تھا اور چند دن بعد مکمل صحت یاب ہو کر ہسپتال سے اپنے گھر چلا گیا۔

یہی محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے ہسپتال میں قیام کے دوران ہی ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی چودہ پندرہ سالہ بیٹی تھی بچی کے پیٹ میں رسولی تھی اور اس کا کچھ دیر بعد آپریشن ہونے والا تھا اس عورت نے اپنی بچی کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین مرتبہ فرمایا ''رب کریم خیر کر دیں گے'' وہ عورت بچی کو لے کر چلی گئی۔کچھ دیر بعد اس بچی کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تو بچی کے پیٹ میں رسولی کا نام و نشان بھی نہ تھا ڈاکٹر حضرات بھی حیران و پریشان تھے کہ آخر ایکسرے میں نظر آنے والی اتنی بڑی رسولی کہاں غائب ہو گئی لیکن لڑکی تو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی برکت سے ٹھیک ہو چکی تھی اور رسولی وغیرہ ختم ہو چکی تھی۔کچھ دیر بعد وہ عورت اپنی بیٹی کو لے کر آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئی اور تمام ماجرہ بیان کیا۔لڑکی کو بغیر آپریشن اور بغیر کسی دوا کے آپ کی دعا کی بدولت آرام آ گیا تھا۔

Marfat.com

چوہدری عبدالغفور صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی شاہ محمد کی شیر خوار بیٹی بہت سخت بیمار ہوگئی۔ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ نے دعا فرمائی اور زعفران گائے کے دودھ کے ساتھ پلانے کا حکم فرمایا جب اماں جی سرکار رحمۃ اللہ علیہا سے دودھ مانگا گیا تو آپ نے تھوڑا سا دودھ عنایت فرمایا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اماں جی کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اماں جی دودھ زیادہ عنایت فرمایئے اماں جی نے فرمایا کہ بیٹا آپ نے بچی کی حالت غیر نہیں دیکھی اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا آپ دودھ عنایت فرمائیں بچی کو کچھ نہیں ہوگا چنانچہ اماں جی پاک رحمۃ اللہ علیہا نے دودھ عنایت فرمادیا اور اس کو زعفران دودھ میں ملا کر دی گئی تو بچی بالکل صحت یاب ہوگئی یہ فیض تھا جناب اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اور جناب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا، کہ برلب دم بچی بالکل صحت یاب ہوگئی۔

یہی عبدالغفور صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری بچی کے ہاتھ پر دنبل (پھوڑا) نکل آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہتھیلی کی ساری پشت پر پھیل گیا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''اللہ کریم فضل فرمادیں گے'' اور ساتھ نسخہ جات کا لیپ کرنے کا حکم دیا انہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ دعا ہی فرمادیں کہ دوا کے بغیر ہی آرام آجائے آپ نے فرمایا کہ رب کریم ایسے ہی شفا دے دیں گے آپ ایک سال بعد دوبارہ بھکر تشریف لائے تو بچی کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔

یہی عبدالغفور صاحب بیان کرتے ہیں کہ اسی بچی کے پیٹ میں درد رہنے لگا اور ورم بھی ہوگیا سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر بشیر احمد قریشی جس کا ڈاکٹری کا پچیس سالہ تجربہ تھا اس نے کہا کہ یہ علامت تو رسولی کی ہے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''اللہ کریم رحم فرمادیں گے'' آپ سے مزید درخواست کی گئی کہ جیسے بچی کے ہاتھ کو بغیر دوائی آرام آ گیا تھا اسی طرح اس کو اب بھی آرام آجائے کیونکہ آپریشن سے تو ڈر محسوس ہوتا ہے آپ نے فرمایا ''رب کریم اسی طرح شفا عطا فرمائیں گے'' چنانچہ کچھ عرصہ بعد بچی کو بغیر کسی دوا اور آپریشن کے آرام آ گیا۔

Marfat.com

یہی عبدالغفور صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کا بھانجا محمد اسلم اکثر بیمار رہتا تھا ایکسرے کرانے پر ٹی بی کے مرض کا علم ہوا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو کوئی بیماری نہیں ہے اور اس کے بھائی بشیر احمد کو حکم دیا کہ اس کو اپنے پاس بھکر ہی لے جاؤ چنانچہ وہ اس کو اپنے ساتھ بھکر لے گئے۔ ضلع ساہیوال میں ان کی پانچ ایکڑ زمین تھی وہ فروخت کر کے بھکر میں اسے ایک مربع زمین قسطوں پر خرید کر دی اور آپکی دعا کی بدولت اس زمین کی قسطیں بھی اتر چکی ہیں۔

بیمار بچے کا عالم دین بن جانا

میاں محمد یوسف صاحب بورے والا بیان کرتے ہیں کہ میرے پیر بھائی مولوی نور محمد صاحب کے ایک بیٹے مولوی فیض احمد نقشبندی کا دماغی توازن درست نہ تھا۔ مولوی نور محمد صاحب اپنے بیٹے کو لے کر حضور قبلہ بابا جی سرکار سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور دعا کے لیے درخواست کی کہ بیٹے کا ذہنی توازن درست ہو جائے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اسے حضور بابا حاجی شیر دیوان چاولی مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار پر لے جاؤ اور نور اتا کراؤ یعنی نورات وہاں باندھ کے رکھو اللہ کریم جل شانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کرم فرمائے گا۔ مولوی نور محمد صاحب اپنے بچے کو لے کر حاجی شیر دیوان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر پہنچ گئے۔ نورات پوری ہونے سے قبل ہی حضور حاجی شیر دیوان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں مولوی نور محمد کو اشارہ فرما دیا کہ اپنے بیٹے کو لے جاؤ اب ٹھیک ہے چنانچہ وہ اپنے بیٹے کو لے کر بورے والا آ گئے اب مولوی صاحب کی دلی خواہش تھی کہ میں اپنے بیٹے کو حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت کراؤں اور آپ کا غلام بناؤں۔ مولوی صاحب اس مقصد کے لیے اپنے بچے کو لے کر پھر بابا جی قبلہ سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے اپنا غلام بنا لیں۔ آپ سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بیلیا پہلے کوئی نعت شریف سناؤ مولوی فیض احمد نقشبندی نے جس طرح بھی نعت شریف آتی تھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت سنائی بس پھر حضور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نظر کرم فرمائی، بیعت بھی کیا اور بڑی گرم جوشی سے معانقہ کر کے فرمایا جا مولوی نور محمد تیرا یہ بیٹا مولوی ہو گا

Marfat.com

آج الحمدللہ اس کا بیٹا مولوی فیض احمد نقشبندی بڑا خوش الحان واعظ ہے اپنے کاروبارِ زندگی میں بھی مصروف ہے اور جمعہ شریف بھی پڑھاتا ہے یہ حضور قبلہ بابا جی سرکار سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندہ اور جیتی جاگتی کرامت ہے۔

اولادِ نرینہ کا عطا ہونا

تاج دین صاحب غازی آباد والے بیان کرتے ہیں کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری شادی میں تشریف لائے۔ میری خالہ ساس کے ہاں اولاد زندہ نہ بچتی تھی۔ چنانچہ میں نے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ ''اللہ کریم خیر کر دے گا'' اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے اسے ایک لڑکا عنایت فرمایا جو آج تک زندہ ہے اور خود بھی صاحب اولاد تین چار بچوں کا باپ ہے۔

جناب اشرف علی نجم صاحب قصور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ہاں شادی کے بعد یکے بعد دیگرے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ 1977ء کے آغاز میں آپ کی کوٹھی مبارک حضرت کرمانوالہ ہاؤس بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کے لیے درخواست کی تو آپ نے انہیں بیٹے کی خوشخبری دی چنانچہ آپ کی دعا سے بیٹا پیدا ہوا، یہ بچہ جب سوا ماہ کا تھا تو آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے بچے کو اپنے دست مبارک میں اٹھا کر ایک اور بیٹے کی خوشخبری دی چنانچہ دوسرا بیٹا آپ کے وصال کے بعد مارچ 1979ء میں پیدا ہوا۔

چوہدری عبدالرؤف فتح پور تھل والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ تھل تشریف لائے تو اولادِ نرینہ کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ رب کریم تمہیں چار بیٹے عنایت فرمائے گا اور ساتھ ہی ان کے نام بھی تجویز فرما دیئے ''غلام حسین، ریاض حسین، فیاض حسین اور ممتاز حسین'' اللہ تعالیٰ نے ان کو چار بیٹے عنایت فرمائے جو بنوز حیات ہیں۔

شیخ محمد اشرف کرمانوالہ کلاتھ ہاؤس اوکاڑہ والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی تین بیٹیاں تھیں دعا کرانے کے بعد بھی چوتھی بیٹی پیدا ہوگئی میں بچی کی پیدائش کی خبر اپنی دکان پر سن کر

Marfat.com

مغموم بیٹھا تھا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے آئے اور مجھ سے پریشانی کی وجہ پوچھی اور جب میں نے چوتھی بیٹی کے بارے میں بتایا تو آپ ایک منٹ کے لیے خاموش ہو گئے اور فرمانے لگے کہ محمد اشرف یہ خبر سن کر مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا ہے لیکن کوئی بات نہیں آئندہ رب کریم خیر کر دیں گے۔ چنانچہ بچی کی پیدائش کے سوا سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بیٹا عنایت فرمایا اور دوسرا بیٹا آپ کے وصال کے بعد قل شریف والے دن پیدا ہوا۔ اس کے بعد محمد اشرف صاحب نے اپنی تین بیٹیوں کی شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے تینوں بیٹیوں کو بھی لڑکے عطا کیے اور آپ کی دعا کے بعد محمد اشرف صاحب کے خاندان میں نو لڑکے پیدا ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

فتح محمد ٹاوری ساکن ڈوگی ضلع بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ اس نے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی اور ساتھ ہی اولاد نرینہ کے لیے استدعا کی تو آپ نے فرمایا رب کریم تمہیں بیٹا عنایت فرمائے گا لیکن وہ قدرے مست ہو گا اور کئی ماہ تک کپڑے پہننا پسند نہ کرے گا چنانچہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جو پہلے پہل کپڑے پہننا پسند نہ کرتا تھا لیکن بعد میں بالکل ٹھیک ہو گیا آج کل وہ شادی شدہ ہے اور اس کی طبیعت اور صحت بالکل ٹھیک ہے اور کئی بچوں کا باپ ہے۔

چوہدری عبدالغفور صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے بھانجے محمد اسلم کو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے ضلع ساہیوال سے بھکر لے آئے اور اس کی شادی کر دی تین سال گزرنے کے باوجود کوئی اولاد نہ ہوئی تو لوگوں میں باتیں بننا شروع ہو گئیں۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں دعا کے لیے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تین چار سال تک اولاد نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں اللہ کریم فضل فرما دیں گے۔ محمد اسلم کے سسرال والوں نے کہا کہ اولاد کے لیے کسی اور پیر سے تعویذ لیتے ہیں لیکن محمد اسلم نے کہا کہ چار سال تک تو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مہر لگا دی ہے اس سے بات بڑھے گی تو دیکھا جائے گا چنانچہ پانچویں سال اس کے ہاں اولاد کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا اور اب اس کے نو دس بچے ہیں۔

جناب بشیر احمد بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی شادی کے بعد تین بچیاں پیدا

Marfat.com

ہوئین ایک حکیم کو دکھایا تو اس نے نبض دیکھ کر کہا بشیر احمد بچے کی امید نہ رکھو مادہ تولید تم میں بالکل نہیں ہے یہ بچیاں بھی کسی بزرگ کی دعا سے پیدا ہوئی معلوم ہوتی ہیں چنانچہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اسی طرح عرض کیا گیا تو آپ نے جلالت میں آ کر فرمایا یہ حکیم کوئی خدا کا بیٹا ہے اس حکیم سے برملا کہہ دینا کہ اس دفعہ بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ اس کے ہاں بیٹا ہی پیدا ہوا اس کے بعد بھی مزید ایک بیٹا اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

سات حج کروادیئے

مولوی علی نواز صاحب خادم حضرت کیلیانوالے شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک بیلی جو حج پر گیا تھا پریشانی کے عالم میں مدینہ منورہ میں تھا اس کا دل مزید حج کرنے کو چاہتا تھا لیکن اس کے پاس پیسے ختم ہو چکے تھے اس دوران اس کو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مل گئے اس نے آپ سے اپنا مدعا بیان فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں کہ تمہیں سات مرتبہ حج کے لیے بلا لیں چنانچہ 1980ء میں مولوی علی نواز صاحب کو وہی شخص دوران حج ملا اس نے بتایا کہ یہ اس کا پانچواں حج ہے اور یہ کہ ابھی دو حج اور کرنے ہیں کیونکہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سات حج کا فرمایا ہے۔

مدرسہ کے لیے جگہ کا مل جانا

تاج دین بلوچ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے بیٹے مولوی عبدالغفور نے اپنے مدرسہ جامعہ فاروقیہ گھوڑے شاہ کے جلسہ تقسیم اسناد کے سلسلہ میں صدارت کے لیے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام رکھ لیا اور آپ سے عرض کیا تو آپ نے وقت مقررہ پر پہنچ جانے کا وعدہ فرمایا لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ وہ جلسہ وغیرہ کی صدارت کو پسند نہیں کرتے۔ آپ وقت مقررہ پر پہنچ گئے جلسہ کے بعد آپ نے مولوی عبدالغفور صاحب سے فرمایا ''مولوی جی! مدرسہ کے لیے جگہ کم ہے جگہ زیادہ ہونی چاہیے چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق مولوی صاحب نے ساتھ والی جگہ کے مالک سے بات کی تو وہ دو کنال زمین دینے کے لیے تیار ہو گیا حالانکہ اس سے پہلے اس نے مدرسہ کی دیوار سیدھی کرنے کے لیے صرف سوا مرلہ زمین بھی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اب

Marfat.com

زمیں کا سودا ہونے کے بعد اس کی رقم کی ادائیگی کا مسئلہ درپیش تھا مدرسہ کی انتظامیہ نے کہا اتنی بڑی رقم کا کیسے بندوبست ہوگا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جگہ کے لیے فرمایا ہے تو وہی رقم کا بھی بندوبست کریں گے چنانچہ جلد ہی رقم کا بھی انتظام ہو گیا اور وہ جگہ مدرسہ کے لیے خرید لی گئی۔

سرکاری ملازمت کا ملنا

جناب حبیب اللہ صاحب غازی آباد والے بیان کرتے ہیں کہ وہ 1976ء میں واہ فیکٹری ٹیکسلا میں بطور سینئر کلرک ایڈمن برانچ متعین تھے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجا کہ اس کو اپنے محکمہ میں بطور ٹائپسٹ بھرتی کروانا ہے اس کی ٹائپنگ کا ٹیسٹ لیا گیا تو اس نے ٹائپ کرتے ہوئے ایک لائن کے اوپر دوسری اور دوسرے کے اوپر تیسری لائن ٹائپ کر دی ممتحن نے انہیں یہ بتایا تو وہ پریشان ہو گئے اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر مدد کی درخواست کی تو فوراً ممتحن نے کہا کہ حبیب اللہ صاحب آپ خود ہی اس کی جگہ ٹائپ کر کے ٹائپ شدہ کاغذ ساتھ لگا دیں چنانچہ ایسا کرنے کے بعد تعیناتی کے آرڈر بھی جاری کر دیے اور اس کا کیس ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل کو بھیج دیا لیکن اس نے لکھا کہ آپ نے اس سیٹ کے لیے نہ تو اخبار میں اشتہار دیا اور نہ ہی بھرتی کمیٹی تشکیل دی بہر حال اس نے ہمیں آئندہ ایسا نہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ہمارے کسی بھی آدمی کے خلاف کوئی محکمانہ کاروائی نہ کی حالانکہ ایسی سنگین غلطی پر سخت محکمانہ کاروائی ہو سکتی تھی یہ سب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کرم تھی کہ اس شخص کو محکمہ میں جگہ بھی مل گئی اور کسی کے خلاف کوئی محکمانہ کاروائی بھی نہ ہوئی۔

بغیر ٹیسٹ / انٹرویو کے ملازمت کا ملنا

یہی حبیب اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد آپ نے میرے پاس ایک اور شخص کو بھیجا کہ اس کو بھی اپنے محکمہ میں بھرتی کرانا ہے۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق جب متعلقہ سپرنٹنڈنٹ سے بات کی تو اس نے کہا کہ اب تو ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد میرٹ لسٹ بھی بن چکی ہے اور یہ کہ اب تو یہ کام ہونا ناممکن ہے حبیب اللہ صاحب نے حضرت قبلہ بابا جی سرکار

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر مدد کی استدعا کی تو اسی وقت محکمہ کے جس افسر کے پاس میرٹ لسٹ تھی وہ کہنے لگا کہ میرٹ لسٹ کے آخر میں اس لڑکے کا نام بھی لکھ دیا جائے چنانچہ اس لڑکے کا نام بھی میرٹ لسٹ میں شامل کر لیا گیا اور اس کے بعد وہ لڑکا بطور کلرک تعینات بھی ہو گیا یہ سب نظر کرم تھی بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کہ وہ لڑکا بغیر ٹیسٹ اور انٹرویو محکمہ میں تعینات ہو گیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے رقم کا بندوبست ہونا

احسان الحق قریشی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ 72-1971ء میں ان کے بیٹے کو کینیڈا میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخلہ مل گیا جس کے لیے انہیں فوری طور پر پچاس ہزار روپے کی ضرورت تھی اور ان کے پاس یہ رقم موجود نہ تھی بڑے غور و خوض کے بعد کراچی میں ایک رشتہ دار کو رقم کے لیے خط لکھا اور ساتھ ہی بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں بھی حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کا رشتہ دار آپ کو پیسے بھیج دے گا چنانچہ اس رشتہ دار نے پیسے بھی بھیج دیے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ پیسے کی فکر نہ کریں چنانچہ آپ کی دعا سے بیٹے کا کام بن گیا اور وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے کینیڈا چلا گیا۔

ملازمت میں ترقی ہونا

غلام باری صاحب (مرحوم) لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ 1960ء میں ان کا محکمانہ ترقی کا امتحان تھا یہ ان دنوں اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے خیال تھا کہ آپ کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کیا جائے لیکن آپ سے دعا کرانے کی نوبت نہ آئی البتہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ حضور کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ رات کو خواب میں امتحانی پرچہ کا پتہ چل جائے آپ نے ان کی بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا انہوں نے یہاں کوئی غیر شرعی کام ہوتے دیکھا ہے انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ (غلام باری) چاہتے ہیں کہ امتحان میں اچھے نمبروں میں پاس ہوں انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھے نمبروں میں پاس ہو جاؤ گے امیدواروں کی فہرست میں غلام باری صاحب کا اڑتالیسواں نمبر تھا اور کل اکاون امیدوار تھے یعنی نیچے سے تیسرا نمبر تھا امتحان

Marfat.com

کے نتیجہ کا اعلان ہوا تو کل سترہ امیدوار پاس تھے اور ان میں سے غلام باری صاحب کا تیسرا نمبر یعنی نیچے والے تیسرے نمبر کو اوپر والے تیسرے نمبر پر لے آئے جس کے نتیجہ میں جلد جلد محکمانہ ترقیاں ہونے اور آئندہ محکمانہ امتحان بھی اچھے نمبروں سے پاس ہوتے چلے گئے۔

دفتر سے تبادلہ پر فارغ ہونے کے بعد بھی تبادلہ منسوخ ہونا

خوشی محمد بانگا صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کا تبادلہ واپڈا ہاؤس سے گلبرگ دفتر میں ہو گیا اور انہیں دفتر سے فارغ کر کے الوداعی پارٹی بھی دے دی گئی اسی دن قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دفتر میں ان سے ملنے تشریف لائے انہوں نے آپ کو اپنے تبادلہ کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا کہ انکا یہیں رہنا بہتر ہے انہوں نے عرض کی اب تو مجھے دفتر والوں نے فارغ بھی کر دیا ہے اس لئے تبادلہ منسوخ ہونا ناممکن ہے بہر حال آپ تشریف لے گئے تو خوشی محمد صاحب کے ساتھ ایک اور شخص کا بھی تبادلہ ہوا تھا وہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ واپڈا ہاؤس میں ہی ایک دوسری برانچ میں دو آسامیاں خالی ہیں اور اس سلسلہ میں افسر اعلیٰ سے ملتے ہیں کہ انہیں وہیں پر تعینات کر دے چنانچہ وہ دونوں جا کر اپنے بڑے افسر سے ملے تو اس نے ان دونوں حضرات کا تبادلہ منسوخ کر کے واپڈا ہاؤس میں ہی دوبارہ تعینات کر دیا آپ جب لاہور دوبارہ تشریف لائے تو خوشی محمد صاحب نے صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم تو کہتے تھے کہ تبادلہ منسوخ ہونا ناممکن ہے انہوں نے عرض کی کہ یہ آپ کی دعا کا نتیجہ ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تبادلہ منسوخ ہونا

جناب برکت علی صاحب لالہ زار پارک مغلپورہ والے بیان کرتے ہیں کہ میں پاکستان ملٹری اکاؤنٹس لاہور میں ملازم تھا ۱۹۶۷ء میں میرا تبادلہ کوہاٹ ہو گیا میں نے اپنا تبادلہ رکوانے کے لیے درخواستیں دینا شروع کر دیں اس طرح چار پانچ ماہ گزر گئے اور ہیڈ آفس سے جواب آیا کہ اگر اب انہوں نے میری درخواست دوبارہ بھجوائی تو ان کی بھی جواب طلبی ہو گی میں اور بھی زیادہ پریشان ہو گیا اس دوران قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیٹھ محمد شفیع کے مکان پر

Marfat.com

تشریف لائے ہوئے تھے میں بھی آپ کی زیارت کو گیا تو آپ نے مجھ سے دفتر نہ جانے کی وجہ دریافت کی کیونکہ وہ چھٹی کا دن نہیں تھا۔ آپ کے استفسار پر میں نے آپ کو اپنے تبادلہ کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی طرح ایک دفعہ پھر اپنا تبادلہ رکوانے کے لیے درخواست بھجوادو میں نے اپنے دفتر والوں سے درخواست کی اور انہوں نے پھر رسک (خطرہ) لیتے ہوئے درخواست بھجوادی ابھی ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ میرا تبادلہ منسوخ ہو گیا اور یہ حکم بھی آیا کہ میری بقیہ سروس کے دوران لاہور سے باہر تبادلہ نہ ہوگا۔ میری عمر اس وقت باون سال تھی آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے یہ قانون ہی پاس کروادیا کہ ملازم جب باون سال کا ہو جائے تو اس کا تبادلہ اس کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا اور آج بھی ان کے محکمہ میں یہ قانون رائج ہے۔

قرض سے نجات

چوہدری عبدالغفور صاحب بھکروالے بیان کرتے ہیں کہ ان کا پچھلا گاؤں کرمونوالہ ضلع فیروز پور سے دس کوس تھا وہ غریب لوگ تھے۔ اور وہ خود اور اس کے دیگر رشتہ دار کرمونوالہ شریف کئی کئی دن گزارتے تھے۔ ان کی پھوپھی نے بیان کیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی چھوٹے ہی تھے اور انکی پھوپھی نے آپ کو گود میں اٹھایا ہوا تھا آپ بہت خوش تھے ان کی پھوپھی نے آپ کو خوش دیکھ کر عرض کی کہ حضور ان کے بھائی نے ہندوؤں کا بہت سا قرض ادا کرنا ہے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ قرض اتر جائے گا۔ موقع اچھا جانتے ہوئے ان کی پھوپھی نے کہا کہ ان کی بہن پر بھی قرض ہے آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں قرض اتر جائے گا چنانچہ آپ کی دعا کی بدولت ایک سال میں تمام لوگ قرضوں سے فارغ ہو گئے حالانہ کہ ہندوؤں کے قرضے سود در سود ہونے کی وجہ سے اتارنے بہت مشکل تھے۔

ملکیت زمین سے زیادہ بڑا پانی کا موگا منظور ہونا

خوشی محمد بانگا صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں محکمہ انہار نے تمام زمینداروں کے پانی کی تقسیم کے لیے وارہ بندی تیار کی جس میں ان کی زمین کے لیے ملکیت سے زیادہ پانی مقرر کر دیا اور ایکسین ساہیوال نے فیصلہ سنا دیا۔ لیکن دوسرے متاثرہ فریق نے میری

Marfat.com

ملکیت کی اصل فرد لگا کر ایکسین کے پاس فیصلہ بدلنے کی دد رخواست دے دی ایکسین نے نئے فیصلہ کے لیے تاریخ مقرر کر دی اس کیس میں کچھ ایسی خامیاں تھیں کہ پانی کی کمی کے علاوہ ان کے (خوشی محمد بانگا) خلاف انضباطی کاروائی بھی ممکن تھی چنانچہ وہ پریشانی کے عالم میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ایکسین فائل بھی نہ دیکھے اور اپنا پچھلا فیصلہ بھی بحال رکھے آپ نے مسکرا کر ان دونوں کاموں کی منظوری عنایت فرما دی اور حکم دیا کہ فیصلہ والے دن اعلیٰ حضرت سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار عالی پر حاضری دے کر جانا چنانچہ مقررہ تاریخ پر وہ دربار پر حاضری کے بعد ایکسین کے دفتر پہنچے۔ اس کے ساتھ والے دفتر میں ہمارے ایک پیر بھائی چوہدری عبدالغنی صاحب متعین تھے انہیں کیس کے بارے میں معلوم تھا اس لئے انہوں نے یہ کیس واپس لینے کے لیے کہا لیکن مجھے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی برکت سے کیس اپنے حق میں ہونے کا پورا یقین تھا چنانچہ جب میں ایکسین کے پاس حاضر ہوا تو اس نے اپنے ریڈر سے کیس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ کیس ٹھیک ہے چنانچہ ایکسین نے دوسرے فریق ے دلائل سنے بغیر اپنا پچھلا فیصلہ بحال رکھا۔ دوسرا فریق وکیل کے ساتھ کیس لڑنے کے لیے آیا ہوا تھا وکیل نے اس ایکسین سے بحث کی کہ آپ ہمارے دلائل سنے بغیر فیصلہ نہیں کر سکتے اس نے کہا میں نے اپنا پچھلا فیصلہ بحال کر دیا ہے اب آپ جہاں چاہے اپیل کر سکتے ہیں چنانچہ فریق مخالف نے سول جج کی عدالت میں کیس کر دیا۔ سول جج نے میرے فریق مخالف کے ایکسین کے فیصلہ کے خلاف سپرنٹنڈنگ انجنیئر اور چیف انجنیئر کے پاس اپیل نہ کرنے کی بنا پر کیس خارج کر دیا لیکن اس دوران اپیل کرنے کا وقت بھی گزر چکا تھا اور اب تک مجھے میری زرعی زمین کے حصے سے زیادہ پانی مل رہا ہے۔

ملازمت پر بحالی

چوہدری محمد قاسم صاحب بھکر والے سرکاری دفتر میں ہیڈ کلرک تھے پارٹی بازی کی وجہ سے سروس سے فارغ کر دیا گیا وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوئے اور تنگی معاش کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے دعا بھی فرمائی اور مالی امداد بھی فرمائی چنانچہ آپ کی دعا سے 1975ء میں نوکری پر بحال ہو گئے اور 1980ء میں اس عرصہ کے بقایا جات مبلغ

Marfat.com

چالیس ہزار روپے بھی مل گئے یہ سب آپ کی دعا مبارک کا ثمر تھا۔

ٹریکٹر کا ملنا اور دیگر عنایات کریمانہ

بشیر احمد صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھکر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا "بشیر احمد ہم نے تمہاری زمین دیکھنی ہے" ایک جگہ آپ نے رب گھاس دیکھ کر فرمایا یہ گھاس باغ میں ہونی چاہیے بشیر احمد نے موقع غنیمت جانتے ہوئے عرض کی کہ اس کے لیے تو ٹریکٹر ہونا چاہیے آپ نے فرمایا کہ رب کریم ٹریکٹر عنایت فرمادیں گے ہوشیاری سے کیوں مانگتا ہے ٹریکٹر مل جائے گا۔ اس اثناء میں ایک بنک افسر نے بشیر احمد سے خود کہا کہ ٹریکٹر قرضہ پر لینا ہے تو بتاؤ۔ بشیر احمد نے کہا میرے پاس تو زمین کم ہے اس بنک افسر نے کہا کہ یہ اعتراض تو میں نے لگانا ہے اگر اس نے ٹریکٹر لینا ہے تو اپنے پڑوسی زمیندار سے مزید زمین کے ٹھیکہ کے کاغذات بنا کر لے آئے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور آپ کی دعا کی بدولت جلد ہی ٹریکٹر مل گیا۔

قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تشریف لاتے تو آپ کے ہمراہ کچھ بیلی ہوتے اور کچھ لوگ بھی آپ کی آمد کا سن کر جمع ہو جاتے کسی نے بشیر احمد سے سوال کیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد سے اخراجات تو بہت ہوتے ہونگے اس نے کہا اخراجات کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن آپ پہلے سال تشریف لائے تو ہمیں الاٹ شدہ زمین کے مالکانہ حقوق مل گئے دوسرے سال ایک مربع زمین قسطوں پر مل گئی اور تیسرے سال ٹریکٹر مل گیا اور باغ لگ گیا۔ روحانی فیوض و برکات اس کے علاوہ تھے۔ یہ تھی آپ کی شان کریمانہ کہ آپ کی تشریف آوری سے لوگ زیر بار ہونے کی بجائے ان کے رزق میں وسعت ہو جاتی۔

ریل گاڑی کا واپس آنا

چوہدری عبدالغفور بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ کرموں والا شریف ضلع فیروز پور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پیدل گیا ہوا تھا واپسی کا ارادہ تھا اسٹیشن پر گاڑی کا وقت ہو چکا تھا اور ابھی دو میل پیدل چلنا تھا روانہ ہونے لگا تو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مل گئے اور

Marfat.com

کافی دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اس دوران کسی نے کہا کہ اب گاڑی نہیں ملے گی لیکن بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ گاڑی مل جائے گی چنانچہ وہ روانہ ہو گئے راستہ میں ایک اور شخص بھی اسٹیشن کی طرف جانے کے لیے ان کے ساتھ ہولیا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ گاڑی اسٹیشن کی طرف سے دھواں اڑاتی نظر آئی۔ ان کا ساتھی کہنے لگا کہ چلو واپس چلیں کیونکہ گاڑی تو اسٹیشن پر پہنچنے والی ہے اور ان کے وہاں پہنچنے تک روانہ ہو چکی ہو گی لیکن عبدالغفور صاحب نے کہا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے گاڑی انہیں لے کر ہی جائے گی چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی تھوڑی دور جا چکی تھی لیکن جیسے ہی وہ وہاں پہنچے تو گاڑی واپس آتی ہوئی معلوم ہوئی اور ہمارے سامنے آ کر رکی گارڈ نے انہیں آواز دے کر اپنے ڈبہ میں بلا لیا اور وہیں انکی ٹکٹ بنا دی چنانچہ وہ گاڑی میں سوار ہو کر اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے یہ تھا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تصرف کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گاڑی واپس بلا کر اپنے بیلیوں کو سوار کرا دیا۔

مدرسہ کا تعمیر ہونا

قاری مشتاق احمد صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے استاد قاری غلام رسول صاحب نے ان کی وساطت سے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی مسجد واقع صدر بازار لاہور میں ایک تقریب میں مدعو کیا۔ مسجد کے ساتھ ہی ایک قطعہ زمین تھا جہاں پر لوگ کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے قاری صاحب اس قطعہ کو حاصل کر کے وہاں مدرسہ قائم کرنا چاہتے تھے لیکن اہل محلّہ میں سے کچھ با اثر لوگ ان کی مخالفت کر رہے تھے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی گاڑی اس کوڑے کرکٹ والی جگہ پر کھڑی کر دی۔ تقریب سے فارغ ہونے کے بعد قاری غلام رسول صاحب نے مدرسہ کے لیے جگہ کے حصول کے لیے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا قاری صاحب ہم نے اپنی گاڑی پہلے ہی اس جگہ کھڑی کر دی ہے وہ زمین آپ کو مدرسہ کے لیے جلد مل جائے گی۔ چنانچہ وہ جگہ جلد ہی مل گئی اور وہاں آج ایک عالیشان مدرسہ قائم ہے۔

یہی قاری مشتاق صاحب بیان کرتے ہیں کہ قاری غلام رسول صاحب نے ایک مرتبہ

Marfat.com

پھر ایک تقریب برکت مارکیٹ گارڈن ٹاؤن کے قریب منعقد کی جس میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کی درخواست پر شریک ہوئے۔تقریب کے بعد قاری غلام رسول صاحب نے وہاں بھی ایک مدرسہ کی تعمیر کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے تین مرتبہ فرمایا ایک عالیشان مدرسہ تعمیر ہوگا چنانچہ جلد ہی ایک عظیم الشان مدرسہ تجوید القرآن تعمیر ہو گیا جہاں آج بھی قرآن پاک کی تعلیم دی جارہی ہے۔

زمین کا ہموار ہونا اور ٹیوب ویل لگنا

جناب سارنگ صاحب چک نمبر 419 تاندلیانوالہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پانچ ایکڑ زمیں خریدی لیکن وہ بہت اونچی تھی اور نہری پانی نہ پہنچ سکتا تھا اس نے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زمین کے بارے میں عرض کیا آپ نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں زمین ٹھیکہ پر اینٹوں کے بھٹوں کے لیے دے دینا زمین بھی نیچی ہو جائے گی اور ٹھیکہ بھی وصول ہو جائے گا چنانچہ وہ واپس گئے تو چند دن بعد ایک اینٹوں کے بھٹہ والے خود ان کے پاس آئے اور زمین ٹھیکہ پر لینے کی خواہش ظاہر کی سارنگ صاحب نے وہ زمین ٹھیکہ پر دے دی۔اس ٹھیکیدار کو پانی کی بھی ضرورت تھی چنانچہ اس نے خود ہی زمین میں ایک ٹیوب ویل بھی لگوا دیا اس طرح اس کی زمین نہ صرف ہموار ہوگئی بلکہ اس کی زمین میں ٹیوب ویل بھی لگ گیا۔

منسوخ شدہ زمین کا بحال ہو جانا

چوہدری امانت علی صاحب جمبر والے جو کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لنگر شریف کا انتظام بھی کرتے ہیں بیان کرتے تھے کہ ان کے پاس اوقاف کی 132 ایکڑ زمین ٹھیکہ پر تھی لیکن رانا پھول صاحب کے ایک عزیز نے مل ملا کر یہ ٹھیکہ زیادہ بولی دے کر اپنے نام کرالیا اور ٹھیکہ کی رقم بھی جمع کرادی چوہدری صاحب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے دعا کے لیے عرض کیا آپ نے دعا بھی کی اور ان کو ایک درخواست ریونیو بورڈ کو بھیجنے کا حکم بھی دیا۔متعلقہ حکام نے فریقین کو طلب کیا اور بولی منسوخ کردی حالانکہ جس بولی کی رقم جمع ہو جائے اس کی منسوخی نہیں ہو سکتی بہر حال فریق ثانی بہت با اثر تھا لیکن پھر بھی آپ کی دعا

Marfat.com

کی بدولت اس کی بولی منسوخ ہوگئی اور کچھ عرصہ بعد چوہدری امانت صاحب کے نام دوبارہ ٹھیکہ منظور ہوگیا ٹھیکہ کی رقم مبلغ تین صد پچاس روپے فی ایکڑ ہوگئی۔ مزید برآں ایسی متروکہ املاک کی ہر سال بولی کے احکامات بھی منسوخ ہوگئے بلکہ موجودہ زمین کے ٹھیکیداروں کو ہی ہر سال دس فیصد اضافی ٹھیکہ سے زمین ان کے پاس ہی رہنے کا حکم جاری کر دیا گیا اس طرح نہ صرف چوہدری صاحب بلکہ دوسرے کئی اصحاب کا بھی فائدہ ہوگیا اور زمین مستقل طور پر ان کو مل گئی اس کے علاوہ چوہدری صاحب کے پاس صرف 132 ایکڑ زمین تھی لیکن بعد میں ان کو 152 ایکڑ زمیں مل گئی یہ سب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کرم تھا۔

مسجد کا تعمیر ہونا

قاری مشتاق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اتحاد کیمیکلز میں ایک جگہ عارضی طور پر مسجد بنی ہوئی تھی ملازمین نے مسجد کے لیے پانچ لاکھ روپیہ جمع کیا ہوا تھا لیکن مسجد کے لیے جگہ کا انتخاب نہ ہو رہا تھا کیونکہ کچھ لوگ اس عارضی مسجد سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ مسجد بنانا چاہتے تھے اور اس کشمکش میں مسجد تعمیر نہ ہو رہی تھی ایک مرتبہ قاری صاحب نے وہاں جلسہ کرایا اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدعو کیا۔ قاری صاحب نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسجد کی تعمیر کے لیے دعا کی درخواست پیش کی آپ نے قاری صاحب سے دریافت کیا کہ وہ مسجد کہاں بنانا چاہتے ہیں انہوں نے موجودہ عارضی جگہ پر ہی مسجد بنانے کی دعا کے لیے عرض کیا آپ نے اس جگہ مسجد بنانے کے لیے دعا کر دی کچھ دن بعد ہی اتحاد کیمیکلز کی انتظامیہ نے اسی جگہ مسجد بنانے کی منظور دے دی اور جلد ہی ایک عالیشان مسجد تعمیر ہوگئی۔

بغیر سفارش کے تبادلہ

محمد شفیع بھٹی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ وہ ریلوے ورکشاپ میں بطور کلرک تعینات تھے جہاں ورکشاپ کے اوقات کے مطابق شام تک ڈیوٹی دینی ہوتی تھی تنخواہ قلیل ہونے کی وجہ سے وہ شام میں کوئی دوسرا کام کرنا چاہتے تھے لیکن ورکشاپ میں ہونے کی وجہ سے وہ کوئی دوسرا کام نہ کر سکتے تھے ان کے کئی ساتھی سفارش کرا کے اپنا تبادلہ ریلوے ہیڈ کوارٹر کرا چکے

Marfat.com

تھے ان کے پاس کوئی سفارش نہ تھی ایک روز وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے دعا کی گذارش کی آپ نے فرمایا کہ ایک درخواست لکھو اور ابھی سیکرٹری ریلوے بورڈ کے پاس لے جاؤ یہ اسی وقت درخواست لے کر سیکرٹری کے پاس پہنچ گئے اس نے ان کی درخواست رکھ لی اور ایک ہفتہ کے بعد آنے کا کہا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک دو روز بعد پھر اس کے پاس جائیں یہ دو تین روز بعد پھر اس کی خدمت میں گئے سیکرٹری صاحب نے اپنے اسسٹنٹ (پی۔اے) کو بلا کر دریافت کیا کہ انہوں نے بھٹی صاحب کی درخواست پر تبادلہ کے احکامات کے لیے لکھا تھا تو وہ ابھی تک کیوں نہیں ہوئے ان کے (پی۔اے) نے لیت ولعل سے کام لیا تو اسے سختی سے ٹرانسفر آرڈر اسی وقت ٹائپ کر کے لانے کو کہا چنانچہ وہ اسی وقت ٹرانسفر آرڈر ٹائپ کر کے سیکرٹری ریلوے بورڈ کے پاس لے کر گیا اور اس نے دستخط کر کے ٹرانسفر آرڈر ان کے حوالے کر دیے اس طرح قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی بدولت ان کا تبادلہ ہو گیا۔

مقدمہ میں کامیابی

ملک قاسم صاحب واں رادھا رام (موجودہ حبیب آباد) والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی زمین کا مقدمہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت تھا اور کیس کی سماعت کی مختلف تاریخیں پڑ چکی تھیں کیس کی سماعت کے دوران انہیں (ملک قاسم صاحب کو) ایسا محسوس ہوا کہ جج ان کے خلاف فیصلہ کر دے گا چنانچہ وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور زار و قطار رونے لگا آپ نے اسے تسلی دی اور ان کو دربار عالیہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حاضری کے بعد تاریخ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ مقررہ تاریخ پر ہائی کورٹ میں پیش ہوا تو اس کی حیرانگی کی حد نہ رہی کہ وہی جج جو ان کے خلاف بول رہا تھا اس نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

بچی کی شادی کے لیے رقم کا انتظام ہونا

محمد شفیع بھٹی صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی لیکن رقم کا انتظام نہ تھا ان کے پاس ایک پلاٹ تھا وہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

Marfat.com

خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور بچی کی شادی کے لیے پلاٹ بیچنے کی اجازت چاہی آپ نے پلاٹ فروخت کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ اس پلاٹ پر مکان بنانا ہے اور آپ نے دعا فرمائی تو بچی کی شادی کے لیے رقم کا انتظام ہو گیا کچھ دن بعد آپ نے خود ہی محمد شفیع بھٹی سے معلوم کیا کہ ان کو قرضہ نہیں مل سکتا (کیونکہ وہ ریلوے میں ملازم تھے) انہوں نے کہا انہیں جی پی فنڈ کے عوض قرضہ مل سکتا ہے ان کے اس وقت تقریباً آٹھ ہزار روپے جی پی فنڈ میں جمع تھے اور تقریباً اتنی ہی رقم ریلوے نے اپنی طرف سے ان کے جی پی فنڈ میں جمع کروائی ہوئی تھی لیکن قرض وہ صرف اپنی جمع شدہ رقم کے برابر لے سکتے تھے۔ اکاؤنٹس کلرک نے غلطی سے تمام رقم تقریباً سولہ ہزار کے برابر انہیں قرضہ منظور کر دیا اور انہیں رقم کی ادائیگی بھی ہو گئی انہوں نے آ کر قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ کلرک نے غلطی سے دوگنا رقم کا قرضہ منظور کر دیا ہے آپ نے فرمایا کہ آپ اپنا مکان تعمیر کرائیں کچھ بھی نہیں ہو گا کچھ دن کے بعد اس کلرک کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ ان (محمد شفیع بھٹی صاحب) کے پاس آیا اور زیادہ دی ہوئی رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا ورنہ اس کے خلاف محکمانہ کاروائی کا امکان تھا بھٹی صاحب نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ کچھ بھی نہیں ہو گا اور انہوں نے اپنی تنخواہ سے قسط فوری طور پر کٹوانی شروع کر دی۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی برکت سے کسی کے خلاف نہ تو کوئی کاروائی ہوئی اور نہ ہی رقم واپس کرنا پڑی۔ ان کی بیٹی کی شادی بھی ہو گئی اور پلاٹ بیچنے کی بجائے اس پلاٹ پر مکان بھی تعمیر ہو گیا یہ سب حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کرم تھی۔

پیر لال دین طیبی وہاڑی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم بابا جی سید عثمان علی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں آپ کی کوٹھی شریف واقع گڑھی شاہو لاہور حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہر طرح خیر ہے ہم نے عرض کی حضرت صاحب ہر طرح کی خیر ہے۔ پھر میں نے اپنے بیٹے کے لئے دعا کرائی کہ حضور دعا فرمائیں کہ میرا بیٹا انجینئر بن جائے آپ نے فرمایا اللہ کریم خیر فرما دے گا۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے میرا بیٹا مشتاق حسین انجینئر بن گیا ہے اور کہوٹہ پلانٹ میں بطور انجینئر کام کر رہا ہے۔

Marfat.com

مقدمہ سے بری

مولوی عبدالروف بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ محمد شریف نمبردار چک 45/TDA اوراس کے بھانجے پر کسی وجہ سے پرچہ ہوگیا اور وہ دنوں گرفتار ہوگئے۔ میں بابا جی رحمتہ اللہ عی کی خدمت میں کرمانوالہ شریف دعا کیلئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا رب کریم صحیح صحیح فیصلہ فرمائے گا۔ وہ دونوں کیونکہ مجرم تھے ان کی درخواست ضمانت منظور نہ ہوئی میں دوبارہ بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں دعا کے لئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کا سارا خاندان وہابی ہے وہ اکیلا ہی آپ کا غلام ہے اس لئے آپ خصوصی مہربانی فرمائیں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''اچھا بیلیا اپیل کرو اللہ کریم پہلی پیشی پر ہی بری کردے گا۔ چنانچہ اپیل دائر کی گئی اور محمد شریف اوراس کا بھانجا پہلی پیشی پر ہی بری ہوگئے۔

ضبط شدہ زمین کی بغیر وکیل عدالت سے بحالی

مولوی عبدالروف بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ان کی الاٹ شدہ زمین اقساط کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ضبط ہوگئی اس دوران بھکر عدالت سے نقل ضبطی زمین لے رہا تھا کہ مجھے بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی چک 45 میں آمد کی اطلاع ملی۔ میں حصول نقل کے بعد اپنے گاؤں جانے کی بجائے بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں چک 45 حاضر ہوگیا لوگ کھانا کھا رہے تھے مجھے بابا جی سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے چائے پلانی شروع کی چائے کی ایک چینک ختم ہوئی تو دوسری چینک منگوائی اور خود اپنے دست مبارک سے پلانی شروع کر دی۔ سردی بہت زیادہ تھی لیکن چائے کی دو چینک پینے کے بعد جسم میں گرمائش ہوگئی۔ چائے پینے کے بعد میں نے عرض کی کہ زمین کی لائمنٹ کینسل ہوگئی ہے آپ نے فرمایا ابھی سرگودھا جاؤ اور وہاں جا کر اپیل کرو۔ میں نے عرض کہ مجھے گھر جانا ہے کیونکہ وکیل کی فیس وغیرہ کا گھر پر انتظام کرنا ہے اور اپیل کے لئے ابھی کافی وقت ہے۔ آپ نے فرمایا ابھی سرگودھا جاؤ اور صبح جا کر درخواست خود ہی پیش کرو اور فوراً واپس آؤ کیونکہ شکار میں تیرے بغیر مزہ نہیں آئے گا چنانچہ بحکم سرکار میں سرگودھا روانہ ہوگیا۔ صبح حمام میں نہا دھو کر درخواست

Marfat.com

خود ہی لکھی اور خود ہی عدالت میں پیش ہو گیا۔ کمشنر نے کہا کہ وکیل کہاں ہے میں نے عرض کی خود ہی بحث کروں گا۔ کمشنر نے ہنس کر کہا کہ اچھا بتاؤ بقایا اقساط کتنے دن میں ادا کر سکتے ہو۔ میں نے آٹھ دن میں اقساط ادا کرنے کا وعدہ کر لیا کمشنر نے میری درخواست پر ہی بحالی کا حکم صادر کر دیا۔ یہ باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ میری ضبط شدہ زمین فوراً بغیر وکیل کے لئے بحال ہو گئی ورنہ ایسے کیسوں میں عدالتی چارہ جوئی میں کافی عرصہ لگ جاتا ہے۔ اور وکیل وغیرہ کرنے پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے۔

جناب عارف صاحب بھکر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک بیلی کے اولاد نرینہ نہ تھی جبکہ پانچ بیٹیاں تھیں وہ بڑے باباجی رحمتہ اللہ علیہ عید کا ملنے والا تھا۔ ایک مرتبہ وہ گھر سے سیدھا آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا وہ گھر سے سیدھا میری طرف آنے کا قصد کر کے آیا ہے اس نے اثبات میں سر ہلا یا دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے آمد کا مقصد دریافت فرمایا اس نے اولاد نرینہ کا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ کریم تجھے ایک بیٹا عطا کرے گا وہ شخص سن کر خاموش رہا آپ رحمتہ للہ علیہ نے فرمایا اللہ کریم تجھے دو بیٹے عطا کرے گا وہ پھر بھی خاموش رہا اسی طرح آپ مزید اولاد نرینہ کی خوش خبری سناتے رہے جب آپ نے فرمایا کہ اللہ کریم تجھے پانچ بیٹے عطا کرے گا تو وہ بہت خوش ہوا اور عرض کرنے لگا کہ بس میرے لئے پانچ بیٹے ہی کافی ہیں کیونکہ میری پانچ بیٹاں ہیں۔ چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے اس کے پانچ بیٹے ہوئے جو ہنوز زندہ ہیں۔

جناب احمد دین صاحب لیہ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھکر تشریف لائے تو ہم بھی دس پندرہ آدمی آپ سے شرف ملاقات حاصل کرنے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ ہم باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے گاؤں مدعو کرنے کے لئے مشورہ کر رہے تھے تو وہاں موجود ایک شخص نے کہا کہ باباجی رحمتہ اللہ علیہ تمہارے گاؤں تشریف نہیں لے کر جائیں گے۔ اس دوران باباجی رحمتہ اللہ علیہ اٹھ کر کہیں جانے لگے۔ ہم تمام آدمی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے دوڑے ہمیں اپنی طرف آتا دیکھ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور ہم سے پیچھے آنے کی وجہ دریافت کی۔ ہم نے

Marfat.com

آپ سے اپنے گاؤں میں تشریف آوری کے لئے درخواست کی جو آپؒ نے بخوشی قبول کر لی اور اگلے روز صبح دس بجے ہمارے گاؤں آنے کا وعدہ کر لیا۔ ہم نے گاؤں جا کر آپ کی آمد کا اعلان کر دیا۔ جناب احمد دین کی ممانی ساری رات اپنے گھر اور گلیوں کی صفائی کرتی رہی اور صفائی کرتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی اور کہتی تھی شہنشاہ (باباجی عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ) تو چودہریوں کے گھر تشریف لائیں گے ہمارے غریبوں کے گھر کب آئیں گے۔ دوسرے دن جب آپ تشریف لائے تو آپ کی گاڑی سیدھی میری ممانی عائشہ کے گھر ہی جا کر رکی۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ کس کا گھر ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ عائشہ کا گھر ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اپنی بیٹی کے گھر آ گئے ہیں اور کیونکہ بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں اس لئے کسی کو اعتراض بھی نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ وہیں ٹھہرے رہے اور کھانا وغیرہ وہیں تناول فرمایا اور کچھ دیر آرام فرمانے کے بعد وہاں سے تشریف لے گئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے مریدین، متوسلین کی ہر ہر حرکت سے واقف ہیں اور ان کے جذبات اور احساسات سے بھی باخبر ہیں۔

نصر اللہ اعوان (سیکرٹری) مارکیٹ کمیٹی نے بتایا کہ ایک مرتبہ سید الاولیاء، حضرت باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ باجڑہ گڑھی کے دورے پر تشریف لائے تو معراج کے میں حضرت پیر سید عباس شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر سلام کے لئے تشریف لے گئے، باباجی حضور رحمۃ اللہ علیہ کو اہل مزار کے مراتب کا یقینی طور پر اندازہ تھا واپسی پر گاؤں سکھے چک پڑتا ہے جو کہ سڑک سے تقریباً دو کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے، باباجی حضو رحمۃ اللہ نے ظاہری طور پر یہ گاؤں ملاحظہ نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی کسی نے اس گاؤں کے متعلق کچھ عرض کیا تھا لیکن آپ جیسے ہی بابا خیر دین سکھے چکوی (جو اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ کا غلام تھا) کے ڈیرے کے متوازی پہنچے تو فرمایا کہ وہ ڈیرہ بھی ہمارا ہے، ہم وہاں پر بھی رہتے ہیں، یہ مرد کامل کی فراستِ مومنانہ تھی کہ اپنے بیلیوں کے ٹھکانے خوب پہچانتے تھے۔

عفوو درگزر، فیاضی اور کرم، اللہ کے دوستوں کا خاصہ ہوتا ہے، ان کی کرم نوازیاں ہر لمحہ مخلوقات پر نچھاور ہوتی رہتی ہیں، ایسی صفاتِ قدسیہ جو اللہ کریم اپنے بندوں کو عطا کر دیتا

Marfat.com

ہے، ان سے متصف ہونے کے بعد کرم نوازی جوبن پر پہنچ جاتی ہے، یہ لوگوں کو ان کی طلب سے زیادہ عطا فرماتے ہیں، محمد اقبال صاحب اوکاڑہ سے بیان کرتے ہیں کہ 1960ء سے قبل کا واقعہ ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت کرماں والا شریف حاضر تھا، باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری خاص نسل کے چوزے ملاحظہ فرما رہے تھے، میں کمسن تھا، میں نے ایک چوزہ مانگ لیا، باباجی حضور نے اپنے ایک بیلی کو بلوایا اور فرمایا کہ اس لڑکے کے گھر دودھ والی ایک بھینس بمعہ بچھڑے کے بھجوا دیں تا کہ یہ خوب سیر ہو کر دودھ پیتا رہے، حضور کی فیاضی کا مقام دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ چوزہ مانگنے پر بھینس بمعہ بچھڑا عطا فرما دی، حقیقت بعد میں معلوم ہوئی کہ اس وقت میری عمر ایسی تھی کہ اگر چوزہ عنایت ہوتا تو میں سنبھال نہ سکتا، اسی لیے حضور نے بھینس عطا فرما دی تا کہ ہم خوب دودھ پیتے رہیں۔

بابا خوشی محمد طیبی، شیخوپورہ والے بیان کرتے ہیں کہ یہ 1971ء کی بات ہے، جنگ زوروں پر تھی، ہم میاں بیوی پیرومرشد کے حکم کے مطابق تہجد پڑھتے تھے، ایک رات میری اہلیہ تہجد کے وقت اٹھی، چار بجے کا وقت تھا اور س نے تہجد کی نماز ادا کرنی تھی لیکن اس نے دیکھا کہ ہمارے پیرومرشد باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ عجلت میں تشریف لائے اور مصلے پر بیٹھ گئے، اسے کچھ سمجھ نہ آئی، اتنی دیر میں آپ نے دو نفل ادا کئے اور پھر کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے، میری اہلیہ نے یہ بات مجھے بتائی تو میں نے اسے منع کیا کہ کسی سے تذکرہ نہ کرنا یقیناً اس میں کوئی راز ہے، تقریباً پانچ بجے صبح انڈیا کے جہازوں نے شیخوپورہ شہر پر حملہ کر دیا اور سات بم شہر پر گرائے جو ہمارے محلے میں گرے، ان میں سے تین بم پھٹ گئے لیکن چار اپنی اصلی حالت میں پڑے رہے جبکہ ہم نقصان سے بچ گئے، بعد ازاں میں لاہور میں پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: خوشی محمد! پھر بموں سے بچ گئے ناں؟ میں نے عرض کیا: جناب! یہ حضور ہی کا تصرف ہے۔ اب بمبانوالہ محلّہ میں مسجد بن گئی ہے اور وہاں باباجی سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم کے حکم کے مطابق درس قرآن بھی شروع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

مفتی احمد یار شمشی بیان کرتے ہیں کہ جامعہ نقشبندیہ، مجددیہ ناگرہ ٹاؤن سبزہ زار سیکم لاہور کا سالانہ جلسہ دستار فضیلت تقسیم اسناد کا وقت مقرر کیا گیا تو زینت القراء قاری العصر قاری غلام رسول صاحب سے وقت لینے کے لیے ان کے جامعہ تجوید القرآن چھاؤنی میں حاضر خدمت ہوا۔ عرض کیا تو فرمانے لگے کہ کون کون صاحب آرہے ہیں تو میں نے عرض کی کہ کرمانوالہ پیر سید صمصام علی شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت ہے تو قبلہ قاری صاحب نے فرمایا کہ وہ کس کے صاحبزادے ہیں۔ تو میں نے عرض کی کہ وہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں تو اسی وقت قبلہ قاری صاحب نے فرمایا کہ میں تمہیں پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ایک کرامت سناتا ہوں۔ فرمانے لگے کہ میرا درس کا پوریشن والے نہیں بننے دے رہے تھے۔ جب بھی کوئی حصہ بناتا تو وہ گرا جاتے۔ آخر کار مجھے کسی نے بتایا کہ اوکاڑہ کے قریب کرمانوالہ پیر رحمتہ اللہ علیہ رہتے ہیں ان سے دعا کراؤ تو آپ کا درس بن جائے گا۔ لیکن میری کرمانوالے پیر رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ کوئی واقفیت نہیں تھی۔ لیکن سوچا کہ کسی واقف کار آدمی کو ساتھ لے جاؤں آخر کار خود ہی ارادہ کر لیا اور خیال کیا کہ اگر پیر کامل ہیں تو پھر مجھے واقفیت کی کیا ضرورت ہے، خود ہی پہچان جائیں گے۔ اسی طرح ایک دن میں لاہور سے حضرت کرمانوالہ شریف کا ارادہ کر کے چل پڑا لیکن دل میں یہی خیال آتا کہ وہ مجھے کس طرح پہچانیں گے اور میں اپنا تعارف ان کو کس طرح کراؤنگا۔ جب میں حضرت کرمانوالہ شریف پہنچا تو ایک نورانی شکل والے بزرگ جن کے سر پر پانچ کلی ٹوپی سفید لباس میں ملبوس چارپائی پر کیکر کے نیچے جلوگر ہیں اور چارپائی کے ارد گرد چند بیلی دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں جب میں پاس پہنچا تو بغیر تعارف کے فرمانے لگے کہ قاری صاحب قرآن کا رکوع سناؤ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ درس بن جائے گا یہ سن کر میں نے قرآن پاک کا رکوع شروع کیا ابھی صدق اللہ علی العظیم کہنے والا ہی تھا کہ حضرت کرمانوالے پیر نے ارشاد فرمایا کہ قاری صاحب جاؤ ٹیوب ول کے پاس عثمان علی شاہ بیٹھے ہوئے ہیں وہ لاہور جائیں گے اور آپ کا درس بنوا کر آئیں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کے حکم کے مطابق میں ٹیوب ویل کی طرف چل پڑا ابھی ٹیوب ویل کے قریب ہی پہنچا تھا کہ آگے سے پیر سید عثمان علی بخاری رحمتہ اللہ علیہ تشریف لا رہے تھے۔ دل میں یہ خیال آیا کہ اب کیسے تعارف کراؤں اور دل کا مدعا بیان کروں ابھی اسی خیال میں ہی تھا کہ پیر سید عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ قاری صاحب جاؤ میں فلاں تاریخ کو تمہارے پاس آؤں گا اور تمہارا درس بن جائے گا رب کریم رحم فرما دیں گے۔ اور لنگر شریف کھا کر جانا۔ قبلہ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ میں بڑا خوش ہوا کہ یہاں سے بغیر مانگے مدعا ملتا ہے۔ وہاں سے واپس لاہور آ کر میں نے جلسے کا انتظام شروع کر دیا۔ علماء کرام، نعت خوانان اور قراء حضرات کو دعوت نامے بمعہ اشتہارات (بسلسلہ آمد پیر کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ) ارسال کر دیے۔ مقررہ تاریخ پر جلسہ بعد از نماز عشاء شروع ہوا۔ سردیوں کی راتیں تھیں اور رات کافی دیر تک بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ تشریف نہ لائے۔ دل میں طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔ آخر کار رات کے دو بجے سلام پڑھنا شروع کر دیا ابھی ایک دو شعر ہی پڑھے تھے کہ باہر سے کسی بیلی نے آواز دی کہ کرمانوالہ پیر آ گئے ہیں۔ میں باہر دوڑتا ہوا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ جہاں ہم بیٹھے ہیں (یہ جگہ درس کا دفتر ہے) وہاں کرمانوالے پیر کی کار کھڑی ہوئی ہے۔ بے انتہا خوشی کے ساتھ مجھے بے حد حیرت بھی ہوئی کہ کرمانوالے پیر کی کار یہاں تک کیسے آ گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسجد کے سامنے ایک نالہ تھا اور نالہ پر ایک چھوٹی سے پلی تھی۔ وہ پلی اس قدر چھوٹی تھی کہ اس پر سے کار کا گذرنا ناممکن تھا۔ پھر میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی میں نے سوچا کہ جب کرمانوالے پیر واپس جانے لگیں گے تو دیکھوں گا کہ یہاں پر کار کیسے آئی اور اب کیسے جائے گی۔ ادھر کرمانوالے پیر کی آمد کی خوشی سے جلسہ دوبارہ شروع کیا گیا۔ جب صبح کے چار بجے تو کرمانوالے پیر نے فرمایا کہ قاری صاحب اب اللہ تعالیٰ نے آپ کا درس بنا دیا ہے۔ یہ فرما کر آپ نے دعائے خیر کی اور وہاں سے روانہ ہونے لگے، جب ڈرائیور نے کار سٹارٹ کی اور پلی پر سے گزاری تو میں دیکھتا رہ گیا کہ پلی بڑی ہو گئی یا کہ کار چھوٹی ہو گئی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی۔ ابھی انہیں سوچوں میں گم تھا کہ اگلے دن صبح صبح ہی

Marfat.com

کارپوریشن کا ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ قاری صاحب آپ اپنا درس بنائیں اب آپ کو کوئی نہیں روک سکتا اور پھر یہ درس بن گیا۔ اور اس وقت یہاں سے جو ہزاروں طلباء فارغ التحصیل ہو کر چلے گئے ہیں یا جا رہے ہیں۔ یہ سب حضور کرمانوالے رحمتہ اللہ علیہ کی زبان اقدس کا فیضان ہے۔

کرامات بعد از وصال

اولیائے کرام اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں تو اپنے مریدوں/زائرین کی مدد فرماتے ہیں لیکن بعد از وصال بھی ان کی مدد فرماتے ہیں۔ ماسٹر کرالٰہی صاحب جو حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خادم خاص تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کافی عرصہ رہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف موصول شدہ خطوط کے جوابات لکھنے پر معمور تھے خط لکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ہر خط کا جواب سنتے تھے اور اگر کہیں اصلاح کی ضرورت محسوس فرماتے تو اس میں اصلاح فرما دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بذریعہ خط استفسار کی کہ اولیائے کرام اپنی ظاہری زندگی میں تو اپنے مریدین/متوسلین کی مدد فرماتے ہیں کیا ظاہری زندگی کے بعد بھی اولیائے کرام مدد فرماتے ہیں یا نہیں تو ماسٹر کرم الٰہی صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے جواب میں لکھا کہ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اولیائے کرام کی دنیاوی ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں اس لیے وہ اور بھی بہتر طور پر اپنے مریدین/متوسلین کی مدد فرماتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ جواب سن بہت خوش ہوئے اور اس بات کی تصدیق فرمائی۔

قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اتنی کرامات کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے کہ ان کے لیے ایک علحدہ باب کا اضافہ کرنا پڑ رہا ہے۔ جن مین سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

① چوہدری ادریس صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازہ میں شریک ہوا۔ نماز جنازہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم اطہر کو برائے زیارت عام و خاص

Marfat.com

مسجد میں رکھ دیا گیا۔ عقیدت مندوں میں بہت زیادہ جوش وغم تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آخری زیارت کے لیے ہر شخص بیتاب تھا اس بے قرار ہجوم کی وجہ سے چوہدری صاحب کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا موقع نہیں مل رہا تھا انہوں نے دور ہی کھڑے ہو کر دل میں بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی ''حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی حیاتی (زندگی) میں مجھ پر اتنا کرم اور جاتے ہوئے زیارت بھی نہیں کرانی''۔ اس کے بعد وہ بھی لائن میں لگ گئے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب پہنچے تو ڈیوٹی پر موجود شخص نے ان کو لائن سے باہر نکال کر بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب کھڑا کر دیا اور کہا ''بابو جی آپ جی بھر کر زیارت کر لیں آپ کو کئی نہیں پوچھتا''۔ بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دل سے نکلی ہوئی ہوک سن لی اور بے انتہا کرم نوازی کر دی۔

راقم بھی قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نماز جنازہ میں شامل تھا جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ مسجد میں نماز کے لیے لے جایا جا رہا تھا تو راقم کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چارپائی سے بندھا ہوا ایک بانس ہاتھ آ گیا اور راقم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا لیکن اتنے زیادہ ہجوم کی وجہ سے کئی دفعہ راقم کا دم بھی گھٹنے لگا لیکن راقم نے اس وقت قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی اور ایسا محسوس ہوا کہ کسی نے میرے پاس سے یک دم لوگوں کو ہٹا دیا اور میرے ہوش وحواس ٹھیک ہو گئے اس جنازہ کے دوران کئی مرتبہ ایسا ہوا اور راقم کے عرض کرنے پر بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال مہربانی فرمائی۔

بنک میں غلط قرض دینے سے بچا لیا

راقم بورے والہ میں تعینات تھا لاہور سے ایک دوست آئے ہوئے تھے انہوں نے لاہور جانے کا قصد کیا اور مجھے حضرت کرمانوالہ شریف تک چلنے کی دعوت دی میں فوراً ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ عارف والہ میں چوہدری محمد ادریس صاحب ایک بنک میں بطور منیجر تعینات تھے۔ گزرتے ہوئے ان کو بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت کرمانوالہ شریف شیخ رشید صاحب سے ملاقات ہوئی میں اور چوہدری محمد ادریس صاحب لنگر شریف کھانے میں مصروف تھے کہ شیخ رشید صاحب بولے ''ثناء اللہ کے چاٹے ہوئے تو درخت بھی ہرے نہیں ہوتے''۔ محمد ادریس صاحب اپنے دھیان کھانے میں مصروف تھے۔ یہ سنتے ہی ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا جو پھر اٹھا کر انہوں

Marfat.com

نے کھایا۔ چوہدری محمد ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ دراصل انہوں نے درج بالا پارٹی کو ساٹھ لاکھ روپیہ قرضہ دینے کا دل میں فیصلہ کیا تھا لیکن ابھی متعلقہ پارٹی سے وعدہ نہیں کیا تھا اور انہوں نے شیخ رشید صاحب سمیت کسی سے مشورہ بھی نہیں کیا تھا۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چوہدری محمد ادریس صاحب کو کرمانوالہ شریف بلوا کر اپنے ایک درویش کی زبانی درج بالا پارٹی کے کردار سے خود بخود آگاہی فرمائی اور قرضہ دینے کے بعد ادا نہ ہونے کی صورت میں چوہدری محمد ادریس صاحب کو محکمانہ انضباطی کاروائی سے بچالیا۔

بیماریوں سے شفا

اشرف علی نجم قصور والے بیان کرتے ہیں کہ آج سے چند سال قبل ماہ رمضان میں پیٹ کے نیچے دائیں طرف شدید درد ہوا ڈاکٹروں نے اپنڈیکس کی تکلیف بتائی اور فوراً آپریشن تجویز کیا کیونکہ اپینڈیکس کی نالی پھٹنے کا امکان تھا وہ درد کی حالت میں ہی گھر واپس آ گئے اور اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر اندر سے کنڈی لگالی اور حضور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یاد کر کے رونے لگے اور عرض کی سرکار آپریشن ہرگز نہ کرواؤں گا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی نظر کرم فرمائیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دستگیری فرمائی انہیں اسی روز رفع حاجت ہوئی اور تمام خون و پیپ پاخانہ کے ساتھ خارج ہو گیا ان کی تکلیف دور ہو گئی اور اس طرح قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغیر آپریشن ہی تکلیف دور کر دی۔

یہی اشرف علی نجم صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے دو سال بعد سرکاری طور پر عبدالخالق کالونی قصور میں رہائش کے لیے مکان الاٹ ہو گیا وہاں ابھی آبادی زیادہ نہ تھی اس لیے اپنے والدین کے ساتھ اندرون شہر قصور رہائش پذیر تھے جبکہ قصور کا اے۔ ڈی۔ سی جی صبح کے وقت خفیہ طور پر کالونی کا دورہ کیا کرتا اور جو الاٹی اپنے مکان میں رہائش پذیر نہ ہوتا اس کی الاٹمنٹ منسوخ کر دیتا انہی ایام میں اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی بیوی کو خواب میں ملے اور شہر کے میرے موجودہ مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا میری بیوی نے اوپر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازہ پر تشریف فرما ہیں اور

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پوچھ رہے ہیں کہ مکان نمبر ۴ عبدالخالق کالونی آپ کا ہے میری بیوی نے خواب ہی میں جواب دیا کہ ہاں وہ مکان ہمارا ہے تو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا اس مکان میں جا کر رہو میری بیوی نے کہا حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچیوں کو قرآن پاک شروع کروایا ہوا ہے قرآن پاک ختم ہونے پر وہاں چلے جائیں گے جس کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منظوری دے دی۔ صبح میری بیوی نے مجھ سے مکان نمبر 4 عبدالخالق کالونی کے بارے میں معلوم کیا کیونکہ میں نے ابھی تک اس مکان کی الاٹمنٹ کے بارے میں گھر کے کسی فرد سے ذکر بھی نہیں کیا تھا ہم بچیوں کے قرآن پاک ختم ہونے کے بعد اس مکان میں منتقل ہوئے اور وہاں اتنا عرصہ نہ جانے کی وجہ سے ہماری الاٹمنٹ منسوخ نہ ہوئی کیونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں وہاں قرآن پاک ختم ہونے تک منتقل نہ ہونے کی اجازت دے دی تھی۔

عبدالرحمٰن (نو مسلم) ساکن شاہ عالم بھکر بیان کرتے ہیں ۱۹۹۵ء میں (آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے تقریباً سترہ سال بعد) ان کو ملی بادی کی اتنی شدید بیماری لاحق ہوئی کہ ایک بازو سوج گیا اور کالا ہو گیا اس کے ساتھ ہی سارا جسم بھی سیاہی مائل ہو گیا علاج پر کثیر رقم خرچ ہوئی لیکن آرام نہ آیا ڈاکٹروں/طبیبوں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا اس کے ہوش وحواس ختم ہو چکے تھے کہ ایک رات قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور پیر میر طیب علی شاہ صاحب (موجودہ سجادہ نشین) خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھ کے بیٹھو تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے آنکھ کھلی مگر پھر کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے بے سدھ پڑا رہا دوسری رات قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں پھر بیدار کیا اور فرمایا اٹھو تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے چنانچہ وہ اٹھ کر بیٹھ گئے بیماری ختم ہو چکی تھی جسم سے درد وغیرہ دور ہو چکا تھا اور آہستہ آہستہ وہ بالکل تندرست ہو گیا۔

امداد غیبی

چوہدری محمد ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ بمعہ اہل وعیال عارف والہ سے بذریعہ کار لاہور آ رہے تھے کہ بھائی پھیرو (پھول نگر) سے تقریباً ڈیڑھ میل پہلے کار کا ٹائر پنکچر ہو گیا ٹائر بدلنے کے لیے وہ جیک لگاتے لیکن جیک بار بار پھسل کر نیچے گر جاتا تھا سردیوں کے دن تھے اندھیرا ہو چکا تھا اور بیوی بچے ساتھ ہونے کی وجہ سے ان کی پریشانی میں اضافہ ہو رہا

Marfat.com

تھا اس پریشانی کے عالم میں انہوں نے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر مدد کی استدعا کی تھوڑی دیر میں دو آدمی سائیکل پر سوار ان کے پاس آ گئے اور ان سے ان کی پریشانی کا سبب معلوم کیا انہوں نے ان کو اپنے پریشانی بیان کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ پچھلا بمپر اٹھائیں تا کہ جیک پھسل نہ سکے انہوں نے کار کو سہارا دیا تو انہوں (ادریس صاحب) نے جیک لگایا اور پہیہ بدل لیا اور نٹ بولٹ کسنے سے پہلے ان کا شکریہ ادا کیا پہیہ کے نٹ بولٹ کسنے بیٹھے تو دیکھا کہ وہ دونوں حضرات بمعہ سائیکل غائب ہو چکے تھے دراصل قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی غیبی مدد فرمائی تھی۔

پٹرول پمپ کا لگ جانا

محمد شریف بہاولنگر والے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری زندگی میں ہی پٹرول پمپ لگانے کے لیے ایک قطعہ زمین خریدا اور پٹرول پمپ کا نام ''کرمانوالہ کارپوریشن'' رکھا۔ کچھ عرصہ بعد قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا انہوں نے پٹرول پمپ لگانے کی بہت کوشش کی لیکن کمپنی نے منظوری نہ دی اس کوشش میں بہت زیادہ اخراجات بھی ہوئے اور جب کوشش بسیار کے باوجود پٹرول پمپ نہ لگا تو انہوں نے پٹرول پمپ لگانے کا خیال ترک کر دیا۔ کچھ دن کے بعد ان کے ایک بھانجے نے ان سے کہا کہ آپ پٹرول پمپ کے لیے کوشش کریں اب پٹرول پمپ لگ جائے گا لیکن وہ مسلسل انکار کرتے رہے اور وہ اصرار کرتا رہا آخر انہوں نے اس سے پوچھا اصل بات بتائے تو اس نے بتایا کہ دراصل قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواب میں تشریف لائے تھے اور مجھ سے پٹرول پمپ کے بارے میں پوچھا تھا تو میں نے عرض کیا کہ محمد شریف صاحب پٹرول پمپ نہیں لگانا چاہتے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پٹرول پمپ نہیں لگانا تھا تو ہمارا نام ''کرمانوالہ کارپوریشن'' کیوں رکھا تھا اس نے یہ خواب بیان کیا تو انہیں حوصلہ ہوا اور انہوں نے دوبارہ کوشش کی اور تھوڑی ہی کوشش کے بعد پٹرول پمپ منظور ہو گیا۔

Marfat.com

چودھواں باب

قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی حج پر روانگی

مشتمل بر احوال و آثار

سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہ العزیز المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

سید عثمان علی شاہ بخاری رضی اللہ عنہ لخت جگر حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حج پر روانگی

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1970ء میں حج پر جانے کے لیے کراچی تشریف لے گئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جانے کے لیے بہت سے مریدین مشتاق تھے لیکن ان میں سے بعض کا قرعہ اندازی میں نام نہ آیا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چوہدری عبدالغنی۔حاجی شفیق۔حاجی انعام اللہ صاحبان اور ایک اور بیلی کو کراچی لے گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کرم سے چوہدری عبدالغنی صاحب، حاجی شفیق صاحب اور ایک اور بیلی کے حج پر جانے کی منظوری ہوگئی جبکہ حاجی انعام اللہ صاحب کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کوشش جاری رکھیں اور عمرہ پر تشریف لے آئیں۔

بارہ سال سے رکی ہوئی منزل بحال ہوگئی

قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بحری جہاز کے ذریعہ حج پر روانہ ہوئے دوران سفر جہاز پر ایک بزرگ کی ڈیوٹی تھی وہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے گزرے تو کچھ دور جا کر پھر واپس آ گئے قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت سیب نوش فرما رہے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیب کا ایک ٹکڑا اس بزرگ کو دیا اس نے وہ سیب کا ٹکڑا کھا کر نعرہ لگایا ''حق ہو'' اور چلے گئے کچھ دیر بعد دوبارہ نظر آئے تو چوہدری عبدالغنی حاجی شفیق اور دیگر مریدین نے ان کو گھیر لیا اور ان کے نعرہ لگانے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ میرے پیر و مرشد کے وصال کے بعد بارہ سال سے میری روحانی منزل رکی ہوئی تھی میں بہت پریشان تھا کہ ایک دن میرے پیر و مرشد نے خواب میں مجھے بشارت دی کہ سمندر میں تجھے ایک بزرگ کامل ملیں گے وہ تمہیں اگلی منزل پر لے جائیں گے چنانچہ آج قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے گزرا تو میرا دل خود بخود چلنے لگا میں واپس آیا تو میں نے قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے نور کی شعاعیں اپنی طرف آتی ہوئی محسوس کیں اور جب میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عنایت کردہ سیب کا ٹکڑا کھایا تو میری بارہ سال سے رکی ہوئی روحانی منزل بحال ہوگئی یہ شان تھی قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کہ ایک نظر کرم سے بارہ سال سے رکی ہوئی منزل بحال ہوگئی۔

Marfat.com

بحری جہاز پر رکے عازمین حج کو حج کی اجازت

بحری جہاز جب جدہ پہنچا تو اس کو بندرگاہ پر ہی روک لیا گیا اور لنگر انداز ہونے کی اجازت نہ ملی اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرقی پاکستان سے آئے ہوئے ایک جہاز سے کچھ چیچک سے متاثرہ افراد کی نشاندہی ہوئی تھی اس جہاز کو روک لیا گیا اور اسی شبہ میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جہاز بھی روک لیا گیا جوں جوں حج کے دن نزدیک آتے گئے مریدین کی پریشانیاں بڑھتی گئیں حج سے ایک دن پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید عبدالرشید خان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا'' اولیاء اللہ کے پاس خصوصی اختیارات بھی ہوتے ہیں'' قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس بات کا انہیں بھی علم ہے تو عبدالرشید خان صاحب نے عرض کی کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں کوئی کمی تو چھوڑی نہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ اختیارات کب استعمال کریں گے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ تو اولیاء اللہ کی بات کرتے ہیں جو میری سمجھ سے باہر ہے بہر حال آپ جا کر دو نفل پڑھیں اللہ کریم مہربانی فرمادیں گے چنانچہ انہوں نے نفل نماز کا سلام بھی نہ پھیرا تھا کہ جہاز کو لنگر انداز ہونے کی اجازت مل گئی۔تمام لوگوں نے عمرہ ادا کیا اور پھر سیدھے حج کی ادائیگی کے لیے منیٰ پہنچ گئے۔

حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا معلم اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے بیلیوں کا معلم علیحدہ علیحدہ تھے چنانچہ جدہ سے مجھے میرے معلم کی بس میں سوار کر دیا گیا میں بہت پریشان تھا کہ اب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کس طرح مل پاؤں گا اسی پریشانی میں عمرہ ادا کیا اور میرے گروپ کے دوسرے ساتھی چلے گئے میرا سامان بھی انہی کے پاس تھا میں پریشانی کے عالم میں آب زم زم کے پاس کھڑا تھا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے آواز دی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پا کر میری جان میں جان آئی۔اس کے بعد حج کے لیے میدان عرفات روانہ ہونے لگے تو پھر مجھے میرے معلم کی بس میں علیحدہ ہی جانا پڑا میں پھر بہت پریشان ہوا کہ پہلے تو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہو گئی تھی اب تو اتنے رش میں ملاقات مشکل

Marfat.com

ہے میں اسی پریشانی میں معلم کے خیمہ میں چادر لے کر لیٹ گیا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ہی مہربانی فرمائیں گے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ چوہدری عبدالغنی صاحب نے آ کر میرے پاس ہی کھڑے ہو کر مجھے آواز دی کہ یہاں پر کوئی حاجی شفیق صاحب ہیں میں جھٹ کھڑا ہو گیا اور ان کے ساتھ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا دراصل انہیں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے تلاش کرنے کے لیے ہی بھیجا تھا اور یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تصرف تھا کہ انہوں نے میرے پاس آ کر ہی مجھے آواز دی وہاں سے مزدلفہ روانگی پر مجھے خوف ہوا کہ کہیں پھر نہ اکیلے جانا پڑے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال مہربانی سے اپنے ساتھ ہی بس میں سوار کرالیا اور باقی تمام سفر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہی گزرا۔

بشیر احمد راجپوت صاحب بیان کرتے ہیں کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیارات مقدسہ کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔ جب آپ غار ثور زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو مجھے (راجپوت) اور چوہدری عبدالغنی صاحب کو آپ نے فرمایا کہ آپ دونوں دوڑ کر غار ثور پر چڑھیں چنانچہ ہم دونوں دوڑ کر غار ثور پر چڑھنے لگے اور میں (راجپوت) چوہدری عبدالغنی صاحب سے آگے نکل گیا لیکن متواتر دوڑ کر چڑھنے سے میرا سانس پھول گیا اور میں ایک جگہ پر لیٹ گیا ایسا محسوس ہوا کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے اور میں کملہ شریف پڑھنے لگا اتنے میں ایک بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت وہاں آ گئے اور مجھے پینے کے لئے پانی دیا میں نے وہ پانی پیا اور میری طبیعت بحال ہو گئی وہ دونوں حضرات نہ آگے گئے اور نہ پیچھے گئے اور کچھ دیر بعد غائب ہو گئے یہ دونوں حضرات قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ملے اور انہیں بھی پانی پیش کیا۔ معلوم ہوتا کہ وہ رجال نصیب تھے اور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی میر (راجپوت) کی مدد کے لئے طلب فرمائے تھے کیونکہ اس وقت پانی نہ ملتا تو طبیعت زیادہ خراب ہونے کا امکان تھا۔

غار ثور میں دو دو آدمیوں نے جانا تھا حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری غار ثور میں حاضری قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہوئی اور وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں نوافل ادا کئے غار ثور سے باہر آ کر قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاجی شفیق

Marfat.com

صاحب کو نعت پڑھنے کے لیے کہا انہوں نے نعت شریف پڑھی اور تمام حاضرین کے آنسو جاری ہو گئے نعت شریف کے بعد دعا مانگی گئی دعا سے فارغ ہو کر جانے لگے تو وہاں موجود ایک شخص نے ایک اور نعت پڑھنے کی درخواست کی چنانچہ حاجی شفیق صاحب نے ایک اور نعت پڑھی۔

حاجی شفیق صاحب بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ سوق الیل بازار جاتے وہاں دکانوں کا چکر لگاتے خصوصاً گھڑیاں دیکھتے لیکن کچھ خریدتے نہیں تھے دراصل سوق الیل میں مولد پاک جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ اس کے ہی چکر لگایا کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک مرید بشیر راجپوت صاحب نے عرض کیا کہ حضور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ بازار کے چکر لگاتے ہیں اور کچھ خریدتے بھی نہیں اس سے بہتر ہے کہ ہم طواف ہی کر لیا کریں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو طواف کی اجازت دے دی۔ وہ کعبہ کا طواف کے لئے جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک اور شخص مل گیا اور وہ اسے کسی بزرگ کی زیارت کے لیے لے گیا وہ بزرگ وہاں پر موجود نہیں تھے۔ ساتھ لے جانے والے شخص نے راجپوت صاحب کو کچھ کھانے کے لئے پیش کیا اور ساتھ پڑھنے کے لئے ایک کتاب عنائت کی کہ وہ بزرگ تھوڑی دیر میں تشریف لانے والے ہیں آپ اتنی دیر اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ راجپوت صاحب نے وہ کتاب لے لی وہ اسکا مطالعہ کرنے لگے۔ اس میں تحریر تھا کہ حضرت ذالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوق ایل سے گزر رہے تھے تو ایک اور بزرگ کو دیکھ کر انہوں نے چھپنے کی کوشش کی لیکن ان بزرگ نے انہیں دیکھ لیا تھا اس لیے چھپنے کی وجہ پوچھی انہوں نے بہت اصرار کے بعد بتایا کہ جو شخص محمدی المشرب ہوتا ہے اس کے لیے مولد پاک کا طواف ضروری ہوتا ہے اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مولد پاک کے طواف کرنے کا بھید کھل گیا اور ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قطب الاقطاب کے مقام پر فائز ہونے کی تصدیق بھی ہوگئی۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کی حاضری

قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکہ شریف میں سترہ دن قیام کیا اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ حاجی انعام اللہ صاحب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق عمرے کے لیے کوشش کرتے رہے اور جلد ہی ان کا کام بن گیا اور ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ شریف ہی میں مقیم تھے کہ یہ بھی مکہ شریف میں عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ شریف نماز فجر میں حاضر ہو گئے انعام اللہ صاحب بہت پریشان تھے کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدینہ منورہ میں کیسے تلاش کریں گے لیکن ان کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب انہوں نے نماز فجر کا سلام پھیرا تو ان کے دائیں طرف صف میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بائیں طرف جناب حاجی شفیق صاحب موجود تھے اس طرح حاجی صاحب کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تلاش کرنے کی پریشانی سے بچا لیا کیونکہ حاجی صاحب کے پاس آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پتہ نہیں تھا اور نہ اتنے ہجوم میں کسی کو تلاش کرنا اتنا آسان کام تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قیام مدینہ کے آخری ایام میں ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معذرت کرنا چاہی تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری دعوت قبول نہ کی تو میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شکایت کروں گا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم میری روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شکایت نہ کرنا میں تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں۔

ایک دن ایک شخص نے دن میں آپکی دعوت کی اور پھل فروٹ بہت وافر مقدار میں پیش کیے وہ پھل اتنے زیادہ تھے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لیتے تھے چنانچہ ابھی کافی پھل باقی تھے کہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ دعوت پر موجود مریدین نے مزید کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اس شخص نے اپنے گھر کی ایک کھڑکی کھولی تو سامنے روضہ مبارک تھا اس شخص نے فرمایا کہ اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ پھل ختم نہ کیے تو میں آپ لوگوں کی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شکایت کروں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ میرے پاس سے سیر ہوئے بغیر جا رہے ہیں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص سے فرمایا کہ آپ ہماری شکایت نہ کریں ہم آپ کے یہ پھل ختم

Marfat.com

کر کے ہی جائیں گے چنانچہ تمام حاضرین نے وہ پھل بمشکل کھا کر ختم کیے۔

مسجد نبوی میں ایک حبشی عورت بیٹھی رہتی تھی جو ہر وقت ٹکٹکی لگائے گنبد خضراء کی طرف دیکھتی رہتی تھی اس نے کوئی نقاب نہیں لیا ہوا تھا لیکن جب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے پاس سے گزرتے تو چہرہ پر نقاب ڈال لیتی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید نے اس مائی حبشن کے پاس جانا شروع کر دیا اس نے مدینہ شریف میں جوتا استعمال کرنے سے منع کیا اس شخص کے دل میں یہ خیال آیا کہ ننگے پاؤں پھرنے سے پیروں میں گندگی لگ جاتی ہے اور گندگی والے پیر لے کر مسجد بنوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آنا خلاف ادب ہے یہ خیال آنا تھا کہ اس حبشی عورت نے کہا ''کُلُّ مَدِیْنَہ طَیِّبٌ''۔ ''مدینہ کا ذرہ ذرہ پاک ہے''۔ یعنی ننگے پاؤں پھرنے کے بعد مسجد نبوی میں آنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مدینہ کا ہر ذرہ پاک ہے۔

یہ حبشی عورت کسی سے نذرانہ نہ لیتی تھی یہ بات کسی مرید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گوش گزار کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاجی شفیق صاحب کو دس ریال کا نوٹ عنایت فرما کر اس مائی کو دینے کا ارشاد فرمایا حاجی صاحب نوٹ لے کر ان کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے حاجی شفیق سے جھپٹ کر نوٹ لے لیا۔

مدینہ منورہ میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معمولات

- قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کے وقت روزانہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دیتے۔ نماز فجر کے بعد اور بعض اوقات کسی دوسری نماز کے بعد دوسرے تیسرے روز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنت البقیع میں حاضری دیتے۔
- آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز ظہر کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب السلام سے نکل کر بازار میں گھومتے رہتے اور بظاہر کوئی خریداری نہ کرتے مریدین کو اس کی جستجو ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں روزانہ کیوں آتے ہیں تو معلوم ہوا کہ نزدیک ہی قبر مبارک والد ماجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی جس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ حاضری دیتے تھے۔
- آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشاء کے بعد روزانہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاجی شفیق سے فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا جائے قبلہ بابا جی

Marfat.com

سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بھی اور دیگر مریدین بھی حاجی شفیق صاحب کے ساتھ دبی آواز میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران روزانہ کوئی نہ کوئی شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رات کی دعوت کرتا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام مریدین/متوسلین کے ساتھ دعوت میں شریک ہوتے۔کھانے سے فراغت کے بعد محفل میلاد کا انعقاد ہوتا اور اختتام محفل تمام حاضرین مودبانہ کھڑے ہوکر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران کئی مرتبہ باران رحمت ہوئی۔بارش کے دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام مریدین کو روضہ مبارک سے گرنے والے پانی سے غسل کرنے کا حکم فرماتے۔تمام مریدین خود غسل کرتے اور قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے گنبد خضریٰ اور باب جبرئیل سے گرنے والا پانی ایک برتن میں لے جاتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ شریف کی حاضری کے دوران بار بار فرماتے کہ حضور نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کا غلاف پچھلے ستر سال سے نہیں بدلا گیا یہ بات مجھے یعنی غلاف مبارک کا نہ بدلا جانا مجھے کھائے جارہی ہے حاجی انعام اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ اگلے سال 1971ء میں روضہ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمرے کے بعد حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کا غلاف مبارک بدلا جاچکا تھا۔

ایک مرتبہ قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر تھے کہ پیچھے سے دھکا لگنے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دست مبارک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالی مبارک سے چھو گیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ ہاتھ جالی مبارک کو چھونے کے لائق نہ تھے اس لئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی خیال سے کبھی بھی جالی مبارک کو چھونے کی کوشش نہ کی۔

Marfat.com

مدینہ منورہ میں قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جود وسخا

مدینہ منورہ میں ایک بابا غلام رسول بلیوں والا تھا جو وہاں گزشتہ چالیس برس سے رہائش پذیر تھا قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ میں بیواؤں یتیموں اور غرباء کے گھر گھر جاتے اور ان کی مالی امداد فرماتے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام خاکروبوں کو اکٹھا کیا جن کی تعداد تقریباً ساڑھے نوسو کے قریب تھی اور ان میں سے ہر ایک کی مالی امداد کی اس دن اتفاقاً ایک خاکروب موجود نہ تھا اسے معلوم ہوا تو دوسرے روز وہ خاکروب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بجائے صحیح بات کرنے کے اس نے اپنی طرف سے بنا کر یہ بات کی کہ رات خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا وہ آپ کی مالی امداد کریں گے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ابھی حکم نہیں فرمایا ہے جب حکم فرمائیں گے تو میں آپ کی مدد کروں گا دراصل اس نے جھوٹ بولا تھا جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ناراضگی سے جواب دیا حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی تمام خاکروبوں کو بلا کر ان کی مالی امداد کی تھی لیکن اس کے جھوٹ کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ناراضگی ظاہر کی۔

مدینہ منورہ سے روانگی سے چند روز قبل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باورچی خانے تشریف لائے اور وہاں پر موجود خورد ونوش کا سامان ملاحظہ فرمایا اس وقت دیسی گھی کا تقریباً ایک ٹین اور دیگر سامان بھی وافر مقدار میں موجود تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ سامان واپس لے کر نہیں جانا اس لیے آپ لوگ جانے سے پہلے کھا پی کر اس کو ختم کریں۔ چنانچہ ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق اس بچے ہوئے تمام سامان کو بمشکل ہی روانگی سے قبل ختم کیا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنے متوسلین اور مریدین کے ساتھ شفقت کی ایک ادنیٰ سی مثال ہے۔

قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوران حج فرمایا کہ میں نے کسی کو بتایا نہیں لیکن میں پیچھے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں آیا یعنی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنت صدیقی ادا کی اور مدینہ منورہ میں اتنی خیرات فرمائی کہ وہاں کے لوگ عش عش کر اٹھے۔

Marfat.com

مشتمل بر احوال و آثار

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ لخت جگر حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

پندرہواں باب

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بابا جی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے والہانہ محبت اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ حضرت سے محبت اور خصوصی روحانی رابطہ

Marfat.com

اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے والہانہ محبت اور روحانی رابطہ

اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے اور قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد محبت اور آپکا احترام کرتے تھے۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اعلیٰ حضرت سرکار سے اتنی عقیدت اور محبت تھی کہ کوئی کام بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی کے خلاف نہیں کرتے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اگر اوکاڑہ شہر (جو کرمانوالہ شریف سے صرف تین میل کی مسافت پر ہے) جانا ہوتا تو اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لے کر جاتے۔ بلکہ اپنی ہی زمین پر پھیرا لگانے جاتے تو پہلے آپ سے اجازت طلب فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اتنا احترام کرتے تھے کہ اپکی ظاہری حیات میں دنیا کوئی مرید نہ کیا اگرچہ آپ کی خدمت و اجازت اعلیٰ حضرت سے مل گئی تھی آپ فرمایا کرتے تھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہوتے ہوئے میں کیسے مرید کر سکتا ہوں۔

قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایسا روحانی رابطہ تھا جیسا ایک دوسرے سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوتا ہے چنانچہ اکثر مریدین کرمانوالہ شریف میں آ کر کئی کئی دن رہتے اور جانے کے لیے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت کے لیے عرض کرتے اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں اجازت فرما دیتے تو اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انہیں اجازت مرحمت فرما دیتے اور اگر قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں اجازت نہ دیتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انہیں اجازت نہ دیتے تھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عموماً کسی شخص کو مرید فرماتے تو اس کو ہدایت کرتے کہ پیر جی (بابا جی) سے مل لو یعنی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید تربیت کے لیے مریدین کو اپنی ظاہری حیات میں ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آپس میں روحانی رابطے کا اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے بشیر احمد دھوبا غازی آباد لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد نور مغلپورہ میں نماز تراویح پڑھ رہا تھا کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے مولوی قربان علی صاحب امام مسجد کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ نماز کے بعد بیلیوں (مریدین) کو میرے پاس لے کر آئیں چنانچہ نماز کے بعد تمام لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام لوگوں سے ان کے احوال دریافت کئے اور ان کو جانے کی اجازت دے دی لیکن مجھے اجازت نہ دی اور رات وہیں رہنے کو کہا۔ صبح جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس تشریف لے جانے لگے تو مولوی قربان علی صاحب کو فرمایا کہ عید کے بعد مجھے (بشیر احمد) کو اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیعت کرانے لے لیے کرمانوالہ شریف لے کر آنا جس دن مولوی قربان علی صاحب کو مجھے اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں لے جانے کو کہا اسی رات میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں میکلوڈ روڈ لاہور سائیکل پر سوار کسی کام کے سلسلہ میں جا رہا ہوں میرے آگے آگے ایک بزرگ بھی تشریف لے جا رہے ہیں اور ان کے ساتھ کچھ مریدین بھی ہیں۔ میں سائیکل سے اتر کر ان بزرگ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں کچھ دیر بعد ان بزرگ نے بغیر گردن موڑے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ پیچھے آنے والا کون شخص ہے اس مرید نے پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھ سے میرے متعلق معلوم کر کے اعلیٰ حضرت سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گوش گزار کیا اس بزرگ نے کمال مہربانی سے مجھے اپنے پاس بلایا اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا کام کرتے ہو اور میرے بتانے پر کہ میں دھوبی ہوں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے کپڑے دھو کر صاف کرتے ہو اور میں لوگوں کے دل صاف کرتا ہوں کچھ دور آگے چل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے ایک مسجد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ آج گرمی بہت ہے اس مسجد کے کنویں سے پانی نکالو اور نہا لو یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے چلے گئے میں نے مسجد میں جا کر کنویں سے پانی نکالا اور نہانے لگا اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ عید کے تیسرے دن مولوی قربان علی صاحب مجھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں لے گئے میں آپ کے پاس جا کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ برخوردار آپ نہا لئے تھے میں نے عرض کی حضور نہا لیا تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا پہچان لو وہ خواب والا بزرگ میں ہی ہوں تو میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہچان کر عرض کی کہ جناب خواب والے بزرگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی ہیں بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے بیعت سے مشرف فرما کر قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھیج دیا یعنی جس دن بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولوی قربان علی صاحب مرحوم سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالی میں لے جانے کو کہا اسی رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں آ کر ان کو زیارت کرا دی اس سے زیادہ روحانی رابطہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

جناب بشیر احمد عرف مکھن والے حضرت کرمانوالہ شریف والے بیان کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ایک مرتبہ میں اور سائیں بلیاں والے (آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید) حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطر پیش کرنا چاہتے تھے کہ اتنے میں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گاڑی کا ہارن بجا سائیں صاحب نے کہا بابا جی سرکار تشریف لے آئے ہیں اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سائیں صاحب سے کہا کیا تم بابا جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کرتے ہو انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کرتا ہوں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا سائیں جی میں بھی پیر جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت کرتا ہوں۔ سائیں صاحب نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھلا ان سے کیوں نہ محبت کریں گے کہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک ان سے آگے بڑھنی ہے (حالانکہ اس وقت تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی مبارک بھی نہ ہوئی تھی) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا سائیں جی کیا کہا۔ سائیں صاحب نے پھر اسی طرح کہا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین مرتبہ یہ سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے اور سائیں صاحب مرحوم سے فرمایا کہ سائیں جی ہن سانوں تسی عطر دیو (یعنی اب ہمیں عطر دے دیجئے)۔

محمد صابر کوٹ صوفیاں پتوکی سے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھوٹے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد محبت تھی۔ جس کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی کبھی اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہفتہ تک درد گردہ میں مبتلا رہے۔ آفاقہ ہونے پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ مجھے نرم سی روٹی کھلائیں۔ حسب الارشاد اندرون خانہ میں نے قبلہ اماں جی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے عرض کی۔ قبلہ بے بے جی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے خود آٹا گوندھ کر توے پر روٹی تیار کی، میں یہ روٹی حضرت صاحب کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روٹی دیکھ کر فرمایا کہ یہ روٹی سخت ہے اور لاؤ۔ میں یہ روٹی واپس گھر لے گیا دوسری روٹی بے بے جی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے تیار کی جو خوب گھی میں تر اور نرم پکائی گئی۔ میں نے یہ روٹی لا کر دوبارہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے بھی پسند نہ کیا اور فرمایا روٹی سخت ہے یہ روٹی بھی واپس گھر لے گیا۔ علی ھذا القیاس اسی طرح سترہ روٹیاں پکائی گئیں لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روٹیوں میں سے کوئی بھی روٹی پسند نہ کی۔ بالآخر اماں جی پاک رحمۃ اللہ علیہا نے بابا جی عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باہر سے بلایا اور سارا ماجرہ سنایا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

Marfat.com

فرمایا کہاں ہیں روٹیاں مجھے دکھائیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان میں سے دو روٹیاں چھابے میں رکھ کر خود اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روٹیاں دیکھتے ہے فرمایا پیر جی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے یہ روٹیاں کیوں پیش نہیں کیں دیکھو کتنی نرم ہیں اور تناول فرمانی شروع کر دیں۔ سبحان اللہ اس سے حضور بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والہانہ محبت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آخری ایام میں بیماری کی وجہ سے میو ہسپتال میں داخل تھے قبلہ بابا جی سرکار زیادہ تر دور سے آپ کا حال پوچھتے کیونکہ آپ قریب جاتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے گھر واپس جانے کے لیے کہتے۔ ایک مرتبہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمرے کے باہر سے کھڑکی کے ذریعہ آپ کو جھانک کر دیکھا تو اعلیٰ حضرت قبلہ کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار نے دریافت فرمایا کہ جھانکنے والے کون ہیں اور جب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ جھانک رہے تھے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ''قبلہ پیر جی تڑپتے پھر رہے ہیں اور کیوں نہ تڑپیں، جس کا ماں باپ بیمار ہو تو اولاد تو تڑپتی ہے (قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی ان دنوں بیمار تھیں) اس طرح اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار نے بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آپ سے والہانہ عقیدت و محبت کی تصدیق کر دی۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیماری کی وجہ سے میو ہسپتال میں ہی تھے کہ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی مبارک انجام پائی۔ شادی کے بعد قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ ہسپتال میں ہی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار نے ان دونوں کو بہت پیار کیا اور شادی مبارک کی خوشی میں کچھ پیسے بھی عنایت فرمائے۔ جب قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے رخصت ہو کر چلے گئے تو حاجی شفیق صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اونچی آواز میں کافی دیر تک روتے رہے اور اتنا روئے کہ تمام بیلی (مریدین) پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بہت روئے اور اللہ تعالیٰ کو آپ کا رونا اور عاجزی اتنی پسند آئی کہ اللہ نے فرمایا اے یعقوب اگر حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال بھی ہو جاتا تو میں ان کو زندہ کر دیتا۔ اس طرح اعلیٰ حضرت نے قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا کہ جیسے عزت

Marfat.com

یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھی اسی طرح قبلہ بابا جی سرکار سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت محبت تھی۔

ایک بیلی سارنگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور گنج کرم اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ میں نے دیکھا کہ بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار باہر تشریف لا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ سارنگ دیکھو کون آ رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تشریف لا رہے ہیں تو آپ فرمانے لگے کہ اچھا زمانے کا غوث آ رہا ہے، سات زمین اور سات آسمان آپ کی قلہ پر ہیں اور آپ جس طرح چاہیں کر سکتے ہیں اور آپ کا حوصلہ بہت بلند ہے۔

بشیر احمد دھوبا غازی آباد والے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے بعض بیلیوں (مریدین) نے اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ پیر عثمان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیوں زیادہ پیار کرتے ہیں تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "بیلیو میں پیر عثمان علی سے کیوں نہ پیار کروں آپ کی ولادت مبارک ہوئی تو جناب مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ نے مجھے مبارک باد پیش کی اور آپ کے لیے ایک پگ (پگڑی) بھی تحفہ میں عنایت کی"

جناب سارنگ صاحب تاندلیا والے بیان کرتے ہیں کہ میری ڈیوٹی مال ڈنگر پر تھی بابا جی سید عثمان علی شاہ رحمتہ اللہ گاہے گاہے آدھی رات کے وقت میرے پاس تشریف لاتے اور مجھ پر نظر کرم فرماتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے تو میں مال ڈنگر کا گوبر اٹھا اٹھا کر روڑی پر ڈال رہا تھا اور میرے ہاتھ گوبر سے بھرے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھے سینے سے لگایا میں نے عرض کی مجھے گوبر لگا ہوا ہے آپ کے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جن کو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مویشیوں کا گوبر نصیب ہوا اس نے اور کیا لینا ہے۔ یہ آپ کی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت کا ثبوت ہے۔

مفتی محمد احمد یار شمسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت پیر عثمان علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ بیلیوں اور پیر بھائیوں میں اس قدر مقبول تھے کہ ہر ایک ان سے بے پناہ محبت کرتا تھا خود حضرت صاحب سرکار رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بیلیو میرا وس نہیں چلدا مینوں عثمان علی شاہ نال بڑی محبت اے اور یہ حقیقت ہے کہ آج بھی اگر ہم نے کسی بھی پرانے بیلی سے یہ پوچھا کہ تمہیں زیادہ محبت کن کے ساتھ ہے تو اس نے فوراً جواب دیا کہ مجھے بابا جی عثمان علی شاہ بخاری

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ سے بہت محبت ہے۔ ہر بیلی چھوٹے باباجی سرکار کے دیدار کو حج اکبر خیال کرتا تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محبت کے نشے میں ڈوبے رہنا ہی ان کو اچھا لگتا تھا۔

ایک بیلی شمس الدین اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت منظور نظر تھا وہ شخص بہت محنتی تھا اور لنگر شریف کا کام اکیلے ہی چار پانچ آدمیوں کے برابر کرتا تھا لیکن باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احکامات کی تعمیل میں لیت ولعل سے کام لیتا تھا دراصل وہ آپ کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صحیح جانشین نہیں سمجھتا تھا باباجی پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو ناپسند کرنا شروع کیا تو اعلیٰ حضرت نے اس کو لنگر شریف کی خدمت سے فارغ کر دیا۔

اسی طرح چوہدری اللہ بخش صاحب بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت ہی منظور نظر تھا اور لنگر شریف کی خدمات میں پیش پیش رہتا تھا لیکن باباجی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احکامات کی تعمیل کما حقہ نہیں کرتا تھا اس لئے باباجی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ناپسند فرمایا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے لنگر شریف کی خدمات سے فارغ کر دیا۔

پاکپتن شریف سے مغرب کی جانب چک نمبر 36 ایس پی میں مزروعہ زمین کا ایک وسیع قطعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الاٹ ہوا اس میں سے کچھ رقبہ برساتی نالے کے کنارے پھیلا ہوا تھا اور اس میں جنگلی درخت بکثرت اُگے ہوئے تھے اس جنگل کی کٹائی کر کے رقبے کو قابل کاشت بنانے اور ٹیوب ویل لگانے کے لیے حضرت صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب خود کام کی نگرانی کرنے کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ آٹھ دس ماہ متواتر وہاں قیام رہا، اس دوران میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر اتوار کو چک نمبر 36/S.P تشریف لاتے رہے اور اکثر اوقات زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''میرا یہاں کوئی کام نہیں ہے میں تو صرف عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھنے اور ملنے کے لیے آجاتا ہوں''

جناب بشیر احمد خان راجپوت صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''ہم نے چکی راہوں کو کون پوچھتا ہے ہمیں تو پیر عثمان علی شاہ ہی لئے پھرتا ہے'' یعنی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرما کر تصدیق فرمایا کہ پیر عثمان علی شاہ میرا دست راست ہے اور میں تمام امور کی انجام دہی آپ ہی کی مدد و اعانت سے سرانجام دیتا ہوں۔

Marfat.com

سولھواں باب

اقوال زریں

عطائے خلافت

شادی مبارک

وصال

مشتمل بر احوال و آثار

سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

سید عثمان علی شاہ بخاری لخت جگر حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اقوال زریں

میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف نے سالانہ عرس مبارک حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منعقدہ ۳ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ بمطابق 28 دن 1998ء کو اپنی تقریر کے دوران فرمایا:۔

''حضرت قبلہ باباجی عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بیلیوں کو کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے روٹی تو حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کتوں کے لیے بہت ہے یعنی تمام بیلیوں کو زیادہ سے زیادہ اچھے کاموں میں حصہ لینا چاہیے اور ہر وقت کمائی کی طرف ہی دھیان نہیں دینا چاہیے کیونکہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقہ سے ان کے لیے وافر رزق دیا جانا مقرر ہو چکا ہے''۔

قاری مشتاق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبلہ باباجی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ صاحب محفل/عرس/مجلس کا ذکر ہی کرنا چاہیے کیونکہ صاحب عرس/مجلس اور خود محفل میں تشریف لاتے ہیں قاری مشتاق صاحب سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس لیے فرمایا تا کہ تقریر کے لیے آنے والوں کو بتا سکیں اور مقرر حضرات صاحب محفل پر اپنی تقریر کو مرکوز رکھیں۔

احمد دین صاحب لیہ والے بیان کرتے ہیں کہ ایک بیلی نے آپ سے اللہ اللہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی اللہ اللہ یہ ہے کہ رزق حلال کما کر اپنے اہل وعیال کی پرورش کی جائے۔

Marfat.com

عطائے خلافت

اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو والہانہ محبت تھی، اس کا اظہار آپ مریدین کے سامنے اکثر کرتے رہتے تھے۔ آپ کے پاس جو شخص بھی مرید ہونے کے لیے آتا تو عموماً آپ اس کو مزید فرمانے کے بعد قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھیج دیتے تھے یعنی اس مرید کی مزید روحانی تربیت کا کام حضرت قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دیتے تھے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی آپ کو اپنی نیابت سونپ دی تھی، آپ کو خلافت عطا کیے جانے کا واقعہ اس طرح پیش آیا۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم خاص محمد رمضان عرف رمضانی اور ایک اور مرید نے بیان کیا کہ جب آخری ایام میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرض کی شدت کے باعث نقاہت بڑھ گئی تھی تو ایک رات نماز عشاء کے بعد آپ اپنے حجرہ مبارک میں فرشتی بستر پر آرام فرما تھے۔ اس وقت آپ پر عجیب جذب و کیف کا عالم طاری تھا اچانک آپ نے اپنے خادم رمضانی کو اشارہ فرمایا کہ جاؤ اور پیر عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر لاؤ، چنانچہ میں (رمضانی) بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ مبارک میں پہنچا اور عرض کیا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یاد فرما رہے ہیں۔ قبلہ بابا جی سرکار جلدی سے اٹھے اور میرے ساتھ ہو لیے جب بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلی حضرت سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے تو باوجود کمزوری کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھ کر دوزانو بیٹھ گئے اور مجھ (رمضانی) سے چاندی کا روپیہ لانے کو کہا، میں نے چاندی کا روپیہ لا کر حاضر کر دیا۔ آپ نے وہ روپیہ دونوں ہاتھوں پر رکھ کر قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عنایت فرماتے ہوئے آپ سے مصافحہ کیا اور فرمایا، پیر جی اللہ، اللہ کیا کرنا اور لوگوں کو اللہ، اللہ بتایا کرنا میں نے آپ سے کچھ نہیں چھپایا۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پھر بستر پر دراز ہو گئے۔ قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حال سے بے قرار ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ

Marfat.com

گئی، کچھ دیر بے حس وحرکت بیٹھے رہے پھر ساتھ والے کمرے میں تشریف لے گئے۔

اعلیٰ حضرت کرمانوالےؒ کے وصال سے تقریباً تین سال پہلے آپ بہت زیادہ علیل ہو گئے اور تمام بیلی آپ کی ظاہری زندگی سے مایوس ہو گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ ابھی معلوم نہیں کہ فیصلہ کیا ہے آیا وصال کا حکم ہے یا کوئی مہلت ملتی ہے لیکن اس کے بعد اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خیر ہو گئی ہے یعنی مزید مہلت مل گئی ہے۔ دوسرے دن بابا جی محمد علی شاہؒ آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے کوئی دو تین فٹ دور آپ کے قدموں کی طرف بیٹھ گئے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو حضرت قبلہ میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کردہ اوراد و وظائف کے بارے میں آگاہ فرمایا آپ کچھ دیر وہاں بیٹھے اور اس کے بعد وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

اس کے تھوڑی دیر بعد بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بالکل قریب بیٹھ گئے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ پہلے جو لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر دوزانو بیٹھ گئے زانو مبارک بابا جی عثمان علی شاہی رحمتہ اللہ کے بالکل ساتھ مل گئے اس کے بعد اعلیٰ حضرت کرمانوالہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی واسکٹ کی جیب سے چاندی کا ایک روپیہ نکالا او اپنے دونوں ہاتھوں میں رکھ کر بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیش کیا اور فرمایا'' اللہ اللہ کیا کریں اور لوگوں کو اللہ اللہ بتایا کریں میرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چیز تقسیم کرنے کے لئے نہیں ہے۔''

اس وقت بابا جی عثمان علیؒ کے جسم مبارک میں معمولی سی جنبش محسوس ہوئی۔ آپ تھوڑی دیر بعد اٹھ کر اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔

یہ عطائے خلافت کا واقعہ بشیر احمد راجپوت اور حاجی رمضان عرف رمضانی کے سامنے وقوع پذیر ہوا جو کہ اس واقعہ کے عینی شاہدین میں سے ہیں۔

Marfat.com

شادی مبارک

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی مبارک اعلیٰ حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرضی اور خوشنودی سے حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیلیانوالہ (خلیفہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صاحبزادی سے ہوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو فرزند سید صمصام علی شاہ بخاری اور سید میر طیب علی شاہ بخاری ہیں جناب میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہٗ عالی موجودہ سجادہ نشین ہیں دونوں صاحبزادگان نہایت سلیم الطبع اور عظیم الاخلاق ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج وترقی میں نہایت کوشاں ہیں۔

وصال

جناب غلام باری صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ وصال سے پہلے آپ پر حالت استغراق طاری رہنے لگی اور وہی کیفیات ظاہر ہونے لگیں جس طرح اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے پہلے ظاہر ہونا شروع ہوئی تھیں۔ بیماری کے دوران آپ حضرت کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو میں ہی مقیم رہے کہ اچانک 9 شعبان المعظم 1398ھ بمطابق 15 جولائی 1978ء 49 سال کی عمر میں بابا جی سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا سانحہ عظیم پیش آیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

احباب کے قلوب اس تازہ گہرے زخم سے چُور چُور ہو گئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس قدر عجلت کے ساتھ اس دار فانی سے رخت سفر باندھ کر دار بقا کی جانب روانہ ہو جانا سب کو تڑپا گیا۔ ہر دیدہ گریاں اور ہر دل بریاں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا

Marfat.com

چلے گئے بزم احباب پر افسردگی چھا گئی۔ شمع محفل بجھ جانے سے چاروں طرف اندھیرا پھیل گیا۔ ہر سو ویرانی ہی ویرانی نظر آ رہی تھی۔ غم واندوہ کی ان تاریکیوں کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے دو نئی روشن شمعوں کا سامان پہلے سے کر دیا تھا۔ صاحبزادہ سید صمصام علی شاہ صاحب بخاری اور صاحبزادہ سید میر طیب علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم چندے آفتاب ماہتاب ہیں۔ دونوں حضرات نجیب الطرفین ہیں اور متوسلین دربار عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کے لیے ہر طرح سے واجب الاحترام ہیں۔ اللہ رب العالمین گلشن رسالت کے ان نونہالوں کو اپنے عظیم المرتبت دادا پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور خدمت دین و ملت کا جذبہ عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خلق خدا کے لیے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اپنے وصال کے بارے میں اشارۃً ارشادات

وصال سے کچھ عرصہ پہلے آپ اشاروں کنایوں میں اپنے جلد وصال کے بارے میں بتاتے رہے لیکن آہ! ہم اسے سمجھ نہ سکے، میاں محمد یوسف صاحب بوریوالہ کے مکان پر جس میں راقم بھی شریک تھا آپ نے کسی بات پر فرمایا کہ میری عمر 49 سال ہے۔

چوہدری محمد ادریس صاحب بیان کرتے ہیں کہ بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے ایک ہفتہ قبل وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے حضرت کرمانوالہ ہاؤس گڑھی شاہو، لاہور گئے اور آپ کو شدید بیمار دیکھ کر رونے لگے تو قبلہ بابا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں جلد چک (گاؤں) آ رہا ہوں۔ آپ حضرت کرمانوالہ شریف گئے تو ضرور مگر اپنے غلاموں کو داغ مفارقت دے کر۔

شیخ محمد اشرف، کرمانوالہ کلاتھ ہاؤس اوکاڑہ والے بھی اس طرح کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس میں وصال سے ایک ہفتہ قبل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں آٹھ دس روز کے اندر کرمانوالہ شریف آ جاؤں گا۔

Marfat.com

ایک مجلس میں حضور پیر جی سرکار میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہ العالیہ نے فرمایا کہ ابا جانؒ کے وصال سے دو تین قبل میں نے امی حضور اور ایک بہن (خادمہ) کو روتے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں اس پر خادمہ نے مجھے بتایا کہ باباجی حضورؒ نے فرمایا ہے کہ میں پرسوں حضرت صاحب سے جاملوں گا۔ واہ سبحان اللہ کیا شان ہے علم اولیاء اللہ کی۔

اب چند اقتباسات خزینہ کرم مؤلفہ چوہدری مقبول احمد سے درج کیے جاتے ہیں۔ جس میں آپ کی شان ارفع واعلیٰ کا بیان ہے۔

جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرمونوالہ شریف سے ہجرت فرما کر موجودہ جگہ حضرت کرمانوالہ شریف میں قیام پذیر ہوئے تو لنگر کا انتظام اور زمین کی دیکھ بھال کا اہتمام وغیرہ چھوٹے باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دیا آپ نے یہ ذمہ داری احسن طریقے سے نبھائی۔

(صفحہ نمبر 324)

آپ متشرع، خلیق اور مریدین کے ہمدرد اور بہی خواہ تھے۔ منکسر المزاج اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ معاملہ فہم اور مدبر تھے۔ افسوس کہ بہت جلد دنیائے فانی سے دارالبقا کو سدھار گئے۔

قطعہ تاریخ رحلت پیر عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماخوذ از مخزن کرم

کرمانوالے پیر کے پسر دل نواز
عثمان علی شاہ ذی شان عز و ناز
پے سال رحلت ہاتف نے یوں کہا
ہیں وہ خواجہ وفا غریب نواز

1978

Marfat.com

سترہواں باب

آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

کی زیرِ سرپرستی

دعوتی و تبلیغی سرگرمیاں

اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشادِ پاک ہے۔ ''کُنتُم خَیرَ اُمۃٍ اُخرِجَتْ لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَ تَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ ''یعنی تم ان سب امتوں سے بہترین امت ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں کیونکہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔'' بَلِّغُو عَنِّی وَلَو آیہ ''یعنی پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ اس ارشادِ پاک سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تبلیغ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جو شخص حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی ایک ارشاد مبارک کو بھی جانتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔ دعوت و تبلیغ یعنی نیکی کا علم دینے اور برائی سے روکنے کا کام بہت اہم کام ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب کہ ہر طرف کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ سرکار دو عالم ﷺ دعوت و تبلیغ کے لیے مکہ معظمہ سے تھوڑی دور طائف کی وادی میں تشریف لے جاتے ہیں۔ پہلے آپ ﷺ وادی کے عام لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں وہ انکار کر دیتے ہیں پھر آپ ﷺ وادی کے معزز لوگوں کو دعوت دیتے ہیں وہ نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ ظلم کی انتہا کر دیتے ہیں اور وادی کے بدمعاش اور اوباش لڑکوں کو سرکار دو عالم ﷺ کے پیچھے لگایا جاتا ہے وہ آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مبارک جوتیاں مقدس لہو سے بھر جاتی ہیں آپکے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہیں۔ آقا اور غلام دونوں زخمی ہیں۔ پہاڑوں کا فرشتہ حاضر خدمت ہو کر عرض کرتا ہے اگر آپ ﷺ حکم فرمائیں تو میں پہاڑ ان کے اوپر گرا کر انہیں تباہ و برباد کر دیتا ہوں۔ لیکن رحمتِ دو جہاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے ان کی اولاد سے ایسے لوگ پیدا ہوں

Marfat.com

گے جو خدا پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر پہاڑوں کا فرشتہ کہہ اٹھتا ہے جس طرح آپ کے رب نے آپ کا نام رکھا ہے بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤف و رحیم ہیں۔ اُس رحمۃ اللعالمین کی شان والے آقا نے اپنے غلاموں کے لیے یہ حکم صادر فرمایا ہے۔ ''مجھے اُس کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ یا تو تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے یا قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا۔ پھر تم دعا مانگتے رہو گے مگر قبول نہ ہوگی۔'' اُس عظیم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان سعادت مند غلاموں نے سنا اور اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ اسی کام کے لیے وقف کر دیا۔ حضرت صاحب حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مردے زندہ کر دینا یا دل کی باتوں کو جان لینا کوئی کمال نہیں یہ تو شعبدہ بازیاں ہیں، کمال تو یہ ہے کہ دل کو زندہ کیا جائے اور کسی گمراہ کو شریعت مطہرہ کا پابند بنا دیا جائے۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اولیائے عظام نے ہر دور میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ سر انجام دیا اور جب کبھی اسلام کے خلاف کوئی سازش کی گئی یا کوئی فتنہ کھڑا کیا گیا، اولیاء عظام ہی میدانِ عمل میں آئے اور ہر سازش کو ناکام بنا دیا۔ اس دور میں جب کہ اسلام کے مخالفین مسلمان بن کر سادہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور عقائد کو خراب کرنے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف ہیں، تبلیغ دین کی ضرورت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف قبلہ پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہٗ العالیہ نے اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے موجودہ حالات کے پیشِ نظر ایک منظم تبلیغی سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سلسلے میں ملک بھر میں آپ کے حکم کے مطابق ''مراکز تبلیغ'' قائم کیے گئے ہیں۔ ہر ماہ اُن مراکز میلاد پر عظیم الشان محفل میلاد کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ محفل میلاد کے بعد شرکائے محفل کو تبلیغی و دعوتی وفود کے ہمراہ مختلف علاقوں کے مراکز میلاد کے لیے روانہ کیا جاتا ہے۔ مراکز میلاد جگہ جگہ قائم کیے گئے ہیں جو آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کی تبلیغی سرگرمیوں کے ترجمان ہیں۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کی طرف سے سب لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ اپنی مصروفیات سے کچھ وقت نکال کر عقائد اہلسنت کے تحفظ کے لیے اور معاشرے میں اسلام کے نفاذ کے لیے تبلیغی اور دعوتی وفود میں شرکت کریں اور اپنے اپنے گھروں میں محفل میلاد منعقد کریں۔ اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ محفل میلاد میں کوئی ایسا کام نہ ہونے پائے جس سے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی نافرمانی ہو یا سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلاف ورزی ہو۔

Marfat.com

مرکزی سالانہ محفل میلاد:

دربارِ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (ضلع اوکاڑہ) میں ہر سال 13-14-15- ربیع الاول شریف کو سالانہ محفل میلاد کا انعقاد ، صاحبزادہ پیر سید صمصام علی شاہ بخاری اور صاحبزادہ پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری کی سرپرستی میں نہایت عقیدت واحترام سے کیا جاتا ہے۔اس محفل میلاد میں نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک سے بھی بے شمار لوگ شرکت کرتے ہیں اور تمام مشائخ عظام اور علمائے کرام اس میں اپنی شرکت کو باعث سعادت سمجھتے ہیں

حضرت کرمانوالہ اسلامک یونیورسٹی

کا قیام

''حضرت کرمانوالہ اسلامک یونیوسٹی'' کو غیر تجارتی بنیادوں پر قائم کیا جارہا ہے، جس کے ذریعے تقریباً 20,000 طلبہ وطالبات کو مفت تعلیم کی فراہمی ممکن بنائی جائے گی۔

علم کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس کا اظہار پہلی وحی سے ہوتا ہے جو ہمارے پیغمبر ﷺ کی طرف بھیجی گئی۔تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب تک مسلمان علم وتحقیق کے میدان میں مصروفِ عمل رہے، فاتح اور کامیاب حکمران رہے۔اسلام فقط دین ہی نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات بھی ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید دنیاوی علوم سیکھنے کی طرف بھی راغب کیا، تاہم دین کو ہمیشہ دنیا پر فوقیت دی گئی۔مدینہ طیبہ میں تشریف آوری کے فوراً بعد نبی کریم ﷺ نے علم کی اہمیت کے پیشِ نظر دنیا کی سب سے پہلی ''اقامتی درسگاہ'' (Residential University) ''صفہ'' قائم فرمائی، جہاں دینی تعلیم کا اہتمام کیا گیا، علم کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا ''علم کا حصول ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے''۔آپ ﷺ نے مزید فرمایا ''علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے''۔

Marfat.com

بعد ازاں خلفائے راشدین کے دور میں اندرونی و بیرونی ریشہ دوانیوں کے باوجود ''صفہ'' کے معیار کے مطابق علم وتحقیق کا سلسلہ جاری رہا، اسی طرح اموی اور عباسی خلفاء نے علم تحقیق کے میدان میں ترقی کرتے ہوئے کئی شہروں کو ''مدینۃ العلم'' بنادیا۔ جس کی وجہ سے صدیوں مسلمانوں کا وقار بلند رہا، آج کل امت مسلمہ مغرب کی تقلید میں اپنے اس فرض منصبی کو بھول کر مادہ پرستی کی طرف مائل ہوگئی اور اسی لئے اپنی عظمت رفتہ کھو بیٹھی۔

دوسرے بادشاہوں کی طرح برصغیر میں مغلیہ بادشاہوں نے بھی علم کے لئے کوئی خاص کاوش نہ کی چنانچہ برصغیر کے اس کونے سے لے کر اُس کونے تک مسلم حکمرانی کے قدیم آثار میں کسی ''یونیورسٹی'' یا ''ہسپتال'' کی عمارت کے آثار نہیں ملتے۔

اولیائے کرام نے اپنا خانقاہی نظام قائم کر کے دنیا کے ہر حصے میں اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا عقل حیران ہے کہ ان اولیاء اللہ کے سینہ میں مخلوقِ خدا کا کتنا غم ہے؟ ان کے دربار میں پہنچ کر غم کے مارے کس طرح اپنا غم بھول جاتے ہیں؟ بڑے بڑے ظالم اور گناہ گار لوگ ان کے حلقہ بگوش ہوکر، کس طرح سچے اور پکے مسلمان بن جاتے ہیں؟ لوگ کیوں ہمیشہ ان کے گرویدہ اور عقیدت مند رہتے ہیں اور کیوں ان کے نام پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں؟ درحقیقت اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انسانیت کی بنیاد پر لوگوں کا درد اپنے سینے میں پالتے ہیں، اور ان کے قریب ہوکر ان پر نظر کرم کرتے ہیں، یہی وہ مقناطیسی کشش ہے جو لوگوں کو کشاں کشاں ان کی بارگاہ میں لے آتی ہے لہٰذا اُسی نظام کو دوبارہ رائج کرنے کی اشد ضرورت ہے اور اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے معروف روحانی درگاہ حضرت کرمانوالہ سے وابستہ درد مند افراد پر مشتمل ''طیبی فاؤنڈیشن'' کا قیام عمل میں لایا گیا، جسے جانشینِ حضرت کرمانوالہ، باباجی سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہٗ العالیہ کی مکمل سرپرستی اور تائید وحمایت حاصل ہے۔

اغراض ومقاصد

ہمارے مقاصد میں مفت تعلیم کی فراہمی کے لئے ''حضرت کرمانوالہ اسلامک یونیورسٹی'' کا قیام اور ''عثمانیہ ہسپتال'' کی تعمیر شامل ہے۔ بحمد للہ تعالیٰ، اس وقت ''حضرت کرمانوالہ اسلامک یونیورسٹی'' کی تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے لہٰذا اسے ترجیحی بنیادوں پر مکمل کیا جارہا

Marfat.com

ہے۔ایک فری ڈسپنسری کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے جس کو ترقی دیکر عنقریب ہسپتال میں تبدیل کر دیا جائیگا۔

انگریز کا دورِ غلامی برصغیر میں مسلم امہ کو ایک خطرناک صورتحال سے دوچار کر گیا۔قدیم وجدید، دو نظامِ تعلیم متعارف کروا کر ملت کو دو طبقات میں تقسیم کر دیا گیا، مساجد میں علیحدہ فکر پروان چڑھنے لگی اور سکولز میں علیحدہ۔ان کے راستے ہی نہیں بلکہ منزل بھی جدا تھی، آزادی کے بعد اس مسئلے نے خطرناک صورت اختیار کر لی اور دن بہ دن دونوں طبقات کے درمیان خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی، پھٹی ہوئی صفوں پر بیٹھ کر درس قرآن حاصل کرنے والے اپنی جگہ مطمئن تھے اور لبرل یا روشن خیال طبقہ اعلیٰ کرسیوں پر بیٹھ کر اپنی جگہ مطمئن تھا، ایک طبقے نے اسلام کی شکل سخت قالب میں ڈھال کر مسخ کر دی تو دوسرے نے اس کا مفہوم بدل کر نام ونشان مٹانے کی کوشش کو ترقی سمجھا، لیکن افسوس اس بات پر کہ ناکامی دونوں کا مقدر ٹھہری۔آخر کار قدرت نے حضرت کرمانوالے کے نورِ نظر بابا جی سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہ العالیہ کے قلب معطر میں اس سوچ کو جاگزیں کیا کہ ایک ایسی روحانی وتربیتی، علمی درسگاہ کا قیام عمل میں لایا جائے جہاں جدید تعلیم کے ساتھ روحانی تربیت کا انتظام ہو، چنانچہ آپ نے وسیع رقبے پر مشتمل اپنی زرعی اراضی اس مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وقف کر دی جسکا تخمینہ تقریباً آٹھ کروڑ روپے ہے۔

اس یونیورسٹی میں مختلف شعبہ جات کے تحت تقریباً 15 ہزار طلبہ اور 5 ہزار طالبات کو تعلیم فراہم کرنے کا عظیم الشان منصوبہ تیار کیا گیا ہے عمارت کا تخمینہ لاگت اندازاً 35 کروڑ روپے ہے۔

اس جدید یونیورسٹی میں سائنس وٹیکنالوجی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ پاکیزہ کردار کے حصول کے لیے طلباء کی روحانی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے گی کیونکہ جہاں سائنس وٹیکنالوجی بے بس ہو جاتی ہے وہاں روحانیت کام آتی ہے، چنانچہ ارباب فکر و دانش کے نزدیک اس فقید المثال درسگاہ کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔

Marfat.com

شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ طَیّبیہ

بخش دے یارب! تجھے اپنی سخا کا واسطہ!
رحم فرما شافعِ روزِ جزا ﷺ کا واسطہ

صدق دے یارب مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے
فقر دے سلمان محبوب پیمبر رضی اللہ عنہ کے لیے

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا صدقہ میری بگڑی کو بنا
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا صدقہ دے مرے دل کو ضیا

رکھ مجھے با عافیت بہر جناب بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واسطہ دے مجھے نصرت کی نوید

بوعلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واسطہ کر دے میری مشکل کو حل
دے مجھے علمِ طریقت اور توفیقِ عمل

بہر یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیدِ غم سے دہر میں آزاد کر
عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر

حضرت صارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے میں مجھے عرفان دے
حضرت محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صدقہ مجھے ایمان دے

واسطہ خواجہ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فقر درویشانہ دے
واسطہ بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دِل دیوانہ دے

اے خدا بہر جناب شیرِ حق امیرِ کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حرصِ دنیا کو مرے بُت خانہ دل سے نِکال

دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا
کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤ الدین رضی اللہ عنہ کا

دے مرے دل کو سکوں یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طفیل
حضرت احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقہ میں دھوے دِل کا میل

حضرت زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرت درویش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے میں دے فقر و غنا

خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقہ داغِ عصیان کو مِٹا
حضرت باقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا صدقہ دے بھلا بعد الفنا

شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے غیروں کی مِنت سے بچا
صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا

کھول دے دل کی کلی بہرِ سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامدار
تاکہ میرے گلشنِ اُمید میں آئے بہار

حضرت معصوم رضی اللہ عنہ کا صدقہ دکھا کوئے رسول ﷺ
بس رہی ہے جس میں اب تک بُوئے گیسوئے رسول ﷺ

واسطہ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مالکِ ارض و سماء
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

اے خدا بہرِ جناب خواجہ حنفی پارسا رضی اللہ عنہ
وقتِ آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

واسطہ خواجہ ذکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنی اُلفت کر عطا
بخش دے شیخِ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے میری خطا

واسطہ خواجہ زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دے مجھے ذوقِ فنا
بحرِ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبر میں ہو نورِ احمد ﷺ کی ضیا

اے خدا بہرِ جنابِ حاجی شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
دے مرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین

حشر میں جب ہو ترے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامانِ نبی ﷺ بہرِ امام

بہرِ حضرت میر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ صِدق و صَفا
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا

واسطہ یارب تجھے خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا!
دے مجھے علمِ و حیا رزق و شفا صبر و غنا

اے خدا صدقہ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامِ پاک کا
حشر میں ہم عاصیوں کو ظِلِ رحمت میں چھپا

بہرِ جناب خواجہ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
در دو عالم ہست ذات پاک او مارا پناہ

نور چشمِ مصطفےٰ و سیّدِ عالی مقام
کر عطا خلق را لطفِ خاص و فیضِ عام

بہر جناب خواجہ سید عثمان علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فانوس بزم
دور ہوں ہمارے دین و دنیا کے رنج و الم

کوہ و حلم و بحر جود و تاجدار ضبط و نظم
دے ہم کو رہائی ہر جور و ظلم

بہر جناب خواجہ سید میر طیب علی شاہ
کر عطا دو عالم میں ہم کو رشد و ضیا

اے خدا صدقے ان ناموں کے دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

Marfat.com

انوار محبوبین

حضرت کرمانوالے علیہ الرحمۃ

☆محفل میلاد☆

ہر سال 13، 14، 15 ربیع الاوّل

جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ختم شریف شہدائے کربلا☆

سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ وشہدائے کربلا

ہر سال 10 محرم الحرام

☆سالانہ عرس مبارک☆

ہر سال 27، 28 فروری

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف کرمانوالے

حضرت سید عثمان علی شاہ بخاری ❁ حضرت سید محمد علی شاہ بخاری

حضرت سید غضنفر علی شاہ بخاری

بمقام آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف جی ٹی روڈ اوکاڑہ

Marfat.com

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرمانوالے

- دختر — وفات 10۔ دسمبر 1991
- سید عثمان علی شاہ بخاریؒ (اول) — صفرسنی میں وفات پاگئے
- دختر — صفرسنی میں وفات پاگئے
- سید میر طیب علیشاہ بخاریؒ اول — گیارہ سال کی عمر وفات پاگئے
- سید غلام جیلانی شاہ بخاریؒ — صفرسنی میں وفات پاگئے

سید محمد علی شاہ بخاریؒ

وصال 10 جون 1993

- دختر
- سید غضنفر علی شاہ بخاریؒ (جوانی میں انتقال فرماگئے) وصال 2 مارچ 1992
  - دختر
  - دختر
  - دختر
  - دختر
  - دختر

سید عثمان علی شاہ بخاریؒ

وصال 9 شعبان ۱۳۹۸

- سید صمصام علی شاہ بخاریؒ
  - سید حسان بخاری
  - دختر
  - [illegible]
- سید میر طیب علی شاہ بخاریؒ — موجودہ سجادہ نشین
  - دختر
  - سید اسامہ بخاریؒ
  - سید شہریار بخاریؒ

Marfat.com

Marfat.com

طیّبی پبلی کیشنز

155- حبیب اللہ روڈ، خضر پارک، گڑھی شاہو، لاہور

فون: 0300-4195779

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوبات شریف کا اچھوتا انداز میں ترجمہ ایک ہی مضمون کے تمام مکتوبات ایک جگہ

معدن کرم

اولیائے نقشبند

خصوصاً حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ اور
انکے صاحبزادگان کے مکمل حالات زندگی

انوار کرم

عقائد اہلسنت و جماعت پر ایک مستند کتاب

گنجینہ کرم

فضائل درود شریف کا ایک نرالہ انداز

ختم نبوت

قرآن وحدیث سے مستند حوالہ جات

حیات النبی

قرآن وحدیث سے مستند حوالہ جات

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک انوکھے انداز میں

فیوض الحرمین

حج وعمرہ کے جملہ مسائل کا مفصل بیان

گنجینہ حمد و نعت

مشہور شعراء کا نعتیہ کلام بمعہ خطبات جمعہ
عیدین خطبات نکاح، مسائل نکاح

گنجینۂ فیض

اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے فیوض و برکات

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد
حضرت جلال الدین سیوطیؒ کا جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر معرکتہ الآرا رسالہ

صراط الھدی

ترجمہ وتشریح نور الایضاح مولفہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالیؒ

گنجینہ ثواب

ایصال ثواب کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب

حیات الانبیاء

ترجمہ رسالہ انباء الاذکیا بحیات الانبیاء
مولفہ حضرت جلال الدین سیوطیؒ

تقابل ادیان

اسلام کا مذاہبِ عالم سے تقابل

گنجینۂ علم و عرفان

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات سرسری جائزہ

نور الہدیٰ

مسائل طہارت و نماز

گنجینہ ارادو وظائف

قرآن پاک کی تمام سورتوں کے نقوش انکے فوائد، فالنامہ قرآن پاک، مسنون دعائیں
طب نبوی سے مستند نسخہ جات تعویزات، تلخیص مجربات امام سیوطی، تلخیص مجربات امام غزالی

Marfat.com